

مَكْتَبَةُ رَمْدَانَ

کتاب الایمان والرسوم والهدعات

جلد ۱۸

کتاب الایمان والرسوم والهدعات

اقاات

مفتی اعظم ہند علامہ محمد رفیع الدین صاحب دہلوی

مؤلف

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع الدین صاحب دہلوی

ملاحظہ

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع الدین صاحب دہلوی

حسب ہدایت

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع الدین صاحب دہلوی

ناشر محمد رفیع الدین صاحب دہلوی

افادات
مفتی اعظم عارباللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانی رح
مفتی اول دارالعلوم دیوبند
(ولادت: سنہ ۱۲۷۵ھ وفات: سنہ ۱۳۳۷ھ)

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

ملاحظہ

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالہ پوری دہلی

شیخ الحدیث و صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند

ترتیب و تعلیق

حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالہ پوری

استاذ حدیث و فقہ دارالعلوم دیوبند

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

مَكْتَبَةُ وَمَدَنِيَّةُ

فَتَاوَى كَلَامِ الْعَالِمِ دِيُونِ

جلد ۱۸

کتاب الایمان و الرسوم و البدعات

افادات | مفتی اعظم، عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانی

مفتی اول دارالعلوم دیوبند (ولادت: سنہ ۱۲۷۵ھ وفات: سنہ ۱۳۳۷ھ)

مرتب | حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پاپا بن پوری

استاذ حدیث و فقہ دارالعلوم دیوبند

ملاحظہ | حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پاپا بن پوری

شیخ الحدیث و صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند

حسب ہدایت | حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی مدظلہ

مہتمم دارالعلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ دارالعلوم دیوبند

جملہ حقوق بحق دارالعلوم دیوبند محفوظ ہیں

نام کتاب : مکمل و مدلل فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ﴿جلد ۱۸﴾

مسائل : کتاب الایمان والرّسوم والبدعات

افادات : مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانیؒ

مفتی اوّل دارالعلوم دیوبند (ولادت: سنہ ۱۲۷۵ھ وفات: سنہ ۱۳۳۷ھ)

مرتب : مفتی محمد امین صاحب پالن پوری استاذ حدیث و فقہ دارالعلوم دیوبند

ملاحظہ : حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم

شیخ الحدیث و صدر المدرّسین دارالعلوم دیوبند

سن اشاعت :

تعداد صفحات : ۶۲۴

تعداد فتاویٰ : ۹۵۲

ناشر : مکتبہ دارالعلوم دیوبند، یوپی، انڈیا ۲۴۷۵۵۴

فہرست مضامین

کتاب الایمان

ایمان کا بیان

- ۴۷ عرفِ شریعت میں مؤمن اور مسلم میں کوئی فرق نہیں ❁
- ۴۸ مسلمان کرنے کا طریقہ ❁
- ۴۹ نو مسلم نام تبدیل نہ کرے یا ختنہ نہ کرائے تو کیا حکم ہے؟ ❁
- ۴۹ بغیر جلاب کے غیر مسلم مسلمان ہو سکتا ہے ❁
- ۵۰ تصحیح عقائد کا کیا طریقہ ہے؟ ❁
- ۵۰ جو مؤمن اسلام کا اظہار نہ کرتا ہو وہ مسلمان ہے یا نہیں؟ ❁
- ۵۱ مسلمان ہونے کا اعلان کرنا ضروری نہیں ❁
- ۵۱ پولیس میں مسلمان کرانے کی رپورٹ کرنا ضروری نہیں ❁
- ۵۱ مسلمان بنانے کے لیے عدالت کی اجازت لینا ضروری نہیں ❁
- ۵۲ بہ وقت غرق فرعون کا ایمان لانا مقبول نہیں ❁
- ۵۲ یہود و نصاریٰ کو موحد کہنا درست نہیں ❁
- ۵۲ کافر نے صدق دل سے لَا إِلَهَ إِلَّا الرَّحْمَنُ کہا تو مسلمان ہو گیا ❁
- ۵۲ جس شخص کا آخری کلام بسم اللہ ہے وہ دخولِ جنت کی بشارت میں داخل ہے ❁
- ۵۳ اہل جنت کا کلام کرنا، کھانا پینا اور چلنا قرآن و احادیث سے ثابت ہے ❁

- ✽ غیر مسلم صرف اسلام کی کتابیں پڑھے اور کلمہ توحید نہ پڑھے تو وہ مسلمان نہیں..... ۵۴
- ✽ مسلمان کو منافق نہ کہنا چاہیے..... ۵۴
- ✽ سمجھ دار نابالغ کا ایمان معتبر ہے..... ۵۴
- ✽ ماں باپ میں سے جو مسلمان ہوگا بچہ اس کے تابع ہوگا..... ۵۴
- ✽ اسلام لانے سے کسی بھی قوم اور فرقہ کو روک نہیں سکتے..... ۵۵
- ✽ خطرے کے موقع پر گائے کے بجائے بکرے کی قربانی کرنے سے ایمان میں فتور واقع نہیں ہوگا..... ۵۶
- ✽ جو نو مسلم عورت نہ نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے وہ مسلمان ہے..... ۵۶
- ✽ کرامات تین وسوسوں کو لکھتے ہیں یا نہیں؟..... ۵۷
- ✽ کیا دوزخ میں نیک و بد سب کو جانا ہوگا؟..... ۵۷
- ✽ سید دوزخ میں جائے گا یا نہیں؟..... ۵۹
- ✽ بے نمازی مؤمن؛ کافر مشرک سے بہتر ہے..... ۵۹
- ✽ ہر مسلمان پر تواضع لازم ہے..... ۶۰
- ✽ عورت، گھوڑا اور مکان منحوس ہوتے ہیں یا نہیں؟..... ۶۰
- ✽ مسلمانوں کے حق میں کوئی ماہ یا کوئی دن منحوس نہیں..... ۶۱
- ✽ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی..... ۶۳
- ✽ بیمار پرسی سے بیماری لگنے کا عقیدہ خلاف شریعت ہے..... ۶۳
- ✽ انسان مجبور ہے یا مختار؟..... ۶۳
- ✽ کیا اولیاء قبر میں زندہ ہیں؟ اور قبر میں حضور کے بارے میں جو سوال ہوگا اس کی کیا کیفیت ہوگی؟..... ۶۵
- ✽ فرشتے قبر میں حضور ﷺ کی تصویر لاتے ہیں یا نہیں؟..... ۶۶
- ✽ روح کا قبر سے تعلق رہتا ہے..... ۶۷
- ✽ وفات کے بعد مسلمانوں اور کافروں کی ارواح کہاں رہتی ہیں؟..... ۶۷

- ✽ مرنے کے بعد عذاب روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے..... ۶۸
- ✽ کیا مرنے کے بعد قیامت تک روح قبر میں رہتی ہے؟..... ۶۹
- ✽ سماع موتی سے متعلق چند سوالات..... ۶۹
- ✽ سماع موتی کے سلسلے میں حضرات دیوبند کا کیا عقیدہ ہے؟..... ۷۱
- ✽ سماع موتی عند الاحناف ثابت نہیں..... ۷۲
- ✽ مردے سنتے نہیں ہیں تو قبرستان میں السلام علیکم کیوں کہا جاتا ہے؟..... ۷۵
- ✽ عذاب و ثواب مرنے کے بعد ہی شروع ہو جاتا ہے..... ۷۶
- ✽ کیا قبر کا عذاب اہل دنیا کو نظر آ سکتا ہے؟..... ۷۷
- ✽ کیا منکر و نکیر قبر میں میت کو بٹھا کر سوال کرتے ہیں؟..... ۷۸
- ✽ عالم برزخ کس عالم کا نام ہے؟..... ۷۸
- ✽ قبر کا عذاب اور منکر نکیر کے سوال و جواب قرآن و حدیث سے ثابت ہیں..... ۷۸
- ✽ منکر نکیر دو ہیں یا زیادہ؟ اور ایک ہی فرشتہ تمام اموات کی روح کس طرح قبض کرتا ہے؟..... ۷۹
- ✽ عزرائیل علیہ السلام ہی کو ملک الموت کہتے ہیں..... ۸۱
- ✽ منکر و نکیر مردہ سے سوالات کب کرتے ہیں؟..... ۸۲
- ✽ جو مسلمان جمعہ کی شب میں یا دن میں مرتا ہے وہ ہمیشہ عذاب سے محفوظ رہتا ہے یا نہیں؟..... ۸۲
- ✽ رمضان میں انتقال ہو جاوے تو میت سے حساب و کتاب ہوگا یا نہیں؟..... ۸۳
- ✽ عشرہ محرم میں مرنے والے سے حساب اور عذاب کب ہوتا ہے؟..... ۸۵
- ✽ ولد الزنا نیک صالح ہو تو جنت میں داخل ہوگا..... ۸۵
- ✽ مسلمانوں کے نابالغ بچوں سے قبر میں سوال نہیں ہوگا..... ۸۵
- ✽ دوزخ سے نجات اور دخول جنت کے لیے عبادت کرنا شرک خفی نہیں..... ۸۶
- ✽ کیا ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا اور شراب پینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا؟..... ۸۶
- ✽ ہر شخص کی تقدیر لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے..... ۸۷
- ✽ تقدیر مبرم اور معلق کی تعریف..... ۸۷

- ۸۸ جو کچھ ہوتا ہے من جانب اللہ ہوتا ہے ❀
- ۸۸ تقدیر میں کمی یا بیشی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ ❀
- ۸۹ قضاء معلق علی الشرط تحقق شرط کے بعد تقدیر مبرم ہے ❀
- ۹۰ جو کچھ تقدیر میں ہے وہی ہوتا ہے ❀
- ۹۰ نیک بختی اور بد بختی تقدیر سے ہیں تو جزا سزا کیوں ہے؟ ❀
- ۹۳ یہ کہنا غلط ہے کہ تقدیر کوئی شے نہیں ہے ❀
- ۹۳ قیامت کے دن مردے ننگے اٹھائے جائیں گے ❀
- ۹۳ بالغ ہونے سے پہلے جو بچہ مر گیا جنت میں اس کو حوریں ملیں گی یا نہیں؟ ❀
- ۹۴ شکی آدمی جنت میں جائے گا یا نہیں؟ ❀
- ۹۴ پاگل مواخذہ اخروی سے بری ہے ❀
- کیا زکاۃ، حج اور قربانی نہ کرنے والا اور ثناء کے ایصال ثواب کی وجہ سے مواخذہ سے
۹۴ بری ہو سکتا ہے؟ ❀
- ۹۴ بھوت، دیو، چڑیل اور پریاں سب جنات ہیں اور ان کا اثر پڑنا ممکن ہے ❀
- ۹۶ عرش قدیم ہے یا حادث؟ ❀
- ۹۶ جنت کی نعمتیں مخلوق و موجود ہیں ❀
- ۹۷ قیامت کے دن عورتوں کو خدا کا دیدار ہوگا یا نہیں؟ ❀
- ۹۷ عالم برزخ میں اہل و عیال سے ملاقات ہوتی ہے یا نہیں؟ ❀
- ۹۸ جنات میں پیغمبر ہوئے ہیں یا نہیں؟ ❀

توحید و صفات کا بیان

- ۹۹ باری تعالیٰ ہر وقت کسی اہم کام میں ہیں ❀
- ۹۹ انسان اور اس کے اعمال کے خالق اللہ تعالیٰ ہیں ❀
- ۱۰۰ خیر و شر سب اللہ ہی کی طرف سے ہے ❀

- ❖ ۱۰۱ خیر و شر کی نسبت اللہ کی طرف کرنا
- ❖ ۱۰۲ بندوں کے جملہ افعال کے خالق اللہ تعالیٰ ہیں
- ❖ ۱۰۲ برے کاموں کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا بے ادبی ہے
- ❖ ۱۰۳ جب بندہ کی مشیت اللہ کی مشیت کے تابع ہے تو بندہ کا سب کیسے ہو سکتا ہے؟
- ❖ بندوں کے افعال اختیار یہ اللہ کی مشیت کے تحت داخل ہیں اور لا جبر و لا قدر میں
- ❖ ۱۰۳ کوئی تعارض نہیں
- ❖ ۱۰۴ کیا آخر شب میں اللہ تعالیٰ سماء دنیا پر نزول فرماتے ہیں؟
- ❖ ۱۰۴ رحمت خداوندی کے بارے میں ایک شبہ اور اس کا جواب
- ❖ ۱۰۵ کیا اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھے ہوئے ہیں؟
- ❖ ۱۰۶ اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر کب تھا؟
- ❖ ۱۰۶ خدا تعالیٰ سب جگہ موجود ہے، کوئی خاص جگہ اس کے قیام کی نہیں
- ❖ ۱۰۷ اللہ تعالیٰ کا مقام فقط عرش ہے یا وہ ہر جگہ ہیں؟
- ❖ ۱۰۷ اللہ تعالیٰ کسی چیز میں حلول کیسے ہوئے نہیں ہیں
- ❖ ۱۰۷ اللہ تعالیٰ کی جملہ صفات بے کیف و بے مثل ہیں
- ❖ ۱۰۹ کیا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ، منہ، آنکھ، کان اور پیر ہیں؟
- ❖ کیا کوئی درویش مراقبہ میں خدا کی صورت دکھا سکتا ہے؟ اور خدا تعالیٰ کے ہاتھ پیر ہیں یا نہیں؟
- ❖ ۱۱۱ صفات خداوندی میں کسی کو شریک ماننا شرک ہے
- ❖ ۱۱۱ صفات ثبوتیہ کو مخلوق و حادث ماننے والا مسلمان ہے یا نہیں؟
- ❖ ۱۱۲ صرف خدا کی وحدانیت کو ماننے والا مسلمان نہیں
- ❖ ۱۱۲ اقرار رسالت کے بغیر خدا کی وحدانیت کو ماننا بے سود ہے
- ❖ ۱۱۳ کیا خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے سجدہ کرنا: پتھر کو سجدہ کرنا ہے؟
- ❖ ۱۱۳ استقبال قبلہ اور بت پرستی میں فرق

- ❖ خدا کو ماں باپ کہنا جائز ہے یا نہیں؟ ۱۱۴
- ❖ اللہ کے سوا کوئی حاضر و ناظر نہیں ۱۱۷
- ❖ علم غیب علی الاطلاق باری تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے ۱۱۷
- ❖ قرآن مجید کی شان بڑی ہے یا رسول اللہ ﷺ کی؟ ۱۱۸
- ❖ کلام الہی انبیاء اور ملائکہ سے افضل ہے ۱۱۸
- ❖ تورات و انجیل کے کسی حکم پر عمل کرنا کب درست ہے؟ ۱۱۸

قرآن اور تفسیر کا بیان

- ❖ قرآن شریف تمام انسانوں کی ہدایت کے لیے نازل ہوا ہے ۱۲۰
- ❖ قرآن شریف کس زبان میں اور کس پر نازل ہوا اور کون لایا؟ ۱۲۰
- ❖ مکی اور مدنی آیات کی تعریف ۱۲۱
- ❖ قرآن شریف کا مثل لانا ممنوع عقلی ہے یا شرعی؟ ۱۲۱
- ❖ یہ کہنا غلط ہے کہ قرآن شریف متفرق نہیں اُترا ۱۲۱
- ❖ قرآن کریم کتنی مرتبہ جمع کیا گیا؟ ۱۲۲
- ❖ یہ کہنا گمراہی ہے کہ موجودہ قرآن کی ترتیب صحیح نہیں ۱۲۳
- ❖ کلام اللہ کے احکام عقل کے خلاف نہیں ۱۲۵
- ❖ کفار کے اقوال جو قرآن شریف میں آئے ہیں وہ صحیح ہیں ۱۲۵
- ❖ قرآن مجید کے ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں ۱۲۵
- ❖ کلمہ طیبہ پڑھنے سے تلاوت قرآن کا ثواب ملے گا؟ ۱۲۶
- ❖ قرآن شریف پڑھنے کا ثواب درود شریف پڑھنے سے زیادہ ہے ۱۲۶
- ❖ یہ کہنا غلط ہے کہ اللہ اور اس کے رسول نے سورہ بقرہ نام نہیں رکھا ۱۲۷
- ❖ ضاد کو طاء کے مشابہ پڑھنا ۱۲۷

۱۲۸	حروفِ مقطعات کے معنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا.....
۱۲۹	فرض نمازوں کی رکعات کا ثبوت احادیث سے ہے.....
۱۲۹	آزاد عورت اور باندی کی سزا میں فرق کیوں ہے؟.....
۱۳۱	نماز اور تلاوت میں محض خیالِ قلب کافی نہیں اور ذکرِ قلبی و نفسی کی فضیلت.....
۱۳۱	خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا کا مطلب.....
۱۳۲	وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ کے مخاطب کون ہیں؟.....
۱۳۲	بیت اللہ کو اصرام سے پاک کرنے کا مطلب.....
۱۳۳	آیتِ فدیہ کی تفسیر.....
۱۳۴	وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ میں جس عہد کا ذکر ہے اس سے مقصد کیا ہے؟.....
۱۳۴	وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا الْآيَةَ کا صحیح مطلب.....
۱۳۵	فَإِنْ طَبَنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا کا صحیح ترجمہ.....
۱۳۵	يُوصِيكُمُ اللَّهُ الْآيَةَ میں مرنے کے بعد میراث کا بیان ہے.....
۱۳۵	ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ کا صحیح مطلب.....
۱۳۶	فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ سے متعہ کے جواز پر استدلال درست نہیں.....
۱۳۷	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ کا مطلب.....
۱۳۷	یہود و نصاریٰ کو اولیاء بنانے سے کیا مراد ہے؟.....
۱۳۸	زمین و آسمان چھ دنوں میں پیدا کرنے میں کیا حکمت ہے؟.....
۱۴۰	الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَمًا وَقُعُودًا وغیرہ آیات میں ذکرِ دائمی سے کیا مراد ہے؟.....
۱۴۱	إِنَّمَا الصَّدَقَتُ لِلْفُقَرَاءِ میں کون سے صدقات مراد ہیں؟.....
۱۴۲	سورہ کہف کی آیت: ۵۱ کا مطلب.....
۱۴۲	وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِّنْ بُدْنٍ کے کیا معنی ہیں؟.....
۱۴۳	جس مکان میں پردہ نہ ہو اس کے صحن سے گزرنا جائز ہے یا نہیں؟.....
۱۴۳	آیت: وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ کا مطلب.....

- ✽ نماز بے حیائی اور برے کاموں سے کب روکتی ہے؟ ۱۴۴
- ✽ لَهْوُ الْحَدِيثِ سے کیا مراد ہے؟ ۱۴۵
- ✽ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى الْآيَةِ کی تفسیر ۱۴۶
- ✽ مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ کا مصداق کون ہے؟ ۱۴۶
- ✽ پتھروں کو دوزخ میں جلانے کی حکمت ۱۵۲
- ✽ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ میں ہَوَىٰ سے کونسی خواہشات مراد ہیں؟ ۱۵۲
- ✽ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ میں مِثْلُهَا کی ضمیر کا مرجع کیا ہے؟ ۱۵۳
- ✽ سورہ ماعون میں مَاعُونٌ سے کیا مراد ہے؟ ۱۵۳
- ✽ چند آیتوں کی تفسیریں ۱۵۴
- ✽ کیا درج ذیل دو آیتوں میں تعارض ہے؟ ۱۶۵
- ✽ آیت: مَا أَدْرِى مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ مَنْسُوخٌ ہے یا نہیں؟ ۱۶۵
- ✽ قرآن شریف میں کوئی آیت منسوخ ہے یا نہیں؟ ۱۶۹
- ✽ کیا ابن مسعود معوذتین کو قرآن نہیں سمجھتے تھے؟ ۱۷۱
- ✽ سورہ براءت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنی مستحب ہے یا نہیں؟ ۱۷۲
- ✽ تَرَجُّوا مفرد کا صیغہ ہے، اس کے آخر میں الف کیوں لکھا جاتا ہے؟ ۱۷۳
- ✽ مضارع کو ماضی کے معنی میں استعمال کرنے کا کیا قاعدہ ہے؟ ۱۷۳
- ✽ سورہ مائدہ میں وَالصَّبِیُّونَ بالواو ہی ہے، یہ سہو کا تب نہیں ۱۷۴
- ✽ خمر کی تعریف اور اس کا حکم ۱۷۶
- ✽ تلاوت کے وقت دل میں یہ خیال آتا ہے کہ یہ کلام الہی نہیں ہے تو کیا حکم ہے؟ ۱۷۷
- ✽ غیر مسلم کو ترجمہ قرآن دے سکتے ہیں یا نہیں؟ ۱۷۷
- ✽ خطبہ میں اَيَّاهُ نَعْبُدُ وَ اَيَّاهُ نَسْتَعِينُ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ ۱۷۸
- ✽ سَلِّ مِنْ اَهْلِ عِلْمٍ کو کلام پاک کی آیت کہنا ۱۷۸
- ✽ ہاروت و ماروت کا قصہ معتبر نہیں ۱۷۹

حدیث کا بیان

- ❖ حدیث: وحی غیر متلو ہے ۱۸۰
- ❖ احادیث کی تدوین بدعت نہیں ۱۸۰
- ❖ صحاح ستہ کے علاوہ دیگر کتب حدیث کو صحیح کیوں کہا جاتا ہے؟ ۱۸۱
- ❖ یہ کہنا کہ بخاری شریف قول رسول نہیں: کیسا ہے؟ ۱۸۱
- ❖ بخاری اور ترمذی کی حدیثوں میں تطبیق ۱۸۱
- ❖ کیف ما اتفق احادیث پر عمل کرنا کیسا ہے؟ ۱۸۲
- ❖ حدیث: علیکم بسنتی إلخ کی سند کے تمام راوی ثقہ اور مقبول ہیں ۱۸۲
- ❖ کلمہ طیبہ کا احادیث سے ثبوت ۱۸۴
- ❖ ہر صدی میں مجدد کا ہونا ضروری ہے: اس کی تشریح و وضاحت ۱۸۵
- ❖ حدیث: طلب العلم فریضة علی کل مسلم کا مطلب ۱۸۷
- ❖ أقل الدعاء ثلاثة کا مطلب ۱۸۸
- ❖ صبح و شام رضیت باللہ ربنا إلخ پڑھنے کی فضیلت ۱۸۹
- ❖ ادعیہ ما ثورہ کے برابر کوئی دعا اور وظیفہ نہیں ہو سکتا ۱۹۰
- ❖ ما راہ المؤمنون حسناً کا مطلب ۱۹۱
- ❖ من تشبہ بقوم فهو منهم کا مطلب ۱۹۲
- ❖ حدیث: صلّوا خلف کل برّ و فاجر کا مطلب ۱۹۲
- ❖ نماز جنازہ میں قراءت فاتحہ والی روایت کا مطلب ۱۹۴
- ❖ کیا حدیث: لامہر أقل من عشرة دراهم کے بارے میں مولانا عبدالحی صاحب کی تحقیق درست ہے؟ ۱۹۵
- ❖ الموت راحة الفقراء حدیث ہے یا نہیں؟ ۱۹۶

- ❖ چند اقوال و احادیث کی تحقیق و تخریج ۱۹۶
- ❖ لولاك لما خلقت الأفلاك حدیث ہے یا نہیں؟ ۱۹۷
- ❖ من لم يعرف إمام زمانه فقد مات ميتة الجاهلية کی تحقیق ۱۹۸
- ❖ يسعني قلب عبدي المؤمن حدیث ہے یا نہیں؟ ۱۹۹
- ❖ أوتيت علم الأولين والآخرين حدیث ہے یا نہیں؟ ۲۰۰
- ❖ الذكاة ما بين اللبة واللحين کیسی حدیث ہے؟ ۲۰۱
- ❖ لا صلاة لجار المسجد إلخ اور إن أفضل أعمال أمتي إلخ کی تحقیق ۲۰۲
- ❖ لا صلاة إلا بحضور القلب حدیث ہے یا نہیں؟ ۲۰۳
- ❖ لا صلاة إلا بفاتحة الكتاب سے وجوب کیوں کر ثابت ہوتا ہے؟ ۲۰۴
- ❖ السخي حبيب الله و لو كان فاسقا حدیث ہے یا نہیں؟ ۲۰۵
- ❖ من عرف نفسه فقد عرف ربه حدیث ہے یا نہیں؟ ۲۰۶
- ❖ أخرجوا اليهود والنصارى من جزيرة العرب حدیث صحیح ہے یا ضعیف؟ ۲۰۶
- ❖ من زار قبري وجبت له شفاعتي صحیح حدیث ہے یا ضعیف؟ ۲۰۷
- ❖ من صلی خلف عالم تقی إلخ حدیث ہے یا نہیں؟ ۲۰۷
- ❖ جو شخص یہ کہتا ہے کہ فلاں حدیث ہدیٰ ان ہے اس کے لیے کیا حکم ہے؟ ۲۰۸
- ❖ موضوع روایات نقل کرنے والے دجال و کذاب ہیں ۲۰۹
- ❖ نمازوں کے بعد سونے کے سلسلہ کی ایک موضوع حدیث ۲۰۹
- ❖ تارک نماز کے تعاون کرنے کے متعلق ایک بے اصل روایت ۲۱۰
- ❖ أنا عرب بلاعین، أنا أحمد بلا ميم، باطل مقولہ ہے اور أول ما خلق الله ۲۱۰
- ❖ نوری کا مطلب ۲۱۰
- ❖ أول ما خلق الله نوري بے اصل روایت ہے ۲۱۲
- ❖ خرمہ پر فاتحہ دینے والی حدیث بے اصل ہے ۲۱۳
- ❖ کیا مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے سے چالیس روز کی عبادت کا ثواب زائل ہو جاتا ہے؟ ۲۱۳

- ❖ ناکح الید ملعون حدیث ہے یا نہیں؟ ۲۱۴
- ❖ یہ حدیث نہیں ہے کہ تم اپنے پیٹوں کو جانوروں کا قبرستان مت بناؤ ۲۱۵
- ❖ نومولود کی ناف کاٹنے کی روایت صحیح ہے یا نہیں؟ ۲۱۵
- ❖ جس سورت پر تلاوت ختم ہو اس سورت کی چند آیتیں چھوڑنے کی روایت غلط ہے ۲۱۶
- ❖ شبِ معراج سے متعلق چند موضوع روایات ۲۱۶
- ❖ حج کی فضیلت اور چند بے اصل روایات ۲۱۷
- ❖ من جدد قبراً أو تمثالاً فقد خرج عن الإسلام موضوع روایت ہے ۲۱۸
- ❖ حضرت حمزہ کے سوئم وچہلم کی روایت ثابت نہیں ۲۱۸
- ❖ آنحضرت ﷺ کی ولادت کے سلسلہ میں ایک بے اصل روایت ۲۱۸
- ❖ کیا یہ حدیث صحیح ہے کہ گناہ گار مسلمان قبر سے بے گناہ اٹھیں گے ۲۱۹
- ❖ امتِ محمدیہ کی بخشش سے متعلق ایک من گھڑت روایت اور شہادتِ حسین کو بخشش کا ذریعہ سمجھنا ۲۲۱
- ❖ صالح عالم کے قبرستان سے گزرنے سے قبر کا عذاب اٹھالیا جاتا ہے یا نہیں؟ ۲۲۲
- ❖ ذبح کے بغیر مچھلی اور ٹڈی کے حلال ہونے کی من گھڑت روایت ۲۲۳
- ❖ عرش کے نیچے آفتاب کے سجدہ کرنے کی روایت کا انکار کرنا جہالت ہے ۲۲۳
- ❖ کیا توبہ کرنے والا شخص قسم کھا کر کہہ سکتا ہے کہ میں نے گناہ نہیں کیا؟ ۲۲۴
- ❖ نماز کو دراز کرنا اور خطبہ کو مختصر کرنا ۲۲۵

انبیاء و اولیاء کا بیان

- ❖ سرورِ کائنات ﷺ کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے؟ ۲۲۶
- ❖ آنحضرت ﷺ مومنین کے روحانی باپ ہیں ۲۲۶
- ❖ آنحضرت ﷺ کی بعثت تمام لوگوں کے لیے عام ہے ۲۲۷

- ✽ رسول اللہ ﷺ کو نبوت کب ملی؟ ۲۲۸
- ✽ کیا حضور ﷺ کو بشر کہنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے؟ ۲۲۸
- ✽ یہ کہنا کہ آنحضرت ﷺ ہم جیسے تھے: کیسا ہے؟ ۲۲۸
- ✽ رسول اللہ ﷺ سے محبت کے لیے آپ کی پیروی ضروری ہے ۲۲۹
- ✽ حضور ﷺ کے فضلات پاک تھے یا نہیں؟ ۲۲۹
- ✽ آنحضرت ﷺ کا شافع محشر ہونا اور کلمہ طیبہ کا ثبوت ۲۳۲
- ✽ شفاعت کبریٰ آنحضرت ﷺ کے ساتھ خاص ہے ۲۳۳
- ✽ آنحضرت ﷺ سے شفاعت کا وعدہ کیا گیا ہے اجازت قیامت کے دن ہوگی ۲۳۴
- ✽ آنحضرت ﷺ کی شفاعت سے کفار کے عذاب میں تخفیف ہوگی یا نہیں؟ ۲۳۴
- ✽ آنحضرت ﷺ اہل کتاب اور مشرکین کے لیے شفاعت فرمائیں گے یا نہیں؟ .. ۲۳۶
- ✽ معراج کا واقعہ عالم بیداری میں پیش آیا تھا یا خواب میں؟ ۲۳۶
- ✽ معراج کس تاریخ میں ہوئی؟ ۲۳۷
- ✽ معجزہ شق القمر کی کیفیت ۲۳۸
- ✽ حضور ﷺ نے شق القمر کے لیے دعا کی تھی یا اشارہ؟ ۲۳۸
- ✽ آنحضرت ﷺ کی انگلی سے چشمہ کا پھوٹنا ۲۳۹
- ✽ جو شخص آنحضرت ﷺ کو افضل الانبیاء نہ مانے وہ گمراہ ہے ۲۴۰
- ✽ حضور اکرم ﷺ کی افضلیت کا انکار کرنا ۲۴۰
- ✽ کیا حضرت یوسف علیہ السلام آنحضرت ﷺ سے زیادہ سخی تھے؟ ۲۴۰
- ✽ کیا آنحضرت ﷺ ہر شخص کے دل میں یا دل کے قریب بیٹھے ہوئے ہیں؟ ۲۴۱
- ✽ آنحضرت ﷺ کی تو صیف میں غلو کرنا ۲۴۱
- ✽ معجزہ اور استدراج میں فرق ۲۴۳
- ✽ کرامات اولیاء حق ہیں ۲۴۳

- ✽ معجزہ اور کرامت: نبی اور ولی کی وفات کے بعد رونما ہو سکتے ہیں؟ ۲۴۴
- ✽ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کی حقیقت ۲۴۴
- ✽ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا متعدد آیات سے ثابت ہے؛ اس کا منکر کافر ہے ۲۴۴
- ✽ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا مسئلہ ۲۴۵
- ✽ عزیر علیہ السلام کی حیات بعد الموت اور رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام کا انکار گمراہی ہے ۲۴۵
- ✽ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قرآن وحدیث سے ثابت ہے ۲۴۸
- ✽ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی دوسرا نبی مع جسم کے آسمان پر گیا ہے یا نہیں؟ ۲۴۸
- ✽ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کا مسئلہ ۲۴۸
- ✽ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان پر ہیں یا دوسرے آسمان پر؟ ۲۴۹
- ✽ حضرت مہدی کس خاندان سے ہوں گے؟ ۲۴۹
- ✽ اللہ کے خاص بندوں کو شیطان فریب نہیں دے سکتا ۲۵۰
- ✽ ولی وہ ہے جو متقی ہو ۲۵۰
- ✽ بزرگی کا تعلق عمل سے ہے نہ کہ ذات سے ۲۵۰
- ✽ کوئی ولی کسی پیغمبر کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا ۲۵۱
- ✽ آنحضرت ﷺ کو عالم الغیب سمجھنا صحیح نہیں ۲۵۱
- ✽ جو شخص آنحضرت ﷺ کو عالم الغیب مانے اس کے لیے کیا حکم ہے؟ ۲۵۲
- ✽ حضور ﷺ کے لیے علم غیب کے بارے میں کیا عقیدہ رکھے؟ ۲۵۴
- ✽ سرور کائنات ﷺ کا علم غیب کلی تھا یا جزئی؟ ۲۵۵
- ✽ انبیاء علیہم السلام کو عالم الغیب جاننا کیسا ہے؟ ۲۵۵
- ✽ پیروں اور اولیاء اللہ کو غیب داں جاننا اور ان کو پکارنا کیسا ہے؟ ۲۵۵
- ✽ بزرگ بہ ذریعہ کشف آئندہ کی بات جان سکتے ہیں یا نہیں؟ ۲۵۶

- ✽ جو باتیں ہم کرتے ہیں وہ اور درود شریف حضور ﷺ سنتے ہیں یا نہیں؟ ۲۵۶
- ✽ انبیاء اور اولیاء کو حاضر و ناظر اور عالم الغیب سمجھنا کفر ہے یا نہیں؟ ۲۵۷
- ✽ آنحضرت ﷺ کو حاضر و ناظر سمجھ کر یا رسول اللہ کہنا اور تعویذوں میں یا محمد لکھنا درست نہیں ۲۵۸
- ✽ حیات نبی کا مسئلہ ۲۵۸
- ✽ کیا رسول مقبول ﷺ ہر جگہ موجود ہیں؟ ۲۵۹
- ✽ رسول اللہ ﷺ کا سایہ زمین پر پڑتا تھا یا نہیں؟ ۲۵۹
- ✽ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کا نور ہیں یا نہیں؟ ۲۶۲
- ✽ رسول اللہ ﷺ کو خدا کا وزیر اعظم اور مختار عام کہنا درست نہیں ۲۶۳
- ✽ انبیاء اور اولیاء کو حاضر و ناظر اور مشکل کشا سمجھنا کیسا ہے؟ ۲۶۴
- ✽ انبیاء اور اولیاء وفات کے بعد سنتے ہیں یا نہیں؟ ۲۶۴
- ✽ انبیاء اور اولیاء سے مدد طلب کرنا جائز نہیں ۲۶۵
- ✽ کیا اولیاء اللہ کے فیوض وفات کے بعد بھی جاری رہتے ہیں؟ ۲۶۶
- ✽ انتقال کے بعد کوئی مدد و نجات دینے کی طاقت رکھتا ہے؟ ۲۶۶
- ✽ کیا اولیاء کی ارواح خود مختار اور قادر مطلق ہیں؟ ۲۶۷
- ✽ صاحب قبر سے دعا کی درخواست نہ کرے ۲۶۷
- ✽ حضور ﷺ کے توسل سے دعا مانگنا حدیث سے ثابت ہے ۲۶۷
- ✽ اولیاء کرام کے توسل سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا جائز ہے لیکن خود اُن سے نہ مانگے ... ۲۶۸
- ✽ اہل قبور سے مدد طلب کرنے کی دو صورتیں اور ان کا حکم ۲۶۹
- ✽ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مشکل کشا سمجھنا ۲۶۹
- ✽ بزرگان دین کو حاجت روا سمجھنا اور اُن سے دعا مانگنا جائز نہیں ۲۷۰
- ✽ بزرگان دین کے نام پر جو جانور چھوڑا گیا ہے اس کو بسم اللہ کہہ کر ذبح کرے تو بھی حلال نہیں ہوگا ۲۷۰

- ❖ بہ وقت ملاقات عالم یا بزرگ کا ہاتھ چومنا اور سر جھکانا جائز ہے یا نہیں؟ ۲۷۰
- ❖ آنحضرت ﷺ کی نسبت خراب و سوسہ آئے تو کیا حکم ہے؟ ۲۷۱
- ❖ نبی اور رسول میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟ ۲۷۲
- ❖ اولیاء اللہ پر وحی نہیں آتی ۲۷۲
- ❖ نبوت و رسالت مردوں کے ساتھ خاص ہے ۲۷۳
- ❖ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ علیہ السلام نہیں کہنا چاہیے ۲۷۳
- ❖ حضرت علی کے نام کے ساتھ علیہ السلام لکھنا ۲۷۴
- ❖ یہود نے کتنے انبیاء کو قتل کیا؟ ۲۷۵
- ❖ کنہیا پیغمبر ہے یا نہیں؟ ۲۷۶
- ❖ رام کرشن، گوتم بدھ اور رام چندر پیغمبر تھے یا نہیں؟ ۲۷۶
- ❖ دنیا میں مردوں کو زندہ کرنے کا مسئلہ ۲۷۷

کفریہ اقوال و افعال اور باطل خیالات

- ❖ شرک کس کو کہتے ہیں؟ ۲۷۹
- ❖ کافر کسے کہتے ہیں ۲۷۹
- ❖ کافر اور مشرک میں کیا فرق ہے؟ ۲۷۹
- ❖ کافر و مشرک کی بخشش نہیں ہوگی ۲۷۹
- ❖ کیا خدا کے سوا دوسرے کی اطاعت کرنا شرک ہے؟ ۲۸۰
- ❖ یہ کہنا کفر ہے کہ میں تیرا خدا ہوں ۲۸۰
- ❖ یہ خیال باطل ہے کہ نیکی کر کے جنت میں گئے تو خدا کا کیا احسان رہا؟ ۲۸۰
- ❖ یہ کہنا کہ ہم خدا اور رسول سے باہر ہیں، خدا اور رسول کے حکم پر چلنا نہیں چاہتے: ۲۸۰
- ❖ موجب کفر ہے ۲۸۱
- ❖ خدا تعالیٰ کی طرف خطا اور غلطی کی نسبت کرنا کفر ہے ۲۸۱

- ✽ خدا کو گولی مار کہنا موجب کفر ہے ۲۸۲
- ✽ ایک شخص نے سہوً ایہ کہہ دیا کہ کیا خدا سے بڑھ کر ہے: تو کیا حکم ہے؟ ۲۸۲
- ✽ جو شخص یہ کہتا ہے کہ خدا فانی ہے وہ کافر و مرتد ہے ۲۸۳
- ✽ غصے میں یہ کہنا کہ میں اللہ کو نہیں جانتا: کیسا ہے؟ ۲۸۳
- ✽ یہ کہنا کفر ہے کہ نہ خدا کو مانتا ہوں اور نہ میں اس کا بندہ ہوں وہ تو میرے جوتے کے نیچے ہے ۲۸۴
- ✽ ”خدا ئی ظلم“ کہنے سے کفر عائد ہوتا ہے یا نہیں؟ ۲۸۴
- ✽ خدا تعالیٰ کو ظالم کہنے والا کافر ہے ۲۸۵
- ✽ عقاب کی بناء پر خدا تعالیٰ کو ظالم قرار دینا باطل ہے ۲۸۵
- ✽ یہ کہنا کفر ہے کہ خدا کیا ہمارے سے اچھا ہے اور ہم بھی تو خدا ہیں اور اللہ پاک تو بہت روز کا ہے کیا اب تک بڑھا نہیں ہوا ہوگا ۲۸۵
- ✽ یہ کہنا کفر ہے کہ بدمعاشوں سے خدا بھی ڈرتا ہے ۲۸۶
- ✽ یہ کہنا کفر ہے کہ جھوٹی گواہی کے کل گناہ خدا تعالیٰ کے سر پڑیں گے ۲۸۷
- ✽ یہ کہنا کفر ہے کہ میں خدا کو نہیں مانتا ۲۸۷
- ✽ اپنے آپ کو خدا اور قیامت کو بے بنیاد سمجھنے والا کافر و مرتد ہے ۲۸۸
- ✽ کیا فرشتوں کا حکم عدولی کرنا، رشوت لینا اور غلطی کرنا ممکن ہے؟ ۲۸۸
- ✽ جو مسخرہ لوگوں کو طرح طرح کی باتیں سنا کر ہنساتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ ۲۸۹
- ✽ تماشا کرنے والے کا اپنے آپ کو خدا کہنا اور سجدہ کروانا ۲۸۹
- ✽ قبر کو سجدہ کرنے یا بوسہ دینے کا حکم ۲۹۰
- ✽ قبر کو سجدہ کرنا، بوسہ دینا اور ہاتھ لگانا ۲۹۱
- ✽ قبر کی تعظیم اور اس کو سجدہ کرنا کیسا ہے؟ ۲۹۲
- ✽ قبر پر سجدہ کرنا اور اس کے گرد گھومنا کیسا ہے؟ ۲۹۲
- ✽ جان بچانے کی خاطر بت کے آگے سجدہ کرنا ۲۹۳

- ✽ جو شخص ملازمت کو بچانے کے لیے یہ کہتا ہے کہ میرا مذہب اسلام نہیں ہے اس کے لیے کیا حکم ہے؟ ۲۹۳
- ✽ اس غرض سے کہ اولاد زندہ رہے بت کی پوجا کرنا: صریح کفر و شرک ہے ۲۹۴
- ✽ بیماری سے شفا کے لیے خنزیر کا بچہ دیوی پر چڑھانا ۲۹۴
- ✽ بتوں کے نام پر قربانی کرنے کی نذر ماننا ۲۹۵
- ✽ جو شخص یہ کہتا ہے کہ ہمارا خدا انگریز ہیں، وہی ہم کو رزق دیتے ہیں الخ: وہ کافر و مرتد ہے ۲۹۶
- ✽ جو شخص تقدیر اور عذابِ قبر میں شک کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ خدا تو راستہ میں پڑا ہے اس کو ہر وقت پکارنے کی کیا ضرورت ہے؟! وہ کافر ہے یا مسلمان؟ ۲۹۷
- ✽ جس نے یہ کہا کہ میں تمہارے خدا کو ٹھیکہ دکھاتا ہوں: وہ کافر و مرتد ہے ۲۹۸
- ✽ جو شخص یہ کہتا ہے کہ خدا لاشے ہے، بلکہ مخلوق کا ہر فرد خدا ہے: وہ لحد و کافر ہے ۲۹۸
- ✽ خدا کی قدرت کی نفی کرنا موجب کفر ہے ۲۹۹
- ✽ ایسے خدا کی ایسی تیسری: کہنا کفر ہے ۲۹۹
- ✽ کیا غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے؟ ۲۹۹
- ✽ یہ کہنا کفر ہے کہ نہ مجھے خدا کی ضرورت ہے نہ خدا کی جنت کی ۳۰۰
- ✽ یہ بات بے اصل ہے کہ حضور ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک ہی نور سے پیدا کیے گئے ہیں ۳۰۰
- ✽ کیا تمام کائنات نور نبوی سے پیدا شدہ ہے؟ ۳۰۱
- ✽ آپ ﷺ کے نور کو خدا کے نور کا جزو ماننا غلط اور باطل عقیدہ ہے ۳۰۲
- ✽ جو شخص لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ محبوب سبحانی، عبد القادر جیلانی رسول اللہ کہتا ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ۳۰۲
- ✽ یہ عقیدہ کہ محمد رسول اللہ معبود ہیں: شرکِ جلی ہے ۳۰۲
- ✽ رسول اللہ کو خدا ماننے والا کافر ہے ۳۰۳

- ۳۰۳ ❖ یہ کہنا کہ حضور ﷺ عین ذات حق ہیں: کھلا ہوا کفر ہے
- ۳۰۴ ❖ خدا اور رسول خدا ﷺ کو سب و شتم کرنا کفر ہے
- ۳۰۴ ❖ بعض معجزات کا انکار کرنا کفر ہے
- ۳۰۴ ❖ غصہ کی حالت میں خدا اور رسول خدا ﷺ کی شان میں اہانت آمیز الفاظ کہنا ...
- ۳۰۵ ❖ یہ کہنا کفر ہے کہ: مجھ کو خدا اور رسول سے کچھ واسطہ نہیں
- ۳۰۵ ❖ خدا اور اس کے رسول کا انکار کرنا کفر ہے
- ۳۰۵ ❖ شوہر سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے خدا اور رسول کا انکار کرنا
- ۳۰۶ ❖ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے انکار کرتا ہے وہ کافر ہے
- ۳۰۶ ❖ غیر اللہ کی دہائی دینا شرک ہے یا نہیں؟
- ❖ یہ کہنا کہ جب تک خدا کو چشم ظاہری سے نہ دیکھے اور اس کے قدموں پر سجدہ نہ کرے
- ۳۰۷ ❖ وہ مسلمان نہیں: کیسا ہے؟
- ۳۰۸ ❖ میرا رزق انگریزوں کے ہاتھ میں ہے: کہنا کفر ہے یا نہیں؟
- ۳۰۸ ❖ فَاعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھنے والوں کو کافر کہنا
- ۳۰۹ ❖ قرآن شریف کی نسبت یہ کہنا کہ یہ کلام بناوٹی ہے کفر ہے
- ۳۰۹ ❖ یہ کہنا کہ میں تمہارے قرآن کو نہیں مانتا: کفر ہے
- ۳۱۰ ❖ سورہ فاتحہ کے قرآن ہونے کا انکار کرنا کفر ہے
- ۳۱۰ ❖ قرآن شریف کی شان میں گستاخی کرنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟
- ۳۱۰ ❖ قرآن وحدیث کو شیطانی کتاب کہنا صریح کفر و ارتداد ہے
- ۳۱۱ ❖ قرآن پاک کی نسبت توہین آمیز کلام کی تاویل کرنا
- ۳۱۲ ❖ جو شخص یہ کہتا ہے کہ قرآن اور علم دین پڑھو گے تو کیا فائدہ ہوگا: وہ کافر ہے یا نہیں؟ ...
- ۳۱۲ ❖ جو شخص یہ کہتا ہے کہ مجھے قرآن شریف پر اعتبار نہیں: وہ کافر ہے یا نہیں؟
- ۳۱۲ ❖ قرآن شریف کو گالی دینے والے کی نسبت کیا حکم ہے؟

- ❖ قرآن وحدیث کونہ ماننے والا کافر و مرتد ہے ۳۱۳
- ❖ قرآن وحدیث کی توہین کرنا کفر ہے ۳۱۴
- ❖ یہ کہنا کفر ہے کہ میں نے قرآن شریف کے ساتھ استہزاء کیا ہے، اور مسائل شرعیہ سے منحرف ہوں ۳۱۵
- ❖ قرآن کریم کی توہین کرنا صریح کفر ہے ۳۱۵
- ❖ یہ کہنا کفر ہے کہ ہندو اور مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں نیز ہندو کی مذہبی کتاب اور قرآن کے حکم میں کچھ فرق نہیں ۳۱۶
- ❖ قرآن کے چالیس پاروں کا عقیدہ باطل ہے ۳۱۶
- ❖ قرآن کریم کی نسبت ایک نہایت قبیح کفر یہ کلمہ ۳۱۷
- ❖ قرآن، نماز، شریعت اور خزیر کی حرمت کا منکر کافر ہے ۳۱۷
- ❖ یہ کہنا کفر ہے کہ میں قرآن اور مسجد کو کچھ نہیں جانتا سینکڑوں قرآن ایسے اڑتے پھرتے ہیں ۳۱۸
- ❖ میں تمہارے قرآن پر پیشاب کردوں گا: کہنا کفر ہے ۳۱۸
- ❖ قرآن شریف کی نسبت توہین آمیز کلمات کہنا ۳۱۹
- ❖ جو شخص قرآن شریف کو جھوٹا کہتا ہے وہ مرتد و کافر ہے ۳۱۹
- ❖ تارک نماز کافر ہے یا نہیں؟ ۳۱۹
- ❖ فرضیت نماز کا منکر کافر ہے ۳۲۳
- ❖ یہ کہنا کفر ہے کہ اگر نماز ہی سے مسلمانی ہے تو میں کافر ہی سہی ۳۲۴
- ❖ یہ کہنا کہ جو مزہ سماع میں آتا ہے وہ نماز میں نہیں آتا: کیسا ہے؟ ۳۲۵
- ❖ یہ کہنا کہ پانچ وقت کی نماز پڑھ کر کون بہشت میں گیا: کیسا ہے؟ ۳۲۵
- ❖ بے وضو نماز پڑھنے والا کافر ہے یا نہیں؟ ۳۲۵
- ❖ جس کو نماز کی حالت میں قطرہ آجاتا ہے وہ اُسی حالت میں نماز پوری کرے تو کیا حکم ہے؟ ۳۲۶

۳۲۶ نماز کی توہین کرنے کا حکم
۳۲۷ فرض نماز کو لغو اور فضول کہنا کفر ہے
۳۲۸ یہ کہنا کہ پیر کے کام کے سامنے نماز کچھ چیز نہیں: موجب کفر ہے
۳۲۸ کیا فقراء ترکِ صلاۃ کی وعید سے بری ہیں؟
۳۲۹ حضرت آدم و حوا علیہما السلام کے نکاح کا انکار کرنا
۳۳۲ جو شخص نبی کے بشر اور بندہ ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے
۳۳۳ جو شخص حدیث کا انکار کرے یا چھپائے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟
۳۳۳ احادیث نبویہ کی توہین کرنا اور یہ کہنا کہ میں رام شاہ کی امت میں ہوں: کفر ہے
۳۳۴ منکر رسالت کافر ہے
۳۳۵ مدعی نبوت اور اس کے معاونین کے بارے میں کیا حکم ہے؟
۳۳۶ سنت کا منکر کافر ہے یا مؤمن؟
۳۳۶ جو شخص رسول ﷺ کا نام بھی نہ جانتا ہو اور سوائے عیدین کے نماز نہ پڑھتا ہو وہ
۳۳۶ مؤمن ہے یا نہیں؟
۳۳۶ یہ کہنا کہ جو لوگ محض رسول ہی پر ایمان لائے تھے جب رسول وفات پا گئے تو ان
۳۳۶ کے ایمان بھی مر گئے: کیسا ہے؟
۳۳۷ جو شخص حضور ﷺ کی نسبت یہ کہتا ہے کہ جنگ کرنے کا کس نے حکم دیا تھا، اپنا دانت
۳۳۷ توڑوانے گئے تھے: وہ کافر ہے
۳۳۸ کیا وہ شخص مرتد ہے جس کو ایک سواستی سے کم مسائل یاد ہیں؟
۳۳۸ بھنگی کے گھر کھانا کھانے اور پانی پینے سے کوئی مسلم کافر نہیں ہوتا
۳۳۸ سور کی چربی کھانے والا کافر ہے یا نہیں؟
۳۳۹ جادو کرنے والا کافر ہے یا نہیں؟
۳۴۰ خروجِ ریح کو اذان اور قراءت کے ساتھ تشبیہ دینا کفر ہے
۳۴۰ مسجد میں کسی کی تعظیم کرنے کو کفر کہنا جہالت ہے

- ۳۴۲ ہنود کے ساتھ ہولی کھیلنا موجب کفر ہے یا نہیں؟ ❖
- ۳۴۲ اذان کے بعد مسجد سے نکلنا کفر و شرک نہیں۔ ❖
- ۳۴۳ حرام کو حلال اور حلال کو حرام جاننا کفر ہے یا نہیں؟ ❖
- ۳۴۳ تلاوت کرنے والوں کی آواز کو خاکروہوں کے شور و غل کے ساتھ تشبیہ دینا کیسا ہے؟ ❖
- ۳۴۴ دوسری مسجد بنانے والے پر کفر کا فتویٰ لگانا۔ ❖
- ۳۴۵ عیسائیوں کے ساتھ کھانے پینے سے مسلمان کافر نہیں ہوتا۔ ❖
- ۳۴۵ چند کفریہ اور گمراہ کن اقوال و افعال۔ ❖
- ۳۴۶ چند کفریہ عقائد و اعمال۔ ❖
- ۳۴۶ چند نہایت قبیح کفریہ کلمات۔ ❖
- ۳۴۷ چند شرکیہ اشعار۔ ❖
- ۳۴۷ مصنوعی طور پر کلمات کفر کہنے سے بھی مسلمان کافر ہو جاتا ہے۔ ❖
- ۳۴۸ دین اسلام کو گالی دینا کفر ہے۔ ❖
- ۳۴۸ جو شخص حالت حیض اور دربر میں آنے کو حلال سمجھتا ہے وہ کافر ہے یا نہیں؟ ❖
- ۳۴۹ جو شخص ہندوؤں کے تہوار مناتا ہے وہ مسلمان ہے یا کافر؟ ❖
- ۳۵۰ جس شخص کے عقائد درست اور اعمال خراب ہوں وہ فاسق ہے۔ ❖
- ۳۵۱ جھوٹی قسم کھانے والا ایمان سے خارج نہیں۔ ❖
- جن مسلمانوں نے عدالت میں یہ بیان دیا کہ ہم قانون محمدی کے پابند نہیں، بلکہ
- ۳۵۲ رواج دنیوی کے پابند ہیں: ان کے لیے کیا حکم ہے؟ ❖
- ۳۵۲ شرعی حکم کے مقابلے میں خاندانی رواج پیش کرنا۔ ❖
- ۳۵۳ شریعت کے مقابلے میں رسم برادری کو مقدم سمجھنا کفر ہے۔ ❖
- ۳۵۳ بلا ارادہ کلمہ کفر زبان سے نکل جائے تو کیا حکم ہے؟ ❖
- ۳۵۴ غیر مسلموں کے تہواروں پر ہندوؤں کو پانی و شربت پلانا کیسا ہے؟ ❖

- ۳۵۵ ❖ ہنود کی خوشنودی کے لیے رام لیلہ اور میلوں میں شرکت کرنا موجب کفر ہے یا نہیں؟
- ۳۵۵ ❖ تعزیہ دیکھنے والا کافر ہو جاتا ہے یا نہیں؟
- ۳۵۵ ❖ یہ کہنا کفر ہے کہ آیات و احادیث اور فقہ پر پیشاب کرتا ہوں
- ۳۵۶ ❖ مجھے اسلام کی ضرورت نہیں میں رام رام کروں گا: کہنا موجب کفر ہے
- ۳۵۶ ❖ اُستاد کی شان میں گستاخی کرنا موجب کفر نہیں
- ۳۵۷ ❖ ضعفِ دماغ کی وجہ سے کلمات کفر زبان سے نکلے تو کیا حکم ہے؟
- ۳۵۷ ❖ جو شخص دین اسلام کو برا کہے اور گالیاں دے وہ اسلام سے خارج ہے
- ۳۵۸ ❖ جو رندیاں کلمہ گو ہیں ان کو کافر نہ کہنا چاہیے
- ۳۵۸ ❖ کیا جس شخص کو پانچوں کلمے یاد نہ ہوں وہ اسلام سے خارج ہے؟
- ۳۵۸ ❖ شیخین یا اصحاب ثلاثہ کو سب و شتم کرنا کفر ہے
- ۳۵۹ ❖ خلفائے ثلاثہ (ابوبکر، عمر و عثمان) اور حضرت عائشہ کو برا بھلا کہنے والا مسلمان ہے یا نہیں؟
- ۳۶۰ ❖ جہاد سے فرار کفر ہے یا فسق؟
- ۳۶۱ ❖ مسلمان کا قتل کفر ہے یا فسق؟
- ۳۶۱ ❖ فتویٰ شرعی کی اہانت و انکار کرنے والا کافر ہے یا نہیں؟
- ۳۶۱ ❖ ہنود کا رفیق بن کر مسلمانوں کو تکلیف پہنچانا
- ۳۶۲ ❖ یہ کہنا کہ ہم کو مسلمانوں کے مذہب سے کوئی تعلق نہیں: کیسا ہے؟
- ۳۶۲ ❖ کلمہ طیبہ کے ساتھ خلفائے راشدین کے نام کو ملا کر پڑھنا
- ۳۶۳ ❖ نوروز میں جا کر اشیاء خریدنا اور فروخت کرنا
- ۳۶۴ ❖ گناہوں پر اصرار کرنے سے کفر لازم آتا ہے یا نہیں؟
- ۳۶۴ ❖ کیا بال (موئے زیر ناف) پڑھایا: کہنا کیسا ہے؟
- ۳۶۵ ❖ مسجد کیا میری سسری ہے اور مسجد میں پیشاب کر دوں الخ کہنا کفر ہے
- ۳۶۵ ❖ امام اعظم کے قیاس کو غلط کہنے والا کافر ہے یا نہیں؟

- ۳۶۶ یہ کہنا کفر ہے کہ میرا ایمان میرے جوتے کے نیچے ہے
- ۳۶۶ یہ کہنا کہ میں ایمان ہار گیا، بے ایمان ہوا، جھوٹا ہوا: کیسا ہے؟
- ۳۶۷ ہندوؤں کے مذہبی جلوس میں چندہ دینا جائز ہے یا نہیں؟
- ۳۶۷ یہ کہنا کہ اگر شریعت بھی اس کو امام مانے تب بھی میں اس کو امام نہیں مانتا: کیسا ہے؟
- جو شخص کسی مسلمان عورت کو عیسائی بنانے کی کوشش کرے وہ کافر ہے اور ایسے شخص کی
- ۳۶۹ مدد کرنا حرام ہے
- ۳۷۱ یہ کہنا کہ شریعت تو ناکارہ چیز ہے: موجب کفر ہے
- ۳۷۲ عالم دین کی توہین کفر ہے یا نہیں؟
- ۳۷۳ یہود و نصاریٰ کو کافر کہنا چاہیے یا نہیں؟
- ۳۷۳ ضروریات دین کا انکار کفر ہے
- ۳۷۴ اخبار آحاد کا منکر کافر نہیں
- ۳۷۵ جو ضروریات دین کا منکر نہیں اس کو کافر کہنے میں احتیاط کرنی چاہیے
- ۳۷۵ جس نے یہ کہا کہ ہم سور کا گوشت کھائیں اگر کبھی کلمہ پڑھیں یا سنیں: وہ کافر ہو گیا
- ۳۷۶ زیر زمین شیریں اور تلخ پانی کو جاننے کا دعویٰ کرنا
- ۳۷۶ جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں غیب جانتا ہوں: وہ جھوٹا ہے
- ۳۷۶ غیب دانی کا دعویٰ کرنا اور لوگوں کو مستقبل کی خبریں بتلانا
- ۳۷۷ کیا مَوَکَل غیب کی خبر بتا سکتا ہے؟
- ۳۷۷ کفار کی روحوں کے بارے میں ایک باطل خیال
- ۳۷۷ احیائے موتی کے معجزہ سے تنازع کو ثابت کرنا غلط ہے
- ۳۷۸ قبر میں میت کے گلنے کی بو سے روح کو اذیت ہوتی ہے یا نہیں؟
- ۳۷۸ میت کی روح مکان پر آتی ہے یا نہیں؟
- ۳۷۸ پیر کے قدموں میں سر رکھنا اور راجا یا نواب کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا
- ۳۷۹ ملائکہ کے وجود کا انکار کرنا کفر ہے

- ✽ انگور کی شراب کو حلال سمجھنے والا کافر ہے ۳۷۹
- ✽ اللہ تعالیٰ کی نسبت چند باطل خیالات ۳۸۰
- ✽ کیا وبائی امراض میں لوگ وقت مقررہ سے پہلے مر جاتے ہیں؟ ۳۸۰
- ✽ یہ خیال باطل ہے کہ سورج کی گرمی ختم ہونے سے قیامت آئے گی ۳۸۰
- ✽ کیا قیامت کے دن منی کی بارش سے مردے زندہ ہوں گے؟ ۳۸۱
- ✽ جو شخص کہتا ہے کہ ”صابر علاء الدین“ کی روح ہر وقت میرے ساتھ رہتی ہے“ وہ جھوٹا ۳۸۱
- ✽ اور دھوکے باز ہے ۳۸۲
- ✽ شوہر سے چھٹکارا حاصل کرنے کی غرض سے شادی شدہ عورت کو عیسائی مذہب اختیار کرنے کی ترغیب دینا ۳۸۲
- ✽ ایک آدمی شوہر کے مرتد ہونے کی اور چند لوگ متقی ہونے کی شہادت دیتے ہیں تو کیا حکم ہے؟ ۳۸۳
- ✽ جس شخص پر کفر یہ کلمہ کہنے کا الزام ہے وہ انکار کرتا ہے تو کیا حکم ہے؟ ۳۸۴
- ✽ قرآن شریف یا تسبیح سے استخارہ دیکھنا اور اسے غیب کی خبر سمجھنا ۳۸۴
- ✽ تسلیم کرنا کہ ہنود اپنے مذہب کی اشاعت کر سکتے ہیں: کفر کی حمایت ہے یا نہیں؟ .. ۳۸۴
- ✽ کیا لواطت کرنے والا امت محمدیہ سے خارج ہے؟ ۳۸۵
- ✽ حضرت حسن ؓ کی صلح کو دین کی بربادی قرار دینا جہالت ہے ۳۸۵

کفر و ارتداد کا حکم اور اس سے توبہ کرنے کا بیان

- ✽ کن کلمات کی وجہ سے مؤمن کافر ہو جاتا ہے؟ اور مرتد کس طرح داخل اسلام ہو سکتا ہے؟ ۳۸۷
- ✽ مرتد کی سزا اور اس کی حکمت ۳۸۷
- ✽ مرتد مسلمان ہو جائے تو سابقہ اعمال صالحہ کا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟ ۳۸۸
- ✽ تجدید ایمان میں اعلان کی ضرورت ہے یا نہیں؟ ۳۸۹

- ❖ مسلمان کا ارتداد سے انکار کرنا: توبہ اور رجوع کے قائم مقام ہے ۳۸۹
- ❖ شادی شدہ سنی مسلمان عورت شیعہ یا مرزائی مذہب اختیار کر لے تو کیا حکم ہے؟ .. ۳۹۰
- ❖ مرتدہ عورت مسلمان ہونے کے بعد پہلے شوہر کے علاوہ کسی دوسرے مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ ۳۹۱
- ❖ محض ارتداد ہی سے بیوی نکاح سے نکل جاتی ہے ۳۹۳
- ❖ رخصتی سے پہلے خاوند مرتد ہو گیا تو کیا حکم ہے؟ ۳۹۴
- ❖ شادی شدہ نابالغ لڑکا مرتد ہو جائے تو کیا حکم ہے؟ ۳۹۴
- ❖ مسلوب العقل کے ارتداد کا حکم ۳۹۵
- ❖ جو کفر و شرک کا مرتکب ہو اس کا کیا حکم ہے؟ ۳۹۵
- ❖ اصلی کافر اور مرتد کے حکم میں فرق ۳۹۶
- ❖ نو مسلم ہندو ہو جائے تو کیا حکم ہے؟ ۳۹۶
- ❖ جو شخص بار بار مرتد ہو جاتا ہے اس کو مسلمان کرنا درست ہے یا نہیں؟ ۳۹۷
- ❖ مرتد کفر سے توبہ کرنے سے دوبارہ مسلمان ہو جاتا ہے ۳۹۷
- ❖ مرتد اور منافق کی توبہ قبول ہوتی ہے یا نہیں؟ ۳۹۸
- ❖ ضعف دماغ کی بیماری سے تندرست ہو جانے کے بعد کلمات کفر سے توبہ کرنا ۳۹۸
- ❖ مرتد کی دعوت میں جانا اور اس سے چندہ لینا درست ہے یا نہیں؟ ۳۹۸
- ❖ حضور اکرم کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ قبول ہوتی ہے یا نہیں؟ ۳۹۹
- ❖ قادیانی مذہب اختیار کرنے والا اپنے مذہب سے توبہ کرے تو اس کی توبہ قابل قبول ہے ۳۹۹
- ❖ کیا مفتی مجرم کے بیان کے بغیر کفر کا فتویٰ دے سکتا ہے؟ ۴۰۰
- ❖ توبہ کے بعد کفر کا فتویٰ نہ دینا چاہیے ۴۰۰
- ❖ حضرت آدم سے متعلق ایک من گھڑت قصہ اور اس کے ناقل کا حکم ۴۰۱

اہل حق اور فرق باطلہ کا بیان

- ۴۰۲ اہل سنت والجماعت کی وجہ تسمیہ ❀
- ۴۰۲ اہل سنت والجماعت کے عقائد کیا ہیں؟ ❀
- ۴۰۳ فرقہ ناجیہ کونسا ہے؟ ❀
- ۴۰۴ اہل اسلام کا کوئی فرقہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا یا نہیں؟ ❀
- ۴۰۵ اسلام کے علاوہ سب مذاہب باطل ہیں ❀
- ۴۰۵ علمائے دیوبند کا کوئی مذہب علاحدہ نہیں ہے ❀
- ۴۰۶ علمائے دیوبند کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں کہ شیطان کا علم رسول اللہ کے علم سے زیادہ ہے .. ❀
- ۴۰۶ حنفی کی وجہ تسمیہ ❀
- ۴۰۶ امام ابوحنیفہؒ مجتہد مطلق تھے ❀
- ۴۰۶ حضرت امام ابوحنیفہؒ تابعی تھے ❀
- امام اعظم کا یہ قول کہ میرے قول کے خلاف حدیث مل جائے تو میرے قول کو چھوڑ ❀
- ۴۰۸ دو: کس کتاب میں ہے؟ ❀
- ۴۰۸ امام اعظم کا کوئی قیاس کتاب وسنت کے خلاف نہیں ❀
- ۴۰۹ منکر فقہ اور امام اعظم کو مرجع کہنے والا اہل سنت والجماعت سے خارج ہے ❀
- ۴۰۹ کیا شیخ عبدالقادر جیلانی نے حنفیہ کو مرجع لکھا ہے؟ ❀
- ۴۱۱ احناف کو مشرک کہنے والا فاسق و گمراہ ہے ❀
- ۴۱۲ مسلمان اپنے آپ کو کیا کہے؛ محمدی یا سنی حنفی؟ ❀
- ۴۱۲ محمدی کے بجائے حنفی، شافعی نام تجویز کرنے کی وجہ ❀
- ۴۱۳ امام بخاریؒ کو رافضی کہنا اور ان کی شان میں گستاخی کرنا ❀
- ۴۱۳ یہ کہنا نادانی ہے کہ بخاری شریف صحیح ہے تو مذہب ابوحنیفہ باطل ہے ❀
- ۴۱۴ کیا مولانا اسماعیل شہیدؒ غیر مقلد تھے؟ ❀

- ✽ حضرت مولانا اسماعیل شہیدؒ کی توہین کرنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟ ۴۱۴
- ✽ کیا حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم، شاہ ولی اللہ شاہ عبدالعزیزؒ وغیرہ غیر مقلد تھے؟ ... ۴۱۵
- ✽ مولانا عبدالحی صاحب حنفی محقق تھے ۴۱۵
- ✽ کیا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور خواجہ معین الدین چشتیؒ کا مرتبہ ائمہ اربعہ سے زیادہ ہے؟ ۴۱۶
- ✽ شیخ عبدالقادر جیلانی حنبلی تھے ۴۱۶
- ✽ عالم گیر بادشاہ مجدد تھے یا نہیں؟ ۴۱۶
- ✽ تقلید کی شرعی حیثیت اور اس کا ثبوت ۴۱۷
- ✽ تقلید کی سند اور فاتحہ خلف الامام کے ممنوع ہونے کی دلیل ۴۱۹
- ✽ تقلید سے متعلق مفصل فتویٰ ۴۲۰
- ✽ ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید ضروری ہے ۴۲۷
- ✽ عامی شخص کے لیے امام مجتہد کی تقلید لازم و واجب ہے ۴۲۷
- ✽ مجتہد کو تقلید کی ضرورت نہیں ۴۳۰
- ✽ حنفی کو بلا ضرورت شدیدہ دوسرے امام کے مذہب پر عمل کرنا جائز نہیں ۴۳۱
- ✽ ایک امام کے مذہب کو چھوڑ کر دوسرے امام کے مذہب کو اختیار کرنا ۴۳۱
- ✽ غیر مقلدین اہل سنت والجماعت میں داخل نہیں ۴۳۲
- ✽ غیر مقلدین کا اختلاف صرف فروعی نہیں بلکہ اصولی ہے ۴۳۲
- ✽ غیر مقلدین کے بعض عقائد اہل سنت والجماعت کے عقائد کے خلاف ہیں ۴۳۳
- ✽ غیر مقلد جو ائمہ اربعہ کو گالیاں دیتے ہیں عاصی ہیں ۴۳۴
- ✽ قومی اور ملی امور میں غیر مقلدین کو شریک کرنا اور ان سے مشورہ لینا ۴۳۵
- ✽ غیر مقلدین کی صحبت نہایت مضر اور دین کو تباہ کرنے والی ہے ۴۳۵
- ✽ غیر مقلدین کے پیچھے نماز پڑھنا، ان کے ساتھ کھانا پینا اور شادی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ۴۳۶
- ✽ بدعتی اور غیر مقلد کے پیچھے نماز پڑھنا اور ان کی نوکری کرنا ۴۳۶

- ❖ غیر مقلد شوہر اپنی بیوی کو عدم تقلید پر مجبور کرے تو عورت پر شوہر کی اطاعت لازم نہیں ۴۳۷
- ❖ داؤد ظاہری کس مذہب کے پابند تھے؟ ۴۳۷
- ❖ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متعلق علامہ شامی نے کیا لکھا ہے؟ ۴۳۸
- ❖ مولوی احمد رضا بریلوی کا عقیدہ ۴۳۸
- ❖ کیا مولوی احمد رضا خاں بریلوی کافر ہیں؟ ۴۳۸
- ❖ امکانِ کذب اور امکانِ نظیر کا مطلب ۴۳۹
- ❖ اللہ تعالیٰ کو متصف بہ کذب جاننا کفر ہے ۴۴۰
- ❖ کیا خدا تعالیٰ برے اور گندے کام کر سکتا ہے؟ ۴۴۲
- ❖ منافق کے ساتھ میل جول رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ ۴۴۳
- ❖ مذہبِ روافض کب سے پیدا ہوا؟ اور اس کے باطل ہونے کی دلیل ۴۴۳
- ❖ شیعہ کافر ہیں یا مسلم؟ ۴۴۴
- ❖ جو شخص کلمہ طیبہ کے آخر میں علیّ ولیّ اللہ وصیّ رسول اللہ کا اضافہ کرتا ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ۴۴۶
- ❖ جس شخص کے عقائد اور خیالات شیعوں جیسے ہیں وہ مسلمان ہے یا نہیں؟ ۴۴۶
- ❖ شیعہ اثنا عشری کی تجہیز و تکفین میں مدد کرنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں ان کو دفن کرنا درست نہیں ۴۴۷
- ❖ جس شخص کا یہ اعتقاد ہے کہ چاروں خلفائے راشدین کا مرتبہ یکساں ہے: وہ سنی نہیں ۴۴۷
- ❖ چاروں خلفائے راشدین میں سب سے زیادہ رتبہ کس کا ہے؟ ۴۴۸
- ❖ حضرت علی کو تمام صحابہ سے افضل کہنا کیسا ہے؟ ۴۴۸
- ❖ کیا انبیاء کے بعد سب سے افضل حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں؟ ۴۴۹
- ❖ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر اعتراض اور اس کا جواب ۴۵۰
- ❖ یزید پر لعنت بھیجنا جائز ہے یا نہیں؟ ۴۵۰

- ۴۵۱ یزید کے بارے میں کیا گمان رکھنا چاہیے؟ ❖
- ۴۵۱ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دوزخی اور ظالم کہنے والے کی نسبت کیا حکم ہے؟ ❖
- ۴۵۲ حضرت امیر معاویہ کی شان میں توہین آمیز الفاظ لکھنا ❖
- ۴۵۲ جنگ صفین کی وجہ سے حضرت معاویہ کو برا نہ کہا جائے ❖
- ۴۵۳ حضرت معاویہ کی شان میں گستاخی کرنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟ ❖
- ۴۵۴ چکڑالوی مذہب کے پیرو دائرۃ اسلام سے خارج ہیں ❖
- ۴۵۴ احمدی جماعت کے تمام افراد کافر ہیں ❖
- ۴۵۵ مرزا قادیانی اور اس کے پیرو کافر ہیں ❖
- ۴۵۵ نزول عیسیٰ علیہ السلام والی روایت کے الفاظ کیا ہیں؟ ❖
- ۴۵۶ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی کہا ہے؟ ❖
- ۴۵۶ قادیانی کو سلام کرنا حرام ہے مگر کفر نہیں ❖
- ۴۵۷ غلام احمد قادیانی کی تعریف اور ضیافت کرنے والا کیسا ہے؟ ❖
- ۴۵۷ قادیانی ہو جانے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے ❖
- ۴۵۷ جو لوگ مرزا قادیانی کو مجدد اور فیض نبوت سے مستفید جانتے ہیں وہ کافر و مرتد ہیں ❖
- ۴۵۸ مرزا قادیانی کو مجتہد و امام اور مجدد ماننے والے بھی کافر ہیں ❖
- ۴۵۸ رشتہ داری کی وجہ سے قادیانیوں سے میل جول رکھنا ❖
- ۴۵۹ مرزائیوں کے گھر کا کھانا پینا جائز نہیں ❖
- ۴۵۹ مرزائی کو اسلامی انجمن کا رکن بنانا جائز نہیں ❖

رسوم و بدعات کا بیان

- ۴۶۰ بدعت کی تعریف ❖
- ۴۶۱ شرک و بدعت کی تعریف ❖
- ۴۶۲ بدعت اور سنت میں بتاؤ کی نسبت ہے ❖

- ❖ بدعتی کے لیے کیا حکم ہے؟ ۴۶۲
- ❖ ایک شخص کے سوا تمام خاندان والے بدعات میں مبتلا ہوں تو کیا کرنا چاہیے؟ ۴۶۳
- ❖ میلادِ مروجہ کا حکم ۴۶۴
- ❖ میلاد کا جائز طریقہ ۴۶۶
- ❖ میلادِ مروجہ میں کیا کیا بدعات و منکرات ہیں؟ ۴۶۷
- ❖ مجلسِ میلاد میں شریک ہونا اور شیرینی لینا جائز نہیں ۴۶۷
- ❖ مولود شریف کے بارے میں نازیبا بات کہنا ۴۶۸
- ❖ میلاد سے متعلق حضرت گنگوہیؒ کی ایک عبارت کی وضاحت ۴۶۸
- ❖ نصیحت کی غرض سے مجلسِ میلاد قائم کرنا ۴۶۹
- ❖ قیامِ میلاد کی کا حکم ۴۷۰
- ❖ میلادِ مروجہ اور قیام کو درست قرار دینے والوں کے دلائل اور ان کا جواب ۴۷۲
- ❖ محفلِ میلاد میں نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کا خیال کر کے کھڑا ہونا کیسا ہے؟ ۴۷۴
- ❖ محفلِ میلاد میں آنحضرت ﷺ کی روح مبارک آتی ہے یا نہیں؟ ۴۷۵
- ❖ محفلِ میلاد میں آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری کا عقیدہ نہ ہو تو کھڑا ہونا کیسا ہے؟ ۴۷۶
- ❖ میلادِ مروجہ کی مجلس میں شرکت کرنا اور اس میں چندہ دینا کیسا ہے؟ ۴۷۶
- ❖ مولود شریف اگر بدعات و منکرات سے خالی ہو تو کیا حکم ہے؟ ۴۷۷
- ❖ کارِ خیر کے لیے جمع کی ہوئی رقم نیاز و میلاد شریف میں صرف کرنا ۴۷۷
- ❖ صرف میلاد شریف پڑھنا یا سننا نجات کے لیے کافی نہیں ۴۷۷
- ❖ ہندو کے مکان میں محفلِ میلاد منعقد کرنا کیسا ہے؟ ۴۷۸
- ❖ مجلسِ مولود میں شریک ہونا اور حمد و نعت پڑواہ واہ کہنا ۴۷۸
- ❖ میت کے پاس مولود کرنا کیسا ہے؟ ۴۷۸
- ❖ طوائف کے مکان پر میلاد پڑھنا کیسا ہے؟ ۴۷۸

- ❖ کسی مزار کے دروازے سے گزرنے کا باعثِ نجات نہیں ۴۷۹
- ❖ ایصالِ ثواب کا صحیح طریقہ ۴۷۹
- ❖ بتلعین کسی دن ایصالِ ثواب کرنے کا مطلب ۴۸۰
- ❖ زندگی میں سوم، دہم اور چہلم کرنا ۴۸۰
- ❖ سویم کی رسموں اور کھانے کا حکم ۴۸۱
- ❖ اہل میت کا پہلے، تیسرے اور ساتویں دن کھانا تیار کرنا کیسا ہے؟ ۴۸۱
- ❖ انتقال کے تیسرے دن قُلْ خوانی کرنا ۴۸۲
- ❖ بہ طور رسم تین دن تک خیرات کرنا کیسا ہے؟ ۴۸۲
- ❖ تیسرے دن کھانا پکانا اور مرحوم کے لڑکے کی دستار بندی کرنا ۴۸۳
- ❖ گیارہویں کرنا اور اس کی شیرینی کھانا ۴۸۳
- ❖ رسم گیارہویں میں شرکت کرنا ۴۸۳
- ❖ میت کو کفن کرنے کے بعد دعائے مغفرت کرنا بدعت ہے ۴۸۳
- ❖ میت کو دفن کرنے کے بعد قبرستان میں شیرینی تقسیم کرنا اور روپیہ پیسہ خیرات کرنا ۴۸۴
- ❖ کیسا ہے؟ ۴۸۴
- ❖ تدفین کے بعد لوگوں کا اہل میت کے پاس بیٹھنا کیسا ہے؟ ۴۸۴
- ❖ وفات کے دن مخصوص کیفیت کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھنا ۴۸۵
- ❖ حیلہ اسقاط کی مختلف صورتیں اور ان کا حکم ۴۸۵
- ❖ تدفین کے بعد چالیس یا ستر قدم واپس آ کر فاتحہ پڑھنا ۴۸۸
- ❖ مردہ کو لحد میں رکھتے وقت کچھ آیتیں پڑھ کر شیرینی تقسیم کرنا ۴۸۹
- ❖ میت کے گھر میں چند روز تک آگ جلانا کھانا نہ پکانا اور مچھلی نہ کھانا کیسا ہے؟ ۴۸۹
- ❖ تعزیت کے وقت ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا کیسا ہے؟ ۴۸۹
- ❖ ایصالِ ثواب کے لیے اجرت دے کر قرآن پڑھوانا ۴۹۰

- ✽ کفن یا پیشانی پر بسم اللہ یا کلمہ شریف لکھنا ۴۹۰
- ✽ جنازہ کو بہ آواز بلند میلاد پڑھتے ہوئے قبرستان لے جانا اور میلاد پڑھتے ہوئے ۴۹۱
- ✽ واپس آنا ۴۹۱
- ✽ وفات کے دن جنازہ اور تعزیت میں شرکت کرنے والوں کو ایصال ثواب کی غرض ۴۹۲
- ✽ سے کھانا کھلانا اور خیرات کرنا ۴۹۲
- ✽ مردہ کے ساتھ قبرستان میں شیرینی وغیرہ لے جانا اور تدفین کے بعد اس پر فاتحہ ۴۹۲
- ✽ پڑھ کر تقسیم کرنا ۴۹۲
- ✽ صدقہ کے مال پر پہلے فاتحہ پڑھنا پھر صدقہ کرنا ۴۹۲
- ✽ عاقبتی جوڑا دینے کی رسم بدعت ہے ۴۹۳
- ✽ انتقال کے دن در ثاء کا روٹی بنانا بدعت ہے ۴۹۳
- ✽ چہلم نہ کرنے پر پچاس روپیہ جرمانہ لے کر مسجد میں دینا ۴۹۳
- ✽ تدفین کے بعد حلقہ بنا کر سورہ مزمل پڑھنا اور اذان کہنا ۴۹۴
- ✽ ثواب کی نیت سے جنازہ پر پھول ڈالنا ۴۹۴
- ✽ قبر پر اناج لے جا کر تقسیم کرنا ۴۹۴
- ✽ قبروں پر پھول ڈالنا اور چادریں چڑھانا ۴۹۵
- ✽ قبر کو دھو کر پانی تبرکاً جمع کرنا اور قبر پر چادر چڑھانا ۴۹۸
- ✽ حصول مقصد کے لیے قبروں پر پھول چڑھانا ۴۹۹
- ✽ قبروں پر جھنڈا نصب کرنا ۴۹۹
- ✽ قبر پر چادر چڑھانا ۴۹۹
- ✽ قبر پر اذان کہنا بدعت ہے ۵۰۰
- ✽ سجدہ عبادت و تعظیم اور سجدہ تحیہ کا حکم ۵۰۰
- ✽ خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں ۵۰۵
- ✽ اپنے مرشد کو سجدہ تحیہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ۵۰۵

- ✽ پیر کی قبر کو سجدہ تعظیمی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ۵۰۶
- ✽ غیر اللہ کو سجدہ تعظیمی کرنا حرام ہے ۵۰۷
- ✽ حضرت یوسف اور ان کے بھائیوں کے قصہ سے سجدہ تعظیمی کا جواز ثابت کرنا درست نہیں ۵۰۸
- ✽ انتقال کے بعد برادری کے لوگوں کو کھانا کھلانا اور ہنود کے لیے آٹا، چاول، دال وغیرہ کا انتظام کرنا ۵۱۰
- ✽ سوم، چہلم، نیاز اور ہندو کی تیرہویں کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ ۵۱۰
- ✽ قبرستان سے ستر قدم کے فاصلہ پر فاتحہ پڑھنے کا رواج بدعت ہے ۵۱۰
- ✽ میت کے مکان پر جمع ہو کر تین روز تک فاتحہ پڑھنا ۵۱۱
- ✽ انتقال کی خبر آنے پر فاتحہ خوانی کے لیے لوگوں کو جمع کرنا ۵۱۱
- ✽ فاتحہ یازدہم اور رجب کی نیاز وغیرہ رسموں میں شریک ہونا ۵۱۲
- ✽ تدفین کے وقت تھوڑی سی مٹی پر قل پڑھ کر میت کے سر ہانے رکھنا ۵۱۲
- ✽ اس خیال سے کہ جمعرات کے روز ارواح اپنے گھروں میں آتی ہیں کھانا پکانا اور اس پر ختم کرنا کیسا ہے؟ ۵۱۲
- ✽ عرس کی ابتدا کیسے ہوئی؟ ۵۱۳
- ✽ حضرت مجدد صاحبؒ کے عرس میں بھی منکرات و بدعات مشاہد ہیں ۵۱۳
- ✽ ثواب سمجھ کر عرس میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟ ۵۱۴
- ✽ عرس کرنا اور قوالی وغیرہ گانا اور سننا کیسا ہے؟ ۵۱۴
- ✽ دُف والی روایت سے قوالی اور رقص پر استدلال کرنا ۵۱۶
- ✽ مزار پر مزامیر و ناچ وغیرہ کرنا ۵۱۶
- ✽ میلہ کلیر میں جانا اور بڑے پیر صاحب کی گیارہویں کرنا ۵۱۶
- ✽ اولیاء کی قبروں پر اس خیال سے جانا کہ وہ ہم کو نفع پہنچائیں گے؛ کیسا ہے؟ ۵۱۷

- ✽ بزرگانِ دین کے مزار پر جانے اور فاتحہ پڑھنے سے فرائض و سنن کی مکافات نہیں ہوتی ۵۱۸
- ✽ جائے انتقال اور قبر پر چالیس روز تک چراغ جلانا ۵۱۸
- ✽ شامی کی عبارت سے قبروں پر چراغ جلانے کا جواز ثابت نہیں ہوتا ۵۱۸
- ✽ عورتوں کا اپنے عزیزوں اور بزرگوں کی قبروں پر جانا ۵۱۹
- ✽ مصنوعی قبر بنانا اور عورتوں کا قبروں پر جا کر نذر و نیاز کرنا ۵۲۰
- ✽ مصنوعی مزار کو اکھاڑ دینا ضروری ہے ۵۲۱
- ✽ قبروں کو گارے سے لپینا جائز ہے یا نہیں؟ ۵۲۱
- ✽ قبور پر دانے روٹی ڈالنا، جانور چھوڑنا اور ذبح کرنا ۵۲۲
- ✽ قبر کے پاس قاریوں کو تلاوت کے لیے بٹھانا اور بزرگوں کی نذر و نیاز درست ہے یا نہیں؟ ۵۲۳
- ✽ مزارات پر طوائفوں کے ساتھ ناچنا اور ان کا منہ چومنا ۵۲۴
- ✽ فاحشہ عورتوں کا مزاروں پر ناچنا موجب لعنت ہے ۵۲۵
- ✽ زیارتِ قبور کا ایک غیر مشروع طریقہ ۵۲۶
- ✽ پیروں کے نام کا بکرا پالنا ۵۲۶
- ✽ قبروں پر جا کر بزرگوں کے توسط سے دعا کرنا ۵۲۷
- ✽ قبر کو خام رکھنا اور گردا گرد پختہ کرنا ۵۲۷
- ✽ بزرگوں کے مزار پر قبہ بنانا اور میت کو مکان میں دفن کرنا ۵۲۸
- ✽ ایک قبر کو پختہ کرنے کے لیے باقی قبروں کو پامال کرنا ۵۲۹
- ✽ مزارات پر شام کے وقت بوتلوں میں پانی رکھنا اور صبح کو لا کر شفاء کے لیے استعمال کرنا ۵۲۹
- ✽ قبر کو غسل دینا اور اس کے پانی کو تبرک سمجھ کر پینا ۵۳۰
- ✽ مزاراتِ اولیاء پر خوشبو جلانا اور غلاف چڑھانا ۵۳۰
- ✽ قبر کی طرف نماز پڑھنا کیسا ہے؟ ۵۳۰

✽ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو حاضر و ناظر جان کر یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ

پڑھنا کیسا ہے؟ ۵۳۱

✽ یا رسول اللہ! یا غوث اعظم! کہنا اور مزاروں کی تصویریں رکھنا ۵۳۱

✽ کُن مدد بہر خدا یا غوث اعظم الخ پڑھنا کیسا ہے؟ ۵۳۱

✽ محرم کے پہلے عشرہ میں حضرت حسین کا غم کرنا اور کتاب ”عناصر الشہادتین“ پڑھنا ۵۳۲

✽ عاشورا کے دن صبح آٹھ، نو بجے جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا ۵۳۳

✽ عاشورا کے دن قبروں پر پانی، دال، کھجور کی شاخ اور سبزی وغیرہ ڈالنا ۵۳۳

✽ عاشورا کے دن قبر پر مٹی ڈالنا ۵۳۴

✽ ماہ محرم میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام کا کھچڑا پکا کر عوام کو کھلانا ۵۳۴

✽ شیعوں کی چند رسمیں اور ان کا حکم ۵۳۴

✽ عاشورا کے دن عید کی طرح زینت جائز ہے یا نہیں؟ ۵۳۵

✽ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی نیاز کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ ۵۳۶

✽ اہل تشیع کی شریکہ رسوم میں شرکت کرنا ۵۳۶

✽ ماہ محرم میں کیا عمل کرنا چاہیے؟ ۵۳۷

✽ محرم میں تعزیہ بنانا اور اس کا جلوس نکالنا ۵۳۷

✽ ایام محرم میں پان کھانے سرمہ لگانے اور سرخ کپڑے پہننے کو ناجائز سمجھنا ۵۳۸

✽ محرم میں سبز کپڑے پہننا ۵۳۸

✽ محرم میں اپنا منہ اور سینہ پیٹنا اور ماتم کرنا ۵۳۹

✽ عاشورا کے دن اپنے اہل و عیال پر وسعت کی غرض سے جو کھانا پکایا ہے اس کا

ثواب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی روح کو پہنچانا کیسا ہے؟ ۵۳۹

✽ عاشورا کے دن رشتہ داروں اور مسکینوں کو شربت پلانا اور اس کا ثواب شہدائے کربلا

کو پہنچانا بدعت ہے ۵۴۰

✽ امام صاحب کی سواری کا جلوس نکالنا اور منٹیں ماننا ۵۴۱

۵۴۱	✽ مولیٰ علی کی سواری اور شریکۃ اعمال
۵۴۳	✽ مسجد میں تعزیہ رکھنا اور مرثیہ پڑھنا
۵۴۳	✽ تعزیہ کے سامنے کوئی ہندو سجدہ کرے تو تعزیہ بنانے والا گنہ گار ہوگا یا نہیں؟
۵۴۳	✽ تعزیہ بنانا اور رسوم شریکۃ کرنا
۵۴۴	✽ تعزیہ بنانا اور اس کے سامنے مٹھائی و روٹی وغیرہ رکھ کر فاتحہ دینا
۵۴۵	✽ یہ عقیدہ رکھنا باطل ہے کہ تعزیہ داری ترک کر دیں گے تو ضرور نقصان ہوگا
۵۴۵	✽ تعزیہ داری کی مخالفت کرنے والوں کو برادری سے خارج کرنا درست نہیں
	✽ جو امام تعزیہ داری میں شریک ہوتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ تعزیہ داری ثابت ہے اس کے
۵۴۶	پیچھے نماز کا حکم
۵۴۷	✽ اپنے گھر میں اور مسجد میں تعزیہ رکھنا
۵۴۸	✽ تعزیہ کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونے میں خوفِ کفر ہے
۵۴۸	✽ تعزیہ داری سے متعلق چند سوالات
۵۵۱	✽ تعزیہ کی خاطر مندر بند کروانے میں مدد کرنا
۵۵۱	✽ تعزیہ میں چندہ نہ دینے کی وجہ سے برادری سے خارج کرنا
۵۵۲	✽ کیا تعزیہ بنانے سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی محبت ثابت ہوتی ہے؟
۵۵۲	✽ تعزیہ کے خلاف گواہی دینا کیسا ہے؟
	✽ ربیع الاول کی پہلی تاریخ سے بارہ تاریخ تک روزانہ احباب کو جمع کر کے درود
۵۵۳	شریف پڑھنا اور بارہ تاریخ کو احباب و غرباء کی دعوت کرنا
۵۵۴	✽ ہر گھر سے چاول جمع کر کے ۱۲/ربیع الاول کو کھیر پکا کر کھانا
۵۵۴	✽ ماہِ رجب میں تبارک کی روٹیاں پکانا اور حضرت جعفرؑ کے کونڈے بھرنا
۵۵۵	✽ ماہِ رجب کے کونڈوں، مدار صاحب کا مرغزا اور میران صاحب کی کڑھائی کا کیا حکم ہے؟
۵۵۶	✽ ۲۲/رجب کو حضرت جعفر صادقؑ کی فاتحہ دینا
۵۵۶	✽ شبِ براءت میں حلوہ روٹی پکا کر تقسیم کرنا

- شب براءت میں آتش بازی کرنا ۵۵۷ ❁
- کیا شعبان کی ۱۳/۱۴/۱۵ تاریخوں میں گوشت کھانا حرام اور حلوہ کھانا ضروری ہے؟ ۵۵۷ ❁
- عید کی نماز کے بعد دنیا کی رسم خیال کر کے مصافحہ اور معافہ کرنا کیسا ہے؟ ۵۵۸ ❁
- نماز سے فارغ ہونے کے بعد امام صاحب سے مصافحہ کرنا ۵۵۸ ❁
- فجر، جمعہ اور عید کی نماز کے بعد باہم مصافحہ کرنا ۵۵۹ ❁
- جمعہ کی اذان ثانی کے بعد دعا اور مناجات کرنا ۵۵۹ ❁
- نفل نماز کے لیے ڈھول بجا کر لوگوں کو جمع کرنا ۵۶۰ ❁
- عرفہ کے دن دو گنا حج باجماعت ادا کرنا ۵۶۰ ❁
- حضور ﷺ کے نام مبارک پر انگوٹھا چومنا اور نماز کے بعد تین بار تہلیل کی ضرب لگانا ۵۶۱ ❁
- انگوٹھا چومنے کے سلسلہ میں حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ بے بنیاد ہے ۵۶۲ ❁
- آنحضرت ﷺ کے نام مبارک پر انگوٹھے چومنے کی روایات صحیح ہیں یا نہیں؟ ... ۵۶۳ ❁
- آنحضرت ﷺ کا نام سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر رکھنا ۵۶۳ ❁
- انگوٹھے چومنے کی حدیث ثابت ہے یا نہیں؟ ۵۶۵ ❁
- اذان اور اقامت کے وقت جب آنحضرت ﷺ کا نام سنے تو انگوٹھے چومنا ۵۶۵ ❁
- اصحاب کھف کی نیاز دینا ۵۶۶ ❁
- نوافل کے بعد اجتماعی دعا کرنا ۵۶۷ ❁
- قط سالی اور وبا وغیرہ میں اذان کہنا ۵۶۷ ❁
- جس بستی میں طاعون ہے اس کے گرد سورہ یس پڑھنا ۵۶۷ ❁
- نکاح کے بعد دلہن کا لوگوں کے پاؤں پر ہاتھ رکھنا ۵۶۸ ❁
- مسجد کی تعمیر مکمل ہونے پر چندہ کر کے لوگوں کی دعوت کرنا ۵۶۸ ❁
- نماز سے فارغ ہو کر کعبۃ اللہ کا نقشہ چومنا ۵۶۹ ❁
- نمازوں کے بعد بار بار الفا تھ کہہ کر دعا مانگنا ۵۶۹ ❁
- نماز کے بعد مخصوص یا معروف طریقہ پر سجدہ کر کے دعا کرنا مکروہ ہے ۵۶۹ ❁

- ✽ نماز کے بعد شمال کی طرف چہرہ کرنا اور ہاتھ باندھ کر کھڑا رہنا ۵۷۰
- ✽ مسجد میں عورتوں کا آنا، شور و شغب کرنا اور منبر پر منتیں چڑھانا ۵۷۰
- ✽ چند بدعات جو عورتوں میں زیادہ رائج ہیں ۵۷۲
- ✽ سات سال تک میٹھی روٹیوں پر تَبَارَكَ الَّذِي پڑھوانا ۵۷۲
- ✽ بارات کی روانگی سے ایک دن پہلے نیاز و میلاد کرنا اور بکرا کھانا ۵۷۳
- ✽ دولہا کے گلے میں گجراؤ الن ۵۷۳
- ✽ نکاح کے بعد دولہا کا اہل مجلس سے سلام و مصافحہ کرنا ۵۷۳
- ✽ نکاح کے وقت کلمہ پڑھانا کیسا ہے؟ ۵۷۳
- ✽ ۲۳/ رمضان کی شب میں سورہ عنکبوت اور روم پڑھنے اور سننے کی من گھڑت فضیلت ۵۷۴
- ✽ کنکریوں پر قرآن کی سورتیں پڑھ کر قبر میں رکھنا کیسا ہے؟ ۵۷۴
- ✽ وعظ کے لیے جو مکان مقرر کیا گیا ہے اس کا نام ”نبی خانہ“ رکھنا ۵۷۴
- ✽ اٹھتے بیٹھتے ”یا محبوب سبحانی یا حسین“ کہنا کیسا ہے؟ ۵۷۵
- ✽ وباء کی بیماری میں دال چاول پکا کر لوگوں کو کھلانا اور پکاتے وقت بے آواز بلند لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ پڑھنا ۵۷۵
- ✽ شام کو چراغ جلا کر قبلہ رخ ہو کر فاتحہ، درود، کلمہ یا کوئی اور وظیفہ پڑھنا نیز میلاد کے برتنوں پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا ۵۷۵
- ✽ کھانا سامنے رکھ کر قرآن شریف کی سورتیں پڑھنا کیسا ہے؟ ۵۷۶
- ✽ کیا کھانے پر فاتحہ دینا حدیث سے ثابت ہے؟ ۵۷۷
- ✽ کھانے پر فاتحہ دینا بدعت ہے ۵۷۷
- ✽ دعا کی درخواست پر امام کا تین مرتبہ دعا کرنا ۵۷۷
- ✽ رمضان کی چاند رات جمعرات اور ستائیسویں شب میں سات مرتبہ اذان کہنا ۵۷۸
- ✽ تراویح میں ختم قرآن پر مساجد میں روشنی کرنا ۵۷۹
- ✽ نماز کے بعد مصلیٰ کا ایک گوشہ موڑ دینا بے اصل ہے ۵۷۹

- ✽ عشاء کی نماز سے پہلے تمام انبیاء پر سلام و درود بھیجنا ۵۷۹
- ✽ پہلے بچہ کی پیدائش پر چالیس دن کے اندر رانج وغیرہ بھیجنے کو ضروری قرار دینا ۵۷۹
- ✽ چند گمراہ کن اشعار ۵۸۰

معتبر اور غیر معتبر کتابوں کا بیان

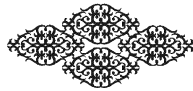
- ✽ تفسیر فتح العزیز اور فتاویٰ عزیز یہ معتبر اور مستند ہیں یا نہیں؟ ۵۸۱
- ✽ فتاویٰ عزیزی اور ضیاء القلوب معتبر ہیں یا نہیں؟ ۵۸۱
- ✽ 'ضیاء القلوب' کی روایت صحیح نہیں ۵۸۲
- ✽ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تمام تصانیف معتبر ہیں یا نہیں؟ ۵۸۲
- ✽ شاہ عبدالقادر، شاہ رفیع الدین اور مولانا اشرف علی تھانوی کے ترجمے معتبر اور صحیح ہیں ۵۸۳
- ✽ تفسیر حسینی معتبر ہے یا غیر معتبر؟ ۵۸۳
- ✽ تفسیر موضح القرآن معتبر ہے ۵۸۴
- ✽ کیا کتب صحاح ستہ پر عمل کرنا بدعت ہے؟ ۵۸۴
- ✽ فقہ کی کتابوں میں کوئی مسئلہ کتاب و سنت کے خلاف ہے یا نہیں؟ ۵۸۴
- ✽ فقہ کی چند معتبر کتابیں ۵۸۵
- ✽ فقہ اکبر امام اعظم کی تصنیف ہے ۵۸۵
- ✽ بہشتی زیور پر اعتراض اور اس کا جواب ۵۸۶
- ✽ بہشتی زیور عورتوں کے لیے اچھی اور مفید کتاب ہے ۵۸۸
- ✽ یہ کہنا کہ مولانا عبدالشکور صاحب لکھنؤیؒ کی کتاب شیعوں کے لیے زہر ہے: کیسا ہے؟ ۵۸۹
- ✽ تقویۃ الایمان اور اس کے مصنف کے خلاف اہل بدعت کا پروپیگنڈہ ۵۸۹
- ✽ تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم کی عبارتوں کا مطلب ۵۹۴
- ✽ تعلیم الاسلام نہایت مفید کتاب ہے ۵۹۸
- ✽ ابن حجر کی بلوغ المرام حنفی طلباء پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ ۵۹۸

- ✽ علامہ شبلی نعمانی کی کتاب سیرۃ النبی کا مطالعہ کرنا کیسا ہے؟ ۵۹۸
- ✽ کتاب دلائل الخیرات واجب التعظیم ہے ۶۰۰
- ✽ کیا الحزب الاعظم کے تمام اوراق معتبر ہیں؟ ۶۰۰
- ✽ مثنوی مولانا روم پر عمل کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ ۶۰۰
- ✽ کتاب ”زین المجالس“ میں خرافات اور کفریہ باتیں ہیں ۶۰۱
- ✽ کتاب ”گیارہ مجالس“ میں بہت سی باتیں کفر و شرک کی ہیں ۶۰۲
- ✽ کتاب قصص الانبیاء مستند نہیں ۶۰۳

مسائل شتیٰ

- ✽ کفر و اسلام کا سلسلہ کب سے شروع ہوا؟ ۶۰۴
- ✽ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے کیوں نکالے گئے تھے؟ ۶۰۴
- ✽ کیا حضور ﷺ کے والدین مسلمان تھے؟ ۶۰۶
- ✽ خواجہ ابوطالب مؤمن تھے یا نہیں؟ ۶۰۷
- ✽ خواجہ عبدالمطلب کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ۶۰۸
- ✽ شہادت سے حقوق العباد معاف ہوتے ہیں یا نہیں؟ ۶۰۸
- ✽ کافروں کا مال غصب اور چوری کرنا کیسا ہے؟ ۶۰۹
- ✽ سورج گرہن کس تاریخ کو ہوتا ہے؟ ۶۱۰
- ✽ غلط فہمی سے کسی نے مسئلہ غلط بتا دیا تو کیا حکم ہے؟ ۶۱۰
- ✽ مردے کے زندہ ہونے کی دعا کرنا درست نہیں ۶۱۰
- ✽ کیا اصحاب کہف کا کتاب جنت میں جائے گا؟ ۶۱۱
- ✽ جادو کی حقیقت ۶۱۱
- ✽ سحر (جادو) کا اثر ہوتا ہے ۶۱۲
- ✽ خطوط وغیرہ کے شروع میں ۸۶ لکھنا ۶۱۳

- ❖ ۶۱۴ بنی آدم ہونے کے اعتبار سے سب انسان بھائی بھائی ہیں
- ❖ ۶۱۵ نیک فال کا مطلب
- ❖ ۶۱۵ شیعوں کا سینوں سے مقدمہ بازی کے لیے زبردستی چندہ وصول کرنا
- ❖ ۶۱۶ جس عورت نے چند نکاح کیے آخرت میں وہ کون سے شوہر کو ملے گی؟
- ❖ ۶۱۶ مرنے کے بعد میاں بیوی ایک جگہ رہیں گے یا نہیں؟
- ❖ ۶۱۷ جس کے نکاح میں چار بیویاں ہیں آخرت میں وہ سب اُس کو ملیں گی یا نہیں؟
- ❖ ۶۱۸ جو عورت دوزخ میں داخل ہونے کے بعد جنت میں گئی وہ جنتی شوہر کی زوجہ ہوگی یا نہیں؟
- ❖ ۶۱۸ نابالغ بچوں کی عبادات کا ثواب کس کو ملتا ہے؟
- ❖ ۶۱۹ حفظ کے طلباء کا سبق سننے سے استاذ کو ثواب ملتا ہے یا نہیں؟
- ❖ ۶۱۹ شرابی کو تلاوت قرآن و دیگر عبادات کا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟
- ❖ ۶۲۰ انبیاء اور نابالغ بچوں پر مصائب کیوں آتے ہیں؟
- ❖ ۶۲۰ نیک لوگوں کو دنیا میں تکلیف کیوں ہوتی ہے؟ اور بدکار خوش کیوں رہتے ہیں؟
- ❖ ۶۲۱ معصوم بچوں کو جو تکلیف ہوتی ہے اس سے اُن کے درجات بلند ہوتے ہیں
- ❖ ۶۲۱ بچوں کو معصوم کہنا جائز ہے یا نہیں؟
- ❖ ۶۲۱ جنت میں جماع کرنے سے منی نہیں نکلے گی لیکن لذت میں کوئی کمی نہیں ہوگی
- ❖ ۶۲۲ عسین جنت میں جماع پر قادر ہوگا یا نہیں؟
- ❖ ۶۲۲ منکر و نکیر کا سوال اور اہل جنت و دوزخ کی گفتگو کس زبان میں ہوگی؟
- ❖ ۶۲۳ گروناک سے متعلق ایک من گھڑت قصہ
- ❖ ۶۲۳ ہمزاد کیا چیز ہے؟
- ❖ ۶۲۴ حاملہ عورت قیامت کے دن قبر سے حمل کے ساتھ اٹھے گی یا بغیر حمل کے؟
- ❖ ۶۲۴ پل صراط کس چیز کا ہے؟



آگاہی

اس جلد میں جن کتابوں کے حوالے بار بار آئے ہیں وہ درج ذیل کتب خانوں کی مطبوعات ہیں

اسمائے کتب	مطبوعہ
صحاح ستہ	مکتبہ بلال دیوبند
موطین	مکتبہ بلال دیوبند
شرح معانی الآثار	مکتبہ بلال دیوبند
مشکوٰۃ شریف	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
ہدایہ	الامین کتابستان دیوبند
فتاویٰ شامی	دارالکتب دیوبند
فتاویٰ ہندیہ	دارالکتب دیوبند
بدائع الصنائع	دارالکتب دیوبند
شرح وقایہ	دارالکتب دیوبند
حلبی کبیری	دارالکتب دیوبند
طحطاوی علی مراقی الفلاح	دارالکتب دیوبند
البحر الرائق	زکریا بک ڈپو دیوبند
قواعد الفقہ	اشرفی بک ڈپو دیوبند
مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح	مکتبہ امدادیہ، ملتان، پاکستان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب الایمان

ایمان کا بیان

عرفِ شریعت میں مؤمن اور مسلم میں کوئی فرق نہیں

سوال: (۱) شہر کرناں میں کئی روز سے الفاظ مؤمن و مسلم پر بحث ہو رہی ہے، ایک فریق درجہ مؤمن کا بڑا بتلاتا ہے، دوسرا فریق درجہ مسلم کا بڑا بتلاتا ہے، جو کچھ حکم شرعی اس کے متعلق ہو، مطلع فرمائیں۔ (۱۳۴۳/۸۷۸ھ)

الجواب: شریعت میں ایمان اور اسلام ایک ہے، جو مؤمن ہے وہ مسلم ہے، اور جو مسلم ہے وہ مؤمن ہے، ایمان بدون اسلام کے مقبول نہیں اور اسلام بدون ایمان کے معتبر نہیں، اللہ تعالیٰ نے جس جماعت کو اول مؤمن فرمایا اسی کو پھر مسلم فرمایا۔ کَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَأَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ . فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾ (سورہ ذاریات، آیت: ۳۵-۳۶) پس یہ نزاع نہایت قبیح ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ، یہ کیسی جاہلانہ بحث ہے، جواب تک کہیں سنی نہ دیکھی، ایسی جہالت سے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى وَالتَّزَمَ شَرِيعَةَ الْمُصْطَفَى صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ. فقط

سوال: (۲) مؤمن اور مسلم میں کیا فرق ہے؟ اور دونوں کی تعریف کیا ہے؟

(۱۳۴۵-۴۴/۲۵۶ھ)

الجواب: مؤمن اور مسلم ایک ہی ہیں۔ کَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَأَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ . فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾ (سورہ ذاریات، آیت: ۳۵-۳۶) وصفہم اللہ بالإيمان والإسلام جميعاً لأنه ما من مؤمن إلا وهو مسلم (۱) (معالم التنزيل) یعنی عند اللہ جو مؤمن ہے وہ مسلم ہے اور جو مسلم ہے وہ مؤمن ہے، کیوں کہ ایمان اور اسلام ایک ہے، فرق صرف لفظی ہے یعنی جب آدمی زبان سے اقرار کرتا ہے تو حید و رسالت کا اور احکام شریعت کو مانتا ہے، اور تسلیم کر لیتا ہے وہ مسلمان کہلاتا ہے، اور ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے یعنی جو کچھ وہ زبان سے کہتا ہے دل سے بھی اس کی تصدیق کرتا ہے، پس تصدیق قلبی کے اعتبار سے اس کا نام مؤمن ہے، اور اقرار زبانی اور شہادت لسانی کے اعتبار سے نام اس کا مسلم اور مسلمان ہے، الغرض ان دونوں میں فرق صرف لفظی ہے معتبر عند اللہ ہونے میں ایمان اور اسلام دونوں شرط ہیں، تفسیر معالم التنزيل میں آیت: ﴿قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا﴾ (سورہ حجرات، آیت: ۱۴) کی تفسیر میں لکھا ہے: فأخبر أن حقيقة الإيمان: التصديق بالقلب، وأن الإقرار باللسان و إظهار شرائعه بالأبدان لا يكون إيماناً دون التصديق بالقلب والإخلاص (۲) (۸۴۲، معالم)

سوال: (۳) اسلام میں ایمان ہونے کی شرط ہے یا نہیں؟ (۱۴۳۹ھ/۳۶-۱۳۳۷ھ)

الجواب: ایمان کے بغیر کوئی عمل معتبر نہیں، تصدیق قلبی اور اقرار باللسان دونوں کا ہونا ضروری ہے اسلام درحقیقت ایمان ہی کے ظہور کا نام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسلمان کرنے کا طریقہ

سوال: (۴) اگر کوئی ہندو مسلمان ہو تو اس کا کیا طریقہ ہے؟ (۱۴۵۱/۱۳۳۹ھ)

الجواب: جو کوئی ہندو مسلمان ہو اس کو مسلمان کر لینا چاہیے اس کو کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ پڑھا دینا چاہیے: یعنی یہ کہ اللہ ایک ہے محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے بندہ اور پیغمبر ہیں۔ فقط

(۱) معالم التنزيل کامل، ص: ۸۴۹، تفسیر سورة الذاریت.

(۲) معالم التنزيل کامل، ص: ۸۴۲، تفسیر سورة الحجرات.

سوال: (۵) ایک غیر مسلم کو مولوی صاحب نے صرف کلمہ شہادت پڑھا کر مسلمان کیا وہ مسلمان ہوا یا نہیں؟ جبلاء یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جب تک پانچوں کلمے نہ پڑھائے جاویں مسلمان کس طرح ہو سکتا ہے؟ (۱۳۳۰/۲۳۹۱ھ)

الجواب: اس صورت میں وہ شخص مسلمان ہو گیا، مولوی صاحب پر اعتراض کرنا غلط اور جہل کی بات ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۶) اگر کسی غیر مسلم کو مسلمان کیا جائے تو اس کو کیا پڑھایا جائے؟ (۱۳۳۲/۴۲۰ھ)

الجواب: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ اس کو پڑھا کر اس کے معنی سمجھائے جائیں اس سے مسلمان ہو جاتا ہے، اور اگر آمین باللہ إلخ کا مطلب اس سے کہلایا جائے تو اور بھی اچھا ہے۔

نو مسلم نام تبدیل نہ کرے یا ختنہ نہ کرائے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۷) ایک غیر مسلم شخص اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریک مانتا ہے، آنحضرت ﷺ کی رسالت کا قائل ہے، اور تمام عقائد ایمانیہ اور ارکان اسلامیہ کا مصدق اور عامل ہے، مگر اس نے اپنا نام تبدیل نہیں کیا نہ ختنہ کرایا؛ تو اس شخص کو کافر مشرک کہنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۱۳۱۳ھ)

الجواب: جب کہ توحید و رسالت اور عقائد اسلام اور احکام ایمان کا معتقد اور قائل ہو گیا؛ مسلمان ہو گیا، نام تبدیل نہ کرانے یا ختنہ نہ کرانے سے اس پر حکم کفر و شرک کا نہ لگایا جاوے گا۔

بغیر جلاب کے غیر مسلم مسلمان ہو سکتا ہے

سوال: (۸) اگر کسی غیر مسلم کو مسلمان کیا جائے تو بغیر جلاب (۱) کے مسلمان ہو سکتا ہے یا نہیں؟ جو شخص یہ کہے کہ بغیر جلاب کے مسلمان نہیں ہو سکتا اس کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۸/۱۵۲ھ)

الجواب: بغیر جلاب کے مسلمان ہو سکتا ہے اور جو شخص اس کے خلاف کہے وہ واقف نہیں ہے جاہل ہے، اس کی بات نہ مانی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۹) ایک بھنگی مسلمان ہونا چاہتا ہے، یہاں پر مسلمان کہہ رہے ہیں کہ اس کو مسہل

(۱) جلاب: مسہل، ایسی دوا جس سے دست آئیں، دست آورد و ۱۲ (فیروز اللغات)

دیئے جائیں تب مسلمان کیا جائے، یہ لکھ دیجئے کہ بھنگی کو مسلمان کرنے میں کیا کیا قید شریعت نے رکھی ہیں؟ (۳۲۲۶/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اس بھنگی کو فوراً بلا کسی شرط اور قید کے مسلمان کر لیا جائے، کیونکہ شریعت کا حکم یہ ہے کہ جس وقت کوئی شخص مسلمان ہونا چاہے اس کو فوراً مسلمان کر لیا جائے اور کچھ قید اور شرط اس کے لیے نہیں ہے، بلکہ تاخیر کرنا گناہ ہے اور ممنوع ہے، اور جو لوگ اس بھنگی کو مسہل دینے کے لیے کہتے ہیں وہ اپنی جہالت کی وجہ سے خطا پر ہیں، قول ان کا غلط ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تصحیح عقائد کا کیا طریقہ ہے؟

سوال: (۱۰) تصحیح عقائد کا کیا طریقہ ہے؟ (۱۳۴۲/۲۳۳۸ھ)

الجواب: تصحیح عقائد موافق مسلک اہل سنت و جماعت کے بعد فقہ حنفی کے موافق اعمال کا التزام کیا جائے اور اخلاق حسنہ حاصل کیے جائیں اور اخلاق ذمیرہ ردیہ سے اجتناب کیا جائے، الغرض اتباع مسلک اہل سنت و جماعت علماء و عملاً نجات کے لیے کافی ہے۔ فقط واللہ اعلم

جو مومن اسلام کا اظہار نہ کرتا ہو وہ مسلمان ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۱) کیا وہ شخص جو ظاہرہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو، اور باطنی طور پر اللہ، رسولوں، کتب سماوی اور علی ہذا ارکان اسلام پر کامل ایمان رکھتا ہو اور اسلام کے سب فرائض نماز، روزہ وغیرہ کو بہ دل خفیہ بجالاتا ہو، مگر دنیوی وجوہات سے اظہار اسلام نہ کرتا ہو؛ کیا وہ شخص مسلمان ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۱۰۵۱ھ)

الجواب: ایمان معتبر وہ ہے کہ دل میں تصدیق ہو تمام ان امور کی جو رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں، اور زبان سے اقرار کرے ان سب امور کا، ایسا ہی ہے شرح عقائد وغیرہ میں، اور یہ بھی اس میں ہے کہ محققین یہ کہتے ہیں کہ ایمان تصدیق ہے ساتھ قلب کے اور اقرار شرط ہے احکام دنیاویہ جاری کرنے کے لیے (۱) اس ثانی قول کے موافق وہ شخص جس کا سوال میں

(۱) ذہب جمہور المحققین إلى أنه هو التصديق بالقلب، وإنما الإقرار شرط لإجراء الأحكام في الدنيا إلخ. (شرح العقائد، ص: ۱۲۱، مبحث الإيمان)

ذکر ہے عند اللہ مؤمن ہے اگرچہ ظاہر میں اس کو مسلمان نہ کہا جاوے گا، اور احکام اسلام اس پر جاری نہ ہوں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسلمان ہونے کا اعلان کرنا ضروری نہیں

سوال: (۱۲) زید نے دس مسلمانوں میں اپنے کفر سے توبہ کی، اور کلمہ توحید پڑھ کر مسلمان ہوا، تو اب اس کو اپنے عزیزوں میں اس کے اظہار کی ضرورت ہے یا نہیں؟ آیا وہ مسلمان ہوا یا نہیں؟
(۱۳۳۰/۵۲۶ھ)

الجواب: وہ شخص مسلمان ہو گیا اور اس سے زیادہ اعلان کرنا اس کے ذمہ ضروری نہیں ہے، خود اعلان ہو جاوے گا، لیکن بہتر ہے کہ سب عزیزوں میں اس کی اطلاع کرادے اور جو کوئی دریافت کرے کہہ دے کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

پولیس میں مسلمان کرانے کی رپورٹ کرنا ضروری نہیں

سوال: (۱۳) ایک غیر مسلم دائرۃ اسلام میں آنا چاہتا ہے، ایک مولانا صاحب نے کلمہ شہادت پڑھا کر مسلمان کیا اور پولیس میں رپورٹ نہیں کرائی؛ کیا اس طرح وہ شخص دائرۃ اسلام میں داخل ہو جائے گا یا نہیں؟ (۱۳۳۲/۲۶۲۸ھ)

الجواب: کسی کو مسلمان کرنے کے لیے پولیس میں رپورٹ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط

مسلمان بنانے کے لیے عدالت کی اجازت لینا ضروری نہیں

سوال: (۱۴) اگر کوئی ہندو مسلمان ہونا چاہتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھ کو مولوی صاحب کے پاس لے جاؤ، اور مولوی صاحب کہتے ہیں کہ اگر عدالت اجازت دیوے تو ہم مسلمان کر سکتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۵-۳۳/۱۰۷ھ)

الجواب: جو ہندو مسلمان ہونے کو تیار ہو اس کو فوراً مسلمان کر لیا جاوے، اس میں دیر نہ کی جاوے اور یہ نہ کہا جاوے کہ عدالت سے اجازت لے لو تب مسلمان کریں گے، یہ بہت برا ہے۔ فقط

بہ وقت غرق فرعون کا ایمان لانا مقبول نہیں

سوال: (۱۵) فرعون بہ وقت غرقابی جو ایمان لایا وہ معتبر ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۸/۲۳۴۰)
الجواب: فرعون کا ایمان لانا بہ وقت غرق مقبول نہیں ہوا۔ کما نطق بہ الكتاب (۱) فقط

یہود و نصاریٰ کو موحد کہنا درست نہیں

سوال: (۱۶) اہل کتاب کو موحدین کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۳۳۸/۲۳۴۰)
الجواب: اہل کتاب جو بعد بعثت آنحضرت ﷺ کے آنحضرت ﷺ پر اور قرآن شریف پر ایمان نہیں لائے ان کو موحد نہ کہا جاوے گا، وہ کافر کے لقب سے موسوم ہوں گے۔ کما قال اللہ تعالیٰ: ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ﴾ (سورہ مائدہ، آیت: ۷۷، ۷۸)
کافر نے صدق دل سے لَا إِلَهَ إِلَّا الرَّحْمَنُ کہا تو مسلمان ہو گیا

سوال: (۱۷) کسی کافر نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے بجائے لَا إِلَهَ إِلَّا الرَّحْمَنُ صدق دل سے کہا تو وہ مسلمان ہو گیا یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۱۶۸۷)
الجواب: جب کہ دل سے یہ عقیدہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں تو وہ مسلمان ہو گیا، اور لَا إِلَهَ إِلَّا الرَّحْمَنُ کہنا بھی صحیح ہے؛ چنانچہ قرآن شریف میں ہے: ﴿قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوْ ادْعُوا الرَّحْمَنَ﴾ (سورہ بنی اسرائیل، آیت: ۱۱۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جس شخص کا آخری کلام بسم اللہ ہے وہ دخول جنت کی بشارت میں داخل ہے
سوال: (۱۸) جس شخص کا آخری کلام بسم اللہ ہو، اور اسی پر خاتمہ ہو گیا تو وہ شخص ومن کان

(۱) ﴿وَجُوزْنَا بِبَنِي إِسْرَآئِيلَ الْبَحْرَ فَاتَّبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدُوًّا حَتَّى إِذَا ذَرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ آمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنْتُ بِهِ بَنُو إِسْرَآئِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ، أَلَنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ﴾ (سورہ یونس، آیت: ۹۰-۹۱)

آخر کلامہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دخل الجنة (۱) والی حدیث میں شامل ہوا یا نہیں؟ (۱۳۳۸/۶۷۰ھ)
الجواب: مطلب تو یہی ہے کہ ذکر اللہ میں آخر ہو، لہذا وہ شخص جس کا آخر کلمہ بسم اللہ ہو
بشارت دخول جنت میں داخل ہے کیونکہ دوسری روایت میں یہ ہے: وَأَنْ تُفَارِقَ الدُّنْيَا وَلِسَانُكَ
رَطْبٌ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ (۲) اَوْ كَمَا قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقَطَّ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ

اہل جنت کا کلام کرنا، کھانا پینا اور چلنا قرآن و احادیث سے ثابت ہے
سوال: (۱۹) جو لوگ جنت میں جائیں گے وہ اس کے اندر چل پھر بھی سکیں گے اور کھاپی بھی
سکیں گے یا نہیں؟ اور جو حوریں خدمت کے لیے ملیں گی ان سے صحبت کریں گے یا نہیں؟
(۱۳۳۳-۳۲/۷۲۸ھ)

الجواب: اہل جنت کا کلام کرنا کھانا پینا چلنا احادیث سے ثابت ہے (۳) اور قرآن شریف
میں بھی موجود ہے: ﴿كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِزْقًا﴾ (سورۃ بقرہ، آیت: ۲۵) دوسری جگہ ہے:
﴿وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ﴾ (۴) اور ﴿فَجَعَلْنَهُنَّ أَبْكَارًا﴾ (سورۃ واقعہ، آیت: ۳۶)

(۱) عن معاذ بن جبل رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من كان آخر
كلامه لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دخل الجنة. (سنن أبي داود، ص: ۴۴۴، كتاب الجنائز، باب في التلقين)
(۲) عن عبد الله بن بسر رضي الله عنه قال: جاء أعرابي إلى النبي صلى الله عليه وسلم،
فقال أي الناس خير؟ فقال: طوبى لمن طال عمره وحسن عمله، قال: يا رسول الله! أي
الأعمال أفضل؟ قال: أن تفارق، الحديث، رواه أحمد والترمذي. (مشكاة المصابيح،
ص: ۱۹۸، كتاب الدعوات، باب ذكر الله عز وجل والتقرب إليه، الفصل الثاني)

(۳) عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يأكل أهل
الجنة فيها ويشربون ولا يمتخطون ولا يمتخطون ولا يبولون ولكن طعامهم ذاك جشاء كرشح
المسك يلهمون التسبيح والتحميد، كما تلهمون النفس. (الصحيح لمسلم: ۳۷۹/۲، كتاب
الجنة وصفة نعيمها وأهلها)

وعن أنس رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: يعطى المؤمن في الجنة
قوة كذا وكذا من الجماع قيل: يا رسول الله! أو يطبق ذلك؟ قال: يعطى قوة مائة. (جامع
الترمذي: ۸۰/۲، أبواب صفة الجنة، باب ما جاء في صفة جماع أهل الجنة)
(۴) سورة صافات، آیت: ۲۷، سورۃ طور، آیت: ۲۵۔

غیر مسلم صرف اسلام کی کتابیں پڑھے اور کلمہ توحید نہ پڑھے تو وہ مسلمان نہیں

سوال: (۲۰) اگر کوئی کافر ہندو وغیرہ مذہب اسلام کی کتابیں پڑھے اور اس کے کلام سے عقیدت بزرگان پائی جائے لیکن کلمہ توحید نہ پڑھا ہو تو وہ مومن ہے یا کافر؟ (۵۱۵/۱۳۳۸ھ)

الجواب: کوئی کافر ہندو وغیرہ جب تک کلمہ توحید نہ پڑھے اور شہادتین کا اقرار نہ کرے اس وقت تک اس کو مسلمان نہ کہا جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسلمان کو منافق نہ کہنا چاہیے

سوال: (۲۱) عام مسلمانوں میں مومن اور منافق کی تمیز کس طرح کی جائے؟ (۱۲۵۹/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس تمیز کی ضرورت نہیں ہے کسی مسلمان کو منافق نہ کہنا چاہیے، یہ حرام ہے۔ قال تعالیٰ: ﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْفَىٰ إِلَيْكُمْ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾ (سورہ نساء، آیت: ۹۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سمجھ دار نابالغ کا ایمان معتبر ہے

سوال: (۲۲) اگر ہندو کا نابالغ لڑکا اپنا ایمان ظاہر کرے تو معتبر اور مقبول ہوگا یا نہیں؟ (۲۹۱۲/۱۳۳۵ھ)

الجواب: نابالغ لڑکا اگر عاقل سمجھ دار ہے جس کی مقدار درمختار میں سات برس کی عمر قرار دی ہے تو اس کا اسلام لانا صحیح ہے۔ أو أسلم الصَّبِيُّ وهو عاقل أي ابن سبع سنين صلي عليه لصيرورته مسلمًا إلخ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ماں باپ میں سے جو مسلمان ہوگا بچہ اس کے تابع ہوگا

سوال: (۲۳) ایک ہندو عورت شوہر دار مسلمان ہوتی ہے، شوہر اپنے مذہب پر ہندو رہتا ہے

(۱) الدر المختار مع الشامی: ۳/۱۲۴، کتاب الصلوة، باب صلاة الجنابة، قبل مطلب في حمل الميت

اور زندہ ہے، عورت مسلمان ہو جانے کے بعد اپنی نابالغ لڑکی یا لڑکے عمر ۶ سالہ کو بھی مسلمان کر لیتی ہے، کیا شرعاً بہ حالت زیست موجودگی پدر مذکور اس کی ماں کی ولایت مرنج ہے، یا باپ کی؟ اور اس کی دوسری صورت میں بھی یہی سوال ہوتا ہے، یعنی باپ مسلمان ہوتا ہے اور ماں ہندو رہتی ہے باپ نو مسلم اپنی لڑکی یا لڑکے نابالغ عمر ۶، ۷، ۸، ۹ سالہ کو بھی مسلمان کر لیتا ہے، ایسی صورت میں بہ حالت زیست و موجودگی ماں لڑکے یا لڑکی اس کی ماں کی ولایت مرنج ہے یا باپ کی؟ (۳۱۶۳/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: والولد يتبع خیر الأبوين دیناً إلخ (۱) اس روایت سے معلوم ہوا کہ بچہ خیر الأبوين کے تابع ہوتا ہے، یعنی ماں باپ میں سے جو شخص مسلمان ہوگا بچہ اس کے تابع ہو کر اس کا حکم بھی مسلمان کا سا ہوگا، اور وہ مسلمان ہی سمجھا جائے گا، لہذا اس صورت میں دونوں حالتوں میں بچہ مسلمان ہے، اور والدین میں سے جو شخص مسلمان ہو گیا ہے بچہ اس کے پاس رہے گا، اور مسلمان سمجھا جائے گا، اور دوسرے کو یہ حق نہ ہوگا کہ اس بچہ کو ماں سے لے کر اس کو کافر بنالے۔

اسلام لانے سے کسی بھی قوم اور فرقہ کو روک نہیں سکتے

سوال: (۲۴) ایک ڈیپوٹیشن (وفد) ممبئی سے ہمارے شہر میں داخل ہوا ہے اپنے کو مولوی بتلاتے ہیں اور اشاعت اسلام کی غرض سے آئے ہیں، جو قوم ہندو اور مسلمانوں کے نزدیک ذلیل ہیں مثلاً چوہڑا (چمار) وغیرہ، ان لوگوں کو ان کے مکان پر جا کر ان کے بیوی بچوں کو مسلمان کر رہے ہیں، اور ہماری مسجدوں میں لا رہے ہیں جس کے سبب سے تمام مسلمانوں میں رخنہ پڑ گیا ہے، اور مسجدیں بند ہونے کا اندیشہ ہے، کیا علماء اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ آج کل اس ذلیل قوم کو مسلمان کرنا ضروری ہے؟ (۱۳۵۸/۱۳۳۹ھ)

الجواب: اسلام لانے سے کسی قوم اور فرقہ کو روک نہیں سکتے اور کوئی قوم ہوا اگرچہ وہ اسلام لانے سے پہلے کیسی ہی ذلیل ہو، مگر اسلام لانے کے بعد اللہ کے نزدیک اس کی بڑی عزت ہے، اس میں کچھ قیل وقال اور مصلحت بینی نہ ہونی چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) الدر المختار مع الشامی: ۲/۴۷، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، مطلب الولد يتبع خیر الأبوين دیناً .

خطرے کے موقع پر گائے کے بجائے بکرے کی قربانی

کرنے سے ایمان میں فتور واقع نہیں ہوگا

سوال: (۲۵) مسلم ناتواں غیر مسلم حاکم ظالم کی وجہ سے اگر قربانی نہ کرے یا بقر (گائے) کی جگہ بکرے کی قربانی کرے تو اس کے اسلام اور ایمان میں فتور واقع ہوگا یا نہیں؟ (۴۶۰/۳۶-۱۳۳۷ھ)

الجواب: شعائر اسلامی کے قیام کی راہ میں مسلمان کو ہر قربانی کے لیے مستعد رہنا چاہیے، کمزوری سے دوسرے لوگوں کے حوصلے بڑھتے ہیں، تاہم ایسے خطرناک موقع پر اگر رخصت پر عمل کرے تو جائز ہے، اور اگر نیت میں سقم نہیں تو ان شاء اللہ ایمان بھی سالم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جونو مسلم عورت نہ نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے وہ مسلمان ہے

سوال: (۲۶) ایک شخص نے کسی ہندو عورت کو مسلمان کر کے اس سے نکاح کر لیا، وہ عورت نہ نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے اور ہندوؤں کے مندروں میں جاتی ہے وغیرہ وغیرہ، اب یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟ اور وہ عورت مسلمان ہے یا کافر؟ اور اولاد جو ہوئی وہ حلال ہے یا نہ؟ (۲۹۵/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: نماز نہ پڑھنا روزہ نہ رکھنا زکوٰۃ نہ دینا یہ سب کبیرہ گناہ ہیں، تارک صلاۃ وغیرہ فاسق ہے مگر کافر نہیں ہے، جیسا کہ حدیث: **وإن زنی وإن سرق الحدیث (۱) اس پر دال ہے، اور لا تکفرہ بذنب وارد ہے (۲) پس بہ موجب ارشاد رسول اللہ ﷺ: ما من عبد قال: لا إله إلا الله ثم مات على ذلك دخل الجنة، قلت: وإن زنی وإن سرق، قال: وإن زنی وإن سرق الحدیث (۱) اس عورت کو مسلمان سمجھا جائے گا، اور مسلمانوں کا سا معاملہ اس کے ساتھ کیا جائے گا،**

(۱) عن أبي ذر رضي الله عنه قال: أتيت النبي صلى الله عليه وسلم وعليه ثوب أبيض وهو نائم، ثم أتيتُه وقد استيقظ، فقال: ما من عبد قال، الحدیث. (صحيح البخاري: ۸۶۶-۸۶۷/۲، كتاب اللباس، باب الثياب البيض)

(۲) عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ثلاث من أصل الإيمان: الكف عن من قال: لا إله إلا الله، ولا تكفره بذنب، ولا تخرجه من الإسلام بعمل، الحدیث. (أبو داود، ص: ۳۴۳، كتاب الجهاد، باب في الغزو مع أئمة الجور)

نکاح اس کا مسلمان کے ساتھ بہ شرائط صحیح ہے اور اولاد جو نکاح کے بعد ہوئی ولد الحلال ہے۔ فقط

کراماً کاتین وسواس کو لکھتے ہیں یا نہیں؟

سوال: (۲۷) اگر زید کے دل میں وسواس آوے، اور وہ اس کا مرتکب نہ ہو تو کراماً کاتین اس کو لکھتے ہیں یا نہیں؟ (۱۳۳۹/۲۰۷۷ھ)
الجواب: نہیں (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا دوزخ میں نیک و بد سب کو جانا ہوگا؟

سوال: (۲۸) زید کہتا ہے کہ بہ حکم آیت کریمہ: ﴿وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا﴾ (سورہ مریم، آیت: ۷۱) دوزخ میں نیک اور بد سب داخل ہوں گے، اور نیک لوگوں کے واسطے آگ باغ ہوگی، بکر کہتا ہے کہ اس سے مراد پل صراط سے گزرنا ہے تو کس کا قول صحیح ہے؟ (۱۳۳۰/۲۸۶ھ)
الجواب: اس سے مراد پل صراط پر کو گزرنا ہے اور بکر صحیح کہتا ہے، اور اس پر جملہ مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس ورود سے مراد مرور علی الصراط ہے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۲۹) زید کہتا ہے کہ قیامت کے روز ایک مرتبہ تمام لوگ دوزخ میں داخل کیے جائیں گے

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله تجاوز عن أمتي ما وسوست به صدرها ما لم تعمل به أو تتكلم، متفق عليه. (مشكاة المصابيح، ص: ۱۸، كتاب الإيمان، باب في الوسوسة، الفصل الأول)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وسواس قابلِ مواخذہ نہیں، اور جب قابلِ مواخذہ نہیں تو ان کو کراماً کاتین نہیں لکھتے، کیونکہ کراماً کاتین ان ہی اعمال کو لکھتے ہیں جن پر جزاء و سزا مرتب ہوتی ہے۔
(۲) ترجمہ شیخ الہند اور فوائد عثمانی میں ہے:

”اور کوئی نہیں تم میں جو نہ پہنچے گا اُس پر، ہو چکا یہ وعدہ تیرے رب پر لازم مقرر، پھر بچائیں گے ہم اُن کو جو ڈرتے رہے اور چھوڑ دیں گے گنہ گاروں کو اُس میں اوندھے گرے ہوئے“: یعنی ہر نیک و بد، مجرم و بری، اور مؤمن و کافر کے لیے حق تعالیٰ قسم کھا چکا اور فیصلہ کر چکا ہے کہ ضرور بالضرور دوزخ پر اُس کا گذر ہوگا، کیوں کہ جنت میں جانے کا راستہ ہی دوزخ پر کو گیا ہے، جسے عام محاورات میں ”پل صراط“ کہتے ہیں۔
==

بدلیل قولہ تعالیٰ: ﴿وَإِنْ مِنْكُمْ﴾ اُنْی مَا مِنْكُمْ اَحَدٌ ﴿إِلَّا وَارِدُهَا﴾ ذَاخِلُهَا يَدْخُلُ النَّارَ بَرًّا وَفَاجِرًا وَتَكُونُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ بَرًّا وَسَلَامًا (۱) تفسیر مدارک و تفسیر جامع البیان میں زید کا دعویٰ ہے کہ لفظ بَرٌّ میں انبیاء علیہم السلام بھی شامل ہیں، بکر کہتا ہے کہ اس حکم سے انبیاء علیہم السلام اور سادات کرام مستثنیٰ ہیں یہ صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۰/۴۸۱ھ)

الجواب: یہ تو ظاہر ہے کہ مراد اس ورود سے عبور علی الصراط ہے، یعنی پل صراط پر گزرنے، چونکہ پل صراط جہنم پر قائم ہوگا، اس لیے اس پر گزرنے والوں کو وارد جہنم اور داخل جہنم اور عابر جہنم سب کہہ سکتے ہیں، جیسا کہ کمالین میں ہے: وَكَثِيرٌ مِنَ السَّلَفِ عَلَى أَنَّ الْوُرُودَ هُوَ الْعَبُورُ عَلَى الصِّرَاطِ فَإِنَّهُ مَمْدُودٌ عَلَى جَهَنَّمَ وَرَجَحَهُ النَّوَوِيُّ — إِلَى أَنْ قَالَ: — وَالَّذِي يَظْهَرُ لِهَذَا الْعَبْدِ أَنَّ هَذَا الْاِخْتِلَافَ لَفْظِي فَإِنَّ الْمُرُورَ عَلَى الصِّرَاطِ مِمَّا اتَّفَقُوا عَلَيْهِ غَيْرَ أَنَّ مِنْهُمْ مَنْ عَدَّ دُخُولًا وَمِنْهُمْ حَسَبَهُ عُبُورًا (۲) پس انبیاء علیہم السلام بھی ﴿وَإِنْ مِنْكُمْ﴾ اِلَّا وَارِدُهَا کے عموم میں داخل ہیں، کیونکہ ترتیب ﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا﴾ (سورہ مریم، آیت: ۷۲) کا اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے کہ اول ان کا دخول اور عبور علی جہنم تسلیم کر لیا جاوے۔ کما فی الکمالین عن المدارک: الورد: الدخول

== اُس پر لامحالہ سب کا گذر ہوگا، خدا سے ڈرنے والے مؤمنین اپنے اپنے درجہ کے موافق وہاں سے صحیح سلامت گذر جائیں گے اور گنہ گار الجھ کر دوزخ میں گر پڑیں گے، (العیاذ باللہ) پھر کچھ مدت کے بعد اپنے اپنے عمل کے موافق، نیز انبیاء، ملائکہ اور صالحین کی شفاعت سے، اور آخر میں براہ راست ارحم الراحمین کی مہربانی سے وہ سب گنہ گار جہنم نے سچے اعتقاد کے ساتھ کلمہ پڑھا تھا دوزخ سے نکالے جائیں گے، صرف کافر باقی رہ جائیں گے اور دوزخ کا منہ بند کر دیا جائے گا، بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ کی آگ میں ہر شخص کو داخل کیا جائے گا مگر صالحین پر وہ آگ برد و سلام بن جائے گی، وہ بے کھٹکے اُس میں سے گذر جائیں گے۔ واللہ اعلم

امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر میں اس دخول کی بہت سی حکمتیں بیان کی ہیں۔ فلیراجع

(ترجمہ شیخ الہند اور فوائد عثمانی، ص: ۴۱۴-۴۱۵، تفسیر سورہ مریم، آیت: ۷۱، حاشیہ نمبر: ۳)

(۱) تفسیر مدارک التنزیل و حقائق التأویل، ص: ۳۹۵، تفسیر سورہ مریم، المطبوعۃ: المطبع الحنفی، دہلی۔

(۲) تعلیقات جدیدہ من التفسیر المعبرۃ لحلّ الجلالین، ص: ۲۵۸، رقم الحاشیہ: ۲۶، تفسیر سورہ مریم۔

عند علیّ وابن عباس رضي الله عنهما وعليه جمهور أهل السنّة لقوله تعالى: ﴿فَأَوْرَدَهُمُ النَّارَ﴾ (هود: ۹۸) ولقوله: ﴿لَوْ كَانَ هَؤُلَاءِ إِلَهًا مَّا وَرَدُّوْهَا﴾ (الأنبياء: ۹۹) ولقوله: ﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا﴾ (مريم: ۷۲) إذ النّجاة إنّما يكون بعد الدّخول إلخ. وعن الحسن وقتادة الورد: المرور على الصّراط، لأنّ الصّراط ممدود عليها إلخ (۱) ثمّ نقل بعد هذا ما نقلته أولا من قوله: وكثير من السّلف إلخ (۲) فقط واللّه تعالیٰ اعلم

سید دوزخ میں جائے گا یا نہیں؟

سوال: (۳۰) زید کہتا ہے کہ ہمارے پیر صاحب فرماتے تھے کہ سید دوزخ میں نہ جائے گا، برا عمل کرے یا بھلا، بکر کہتا ہے کہ برا عمل کرے گا دوزخ میں جائے گا سید ہو یا غیر۔ (۱۶۴۶/۱۳۳۰ھ)
الجواب: جو شخص مرتکب گناہ کا ہوگا خواہ سید ہو یا غیر سید وہ مستحق عذاب کا ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾ (سورۃ زلزال، آیت: ۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بے نمازی مؤمن؛ کافر مشرک سے بہتر ہے

سوال: (۳۱) قرآن مجید بے نمازی کو مشرکوں میں داخل کرتا ہے: ﴿وَاقِمُْوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمَشْرِكِينَ﴾ (سورۃ روم، آیت: ۳۱) کیا محض کلمہ گو ہونے سے اس کو ہندو مشرک سے ترجیح ہے کہ اس سے سودا سلف کیا جائے، اور اس کو پابند نماز نہ ہونے کی حالت میں مشرک سے بہتر سمجھا جائے؟ (۳۶/۲۱۷-۱۳۳۷ھ)

الجواب: یہ ظاہر ہے کہ تارک نماز کو حنفیہ کافر نہیں کہتے، بلکہ جمہور اہل سنت و جماعت سوائے بعض کے تارک نماز کو کافر نہیں کہتے، بلکہ فاسق ہی کہتے ہیں، اور جو روایات اس کے خلاف ہیں ان کی تاویل کرتے ہیں، اور کلمہ گو کو جب کہ وہ منکر ضروریات دین کا نہ ہو مسلمان کہتے اور سمجھتے ہیں، یہاں

(۱) تعلیقات جدیدۃ من التّفسیر المعتبرۃ لحلّ الجلالین، ص: ۲۵۸، رقم الحاشیۃ: ۲۵۔

(۲) تعلیقات جدیدۃ من التّفسیر المعتبرۃ لحلّ الجلالین، ص: ۲۵۸، رقم الحاشیۃ: ۲۶، تفسیر

تک کہ بے نمازی کے جنازہ کی نماز پڑھنا بھی بہ حکم صَلَّوْا عَلٰی کُلِّ بَرٍّ وَفَاجِرٍ الْحَدِيثُ (۱) ضروری ہے، پس مسلمان اگر چہ فاسق ہو لیکن اگر خاتمہ اس کا کلمہ شہادت پر ہو گیا تو انجام کار اس کے لیے جنت ہے، اور کافر مشرک کے لیے خلود فی النار ہے، پھر ان میں برابری کیسے ممکن ہے؟! ﴿لَا يَسْتَوِي أَصْحَبُ النَّارِ وَأَصْحَبُ الْجَنَّةِ أَصْحَبُ الْجَنَّةِ الْآيَةُ﴾ (سورہ حشر، آیت: ۲۰) فقط واللہ اعلم

ہر مسلمان پر تواضع لازم ہے

سوال: (۳۲) زید بہ وجہ کسرِ نفسی اپنے وجود کو بہ نسبت دیگر اہل اسلام کے قطع نظر اعمال کے حقیر سمجھتا ہے۔ (۱۳۴۳/۲۴۰۷ھ)

الجواب: ایسا سمجھنا ہر ایک مسلمان کو ضروری ہے اور تواضع لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عورت، گھوڑا اور مکان منحوس ہوتے ہیں یا نہیں؟

سوال: (۳۳) عورت، گھوڑا، مکان منحوس ہوتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں ہوتے تو کون سی حدیث میں لکھا ہے؟ اور اگر ہوتے ہیں تو اس کی دفعیہ کی کیا صورت ہے؟ (۱۳۳۳-۳۲/۱۷۳۹ھ)

الجواب: حدیث شریف میں اس کے متعلق اس قدر وارد ہے کہ اگر کسی چیز میں نحوست ہے تو عورت اور مکان اور گھوڑے میں ہے، اور غرض یہ ہے کہ نحوست کسی چیز میں نہیں ہے اگر ہوتی تو ان اشیاء میں ہوتی، مشکاة میں ابوداؤد سے روایت ہے کہ **وَإِنْ تَكُنِ الطَّيْرَةُ فِي شَيْءٍ فِي الدَّارِ وَالْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ (۲) صَاحِبِ مِرْقَاةٍ لَّكُنْتُمْ فِيهِ** والمعنى إن فرض وجودها تكون في هذه الثلاثة

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: **صَلُّوا خَلْفَ كُلِّ بَرٍّ وَفَاجِرٍ وَصَلُّوا عَلٰی كُلِّ بَرٍّ وَفَاجِرٍ، وَجَاهِدُوا مَعَ كُلِّ بَرٍّ وَفَاجِرٍ**. (سنن الدار قطنی: ۱/۱۸۵، کتاب الصلوة، باب صفة من تجوز الصلوة معه والصلوة عليه، المطبوعة: المطبع الأنصاري الواقع في الذہلی)

(۲) عن سعد بن مالك رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: **لَا هَامَةَ وَلَا عَدْوٰی وَلَا طَيْرَةَ، وَإِنْ تَكُنِ الطَّيْرَةُ، الْحَدِيثُ**. (مشكاة المصابيح، ص: ۳۹۲، کتاب الطب والرقي، باب الفال والطيرة، الفصل الثاني)

ويؤيده ما ورد في الصحيح بلفظ: ”إن كان الشُّومُ في شيء ففي الدَّارِ والمرأة والفرس“
والمقصود منه نفى صحة الطَّيْرَةِ عَلَى وجه المبالغة (۱) پس معلوم ہوا کہ منحوس کوئی چیز نہیں ہے
اور اگر کسی کو وہم اور وسوسہ ہو تو احادیث میں ہے وہ اس کو اس طرح دفع کرے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ
کرے اور یہ عقیدہ کرے کہ بدون امر الہی کوئی چیز نقصان اور نفع نہیں پہنچا سکتی، پس توکل علی اللہ اس
کے اس وہم و شبہ کو دفع کر دے گا (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسلمانوں کے حق میں کوئی ماہ یا کوئی دن منحوس نہیں

سوال: (۳۴) کیا شریعت غراء میں کسی ماہ یا روز کی نحوست ثابت ہے یا نہیں؟ اور اس کو منحوس
سمجھنے والا کیا ہوگا؟ ایک بنگلہ کتاب میں یہ حدیث درج ہے یہ حدیث کیسی ہے؟ نبی ﷺ نے چھ
دنوں کو منحوس فرمایا، ان میں سب عمل جدید کرنے کی ممانعت فرمائی مثلاً ہر ماہ کی تیسری تاریخ میں
شادی وغیرہ کی ممانعت فرمائی، اس وجہ سے کہ قاتیل نے ہابیل کو اس میں قتل کیا، اور پانچویں تاریخ
کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے کنویں میں اسی تاریخ میں ڈالا، اور آٹھویں تاریخ
اس واسطے کہ حضرت آدم علیہ السلام اس میں بہشت سے خارج کیے گئے، اور سولہ تاریخ کہ حضرت زکریا
علیہ السلام اس میں شہید کیے گئے، اور چوبیس تاریخ کہ اس میں دندان مبارک نبی کریم ﷺ کا شہید
کیا گیا، اور پچیس تاریخ کہ اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے۔

والحدیث الآخر وهو هذا: نبی کریم ﷺ نے ان مہینوں کی ان تاریخوں میں شادی وغیرہ

(۱) مرقاة المفاتیح: ۸/۲۰۱، کتاب الطب والرقی، باب الفال والطیرة، رقم الحدیث: ۴۵۸۶۔
(۲) عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الطَّيْرَةُ
شُرْكٌ، الطَّيْرَةُ شُرْكٌ فَلَا تَأْكُلْ، وَمَا مِنَّا إِلَّا وَلَكِنَّ اللَّهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ. (سنن أبي داود: ۵۴۶/۲،
كتاب الطب، باب في الطَّيْرَةِ والخط)

و عن عروة بن عامر رضي الله عنه قال: ذُكِرَتِ الطَّيْرَةُ عند رسول الله صلى الله عليه وسلم
فقال: أحسنها الفأل، ولا تُرَدُّ مُسْلِمًا، فإذا رأى أحدكم ما يكره، فليقل: اللَّهُمَّ لا يَأْتِي بالحسنات
إِلَّا أَنْتَ، ولا يَدْفَعُ السيئات إِلَّا أَنْتَ ولا حولَ ولا قوةَ إِلَّا بِاللَّهِ. (مشكاة المصابيح، ص: ۳۹۲،
كتاب الطب والرقی، باب الفال والطیرة، الفصل الثالث)

نئے کاموں کو منع فرمایا عشرہ محرم میں اور محرم کی بیس تاریخ میں، ربیع الثانی کی پہلی اور سولہویں میں، جمادی الاولیٰ کی دو اور دس میں، شعبان کی دو اور سات میں، رمضان کی تین اور سات میں، شوال کی بیس اور ستائیس میں، ذی قعدہ کی دو اور چھ میں، ذی الحجہ کی چھ اور آٹھ میں، اور ہر ماہ کی ان چوبیس ساعتوں میں جن میں بدر علی وجہ الکمال ہوتا ہے یہ بنگلہ میں اماؤٹھا کہلاتا ہے، ویوم کلّ شہر یکون القمر فیہ غائباً غیر ظاہر و غیر مرفیٰ اور ایسا دن بنگلہ میں پر نما کہلاتا ہے، کیا یہ باتیں ثابت اور جائز ہیں یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۱۳۷۶ھ)

الجواب: حدیث شریف صحیح میں وارد ہے کہ دہر کا اطلاق حق تعالیٰ نے اپنی ذات پر کیا ہے، اور دہر کو برا کہنا اپنی ایذاء کے مرادف ٹھہرایا ہے، چنانچہ حدیث میں حق تعالیٰ کا یہ مقولہ وارد ہے: یؤذینی ابن آدم یسبّ الدّھر وأنا الدّھر الحدیث (۱) یعنی ابن آدم مجھے تکلیف دیتا ہے کہ زمانہ کو برا بھلا کہتا ہے حالانکہ دہر میں ہوں یعنی دہر کو برا کہنا حق تعالیٰ کی طرف عائد ہوتا ہے، نعوذ باللّٰہ البتہ مشرکین پر جس روز میں عذاب نازل ہوا ہے وہ روز صرف ان کے لیے نخص تھا، نہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے مطیع بندوں کے لیے، چنانچہ مفسرین نے ﴿فِیْ یَوْمٍ نَّخْسِ مُسْتَمِرٍّ﴾ (سورہ قمر، آیت: ۱۹) کی تفسیر میں اسی وجہ سے یہ لکھا ہے کہ یہ یوم ہمیشہ کے لیے مشرکوں پر نخص ہے، اس کی مثال یہ ہے کہ جس روز فرعون غرق ہوا وہ روز فرعون کے لیے یوم نخص تو تھا مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کے لیے یوم نجات بھی وہی تھا، پس کیوں کر اس روز کو مطلق نخص قرار دے سکتے ہیں؟! اور حضرات انبیاء علیہم السلام کی تکالیف کے ایام کو یوم نخص کہنا محض جہالت ہے، اس لیے کہ حق تعالیٰ نے کفار کے عذاب کے ایام کو یوم نخص کہا ہے، اور انبیاء علیہم السلام کے ایام ابتلاء ان کے لیے ایام ترقی درجات ہیں، پس وہ ایام ان کے لیے باعث مزید سعادات ہیں نہ نخص، ذی الحجہ کے پہلے دس دن کو علماء نے تمام سال کے ایام میں سے افضل و برتر کہا ہے (۲) پس (ہر ماہ کی تیسری) پانچویں اور آٹھویں کو برا

(۱) عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: قال اللہ: یؤذینی، الحدیث (صحیح البخاری: ۷/۱۵، کتاب التفسیر، باب: ﴿وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ﴾ الآية .

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ما من أيام العمل الصالح فیہن أحبّ إلى اللہ من ہذہ الأيام العشر، فقالوا: یا رسول اللہ! ولا الجہاد فی سبیل اللہ؟ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ولا الجہاد فی سبیل اللہ، إلا رجل خرج بنفسه و ماله فلم يرجع من ذلك بشيء (جامع الترمذی: ۱/۱۵۸، أبواب الصوم ==

قرار دینا اس کے مخالف ہے۔

اسی طرح صحیح مسلم کی حدیث میں وارد ہے: خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (۱) اس میں یوم جمعہ کو تمام ایام سے افضل قرار دیا گیا ہے، پس اگر ان تاریخوں میں کوئی تاریخ جمعہ کے روز ہوگی یا اماوٹھا اور پر نما کی تاریخوں کے اندر جمعہ بھی آگیا تو حدیث صحیح کی رو سے وہ ایام خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ میں داخل ہوں گے، پس ثابت ہوا کہ ان ایام کو منحوس کہنا اہل اسلام کے لیے قطعاً صحیح نہیں، البتہ منحوس مشرکین کے لیے ہو سکتے ہیں اور وہ نحوست بھی ایام کی ذات پر کوئی سرایت نہ کرے گی بلکہ انہیں پر رہے گی، پس اہل اسلام کو اماوٹھا اور پر نما وغیرہ ایام میں شادی کرنا جائز ہے، البتہ اگر کوئی خدا کے ساتھ ان ایام میں اپنے متعلق نحوست کا عقیدہ رکھے گا اسے علاوہ عاصی ہونے سے مشرکین کی طرح مضرت کا خطرہ بھی ہے۔ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي الْحَدِيثِ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی

سوال: (۳۵) زید عقیدہ کہتا ہے کہ ہندہ اپنا بیمار بچہ چند مرتبہ میرے گھر میں لائی، اس وجہ سے میرے بچے کو ہندہ کے بچہ کی بیماری لگ گئی اور بیمار ہو کر مر گیا، اور ہندہ کا بچہ تندرست ہو گیا۔
(۱۸۷۳/۱۳۳۷ھ)

== باب ما جاء في العمل في أيام العشر

قولہ: (هذه الأيام العشرة) اختلفوا في أن هذه العشرة أفضل أم عشرة رمضان؟ والمختار أن أيام هذه العشرة أفضل لوجود يوم عرفة فيها، وليالي عشرة رمضان أفضل لوجود ليلة القدر فيها، ذكره الشيخ المحدث الدهلوي. (هامش المشكاة، ص: ۱۲۸، كتاب الصلاة، باب في الأضحية، الفصل الأول، رقم الحاشية: ۱)

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: خير يوم، الحديث (الصحيح لمسلم: ۲۸۲/۱، كتاب الجمعة، فصل في فضيلة يوم الجمعة على باقي الأيام إلخ)
(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يقول الله: أنا عند ظنّ عبدي بي، وأنا معه إذا ذكرني، فإن ذكرني الحديث. (صحيح البخاري: ۱۱۰۱/۲، كتاب التوحيد، باب قول الله: ﴿وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ﴾ إلخ)

الجواب: حدیث شریف میں ہے: لا عدوی (۱) یعنی کسی کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی، پس زید کا خیال غلط ہے اور عقیدہ اس کا صحیح نہیں ہے ایسا عقیدہ نہ رکھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بیمار پرسی سے بیماری لگنے کا عقیدہ خلاف شریعت ہے

سوال: (۳۶) بیمار پرسی سے بیماری لگتی ہے یا نہیں؟ (۳۴/۷۱۳۲۵ھ)

الجواب: ایسا عقیدہ نہ رکھنا چاہیے، حدیث شریف میں ہے: لا عدوی (۲) یعنی کسی کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

انسان مجبور ہے یا مختار؟

سوال: (۳۷) زید کہتا ہے کہ جو کچھ کراتا ہے وہ اللہ جل شانہ کراتا ہے، انسان کے بس میں کچھ نہیں ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: ﴿خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ (سورہ بقرہ، آیت: ۷) زید اس آیت سے یہ سمجھتا ہے کہ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ نے مہر نیکی یعنی جنت کی لگادی اس کو جنت ملے گی، اور جس کے دل میں دوزخ کی مہر لگادی اس کو دوزخ ملے گی، عمر کہتا ہے کہ انسان خود مختار ہے، اس صورت میں کس کا قول صحیح ہے؟ (۱۱۱۷/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جو کچھ تقدیر میں لکھا گیا سعادت یا شقاوت اسی کے موافق ظہور ہوتا ہے اور بندہ اسی کے موافق عمل کرتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ﴾ (سورہ ہود، آیت: ۱۰۵) خالق ہر فعل کا اللہ تعالیٰ ہے اور بندہ کا سب ہے اس مسئلہ کو کسی عالم محقق سے سمجھ لینا چاہیے عوام کو اس میں خوض و غور نہ کرنا چاہیے، اور آیت کریمہ مذکورہ کا جو کچھ مطلب زید نے سمجھا وہ غلط ہے، یہ آیت

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنهما أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا عدوى، ولا طيرة.

(صحيح البخاري: ۸۵۶/۲، كتاب الطب، باب الطيرة)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا عدوى ولا طيرة ولا هامة ولا صفر وفر من المجذوم كما تفر من الأسد. (صحيح البخاري: ۸۵۰/۲، كتاب

الطب، باب الجذام)

خاص ان کفار کے بارے میں ہے جن کے لیے ہدایت مقدر نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا اولیاء قبر میں زندہ ہیں؟ اور قبر میں حضور کے بارے میں جو سوال ہوگا اس کی کیا کیفیت ہوگی؟

سوال: (۳۸)..... (الف) کیا تمام بزرگ و اولیاء زندہ ہیں؟

(ب) کیا آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء اس آیت میں داخل ہیں: ﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ﴾ (سورہ بقرہ، آیت: ۱۵۴) اور قبر میں جو آنحضرت ﷺ کی نسبت پوچھا جائے گا کہ یہ کون ہیں اس کی کیا کیفیت ہوگی؟ (۸۲۱/۸۳۳ھ)

الجواب: (الف-ب) انبیاء اور شہداء کی حیات تو نصوص میں وارد ہے، اولیاء اللہ کے بارے میں نص نہیں ہے، حدیث شریف میں ہے: إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فَنَسِيَ اللَّهُ حَيَّ يَرْزُقُ (۱) اور شہداء کے بارے میں قرآن شریف میں بل اَحْيَاءُ وارد ہے (۲) اولیاء اللہ کے بارے میں ایسی کوئی نص نہیں ہے ممکن ہے کہ ان کو بھی ملحق بالشہداء کہہ کر اَحْيَاءُ کہا جائے (۳) اور

(۱) عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:..... إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ الْحَدِيثَ. (مشكاة المصابيح، ص: ۱۲۱، كتاب الصلاة، باب الجمعة، الفصل الثالث)
(۲) ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾ (سورہ آل عمران، آیت: ۱۶۹)

(۳) فِي الْمَرْقَاةِ شَرْحِ الْمَشْكَاةِ قِيلَ: يَتَوَلَّدُ الدَّوْدُ مِنَ الْعَفْوَةِ وَتَأْكُلُ الْأَعْضَاءُ ثُمَّ يَأْكُلُ بَعْضُهَا بَعْضًا إِلَى أَنْ تَبْقَى دَوْدَةٌ وَاحِدَةٌ فَتَمُوتُ جَوْعًا وَاسْتَشْنَى الْأَنْبِيَاءُ وَالْأَوْلِيَاءُ وَالْعُلَمَاءُ مِنْ ذَلِكَ ، فَقَدْ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ، وَقَالَ تَعَالَى فِي حَقِّ الشَّهَدَاءِ: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾ (آل عمران: ۱۶۹) وَالْعُلَمَاءُ الْعَامِلُونَ الْمَعْبُورَ عَنْهُ بِالْأَوْلِيَاءِ مَدَادَهُمْ أَفْضَلُ مِنْ دِمَاءِ الشَّهَدَاءِ (مرقاة المفاتيح: ۵۳۵/۹، كتاب الرقاق، باب البكاء والخوف، الفصل الثاني، رقم الحديث: ۵۳۵۲)
حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ فرماتے ہیں: اولیاء کرام بھی بہ حکم شہداء ہیں اور مشمول آیت: ﴿بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ﴾ کے ہیں (فتاویٰ رشیدیہ، ص: ۱۰۵، کتاب العقائد، اولیاء و شہداء کے عذاب قبر کا مسئلہ)

یہ جو قبر میں پوچھا جائے گا کہ یہ رجل یعنی محمد ﷺ کون ہیں الخ تو اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قبر سے پردہ اٹھا دیا جائے اور میت کو آنحضرت ﷺ دکھلائے جائیں اور پوچھا جائے کہ یہ شخص کون ہیں الخ اور یہ بھی احتمال ہے کہ معبود فی الذہن کی طرف اشارہ ہو (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فرشتے قبر میں حضور ﷺ کی تصویر لاتے ہیں یا نہیں؟

سوال: (۳۹) مردہ کے پاس قبر میں فرشتہ آنحضرت ﷺ کی تصویر لاتے ہیں یا نہیں؟ اور یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۲۵۲۷ھ)

الجواب: حدیث شریف میں صرف هذا الرجل کا لفظ وارد ہوا ہے (۲) اس کی شرح میں (۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا قبر الميت أو قال أحدكم، أتاه ملكان أسودان أزرقان، يقال لأحدهما المنكر والآخر النكير، فيقولان: ما كنت تقول في هذا الرجل؟ فيقول ما كان يقول هو عبد الله ورسوله: أشهد أن لا إله إلا الله وأن محمداً عبده ورسوله، فيقولان: قد كنّا نعلم أنك تقول هذا، ثم يفسح له في قبره سبعون ذراعاً في سبعين، ثم يُنَوَّرُ له فيه، ثم يقال له: نم، فيقول: ارجع إلى أهلي فأخبرهم، فيقولان: نم كنومة العروس الحديث. وفي هامش الحديث: قوله: (في هذا الرجل) عبر بذلك امتحاناً لئلا يتلقن تعظيمه عن عبارة القائل، قيل: يكشف للميت حتى يرى النبي صلى الله عليه وسلم وهي بشرى عظيمة للمؤمن إن صح ذلك، ولا نعلم حديثاً صحيحاً مروياً في ذلك، والقائل به إنما استند لمجرد أن الإشارة لا تكون إلا للحاضر، لكن يحتمل تكون إشارة لما في الذهن، فيكون مجازاً، قاله القسطلاني. (جامع الترمذي وهاشمه: ۲۰۵/۱، أبواب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، ورقم الهامش: ۴)

(۲) عن أنس رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: العبد إذا وُضِعَ في قبره وتولَّى أصحابه حتى أنه ليسمع قرع نعالهم أتاه ملكان فأقعداه، فيقولان له: ما كنت تقول في هذا الرجل محمد؟ فيقول: أشهد أنه عبد الله ورسوله. فيقال: أنظر إلى مقعدك من النار أبذلك الله به مقعداً من الجنة، قال النبي صلى الله عليه وسلم: فيراهما جميعاً، وأما الكافر أو المنافق فيقول: لا أدري كنت أقول ما يقول الناس، فيقال: لا دريت ولا تليت ثم يُضْرَبُ بِمِطْرَقَةٍ مِنْ حَدِيدٍ ضَرْبَةً بَيْنَ أُذُنَيْهِ فيصيح صيحةً يسمعها من يليه إلا الثقلين (صحيح البخاري: ۱/۱۷۸، كتاب الجنائز، باب: الميت يسمع خفق النعال)

بعض علماء فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سامنے کیے جاویں گے (۱) پس تصویر کا اس میں کچھ ذکر نہیں ہے اور وہ تصویر نہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

روح کا قبر سے تعلق رہتا ہے

سوال: (۴۰) لوگ قبر پر فاتحہ پڑھنے جاتے ہیں تو کیا ارواح قبر میں موجود رہتی ہیں؟

(۱۱۷۱/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: روح کا تعلق قبر سے رہتا ہے، بس اتنا ہی خیال کرے اور موافق سنت کے سلام اہل قبور پر کرے، یعنی السّلام علیکم یا اهل القبور إلخ پڑھے (۲) اور قل هو اللہ وغیرہ پڑھ کر ثواب پہنچا دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

وفات کے بعد مسلمانوں اور کافروں کی ارواح کہاں رہتی ہیں؟

سوال: (۴۱) بعد مرگ روح انسان کہاں رہتی ہے؟ انسان مؤمن کو دفن کیا جاتا ہے، اور اسی طرح عیسائی و چند دیگر مذہب کے مردے بھی دفن کیے جاتے ہیں، آیا ان کی روح کا تعلق کچھ اپنی اپنی قبر سے رہتا ہے یا نہیں؟ اگر رہتا ہے تو قبر پر جانے سے روح کو خبر ہوتی ہے یا نہیں کہ فلاں شخص اس کی قبر پر آیا ہے؟ اگر کلام پاک وغیرہ سے کچھ پڑھ کر ایصالِ ثواب کیا جائے تو اس کو پہنچتا ہے

(۱) قوله: (في هذا الرجل) عبر بذلك إمتحاناً لئلا يتلقن تعظيمه عن عبارة القائل، قيل: يُكشفُ للسميت حتى يرى النبي صلى الله عليه وسلم، وهي بشرى عظيمة للمؤمن إن صح ذلك، ولانعلم حديثاً صحيحاً مروياً في ذلك، والقائل به إنما استند لمجرد أن الإشارة لا تكون إلا للحاضر، لكن يحتمل أن تكون الإشارة لما في الذهن فيكون مجازاً (هامش جامع الترمذي: ۲۰۵/۱، أبواب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، وهاشم مشكاة المصابيح،

ص: ۲۴، كتاب الإيمان، باب إثبات عذاب القبر، الفصل الأول، رقم الحاشية: ۱۵)

(۲) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: مر رسول الله صلى الله عليه وسلم بقبور المدينة، فأقبل عليهم بوجهه، فقال: السّلام عليكم يا أهل القبور، يغفر الله لنا ولكم، أنتم سلفنا ونحن بالآثر. (جامع الترمذي: ۲۰۳/۱، أبواب الجنائز، باب ما يقول الرجل إذا دخل المقابر)

یا نہیں؟ انسان غیر مسلم یعنی غیر مؤمن کافر کی روح کہاں رہتی ہے؟ اگر دفن کیا گیا ہے تو اس کے دفن پر جانے سے اس کی روح کو خبر ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر اس کی روح کو کچھ ثواب پہنچایا جائے تو اس کو پہنچتا ہے یا نہیں؟ غیر مؤمن یعنی ہندو جلائے جاتے ہیں یا دریا میں بہائے جاتے ہیں ان کی روح کہاں رہتی ہے، مرگھٹ یا دریا پر جہاں ان کو جلایا بہایا گیا اس کی روح کا کچھ تعلق رہتا ہے یا نہیں؟ میں نے کلام پاک میں پڑھا ہے کہ عیین، شہداء، صدیقین اور صالحین کو حیات بعد الممات حاصل ہے، اور ان کو خدا تعالیٰ اپنی مہربانی سے روزی پہنچاتا ہے، میرے خیال میں جب کہ کوئی شخص ایسے ہی چہار اقسام مندرجہ بالا بزرگوں کے مزار پر جائے تو اس کی حاضری کی خبر ان بزرگوں کو ہوتی ہوگی، اور جو کہ ہم عرض کریں گے اس کی بھی ان کو خبر ہوتی ہوگی، لہذا تحریر فرمائے کہ میرا خیال کہاں تک صحیح ہے؟ اور اگر غلط خیال ہے تو کیوں؟ (۱۳۴۲/۹۴۰ھ)

الجواب: روح کو قبر سے بھی تعلق رہتا ہے، اور اصل مقام روح کا علین اور سچین ہے، مؤمنین کی ارواح علین اور کافرین کی ارواح سچین میں رہتی ہیں۔ فقط

اور میت کے لیے خواہ قبر پر جا کر یا گھر میں بیٹھے ہوئے اگر کچھ قرآن شریف و کلمہ طیبہ پڑھ کر ثواب پہنچایا جائے تو اس میت کو بہ شریک وہ مسلمان ہو اور ایمان پر خاتمہ ہوا ہو ثواب پہنچتا ہے، اور جب ثواب کسی میت کو پہنچے گا تو اس کو معلوم کرایا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے یہ ثواب پہنچایا ہے اور کافر کو ثواب نہیں پہنچتا۔

اور جو کافر مردے آگ میں جلائے جاتے ہیں یا دریا میں بہائے جاتے ہیں ان کی روح کو اس کے جسم کے اجزاء سے بھی تعلق رہتا ہے، جہاں جہاں وہ اجزاء یعنی راکھ و خاک و ہڈیاں ہوں، اور اصل مقام ان کا سچین ہے۔

ممکن ہے کہ ان بزرگوں کو اس حاضری کی خبر ہوتی ہو، مگر قطعی طور سے یہ ثابت نہیں ہے، اور سماع میت کا مسئلہ مختلف فیہ ہے حنفیہ بہ ظاہر عدم سماع اموات کے قائل ہیں لیکن اگر خبر ہو جاتی ہو تو کچھ مستبعد بھی نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مرنے کے بعد عذاب روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے

سوال: (۴۲) مرنے کے بعد عذاب روح کو ہوتا ہے یا جسم کو یا دونوں کو؟ (۱۳۳۷/۱۶۳۱ھ)

الجواب: عذاب روح پر معہ جسم کے ہوتا ہے جیسا کہ ظاہر احادیث سے ثابت ہے (۱) فقط

کیا مرنے کے بعد قیامت تک روح قبر میں رہتی ہے؟

سوال: (۴۳) زید کہتا ہے کہ مرنے کے بعد قیامت تک انسان کی روح قبر میں رہتی ہے یہ درست ہے یا نہیں؟ (۱۶۳۱/۱۳۳۷ھ)

الجواب: قبر میں بھی روح کا تعلق رہتا ہے اور مستقر اصلی اس کا علین یا سجن ہے۔ فقط

سماع موتی سے متعلق چند سوالات

سوال: (۴۴)..... (الف) کیا ہر وقت مردے قبر میں سنتے ہیں؟

(ب) کیا حدیث واقعہ کفار مقتولین بدر سے عام سماع موتی ثابت ہوتا ہے یا یہ خاصہ نبوت ہے؟

(ج) حدیث میں جو مذکور ہے کہ مردہ جو توں کی آہٹ سنتا ہے کیا اس سے بھی سماع ثابت ہوتا ہے؟

(د) دعا: السّلام علیکم یا اهل القبور وغیرہ سے بھی کیا سماع ثابت ہوتا ہے؟ اور اگر نہیں تو

لفظ ”یا“ کیوں؟

(ه) حضرت عائشہؓ کا بعد دفن خلیفہ ثانی کے روضہ اطہر میں نہ جانا، کیا اس حدیث سے عام

مردوں کا سننا اور دیکھنا مستحب ہو سکتا ہے؟

(۱) عن البراء بن عازب رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: وأما

الكافر فذكر موته قال: ويعاد روحه في جسده ويأتيه ملكان، فيجلسانه فيقولان: من ربك؟ فيقول:

هاه هاه لا أدري، فيقولان له: ما دينك؟ فيقول: هاه هاه لا أدري، فيقولان: ما هذا الرجل

الذي بعث فيكم؟ فيقول: هاه هاه لا أدري، فينادي مناد من السماء: أن كذب، فأفرشوه من

النّار، وألبسوه من النّار، وافتحوا له باباً إلى النّار، قال: فيأتيه من حرّها وسمومها قال: ويضيق

عليه قبره حتّى تختلف فيه أضلاعه ثمّ يقيض له أعمى أصمّ معه مرزبة من حديد، لو ضرب لها

جبل لصار تراباً، فيضربه بها ضربةً يسمعها ما بين المشرق والمغرب إلّا الثقلين، فيصير تراباً

ثمّ يعاد فيه الرّوح. رواه أحمد وأبو داود. (مشكاة المصابيح، ص: ۲۵-۲۶، كتاب الإيمان، باب

اثبات عذاب القبر، الفصل الثّاني)

(و) باوجود حنفی مذہب ہونے کے احادیث مذکورہ سے سماع موتی کا ضرورۃً قائل ہونا کیا جائز ہے؟
(۱۳۳۷ھ/۲۶۶۰)

الجواب: (الف- و) یہ مسئلہ سلف سے مختلف فیہا ہے حنفیہ کے نزدیک رائج عدم سماع ہے، چنانچہ حنفیہ نے ان دلائل کا جن سے سماع موتی معلوم ہوتا ہے جواب دیا ہے: شامی میں ہے: ولا یرد ما فی الصّحیح من قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لأهل قلب بدر: ”هل وجدتم ما وعدکم ربکم حقاً؟ فقال عمر: أتکلم المیت یا رسول اللہ؟ فقال علیہ الصّلاة والسلام: والذي نفسي بیدہ ما أنتم بأسمع من هؤلاء أومنهم“ فقد أجاب عنه المشایخ بأنہ غیر ثابت یعنی من جهة المعنی، وذلك لأن عائشة رضي الله تعالى عنها ردّته بقوله تعالى: ﴿وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُورِ﴾ (فاطر: ۲۲) ﴿إِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَى﴾ (النمل: ۸۰) وأنه إنما قاله على وجه الموعظة للأحياء، وبأنه مخصوص بأولئك تضعيفاً للحسرة عليهم، وبأنه خصوصية له عليه الصلاة والسلام معجزة، لكن يشكل عليهم ما في مسلم: ”إِنَّ الْمَيِّتَ لَيَسْمَعُ قَرَعَ نَعَالِهِمْ إِذَا نَصَرَفُوا“ إلا أن يخصوا ذلك بأول الوضع في القبر مقدّمة للسؤال جمعاً بينه وبين الآيتين، فإنه شبه فيهما الكفار بالموتى لإفادة بعد سماعهم وهو فرع عدم سماع الموتى، هذا حاصل ما ذكره في الفتح هنا.

وفي الجناز: ومعنى الجواب الأول أنه وإن صحّ سنده لكنّه معلول من جهة المعنى بعلة تقتضي عدم ثبوته عنه عليه الصلاة والسلام وهي مخالفته للقرآن، فافهم (۱) (شامی، جلد ۳/۱۳۱) اور حضرت صدیقہؓ جو فرماتی ہیں: فلما دُفن عمرُ معهم فواللّٰه! ما دخلته إلا وأنا مشدودة على ثيابي حياء من عمر رضي الله عنه (۲) اس سے صرف احترام میت اور (۱) ردالمحتار للشّامي: ۵/۵۲۷-۵۲۸، کتاب الأيمان، باب اليمين في الضرب والقتل وغير ذلك، مطلب في سماع الميّت الكلام.

(۲) عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: كنت أدخل بيتي الذي فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبي، فأضع ثوبي، فأقول: إنما هو زوجي وأبي، فلما دفن عمر إلخ. (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: ۲۶/۸، كتاب الأدب، باب ما جاء في الحياء والنهي عن الملاحاة، وفيه أيضاً: ۳۷/۹، كتاب علامات النبوة، قبل باب تمنى رؤيته صلى الله عليه وسلم، المطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت)

حیات اور ادراک میت ثابت ہوتا ہے، سماع میت اس سے ثابت نہیں ہوتا، اور حضرت صدیقہ کا مذہب عدم سماع کا مشہور ہے، اور انہوں نے حدیث قلب بدر کو بوجہ مخالفت آیات قرآنیہ رد کر دیا ہے، اور اس کی تاویل فرمائی ہے، کما مر، پس اس سے سماع موتی کیسے ثابت ہو سکتا ہے؟! فقط

سماع موتی کے سلسلے میں حضرات دیوبند کا کیا عقیدہ ہے؟

سوال: (۴۵) سماع موتی کے بارے میں حضرات دیوبند کا کیا عقیدہ ہے؟ (۱۳۳۷ھ/۱۴۷۶ھ)

الجواب: جو حنفیہ کا اس بارے میں مسلک ہے وہی اہل دیوبند کا عقیدہ ہے، سماع موتی منفی ہے (۱)

(۱) سماع موتی کے مسئلہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے عہد سے اختلاف چلا آرہا ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سماع کے قائل تھے، اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس کی نفی کرتی تھیں۔ جو حضرات سماع کے قائل تھے ان کی دلیل سورہ آل عمران کی آیت: ۱۶۹ و ۱۷۰ تھیں جن میں ہے کہ شہداء حیات ہیں اور زندہ سنتا ہے۔ اور بخاری کی حدیث میں ہے کہ جب لوگ مردے کو دفن کر کے لوٹتے ہیں تو مردہ لوٹنے والوں کی چپلوں کی آواز سنتا ہے (بخاری: ۱/۱۷۸، کتاب الجنائز) اور جنگ بدر کے موقع پر نبی ﷺ نے جو بیس کفار کی لاشوں کو ایک گندے کنویں میں ڈلوایا تھا، پھر ان سے خطاب کیا تھا (بخاری: ۱/۱۸۳، کتاب الجنائز) اور قبرستان جانے پر مردوں کو سلام کرنے کا حکم ہے (ترمذی: ۱/۲۰۳، ابواب الجنائز) یہ سب دلائل سماع موتی پر دال ہیں، اور جو لوگ سماع کا انکار کرتے ہیں ان کی دلیل ﴿إِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَى﴾ اور ﴿وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مِّنْ فِي الْقُبُورِ﴾ ہے؛ اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہ نے دونوں فریق کے دلائل کو جمع کیا ہے؛ فرمایا: اسماع (سننا) تو ممکن نہیں البتہ سماع (سننا) ممکن ہے۔

حضرت قدس سرہ نے جمال قاسمی میں اس مسئلہ پر بحث کی ہے: وہاں پہلی بات یہ فرمائی ہے کہ یہ امر قدیم سے مختلف فیہ ہے اور دوسری بات یہ کہی ہے کہ یہ مسئلہ ضروریات دینی اور عقائد ضروریہ میں سے نہیں ہے، پس اس کی قرار واقعی نتیجہ تو موت کے بعد ہی ہوگی اگر مرنے کے بعد ہم نے دوسروں کا سلام و پیام سن لیا تو سماع ثابت، اور نہیں سنا تو عدم سماع متحقق! اور تیسری بات یہ لکھی ہے کہ دونوں جانب اکابر ہیں اس لیے بالکل ایک طرف کا ہو کر نہیں رہنا چاہیے، اہل اسلام کے لیے ضروری ہے کہ ایسے مسائل میں خواہ مخواہ ایسے پکے ہو کر نہ بیٹھ جائیں کہ دوسری طرف کو بالکل باطل سمجھ لیں، پھر فرمایا کہ سمع اموات حد اسماع سے تو پرے ہے، یعنی مردوں کو سننا تو ممکن نہیں، مگر استماع اموات ممکن ہے، چنانچہ قرآن میں ﴿إِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَى﴾ آیا ہے، یعنی اسماع کی نفی ہے، اور نبی ﷺ نے اس کے باوجود اہل قبور کا سلام مسنون کیا، اگر استماع ممکن نہ ہوتا تو سلام اہل قبور لمحدوں کی زبان درازی کے لیے کافی تھا، پھر اس کی تفصیل کی ہے کہ اسماع ناممکن ہے تو سماع کیسے ممکن ہے؟ اس کو جمال قاسمی میں دیکھنا چاہیے۔ (تختہ القاری شرح صحیح البخاری: جلد ۸، کتاب المغازی، غرۃ بدر کا بیان، حدیث نمبر: ۳۹۷۶)

بقوله تعالى: ﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَى﴾ (۱) وقوله تعالى: ﴿وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُورِ﴾ (سورہ فاطر، آیت: ۲۲) اور حضرت شیخ ابن ہمام نے حدیث سماع قرع نعال وغیرہ کو اول وضع فی القبر پر محمول فرما کر مخصوص کیا ہے۔ کذا فی الشامی (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سماع موتیٰ عند الاحناف ثابت نہیں

سوال: (۴۶) کیا فرماتے ہیں علمائے حنفیہ اس مسئلہ میں کہ حضرت امام اعظمؒ امام الائمہ سلطان المجتہدین ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یا صاحبین کے نزدیک یا جمہور فقہاء کے نزدیک سماعتِ اموات و اہل قبور کا سننا زندہ لوگوں کے کلام کو ثابت ہے یا نہیں؟ اس کا جواب مدلل مرحمت ہو؟
(۱۳۳۰ھ/۲۹/۵۹۲)

الجواب: حنفی مذہب میں سماعتِ موتیٰ اور سماعتِ من فی القبور ثابت نہیں، نہ حضرت امام اعظمؒ سے سماعت کے ثبوت میں کوئی روایت آئی، نہ صاحبین سے مروی ہوئی، نہ جمہور فقہاء کے نزدیک سماعتِ اہل قبور ثابت ہے، بلکہ اس کے خلاف عدم سماعت کی بہت سی روایتیں جمہور فقہاء سے کتب معتبرہ فقہ حنفیہ وغیرہ میں متواتر منقول ہیں، جس کی اس مختصر میں گنجائش نہیں، ان شاء اللہ دوسرے کسی موقع پر مفصل ذکر کیا جاوے گا، سرِ دست ایک فتویٰ حضرت ملک العلماء سلطان الاتقیاء مولانا مولوی رشید احمد قدس اللہ سرہ الصمد کا جو جناب کے رسالہ لطائف رشیدیہ میں شائع ہوا ہے مع سوال نقل کیا جاتا ہے:

سوال: سماعِ موتیٰ کہ از احادیث ثابت است، و آیتِ کریمہ: ﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَى﴾ (سورہ نمل، آیت: ۸۰، سورہ روم، آیت: ۵۲) اگر بہ ظاہر خود ہم داشتہ آید اگرچہ محل تا ملہاست باز ہم تخصیص آں از احادیث چرانمی کنند و اگر بہ تعلیم آیت نظر کردہ آید سماعِ موتیٰ اسلام احیاء وغیرہ راچہ جواب است آیا حدیث متروک است یاچہ گونہ؟ وچہ خرابی است دریں کہ سماع را از احادیث ثابت گویند؟ ودر آیت نفی سماع قبول و اجابت چنانچہ از سابق و سیاق آیت مفہوم می شود مراد باشد، غرض تحقیق دریں مسئلہ چیست؟

(۱) سورہ نمل، آیت: ۸۰، سورہ روم، آیت: ۵۲۔

(۲) سابقہ جواب میں شامی کی عبارت مذکور ہے۔

الجواب: مسئلہ سماع موتی کا قرن اول میں مختلف ہوا ہے، اب اس کا فیصلہ تو ممکن ہی نہیں مگر بہ تقلید اپنے مجتہد مقلد کی کوئی ترجیح کی جانب اگر میلان کرے تو مضائقہ نہیں سومسک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مثل طریقہ امام ابوحنیفہؒ کے یہ ہے کہ آیت قطعی کو اپنی حالت میں رکھ کر اور معنی حقیقی پر حمل کر کے کہ اصل موضوع لہ ہے حدیث میں کہ شرح قرآن ہے تاویل مناسب ہے جب تک قطع معنی حدیث پر حاصل نہ ہو جاوے، چنانچہ اصول میں مبرہن ہے، پس آیت: ﴿إِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْمَوْتَى﴾ قطعی خاص اور احادیث سماع ظنی اخبار آحاد سے تخصیص کس طرح درست ہو سکتی ہے؟! پھر اس آیت میں استعارہ ہے کہ کفار کو اموات و ضم سے تشبیہ دیا ہے اور مستعار منہ میں معنی وجہ شبہ کی حقیقت ہوتے ہیں، چنانچہ ظاہر ہے کہ میت اور اصم میں صلاح سماعت نہیں، لہذا معنی عدم اجابت کے جو مجاز ہے مشبہ بہ میں لینا کیسے درست ہوگا؟! البتہ مشبہ میں یہی مراد ہے، لہذا حسب قاعدہ مرجح جانب عدم سماع ہے اور حضرت عمرؓ نے چونکہ فخر عالم کی زبان سے ما أنتم بأسمع منهم (۱) سنا تھا تو ان کے نزدیک یہ حدیث بھی قطعی تھی، سو جو کچھ معنی انہوں نے سمجھے اس فہم کی وجہ سے اگر تخصیص کریں تو ہو سکتا ہے، ورنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تو خود حدیث میں تاویل کی اور آیت کو بہ حال خود رکھا، اور جمع کر دیا (۲)

أقول وبالله التوفيق: مسئلہ سماع موتی مختلف فیہا ہے، لیکن مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب و اتباع کا عدم سماع موتی ہے بہ دلیل قولہ تعالیٰ: ﴿إِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْمَوْتَى﴾ و قولہ تعالیٰ: ﴿وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُورِ﴾ (سورہ فاطر، آیت: ۲۲) قال في رد المحتار:

(۱) عن أبي طلحة رضي الله عنه أن نبي الله صلى الله عليه وسلم أمر يوم بدر بأربعة وعشرين رجلاً من صناديد قريش، فقفوا في طوي من أطواء بدر خبيث مخبث و كان إذا ظهر على قوم أقام بالعروة ثلاث ليال، فلما كان ببدر اليوم الثالث أمر برأجلته، فشُدَّ عليها رحلها، ثم مشى و أتبعه أصحابه و قالوا: ما نرى ينطلق إلا لبعض حاجته حتى قام على شفة الرقي..... فقال النبي صلى الله عليه وسلم: والذي نفس محمد بيده ما أنتم بأسمع لما أقول منهم.

(صحيح البخاري: ۵۶۶/۲، كتاب المغازي، باب قتل أبي جهل)

(۲) لطائف رشیدیہ، ص: ۹-۱۰، مکتوب پنجم بہ جواب سوالات مولوی عزیز الرحمن صاحب دیوبندی، مطبوعہ: مکتبہ بلائی ساڈھورہ، ضلع انبالہ۔

وَأَمَّا الْكَلَامُ فَلَأَنَّ الْمَقْصُودَ مِنْهُ الْإِفْهَامُ وَالْمَوْتُ يَنَافِيهِ — إِلَى أَنْ قَالَ: — فَإِنَّهُ شَبَّ فِيهِمَا الْكَفَّارَ بِالْمَوْتِ لِإِفَادَةِ بَعْدِ سَمَاعِهِمْ وَهُوَ فَرْعٌ عَدَمِ سَمَاعِ الْمَوْتَى، هَذَا حَاصِلُ مَا ذَكَرَهُ فِي الْفَتْحِ (١) الْفَرُضُ مَذْهَبُ إِمَامِ الْبُخَيْرِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ أَوْرَانِ كَةِ أَصْحَابِ كَا عَدَمِ سَمَاعِ أَمْوَاتِ هِے، أَوْرِ بَرَا عْتَبَارِ رَوَايَتِ وَدِرَايَتِ كَةِ يَكْبِ رَا نَحْ هِے، جِيسَا كِه حَضْرَتِ رَأْسِ الْمُحَقِّقِينَ مُوَلَانَا رَشِيدِ أَحْمَدِ مَحْدَثِ گَنْگُوہِی كِی حَقِيقَتِ سَے ثَابِتِ هِے حَيْثُ قَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ: لِهَذَا حَسَبَ قَاعِدِهِ مَرْنَحْ عَدَمِ سَمَاعِ هِے۔ فَقَطْ

سوال: (۴۷) كَفَايَہ، عَنَايَہ، فَتْح، شَامِی وَغِیْرَہ مِیں سَمَاعِ مَوْتِی كَا مَذْهَبِ اَحْتِنَافِ كِے مُطَابِقِ اِنْكَارِ هِے اَوْرِ شَوَافِعِ قَائِلِ هِیں، حَدِیْثِ قَلِیْبِ بَدْرِ وَغِیْرَہ كِی تَاوِیْلِ دَوْرِ اَزْكَارِ كَرْتِے هِیں، لِهَذَا شَاہِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ صَاحِبِ اَپْنِے فُتَاوِی مِیں تَحْرِیْرِ فَرَمَاتِے هِیں: ”اِنْكَارِ سَمَاعِ مَوْتِی قَرِیْبِ كَبْفَرِ اسْتِ“ اس عِبَارَتِ كَا كِیَا مُطْلَبِ هِے؟ (۱۳۰۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: حدیث قلب بدر کی تاویل کو دور از کار کہنا نہایت قبیح ہے، قرن صحابہ میں یہ تاویل کی گئی ہے، حضرت عائشہ صدیقہؓ نے یہ تاویل فرمائی ہے، اور آیت قرآنیہ کے مطابق کرنے کے لیے حدیث میں اگر وہ تاویل کی جاوے جو قرینہ قیاس اور منقول عن الصحابہ ہے تو اس کو دور از کار کیسے کہہ سکتے ہیں؟! یا للعب ولضیعة الأدب! اور حضرت شاہ صاحب کی طرف منسوب کرنا اس قول کا جو آپ نے نقل کیا ہے غلط ہے، شاہ صاحب کا کوئی فتویٰ سند معتبر سے ثابت نہیں ہے، حضرت شاہ صاحب جیسے بزرگ ایسے مسئلہ میں جس میں صحابہ و ائمہ مجتہدین کا اختلاف ہو اور نصوص متعارض ہوں کیسے انکار سماع کو قریب بہ کفر فرما سکتے ہیں؟! پس قول مذکور کو منسوب بہ شاہ صاحب کہنا محض غلط اور بے اصل ہے، ایسی بات کبھی زبان سے نہ نکالنی چاہیے، اور اس کی تعلیل کرنی چاہیے۔ فقط واللہ اعلم

سوال: (۴۸) سماع موتی عند الحنفیہ ثابت ہے یا نہیں؟ اگر ثابت نہیں تو قریع نعال کا لفظ جو

حدیث میں آیا ہے اور ما أنتم بأسمع منهم کا کیا جواب ہے؟ (۳۳/۲۶۵-۱۳۳۲ھ)

الجواب: سماع موتی عند الحنفیہ ثابت نہیں ہے جیسا کہ آیت: ﴿وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُورِ﴾ (سورہ فاطر، آیت: ۲۲) ﴿إِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَى﴾ سے ثابت ہے، اور حدیث: مَا أَنْتُمْ

(١) ردّ المحتار: ٥/٥٢٤-٥٢٨، كتاب الأيمان، باب اليمين في الضرب والقتل وغير ذلك، مطلب في سماع الميّت الكلام.

بأسمع منهم (۱) وسماع قرع نعال (۲) وغیرہ کا جواب حنفیہ نے یہ دیا ہے کہ اسماع موتی شاید خصوصیت رسول اللہ ﷺ کی ہو یا خاص دفن کے وقت کی خصوصیت ہو (۳) اور ما أنتم بأسمع منهم کا جواب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ دیا ہے کہ بہ معنی أعلم کے ہے (۴) فقط واللہ اعلم

مردے سنتے نہیں ہیں تو قبرستان میں السلام علیکم کیوں کہا جاتا ہے؟

سوال: (۴۹) موتی قبروں میں سنتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں سنتے تو قبرستان میں السلام علیکم کیوں

کہا جاتا ہے؟ (۲۳۹/۱۳۳ھ)

الجواب: موتی کے سماع کا مسئلہ مختلف فیہا ہے، ظاہر آیت قرآنیہ: ﴿إِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْمَوْتَى﴾ (۵)

(۱) عن نافع أن ابن عمر رضي الله عنهما أخبره قال: أطلع النبي صلى الله عليه وسلم على أهل القلب، فقال: وجدتم ما وعدكم ربكم حقاً؟ فقليل له: تدعو أمواتاً؟ قال: ما أنتم بأسمع منهم ولكن لا يجيبون. (صحيح البخاري: ۱۸۳/۱، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر إلخ)
(۲) عن أنس رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: العبد إذا وضع في قبره و تولى و ذهب أصحابه حتى أنه ليسمع قرع نعالهم الحديث. (صحيح البخاري: ۱۷۸/۱، كتاب الجنائز، باب الميت يسمع خفق النعال)

(۳) تلك خصوصية له صلى الله عليه وسلم معجزة و زيادة حسرة على الكافرين اللهم إلا أن يخصصوا ذلك بأول الوضع في القبر مقدمة للسؤال جمعاً بينه وبين الآيتين إلخ. (مرقاة المفاتيح: ۴۷۵/۷، كتاب الجهاد، باب حكم الأسراء، الفصل الأول، رقم الحديث: ۳۹۶۷)
(۴) عن عائشة رضي الله عنها قالت: إنما قال النبي صلى الله عليه وسلم: إنهم ليعلمون الآن أن ما كنت أقول لهم حق وقد قال الله: ﴿إِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْمَوْتَى﴾.

(صحيح البخاري: ۱۸۳/۱، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر إلخ)
قال الكرماني: وكان حديث "ما أنتم بأسمع منهم" لم يثبت عندها، ومذهبها أن أهل القبور يعلمون ما سمعوا قبل الموت ولا يسمعون بعد الموت انتهى، قال العيني في عمدة القاري وابن حجر في فتح الباري: هذا من عائشة رد على رواية ابن عمر إلخ.
(هامش البخاري: ۱۸۳/۱، رقم الهامش: ۹، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر إلخ)
(۵) سورة نمل، آیت: ۸۰، سورة روم، آیت: ۵۲۔

عدم سماع پر دال ہے، اور قبور پر جا کر سلام کرنا موافق حکم شریعت کے ہے، اگر سماع نہ ہو اور ادراک ہو تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے، اور دوسرے یہ ہے کہ ہم کو جو حکم ہے وہ کرنا چاہیے، اموات کے سننے نہ سننے کو اس میں کچھ دخل نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عذاب و ثواب مرنے کے بعد ہی شروع ہو جاتا ہے

سوال: (۵۰) اگر کوئی گنہگار مر جاوے تو اس پر عذاب کب ہوگا؟ علیٰ ہذا نیک کو ثواب کب

ہوگا؟ (۱۲۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مرنے کے بعد ہی عذاب و ثواب شروع ہو جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۵۱) مردہ کو دفن سے پہلے بھی عذاب ہوتا ہے یا نہیں؟ اور ہوتا ہے تو کون عذاب ہوتا

ہے؟ (۲۸۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: عالم برزخ مرنے کے بعد سے حشر تک ہے جو میت مستحق عذاب ہے اس کو مرنے

کے بعد ہی عذاب شروع ہو جاتا ہے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۵۲) جب قیامت قائم ہوگی اور فیصلہ ہوگا اس وقت جزا و سزا ملے گی یا مرنے کے

بعد ہی عذاب شروع ہو جاتا ہے جیسا کہ احادیث میں وارد ہے، جب کہ ملزمین کا فیصلہ نہیں ہوا تو پہلے

عذاب کیوں ہوا؟ یا یہ عذاب برزخ ہے؟ (۲۱۰۵/۱۳۴۰ھ)

الجواب: عالم برزخ: مرنے کے بعد سے قیامت تک جو زمانہ ہے اس کا نام ہے، اور حدیث

شریف میں یہ بھی ہے: من مات فقد قامت قیامتہ (۲) اور یہ بھی حدیث شریف میں ہے کہ قبر

(۱) شرح عقائد اور اس کی شرح نبراس میں ہے: وعذاب القبر والمراد به عذاب يكون بعد

الموت قبل البعث سواء كان الميت مقبوراً أم لا، وإنما أضيف إلى القبر نظراً على الغالب.

(النبراس، ص: ۳۱۴) وقال السيوطي في شرح الصدور: قال بعض العلماء: عذاب القبر هو

عذاب البرزخ، أضيف إلى القبر لأنه الغالب وإلا لكل ميت أراد الله تعذيبه. (هامش

النبراس، ص: ۳۱۴، رقم الهامش: ۴)

(۲) حدیث: من مات فقد قامت قیامتہ: رواه الديلمي عن أنس رضي الله عنه مرفوعاً ولفظه:

إذا مات أحدكم فقد قامت قیامتہ وللطبراني من حدیث زیادة بن علاقة عن المغيرة بن شعبه

قال: يقولون: القيامة، القيامة وإنما قیامة المرأة، ومن رواية سفيان بن أبي قيس قال: ==

یا ایک روضہ ہے ریاض جنت سے اور یا ایک گڈھا ہے دوزخ کے گڈھوں سے (۱) اور عذاب قبر حق ہے اور یہ عذاب برزخ ہے، غرض جیسا کچھ احادیث میں وارد ہے اس کو ماننا چاہیے، مرنے کے بعد ہی عذاب و ثواب شروع ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ قبر میں کھڑکی جنت یا دوزخ کی کھل جاتی ہے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا قبر کا عذاب اہل دنیا کو نظر آ سکتا ہے؟

سوال: (۵۳) میت کو قبر میں انواع و اقسام سے عذاب ہوتا ہے اس عذاب کو اہل دنیا دیکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ جس کا عقیدہ یہ ہو کہ دنیا میں وہ عذاب نظر آ سکتا ہے یہ عقیدہ کیسا ہے؟
(۱۳۴۱/۲۸۵۹ھ)

الجواب: وہ عذاب دنیا میں نظر نہیں آتا اگرچہ ممکن ہے کہ احیاناً بہ غرض عبرت کسی کو کبھی نظر

== شهدت جنازة فيها علقمة، فلما دفن قال: أما هذا فقد قامت قيامته. (المقاصد الحسنة في بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة، ص: ۲۲۸، رقم الحديث: ۱۱۸۳، المطبوعة: مكتبة الخانجي بمصر)

(۱) عن أبي سعيد رضي الله عنه قال: دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم مصلاه، فرأى ناساً كأنهم يكتشرون، قال: أما إنكم لو أكثرتم ذكر هاذم اللذات لشغلكم عما أرى، فأكثروا من ذكر هاذم اللذات الموت.....إنما القبر روضة من رياض الجنة أو حفرة من حفرة النار. (جامع الترمذي: ۷۲/۲-۷۳، أبواب الزهد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم باب) (۲) عن البراء بن عازب رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: يأتيه ملكان فيجلسانه فيقولان له: من ربك؟ فيقول: ربي الله، فيقولان له: ما دينك؟ فيقول: ديني الإسلام، فيقولان له: ما هذا الرجل الذي بعث فيكم؟ قال: فيقول: هو رسول الله صلى الله عليه وسلم..... قال: فينادي مناد من السماء: أن صدق عبدي، فأفرشوه من الجنة، وألبسوه من الجنة، وافتحوا له باباً إلى الجنة، قال: فيأتيه من روحها وطيبها، قال: ويفتح له فيها مدبصره، وقال: وإن الكافر..... فينادي مناد من السماء: أن كذب، فأفرشوه من النار، وألبسوه من النار، وافتحوا له باباً إلى النار، قال: فيأتيه من حرها وسمومها، الحديث. (سنن أبي داود: ۶۵۴/۲، كتاب السنة، باب في المسئلة في القبر وعذاب القبر)

آ جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا منکر و نکیر قبر میں میت کو بٹھا کر سوال کرتے ہیں؟

سوال: (۵۴) میت سے قبر میں نکیرین سوال و جواب لیٹے ہوئے کرتے ہیں یا بٹھا کر؟
(۱۳۳۲/۲۷۵۸ھ)

الجواب: حدیث شریف میں آیا ہے کہ نکیرین میت کو بٹھاتے ہیں اور سوال کرتے ہیں (۱) فقط

عالم برزخ کس عالم کا نام ہے؟

سوال: (۵۵) بعد مرنے کے عذاب قبر کس جگہ ہوتا ہے؟ اور عالم برزخ کس جگہ کا نام ہے؟
(۱۳۳۵-۲۴/۱۱۶۳ھ)

الجواب: عذاب قبر سے مراد عالم برزخ کا عذاب ہے خواہ مردہ قبر میں ہو، یا دریا میں غرق ہو، یا مچھلیاں کھالیوں، یا درندہ کھالیوں یا جل جاوے، اور را کہ ہو جاوے اسی حالت میں عذاب قبر موجود ہے، وہی ”عالم برزخ“ کہلاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قبر کا عذاب اور منکر نکیر کے سوال و جواب قرآن و حدیث سے ثابت ہیں

سوال: (۵۶) ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ عذاب قبر اور سوال و جواب منکر نکیر کا قرآن سے ثابت نہیں ہے، کیا وہ سچ کہتے ہیں؟ (۱۳۳۵/۶۱)ھ

الجواب: غلط کہتے ہیں، قرآن و حدیث سے ثابت ہے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) عن البراء بن عازب رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: يأتيه ملكان، فيجلسانه، فيقولان له: من ربك؟ الحديث. (مشكاة المصابيح، ص: ۲۵، كتاب الإيمان، باب إثبات عذاب القبر، الفصل الثاني)

(۲) و بعدها سورة المؤمن و فيها آية يستدل بها على اثبات عذاب القبر، و هي قوله تعالى: ﴿النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ﴾ هذه الآية التي تمسك بها أهل السنة في إثبات عذاب القبر صرح بذلك في علم الكلام و كتب التفسير جميعاً، وطريقه أن هذه الآية في حق آل فرعون وقد أخبر الله أن ﴿النَّارُ يُعْرَضُونَ﴾ ==

منکر نکیر دو ہیں یا زیادہ؟ اور ایک ہی فرشتہ تمام اموات کی روح کس طرح قبض کرتا ہے؟

سوال: (۵۷) منکر نکیر دو ہی فرشتے ہیں یا کہ کئی ہزار، لاکھ ہیں؟ اگر دو ہیں تو تمام جہاں میں بہت سے بنی آدم قبر میں دفن ہوتے ہیں، ہر ایک میت کے پاس سوال و جواب کے لیے کس طرح پہنچ سکتے ہیں؟ اسی طرح سے ایک ملک الموت ہر ایک میت کی روح قبض کرنے کے لیے کس طرح پہنچتے ہیں؟ (۱۳۲۵/۲۲۵ھ)

الجواب: حدیث شریف میں ہے کہ ہر ایک میت کے پاس دفن ہونے کے بعد دو فرشتے آتے ہیں جن کا نام منکر و نکیر ہے الخ (۱) یہ دو فرشتے ہر ایک کے لیے علیحدہ علیحدہ آتے ہیں، فرشتوں

== أي آل فرعون ﴿عَلَيْهَا﴾ أي على النار ﴿غُدُوًّا وَعَشِيًّا﴾ ومعنى عرضهم على النار إحراقهم بها من قولهم عرض الأسارى على السيف إذا قتلوا به ولا شك أن المراد بالغدو والعشي دار الدنيا من بعد الوفات إلى يوم القيامة بقرينة قوله: ﴿وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ﴾ ﴿أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ﴾ من عذاب الدنيا وهو عذاب جهنم ولا شك أيضًا أن آل فرعون إنما كانوا معذبين لكونهم كفارًا لا لخصوص أشخاصهم و تعيين ذواتهم فثبت أن الكفار معذبون في القبور أبدًا لأن ذكر الوقتين كناية عن التأبيد عند الأكثرين وإن كان يحتمل التخصيص كما هو عند البعض، وأما إثبات العذاب في حق عصاة المؤمنين فلا يثبت من هذه الآية، وإنما يثبت ذلك بأحاديث ذكروها في كتبهم، ولا أطلع على آية يثبت بها ذلك.

(التفسيرات الأحمدية، ص: ۲۳۳-۲۳۴، تفسير سورة المؤمن، رقم الآية: ۴۶)

وعن البراء بن عازب رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: المسلم إذا سئل في القبر يشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدًا رسول الله، كذلك قوله: ﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾ وفي رواية عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ﴾ نزلت في عذاب القبر يقال له: من ربك فيقول: ربي الله، ونبي محمد، متفق عليه. (مشكاة المصابيح، ص: ۲۴، باب إثبات عذاب القبر، الفصل الأول)

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا قبر الميت أو قال: أحدكم، أتاه ملكان أسودان أزرقان، يقال لأحدهما المنكر والآخر النكير، الحديث (جامع الترمذي: ۱/۲۰۵، أبواب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر)

کی تعداد کی کوئی انتہا نہیں ہے، اور ملک الموت کے اعوان و مددگار دوسرے فرشتے بھی ہیں (۱) اور یہ

(۱) ﴿حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا﴾ الملائكة الموتى يقبض الأرواح ﴿وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ﴾ (الأنعام: ۶۱) يقصرون فيما يأمرون .

وفي هامشه: قوله: ﴿تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا﴾ يعني أعوان ملك الموت الموكلين بقبض أرواح البشر، وفيه بحث لأنه قال الله تعالى في آية أخرى: ﴿اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا﴾ (الزمر: ۴۲) وقال في آية أخرى: ﴿قُلْ يَتَوَفَّكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ﴾ (السجدة: ۱۱) وقال هنا: ﴿تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا﴾ فهذه النصوص الثلاثة كالمتناقضة .

والجواب: أن التوفى الحقيقي يحصل بقدرة الله وحكمه وهو في عالم الظاهر مفوض إلى ملك الموت وهو الرئيس المطلق في هذا الباب وله أعوان وخدم فيأمرهم بنزع روح ذلك العبد من جسده فإذا وصلت إلى الحلقوم تولّى قبضها ملك الموت، فحصل الجمع بين الآيات من الكبير والخطيب، وسمعت عن أستاذي أنّ أحوال العباد متفاوتة فيقبض الله تعالى أرواح بعض عباده بنفسه، وملك الموت أرواح بعضهم بأمره، وأعوان ملك الموت أرواح بعضهم فحصل الجمع أيضاً، والله أعلم. (تفسير الجلالينو هامشه ص: ۱۱۷، تفسير سورة الأنعام، رقم الآية: ۶۱، رقم الهامش: ۱۱)

وعن البراء بن عازب رضي الله عنه قال: خرجنا مع النبي صلى الله عليه وسلم في جنازة رجل من الأنصار، فانتبهينا إلى القبر، ولما يلحد فجلس رسول الله صلى الله عليه وسلم وجلسنا حوله كأنّ على رؤسنا الطير وفي يده عودٌ ينكت به في الأرض، فقال: استعيذوا بالله من عذاب القبر مرتين أو ثلاثاً، ثم قال: إنّ العبد المؤمن إذا كان في انقطاع من الدنيا وإقبال من الآخرة، نزل إليه ملائكة من السماء بيض الوجوه كأنّ وجوههم الشمس معهم كفّن من أكفان الجنة وحنوط الجنة حتى يجلسوا منه مدّ البصر ثم يجيء ملك الموت عليه السلام حتى يجلس عند رأسه..... قال: فيصعدون بها فلا يمرّون يعني بها على ملا من الملائكة، الحديث. (مشكاة المصابيح، ص: ۱۴۲، كتاب الجنائز، باب ما يقال عند من حضره الموت، الفصل الثالث) وفي مرقاة المفاتيح: (قال) أي النبي صلى الله عليه وسلم (فيصعدون) أي أعوان ملك الموت أو ملائكة الرحمة منهم أو من غيرهم .

وفيه قبل أسطر: قال الطيبي: فيه إشارة إلى أن ملك الموت إذا قبض روح العبد، سلّمها إلى أعوانه الذين معهم كفّن من أكفان الجنة. (مرقاة المفاتيح: ۹۱/۳، كتاب الجنائز، رقم الحديث: ۱۶۳۰)

بھی وارد ہوا ہے کہ ملک الموت کے بہت سے ہاتھ ہیں (۱) واللہ اعلم
بہر حال ملک الموت یعنی عزرائیل علیہ السلام ایک ہیں ان کے اس قدر ہاتھ ہیں کہ سب طرف
ایک وقت میں اموات کی ارواح قبض کرتے رہتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عزرائیل علیہ السلام ہی کو ملک الموت کہتے ہیں

سوال: (۵۸) عزرائیل علیہ السلام ہی کو ملک الموت کہتے ہیں یا ملک الموت کوئی اور فرشتہ ہے؟
عبارت دقائق الاخبار امام غزالی سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ ملک الموت کوئی اور ہے: الباب الخامس
في ذكر ملك الموت: أنه كيف يأخذ الأرواح؟ ذكر في كتاب السلوى عن مقاتل بن سليمان
رحمه الله أن ملك الموت كان له سرير في السماء السابعة، ويقال في السماء الرابعة
خلقه الله تعالى من نور وله سبعون ألف قائمة، وله أربعة أجنحة مملو جميع جسده
بالعيون والألسنة بقدر خلقه من الآدمي والطيور والسباع، وليس أحد من هذه
المخلوقات من الآدمي والطيور والوحوش وكل ذي روح إلا وله في جسده وجه وعين
ويُدَّ بعددهم فيأخذ روحه بذلك (۲) وفيه أيضًا: إن الله تعالى إذا أفنى الخلق كله من
الناس وغيره يطمسُ العيون التي على جسد ملك الموت كلها، ويبقى ثمانية لثمانية يقال
هي لجبرئيل وإسرافيل وعزرائيل وميكائيل وأربعة من حملة العرش عليهم السلام (۳)
(۱۳۳۶-۳۵/۵۴۱ھ)

(۱) ذكر في كتاب السلوى عن مقاتل بن سليمان رحمه الله أن ملك الموت كان له سرير في
السماء السابعة، ويقال في السماء الرابعة خلقه الله تعالى من نور وله سبعون ألف قائمة، وله
أربعة أجنحة مملو جميع جسده بالعيون والألسنة بقدر خلقه من الآدمي والطيور والسباع،
وليس أحد من هذه المخلوقات من الآدمي والطيور والوحوش وكل ذي روح إلا وله في جسده
وجه وعين ويُدَّ بعددهم فيأخذ روحه بذلك. (دقائق الأخبار في مناقب الأبرار، ص: ۱۷، باب
في ذكر ملك الموت)

(۲) دقائق الأخبار في مناقب الأبرار، ص: ۱۷، باب في ذكر ملك الموت.

(۳) دقائق الأخبار في مناقب الأبرار، ص: ۱۹، المطبوعة: مطبع مصطفى، لاهور.

الجواب: عزرائیل علیہ السلام وہی ملک الموت ہیں اور عبارت دقائق الاخبار جو سوال میں درج ہے اس سے عزرائیل علیہ السلام کا غیر ملک الموت ہونا مفہوم نہیں ہوتا، کیونکہ ایک آنکھ ان میں بھی خاص اپنے لیے ہو، اور پھر یہ روایت بھی ایسی نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے جو امر نصوص احادیث سے ثابت ہیں ان کو نظر انداز کر دیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

منکر و نکیر مردہ سے سوالات کب کرتے ہیں؟

سوال: (۵۹) سوالات منکر و نکیر جو مردہ سے ہوتے ہیں انسان کے فوت ہوتے ہی ہوتے ہیں یا بعد دفن کرنے کے؟ (۱۳۳۸/۴۸۵ھ)

الجواب: بعد دفن کے جب دفن کرنے والے واپس ہونے لگتے ہیں اسی وقت منکر و نکیر آجاتے ہیں اور سوال کرتے ہیں، جیسا کہ احادیث میں وارد ہے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جو مسلمان جمعہ کی شب میں یا دن میں مرتا ہے

وہ ہمیشہ عذاب سے محفوظ رہتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۶۰) اگر جمعہ کے روز فاسق فاجر مرت جائے اس سے حساب منکر نکیر کا اور ضبطہ قبر کا ہوگا یا نہیں؟ اور بعد جمعہ کے پھر عود کرے گا یا نہیں؟ (۱۳۳۳-۳۳/۱۰۰۳ھ)

الجواب: حدیث شریف میں ہے: ما من مسلم يموت يوم الجمعة أو ليلة الجمعة إلا وقاه الله فتنة القبر (۲) قال القاري في شرح المرقاة: فتنة القبر أي عذابه وسؤاله وهو (۱) عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن العبد إذا وُضع في قبره وتولى عنه أصحابه إنه ليسمع قرع نعالهم أتاه ملكان فيقعدانه فيقولان: ما كنت تقول في هذا الرجل لمحمد الحديث. (مشكاة المصابيح، ص: ۲۴، باب إثبات عذاب القبر، الفصل الأول)

(۲) عن عبد الله بن عمرو رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما من مسلم إلخ. (مشكاة المصابيح، ص: ۱۲۱، كتاب الصلاة، باب الجمعة، الفصل الثالث)

یحتمل الإطلاق والتقييد، والأول هو الأولى بالنسبة إلى فضل المولى (۱) اور اس کے بعد شارح موصوف نے چند روایات اس بارے میں نقل فرمائی ہیں (۲) اور ظاہر یہ ہے کہ پھر عذاب نہ ہوگا، اور شامی میں منقول ہے کہ جمعہ کے روز عذاب منقطع ہو کر پھر نہ ہوگا (۳) فقط واللہ اعلم

رمضان میں انتقال ہو جاوے تو میت سے حساب و کتاب ہوگا یا نہیں؟

سوال: (۶۱) اگر رمضان شریف میں مسلمان کا انتقال ہو جاوے تو میت سے قبر کا حساب و کتاب ہوگا یا نہیں؟ اور اگر جمعہ کے روز انتقال ہو تو کیا حکم ہے؟ (۱۰۷۲/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: رفع عذاب کے متعلق کوئی قطعی بات تو نہیں کہی جاسکتی، تاہم علماء نے جو کچھ کہا ہے وہ سامنے ہے، ان کی تصریحات کا حاصل یہ ہے کہ جمعہ کے دن یا رات میں مرنے والے سے قبر کا عذاب اٹھا دیا جاتا ہے، انہیں تصریحات میں کہیں کہیں یہ بھی ہے کہ عذاب جب ایک دفعہ اٹھ جائے گا پھر قیامت تک نہ آئے گا، پھر رمضان شریف میں مرنے والوں کو اس میں داخل کرنا زیر بحث ہے، کسی نے بھی خاص طور پر اس کی تصریح نہیں کی، البتہ کلمات کا عموم چاہتا ہے کہ رمضان (میں مرنے)

(۱) مرقاة المفاتیح: ۳/۴۱۵، کتاب الصلوة، باب الجمعة، الفصل الثالث.

(۲) أخرج أبو نعيم في الحلية عن جابر رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من مات يوم الجمعة أو ليلة الجمعة أجزى من عذاب القبر، وجاء يوم القيامة وعليه طابع الشهداء.

و أخرج حميد في ترغيبه عن إياس بن بكير أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من مات يوم الجمعة كتب له أجر شهيد و وقى فتنة القبر.

و أخرج من طريق ابن جريج عن عطاء قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما من مسلم أو مسلمة يموت في يوم الجمعة أو ليلة الجمعة إلا وقى عذاب القبر و فتنة القبر و لقي الله و لا حساب عليه و جاء يوم القيامة و معه شهود يشهدون له أو طابع إلخ.

(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: ۳/۴۱۶، کتاب الصلوة، باب الجمعة، الفصل

الثالث، رقم الحديث: ۱۳۶۸)

(۳) ينقطع عنه العذاب يوم الجمعة وليلتها ثم لا يعود (الشامی: ۳/۴۱، کتاب الصلوة، باب

الجمعة، مطلب: ما اختص به يوم الجمعة)

والوں کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہو، علماء نے تو صرف اس قدر لکھا ہے کہ عصاة مؤمنین (خدا کے نافرمان بندوں) سے جمعہ کے دن اور رات میں عذاب اٹھالیا جاتا ہے اور جمعہ کے دن مرنے والے کو صرف ایک گھڑی عذاب ہوتا ہے پھر قیامت تک نہیں ہوتا۔

الحاصل روایات مختلفہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ اور رمضان مبارک کے مہینہ کے ساتھ کوئی خاص معاملہ ہے جو دوسروں کے ساتھ نہیں، اور کم سے کم جمعہ کے دن رات میں مرنے والے سے اس وقت تو ضرور ہی عذاب اٹھادیا جاتا ہے: قال الیافعی فی روض الریاحین: بلغنا أنّ الموتی لا یعدّون لیلة الجمعة تشریفاً لهذا الوقت، قال: ویحتمل اختصاص ذلك بعصاة المسلمین دون الکفار وعمم النّسفی فی بحر الکلام فقال: إنّ الکافر یرفع عنه العذاب یوم الجمعة ولیلتها وجميع شهر رمضان (قال) وأمّا المسلم العاصي فإنّه یعدّب فی قبره لكن یرفع عنه یوم الجمعة ولیلتها ثمّ لا یعود إلیه إلی یوم القيامة وإن مات یوم الجمعة أو لیلة الجمعة یكون له العذاب ساعة واحدة وضغطة القبر كذلك ثمّ ینقطع عنه العذاب ولا یعود إلی یوم القيامة انتهى، وهذا يدل علی أنّ عصاة المسلمین لا یعدّون سوى جمعة واحدة أو دونها وأنهم إذا وصلوا إلی یوم الجمعة انقطع ثمّ لا یعود وهو یحتاج إلی دلیل انتهى (۱) (شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور للشیخ جلال الدین السیوطی) وفي شرح الفقه الأكبر: فلا یخفی أنّ المعتر فی العقائد هو الأدلة الیقینیة إلخ نعم ثبت فی الجملة أنّ من مات یوم الجمعة أو لیلة الجمعة یرفع عنه العذاب عنه إلاّ أنّه لا یعود إلیه إلی یوم القيامة فلا أعرف له أصلاً إلخ (۲) (شرح فقه اکبر، ص: ۱۲۳) ونقل الشّامي عن السیوطی: أن من لا یسأل ثمانية: (وعد منها:) المیت یوم الجمعة أو لیلتها (۳)

(۱) شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور للإمام جلال الدین السیوطی، ص: ۷۶، باب عذاب القبر، المطبوعة: مطبعة دار إحياء الكتب العربیة الحلبي .

(۲) شرح الفقه الأكبر، ص: ۱۲۳، اختلفوا فی أنّه هل یُعَاد الرّوح، المطبوعة: المطبع المجتبی، الواقع فی الدّہلي .

(۳) رد المحتار علی الدر المختار: ۷۷/۳، کتاب الصّلاة، باب صلاة الجنّازة، مطلب: ثمانية لا یسألون فی قبورهم .

بعض روایات میں رمضان شریف میں مرنے والے سے بھی عذاب قبر کا مرتفع ہونا وارد ہوا ہے (۱)

عشرہ محرم میں مرنے والے سے حساب اور عذاب کب ہوتا ہے؟

سوال: (۶۲) یہ مشہور ہے کہ جو شخص عشرہ محرم میں فوت ہوا، اس سے عشرہ کے اندر عذاب قبر نہیں ہوتا نہ حساب ہوتا ہے، بعد دس روز کے حساب وغیرہ ہوگا یہ صحیح ہے یا نہیں؟ (۸/۱۳۳۹ھ)

الجواب: یہ بات غلط ہے، عشرہ محرم میں مرنے والے کے لیے یہ نہیں آیا کہ دس دن تک عذاب قبر وغیرہ نہ ہوگا، البتہ رمضان شریف میں اور جمعہ کے دن میں مرنے والے کے لیے یہ بشارت حدیث میں آئی ہے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ولد الزنا نیک صالح ہو تو جنت میں داخل ہوگا

سوال: (۶۳) ولد الزنا اور ولد الحرام بہ حالت نیک اعمال داخل بہشت ہوگا یا نہیں؟ (۱۰۳۱/۳۳-۱۳۳۳ھ)

الجواب: داخل بہشت ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسلمانوں کے نابالغ بچوں سے قبر میں سوال نہیں ہوگا

سوال: (۶۴) مسلمانوں کے جو بچے نابالغ مرتے ہیں، کیا ان سے سوال قبر ہوگا؟ (۱۹۹۸/۳۳-۱۳۳۳ھ)

الجواب: در مختار میں ہے: والأصح أن الأنبياء لا يسئلون ولا أطفال المؤمنين (۳)

(۱) أخرج البيهقي: قال ابن رجب: روي بإسناد ضعيف عن أنس بن مالك أن عذاب القبر يرفع عن الموتى في شهر رمضان. (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور للإمام جلال الدين السيوطي، ص: ۷۸، باب ما ينجلي من عذاب القبر، المطبوعة: مطبعة دار إحياء الكتب العربيّة الحلبي)

(۲) سابقہ سوال کا جواب اور اس کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) الدرّ مع الرّد: ۳/۷۷، کتاب الصّلاة، باب صلاة الجنّاة، مطلب: ثمانية لا يُسألون في

قبرهم .

ترجمہ: اور صحیح تریہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے سوال نہ ہوگا اور نہ مسلمانوں کے بچوں سے۔ فقط

دوزخ سے نجات اور دخولِ جنت کے لیے عبادت کرنا شرک خفی نہیں

سوال: (۶۵) زید کا عقیدہ ہے کہ انسان کو جملہ عبادات بدنی و مالی صرف لا ابتغاء وجہ اللہ کرنی چاہیے اور دخولِ جنت و اتقاء نار اس کے ضمن میں داخل ہے نہ اصل عبادت کا مقصود، اور اگر انسان صرف دخولِ جنت یا اتقاء نار کے لیے کرے اور ابتغاء وجہ اللہ کا تصور نہ ہو تو شرک خفی سے خالی نہ ہوگا۔ (۱۳۳۳/۲۴۰۷ھ)

الجواب: یہ بھی صحیح ہے اور ضروری ہے کہ عبادت لا ابتغاء وجہ اللہ و رضاء للہ کرنی چاہیے، لیکن اس کے عذاب سے بچنا اور اس کے دائرہ رضا میں داخل ہونا بھی مقصود ہے اس کو شرک خفی کہنا غلط ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا اور

شراب پینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا؟

سوال: (۶۶) ایک شخص نے اپنی تصنیف میں لکھا ہے:

- (۱) گناہ کم کیا کرو تا کہ مرنا تم پر آسان ہو۔
- (۲) قرض کم لیا کرو تا کہ تم آزادی کی زندگی بسر کرو۔
- (۳) ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا اور ہمیشہ شراب پینے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔
- (۴) ادائے جمعہ کے لیے جامع مسجد کا ہونا شرط نہیں۔

ان کے جوابات کیا ہیں؟ (۱۳۳۳-۳۳/۱۲۳ھ)

الجواب: اس کتاب کا نمبر ۱ و ۲ قابل بحث نہیں ہے، گناہوں کو بالکل ہی چھوڑنا چاہیے، اور چھوڑنے کا ارادہ رکھنا چاہیے، کیونکہ گناہ سے اللہ کا غصہ نازل ہوتا ہے اور قرض بے ضرورت لینا بھی پسندیدہ نہیں ہے، باقی نمبر ۳ کے متعلق یہ تفصیل ہونی چاہیے کہ نافرمان والدین کا اور شراب خور فاسق ہیں،

کافر نہیں ہیں جو ہمیشہ ہمیشہ کو دوزخ میں رہیں، بلکہ بہ قدر گناہ ان کو عذاب ہو کر نجات ہو جائے گی اور داخل جنت ہو جائیں گے، اور اللہ تعالیٰ چاہے گا تو بدون عذاب کے ہی مغفرت فرمادے گا، جیسا کہ فرمایا: ﴿وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ (سورہ نساء، آیت: ۴۸، ۱۱۶) اور نمبر ۴ کے متعلق یہ تفصیل ہے کہ بے شک جمعہ کے لیے جامع مسجد کا ہونا شرط نہیں ہے، شہر کی دوسری مسجد میں یا شہر کے میدان میں بھی جمعہ ہو سکتا ہے، مگر جمعہ کے لیے یہ شرط ہے کہ شہر یا قصبہ ہونا چاہیے، اور بڑا گاؤں جو مثل قصبہ کے ہو وہ بھی اسی حکم میں ہے، چھوٹے قریہ میں جمعہ عند الحنفیہ درست نہیں ہے، حدیث علی رضی اللہ عنہ میں ہے: لا جمعة ولا تشريق ولا صلاة فطر ولا اضحى الا في مصر جامع الحديث (۱) فقط

ہر شخص کی تقدیر لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے

سوال: (۶۷) زید سوال کرتا ہے کہ ہر شخص کی تقدیر لوح محفوظ پر نوشتہ ہے، مگر جواب دیتا ہے کہ ہر شخص کی تقدیر لوح محفوظ پر نوشتہ نہیں ہے، بلکہ تقدیر علم اللہ ہے، نوشتہ لوح بہ معنی حکم اللہ ہوتی ہے جو جائز نہیں، ان دونوں میں محاکمہ فرمائیے۔ (۱۳۴۳/۲۲۰۲ھ)

الجواب: ہر ایک شخص کے لیے جو کچھ مقدر ہے اور اس کی تقدیر میں ہے وہ سب لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے، اللہ تعالیٰ نے تقدیر مخلوق کی پہلے ہی لکھ لی ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: كتب الله تعالى مقادير الخلق قبل أن يخلق السموات والأرض بخمسين ألف سنة، قال: وعرشه على الماء (۲) (رواہ مسلم) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تقدیر مبرم اور معلق کی تعریف

سوال: (۶۸) جو سننے میں آیا ہے کہ دو تقدیریں ایک مبرم اور ایک معلق ہوتی ہیں، اور تقدیر

(۱) مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح: ۴۶۳/۳، کتاب الصلاة، باب الخطبة والصلاة الفصل الثالث، رقم الحديث: ۱۴۱۹۔

(۲) عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: كتب الله مقادير الخلق الحديث. (الصحيح لمسلم: ۳۳۵/۲، كتاب القدر، باب حجاج آدم و موسى صلى الله عليهما وسلم)

مبرم کی یہ تعریف سنی ہے کہ اس کا نوشتہ ہرگز نہیں ملتا ہے اور تقدیر معلق کی یہ تعریف سنی ہے کہ اگر فلاں شخص فلاں وقت فلاں نیک یا بد کام کرے گا تو اس کے لیے فلاں نیک یا بد نتیجہ پیدا ہوگا، تو یہ دو تقدیریں اور ان کی ہر دو تعریف مذکورہ بالا شرعاً ثابت ہیں یا نہیں؟ (۱۸۱۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: ہر دو تقدیر بہ تفسیر مذکور صحیح ہیں (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جو کچھ ہوتا ہے من جانب اللہ ہوتا ہے

سوال: (۶۹) ایک صاحب فرماتے ہیں جو کچھ ہوتا ہے من جانب اللہ ہوتا ہے۔ (۱۳۳۷/۲۸۸ھ)
الجواب: یہ صحیح ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے من جانب اللہ ہوتا ہے ﴿قُلْ كُلُّ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ﴾ (سورہ نساء، آیت: ۷۸) لیکن بندہ کا سب اعمال خیر و شر کا ہے اس لیے جزا و سزا اس پر مرتب ہے۔ فقط

تقدیر میں کمی یا بیشی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۰) انسان فاعل مختار ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کن کن افعال میں؟ کیا نیکی و بدی اپنے اختیار سے کرتا ہے یا حسب ارادہ ازلی و منشاء ایزدی؟ اگر کوئی انسان روز میثاق میں ناری لکھا گیا ہے تو وہ دنیا میں نیک افعال کر کے بہشتی ہو سکتا ہے؟ اور خاتمہ اس کا ایمان پر ہوگا یا نہیں؟ اور

(۱) اعلم أنّ للہ تعالیٰ فی خلقہ قضائین: مبرماً و معلقاً بفعل، کما قال: إن فعل الشیء الفلانی کان کذا و کذا، وإن لم یفعله فلا یكون کذا و کذا من قبیل ما یطرق إلیہ المحو والإثبات. کما قال تعالیٰ فی محکم کتابہ: ﴿يَمْحُوا اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ﴾ (الرعد: ۳۹) و أما القضاء المبرم فهو عبارة عما قدره سبحانه في الأزل من غير أن يعلقه بفعل، فهو في الوقوع نافذ غاية النفاذ بحيث لا يتغير بحال ولا يتوقف على المقضى عليه ولا المقضى له، لأنه من علمه بما كان و ما يكون. و خلاف معلومه مستحيل قطعاً، وهذا من قبیل ما لا یطرق إلیہ المحو والإثبات، قال تعالیٰ: ﴿لَا مُعَقَّبَ لِحُكْمِهِ﴾ (الرعد: ۴۱) وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: لا مردّ لقضائه ولا مردّ لحكمه، فقولہ صلی اللہ علیہ وسلم: ”إذا قضيت قضاء فلا یردّ“ من القبیل الثانی (مرقاۃ المفاتیح: ۴۳۰/۱۰، کتاب الفضائل والشمائل، باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم، الفصل الأول، رقم الحدیث: ۵۷۵۰)

انسان کی شقاوت و سعادت روز ازل ہی میں لکھی گئی ہے یا بعد میں بھی تغیر و تبدل ہو سکتا ہے؟ الغرض مقسوم و مرقوم ازل میں کمی یا بیشی حسب منشاء انسان ہو سکتی ہے یا نہیں؟ (۲۶۶۹/۱۳۴۰ھ)

الجواب: انسان فاعل مختار ہے؛ یعنی حرکات اس کی مثل حرکات جمادات نہیں ہیں، اور جملہ افعال اختیار یہ میں انسان کو فاعل مختار کہا جاوے گا، نیکی بدی سب اس کے اختیار سے حسب ارادہ ازل ہی ہے، اور تقدیر مبرم میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا، البتہ تقدیر معلق میں اور غیر مبرم میں محو و اثبات ہوتا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ: ﴿يَمْحُوا اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ﴾ (سورہ رعد، آیت: ۳۹) وقال في شرح الفقه الأكبر: فللعباد أفعال اختيارية يثابون بها إن كانت طاعةً ويعاقبون عليها إن كانت معصيةً، لا كما زعمت الجبرية أن لا فعل للعبد أصلاً لا كسباً ولا خلقاً وإن حرکاته بمنزلة حرکات الجمادات لا قدرة عليها لا مؤثرة ولا كاسبة في مقام الاعتبار، ولا قصد ولا إرادة ولا اختيار وهذا باطل إلخ فإن قيل: بعد تعلق علم الله وإرادته الجبر لازم قطعاً لأنهما إما أن يتعلقا بوجود الفعل فيجب أو بعدمه فيمتنع إلخ فالجواب أنه سبحانه يعلم ويريد أن العبد يفعله أو يتركه باختياره فلا إشكال في هذا المقال (۱) ومن شاء التفصيل فليرجع إلى المطولات والكف عن ورود هذه الورطة أسلم.

قضاء معلق علی الشرط تحقق شرط کے بعد تقدیر مبرم ہے

سوال: (۷۱)..... (الف) کیا قضاء معلق کا ہر وقت ٹل جانا ضروری ہے؟ یعنی جب کہ اس کا وجود لوح محفوظ ہی میں معلق علی الشرط ہے تو بہ توفیق الہی شرط ضرور پوری ہو جانے پر وہ ٹل ہی جاتی ہے؟ (ب) اگر کسی کا عزیز قضاء کر جائے تو کیا دل کی تسلی کے لیے اُسے یہ خیال کرنا چاہیے کہ اس کی قضاء مبرم تھی، اس لیے تدابیر بے سود رہی، یا قضاء معلق خیال کر کے اور یہ سمجھ کر کہ دواؤ دعا میں خامی رہی ورنہ وہ قضاء نہ کرتا، فضول رنج کرنا چاہیے، ایسا کرنا کہاں تک درست ہے؟ (۲۸۹/۱۳۳۷ھ)

الجواب: (الف) جو قضاء معلق علی الشرط ہے اس شرط کے پائے جانے سے اس کا تحقق ضروری ہے، اس شرط کے بعد اس قضاء کا تحقق یہی قضاء مبرم ہے۔

(ب) یہی سمجھے کہ قضاء مبرم یہی تھی اور تقدیر الہی اسی طرح تھی وہ ٹل نہ سکتی تھی۔ فقط واللہ اعلم

جو کچھ تقدیر میں ہے وہی ہوتا ہے

سوال: (۷۲) ایک شخص کہتا ہے رتبہ بلند تقدیر کا ہے، دوسرا کہتا ہے رتبہ بڑا تدبیر کا ہے؛ تحقیق کیا ہے؟ (۱۳۳۸ھ/۷۳۹)

الجواب: جو کچھ تقدیر میں ہے وہی ہوتا ہے، تدبیر سے تقدیر نہیں بدلتی، باقی حکم شریعت کا ہے کہ تدبیر موافق حکم شریعت کے کرو، اگر تقدیر موافق ہوگئی تدبیر بھی کارآمد ہو جائے گی ورنہ نہیں (۱)

نیک بختی اور بد بختی تقدیر سے ہیں تو جزا سزا کیوں ہے؟

سوال: (۷۳) الشَّقِيّ من شَقِيَ في بطن أمّه والسَّعِيد من وعظ بغيره (۲) جب یہ

(۱) تحفۃ الامعی شرح سنن الترمذی میں ہے:

جاننا چاہیے کہ تقدیر پر ایمان لانا معرفت خداوندی کے لیے ضروری ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کو ان کی تمام صفات کے ساتھ پہچانا ضروری ہے، اور اللہ کی صفات میں قضاء و قدر بھی ہیں، مگر تقدیر پر ایمان لانے کے ساتھ معرفت خودی بھی ضروری ہے، یعنی اپنا مقام و مرتبہ پہچانا بھی ضروری ہے، کیوں کہ ہم بندے ہیں، بندگی ہمارا وصف خاص ہے، پس اللہ کی جانب سے تقدیر پر نظر: معرفت خداوندی کے لیے ضروری ہے اور اپنی جانب سے تقدیر پر نظر: معرفت خودی کے لیے ضروری ہے اور ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو جزوی اختیار رکھنے والی مخلوق بنایا ہے، پس ہمیں اپنے اختیار سے اپنے لیے مفید کام کرنے چاہئیں، اور اپنے اختیار سے اپنے لیے مضر کاموں سے بچنا چاہیے، تاکہ آخرت میں ہمارے لیے جو مفید گھر ہے یعنی جنت وہ ہمیں ملے، اور جو مضر جگہ ہے یعنی جہنم اس سے ہم بچ جائیں، آگے قضاء و قدر کی جو روایات آرہی ہیں ان کو پڑھتے وقت یہ نکتہ خاص طور پر پیش نظر رہنا چاہیے، جب نبی ﷺ نے تقدیر کا مسئلہ سمجھایا تو صحابہ کو اشکال پیش آیا، یہ اشکال ان کو اللہ کی جانب سے تقدیر پر نظر کرنے کی وجہ سے پیش آیا تھا، نبی ﷺ نے ان کی نظر اس طرف پھیری کہ ہم بندوں کو اپنی جانب سے تقدیر کو دیکھنا چاہیے، یہی تدبیر ہے، فرمایا: اعملوا فكل ميسر لما خلق له: اپنے اختیار سے اچھے عمل کرو، ہر انسان کے لیے وہی عمل آسان کیا جاتا ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے یعنی دوسرے عمل کا وہ تصور ہی نہیں کر سکتا۔ (تحفۃ الامعی شرح سنن الترمذی: ۴۸۴/۵-۴۸۵، ابواب القدر، تقدیر کے ساتھ تدبیر ضروری ہے)

(۲) عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه يقول: الشَّقِيّ. (الصَّحِيح لمسلم: ۳۳۳/۲، كتاب القدر، باب كيفية خلق الآدمي في بطن أمّه و كتابه رزقه و أجله و عمله و شقاوته و سعادته)

فرمان نبوی ہے تو جزا سزا کیوں ہے، بندہ تو اب مجبور ہے؟ (۳۸۹/۲-۱۳۳۵ھ)

الجواب: یہ بھی حدیث شریف میں ہے: كُلُّ مَيَسَّرٍ لِّمَا خُلِقَ لَهُ (۱) جو سعید ہے اس کو عمل سعادت آسان ہو جاتا ہے، اور جو شقی ہے اس کو عمل شقاوت سہل ہوتا ہے، اور تفصیل ایسے سوال و جواب کی احادیث میں مفصلاً ہے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) عن عمران رضي الله عنه قال: قلت: يا رسول الله! فيما يعمل العاملون؟ قال: كُلُّ مَيَسَّرٍ لِّمَا خُلِقَ لَهُ. (صحيح البخاري: ۲/۱۱۲۷، كتاب التوحيد، باب قول الله: ﴿وَلَقَدْ يَسِّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ﴾)

(۲) عن علي رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم في جنازة، فأخذ شيئاً فجعل يَنْكُثُ به الأرض، فقال: ما منكم من أحدٍ إلّا وقد كُتِبَ مقعده من النار ومقعده من الجنة، قالوا: يا رسول الله! أفلا نتكل على كتابنا وندع العمل؟ قال: اعملوا، فكل ميسر لما خلق له، أما من كان من أهل السعادة فييسر لعمل أهل السعادة، وأما من كان من أهل الشقاء فييسر لعمل أهل الشقوة، ثم قرأ: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى، وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى﴾ (صحيح البخاري: ۲/۷۳۸، كتاب التفسير، باب قوله: ﴿فَسَيُيسِّرُهُ لِلْعُسْرَى﴾)

وعن عمر بن الخطاب رضي الله عنه سئل عن هذه الآية: ﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ﴾ فقال عمر بن الخطاب: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم سئل عنها، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله خلق آدم، ثم مسح ظهره بيمينه، فاستخرج منه ذرية، فقال: خلقت هؤلاء للجنة، وبعمل أهل الجنة يعملون، ثم مسح ظهره فاستخرج منه ذرية، فقال: خلقت هؤلاء للنار، وبعمل أهل النار يعملون.

فقال الرجل: ففيم العمل؟ يا رسول الله! قال: فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله إذا خلق العبد للجنة استعمله بعمل أهل الجنة، حتى يموت على عمل من أعمال أهل الجنة، فيدخله الله الجنة، وإذا خلق العبد للنار استعمله بعمل أهل النار، حتى يموت على عمل من أعمال أهل النار، فيدخله الله النار. (جامع الترمذي: ۲/۱۳۸، أبواب التفسير، من سورة الأعراف)

تحفة اللمعي شرح سنن الترمذي میں ہے:

بعض مسائل ذو چہتین ہوتے ہیں، اور دونوں جہتوں کے احکام الگ ہوتے ہیں، وہاں اگر فرق مراتب

نہ کیا جائے تو مسئلہ پیچیدہ ہو جاتا ہے، مثلاً:

==

== ۱- حدیث میں ہے کہ کوئی شخص اپنے عمل سے جنت میں نہیں جائے گا، حتیٰ کہ نبی ﷺ بھی اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں نہیں جائیں گے، بلکہ اللہ کے فضل و کرم کی وجہ سے جائیں گے..... یہاں بھی سوال پیدا ہوگا کہ پھر عمل سے کیا فائدہ؟! نیز قرآن و حدیث بھرے پڑے ہیں کہ ایمان و اعمال صالحہ جنت میں لے جائیں گے اور کفر و اعمال سیئہ جہنم میں پہنچائیں گے، پس پہلی حدیث ان تصریحات کے خلاف ہے!

اس کا جواب یہی ہے کہ پہلی حدیث میں جو بات ہے وہ عقیدہ ہے، اور قرآن و حدیث کی تصریحات میں اسباب کا بیان ہے، جو برائے عمل ہیں، کیوں کہ اسباب محض اسباب ہوتے ہیں، مسبب الاسباب حق تعالیٰ ہیں پس جس طرح کھانے پینے سے شکم سیری اور سیرابی حاصل نہیں ہوتی، بلکہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ شکم سیر اور سیراب کرتے ہیں، اور یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے، اس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا، مگر شکم سیری اور سیرابی کے لیے اسباب اختیار کرنے ضروری ہیں، کیوں کہ وہ برائے عمل ہیں۔

۲- اللہ تعالیٰ رزاق ہیں، قرآن کریم میں اس کی صراحت ہے، مگر یہ عقیدہ ہے، برائے عمل یہ بات نہیں ہے، عمل کے لیے وہ اسباب ہیں جو اللہ تعالیٰ نے روزی کے لیے پیدا کیے ہیں، چنانچہ ہر شخص روزی کے لیے دوڑ دھوپ کرتا ہے، اور جو ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھا رہتا ہے وہ بے وقوف ہے، یہاں بھی مسئلہ کی دو جانبیں ہیں:

ایک: اللہ کی جانب ہے اور وہ صرف عقیدہ ہے۔

اور دوسری: عمل کی جانب ہے اور وہ اسباب کو اختیار کرنا ہے۔

اسی طرح تقدیر کے مسئلہ کی بھی دو جانبیں ہیں:

ایک: اللہ کی جانب ہے کہ سب کچھ ازل سے طے شدہ ہے اور ہر چیز اللہ تعالیٰ جانتے بھی ہیں، مگر یہ صرف عقیدہ ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کی صحیح معرفت ہے۔

اور دوسری: بندوں کی جانب ہے، جو عمل کی جانب ہے یعنی ہم کو یہ حکم ہے کہ اپنے اختیار تمیزی سے اچھے کام کریں تاکہ اچھے انجام سے ہم کنار ہوں، کیوں کہ یہ دنیا دار الاسباب ہے، یہاں ہر چیز کا سبب ہے، جس سے مسببات وجود میں آتے ہیں، اور تقدیر الہی میں صرف مسببات نہیں، بلکہ اسباب بھی ہیں، اور کائنات کو برتنے کی حد تک ہر شخص اس کو تسلیم کرتا ہے اور اس پر عمل پیرا بھی ہے، پس کیوں نہ ایمان و اعمال صالحہ اور کفر اور اعمال سیئہ میں بھی یہ بات تسلیم کر لی جائے؟! یعنی جو جنت میں جائے گا وہ اس کے اسباب کی وجہ سے جائے گا اور جو جہنم میں جائے گا وہ بھی اس کے اسباب کی وجہ سے جائے گا اور تقدیر الہی اسباب و مسببات کے مجموعہ کا نام ہے، تقدیر میں صرف مسببات ہی نہیں ہیں، اسباب بھی ہیں، اور اسباب اختیار کرنا یہ عمل کی جانب ہے اور اسی اعتبار سے تقدیر معلق ہے، امید ہے کہ اس سے مسئلہ کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔ (تختہ الامعی شرح سنن الترمذی: ۵/۲۸۶-۲۸۷، أبواب القدر، وفيه أيضًا: ۷/۲۲۸، أبواب تفسير القرآن، عهد الاست کی تفسیر)

یہ کہنا غلط ہے کہ تقدیر کوئی شے نہیں ہے

سوال: (۷۴) ایک جاہل یوں کہتا ہے کہ تقدیر کوئی شے نہیں ہے، اور ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ جو کچھ ہوتا ہے تقدیر سے ہوتا ہے؛ کونسا قول درست ہے؟ (۶۳۲/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: مولوی صاحب کا قول صحیح ہے، جو کچھ ہوتا ہے وہ پہلے ہی مقدر ہو چکا ہے، جیسا کہ والقدر خیرہ وشرہ داخل ایمان قرار دیا گیا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾، ﴿وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ﴾ (سورہ قمر، آیات: ۴۹ اور ۵۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قیامت کے دن مردے ننگے اٹھائے جائیں گے

سوال: (۷۵) قیامت کے دن مردہ قبر سے ننگا اٹھے گا یا کپڑے کے ساتھ؟ (۱۰۴۹/۳۳-۱۳۳۳ھ)

الجواب: حدیث متفق علیہ میں ہے: إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ حِفَاةَ عَرَاءَ غُرْلًا ثُمَّ قُرَأَ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ الْحَدِيثُ (۱) یعنی بے شک تم اٹھائے جاؤ گے ننگے پیر ننگے بدن غیر محتون، پھر پڑھی آپ نے یہ آیت: جیسا ہم نے مخلوق کو اول دفعہ پیدا کیا اسی طرح ان کو اٹھاویں گے۔ فقط

بالغ ہونے سے پہلے جو بچہ مر گیا جنت میں اس کو حوریں ملیں گی یا نہیں؟

سوال: (۷۶) مسلم کا جو لڑکا شیر خوار یا نابالغ مر گیا وہ جنت میں جو ان ہو کر حوروں سے مزوج ہوگا یا نہیں؟ (۱۶۳۱/۴۰-۱۳۴۰ھ)

الجواب: ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ حِفَاةَ الْحَدِيثِ. (صحيح البخاري: ۴۷۳/۱، كتاب الأنبياء، باب قول الله عز وجل واتخذ الله إبراهيم خليلاً الخ)

وعن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: سمعتُ رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِفَاةَ عَرَاءَ غُرْلًا الْحَدِيثِ. (الصحيح لمسلم: ۳۸۴/۲، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب فناء الدنيا وبيان الحشر يوم القيامة)

شکی آدمی جنت میں جائے گا یا نہیں؟

سوال: (۷۷) زید کہتا ہے کہ شکی آدمی جنت میں نہیں جاوے گا، یہ قول زید کا صحیح ہے یا غلط؟
(۱۳۴۵ھ-۱۴۲۲ھ)

الجواب: یہ قول زید کا غلط ہے، کسی حدیث میں ایسا نہیں آیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

پاگل مواخذہ اخروی سے بری ہے

سوال: (۷۸) جو لوگ پاگل تھے اور اسی حالت میں مر گئے ان کا کیا حشر ہوگا؟ (۱۳۴۳ھ/۳۶۶)
الجواب: دیوانہ اور پاگل شرعاً مرفوع القلم ہیں (۱) ان پر کچھ مواخذہ اور حساب و کتاب نہیں ہے۔

کیا زکاۃ، حج اور قربانی نہ کرنے والا ورثاء کے ایصال ثواب

کی وجہ سے مواخذہ سے بری ہو سکتا ہے؟

سوال: (۷۹) ایک شخص صاحب نصاب تھا؛ نہ اس نے زکاۃ ادا کی، نہ حج کیا، نہ قربانی کی، اس کے مرنے کے بعد ورثاء نے کلمہ طیبہ اور قرآن کا ثواب پہنچوایا، تو کیا اس طرح وہ بری ہو جاوے گا؟ (۱۳۴۴ھ/۳۲۸)

الجواب: کلمہ طیبہ اور قرآن شریف کا ثواب پہنچ جاوے گا اور حج نہ کرنے اور زکاۃ نہ دینے اور قربانی نہ کرنے کا مواخذہ اس پر رہے گا، اللہ تعالیٰ اگر چاہے معاف فرمادے اور اگر چاہے عذاب کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بھوت، دیو، چڑیل اور پریاں سب جنات ہیں اور ان کا اثر پڑنا ممکن ہے

سوال: (۸۰) جنوں کا گروہ جو ہے انسانوں میں سے ہے یا الگ؟ اگر الگ ہے تو غیب میں

(۱) عن عائشة رضي الله عنها عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: رفع القلم عن ثلاث: عن النائم حتى يستيقظ وعن الصغير حتى يكبر وعن المجنون حتى يعقل ويفيق. (سنن النسائي: ۸۶/۲، كتاب الطلاق، باب من لا يقع طلاقه من الأزواج)

یا ظاہر؟ انسان یا اور چیز بن جانا یا سوکوس ایک پل میں جانا ٹھیک ہے یا نہیں؟ چلتے پھرتے کیسے رہتے ہیں؟ ان کی پیدائش کہاں سے ہے؟ دوسرے کو یعنی عورت مرد کو لگ جانا درست ہے یا نہیں؟ بھوت دیو چڑیل پر یاں بھی ٹھیک ہیں یا نہیں؟ ان کا لگ جانا دوسرے کو درست ہے؟ (۲/۳۶۷-۲۹/۱۳۳۰ھ)

الجواب: جنات کا گروہ انسان سے جدا ہے، ان کی پیدائش آگ سے ہے اور انسان کی خاک سے (۱) تو الہد تناسل ان میں بھی مثل انسان کے جاری ہے، صورت مختلفہ میں ان کا ظاہر ہونا وغیرہ امور مذکورہ معروف و مشہور ہیں اور ثابت ہیں، انسان کو ان کا اثر ہو جانا واقع اور ثابت ہے (۲) بھوت دیو پر یاں یہ سب جنات ہیں نام مختلف ہیں، ان کا اثر ہو جانا بھی ممکن ہے، مستبعد نہیں۔ فقط واللہ اعلم

(۱) ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ، وَخَلَقْنَا الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِنْ نَارٍ﴾

(سورہ رحمن، آیت: ۱۳-۱۵)

(۲) عن يعلى بن مرة الثقفي رضي الله عنه قال: ثُمَّ سِرْنَا فَمَرَرْنَا بِمَاءٍ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ بَابِنِ لَهَا بِهِ جَنَّةٌ، فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْعِرِهِ، ثُمَّ قَالَ: اخْرُجْ فَإِنِّي مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، ثُمَّ سِرْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مَرَرْنَا بِذَلِكَ الْمَاءِ فَسَأَلَهَا عَنِ الصَّبِيِّ، فَقَالَتْ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا رَأَيْنَا مِنْهُ رَيْبًا بَعْدَكَ، رَوَاهُ فِي شَرْحِ السَّنَةِ.

وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال: إن امرأة جاءت بابنِ لها إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقالت: يا رسول الله! إن ابني به جنونٌ وإنه ليأخذُه عند عَدَائِنَا وَعَشَائِنَا، فمسح رسول الله صلى الله عليه وسلم صدره ودعا، فثَغَّ ثَغَةً وخرج من جوفه مثل الجرو الأسود يسعى، رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ (مشكاة المصابيح، ص: ۵۴۰-۵۴۱، كتاب الفتن، باب في المعجزات، الفصل الثاني)

ترجمہ: (۱) یعلیٰ بن مرثد ثقفی نے کہا: پھر چلے ہم پس گزرے ہم ایک پانی پر، پس لائی آنحضرت ﷺ کے پاس ایک عورت اپنے بیٹے کو جس کو جنون تھا، پس پکڑی آنحضرت ﷺ نے اس کی ناک، پھر فرمایا آنحضرت ﷺ نے یعنی جنوں کو یا شیطان کو جو اس پر تھا کہ باہر نکل! پس تحقیق میں محمد ہوں خدا کا رسول، پھر چلے ہم، پس جب کہ پھرے ہم گزرے اسی پانی پر، پس پوچھا آنحضرت ﷺ نے اُس عورت سے حال اُس لڑکے کا کہ دیوانہ ہو گیا تھا، پس کہا اس عورت نے: قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! نہیں دیکھی ہم نے اُس لڑکے سے کوئی چیز کہ مکروہ سمجھیں ہم اُس کو آپ کے جانے کے بعد یا آپ کے دعا کرنے کے بعد اس روایت کو بغوی نے شرح السنہ میں نقل کیا ہے۔

(مظاہر حق قدیم تہ جلد چہارم، ص: ۳۵، مطبوعہ نول کشور لکھنؤ) ==

عرش قدیم ہے یا حادث؟

سوال: (۸۱)..... (الف) عرش قدیم ہے یا حادث؟
 (ب) جو شخص عرش کے قدم اور ایمان فرعون کی مقبولیت اور سفارش مشرکین کا قاتل ہو وہ سنی ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۸/۲۳۴۰ھ)

الجواب: (الف) عرش مخلوق ہے قدیم نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
 (ب) ایسا شخص سنی نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جنت کی نعمتیں مخلوق و موجود ہیں

سوال: (۸۲) آیا مکانات اور باغ بچہ طریقہ مکمل جیسا کہ روز قیامت میں مومنین اور مومنات کو ملیں گے، آیا یہ ازل میں بہ وقت موجودیت جنت موجود تھے؟ یا وقتاً فوقتاً بہ اعتبار عمل صالح کے مکانات اور باغ بچہ موجود ہوتے جاتے ہیں؟ (۱۳۳۹/۱۱۸ھ)

الجواب: اہل سنت و جماعت کے عقائد میں سے ہے کہ جنت و دوزخ مخلوق ہیں اور موجود ہیں۔ وفي الحديث القدسي عن الله تبارك وتعالى: أعددت لعبادي الصالحين ما لا عين رأت ولا أذن سمعت ولا خطر على قلب بشر، واقرأوا إن شئتم: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ متفق عليه (۱) اس سے معلوم ہوا کہ جنت کی نعمتیں اور لذائذ بھی مخلوق

== (۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: بے شک ایک عورت اپنے بیٹے کو نبی کریم ﷺ کے پاس لائی اور کہا: یا رسول اللہ! میرے بیٹے کو جنون ہے، اور جنون اس کو پکڑتا ہے، صبح و شام کے کھانے کے وقت، پس آنحضرت ﷺ نے اس کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی، پس قی کی اس لڑکے نے اور نکلا اس کے پیٹ سے کالے پلہ کے مثل دوڑتا ہوا، اس روایت کو ترمذی نے نقل کیا ہے۔

(مظاہر حق قدیم تتمہ جلد چہارم، ص: ۳۵-۳۶، مطبوعہ نول کشور لکھنؤ)

مذکورہ دونوں روایتوں سے اس بات کی اصلیت معلوم ہوتی ہے کہ جنات جسم انسانی میں حلول کر کے یا کسی اور ذریعہ سے ضرورت تکلیف پہنچا سکتے ہیں۔ ۱۲ محمد امین پالن پوری

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: قال الله تبارك وتعالى: أعددت لعبادي الصالحين الحديث.

اور موجود ہیں، لیکن اگر ان میں بہ وجہ اعمال صالحہ اضافہ ہوتا رہے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ کما ورد فی الحدیث: من قال: سبحان اللہ العظیم وبحمدہ، غُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ، رواہ الترمذی (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قیامت کے دن عورتوں کو خدا کا دیدار ہوگا یا نہیں؟

سوال: (۸۳) کیا روز قیامت عورتوں کو دیدار خدا ہوگا یا نہیں؟ (۱۸۱۵/۱۳۳۷ھ)

الجواب: جو لوگ جنت میں جائیں گے ان کو دیدار خدا کا ہوگا، خواہ مرد ہو خواہ عورت ہو۔ کذا فی کتب الأحادیث والفقہ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عالم برزخ میں اہل و عیال سے ملاقات ہوتی ہے یا نہیں؟

سوال: (۸۴) عالم برزخ میں اہل و عیال سے ملاقات ہوتی ہے یا نہیں؟ (۲۳۴۱/۱۳۳۷ھ)

الجواب: ایک حدیث میں ہے جو مسند امام احمد اور نسائی میں ہے۔ کذا فی المشکاۃ: فیأتون بہ ارواح المؤمنین فلہم أشدُّ فرحاً بہ من أحد کم بغائبہ یُقدَّم

== (صحیح البخاری: ۴۶۰/۱، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفة الجنة وإنہا مخلوقة والصحيح لمسلم: ۱۰۶/۱، کتاب الإیمان، باب إثبات الشفاعة وإخراج الموحدين من النار) (۱) عن جابر رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من قال: سبحان الله العظيم الحديث. (جامع الترمذی: ۱۸۴/۲، أبواب الدعوات، باب)

(۲) الثالثة: قيل: لا رؤية للنساء وقال السيوطي: الحق الإثبات في نحو أيام العيد، وقال بعض العلماء: كيف يراه عوام المؤمنین ولا يراه خواص النساء كفاطمة وخديجة وعائشة ومريم رضي الله عنهن، وقال بعضهم: لا رؤية إلا لفاطمة رضي الله عنها، وهذا خلاف الصحيح، ومن استدلل بأنهن مقصورات في الخيام فقد سهى لأن الخيام لا تحتجب الحق سبحانه — الرابعة: قال السيوطي: هذه التخصيصات إنما هي بعد دخول الجنة وأما في المواقف فيراه كل أحد حتى الكفار بصفة القهر والجلال. (النبراس شرح شرح العقائد النسفية، ص: ۲۵۹، مطبوعة: مكتبة رضوية لاهور)

علیہ إلخ (۱) اس سے ارواحِ مؤمنین سے ملاقات ہونا معلوم ہوتا ہے، پس متوفی کے اہل و عیال میں سے جو ایمان پر مرے ہیں ان سے ملاقات ہونا اس سے ثابت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جنات میں پیغمبر ہوئے ہیں یا نہیں؟

سوال: (۸۵) جنوں میں بھی پیغمبر ہوئے ہیں یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۹۸۴ھ)

الجواب: جنوں میں پیغمبر نہیں ہوئے، ہمارے حضرت ﷺ ہی جنوں کی طرف بھی مبعوث ہوئے ہیں (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا حضر المؤمن أنت ملائكة الرحمة بحرية بيضاء، فيقولون: اخرجي راضية مرضياً عنك إلى روح الله وريحان وربي غير غضبان فتخرج كأطيب ريح المسك حتى أنه ليناوله بعضهم بعضاً حتى يأتوا به أبواب السماء فيقولون: ما أطيب هذه الرياح التي جاءكم من الأرض؟! فيأتون به أرواح المؤمنين، فلهم أشد فرحاً به من أحدكم بغائبه يقدم عليه، فيستلونه ما ذا فعل فلان؟ ما ذا فعل فلان؟ فيقولون: دعوه، فإنه كان في غم الدنيا، فيقولون: قد مات ما أتاكم، فيقولون: قد ذهب به إلى أمه الهاوية، وإن الكافر إذا احتضر، أتته ملائكة العذاب بمسح، فيقولون: اخرجي ساخطة مسخوطاً عليك إلى عذاب الله عز وجل، فتخرج كأتني ريح جيفة حتى يأتون به إلى باب الأرض، فيقولون: ما أنتن هذه الرياح؟! حتى يأتون به أرواح الكفار، رواه أحمد والنسائي. (مشكاة المصابيح، ص: ۱۳۲، كتاب الجنائز، باب ما يقال عند من حضره الموت، الفصل الثالث) (۲) شرح العقيدة الطحاوية میں ہے:

قوله: (و هو المبعوث إلى عامة الجن و كافة الوری بالحق و الهدى و النور و الضياء) ش: أما كونه مبعوثاً إلى عامة الجن، فقد قال تعالى حكاية عن قول الجن: ﴿يَقَوْمًا أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ الْآيَةَ﴾ (الأحقاف: ۳۱) وكذا سورة الجن تدل على أنه أرسل إليهم أيضاً..... فقد قال تعالى: ﴿يَمْعَشِرُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ الْآيَةُ﴾ (الأنعام: ۱۳۰) والرسل من الإنس فقط، وليس من الجن رسول، كذا قال مجاهد وغيره من السلف والخلف. وقال ابن عباس رضي الله عنهما: الرسل من بني آدم، ومن الجن نذر. وظاهر قوله تعالى حكاية عن الجن: ﴿إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَى﴾ (الأحقاف: ۳۰) يدل على أن موسى مرسل إليهم أيضاً. والله أعلم. (شرح العقيدة الطحاوية: ۱/ ۱۶۷-۱۶۸، عموم بعثته صلى الله عليه وسلم للإنس والجن، المطبوعة: مؤسسة الرسالة، بيروت)

مگر یہ بات خلقِ انسان کے بعد تو درست ہے، جب کہ جنات: انسان سے قدیم مخلوق ہیں اور مکلف مخلوق ہیں، پس وجودِ انسان سے پہلے ان میں نبوت کا سلسلہ ہوگا واللہ اعلم۔ سعید احمد پالن پوری

توحید و صفات کا بیان

باری تعالیٰ ہر وقت کسی اہم کام میں ہیں

سوال: (۸۶) جب کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے تمام اسباب چشم زدن سے بھی کم میں پیدا کر دیئے تھے، اور پیدائش سے دنیا کے جملہ اسباب فرشتگان وغیرہ کے ذریعہ سے ہمیشہ چلتے رہیں گے، لہذا خدا کے واسطے یہ کہنا نعوذ باللہ درست ہوگا کہ وہ نہ کبھی کام کرتا ہے اور نہ بے کار رہتا ہے؟

(۱۳۴۵-۲۴/۱۳۷۷ھ)

الجواب: قرآن شریف میں ہے: ﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ﴾ (سورہ رحمن، آیت: ۲۹) یعنی ہر وقت باری تعالیٰ ایک شان میں ہے: کسی کو مارتا ہے، کسی کو پیدا کرتا ہے، کسی کو رزق دیتا ہے، کسی کے رزق کو تنگ کرتا ہے وغیرہ وغیرہ، اسی طرح تمام کاروبار عالم اس کے ارادہ اور حکم سے ہوتے رہتے ہیں، اس وقت اس کے احکام جاری ہیں، پس اہل اسلام کو یہ عقیدہ رکھنا چاہیے اور زیادہ کج و کاؤ اور بحث و تفتیش اس میں نہ کی جاوے، ملائکہ جو کچھ کرتے ہیں اس کے حکم سے کرتے ہیں، اس بارے میں اسی قدر اعتقاد رکھنا چاہیے اور بے کار اور باکار الفاظ کو زبان پر نہ لایا جاوے۔ فقط

انسان اور اس کے اعمال کے خالق اللہ تعالیٰ ہیں

سوال: (۸۷) زید کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان اور اس کے اعمال کو پیدا کیا ہے، بکر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اعمال کا موجد انسان ہے، اس بارے میں کس کا قول صحیح ہے؟

(۱۳۴۳/۱۸۰۳ھ)

الجواب: قول زید صحیح ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ﴾ (سورہ صافات، آیت: ۹۶) یعنی اللہ تعالیٰ نے تم کو اور تمہارے عملوں کو پیدا فرمایا ہے، پس قول بکر غلط ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خیر و شر سب اللہ ہی کی طرف سے ہے

سوال: (۸۸)..... (الف) خلاصہ سوال یہ ہے کہ زید کہتا ہے کہ اعمال و افعال مذمومہ و قبیحہ شیطان اور نفس سے اور افعال حسنہ من جانب خدا تعالیٰ ہوتے ہیں۔

(ب) عمر کا عقیدہ اس کے خلاف ہے وہ کہتا ہے: خیر و شر سب اللہ ہی کی طرف سے ہے، بغیر اس کے حکم و ارادہ کے ایک پتہ نہیں مل سکتا۔ کَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ﴾ (سورہ دہر، آیت: ۳۰) ﴿لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ﴾ (سورہ بقرہ، آیت: ۲۷۲) زید کہتا ہے اگر اس کو مان لیا جائے، تو اس آیت کے متعلق کیا کہتے ہو: ﴿وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ، إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ﴾ (سورہ بقرہ، آیت: ۱۶۸-۱۶۹) عمر کہتا ہے یہ ارشاد مجازاً ہے نہ حقیقت، اس صورت میں کس کا قول صحیح ہے؟

(۱۰۱۵/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اقول وباللہ التوفیق! اس نزاع میں قول عمر حق اور صواب ہے، اصل یہ ہے کہ خیر و شر سب من جانب اللہ ہے اور وہی خالق ہر شے کا اور فاعل حقیقی ہے، شیطان بھی اسی وقت کسی کو گمراہ کر سکتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ اس شخص کے گمراہ کرنے کا ہو، ورنہ جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت فرمانا چاہے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا، اور نفس کا تبع ہو کر بھی انسان اسی وقت گمراہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو گمراہ کرنا چاہے، الغرض قول عمر حقیقت پر محمول ہے اور نص قاطع سے ثابت ہے کہ ہر ایک امر اللہ کی طرف سے ہے۔ کَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ﴾ (سورہ نساء، آیت: ۷۸) زید جو کچھ کہتا ہے کہ افعال قبیحہ شیطان اور نفس کی طرف سے ہیں اور افعال حسنہ من جانب خدا تعالیٰ ہوتے ہیں، یہ بہ اعتبار سببیت کے ہے اور مجازاً ہے، یعنی چونکہ شیطان اور نفس سبب ظاہری صدور افعال قبیحہ کے ہیں، اس وجہ سے اعمال قبیحہ کی نسبت شیطان اور نفس کی طرف مجازاً کی جاتی ہے، اور

نیز مقتضائے ادب بھی یہ ہے کہ افعالی قبیحہ کو شیطان و نفس کی طرف نسبت کیا جاوے جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا: ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا﴾ (سورۃ اعراف، آیت: ۲۳) اور حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: ﴿وَمَا أَبْرَىٰ نَفْسِي إِنْ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ﴾ (سورۃ یوسف، آیت: ۵۳) اور ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ﴾ (سورۃ نساء، آیت: ۷۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خیر و شر کی نسبت اللہ کی طرف کرنا

سوال: (۸۹) انسان جس قدر بھلے برے کام کرتا ہے یہ سب اللہ تعالیٰ خود کرتا ہے یا کیا؟
(۱۱۰۴/۱۳۳۵ھ)

الجواب: قال اللہ تعالیٰ: ﴿مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ﴾ (سورۃ نساء، آیت: ۷۹) پس اگرچہ ہر ایک کام اور ہر ایک چیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے لیکن مقتضائے ادب یہ ہے کہ انسان بھلائی کو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرے اور برائی کو اپنی طرف۔
کما قال العارف :

تو نیکی کنی من نہ بد کردہ ام ❀ کہ بد را حوالۃ بخود کردہ ام (۱)

(۱) یہ شعر عارف رومی رحمہ اللہ کا نہیں ہے، بلکہ نظامی گنجوی رحمہ اللہ کا ہے، اور 'سکندر نامہ' ص: ۶۱ میں ہے، اس میں تصحیف بھی تھی ہم نے تصحیح کی ہے۔

ترجمہ: الہی! آپ اچھے کام کرتے ہیں اور میں بھی برا کام نہیں کرتا، مگر برائی کو اپنی طرف منسوب کرتا ہوں — حاصل شعر: نیکی اور بدی کے خالق اللہ تعالیٰ ہیں، انسان بدی کا خالق نہیں ہے، مگر جب نسبت کا وقت آتا ہے تو صرف نیکی کی نسبت آپ کی طرف کرتا ہوں، بدی کی اپنی طرف کرتا ہوں، اگرچہ میں اس کا خالق نہیں ہوں۔ اور اس سے پہلے والا شعر اس طرح ہے:

بد و نیک را از تو آید کلید ❀ ز تو نیک و از من بد آید پدید

یعنی نیک و بد دونوں قسم کے اعمال کا سرا آپ کے ہاتھ میں ہے، یعنی آپ ہی ہر چیز کے خالق ہیں، مگر آپ کی طرف سے نیکی اور میری طرف سے برائی ظاہر ہوتی ہے، یعنی نسبت ایک کی آپ کی طرف کرتا ہوں اور دوسرے کی اپنی طرف (سکندر نامہ نظامی گنجوی (ولادت: ۱۱۴۱ء، وفات: ۱۲۰۹ء) ص: ۶، مطبوعہ: مطبع نامی، لکھنؤ، سنہ ۱۸۹۸ء)

آمنت باللہ و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ و الیوم الآخر و القدر خیرہ و شرہ .
ترجمہ: ایمان لایا میں اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور کتابوں پر اور پیغمبروں پر اور پچھلے دن پر اور
تقدیر پر کہ خیر اور شر سب اللہ کی طرف سے ہے۔

بندوں کے جملہ افعال کے خالق اللہ تعالیٰ ہیں

سوال: (۹۰) انسان سے جو کام نیک یا بد سرزد ہوتے ہیں آیا خدا کی طرف سے ہوتے ہیں
یا انسان کی طرف سے؟ (۱۰۲۲/۱۳۳۹ھ)

الجواب: خالق جملہ افعال عباد کا اللہ تعالیٰ ہے۔ کَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا
تَعْمَلُونَ﴾ (سورہ صافات، آیت: ۹۶) اور بندہ کا سب ہے اور مستحق ثواب و عقاب ہے۔ فقط

برے کاموں کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا بے ادبی ہے

سوال: (۹۱) زید اپنے ہر کام کو خواہ اچھا ہو یا برا حتیٰ کہ اپنے ہاتھ سے قتل کر کے بھی یہ کہتا ہے
کہ میں نے اپنے ہاتھ سے قتل نہیں کیا، بلکہ اللہ کے ہاتھ نے قتل کیا ہے، ایسے شخص کی نسبت شریعت کا
کیا حکم ہے؟ (۱۳۵۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: فاعل حقیقی اور خالق جملہ افعال کا اگرچہ اللہ تعالیٰ ہے، لیکن بندہ کاسب افعال کا ہے،
لہذا نسبت افعال کی بندہ کی طرف ہوتی ہے، اور جزاء و سزا اس پر مرتب ہوتی ہے، پس یہ اس شخص کی
خطا و غلطی ہے جو جملہ افعال کی نسبت ایسا کہتا ہے، اور برے افعال کو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت
کرتا ہے، اور اس میں بے ادبی بھی ہے اور خلاف واقع ہے، آیات و احادیث میں بندوں کے افعال
کی نسبت بندوں ہی کی طرف کی گئی ہے (۱) شخص مذکور عقیدہ اہل سنت سے علیحدہ معلوم ہوتا ہے، اور
خارج از اہل سنت و جماعت ہے، لہذا مبتدع و گمراہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) ﴿جَزَاءًۢۤ ۢبِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (سورہ سجدہ، آیت: ۱۷، سورہ احقاف، آیت: ۱۴، سورہ واقعہ، آیت: ۲۳)
﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ امْتَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الْاِمْتَالِهَا وَهُمْ لَا يَظْلَمُونَ﴾
(سورہ انعام، آیت: ۱۶۰)

جب بندہ کی مشیت اللہ کی مشیت کے تابع ہے تو بندہ کا سب کیسے ہو سکتا ہے؟

سوال: (۹۲) مالا بدمنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بندہ کا سب ہے اور حسبِ قدرت سزا و جزا کا اہل ہے، اور آیت کریمہ: ﴿وَمَا تَشَاءُ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ﴾ سے کلیۃً ارادہ اللہ تعالیٰ کا ثابت ہوتا ہے؛ جس سے بندہ کا مرتکبِ معاصی ہونا من جانب اللہ لازم آتا ہے؛ دونوں میں مطابقت تحریر فرمادیں؟ (۱۰۷۸/۱۳۳۹ھ)

الجواب: بندہ کے کا سب ہونے کے یہ معنی ہیں کہ بندہ کے جوارح سے وہ کام ہوتا ہے اور وہ اس کا عامل و کا سب ہوتا ہے نہ یہ کہ وہ خالق اپنے افعال کا ہے۔ کیف؟! وقد قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ﴾ (سورہ صافات، آیت: ۹۶) اور مالا بدمنہ میں جو یہ لفظ ہے ”کہ ہر گاہ بندہ قصدِ فعلیٰ کد الخ“ (۱) تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بلا مشیت و حکم حق تعالیٰ بندہ ارادہ کرتا ہے، بلکہ درحقیقت یہ ارادہ بندہ کا بھی بہ مشیت حق تعالیٰ ہے، پس آیت: ﴿وَمَا تَشَاءُ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ﴾ (۲) کے ساتھ کچھ تعارض نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندوں کے افعال اختیاریہ اللہ کی مشیت کے تحت داخل ہیں

اور لا جبر ولا قدر میں کوئی تعارض نہیں

سوال: (۹۳) افعال اختیاریہ عباد مشیت ایزدی میں داخل ہیں یا نہیں؟ اور اختیاریہ کے کیا

== وعن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن المؤمن إذا أذنب كانت نكتة سوداء في قلبه، فإن تاب واستغفر صُقل قلبه، وإن زاد زادت حتى تعلو قلبه، فذلكم الرآن الذي ذكر الله تعالى: ﴿كَلَّا بَلْ رَأَىٰ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ رواه أحمد والترمذي وابن ماجه، وقال الترمذي: هذا حديث حسن صحيح. (مشكاة المصابيح، ص: ۲۰۴، كتاب أسماء الله تعالى، باب الاستغفار والتوبة، الفصل الثاني)

(۱) مالا بدمنہ فارسی، ص: ۵، کتاب الایمان .

(۲) سورہ دھر، آیت: ۳۰، و سورہ تکویر، آیت: ۲۹۔

معنی ہیں؟ کتابوں میں جو لکھا ہے: لا جبر ولا قدر لکن امر بین امرین میں تعارض معلوم ہوتا ہے، بدی کا حوالہ اپنی طرف کر لینا ادباً ہے یا حقیت؟ بندہ مجبور ہے یا نہیں؟ اگر مجبور نہیں ہے تو کیوں؟

(۱۳۳۵/۵۲۱ھ)

الجواب: افعال عباد اختیار یہ تحت المشیت داخل ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَمَا تَشَاءُ وَاِنْ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ﴾ (سورہ دھر، آیت: ۳۰) اور اختیار یہ کا یہ مطلب ہے کہ افعال عباد مثل حرکت مرتعش نہیں ہیں، اور لا جبر و لا قدر میں کمال کی نفی ہے (۱) فلا تعارض۔

تو نیکی کنی من نہ بد کردہ ام ﴿﴾ کہ بدراحوالت بخود کردہ ام (۲)
اور بندہ مجبور نہیں ہے۔ لإعطاء اللہ تعالیٰ له اختیاراً و کسباً بالإرادة. فقط واللہ اعلم

کیا آخر شب میں اللہ تعالیٰ سماء دنیا پر نزول فرماتے ہیں؟

سوال: (۹۴) اخیر شب میں اللہ تعالیٰ آسمان اوّل پر آجاتے ہیں یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۱۳۷۲ھ)
الجواب: آخر شب میں نزول حق تعالیٰ آسمان دنیا پر احادیث میں وارد ہے (۳) اور غرض اس سے نزول رحمت حق تعالیٰ اور اجابت دعا وغیرہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رحمت خداوندی کے بارے میں ایک شبہ اور اس کا جواب

سوال: (۹۵) حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محبت کے سوحصہ کیے اس میں سے ۹۹ اپنے پاس رکھ لیے اور ایک حصہ تمام عالم کو تقسیم کر دیا (۴) خاکسار کو اس میں یہ شبہ ہے کہ اللہ کی صفات

(۱) یعنی بندہ نہ مجبور محض ہے نہ قادر مطلق بلکہ کچھ جبر ہے اور کچھ قدرت۔ ۱۲ محمد امین پالن پوری

(۲) اس شعر کا ترجمہ سوال: (۸۹) کے حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ينزل ربنا عز وجل كل ليلة إلى السماء الدنيا حين يبقى ثلث الليل الآخر، فيقول: من يدعوني فاستجب له، من يسألني فأعطيه، من يستغفرني فأغفر له (سنن أبي داود، ص: ۱۸۶، كتاب الصلاة، باب أي الليل أفضل؟ وفيه أيضاً: ص: ۶۵۱، كتاب السنة، قبيل باب في القرآن)

(۴) عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن لله مائة رحمة ==

میں سے ایک حصہ کم ہو جانا نقصان کی بات ہے۔ (۱۹۳/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں سے کوئی حصہ کم نہیں ہوگا، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں جو کچھ آپس میں محبت و رحمت ہے وہ ظل اور عکس ہے رحمت حق تعالیٰ کا، جیسا کہ آفتاب کا نور جو زمین پر واقع ہوتا ہے وہ ایک پر تو نور آفتاب کا ہے، لیکن یہ نہیں کہ آفتاب کے نور میں سے کچھ حصہ کم ہو جائے گا، اسی طرح اللہ کی رحمت کا انعکاس مخلوق پر ہوتا ہے جس کی وجہ سے مخلوق آپس میں محبت کرتی ہے، مگر اس انعکاس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں کچھ نقصان ہو، بہر حال ایسے شبہات کی طرف بالکل التفات نہ کرنا چاہیے، اور ترجمہ کی وجہ سے (۱) کسی شبہ میں نہ پڑنا چاہیے وہ محض تمثیل کے طور سے بیان ہوا ہے یہ نہیں کہ کوئی جز و علیحدہ کر دیا گیا ہے۔

کیا اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھے ہوئے ہیں؟

سوال: (۹۶) غیر مقلدین نے خدا کو عرش پر بیٹھا ہوا نہ ماننے والے کو کفر کا فتویٰ دے رکھا ہے اور اس امر کے مدعی ہیں کہ باری تعالیٰ شانہ عرش پر بیٹھا ہوا ہے، لہذا مسئلہ استواء علی العرش کی پوری کیفیت تحریر فرمائیں۔ (۱۲۵۳/۱۳۳۹ھ)

الجواب: اس پر اجماع اہل سنت و جماعت ہے کہ حق تعالیٰ جہت اور مکان و زمان سے پاک و منزہ و برتر ہے اور نیز جسم اور عوارض جسم سے منزہ و پاک ہے ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ (سورہ شوریٰ، آیت ۱۱: ﴿وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾ (سورہ اخلاص، آیت ۴: ﴿نُصُّ قُرْآنِیْ مِیْن وَارِدِہِ، پِس قَوْلِ غَیْرِ مَقْلَدِیْنِ بَاطِلِہِ، اَوْر تَکْفِیْرِ اہْلِ سُنَّتِ وَ جَمَاعَتِہِ جَو کہ اسْتَوَاءُ کو مَجْہُولُ الِکْفِیْفِیَّتِ (۲) بہ اِنْفَاقِ

== اَنْزَلَ مِنْہَا رَحْمَةً وَ اَحَدَةً بَیْنَ الْجَنِّ وَالْاِنْسِ وَالْبَہَائِمِ وَالْہَوَامِّ فَبِہَا یَتَعَاطَفُونَ وَ بِہَا یَتَرَاحَمُونَ وَ بِہَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلٰی وَلَدِہَا، وَ اٰخِرُ اللّٰہِ تَسْعًا وَ تَسْعِیْنِ رَحْمَةً یَّرْحَمُ بِہَا عِبَادَہُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ . (الصَّحِیْحُ لِمُسْلِم: ۳۵۶/۲، کِتَابُ التَّوْبَةِ، بَابُ سَعَةِ رَحْمَةِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ اَنَّہَا تَغْلِبُ غَضَبَہُ)

(۱) مذکورہ حدیث کے جملہ اَنْزَلَ مِنْہَا کا ترجمہ ہے: اتار ارحمت میں سے: اس ترجمہ سے رحمت کے ایک حصہ کا انفصال مراد نہیں ہے، بلکہ وہ محض تمثیل ہے۔ ۱۲ سعید احمد پالن پوری

(۲) اہل السنۃ والجماعۃ عرش الہی کو مانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا اس کے ساتھ استواء کا تعلق بھی مانتے ہیں، مگر کیفیت سے بحث نہیں کرتے، وہ تنزیہ مع التفویض کے قائل ہیں، سلف سے یہی منقول ہے: ==

فرماتے ہیں غیر مقلدین کے لیے نہایت جرئت اور بے باکی اور صریح گمراہی و خذلان ہے، اور تفصیل استواء علی العرش کی اور تردید غیر مقلدین کی بہت سے رسائل اور کتب میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہیں، بندہ کو فرصت نقل عبارات کی نہیں ہے، جو شخص چاہے ان کتابوں سے اپنی تسلی کر لے اور غیر مقلدین کے قول اور مذہب کا بطلان معلوم کرے۔ وما علینا إلا البلاغ .

اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر کب تھا؟

سوال: (۹۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا عرش پانی پر تھا، یہ کب تھا؟ کتنے برس ہوئے؟

(۱۱۹۳/۱۳۳۲ھ)

الجواب: آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے سے پہلے اللہ کا عرش پانی پر تھا، اور تعداد برسوں کی اللہ ہی کو معلوم ہے، اور ایسے سوالات کرنا ممنوع ہیں، آئندہ ایسے سوالات نہ کریں۔ فقط واللہ اعلم

خدا تعالیٰ سب جگہ موجود ہے، کوئی خاص جگہ اس کے قیام کی نہیں

سوال: (۹۸) خدا تعالیٰ کی ذات و صفات کے متعلق بندہ کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ سب جگہ

موجود ہے، کوئی خاص جگہ اس کے قیام کی نہیں ہے؟ (۲۳۲۱/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: عقائد مندرجہ بالا موافق عقیدہ اہل سنت والجماعت ہیں۔ ہکذا فی شرح العقائد (۱)

== الاستواء معلوم والكيف مجهول، والإيمان به واجب. والسؤال عنه بدعة: استواء کے معنی ہم جانتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے استواء کی کیفیت ہم نہیں جانتے، اور جو بھی کیفیت ہے اس پر بالا جمال ایمان لانا واجب اور اس کی تحقیق کے درپے ہونا گمراہ فرقوں کا کام ہے، سلف (صحابہ) نے کیفیت کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے سوال نہیں کیا اور ان کا ایمان کامل تھا، پھر آج اس کی تحقیق کے درپے کیوں ہوا جاتا ہے؟! اور یہ بات اہل السنۃ والجماعۃ میں متفق علیہ ہے اور غیر مقلدین کا اختلاف مضرب نہیں، گمراہ فرقوں کا اختلاف اجماع کو متاثر نہیں کرتا: ایسے حضرات کی تکفیر کرنا غیر مقلدین کی جرأت اور بے باکی ہے اور ان کی گمراہی کی صریح دلیل ہے۔ ۱۲ سعید احمد پالن پوری

(۱) ولا يتمكن في مكان، لأن التمكن عبارة عن نفوذ بعد في آخر متوهم أو متحقق يسمونه المكان والبعد عبارة عن امتداد قائم بالجسم أو بنفسه عند القائلين بوجود الخلاء واللّه تعالى منزّه عن الامتداد والمقدار لاستلزامه التجزي. (شرح العقائد النسفية، ص: ۳۹-۴۰، المطبوعة: ياسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند)

اللہ تعالیٰ کا مقام فقط عرش ہے یا وہ ہر جگہ ہیں؟

سوال: (۹۹) زید و عمر میں سے ایک کہتا ہے کہ اللہ جل شانہ کا مقام فقط عرش ہے بلا کیف و اتصال، دوسرا کہتا ہے کہ اللہ جل جلالہ ہر جگہ پر ہے بلا کیف و اتصال؛ صحیح کیا ہے؟ (۱۳۳۸/۱۹۵۵ھ)

الجواب: یہ دونوں امر صحیح ہیں اور نص میں وارد ہیں، اس میں بحث نہ کرنی چاہیے۔ شرح فقہ اکبر میں امام مالکؒ سے نقل کیا ہے: ونعم ما قال الإمام المالك حيث سئل عن ذلك: الاستواء معلوم، والكيف مجهول، والسؤال عنه بدعة، والإيمان به واجب، وهذه طريقة السلف وهو أسلم، واللہ أعلم (۱) پس یہ یقین کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے، لیکن اس کی کیفیت معلوم نہیں، اور اس میں خوض و تفتیش ممنوع ہے، اسی طرح نصوص میں وارد ہے: ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ (سورہ حدید، آیت: ۴)، ﴿وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلَكِنْ لَا تُبْصِرُونَ﴾ (سورہ واقعہ، آیت: ۸۵) وغیرہ، پس اس پر بھی اسی طرح بلا کیف ایمان لاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اللہ تعالیٰ کسی چیز میں حلول کیے ہوئے نہیں ہیں

سوال: (۱۰۰) بعض مسلمان کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ گویا ہر چیز میں حلول کیے ہوئے ہے، ہمارے حضرات اکابر کا کیا مسلک ہے؟ (۱۳۳۳-۳۲/۶۲۶ھ)

الجواب: اللہ تعالیٰ کسی چیز میں حلول کئے ہوئے نہیں ہے، مگر وہ سب کے ساتھ ہے اور سب کے نزدیک ہے اور سب کو محیط ہے، لیکن کیفیت اس کے قرب و معیت و احاطہ کی ہم نہیں سمجھ سکتے۔

اللہ تعالیٰ کی جملہ صفات بے کیف و بے مثل ہیں

سوال: (۱۰۱) خدا تعالیٰ بہ ذات خود کسی خاص مقام میں قیام پذیر ہے یا بلا مقام کے ہر جگہ موجود ہے، اور اس کے لیے کوئی جہت خاص کر سکتے ہیں یا نہیں؟ خدا تعالیٰ بغیر آنکھ کے دیکھتا ہے یا نہیں؟ اور بغیر کان کے سنتا ہے یا نہیں؟ اس کے لیے ہاتھ پاؤں ہیں یا نہیں؟ اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ

کے لیے مقام معین کرے اور ہر جگہ موجود نہ جانے اور اس کے آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں کا قائل ہو تو وہ مسلمان ہے یا نہیں؟ ایمان کم و بیش ہوتا ہے یا نہیں؟ خدا تعالیٰ سمائے دنیا پر اترتا ہے یا اس کی رحمت اترتی ہے؟ (۱۱۶۸/۱۳۳ھ)

الجواب: خدا تعالیٰ کے لیے کوئی مکان اور جہت اور اعضاء ثابت کرنا خلاف عقیدہ اہل سنت و جماعت کے ہے، حق تعالیٰ بے شک سمیع اور بصیر ہے اور موجود اور قریب اور ساتھ ہے، لیکن اس کی جملہ صفات بے کیف اور بے مثل ہیں۔ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (سورہ شوریٰ، آیت: ۱۱) حق تعالیٰ کی صفات میں اس قسم کی ابحاث اور تحقیقات کرنا درست نہیں ہے، اس کی ہر ایک صفت کو بے مثل اور بے کیف سمجھنا چاہیے، اس کے سمیع و متکلم ہونے کو اپنے اوپر قیاس نہ کرنا چاہیے، ایمان کی زیادتی اور کمی کو قوت و ضعف ایمان سمجھنا چاہیے، اور حق تعالیٰ کے عروج و نزول کو بھی بے کیف سمجھنا چاہیے، لیکن جو کچھ نصوص میں وارد ہے اس پر ایمان لانا چاہیے، اور اس کی کیفیت کو مفوض بہ علم الہی سمجھنا چاہیے، جیسا کہ حضرت امام مالکؒ سے دربارہ استواء علی العرش منقول ہے کہ استواء ثابت ہے، اور کیفیت اس کی مجہول ہے، اور سوال اس سے بدعت ہے (۱) الغرض اس قسم کے سوالات کرنا ہرگز درست نہیں ہے، جیسا کہ آیتوں اور حدیثوں میں آیا ہے اس پر ایمان لانا چاہیے، اور اقرار کرنا چاہیے لیکن اس کو بے مثل اور بے کیف سمجھنا چاہیے اور اس کی کیفیت سے بحث اور سوال نہ کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۱۰۲) جو شخص یہ کہے کہ میں آیت: ﴿ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ﴾ (۲) کی تاویل حکومت وغیرہ سے نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ کو بلا کیف عرش پر مانتا ہوں، اسی طرح آیت: ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ (سورہ حدید، آیت: ۴) کی تاویل علم و نصرت و قدرت سے نہیں کرتا، اس معیت کو بھی

(۱) وقال الإمام الأعظم في كتابة الوصية: نقر بأن الله على العرش استوى من غير أن يكون له حاجة إليه إلخ. و نعم ما قال الإمام المالك حيث سئل عن ذلك: الاستواء معلوم، والكيف مجهول، والسؤال عنه بدعة، والإيمان به واجب إلخ. (شرح الفقه الأكبر، ص: ۴۶، مطبع مجتہائی، دہلی)

(۲) سورہ اعراف، آیت: ۵۴، سورہ یونس، آیت: ۳، سورہ رعد، آیت: ۲، سورہ فرقان، آیت: ۵۹، سورہ سجدہ، آیت: ۴۱، سورہ حدید، آیت: ۴۔

بلا کیف تسلیم کرتا ہے، اور ایسے ہی ”ید“ ”وجہ“ ”نزول“ جو صفات باری قرآن و حدیث صحیح میں وارد ہیں ان کی تاویل ”قدرت“ ”رضا“ ”نزول رحمت“ وغیرہ سے نہیں کرتا، ہر ایک کو بلا کیف مانتا ہے، آیا ایسا کہنے والا شخص سچا ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۲۸۴)

الجواب: شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں: وقال الإمام الأعظم في كتابة الوصية: نقر بأن الله على العرش استوى من غير أن يكون له حاجة إليه إلخ. ونعم ما قال الإمام المالك حيث سئل عن ذلك: الاستواء معلوم، والكيف مجهول، والسؤال عنه بدعة، والإيمان به واجب إلخ (۱) اسی طرح ”ید“ ”وجہ“ وغیرہ جو آیات و احادیث میں وارد ہیں ان پر اسی طرح ایمان لانا چاہیے کہ ”ید“ ”وجہ“ ثابت ہے، لیکن کیفیت معلوم نہیں ہے یہ اصل مذہب ہے، اور تاویلات بہ وجہ بچانے عوام کے فساد عقیدہ سے کی گئی ہیں اور اس میں اختلاف بھی ہے، اور ایسے مسائل میں بحث و تفتیش نہ کی جاوے، کما قال الإمام المالك في الاستواء على العرش: أن السؤال عنه بدعة (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ، منہ، آنکھ، کان اور پیر ہیں؟

سوال: (۱۰۳) ایک شخص پیر بن کر لوگوں کو مرید کرتا ہے، اور یہ کہتا ہے کہ خداوند تعالیٰ کا ہاتھ ہے اور منہ ہے اور پیر ہے اور کان ہے، اگر آنکھ نہیں تو دیکھتا کیسے ہے؟ اگر کان نہیں تو سنتا کیسے ہے؟ ایسے شخص کے لیے کیا حکم ہے؟ اور اس سے مرید ہونا کیسا ہے؟ ایک مولوی صاحب کہتا ہے کہ جو شخص ان چیزوں کا قائل ہوگا وہ بھی کافر ہے، اور جو منکر ہے وہ بھی کافر ہے؛ ایسے قائل کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۵/۲۹۲۰)

الجواب: جو صفات اللہ تعالیٰ کے لیے وارد ہوئی ہیں ان پر اسی طرح ایمان لانا واجب ہے، اس میں اپنی رائے اور قیاس کو دخل نہ دینا چاہیے اور ممکنات پر اس کو قیاس نہ کرنا چاہیے، جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (سورہ شوریٰ، آیت: ۱۱) پس اللہ تعالیٰ کے ”سمع“ اور ”بصر“ اور ”ید“ اور ”وجہ“ کو ممکنات کے ”سمع“ ”بصر“ ”ید“ ”وجہ“ پر قیاس نہ کرنا

چاہیے، شرح فقہ اکبر میں ہے: کَمَا أَنَّ فِي الْآيَاتِ الْمِثَابَهُاتِ وَجِبَ الْإِيمَانُ بِهَا مِنْ غَيْرِ اشْتِغَالٍ بِتَأْوِيلِهَا إلخ (۱) ونحوه والسمع والبصر أي أنهما من الصفات الذاتية فإنه تعالى سميع بالأصوات والحروف والكلمات بسمعه القديم الذي هو له نعت في الأزل وبصير بالأشكال والألوان بأبصاره القديم الذي هو له صفة في الأزل إلخ (۲) پس اگر پیر مذکور کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اور منہ اور کان اور آنکھ مثل مخلوقات کے ہاتھ اور منہ اور کان کے اور آنکھ وغیرہ کے ہے تو وہ بدین اور گمراہ ہے، اور اللہ تعالیٰ کو گویا از قسم مجسمات مانتا ہے وذلک باطل و ضلال، اور اگر مطلب یہ ہے کہ یہ امور بے کیف اللہ تعالیٰ کے ثابت ہیں تو یہ صحیح ہے اور یہ کہنا اس کا کہ جس نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھا وہ آخرت میں بھی نہ دیکھے گا یہ صریح خلاف ہے آیات و احادیث کے اور یہ گمراہی ہے اور اہل سنت والجماعت کے مذہب کے خلاف ہے؛ ایسے شخص سے بیعت ہونا اور اس کو مقتدا بنانا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا کوئی درویش مراقبہ میں خدا کی صورت دکھا سکتا ہے؟

اور خدا تعالیٰ کے ہاتھ پیر ہیں یا نہیں؟

سوال: (۱۰۴) اگر کوئی درویش اپنے مریدوں کو یہ کہے کہ میں تم لوگوں کو مراقبہ میں خدا کی صورت دکھاؤں گا، خدا تعالیٰ کے ہاتھ پیر سب موجود ہیں بلکہ ظاہر آنکھ بھی دیکھ سکتی ہے، اور ایک گروہ عالم بھی درویش صاحب کی بہ خوبی تائید کرتا ہے، ایسے لوگوں کے لیے کیا حکم ہے؟

(۱۳۳۷ھ/۸۶۰-۳۶/۱۳۳۷ھ)

الجواب: ایسا درویش درویش حقیقی اور عارف باللہ نہیں ہے، مدعی (۳) کذاب ہے، دنیا میں حق تعالیٰ کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ کَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ﴾ (سورۃ أنعام، آیت: ۱۰۳) اور یہ قول اس کا کہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ پیر ظاہر آنکھ

(۱) شرح الفقہ الاکبر، ص: ۲۰، مطبع مجتبائی، دہلی .

(۲) شرح الفقہ الاکبر، ص: ۲۱، مطبع مجتبائی، دہلی .

(۳) مدعی: ڈیگیں مارنے والا-۱۲

بھی دیکھ سکتی ہے سراسر باطل اور غلط ہے، تمام امت کا اس پر اتفاق ہے کہ استواء علی العرش اور یہ اور وجہ اور ساق و قدم وغیرہ سب بے کیف ہیں، پھر بے کیف چیز کیف میں کیسے آسکتی ہے؟! (۱) ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ (سورہ شوریٰ، آیت: ۱۱) الغرض یہ قول اس کا اور اس کے مؤیدین کا محض افتراء اور باطل اور کذب صریح ہے، اور عقائد اہل سنت و جماعت کے خلاف ہے۔ فقط واللہ اعلم

صفات خداوندی میں کسی کو شریک ماننا شرک ہے

سوال: (۱۰۵) جمع صفات خاصہ خدائے پاک کے ساتھ جناب نبوی کو موصوف جاننے سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے یا کسی ایک صفت خاصہ خدا کے ساتھ موصوف جاننے سے بھی شرک لازم آجاتا ہے؟ (۲۰۴۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: کسی ایک صفت خاصہ باری تعالیٰ میں کسی کو سوائے باری تعالیٰ کے شریک جاننا اور متصف ماننا شرک ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

صفات ثبوتیہ کو مخلوق و حادث ماننے والا مسلمان ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۶) ایک شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ خداوند عالم کی صفات ثبوتیہ مخلوق ہیں، اور وہی اس کی عین ذات ہیں، پس ایسا اعتقاد رکھنے والا مسلمان ہے یا نہیں؟ (۱۷۰۹/۱۳۳۰ھ)

(۱) سئل مالك عن قوله تعالى: ﴿الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى﴾ (طه: ۵) كيف استوى؟ فأطرق مالك رأسه حتى علاه الرّحضاء، ثم قال: الاستواء معلوم والكيف غير معقول والإيمان به واجب والسؤال عنه بدعة؛ فرق بين المعنى المعلوم من هذه اللفظة وبين الكيف الذي لا يعقله البشر، وهذا الجواب من مالك (رحمه الله) شافٍ عام في جميع مسائل الصفات من السمع والبصر والعلم والحياة والقدرة والإرادة والنزول والغضب والرحمة والضحك فمعانيها كلها معلومة، وأما كيفيتها فغير معقولة، إذ تعقل الكيف فرع العلم بكيفية الذات وكنهها، فإذا كان ذلك غير معلوم فكيف يعقل لهم كيفية الصفات؟! فما ذكر الله في القرآن من ذكر الوجه واليد والنفس فهو له صفات بلا كيف (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المفاتيح: ۲۱۷/۸، كتاب اللباس، الفصل الثاني، رقم الحديث: ۴۳۴۰)

الجواب: صفات ذاتیہ ثبوتیہ کو مخلوق و حادث کہنا کفر ہے۔ قال فی شرح الفقہ الکبیر: وصفاته فی الأزل غیر مُحدّثۃ ولا مخلوقۃ..... فمن قال: إنّها مخلوقۃ أو مُحدّثۃ أو وقف فیها..... أو شک فیها..... فهو کافر باللّٰہ تعالیٰ إلخ. إلّا أنّ الجہل والشکّ الموجبین للکفر مخصّوصان بصفات اللّٰہ المذكورة من النّوعت المسطورة المشهورة أعني الحياة والقدرة والعلم والكلام والسمع والبصر والإرادة والتّخلیق والتّزئق إلخ (۱) وفی شرح العقائد النّسفیّة: وله صفات..... أزلیة..... قائمة بذاته..... وهي لا هو ولا غیره یعنی أنّ صفات اللّٰہ تعالیٰ لیست عین الذّات ولا غیر الذّات، فلا یلزم قدم الغیر ولا تکرر القدماء إلخ (۲) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

صرف خدا کی وحدانیت کو ماننے والا مسلمان نہیں

سوال: (۱۰۷) جو خدا کو ایک مانے بدون رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور شہادت مانے کے وہ دائرۃ اسلام میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے: ہندوستان کے سنیاسی لوگ چونکہ خدا کی وحدانیت کو ماننے ہیں رسول کی رسالت کو نہیں مانتے تاہم وہ لوگ مسلمان ہیں یہ قول اس کا کیسا ہے؟ (۱۳۴۰ھ/۵۴۳)

الجواب: بدون اقرار رسالت کے کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا زید کا قول غلط ہے۔ فقط

اقرار رسالت کے بغیر خدا کی وحدانیت کو ماننا بے سود ہے

سوال: (۱۰۸) زید اس بات کا قائل ہے کہ جو لوگ موحد ہیں، غیر مسلم ہیں خواہ قبل بعثت ہوں یا بعد نبوت، علماء نے ان کی نسبت خلود فی النار ہونے میں سکوت کیا ہے، زید اپنے دعویٰ میں آیت: ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا﴾ (سورہ بقرہ، آیت: ۶۲) پیش کرتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا کام توحید باری تعالیٰ کی تبلیغ تھا وہ توحید اس کو کسی طریق سے پہنچ گئی وہ مشرک نہیں، موحد ہے، البتہ

(۱) شرح الفقہ الکبیر، ص: ۲۹، مطبع مجتہائی، دہلی .

(۲) شرح العقائد النّسفیّة، ص: ۴۴-۴۶، مطبوعۃ: یاسر ندیم، دیوبند .

مسلم نہیں، علماء نے اس کو جہنمی یا جنتی قرار نہیں دیا بلکہ سکوت اختیار کیا ہے، عمر اس کے خلاف ہے اس کا قول ہے کہ رسالت کا زمانہ پانے کے بعد جس نے رسالت نہ مانی اگرچہ وہ موحد ہی ہو وہ قطعی جہنمی ہے اس کا موحد ہونا بغیر اقرار رسالت بے سود ہے، اس بارے میں فیصلہ شرعی کیا ہے؟

(۱۱۸۱/۱۳۳۰ھ)

الجواب: قبل بعثت یا جس کو بعثت کی خبر نہ ہو اس کے لیے تو اقرار توحید بے شک مُنْجِی (نجات دلانے والی) ہے، لیکن بعد بعثت جس کو خبر بعثت ہو چکی ہے اس کے لیے بدون اقرار رسالت کوئی چارہ نہیں ہے، اور بہ صورت انکار رسالت وہ شخص کافر اور دائمی جہنمی ہے اور یہ حکم بہ اتفاق امت ہے اس میں کسی کا اہل سنت میں سے خلاف نہیں ہے، اور زید کا استدلال آیت موصوفہ سے صحیح نہیں ہے کیونکہ ایمان نام ہے: آمَنت باللہ وملائکتہ وکتابہ ورسلمہ إلخ کا، کما بین فی موضعہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے سجدہ کرنا: پتھر کو سجدہ کرنا ہے؟

سوال: (۱۰۹) ایک شخص نے وعظ میں بیان کیا کہ ہم پر جو بعض غیر قویں اعتراض کرتی ہیں کہ مسلمان خانہ کعبہ کو سجدہ کرتے ہیں، ہم دراصل خانہ کعبہ کو سجدہ نہیں کرتے، بلکہ سجدہ خداوند تعالیٰ کے واسطے ہے، صرف ہم کو یہ حکم ہے کہ کعبہ شریف کی طرف منہ اور رخ کر کے سجدہ کیا کرو، ہم اُس طرف کو منہ کر لیتے ہیں خانہ کعبہ نہ ہمارا معبود ہے نہ ہم اس کو سجدہ کرتے ہیں، اس لیے یہ اعتراض کہ مسلمان پتھروں کو سجدہ کرتے اور پوجتے ہیں غلط ہے، یہ مضمون اہل سنت و جماعت کے موافق ہے یا نہیں؟ (۱۳۵۲/۱۳۳۹ھ)

الجواب: یہ مضمون ان مولوی صاحب واعظ کا بالکل صحیح اور مطابق مذہب اہل سنت و جماعت کے ہے، درحقیقت خانہ کعبہ جہت توجہ ہے اور معبود و معبود حق تعالیٰ شانہ ہے۔ کما نطق بہ النصوص۔

استقبال قبلہ اور بت پرستی میں فرق

سوال: (۱۱۰) بت پرست جو مورتوں کی پرستش کرتے ہیں وہ اپنی حقانیت و صداقت میں یہ

دلیل پیش کرتے ہیں کہ دراصل ہمارے اور اہل اسلام کی پرستش میں کوئی فرق نہیں؛ اس لیے کہ اہل اسلام کعبہ اور دیوار کی پرستش میں جہت کعبہ کی تاویل کے ساتھ خاص اس مقدس مقام پر نزول رحمت و انوار الہی سے محض کر کے اس جانب پرستش کرتے ہیں، علیٰ ہذا ہم بھی ان بتوں میں یہی اثر سمجھ کر پرستش کرتے ہیں، ہم بتوں کو نافع و ضار ہرگز خیال نہیں کرتے، اب جو جواب اہل اسلام ہمارے مقابلہ میں تجویز فرماتے ہیں وہی جواب ہمارے پرستش کے متعلق خیال فرمائیں؛ اس کا کیا جواب ہے؟ (۱۳۳۸/۲۸۵)

الجواب: یہ دلیل ان کی باطل ہے کیونکہ اہل اسلام خانہ کعبہ کی پرستش نہیں کرتے بلکہ اللہ وحدہ لا شریک لہ کی پرستش کرتے ہیں، صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق جو جہت اللہ تعالیٰ نے عبادت کے لیے مقرر فرمادی ہے اس طرف کو استقبال کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، چنانچہ بہت سے عبادت کرنے والوں کے سامنے کعبہ کے درود دیوار کا پتا بھی نہیں ہوتا، اور اگر خانہ کعبہ نعوذ باللہ منہدم ہو جائے اور اس کے اینٹ پتھر کا نشان بھی نہ رہے تب بھی اہل اسلام اس جہت کا استقبال کرتے ہیں، اور اس کی پوری تحقیق اور تفصیل رسالہ قبلہ نما مصنفہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ میں ہے، اس کو ضرور منگا کر دیکھئے یہاں کے مطبع میں بھی غالباً ملے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خدا کو ماں باپ کہنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۱۱) مسلم اور غیر مسلم بچوں کی تعلیم و تربیت کے واسطے رسالے لکھ کر چھپوا کے اسکولوں اور مدرسوں میں شائع کرتے ہیں، اور اس میں ایک فقرہ اس طرح درج ہے: خدا: اپنا باپ اور ماں ہے، لہذا ایسی تعلیم مسلم بچوں کے واسطے جائز ہے یا نہیں؟ اور خدا کو باپ ماں کہنا جائز ہے یا نہ؟ اور جب جائز نہ ہو تو بہ موجب عبارت فتاویٰ عالمگیری: یُکْفَرُ إِذَا وَصَفَ اللَّهُ تَعَالَى بِمَا لَا يَلِيقُ بِهِ أَوْ سَخَّرَ بِاسْمِ مَنْ أَسْمَانَهُ أَوْ بِأَمْرٍ مِنْ أَوْامِرِهِ أَوْ أَنْكَرَ وَعْدَهُ وَوَعِيدَهُ أَوْ جَعَلَ لَهُ شَرِيكًا أَوْ وَلَدًا أَوْ زَوْجَةً إلخ (۱) کے اس طرح عقیدے اور کلام سے کفر ہو گا یا نہیں؟ اور اگر مجازاً یہ

(۱) الفتاویٰ الہندیۃ: ۲/۲۵۸، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، مطلب

مقولہ خداوند پر اطلاق کیا جائے تو یہ مجازاً ہر کلام کے واسطے جائز ہے یا اہل علم کو مثل مقولہ: اَنْبَتَ الرَّبِيعُ الْبَقْلَ عالم کو کہنا جائز ہو اور غیر عالم اور جاہل کو جائز نہ ہو؟ (۱۰۶۱/۱۳۳۵ھ)

الجواب: چونکہ مراد ایسے الفاظ سے معنی حقیقی نہیں ہیں اور یہ الفاظ مجاز ہیں بہ معنی مربی و پرورش کنندہ کے، اس وجہ سے کفر کہنا اس کو صحیح نہیں ہے، اور قائل کو کافر نہ کہنا چاہیے، لیکن تکلم ایسے کلمات موہمہ کے ساتھ کرنا نہ چاہیے اور بچوں کو تعلیم دینا ایسے کلمات کی نہ چاہیے کیونکہ ممکن ہے کہ اس سے غلط فہمی ہو اور عقیدہ میں خرابی پیدا ہو، اور مسلمان صحیح العقیدہ ہونا قائل کا: مجاز کا قرینہ ہو سکتا ہے۔ فقط

الجواب صواب: اگرچہ ایک حدیث بہ لفظ: الخلق عیال اللہ اھ (۱) آئی ہے، لیکن تاہم فتویٰ مذکور الصدر درست ہے: قال في رد المحتار: ومجرد إيهام اللفظ ما لا يجوز كاف في المنع آه (۲) وقال قبله نقلاً عن الفاسي وقد اختلف العلماء في جواز إطلاق الموهم عند من لا يتوهم به، أو كان سهل التأويل واضح المحمل أو تخصص بطرق الاستعمال في معنى صحيح أھ، أقول: ومقتضى كلام أئمتنا المنع من ذلك إلا فيما ورد عن النبي صلى الله عليه وسلم أھ (۳) محمد انور عفا الله عنه

سوال: (۱۱۲) ایک کتاب گجراتی میں ایک نظم ہے، وہ کتاب مذکورہ مدارس اسلامیہ میں بغرض تعلیم داخل ہے، اس کے ایک شعر کا یہ مضمون ہے:

اے اللہ! تو ہمارا باپ ہے، تو ہماری ماں ہے تو روزی دیتا ہے، تو ہم کو پالتا ہے

مصرعہ اول میں شرک ہے یا نہیں؟ مع ادلہ بیان فرمائیے۔ (۹۱۹/۱۳۳۵ھ)

الجواب: یہ تو ظاہر ہے کہ قائل کی مراد حقیقۃً ابوت کا ثابت کرنا باری تعالیٰ کے لیے نہیں ہے، بلکہ مراد مجاز اور تشبیہ ہے یعنی محبت و رحمت میں مثل باپ اور ماں کے ہے، اور اس قسم کی تشبیہات

(۱) عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الخلق عيال الله، فأحبهم إلى الله أنفعهم لعياله. (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: ۸/۱۹۱، كتاب البر والصلة، باب فضل قضاء الحوائج، المطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت)

(۲) رد المحتار على الدر: ۲۸۴/۹-۲۸۵، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع.

(۳) الشامي: ۲۸۳/۹، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع.

احادیث میں بھی وارد ہیں (۱) کما لا یخفی۔ لیکن وہ اشارات ہیں جو وارد ہوئے نہ بالتصریح ایسے کلمات موہمہ بلکہ ایسے کلمات سے ممانعت وارد ہے کما سیجی لہذا یہ شرک تو نہیں ہے، لیکن ایہام شرک اس میں ضرور ہے، اور ممکن ہے کہ اس سے جہلاء غلط مطلب سمجھیں اور گمراہ ہوں، بہر حال احتراز ایسے کلمات سے لازم ہے، قرآن شریف میں یہود و نصاریٰ کا یہ مقولہ ذکر فرما کر اس کی تردید فرمائی گئی ہے: ﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصْرَىٰ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُم بِذُنُوبِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ﴾ (سورہ مائدہ، آیت: ۱۸) صاحب جلالین اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں: قوله تعالى: ﴿نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ﴾ أي كإبنائه في القرب والمنزلة وهو كأبنائنا في الشفقة والرحمة ﴿وَأَحِبَّاؤُهُ قُلْ﴾ لهم يا محمد! ﴿فَلِمَ يُعَذِّبُكُم بِذُنُوبِكُمْ﴾ إن صدقتم في ذلك؟ ولا يعذب الأب ولده ولا الحبيب حبيبہ وقد عذبكم فأنتم كاذبون إلخ (۲)

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: قال الله: كذبني ابن آدم ولم يكن له ذلك وشتمني ولم يكن له ذلك، فأما تكذيبه إياي فقلوه: لن يعيدني كما بداني وليس أول الخلق بأهون علي من إعادته، وأما شتمه إياي فقلوه: اتخذ الله ولداً وأنا الأحد الصمد لم ألد ولم أولد ولم يكن لي كفواً أحد (۳) وفي رواية ابن عباس: وأما شتمه إياي فقلوه: لي ولد فسبحاني أن اتخذ صاحبة أو ولداً، رواه البخاري (۴) پس معلوم ہوا کہ جس کا عقیدہ ہی ایسا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ولد ہے، اور اللہ تعالیٰ کسی کا باپ ہے وہ مشرک و کافر ہے، اور اس کے عقیدہ کا بطلان اور اس کا کفر و شرک آیت و حدیث سے ظاہر ہے، اور بلا اس عقیدہ کے مجازاً ایسا کہنے میں اگرچہ شرک و کفر کا حکم نہ کیا جاوے گا، لیکن بچنا ایسے الفاظ سے ضروری ہوا کہ ایہام غیر مقصود کا نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) مثلاً آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: الخلق عيال الله. (مشكاة، ص: ۴۲۵، باب الشفقة والرحمة على الخلق)

(۲) تفسیر جلالین، ص: ۹۷، تفسیر سورة المائدة، رقم الآية: ۱۸۔

(۳) صحيح البخاري: ۷۴۳/۲-۷۴۴، كتاب التفسير، باب: يقال لا ينون أحد أي واحد.

(۴) صحيح البخاري: ۶۴۴/۲، كتاب التفسير، باب قوله: ﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ﴾

اللہ کے سوا کوئی حاضر و ناظر نہیں

سوال: (۱۱۳) نبی کریم ﷺ کو حاضر و ناظر جاننا کفر و شرک ہے یا عین ایمان؟

(۱۳۳۹/۱۳۴۲ھ)

الجواب: حاضر و ناظر ہر جگہ و ہر وقت سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

علم غیب علی الاطلاق باری تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے

سوال: (۱۱۴) علم غیب خاصہ خدا اور غیر میں منفی ہونے کی دلیل کتب فقہ حنفیہ سے مع حوالہ

صفحہ تحریر فرماویں۔ (۱۵۷۱/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: علم غیب علی الاطلاق صفت خاصہ باری تعالیٰ کی ہے، اور صفات خاصہ باری تعالیٰ کا غیر سے منفی ہونا قطعی ہے۔ لا شریک لہ فی الذات والصفات عقیدہ اہل سنت والجماعت کا ہے، شامی میں ہے: وفي البرازية: يكفر باذعاء علم الغيب إلخ (۱) وفيه أيضًا: قلت: وحاصله أن دعوى علم الغيب معارضة لنص القرآن في كفر بها إلخ (۲) اور شرح فقہ اکبر میں ہے: وبالجمله فالعلم بالغيب أمر تفرد به سبحانه ولا سبيل إليه للعباد إلا بإعلام منه وإلهام بطريق المعجزة أو الكرامة أو إرشاد إلى الاستدلال بالأمارات فيما يمكن فيه ذلك ولهذا ذكر في الفتاوى أن قول القائل عند رؤية هالة القمر أي دائرته يكون مَطَرٌ مدعيًا علم الغيب لا بعلامة كفر، و من اللطائف ما حكاه بعض أرباب الطوائف أن منجمًا صلب فقيل له هل رأيت هذا في نجمك؟ فقال: رأيت رفعة ولكن ما عرفت أنها فوق خشبة. ثم أعلم أن الأنبياء عليهم السلام لم يعلموا المغيبات من الأشياء إلا ما أعلمهم الله تعالى أحيانًا و ذكر الحنفية تصريحًا بالكفر باعتقاد أن النبي عليه السلام يعلم الغيب لمعارضة قوله تعالى: ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾

(۱) رد المحتار: ۶/۲۹۴، کتاب الجہاد، باب المرتد، مطلب فی الکاهن والعراف.

(۲) الشامي: ۶/۲۹۴، کتاب الجہاد، باب المرتد، مطلب فی دعوی علم الغیب.

كذا في المسايرة (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قرآن مجید کی شان بڑی ہے یا رسول اللہ ﷺ کی؟

سوال: (۱۱۵) آیا قرآن مجید کی شان بڑی ہے یا کہ رسول اللہ ﷺ کی؟ (۲/۱۳۳۷ھ)
الجواب: قرآن شریف کلام الہی ہے، اور کلام الہی صفت ہے باری تعالیٰ کی اور صفات باری تعالیٰ کے مثل اور برابر کوئی نہیں ہے، پس یہ سوال ایسا ہے کہ یوں کہا جائے کہ رسول اللہ ﷺ کی شان بڑی ہے یا اللہ تعالیٰ کی اور اس کی صفات کی۔ والعیاذ باللہ، قال اللہ تعالیٰ: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ (سورہ شوریٰ، آیت: ۱۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کلام الہی انبیاء اور ملائکہ سے افضل ہے

سوال: (۱۱۶) کتب سماوی کا مرتبہ پیغمبران علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بڑا ہے یا نہیں؟
(۲/۱۳۳۸ھ)
الجواب: کتب سماویہ کلام الہی ہیں، لہذا وہ افضل ہیں تمام مخلوق انبیاء علیہم السلام وغیرہم سے اور انبیاء علیہم السلام افضل المخلوقات ہیں، لہذا ملائکہ سے افضل ہیں۔ قال فی الشّامی: أجمعت الأئمة على أنّ الأنبياء أفضل الخليفة وأنّ نبينا عليه الصّلاة والسّلام أفضلهم وأنّ أفضل الخلائق بعد الأنبياء الملائكة الأربعة و حملة العرش و الرّوحانيون و رضوان و مالك إلخ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تورات و انجیل کے کسی حکم پر عمل کرنا کب درست ہے؟

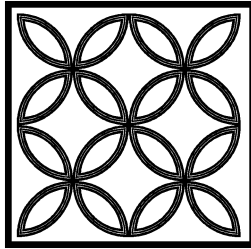
سوال: (۱۱۷) اب توریت و انجیل وغیرہ کتب سماویہ کے کسی حکم پر عمل کرنا گناہ ہے یا نہیں؟

(۱) شرح الفقہ الأكبر، ص: ۱۸۵، الأنبياء لم يعلموا المغيبات .

(۲) رد المحتار على الدرر: ۲/۲۱۵، كتاب الصّلاة، باب صفة الصّلاة، مطلب في عدد الأنبياء و الرّسل إلخ .

اس مضمون کی کوئی حدیث یا آیت ہے یا نہیں؟ (۱۳۷۴/۱۳۳۸ھ)

الجواب: جو حکم تورات و انجیل کا ہے مطابق حکم قرآنی کے اس پر عمل درست ہے اور قاعدہ اس کا کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ پہلی کتابوں کا یا پہلی امم کا جو حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بلا انکار نقل کیا ہو وہ قابل عمل ہے اور جس پر انکار فرمایا وہ قابل عمل نہیں ہے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم



(۱) شریعۃ من قبلنا تلزمنا إذا قصَّ الله تعالى أو رسوله بلا انكار كذا في الكافي. (الفتاویٰ الہندیۃ: ۳۰۲/۱، کتاب النکاح، الباب السابع في المهر، الفصل الأول في بيان أدنى مقدار المهر إلخ)

وفي مجمع الأنهر: شریعۃ من قبلنا شریعۃ لنا إذا قصَّها الله تعالى و رسوله بلا انكار كما في الكافي. (مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر: ۵۱۲/۱، کتاب النکاح، باب المهر، المطبوعة: دار الكتب العلمیۃ، بیروت)

قرآن اور تفسیر کا بیان

قرآن شریف تمام انسانوں کی ہدایت کے لیے نازل ہوا ہے

سوال: (۱۱۸) ہنود اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن شریف صرف اہل عرب کے لیے نازل ہوا ہے نہ کہ اہل ہنود و بنگال کے لیے، اس اعتراض کا جواب مفصل ہو؟ (۲۸۵/۲۳-۱۳۳۵ھ)

الجواب: قرآن کی تعلیم تمام انسانوں کے لیے عام ہے، کسی قوم کسی نسل کسی ملک کے لیے مخصوص نہیں، وہ یورپ کے ایک حکیم اور افریقہ کے ایک وحشی دونوں کے لیے یکساں سرچشمہ ہدایت ہے، جیسا کہ اس کے خطابات عامہ سے غیر متناہی مقامات میں ظاہر ہے، خدائی احکامات کسی خاص قوم کے لیے مخصوص نہیں ہوتے، پس جب کہ قرآن اصل مسلم کی حیثیت سے خدائی کتاب ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ اس کی تعلیمات کسی خاص جماعت کے لیے ہوں کسی خاص زبان میں تعلیمات ربانی کا نزول موجب تخصیص نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قرآن شریف کس زبان میں اور کس پر نازل ہوا اور کون لایا؟

سوال: (۱۱۹) قرآن شریف کو کون لایا؟ اور کس پر نازل ہوا؟ اور کس زبان میں نازل ہوا؟

(۲۵۵۸/۱۳۳۱ھ)

الجواب: قرآن شریف عربی زبان میں نازل ہوا، حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام لے کر آئے، اور آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا، چنانچہ سب مسلمان اس سے واقف ہیں۔ فقط

مکی اور مدنی آیات کی تعریف

سوال: (۱۲۰) مفسرین جو لکھتے ہیں کہ یہ آیت مکی ہے اور یہ مدنی ہے، قبل ہجرت ہے یا بعد ہجرت، اس کا کیا مطلب ہے؟ (۱۳۳۱/۲۸۰۳ھ)

الجواب: اس میں اقوال مختلفہ ہیں، رائج یہ ہے کہ مکی وہ ہے جو قبل ہجرت نازل ہوئی اور مدنی وہ ہے جو بعد ہجرت کے نازل ہوئی۔ قال فی الفتوحات الإلهية المعروف بالجمل: فی المکی والمدنی خلاف کثیر، وأرجحه أن المکی ما نزل قبل الهجرة ولو فی غیر مکه، وأن المدنی ما نزل بعد الهجرة ولو فی مکه أو عرفة إلخ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قرآن شریف کا مثل لانا ممنوع عقلی ہے یا شرعی؟

سوال: (۱۲۱) قرآن شریف کا مثل لانا ممنوع عقلی ہے یا ممنوع شرعی؟ مولانا اشرف علی صاحب کی رائے تو یہ ہے کہ ممنوع بالغیر ممکن بالذات ہے، آپ حضرات کا اس میں کیا مسلک ہے؟ (۱۳۳۳-۳۲/۱۰۴۰ھ)

الجواب: قرآن کا مثل لانا ممنوع عقلی ہے، حضرت مولانا محمود حسن صاحب سلمہ فرماتے ہیں کہ میرے استاذ حضرت مولانا نانوتوی قدس سرہ کی یہی تحقیق ہے اور جو تقریر اس بارے میں فرمائی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ قرآن شریف جیسی فصاحت و بلاغت کا لانا موقوف ہے حق تعالیٰ کے علم کے مانند کسی میں علم کا ہونا اور یہ محال عقلی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

یہ کہنا غلط ہے کہ قرآن شریف متفرق نہیں اُترا

سوال: (۱۲۲) قرآن شریف متفرق نہیں اُترا بلکہ ایک رات لیلۃ القدر میں اُترا؟

(۱۳۳۳-۳۲/۱۶۱۹ھ)

(۱) الفتوحات الإلهية بتوضیح تفسیر الجلالین للذائق الخفیة، المعروف بالجمل: ۹/۱، تفسیر سورة البقرة، المطبوعة: مطبع مرتضوي.

الجواب: یہ عقیدہ باطل اور غلط ہے، قرآن شریف میں کفار کا یہ مقولہ مذکور ہے۔ ﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً﴾ (سورہ فرقان، آیت: ۳۲) اور متفرق نازل ہونا قرآن شریف کا آیات (۱) و احادیث میں مذکور ہے (۲) انکار اس کا گمراہی ہے۔ فقط

قرآن کریم کتنی مرتبہ جمع کیا گیا؟

سوال: (۱۲۳) جامع القرآن عموماً جناب امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مشہور ہیں اس جمع کرنے سے کیا مراد ہے پہلی دفعہ جمع کیا گیا یا دوسری مرتبہ؟ (۱۹۱۱/۱۳۳۸ھ)

الجواب: علماء رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ جمع ہونا قرآن کا تین بار واقع ہوا (۳) ایک بار حضرت

(۱) ﴿وَإِذَا مَا أَنْزَلْتُ سُورَةً فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَذِهِ إِيمَانًا﴾ (سورہ توبہ، آیت: ۱۲۴) ﴿وَإِذَا مَا أَنْزَلْتُ سُورَةً نَظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ﴾ (سورہ توبہ، آیت: ۱۲۷)

(۲) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قلت لعثمان قال عثمان: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم مما يأتي عليه الزمان وهو ينزل عليه السور ذوات العدد، وكان إذا نزل عليه شيء دعا بعض من يكتب، فيقول: ضعوا هؤلاء الآيات في السورة التي يذكر فيها كذا وكذا إلخ. (مشكاة المصابيح، ص: ۱۹۴، كتاب فضائل القرآن، قبيل كتاب الدعوات)

(۳) والحاصل أن القرآن جمع ثلاث مرات: الأولى بحضرة عليه الصلاة والسلام، فقد صحَّ عن زيد بن ثابت رضي الله تعالى عنه قال: كنّا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم نؤلف القرآن في الرقاع، أي يؤلفون ما ينزل من الآيات المفردة ويجمعونها في سورها بإشارته عليه الصلاة والسلام، قاله البيهقي، ومن ثم قال الخطابي: كتب القرآن كله في عهده صلى الله عليه وسلم لكنه غير مجموع في موضع واحد ولا مرتب السور، والثانية بحضرة أبي بكر رضي الله عنه لما رأى عمر رضي الله عنه ذلك، ومن ثم ورد أنه أول من جمعه، أي أشار بجمعه ووافق أبو بكر، فأمر زياداً بجمعه، فجمعه في صحف كانت عند أبي بكر، فعمر فبنته حفصة، ومن ثم صحَّ عن علي: أول من جمع كتاب الله أبو بكر، وما روي عنه أنه جمعه منقطع وعلي فرض صحته، محمول على أنه حفظ صدره، والثالثة بحضرة عثمان رضي الله عنه مرتباً له على السور. (مرقاة المفاتيح: ۱/ ۳۵۵-۳۵۶، كتاب العلم، الفصل الثاني، رقم الحديث: ۲۳۸)

ﷺ کے رو بہ رو، مگر یہ کہ ایک مصحف میں مرتب نہ تھا بلکہ متفرق طور پر، دوسری بار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے رو بہ رو، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قرآن کے معاملہ میں سب سے بڑھ کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مزدوری ملے گی، رحمت کرے اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اس لیے کہ انہوں نے پہلے پہل قرآن کو اکٹھا کیا (۱) اور تیسری بار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت میں جمع ہوا کہ جمع کیا صحابہ کو پھر قرآن کو مصحفوں میں بہ لغت قریش لکھوایا اور ان مصاحف کو جوانب و اطراف میں بھیجا (۲) (شرح مشکاة) احقر کہتا ہے کہ یہی وجہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جامع القرآن کہنے کی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۱۲۳) قرآن مجید رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مجلد ہوا یا آپ ﷺ کے بعد، اگر آپ کے بعد زمانہ میں ہوا تو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث کا کیا جواب ہوگا؟ (۱۳۳۸/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اس مسئلہ جمع قرآن شریف کی تفصیل اتقان میں مذکور ہے اس کو دیکھ لیا جاوے، اس میں ایک روایت مستدرک حاکم سے یہ نقل کی ہے کہ جمع قرآن شریف کا تین مرتبہ ہوا ہے: اول آنحضرت ﷺ کے زمانے میں، دوم پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں، سوم پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں، اور آنحضرت ﷺ کے زمانے میں جس طریق سے جمع ہوا ہے اس کی تفصیل بھی اتقان میں ملاحظہ ہو، ص: ۸۱ کتاب مذکور سے اس بحث کو شروع کیا ہے، اور احادیث میں تطبیق فرمائی ہے اس کو پوری طرح دیکھ لیا جاوے تو پھر ان شاء اللہ تعالیٰ کچھ اشکال نہ رہے گا (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) وجاء بسند حسن عن عليّ كرم الله وجهه أنّه قال: أعظم الناس في المصاحف أجراً أبو بكر رحمة الله على أبي بكر، هو أول من جمع كتاب الله إلخ. (مرقاة المفاتيح: ۱۰۴/۵، كتاب فضائل القرآن، باب اختلاف القراءات وجمع القرآن، الفصل الثالث، رقم الحديث: ۲۲۲۰)

(۲) ثم استكتبها عثمان رضي الله عنه مصاحف آخر، فأرسل إلى سائر البلدان حتى قيل: أرسل عثمان إلى كلّ جنّدٍ من أجناد المسلمين مصحفاً. (مرقاة المفاتيح: ۱۰۷/۵، كتاب فضائل القرآن، باب اختلاف القراءات وجمع القرآن، الفصل الثالث، رقم الحديث: ۲۲۲۱)

(۳) قال الحاكم في المستدرک: جمع القرآن ثلاث مرّات:

إحداها بحضرة النبيّ صلى الله عليه وسلم، ثم أخرج بسند على شرط الشيخين عن زید بن ثابت رضي الله عنه قال: كنّا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم نؤلف القرآن في الرّقاع الحديث.

یہ کہنا گمراہی ہے کہ موجودہ قرآن کی ترتیب صحیح نہیں

سوال: (۱۲۵) ایک شخص کہتا ہے کہ قرآن شریف موجودہ جمع کردہ حضرت عثمانؓ صحیح نہیں، علی الخصوص ترتیب سورتوں اور آیتوں کی، اصلی قرآن شریف صحیح ترتیب خاص حضرت علیؓ کے پاس تھا، دوسرا شخص کہتا ہے کہ یہ وہی قرآن پاک ہے اور ترتیب سورت و آیات کی موافق ترتیب لوح محفوظ کے ہے، کون حق پر ہے؟ اور شخص اول کافر ہے کہ نہیں؟ (۱۵۱۹/۱۳۳۸ھ)

== وقال البيهقيّ شبه أن يكون المراد به تأليف ما نزل من الآيات المتفرقة في سورها وجمعها فيها بإشارة النبيّ صلى الله عليه وسلم .

الثانية بحضرة أبي بكر رضي الله عنه . روى البخاريّ في صحيحه عن زيد بن ثابت رضي الله عنه قال أرسل إلى أبو بكر مقتل أهل اليمامة فإذا عمر بن الخطاب رضي الله عنه عنده ، فقال أبو بكر : إن عمر أتاني فقال : إن القتل قد استحرّ بقراء القرآن وإنني أخشى أن يستحرّ القتل بالقراء في المواطن ، فيذهب كثير من القرآن ، وإنني أرى أن تأمر بجمع القرآن فقلت لعمر : كيف نفعل شيئاً لم يفعله رسول الله صلى الله عليه وسلم ؟ قال عمر : هذا والله خير ، فلم يزل يراجعني حتى شرح الله صدري لذلك ، ورأيت في ذلك الذي رأى عمر إلخ .

قال الحاكم : والجمع الثالث هو ترتيب السور في زمن عثمان رضي الله عنه ، روى البخاريّ عن أنس أنّ حذيفة بن اليمان قدم على عثمان و كان يغازي أهل الشام في فتح أرمينية و آذربيجان مع أهل العراق فأفزع حذيفة اختلافهم في القراءة ، فقال لعثمان أدرك الأمة قبل أن يختلفوا اختلاف اليهود والنصارى ، فأرسل إلى حفصة أن أرسلني إلينا بالصّحف ننسخها في المصاحف ثم نردها إليك ، فأرسلت بها حفصة إلى عثمان ، فأمر زيد بن ثابت و عبد الله بن الزبير و سعيد بن العاص و عبد الرحمن بن الحارث بن هشام فنسخوها في المصاحف وقال عثمان للرهط القريشيين الثلاثة : إذا اختلفتم أنتم و زيد بن ثابت في شيء من القرآن فاكتبوه بلسان قريش ، فإنه إنما نزل بلسانهم ففعلوا حتى إذا نسخوا الصّحف في المصاحف ردّ عثمان رضي الله عنه الصّحف إلى حفصة ، و أرسل إلى كلّ أفي بمصحف بما نسخوا ، وأمر بما سواه من القرآن في كلّ صحيفة أو مصحف أن يحرق إلخ . (الإتقان في علوم القرآن للسيوطي، ص: ۸۱-۸۲، المقدمة، النوع الثامن عشر في جمعه و ترتيبه، المطبوعة: مطبع أحمدي و مشكاة المصابيح، ص: ۱۹۳، كتاب فضائل القرآن، باب، الفصل الثالث)

الجواب: دوسرے شخص کا قول صحیح ہے اور وہی حق پر ہے، قول اوّل باطل ہے اور قائل اس کا ضال و مضل و مبتدع ہے، البتہ کافر کہنا صرف اس سے اس کو صحیح نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کلام اللہ کے احکام عقل کے خلاف نہیں

سوال: (۱۲۶) مولوی فدا علی فرماتے ہیں کہ احکام کلام مجید عقل انسانی کے مطابق نہیں ہیں یہ کہنا صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۸/۲۰۰۹ھ)

الجواب: اس میں یہ تحقیق ہے کہ احکام کلام اللہ اور احکام شریعت عقل کے خلاف نہیں ہیں، لیکن ہر ایک کے عقل کی وہاں تک رسائی نہیں ہے، اس لیے انسان کو احکام کی تعمیل کرنی چاہیے، اگرچہ عقل میں نہ آویں، اور اس کے درپے بھی نہ ہونا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۱۲۷) زید کہتا ہے کہ قرآن شریف الہامی کتاب ہے اور عقل کے مطابق ہے، بکر کہتا ہے کہ الہام عقل کے مطابق نہیں ہو سکتا؟ (۱۳۳۳-۳۲/۳۸۰ھ)

الجواب: اس قسم کے جھگڑے کتاب اللہ میں مسلمانوں کو شایان نہیں، یہ اعتقاد رکھیں کہ قرآن شریف اللہ کا کلام ہے، اس پر ایمان لانا واجب اور فرض ہے، ہماری عقل و فہم میں کوئی حکم اس کا آوے یا نہ آوے سب پر ایمان لانا ہمارا فرض ہے، ہم اور ہماری عقل کیا ہیں جو مدعی اس کے ہوں کہ ہم سب کچھ عقل سے سمجھ سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کفار کے اقوال جو قرآن شریف میں آئے ہیں وہ صحیح ہیں

سوال: (۱۲۸) قرآن شریف میں کفار کے بعض ایسے اقوال ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کوئی حکم صحیح یا غلط ہونے کا نہیں فرمایا، کیا وہ اقوال درست ہیں یا غلط؟ (۱۳۳۸/۲۰۵۲ھ)

الجواب: ایسے اقوال جن کی تردید حق تعالیٰ نے نہیں فرمائی اور نہ کوئی وعید اور انکار ان پر فرمایا ہو وہ صحیح و مسلم ہوتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قرآن مجید کے ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں

سوال: (۱۲۹) قرآن شریف کا ایک ایک حرف پڑھنے پر نماز میں دس دس نیکیاں ملتی ہیں کیا

بیرون نماز بھی اسی قدر ملتی ہیں؟ (۱۳۴۰/۲۹۳ ھ)

الجواب: بیرون نماز میں بھی اتنا ہی ثواب ہے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کلمہ طیبہ پڑھنے سے تلاوت قرآن کا ثواب ملے گا؟

سوال: (۱۳۰) کلمہ شریف تمام قرآن شریف میں ایک جگہ نہیں ایک جگہ ﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾ (سورہ محمد، آیت: ۱۹) دوسری جگہ ﴿مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ﴾ ہے (سورہ فتح، آیت: ۲۹) اگر کوئی شخص لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ یا رَبَّنَا یا اللَّهُ اللَّهُ یا لفظ ہو اس خیال سے پڑھتا رہے کہ کلمات قرآن شریف ہیں، کیا اس کو قراءت قرآن شریف کا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۲۹۳ ھ)

الجواب: اگر بہ نیت مذکورہ پڑھے گا تو ثواب قرآن شریف کی تلاوت کا بھی مل جاوے تو کیا تعجب ہے؟ کلمہ طیبہ کا ثواب تو بہر حال حاصل ہی ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قرآن شریف پڑھنے کا ثواب درود شریف پڑھنے سے زیادہ ہے

سوال: (۱۳۱) قرآن شریف کے معنی نہیں سمجھتا ہوں، بلا سمجھے قرآن شریف کے پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے یا درود شریف کے پڑھنے کا؟ (۱۳۴۵-۴۴/۱۴۷۴ ھ)

الجواب: قرآن شریف پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے اگرچہ معنی نہ سمجھیں، حدیث شریف میں ہے کہ ہر ایک حرف کے عوض دس نیکیاں ملتی ہیں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اَلَمْ پڑھنے میں تیس نیکیاں ہوتی ہیں الف حرف ہے، لام حرف ہے اور میم حرف ہے (۱) یہ تین حرف ہوئے، اور درود

(۱) عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قرأ حرفاً من كتاب الله فله به حسنة، والحسنة بعشر أمثالها، لا أقول: اَلَمْ حرف؛ الف حرف، و لام حرف، و میم حرف، رواه الترمذي والدارمي. (مشكاة المصابيح، ص: ۱۸۶، كتاب فضائل القرآن، الفصل الثاني)

شریف پڑھنے کا بھی ثواب ہے (۱) قرآن شریف پڑھنے کے بعد درود شریف پڑھیں جس قدر کثرت ہو بہتر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

یہ کہنا غلط ہے کہ اللہ اور اس کے رسول نے سورۃ بقرہ نام نہیں رکھا

سوال: (۱۳۲) زید کہتا ہے کہ سورۃ البقرۃ نام خدا تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے نہیں رکھا، علماء نے خود یہ نام رکھ لیا ہے؛ کیا یہ قول صحیح ہے؟ (۱۳۳-۳۲/۶۴۴ھ)

الجواب: زید کا قول غلط ہے، متعدد احادیث میں رسول اللہ ﷺ سے سورتوں کے نام مروی ہیں۔ حدیث مسلم میں ہے: اقرءوا الزہرا وین: البقرۃ وسورۃ آل عمران الحدیث رواہ مسلم (مشکاۃ) (۲) إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي يَقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ، رواہ مسلم (مشکاۃ شریف) (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ضاد کو طاء کے مشابہ پڑھنا

سوال: (۱۳۳) قراءت کلام مجید میں حرف 'ض' کی آواز زوادیاً دواؤ صحیح ہے؟ اگر زوادی کی

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى عليّ واحدة صلى الله عليه عشراً، رواه مسلم

وعن أنس رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى عليّ صلاة واحدة صلى الله عليه عشر صلوات، وحُطَّتْ عنه عشر خطيئات، و رُفِعَتْ لَهُ عشر درجات رواه النسائي. (مشكاة المصابيح، ص: ۸۶، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم وفضلها، الفصل الأول والثاني)

(۲) عن أبي أمامة رضي الله عنه قال: سمعتُ رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: اقرءوا القرآن، فإنه يأتي يوم القيامة شفيعاً لأصحابه، اقرءوا الزہرا وین، الحدیث. (مشكاة المصابيح، ص: ۱۸۴، كتاب فضائل القرآن، الفصل الأول، والصحيح لمسلم: ۲۷۰/۱، كتاب فضائل القرآن، باب فضل قراءة القرآن وسورة البقرة)

(۳) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تجعلوا بيوتكم مقابر، إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ، الحدیث (مشكاة، ص: ۱۸۴، والصحيح لمسلم: ۲۶۶/۱، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب استحباب صلاة النافلة في بيته وجوازها في المسجد إلخ)

آواز پڑھے تو اس شخص پر کفر تو عائد نہ ہوگا؟ (۳۲/۹۶۱-۱۳۳۳ھ)

الجواب: شرح فقہ اکبر میں ایک روایت نقل فرمائی ہے کہ بعض فقہاء نے اس پر کفر کا حکم کیا ہے، مگر ظاہر یہ ہے کہ کفر نہیں ہے، البتہ اس سے احتراز لازم ہے۔ وفي المحيط: سئل الإمام الفضلي عمن يقرأ الظاء المعجمة مكان الضاد المعجمة، أو يقرأ أصحاب الجنة مكان أصحاب النار، أو على العكس، فقال: لا يجوز إمامته ولو تعمّد يكفر إلخ (۱) (شرح فقہ اکبر: ص: ۲۰۵) پھر قلت کہہ کر اس کی تفصیل اور توضیح فرمائی ہے، اور حکم کفر کو علی الاطلاق صحیح نہیں قرار دیا (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حروف مقطعات کے معنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا

سوال: (۱۳۴) بندہ کے پاس ایک سوال آیا ہے وہ یہ کہ الہم کے معنی کیا ہیں؟ قرآن وحدیث کے سواء کسی دوسری کتاب سے ثبوت ہونا چاہیے، اور یہ بھی کہتا ہے فقیر کامل کے سواء کوئی عالم کیا بتا سکتا ہے؛ جو شخص ایسے سوالات کرتا ہے اس کے واسطے کیا حکم شرعاً ہے؟ (۱۳۴۱/۱۲۹۲ھ)

الجواب: تفسیر کی کتابوں میں ان حروف مقطعات مثل الہم، حم، طس، وغیرہ کے متعلق یہ لکھتے ہیں: اللہ أعلم بمراده بذلك (۳) یعنی ان حروف سے جو کچھ اللہ کی مراد ہے اس کو اللہ ہی خوب جانتا ہے اور قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ﴾ (سورہ آل عمران، آیت: ۷) اور نہیں جانتا ہے کوئی اس کے معنی کو سوائے اللہ تعالیٰ کے، اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جن کے دلوں میں کجی اور ٹیڑھا پن ہے اور قساوت اور غفلت ہے وہ اس قسم کی باتیں

- (۱) شرح الفقہ اکبر، ص: ۲۰۵، فصل في القراءة والصلاة، المطبوعة: مطبع مجتہائی، دہلی
- (۲) قلت: أما كون تعمّده كفرًا فلا كلام فيه إذا لم يكن فيه لغتان ففي ضنين الخلاف سامي، و أما تبديل الظاء مكان الضاد ففيه تفصيل، وكذا تبديل أصحاب الجنة في موضع أصحاب النار وعكسه ففيه خلاف و بحث طويل، وفي تتمّة الفتاوى: من استخفّ بالقرآن أو بالمسجد أو بنحوه مما يُعظم في الشرع كَفَر، ومن وضع رجله على المصحف حالاً استخفافاً كفر انتهى. (شرح الفقہ اکبر، ص: ۲۰۵، فصل في القراءة والصلاة)
- (۳) تفسیر الجلالین، ص: ۴، تفسیر سورة البقرة.

دریافت کرتے ہیں (۱) پس اس شخص کو کہہ دیں کہ تیرے ساتھ بات کرنا درست نہیں۔ فقط واللہ اعلم

فرض نمازوں کی رکعات کا ثبوت احادیث سے ہے

سوال: (۱۳۵) خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں نماز پڑھنے کا حکم فرمایا ہے، لیکن یہ نہیں فرمایا کہ دو رکعت پڑھو یا چار پڑھو، اس کا کیا جواب ہے؟ (۵۱۱/۱۳۳۵ھ)

الجواب: خدا تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اقِمُْوا الصَّلَاةَ﴾ (۲) اور فرمایا: ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا﴾ (سورہ نساء، آیت: ۱۰۳) اور حدیث شریف میں وارد ہوا کہ فلاں وقت فلاں نماز پڑھو اور فلاں وقت فلاں نماز پڑھو، اور فرمایا کہ ظہر میں چار فرض پڑھو اور صبح میں دو فرض پڑھو وغیرہ وغیرہ، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد قرآن شریف میں ہے: ﴿وَمَا اتَّكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (سورہ حشر، آیت: ۷) یعنی جو کچھ رسول اللہ ﷺ تم کو احکام بتلاویں ان کو لو اور ان پر عمل کرو، اور جس امر سے منع فرماویں اس سے باز رہو اور رک جاؤ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

آزاد عورت اور باندی کی سزا میں فرق کیوں ہے؟

سوال: (۱۳۶) ﴿وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ فِتْيَ كُمْ الْمُؤْمِنَاتِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ فَانكِحُوهُنَّ بِأَذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسْفَحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ﴾ یہاں بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ اور آگے کی آیت: ﴿فَإِذَا أَحْصَيْتُمْ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ﴾ (سورہ نساء، آیت: ۲۵) میں تعارض کیوں ہے؟ کیونکہ بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ میں مساوات کی خبر دی ہے، اور نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ سے

- (۱) ﴿فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ﴾ (سورہ آل عمران، آیت: ۷)
 (۲) سورہ بقرہ، آیت: ۲۳۳-۸۳-۱۱۰، سورہ نساء، آیت: ۷۷، سورہ انعام، آیت: ۲۰، سورہ یونس، آیت: ۸۷، سورہ حج، آیت: ۷۸، سورہ نور، آیت: ۵۶، سورہ روم، آیت: ۳۱، سورہ مجادلہ، آیت: ۱۳۰، سورہ مزمل، آیت: ۲۰۔

عدم مساوات لازم آتی ہے، دوسرے فطرۃ نے عصمت و عفت کی گراں مایہ نعمت سے جس طرح ایک ملکہ ہفت اقلیم کو مالا مال کیا ہے اسی طرح ایک ادنیٰ لونڈی کو بھی سرفراز کیا ہے، پس اس صورت میں جب کہ لو فرضنا ملکہ ہفت اقلیم کو عفت دری کے جرم میں سو کوڑے کی سزا کا فتویٰ صادر ہوگا تو لونڈی کو پچاس کا کیوں سزاوار رکھا؟ (۳۲/۲۳۸۱-۱۳۳۳ھ)

الجواب: بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ سے مساوات لازم نہیں آتی تاکہ تعارض کا شبہ واقع ہو، کیونکہ بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ میں صرف شرکت انسانی کو بیان فرمایا گیا ہے کہ باندیوں سے نکاح کرنے میں عاریوں کرتے ہو؟ تم سب انسانیت میں مشترک ہو، سب اولاد آدم علیہ السلام سے ہو، اور اخوت ایمانی سے سب کو بھائی بھائی کر دیا ہے۔ ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ (سورہ حجرات، آیت: ۱۰) پھر عاری کی کیا وجہ؟ باقی فرق مراتب جو حق تعالیٰ نے قائم فرمادیا ہے اس کا انکار درست نہیں ﴿الرِّجَالُ قَوُّمُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ﴾ (سورہ نساء، آیت: ۳۴) مردوں اور عورتوں میں فرق مراتب ہونا اس سے ظاہر ہوا، شہادت میں ایک مرد کی جگہ دو عورتوں کو رکھنا بھی اس فرق کو ظاہر کرتا ہے۔ میراث میں مرد کا حصہ عورت سے دو گونہ ہونا یا یوں کہو کہ دو عورتوں کا حصہ برابر ایک مرد کے ہونا بھی اس فرق کو واضح کرتا ہے، پس جب کہ مرد اور عورت میں باوجود اشتراک فی الانسانیۃ والحریۃ ایسا کیا گیا تو حرا اور عبد اور امۃ میں اگر فرق کیا گیا تو کیا شبہ ہو سکتا ہے (۱) فقط والسلام علی من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفى صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ وأصحابہ البررة المتقیاء .

(۱) اور وجہ فرق یہ ہے کہ حدود (سزائیں) نکال (سرزنش) ہوتی ہیں، اور غلام باندی مولیٰ کی نگرانی میں ہوتے ہیں اور آزاد: آزاد ہوتا ہے، اس لیے آزاد کی بالغ (کامل) سرزنش ضروری ہے اور ارقاء کی آدھی سرزنش کافی ہے، باقی آدھی کی جگہ مولیٰ کی نگرانی ہو جائے گی، وہ دوبارہ یہ گناہ کرنے سے مانع بنے گی، اسی طرح احرار کو رجم (سنگسار) کیا جاتا ہے، جب کہ وہ شادی شدہ ہوں اور ارقاء کو رجم نہیں کیا جاتا، بلکہ پچاس کوڑے ہی مارے جاتے ہیں اور وجہ فرق یہ ہے کہ حدود: حق اللہ ہیں، اور احرار میں کوئی دوسرا حق متعارض نہیں، اس لیے ان کو رجم کیا جاتا ہے، اور ارقاء میں مولیٰ کا حق متعارض ہے، اور جب حق اللہ اور حق العبد میں تعارض ہوتا ہے تو حق العبد کو ترجیح دی جاتی ہے، بندوں کی احتیاج کی وجہ سے، اس لیے ارقاء کو شادی شدہ ہونے کی صورت میں بھی رجم نہیں کیا جاتا، تاکہ آقاؤں کا مالی نقصان نہ ہو۔ ۱۲ سعید احمد پالن پوری

نماز اور تلاوت میں محض خیال قلب کافی نہیں اور ذکر قلبی نفسی کی فضیلت

سوال: (۱۳۷) اگر کوئی شخص خیال سے یا دل سے یا جس نفس سے بغیر حرکت زبان کے کلمہ شریف یا اللہ اللہ یا کوئی آیت قرآن مجید کی پڑھے تو اس کو بھی ایک حرف پر دس نیکیوں کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ اگر ملے گا تو وہ کونسی آیت یا حدیث ہے؟ اس لیے کہ اگر ہم نماز کو دل سے یا خیال سے بغیر حرکت زبان کے پڑھیں وہ نماز دہرائی پڑتی ہے تو یہ ثواب بھی رائیگاں گیا، اسی طرح سے مراقبہ میں جس میں نہ پڑھنا ہوتا ہے صرف خیالی تصور ہوتا ہے تو اس کا ثواب بھی کچھ نہ ہوا، اس لیے وقت کو ضائع کرنا ہوا یہ صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۰/۲۹۳ھ)

الجواب: نماز اور قرآن شریف کی تلاوت میں محض خیال قلب کافی نہیں ہے، بلکہ زبان سے کہنا ضروری ہے، اور ذکر قلبی اور ذکر نفسی کے فضائل حدیث شریف میں وارد ہیں بلکہ وہ اصلی ذکر ہے۔ حدیث صحیح میں ہے: **فَإِنْ ذَكَرْنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي**، الحديث (۱) والتفصيل في المطولات. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا كَمَا مَطْلَب

سوال: (۱۳۸) ایک شخص کہتا ہے کہ آیت شریفہ: ﴿خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا﴾ جمع محرمات حتیٰ کہ شرک کی اباحت پر دال ہے، یہ صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۳۲۷-۲۶/۱۲۱ھ)

الجواب: ﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا﴾ (سورہ بقرہ، آیت: ۲۹) سے مراد یہ ہے کہ زمین سے جو غلہ و ثمرات پیدا ہوں وہ سب آدمیوں کے لیے ہیں، جو شخص شرک کی اباحت اس سے مراد لے وہ جاہل اور اہل باطل میں سے ہے، اور آیت کے معنی کو بدلتا ہے، اور اللہ تعالیٰ پر افترا کرتا ہے، اور معانی الفاظ و لغت کو بھی نہیں سمجھتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يقول الله: أنا عند ظن عبدي بي، وأنا معه إذا ذكرني، فإن ذكرني الحديث. (صحيح البخاري: ۱۱۰۱/۲، كتاب التوحيد، باب قول الله: ﴿وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ﴾ الخ)

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ كَمَا خَاطَبَ كُونِ هِيَ؟

سوال: (۱۳۹) سورۃ بقرہ کے شروع میں ہے: ﴿وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ﴾ (سورۃ بقرہ، آیت: ۴۵) اس آیت کے مخاطب کون لوگ ہیں؟ علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے تفسیر جلالین میں لکھا ہے کہ اس کے مخاطب یہود ہیں جب کہ یہود حب ریاست اور مال کی وجہ سے ایمان نہیں لائے، تو پھر صوم اور صلاۃ کے مخاطب کیسے ہو سکتے ہیں؟ (۴۳/۱۳۶۱-۱۳۴۵ھ)

الجواب: اوّل تو صاحب جلالین نے اس کو قیل سے تعبیر کیا ہے (۱) جو کہ اس کے ضعف پر دال ہے، اور علاوہ بریں ایسی صورت میں یہ مطلب ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لاؤ اور پھر ان کی سی نماز پڑھو اور روزہ رکھو وغیرہ، یا یہ کہ ان کے دین میں جو روزہ نماز فرض تھے، ان کے ادا کرنے کا حکم ہوا ہے کہ اگر نماز روزہ ادا کرو گے تو توفیق ایمان کی بھی ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بیت اللہ کو اصنام سے پاک کرنے کا مطلب

سوال: (۱۴۰) سورۃ بقرہ کے شروع میں ہے: ﴿وَعَهْدُنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنَّ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالْعُمُرَةِ الْقِيَامَةِ﴾ (سورۃ بقرہ، آیت: ۱۲۵) وہاں جلالین میں مفسر نے اس کے آگے نکالا ہے: أي من الأوثان (۲) جب کہ حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام کعبہ کی بناء کر رہے تھے تو اس وقت بیت اللہ میں صنم وغیرہ کہاں تھے؟! پہلے اللہ تعالیٰ نے پاک کرنا بیت اللہ کو اصنام سے کیسے فرمادیا؟ (۴۳/۱۳۶۱-۱۳۴۵ھ)

الجواب: اس تفسیر کے موافق مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ بیت اللہ کو بتوں سے پاک رکھو، یعنی یہاں بتوں کو نہ آنے دو، یا یہ حکم ہے ان کی ذریت کو کہ آئندہ بتوں سے بیت اللہ کو پاک رکھیں۔ فقط

(۱) وقيل: الخطاب لليهود لما عاقهم عن الإيمان الشره وحب الرئاسة، أمروا بالصبر: وهو الصوم، لأنه يكسر الشهوة، والصلاة؛ لأنها تورث الخشوع وتنفى الكبر. (تفسير الجلالين، ص: ۹، تفسير سورة البقرة)

(۲) تفسير الجلالين، ص: ۱۹، تفسير سورة البقرة.

آیت فدیہ کی تفسیر

سوال: (۱۴۱) ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ اکثروں نے اس آیت شریفہ کے ترجمہ میں یہ تسلیم کر لیا ہے کہ علاوہ مریض کے جو شخص چاہے ایک فقیر کو کھانا کھلاوے اور روزہ نہ رکھے، لہذا اس ترجمہ کا مطلب صاف صاف تحریر فرمائیں اور روزہ کے متعلق جو فتویٰ ہو تحریر فرمائیں۔ (۱۳۹۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: آیت کریمہ: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ (سورہ بقرہ، آیت: ۱۸۴) کے متعلق بحث طویل ہے، مختصر جواب جو آپ کے لیے کافی ہے وہ یہ ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے ساتھ آیت: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ (سورہ بقرہ، آیت: ۱۸۵) یعنی پس جو شخص تم میں سے پاوے مہینہ رمضان کو سوزوری ہے کہ وہ روزہ رکھے، حاصل یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں اختیار دیا گیا تھا کہ باوجود طاقت روزہ کی ہونے کے بھی اگر کوئی چاہے فدیہ دے دیوے اور روزہ نہ رکھے (۱) پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور روزہ رکھنا طاقت والے کے لیے متعین ہو گیا، اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ بلا عذر مرض و سفر روزہ رمضان کا افطار کرنا اور نہ رکھنا درست نہیں ہے، اور مریض اور مسافر پر بھی بعد میں قضا لازم ہے فدیہ دینا درست نہیں ہے، فدیہ صرف شیخ فانی کے لیے ہے۔ والتفصیل فی المطولات۔ تفسیرات احمدی میں ہے: وکان فی بدء الإسلام فرض علیہم الصّوم ولم یعود وہ فرخص لهم فی الإفطار والفدية، ثم نسخ التّخیر

(۱) ابتدائے اسلام میں یہی حکم تھا، جب اس کے بعد والی آیت: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ نازل ہوئی تو یہ حکم منسوخ ہو گیا، اس پر سب کا اتفاق ہے، مگر یہ آیت منسوخ ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے، بعض حضرات کے نزدیک یہ آیت منسوخ ہے اور نسخ اس کے بعد والی آیت: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ ہے، اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ آیت محکم اور معمول بہا ہے، اور ﴿يُطِيقُونَهُ﴾ سے پہلے ”لَا“ پوشیدہ ہے، اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ (کبرئی کی وجہ سے) روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے ان کے ذمہ فدیہ ہے اور وہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے، یعنی اس آیت میں شیخ فانی کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ (الخیر الکثیر شرح الفوز الکبیر، ص: ۲۴۱-۲۴۲، مطبوعہ: الامین کتابستان دیوبند)

بقولہ تعالیٰ: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ ﴿لَأَنَّ مَنْ يَطِيقُونَ الصَّيَامَ وَيَصُومُونَ قَصْدًا إِنَّمَا يَجِبُ عَلَيْهِمُ الْكُفَّارَةُ وَالْقَضَاءُ لَا الْفَدْيَةُ الْمَذْكُورَةُ (۱)﴾ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ فِي حَسِّ عَهْدٍ كَمَا ذَكَرَ هِيَ اس سے مقصد کیا ہے؟

سوال: (۱۳۲) آیت: ﴿وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ﴾ (سورہ آل عمران، آیت: ۸۱) سے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا آنحضرت ﷺ پر ایمان لانے اور آپ کی اعانت کرنے کا صرف عہد لینا مفہوم ہوتا ہے، لیکن اس کا ظہور و تحقق اس دنیا میں ہوا یا نہیں؟ نہ ہونے کی صورت میں مجرد اس عہد سے مقصود قرآنی کیا ہے؟ اور فضیلت خاتم النبیین کس طرح ثابت ہو سکے گی؟
(۱۳۳۸/۲۸۵ھ)

الجواب: مقصود اس عہد لینے سے آنحضرت ﷺ کا افضل الانبیاء ہونا اور متبوع جملہ انبیاء ہونا ظاہر فرمانا ہے، اور چونکہ یہ بھی علم ازلی میں تھا کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول آخر زمانہ میں ہوگا اور وہ تابع آپ ﷺ کی شریعت کے ہوں گے، تو اس طریق سے ظہور اس عہد کا بھی بعض انبیاء سے ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا الْآيَةَ كَمَا صَحَّحَ مَطْلَبُ

سوال: (۱۳۳) قرآن مجید میں چار عورتوں سے نکاح کرنے کو محض یتیمی لڑکیوں کے دیوں کو ان کے حقوق کی بے اعتنائی سے بچنے کی خاطر فرمایا گیا ہے بہ حکم ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا﴾ (سورہ نساء، آیت: ۳) مگر آج کل جو مسلمان بغیر قید متولی یتیمی کے چار عورتوں سے نکاح کر لیتے ہیں تو ایسا نکاح کس دلیل سے جائز ہے؟ (۱۳۳۱/۱۶۱۵ھ)

الجواب: اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر یتیم عورتیں جو تمہارے قبضہ میں ہیں ان سے نکاح کرنے میں تم کو یہ خوف ہے کہ انصاف نہ کر سکو گے تو ان کے ماسواء دوسری عورتوں سے چار تک نکاح کر سکتے ہو، چنانچہ ایسا ہی عام مفسرین لکھتے ہیں، آپ اگر کتب تفاسیر و احادیث کو دیکھے ہوئے ہوتے تو ایسا شبہ آپ کو نہ ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا كَاصِحِّحِ تَرْجَمِهِ

سوال: (۱۴۴) سورہ نساء کے شروع میں ہے: ﴿فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا﴾ (سورہ نساء، آیت: ۴) اس کا صحیح ترجمہ کیا ہے؟ (۱۱۰۹/۳۲-۱۳۳۵ھ)

الجواب: عمدہ ترجمہ اس آیت کا یہ ہے جو حضرت شاہ عبدالقادر صاحب نے فرمایا: ”پھر اگر اس میں سے کچھ چھوڑ دیں تم کو دل کی خوشی سے تو وہ کھاؤ رچتا پچتا“ (موضح) اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا ترجمہ فارسی یہ ہے: ”واگر زناں درگذرند بہ خوش دلی برائے شہ از بعض مہر پس بہ خرید آرزاسازگار خوشگوار“ صاحب جلالین فرماتے ہیں: ﴿فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا﴾ تمیز مَحَوَّلٌ عَنِ الْفَاعِلِ أَيْ إِنْ طَابَتْ أَنْفُسُهُنَّ لَكِنْ عَنْ شَيْءٍ مِنَ الصَّدَاقِ فَوَهَبْنَهُ لَكُمْ ﴿فَكُلُوهُ هَنِيئًا﴾ طَيِّبًا ﴿مَرِيئًا﴾ مَحْمُودُ الْعَاقِبَةِ لَا ضَرَرَ فِيهِ عَلَيْكُمْ فِي الْآخِرَةِ نَزَلَ رَدًّا عَلَى مَنْ كَرِهَ ذَلِكَ عِبَارَتِ جَلَالِينَ سَے ترکیب بھی حل ہوئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

يُوصِيكُمُ اللَّهُ الْآيَةَ فِي مَرْتَبَتِهِ بَعْدَ مِيرَاثِ كَا بَيَانِ هِے

سوال: (۱۴۵) آیت: ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ﴾ کا حکم حیات میں ہے یا بعد ممات کے؟ یعنی مالک کو اختیار ہے کہ اپنی حیات میں جس کو چاہے دے؟ (۱۶۶۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: رکوع ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ﴾ (سورہ نساء، آیت: ۱۱) میں بعد مرنے کے میراث کا بیان ہے، زندگی میں خود صاحب مال مالک ہے، مگر خلاف عدل تقسیم کرنا اس کے لیے موجب گناہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ كَا صِحِّحِ مَطْلَبِ

سوال: (۱۴۶) ﴿ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ کا کیا مطلب ہے؟ آیا ایک نیکی نجات کے واسطے کافی ہوگی؟ (۱۶۶۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: ﴿ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ ﴿وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ﴾ (سورہ نساء، آیت: ۱۳)

کے بعد واقع ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص تمام احکام شرعیہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے اس کے لیے فوز عظیم ہے، آپ نے یہ کیا سمجھ لیا کہ ایک نیکی پر یہ حکم ہے؟ یہ کہیں اس جگہ مذکور نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ سَے متعہ کے جواز پر استدلال درست نہیں

سوال: (۱۴۷) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس آیت کے ترجمہ کے بارے میں کہ ترجمہ مندرجہ ذیل صحیح ہے یا نہیں؟ ﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ﴾ ترجمہ: پس متعہ کرو تم عورتوں سے اور دو تم مہر مقررہ ان کا کہ تم پر فرض ہے، اور قرآن شریف میں کوئی آیت متعہ کی تھی یا نہیں؟ اگر تھی تو اس کی تنسیخ کس کے حکم سے ہوئی؟ (۱۳۳۸/۶۳۵ ھ)

الجواب: یہ ترجمہ اس آیت کا غلط ہے، متعہ معروفہ اس سے مراد نہیں ہے بلکہ مراد وہ ہے جو صاحب جلالین نے لکھا ہے، اس آیت سے پہلے یہ آیت ہے: ﴿وَاحِلٌ لَّكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ مَن تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسْفِحِينَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ﴾ (سورۃ نساء، آیت: ۲۴) جلالین کے الفاظ یہ ہیں: ﴿أَنْ تَبْتَغُوا﴾ تطلبوا النساء ﴿بِأَمْوَالِكُمْ﴾ بصدقات أو ثمن ﴿مُحْصِنِينَ﴾ متزوجین ﴿غَيْرَ مُسْفِحِينَ﴾ زانین ﴿فَمَا﴾ فمن ﴿اسْتَمْتَعْتُمْ﴾ تمتعتم ﴿بِهِ مِنْهُنَّ﴾ مَمَّنْ تَزَوَّجْتُمْ بِالْوَطِيِّ ﴿فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ﴾ مہورہن إلخ (۱) پس معلوم ہوا کہ مراد استمتاع سے وطی کے ساتھ فائدہ اٹھانا اپنی منکوحہ سے ہے، نہ غیر سے، اور متعہ کا منسوخ ہونا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے (۲) اور بہ اجماع صحابہ و ائمہ متعہ منسوخ ہے اور باطل ہے، اور کمالین میں کہا کہ نسبت کرنا صاحب ہدایہ کا اس کے جواز کو امام مالک کی طرف باطل ہے غلط ہے (۳) فقط واللہ اعلم

(۱) تفسیر الجلالین، ص: ۷۴، تفسر سورة النساء۔

(۲) عن عليّ كرم الله وجهه قال: نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن المتعة عام خيبر الحديث. (صحيح البخاري: ۸۳۰/۲، كتاب الذبائح والصيد، باب لحوم الحمر الإنسية)

(۳) ونسبته إلى مالك كما في الهداية غلطاً فاحش إلخ. (تعليقات جديدة من التفسير

المعتبرة لحلّ جلالين، ص: ۷۴، تفسر سورة النساء، رقم الحاشية: ۱۴) ==

سوال: (۱۳۸) روافض متعہ کو جائز کہتے ہیں اور وہ قرآن شریف سے دلیل پکڑتے ہیں، آیت: ﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ﴾ سے ان کا استدلال ہے، اس آیت کا مطلب واضح طور پر بیان فرمائیے۔

(۱۳۳۵-۳۳/۹۷۷ھ)

الجواب: متعہ جائز نہیں ہے۔ حدیث شریف میں صاف اس کی مخالفت آگئی ہے اور منسوخ ہو گیا، اب قیامت تک جائز نہ ہوگا اور روافض کا استدلال آیت: ﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ﴾ (سورہ نساء، آیت: ۲۴) سے بھی غلط ہے، کما حرره المفسرون۔ فقط اللہ تعالیٰ اعلم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ كَمَا مَطْلَب

سوال: (۱۳۹) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ﴾ (سورہ نساء، آیت: ۱۳۶) میں ارشاد باری تعالیٰ ایمان لانے کا ہے حالانکہ وہ پیشتر ایمان لائے ہیں۔ (۱۳۳۳-۳۳/۲۶۶۲ھ)

الجواب: جملہ ثانیہ آمِنُوا کے معنی یہ ہیں ثابت رہو ایمان پر، پس ترجمہ آیت شریفہ کا یہ ہے: اے ایمان والو! ایمان پر ثابت رہو جیسا کہ ﴿إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ کے معنی یہ ہیں کہ ہم کو ثابت رکھ راہ راست پر جو دین اسلام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

یہود و نصاریٰ کو اولیاء بنانے سے کیا مراد ہے؟

سوال: (۱۵۰) یہ آیت جو ہے: ﴿لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ﴾ (سورہ مائدہ، آیت: ۵۱) دوستی میں کیا کیا امور داخل ہیں اور کیا کیا امور خارج ہیں؟

(۱۳۳۵-۳۳/۲۸۶ھ)

الجواب: یہود و نصاریٰ کو اولیاء بنانے کے یہ معنی ہیں کہ ان کی امداد کی جائے یا امداد طلب کی

== وبطل نکاح متعة ومؤقت (الدّر المختار) وفي الشّامي: ثمّ ذكر في الفتح أدلة تحريم المتعة وأنّه كان في حجة الوداع، وكان تحريم تأبدي، لا خلاف فيه بين الأئمة وعلماء الأمصار إلّا طائفة من الشيعة، ونسبة الجواز إلى مالك كما وقع في الهداية غلط. (الدّر المختار والشّامي: ۱۰۹-۱۱۰، كتاب النّكاح، فصل في المحرّمات، مطلب في ما لو زوج المولى أمته)

جائے اور ان کے ساتھ اس طرح کے معاملات کیے جائیں جیسے اپنے بھائی مسلمانوں کے ساتھ کیے جاتے ہیں، غرضیکہ آیت میں جس شے کی نہی وارد ہے وہ یہود و نصاریٰ کے ساتھ باہمی مواخات، دلی ہمدردی، ان کے ساتھ مسلمانوں جیسا معاملہ کرنا ہے، یعنی کفار کے ساتھ ظاہری اور ضروری معاملات میں مشارکت کی ضرورت ہے نہ کہ ان کو قطعاً اپنا ولی نعمت سمجھ کر تمام بھلائیوں کا منبع سمجھنا اور ان سے ایسے معاملات کرنا جو ایک حقیقی دوست کے ساتھ کیے جاتے ہیں (۱) قال فی مدارك التنزیل: ای لا تتخذوهم أولیاء تنصرونهم وتستنصرونهم وتواخونهم وتعاشرونهم معاشرۃ المؤمنین إلخ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

زمین و آسمان چھ دنوں میں پیدا کرنے میں کیا حکمت ہے؟

سوال: (۱۵۱) کلام اللہ میں جو وارد ہے کہ ہم نے چھ روز میں آسمان و زمین کو بنایا (۳) اور

(۱) ”اولیاء“ ولی کی جمع ہے، ”ولی“ دوست کو بھی کہتے ہیں، قریب کو بھی، ناصر اور مددگار کو بھی، غرض یہ ہے کہ ”یہود و نصاریٰ“ بلکہ تمام کفار سے، جیسا کہ سورہ نساء میں تصریح کی گئی ہے، مسلمان دوستانہ تعلقات قائم نہ کریں، اس موقع پر یہ ملحوظ رکھنا چاہیے کہ موالات، مروت و حسن سلوک، مصالحت، رواداری اور عدل و انصاف یہ سب چیزیں الگ الگ ہیں، اہل اسلام اگر مصلحت سمجھیں تو ہر کافر سے صلح اور عہد و پیمان مشروع طریقہ پر کر سکتے ہیں۔ ﴿وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ﴾ (انفال، آیت: ۶۱) عدل و انصاف کا حکم جیسا کہ گذشتہ آیات سے معلوم ہو چکا، مسلم و کافر ہر فرد بشر کے حق میں ہے۔ ”مروت“ اور ”حسن سلوک“ یا ”رواداری“ کا برتاؤ ان کفار کے ساتھ ہو سکتا ہے جو جماعت اسلام کے مقابلہ میں دشمنی اور عناد کا مظاہرہ نہ کریں، جیسا کہ ”سورہ ممتحنہ“ میں تصریح ہے۔ باقی ”موالات“ یعنی دوستانہ اعتماد اور برادرانہ مناصرت و معاونت، تو کسی مسلمان کو حق نہیں کہ یہ تعلق کسی غیر مسلم سے قائم کرے۔

(نوائد عثمانی مع ترجمہ شیخ الہند، ص: ۱۵۴، سورہ مائدہ، آیت: ۵۱، حاشیہ نمبر: ۲)

(۲) تفسیر مدارك التنزیل و حقائق التأویل، ص: ۱۶۸، تفسیر سورۃ المائدہ، المطبوعۃ: مطبع حنفی، دہلی۔

(۳) ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ﴾ (سورہ اعراف، آیت: ۵۴، و سورہ یونس، آیت: ۳) نیز ملاحظہ فرمائیں! سورہ ہود، آیت: ۷، و سورہ فرقان، آیت: ۵۹، و سورہ سجدہ، آیت: ۴، و سورہ ق، آیت: ۳۸، و سورہ حدید، آیت: ۴۔

دوسری جگہ آتا ہے: ﴿إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ﴾ (سورہ یس، آیت: ۸۲) پھر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ باوجود کُنْ فَيَكُونُ کے ستہ ایام میں بنانے کی کیا ضرورت تھی؟ دوسرے اس وقت میں یوم ولیلہ بھی نہیں تھے، تو ستہ ایام کیسے درست تھے؟ تیسرے کُنْ فَيَكُونُ مقتضی وجود شے کو ہے، اور وہاں پر اب تک وجود ہی متحقق نہیں ہوا تھا؟ (۱۳۳۱/۲۰۱۱ھ)

الجواب: اللہ تعالیٰ اگر چاہتا فوراً بنا سکتا تھا، مگر بہ وجہ اُن حکم کے جن کو وہی جل شانہ خوب جانتا ہے اس قدر ایام اختیار کیے گئے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۱۵۲) قرآن شریف میں کئی جگہ فرمایا ہے کہ ہم نے زمین اور آسمان کو چھ روز میں میں بنایا، اس کی کیا وجہ ہے؟ اللہ تعالیٰ تو ایک کن کے فرمانے سے تمام جہان کو پیدا کر سکتا ہے۔ (۱۳۳۵/۱۳۶۱ھ)

(۱) ترجمہ شیخ الہند اور فوائد عثمانی میں ہے:

”بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے پیدا کئے آسمان اور زمین چھ دن میں“: یعنی اتنے وقت میں جو چھ دن کے برابر تھا پیدا کیا، کیوں کہ یہ متعارف دن اور رات تو آفتاب کے طلوع و غروب سے وابستہ ہیں، جب اُس وقت آفتاب ہی پیدا نہ ہوا تھا تو دن رات کہاں سے ہوتا؟! یا یہ کہا جائے کہ عالم شہادت کے دن رات مراد نہیں، عالم غیب کے دن رات مراد ہیں جیسے کسی عارف نے فرمایا ہے:

غیب را ابرے و آبرے دیگر است ❀ آسمان و آفتابے دیگر است

پہلی صورت میں پھر علماء کا اختلاف ہے کہ یہاں چھ دن سے ہمارے چھ دن کی مقدار مراد ہے، یا ہزار برس کا ایک ایک دن جسے فرمایا ہے: ﴿وَإِنْ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ﴾ (سورہ حج، آیت: ۴۷) میرے نزدیک یہ آخری قول رائج ہے، بہر حال مقصود یہ ہوا کہ آسمان و زمین دفعۃً بنا کر نہیں کھڑے کیے گئے، شاید اول ان کا مادہ پیدا فرمایا ہو، پھر اُس کی استعداد کے موافق بہ تدریج مختلف اشکال و صورتیں منتقل کرتے رہے ہوں، حتیٰ کہ چھ دن (چھ ہزار سال) میں وہ بہ جمیع متعلقات ہما موجودہ مرتب شکل میں موجود ہوئے جیسا کہ آج بھی انسان اور کل حیوانات و نباتات وغیرہ کی تولید و تخلیق کا سلسلہ تدریجی طور پر جاری ہے اور یہ اُس کی شان ”کن فیکون“ کے منافی نہیں، کیوں کہ ”کن فیکون“ کا مطلب تو صرف اس قدر ہے کہ خدا جس چیز کو وجود کے جس درجہ میں لانا چاہے اس کا ارادہ ہوتے ہی وہ اس درجہ میں آجاتی ہے، یہ مطلب نہیں کہ خدا کسی چیز کو وجود کے مختلف مدارج سے گزارنے کا ارادہ نہیں کرتا، بلکہ ہر شے کو بدون توسط اسباب و علل کے دفعۃً موجود کرتا ہے۔

(ترجمہ شیخ الہند اور فوائد عثمانی، ص: ۲۰۹، سورہ اعراف، آیت: ۵۴، حاشیہ نمبر: ۵)

الجواب: اس کا جواب عام مفسرین لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا اس لیے کیا کہ اپنی مخلوق کو تعجب اور ترکِ تعجب کی تعلیم فرماوے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَمًا وَقُعُودًا وَغَيْرَ

آیات میں ذکر دائمی سے کیا مراد ہے؟

سوال: (۱۵۳) آیت: ﴿الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَمًا قِيَمًا﴾، ﴿وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا﴾ (۲) وغیرہ آیات میں ذکر دائمی سے کیا مراد ہے؟ (۱۰۲۵/۱۳۳۸ھ)

الجواب: آیت: ﴿الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَمًا وَقُعُودًا﴾ (سورۃ آل عمران، آیت: ۱۹۱) سے مفسرین نے نماز بہ حالات مختلفہ حسب طاقت بھی مراد لی ہے، اور ذکر حقیقی لسانی یا قلبی بھی مراد لیا ہے (۳)

(۱) ترجمہ شیخ الہند اور فوائد عثمانی میں ہے:

”تحقیق تمہارا رب اللہ ہے، جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں“: یعنی اتنے وقت میں جو چھ دن کی برابر تھا، اور ایک دن ابن عباس کی تفسیر کے موافق ایک ہزار سال کا لیا جائے گا، گویا چھ ہزار سال میں زمین و آسمان وغیرہ تیار ہوئے، بلاشبہ حق تعالیٰ قادر تھا کہ آں واحد میں ساری مخلوق کو پیدا کر دیتا، لیکن حکمت اسی کی مقتضی ہوئی کہ تدریجاً پیدا کیا جائے، شاید بندوں کو سبق دینا ہو کہ قدرت کے باوجود ہر کام سوچ سمجھ کر تائی اور متانت سے کیا کریں، نیز تدریجی تخلیق میں بہ نسبت دفعہ پیدا کرنے کے اس بات کا زیادہ اظہار ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ قائل بالاضطرار نہیں، بلکہ ہر چیز کا وجود بالکلیہ اُس کی مشیت و اختیار سے وابستہ ہے جب چاہے، جس طرح چاہے پیدا کرے۔ (ترجمہ شیخ الہند اور فوائد عثمانی، ص: ۲۷۵، سورۃ یونس، آیت: ۵۴، حاشیہ نمبر: ۴)

(۲) سورۃ انفال، آیت: ۴۵، سورۃ جمعہ، آیت: ۱۰۔

(۳) قال علی بن ابی طالب وابن عباس رضی اللہ عنہم والنَّحْيِ وَقِتَادَة : هَذَا فِي الصَّلَاةِ، يَصَلِّي قَائِمًا ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبِ الْخ .

وبعد أسطر : وقال سائر المفسرين: أراد به المداومة على الذكر في عموم الأحوال، لأنَّ الإنسان قلَّ ما يخلو من إحدى هذه الحالات الثلاث، نظيره في سورة النساء: ﴿فَإِذَا قُضِيَتْ الصَّلَاةُ فَادْكُرُوا اللَّهَ قِيَمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ﴾ (النساء: ۱۰۳) (تفسير معالم التنزيل، ص: ۲۰۴، تفسير سورة آل عمران)

اور یہ بھی علماء نے لکھا ہے کہ اگر اوراد و اذکار و ادعیہ ماثورہ کا اوقاتِ صبح و شام وغیرہ میں التزام رکھے تو ذکر کثیر حاصل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

إِنَّمَا الصَّدَقَتُ لِلْفُقَرَاءِ میں کون سے صدقات مراد ہیں؟

سوال: (۱۵۴) آیت: ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَتُ لِلْفُقَرَاءِ﴾ (سورہ توبہ، آیت: ۶۰) میں کون صدقات مراد ہیں؟ قربانی اس صدقہ میں شامل ہے یا نہیں؟ یا قربانی کا چڑایا گوشت کا صدقہ واجب ہوتا ہے اگر صدقہ واجب ہے تو پھر اپنے صرف میں کیوں لاتے ہیں؟ اگر صدقہ واجب نہیں ہوتا تو اس کو مسجد مدرسہ کے اخراجات، معلم وغیرہ کی تنخواہ میں کیوں نہیں دے سکتے؟ اگر چڑا بغیر فروخت کے مدرسہ میں دے دیا تو تب بھی درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۷/۲۷۵۲ھ)

الجواب: اس آیت کریمہ میں صدقات سے مراد صدقات واجبہ مثل زکاۃ و صدقہ فطر و کفارہ و قیمت چرم قربانی وغیرہ ہیں، یہ سب صدقات واجبہ ہیں، اور شامی میں ہے کہ جو مصرف زکاۃ کا ہے وہی جمع صدقات واجبہ کا ہے (۱) اور چرم قربانی بعد فروخت کرنے کے واجب التصدق ہے (۲) اور تمملیک فقیر اس میں شرط ہے، لہذا تعمیر و بنائے مسجد و مدرسہ اور تنخواہ مدرسین اس سے دینا درست نہیں ہے (۳) اور ظاہر ہے کہ چرم قربانی سے بعینہ یہ کام نہیں ہو سکتے، بلکہ فروخت کر کے ہی اس کو مسجد و مدرسہ وغیرہ

(۱) شامی میں ہے: قوله: (أي مصرف الزكاة والعشر)..... وهو مصرف أيضا لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذلك من الصدقات الواجبة (الشامي مع الدر: ۲۵۶/۳، کتاب الزکاۃ، أوائل باب المصروف)

(۲) درمختار میں ہے: و يتصدق بجلدها أو يعمل منه نحو غربال وجراب إلخ لا بمستهلك إلخ فإن بيع اللحم أو الجلد به أي بمستهلك أو بدراهم تصدق بثمانه إلخ (الدر مع الرد: ۳۹۸/۹، کتاب الأضحیۃ)

(۳) و يشترط أن يكون الصرف تملیگًا، لا إباحةً كما مرّ، لا يصرف إلى بناء نحو مسجد إلخ وفي الشامي: قوله: (نحو مسجد) كبناء القناطر والسقايات وإصلاح الطرقات وكري الأنهار والحجّ والجهاد وكلّ ما لا تملك فيه. (الدر المختار والشامي: ۲۶۳/۳، کتاب الزکاۃ، باب المصروف)

میں صرف کیا جاسکتا ہے، لہذا چرم قربانی کہنے یا اس کی قیمت کہنے میں کچھ فرق نہ ہوگا۔

سورہ کہف کی آیت: ۵۱ کا مطلب

سوال: (۱۵۵) قرآن مجید میں سورہ کہف (آیت: ۵۱) میں مذکور ہے کہ ہم نے شیاطین کے پیدا کرتے وقت اپنی مدد کے لیے شیاطین کو نہیں بلایا، کوئی شے اپنے وجود سے پہلے موجود نہیں ہو سکتی تو شیطان پیدا کیے جانے سے پہلے کس طرح پیدا ہو گئے؟ (۱۳۳۵/۹۳۳)

الجواب: اس کا جواب صاحب جلالین کی اس عبارت سے واضح ہو جاتا ہے ﴿مَا أَشْهَدْتُهُمْ﴾ أي إبليس وذريته ﴿خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَا خَلَقَ أَنْفُسَهُمْ﴾ (الكهف: ۵۱) أي لم أحضر بعضهم خلق بعض الخ (۱) مطلب یہ ہے کہ بعض شیاطین سے دوسرے بعض شیاطین کے پیدا کرنے میں مدد نہیں لی، اور صاحب معالم التنزیل نے اس قدر اور عبارت زیادہ کی: فاستعين بهم على خلقها و أشاورهم فيها (۲) یعنی میں نے ان بعض شیاطین مخلوقہ کو دوسرے شیاطین کے پیدا کرنے کے وقت حاضر نہیں کیا کہ ان سے مدد طلب کروں اور مشورہ کروں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

وَالْبُذْنُ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ فِي بُذْنٍ كَيْفَ مَعْنَى هِيَ؟

سوال: (۱۵۶) آیت کریمہ: ﴿وَالْبُذْنُ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ﴾ (سورہ حج، آیت: ۳۶) میں بُذْن کے کیا معنی لیے جائیں اور بُذْن کے معنی لغت میں گائے کے آئے ہیں یا نہیں؟ اکثر لوگ شک کرتے ہیں، مفصل تحریر فرمائیں۔ (۱۳۳۷/۲۳۳۳)

الجواب: بُذْن: جمع ہے بَذْنَة کی اور بَذْنَة کے معنی لغت میں اونٹ اور گائے دونوں کے آئے ہیں مجمع البحار میں ہے: ومنه البدنة لعظمها وتقع على الجمل والناقة والبقرة (۳) (مجمع البحار) اور صراح میں ہے: بَذْنَة شتر و گاو قربانی الخ (۴) اور قاموس میں ہے: والبدنة محرقة من الإبل

(۱) تفسیر جلالین، ص: ۲۴۷، تفسیر سورة الكهف .

(۲) تفسیر معالم التنزیل للبغوي، ص: ۵۵۳، تفسیر سورة الكهف .

(۳) مجمع بحار الأنوار (کامل): ۸۱-۸۲، باب الباء مع الدال، المطبوعة: نول کشور.

(۴) صراح فارسی: ۳۳۰/۲، باب النون، فصل الباء، مطبوعة: مطبع رونق .

والبقر الخ (۱) اور صحاح جوہری میں ہے: ناقة أو بقرة (۲) پس معلوم ہوا کہ بدن کا اطلاق اہل و بقر دونوں پر آتا ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک بدن سے مراد دونوں لیے جاتے ہیں۔ کما ہو مذکور فی کتب الفقہ (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جس مکان میں پردہ نہ ہو اس کے صحن سے گزرنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۵۷) جس گھر میں پردہ نہ ہو اس کے صحن سے گزرنا جب کہ مکان والوں کی اجازت بھی ہو۔ ﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ﴾ میں داخل سمجھا جائے گا یا نہیں؟

(۱۳۳۵/۱۶۲۳ھ)

الجواب: جب کہ مکان والوں کی اجازت ہے صراحتاً یا عرفاً و عادیہ تو ان کے صحن میں سے گزرنا ﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ﴾ (سورہ نور، آیت: ۲۷) کے حکم میں داخل نہیں ہے۔ فقط

آیت: وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ کا مطلب

سوال: (۱۵۸) آیت کریمہ: ﴿وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾ (سورہ نور، آیت: ۵۵) اس کا کیا مطلب ہے؟ شیعہ اعتراض کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ اس سے اصحاب ثلاثہ کا کفر ثابت ہوتا ہے۔ (۱۳۳۹/۲۰۴۱ھ)

الجواب: اس آیت سے خلفائے راشدین کی خلافت کا اسی ترتیب سے ثبوت ہے کیونکہ

(۱) تاج العروس: ۱۳۶/۹، فصل الباء من باب النون .

(۲) البحر الرائق: ۶۲۳/۲، کتاب الحج، باب الإحرام، قبیل باب القرآن .

(۳) والبُذْن من الإبل والبقر، وقال الشافعي رحمه الله: من الإبل خاصة، لقوله عليه السلام في حديث الجمعة "فالمستعجل منهم كالمُهْدِي بَذَنَةً، والذي يليه كالمُهْدِي بقرَةً" فصل بينهما. ولنا أن البدنة تنبئ عن البدانة وهي الضخامة؛ وقد اشتركا في هذا المعنى ولهذا يجرى كل واحد منهما عن سبعة. والصحيح من الرواية في الحديث "كالمُهْدِي جزوراً" والله تعالى أعلم بالصواب. (الهداية: ۱/۲۵۶-۲۵۷، كتاب الحج، قبيل باب القرآن، فتح القدير: ۵۳۱/۲، كتاب الحج)

وعدۃ الہی ضرور پورا ہونے والا ہے، اور ﴿وَمَنْ كَفَرَ﴾ سے منکرین خلافت خلفاء راشدین مراد ہو سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نماز بے حیائی اور برے کاموں سے کب روکتی ہے؟

سوال: (۱۵۹) ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ (سورہ عنکبوت، آیت: ۴۵) جس کا مفہوم یہ ہے کہ نماز جملہ بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ کم از کم ۸۰ فیصدی نمازی دعا و فریب، جھوٹ، ریاکاری و مکاری میں مصروف ہیں، کیوں نہیں عیوب سے پاک ہوتے؟ (۱۳۳۹/۱۰۰ھ)

الجواب: اگر نماز اخلاص اور خشوع و خضوع کے ساتھ ہوگی تو امید رکھنی چاہیے کہ اثر مذکور ضرور حاصل ہوگا (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) ترجمہ شیخ الہند اور فوائد عثمانی میں ہے:

”بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی اور بُری بات سے“: نماز کا برائیوں سے روکنا دو معنی میں ہو سکتا ہے: ایک بہ طریق تسبیب؛ یعنی نماز میں اللہ تعالیٰ نے خاصیت و تاثیر رکھی ہو کہ نمازی کو گناہوں اور برائیوں سے روک دے، جیسے کسی دوا کا استعمال کرنا بخار وغیرہ امراض کو روک دیتا ہے، اس صورت میں یاد رکھنا چاہیے کہ دوا کے لیے ضروری نہیں کہ اُس کی ایک ہی خوراک بیماری کو روکنے کے لیے کافی ہو جائے، بعض دوائیاں خاص مقدار میں مدت تک التزام کے ساتھ کھائی جاتی ہیں، اُس وقت اُن کا نمایاں اثر ظاہر ہوتا ہے بہ شرطیکہ مریض کسی ایسی چیز کا استعمال نہ کرے جو اُس دوا کی خاصیت کے منافی ہو، پس نماز بھی بلاشبہ بڑی قوی تاثیر دوا ہے جو روحانی بیماریوں کو روکنے میں اکسیر کا حکم رکھتی ہے، ہاں! ضرورت اس کی ہے کہ ٹھیک مقدار میں اُس احتیاط اور بدرقہ کے ساتھ جو اطباء نے تجویز کیا ہو خاصی مدت تک اُس پر مواظبت کی جائے، اُس کے بعد مریض خود محسوس کرے گا کہ نماز کس طرح اس کی پرانی بیماریوں اور برسوں کے روگ کو دور کرتی ہے۔

دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ نماز کا برائیوں سے روکنا بہ طور اقتضاء ہو، یعنی نماز کی ہر ایک ہیئت اور اس کا ہر ایک ذکر مقتضی ہے کہ جو انسان ابھی ابھی بارگاہ الہی میں اپنی بندگی، فرمانبرداری، خضوع و تذلل اور حق تعالیٰ کی ربوبیت، الوہیت اور حکومت و شہنشاہی کا اظہار و اقرار کر کے آیا ہے، مسجد سے باہر آکر بھی بدعہدی اور شرارت نہ کرے اور اُس شہنشاہ مطلق کے احکام سے منحرف نہ ہو،

لَهُوَ الْحَدِيثُ سے کیا مراد ہے؟

سوال: (۱۶۰) ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهُوَ الْحَدِيثُ﴾ کی کیا تفسیر ہے؟

(۱۱۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: لَهُوَ الْحَدِيثُ کی تفسیر غناء کے ساتھ کی گئی ہے، شامی میں ہے درمختار کے اس قول کی شرح میں: قال ابن مسعود رضي الله عنه: صوت اللهو والغناء ينبت النفاق في القلب إلخ (الدر المختار)، وذكر شيخ الإسلام أن كل ذلك مكروه عند علمائنا واحتج بقوله تعالى: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهُوَ الْحَدِيثُ الْآيَةَ﴾ (لقمان: ۶) جاء في التفسير: أن المراد: الغناء إلخ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

== گویا نماز کی ہر ایک ادا مصلیٰ کو پانچ وقت حکم دیتی ہے کہ او بندگی اور غلامی کا دعویٰ کرنے والے! واقعی بندوں اور غلاموں کی طرح رہ، اور بہ زبان حال مطالبہ کرتی ہے کہ بے حیائی اور شرارت و سرکشی سے باز آ، اب کوئی باز آئے یا نہ آئے، مگر نماز بلاشبہ اُسے روکتی اور منع کرتی ہے، جیسے اللہ تعالیٰ خود روکتا اور منع فرماتا ہے۔ كَمَا قَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ (نحل: ۹۰) پس جو بد بخت اللہ تعالیٰ کے روکنے اور منع کرنے پر برائی سے نہیں رکتے نماز کے روکنے پر بھی اُن کا نہ رُکنا محل تعجب نہیں؟! ہاں! یہ واضح رہے کہ ہر نماز کا روکنا اور منع کرنا اُسی درجہ تک ہوگا، جہاں تک اُس کے ادا کرنے میں خدا کی یاد سے غفلت نہ ہو، کیوں کہ نماز محض چند مرتبہ اٹھنے بیٹھنے کا نام نہیں، سب سے بڑی چیز اُس میں خدا کی یاد ہے، نمازی ارکان صلاۃ ادا کرتے وقت اور قرأت قرآن یا دعاء و تسبیح کی حالت میں جتنا حق تعالیٰ کی عظمت و جلال کو متحضر اور زبان و دل کو موافق رکھے گا اتنا ہی اُس کا دل نماز کے منع کرنے کی آواز کو سنے گا، اور اُسی قدر اُس کی نماز برائیوں کو چھڑانے میں مؤثر ثابت ہوگی، ورنہ جو نماز قلب لا ہی وغافل سے ادا ہو وہ صلاۃ منافق کے مشابہ ٹھہرے گی، جس کی نسبت حدیث میں فرمایا: لَا يَذْكُرُ اللَّهَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا اِسی نماز کی نسبت لَمْ يَزِدْ بِهَا مِنَ اللَّهِ إِلَّا بُعْدًا کی وعید آئی ہے۔

(ترجمہ شیخ الہند اور فوائد عثمانی، ص: ۵۳۵، سورہ عنکبوت، آیت: ۴۵، حاشیہ نمبر: ۲)

(۱) الدر المختار والشامی: ۴۲۴/۹، کتاب الحظر والإباحة .

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ الْآيَةِ کی تفسیر

سوال: (۱۶۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس آیت کی تفسیر میں: ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ، فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ﴾ (سورہ نجم، آیات: ۹-۱۰) (۵۳۹/۱۳۳۸)۔

الجواب: راجح تفسیر اس آیت کریمہ کی جس کو صاحب جلالین نے اختیار فرمایا ہے یہ ہے: (۱) فنزل جبرئیل علیہ السلام فی صورة الآدمیین ثم ذنی قرب منه فتدلی زاد فی القرب فکان منه قَابَ قدر قَوْسَینِ أَوْ أَدْنَىٰ من ذلك حتی أفاق وسکن روعه فأوحی تعالیٰ إلی عَبْدِهِ جبرئیل ما أوحی جبرئیل إلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولم یذكر الموحی تفخیمًا لشأنه (۲) وفي الآية تفاسیر أخر مذکورة فی کتب التفاسیر. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ کا مصداق کون ہے؟

سوال: (۱۶۲) آج کل مرزا غلام احمد قادیانی کا مذہب رزم افزوں ہے، اور پیروانِ مرزا مذکور کا دعویٰ ہے کہ مرزا مذکور بھی گذشتہ انبیاء کی طرح پیغمبرِ خدا تھے، اور خاتم النبیین سے یہ مراد ہے کہ گو شریعتِ نواقیم نہ ہوگی، تاہم انبیاء ضرور آئیں گے، اسی امر کو حدیثِ ثبوت تک پہنچانے کے لیے یہ آیت (۱) بیان القرآن میں ہے: کہ ایک بار حضور ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے درخواست کی کہ مجھ کو اپنی اصلی صورت دکھا دو، انہوں نے حراء کے پاس وحسب روایت ترمذی ”جیاد“ میں وعدہ ٹھہرایا، آپ ﷺ وہاں تشریف لے گئے تو اُن کو اُفقِ مشرقی میں دیکھا کہ اُن کے چھ سو (۶۰۰) بازو ہیں، اور اس قدر پھیلے ہوئے ہیں کہ اُفقِ غربی تک گھیر رکھا ہے، آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے، اُس وقت جبرئیل علیہ السلام بہ صورتِ بشریہ ہو کر آپ کے پاس تسکین کے لیے اُتر آئے، جس کا آگے ذکر ہے، کذا فی الجلالین۔

حاصل یہ کہ وہ فرشتہ اَوّل صورتِ اصلیہ میں اُفقِ اعلیٰ پر نمودار ہوا، پھر جب آپ بے ہوش ہو گئے تو وہ فرشتہ آپ کے نزدیک آیا، پھر اور نزدیک آیا، سو..... دو کمائوں کی برابر فاصلہ رہ گیا، بلکہ..... اور بھی کم فاصلہ رہ گیا..... پھر افاقہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس فرشتہ کے ذریعہ سے اپنے بندے محمد ﷺ پر وحی نازل فرمائی جو کچھ نازل فرمائی تھی۔ (بیان القرآن ۱۱/۶۶، تفسیر سورہ نجم، مطبوعہ: اشرف المطابع، تھانہ بھون، مظفر نگر)

(۲) تفسیر الجلالین، ص: ۴۳۷، تفسیر سورۃ النجم۔

پیش کرتے ہیں: ﴿وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾ اِلٰی قَوْلِهِ تَعَالٰی: ﴿وَهُوَ يُدْعَىٰ اِلَى الْاِسْلَامِ﴾ (سورہ صف، آیات: ۶-۷) اور اس کی تفسیر اس طرح بیان کرتے ہیں کہ یہ بشارت آنحضرت ﷺ کے لیے ہے تو پھر ﴿يُدْعَىٰ اِلَى الْاِسْلَامِ﴾ کیوں فرمایا؟ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا نہ کہ آنحضرت ﷺ کو اسلام کی طرف کسی نے بلایا، اور یہ بشارت مرزا غلام احمد پر صادق آتی ہے کیونکہ غیر احمدی مسلمانوں نے کفر کا فتویٰ لگا کر دوبارہ مسلمان ہونے کی ترغیب و دعوت دی تھی، ظاہر یہ دلیل معقول معلوم ہوتی ہے، اور جب سے اس بیچ مداں (بے علم) نے اس کو سنا ہے طبیعت عجیبِ مخصہ میں گرفتار ہے، اور علومِ دینیہ کی طرف سے جاہل مطلق ہونے کے سبب عقلِ نارسا قرار واقعی فیصلہ سے معذور ہے، خوف ہے کہ راہِ حق سے برگشتہ نہ ہو جاؤں، امید واثق ہے کہ آیت مذکورہ بالا کا مطلب بالتشریح بیان فرمائیں۔ (۱۳۴۲/۱۷۲۹)

الجواب: از حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم، جناب من! بعد سنت الاسلام کے عرض ہے کہ آپ کے شبہ کے متعلق ہمارے مدرسہ کے ایک مدرس صاحب نے جو تحریر لکھی ہے وہ مرسل خدمت ہے:

خلاصہ یہ ہے کہ قادیانیوں کا یہ کہنا کہ خاتم النبیین سے مراد یہ ہے کہ گو شریعت نواقم نہ ہو، مگر انبیاء ضرور آئیں گے محض غلط ہے، اور اس میں تکذیب ہے آنحضرت ﷺ کی کہ آپ فرماتے ہیں: انا خاتم النبیین لانی بعدی (۱) کہ میرے آنے کے بعد انبیاء کا آنا موقوف ہو گیا، کوئی نبی میرے بعد نہیں آئے گا، اور ﴿وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾ کا صاف اور صحیح مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ نے اپنی امت بنی اسرائیل کو فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف، تصدیق کرنے والا ہوں تو رات کی جو مجھ سے پہلے نازل ہوئی، اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئیں گے کہ نام ان کا احمد ہے، اس بعد میں آنے والے رسول کی نسبت خود آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نبی اور رسول کی بشارت حضرت عیسیٰ نے دی ہے وہ میں ہوں

(۱) عن ثوبان رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تقوم الساعة حتى تلحق قبائل من أمتي بالمشركين، وحتى يعبدوا الأوثان، وأنه سيكون في أمتي ثلاثون كذابون كلهم يزعم أنه نبي وأنا خاتم النبيين الحديث. (سنن الترمذي: ۲/۴۵، أبواب الفتن، باب ما جاء لا تقوم الساعة حتى يخرج كذابون)

جیسا کہ الفاظ حدیث: وبشروی عیسیٰ اس کی صریح دلیل ہے پس اس کے بعد بہ مقابلہ قول رسول اللہ ﷺ کے کسی مفتری کذاب کا یہ کہنا کہ جس کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے وہ محمد ﷺ نہیں ہیں وہ میں ہوں کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ اس کے بعد آیتوں کا مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب وہ رسول جن کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی، آیات قرآن شریف لے کر آئے تو کفار نے کہا کہ یہ جادو ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کافر سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے کہ اس کو اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے اور وہ اس کی تکذیب کرتا ہے اور اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے، تو حاصل یہ ہے کہ جن کو محمد ﷺ نے اسلام اور ایمان کی طرف بلایا اور وہ بلانے والے کی تکذیب کرنے لگے اور ان کی لائی ہوئی کتاب کو جھوٹا کہنے لگے تو ان کفار سے زیادہ ظالم کون ہیں یعنی وہ بڑے ظالم ہیں والسلام علی من اتبع الهدی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم آیت: ﴿وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِ مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾ (سورہ صف، آیت: ۶) پر مرزائیوں کے اعتراضات کا جواب آیت میں ﴿مِنْ بَعْدِي﴾ ہے، جس کا ترجمہ ”میرے بعد ہے“، اب بتلائیے کہ اگر آیت کا مصداق مرزاجی کو قرار دیا جائے تو وہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہی ہیں یا بہ قول مرزائیوں اگر رسول ہوں بھی جب بھی محمد ﷺ کے بعد ہیں، لہذا فصیح محاورہ کے موافق وَمُبَشِّرًا مِنْ بَعْدِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہونا چاہیے تھا، جس کا ترجمہ یہ ہوتا کہ ”میں بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو محمد ﷺ کے بعد آنے والا ہے“ مگر الفاظ آیت کے ﴿مِنْ بَعْدِي﴾ ہیں، جس کا مقتضایہ ہے کہ وہ مبشر رسول ان کے بعد ہی ہونا چاہیے۔

یہ درست ہے کہ مرزا بھی ان کے بعد میں ہی ہے، مگر یوں تو قیامت بھی ان کے بعد میں ہی ہے، دیکھنا یہ ہے کہ محاورہ اور فصیح زبان کے موافق ﴿مِنْ بَعْدِي﴾ نبی کریم ﷺ کو چھوڑ کر مرزا پر صادق آتا ہے، یا براہ راست نبی کریم ﷺ ہی پر، قرآن معجز ہے، درجہ فصاحت میں ذرۃ علیا میں ہے، کیا ایسے کلام میں ﴿مِنْ بَعْدِي﴾ کے ایسے رکیک معنی لیے جاسکتے ہیں، دیکھو! جب اردو میں بولتے ہیں کہ فلاں جلسہ میں گیا اور میرے بعد زید گیا تو کیا اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اس شخص اور زید کے درمیان بہت سے آدمی زید سے قبل ہی جا چکے تھے؟! اسی طرح جب بولتے ہیں کہ میں آفتاب غروب ہونے سے پہلے تم سے ملاقات کروں گا تو کیا اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ دن کے دس

بجے میں تم سے ملوں گا؟! حالانکہ دن کے دس بچے پر بھی غروب آفتاب سے قبل صادق ہے، پس فی نفسہ کسی بات کا صادق ہو جانا اور بات ہے اور اس کا محاورہ کے موافق ہونا امر دیگر ہے، اسی طرح اس آیت میں بھی میرے بعد کا لفظ نبی کریم ﷺ پر ہی حسب محاورہ صادق ہوگا نہ مرزا پر، کیونکہ مرزا بھی بعد ہی میں ہے اور آنحضرت ﷺ بھی بعد ہی میں ہیں، مگر چونکہ حسب محاورہ میرے بعد کا کلمہ اقرب اور اتصال کے لیے بیشتر مستعمل ہوتا ہے، لہذا کوئی وجہ نہیں کہ بلا وجہ ایک فصیح محاورہ کو چھوڑ کر مرزاجی کو اس کا مصداق قرار دیا جائے، حالانکہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد نہیں، بلکہ محمد ﷺ کے بعد ہیں، لہذا اس بناء پر اگر اس پیش گوئی کو مرزا پر چسپاں کیا جائے تو اولاً عیسیٰ علیہ السلام پر سخت الزام عاید ہوتا ہے، والعیاذ باللہ، یعنی یہ کہ باوجود اس تفصیل کے پھر پیش گوئی کے الفاظ خواہ مخواہ خلاف محاورہ اور خلاف فصاحت ایک ایسے معنی کیوں مراد لیے جس سے بے وجہ لوگ دھوکے میں مبتلا ہوں، گویا کہ ان کا مقصد ہی یہ تھا کہ میرے بعد کا لفظ بول کر مراد لوں محمد مصطفیٰ ﷺ کے بھی بعد تاکہ لوگ خوب گمراہ ہوں والعیاذ باللہ۔

دوم اس میں آنحضرت ﷺ کی سخت ہتک ہے، کیا عیسیٰ علیہ السلام کے نزدیک مرزاجی آنحضرت ﷺ سے زیادہ قابل بشارت تھے کہ قرآن میں مرزا علیہ اللعن کی تو بشارت آئے اور آنحضرت ﷺ کا ذکر ہی نہ ہو۔ والعیاذ باللہ

خدا کے عذاب سے خوف چاہیے کہ ہم خدا کے افضل الرسل سے بھی مرزا علیہ اللعن کو آگے بڑھائیں حالانکہ مرزا کفار میں سے بھی اعلیٰ درجہ کا کافر بلکہ کافر گر ہے کہ مدعی نبوت ہے اور نصوص قطعیہ کا منکر۔ دوسری بات یہ سمجھئے کہ قرآن میں تو نام لے کر بتلا دیا گیا ہے کہ وہ مبشر رسول احمد ہوگا، کیا مرزا کا نام احمد ہی ہے یا غلام احمد ہے؟! یاد رکھو کہ احمد کے نام سے تو اس کے مریدین بھی اسے شناخت نہیں کر سکتے اور غلام احمد کے نام سے ساری دنیا سمجھ لیتی ہے کہ اس سے وہی مدعی نبوت کا ذہب مراد ہے۔

تیسری بات یہ بھی دیکھنے کے قابل ہے کہ قرآن آج سے تیرہ سو سال پہلے خبر دے رہا ہے کہ وہ مبشر رسول آچکا حالانکہ اس وقت مرزاجی کے آباء و اجداد کا بھی پتا نہ ہوگا، چنانچہ اسی آیت کو آخر تک

پڑھئے۔ ﴿فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ﴾ (سورہ صف، آیت: ۶) کسی ترجمہ والے قرآن شریف کو ہاتھ میں لے کر دیکھئے کہ اس آیت کا کیا ترجمہ ہے یعنی جب وہ رسول معجزات کے سمیت ان کے پاس پہنچا تو اس کے معجزات کو کفار نے کھلا جادو ٹھہرایا، پس کیا انصاف کا خون نہ ہوگا کہ جو شخص حسب بیان قرآن شریف اس وقت آلیا ہو، اور اس کے معجزات کو سحر بھی ٹھہرایا گیا ہو، وہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد میں بھی ہو، اس کا نام بھی احمد ہو وہ تو اس پیش گوئی کا مصداق نہ ٹھہرے، اور وہ شخص جس کا اس قرآنی خبر کے وقت کہیں نام و نشان تک نہ ہو، نہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہو، نہ اس کا نام احمد ہو، نہ اس کے مزعومہ معجزات کو سحر و کہانت ٹھہرایا گیا ہو بلکہ جھوٹ بتلایا گیا ہو وہ اس کا مصداق قرار دیا جائے، اور کیا مخلوق کی عقل جاتی رہی تھی جو ان کے معجزات کو سحر ٹھہراتی، انہوں نے بہت بڑا نشان یہ مقرر کیا تھا کہ محمدی بیگم میرے نکاح میں آئے گی، حالانکہ اگر ان کے نکاح میں آجاتی جب بھی کون سا معجزہ تھا؟! آخر دنیا میں نکاح ہوتے ہی ہیں مگر خدا نے بھی مرزا کی رسوائی کے لیے نکاح نہ ہونے دیا، اور محمدی بیگم نہایت خوش و خرم بااولاد دوسرے کے نکاح میں رہی، اگر آپ کو مفصل دیکھنا ہے تو ”فیصلہ آسمانی“ مصنفہ مولوی محمد علی صاحب مونگیری مٹکا کر دیکھئے، تاکہ آپ کو حقیقت کھل جائے کہ کیا عیسیٰ علیہ السلام ایسے ہی شخص کی بشارت دیں گے جو محض ایک جوان عورت سے نکاح کی خاطر ایک مدت دراز تک اپنے عزیزوں کی کس قدر خوشامد کرتا رہا، الغرض مرزا نے کوئی سحر کے طور پر بھی کام نہیں کیا، البتہ جوشی اور رومانی کا کام تو کیا ہے، سو اس میں بھی کوئی خاص امتیاز نہیں دکھلایا، ایک ہندو پنڈت جتنا حساب لگا کر کہہ سکتا ہے مرزا کی پیش گوئیاں اس کے حساب سے کچھ زیادہ ہی جھوٹی ثابت ہوئیں، مجھے چونکہ اس وقت تفصیل مد نظر نہیں اس لیے آپ کو یہ مشورہ دوں گا کہ آپ ایک مرتبہ ضرور اس کے رد کی کتابیں بھی پڑھیں تاکہ حقیقت حال آپ پر روشن ہو۔

چوتھے اس پر بھی غور کیجئے کہ ﴿وَهُوَ يُدْعَىٰ إِلَى الْإِسْلَامِ﴾ کے معنی کیا ہیں؟ پوری آیت اس طرح ہے: ﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعَىٰ إِلَى الْإِسْلَامِ﴾ (سورہ صف، آیت: ۷) کسی مسلمان کے مترجم حمائل میں اس کا ترجمہ دیکھ لیجئے تاکہ آپ پر مرزائیوں کی

دھوکا بازی خوب منکشف ہو جائے، ترجمہ یوں ہے: اور اس سے زیادہ ظالم کون شخص ہوگا جو اللہ پر جھوٹ افتراء باندھے اس حال میں کہ وہ بلایا جاتا ہو اسلام کی طرف، خدا کے نبی کی طرف، ظاہر ہے کہ خدا پر افتراء کرنا بہت بڑا جرم ہے، مگر ایسے حال میں افتراء کرنا جب کہ خدا کا رسول اسے اسلام کی طرف بلائے بہت ہی بڑا ظلم ہے، لہذا وَهُوَ كَا مَرَجٍ مَنْ أَظْلَمُ ہے، جو کہ بہ حقیقت مکذبین ہیں نہ رسول، اگر آیت کا ترجمہ اسی طور سے ہو جیسا کہ مرزائی کہتے ہیں تو بجائے اس کے کہ مرزا جی نبی ثابت ہوں اعلیٰ درجہ کے مفتری قرار پاتے ہیں کیونکہ پوری آیت کا ترجمہ تو یہ ہے کہ ایسے شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو خدا پر افتراء کرے اس حال میں کہ وہ اسلام کی طرف بلایا گیا ہو، اب اگر ﴿وَهُوَ يُدْعَىٰ إِلَى الْإِسْلَامِ﴾ سے مراد مرزا جی ہیں تو مرزا جی سب سے اوّل نمبر کے جھوٹ باندھنے والے اور اعلیٰ درجہ کے ظالم قرار پاتے ہیں، کیونکہ ﴿وَهُوَ يُدْعَىٰ إِلَى الْإِسْلَامِ﴾ قرآن عزیز میں اسی شخص کی نسبت کہا جا رہا ہے جو خدا پر افتراء باندھے اور اس حال میں افتراء باندھے کہ اسے اسلام کی طرف بھی بلایا جا رہا ہو، ماسواء اس کے یہ بھی تو غور کیجئے کہ اگر ﴿وَهُوَ يُدْعَىٰ إِلَى الْإِسْلَامِ﴾ سے مراد مرزا جی ہیں تو پھر قرآن شریف سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص اسلام کی طرف بلایا جاتا ہو، مگر مرزا جی کے خیال کے موافق جب کہ ہم ان کے انکار سے کافر ٹھہر گئے تو کیا ہمارے مذہب کا نام خداوند عالم اسلام رکھے گا، اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ مرزا کافر ہے اور اس کے مخالف مسلمان ہیں، اور اسی لیے اسے اسلام کی طرف بلائے ہیں اور اسی لیے خدا ان کے مذہب کا نام اسلام رکھتا ہے، ہاں اگر آیت میں: وَهُوَ يُدْعَىٰ إِلَى الْكُفْرِ ہوتا جب بھی ایک بات تھی، دیکھئے اسی کی نظیر قرآن میں دوسری جگہ بھی ہے: ﴿الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ، وَاللَّهُ يَعِدُكُمْ مَغْفِرَةً مِنْهُ وَفَضْلًا﴾ (سورہ بقرہ، آیت: ۲۶۸) یعنی شیطان وعدہ کرتا ہے تم سے فقر کا اور امر کرتا ہے تم کو بری باتوں کا اور اللہ تعالیٰ تم سے مغفرت و فضل کا وعدہ کرتا ہے، اب دیکھئے کہ شیطان جس کو دھوکا دیتا ہے اس کو وہ مغفرت اور فضل ہی قرار دیتا ہے، مگر خدا اس کا نام فقر اور فحشاء رکھتا ہے، اسی طرح اگر مرزا کے مخالف کافر ہوتے تو خدا تعالیٰ وَهُوَ يُدْعَىٰ إِلَى الْكُفْرِ کہتا۔

پنجم اس کے بعد آخر میں ایک فیصلہ کن بات عرض کرتا ہوں وہ یہ کہ مرزائی تو کہتے ہیں کہ مرزا عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہے، مگر آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میں ہوں بشارت عیسیٰ علیہ السلام، اب

آپ خود فیصلہ کر لیجئے کس کو ترجیح دیتے ہیں، روایت تفسیر ابن کثیر: (۴۵۰/۹) میں اس طرح مذکور ہے: قالوا: يا رسول الله! أخبرنا عن نفسك، قال: دعوة أبي إبراهيم وبشرى عيسى الحديث وهذا إسناد جيد وروي له شواهد من وجوه آخر إلخ (۱) یعنی آپ ﷺ نے فرمایا: میں دعا ہوں ابراہیم علیہ السلام کی اور بشارت ہوں عیسیٰ علیہ السلام کی، اسی طرح تفسیر فتح البیان: (۳۱۴/۹) میں ہے: عن أبي موسى قال: أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم أصحابه أن يأتوا النجاشي وذكر الحديث، وفيه قال: سمعت النجاشي يقول: أشهد أن محمداً رسول الله وأنه الذي بشر به عيسى إلخ (۲) حضرت نجاشی فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے پیغمبر ہیں، اور آپ وہی نبی ہیں جن کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی۔

پتھروں کو دوزخ میں جلانے کی حکمت

سوال: (۱۶۳) ﴿وَقُودَهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾ سب پتھر دوزخ میں جلیں گے یا خاص خاص؟ اور پتھروں کا کیا تصور ہے؟ (۱۳۴۲/۱۲۹۳ھ)

الجواب: مفسرین ﴿وَقُودَهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾ (سورہ تحریم، آیت: ۶) کی تفسیر میں کما صنماہم منها (۳) تحریر فرماتے ہیں کہ ان پتھروں میں بت بھی شامل ہیں اور دوسرے پتھر بھی، لیکن کل پتھروں کا وقود نار (دوزخ کا ایندھن) ہونا ضروری نہیں ہے جس قدر اللہ تعالیٰ چاہے گا اس قدر پتھر دوزخ کا وقود (ایندھن) ہوں گے اور قصور پتھروں کا ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ اس سے غرض تذلیل عابدین اصنام ہے، اور کوئی دوسری حکمت بھی ہو سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ مِثْلَ هَوَىٰ سَے کونسی خواہشات مراد ہیں؟

سوال: (۱۶۴) قوله تعالى: ﴿وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ﴾

(۱) تفسیر ابن کثیر: ۳۴۲/۸، تفسیر سورة الصف، المطبوعة: مطبعة المنار، مصر.

(۲) فتح البیان فی مقاصد القرآن: ۳۱۴/۹، تفسیر سورة الصف، المطبوعة: المطبعة الكبرى

الميرية، مصر.

(۳) تفسیر الجلالین، ص: ۴۶۵، تفسیر سورة التحریم.

(سورۃ نازعات، آیت: ۴۰) میں ہوسوی کون سی خواہش کو کہتے ہیں؟ حالانکہ نفس ہمیشہ عمدہ خوراک، نفس لباس، مزین مکان، حسین شہوات وغیرہ کی خواہش کرتا ہے جو فی نفسہ جائز ہے، لیکن اگر حد سے تجاوز کر جاوے تو ناجائز ہے، مثلاً ان چیزوں کے حاصل کرنے میں مال اور دولت کی ضرورت ہے جو حسب دل خواہ نہیں ملتا، تو حرص وغیرہ مذموم اخلاق میں گرفتار ہو جاتا ہے؟ (۳۲/۲۶۶۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: ہوس سے مراد معاصی ہیں، یعنی وہ خواہشات نفسانیہ جو معاصی کی طرف بلاتی ہیں۔

لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ میں مِثْلُهَا کی ضمیر کا مرجع کیا ہے؟

سوال: (۱۶۵) ﴿لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ﴾ (سورۃ فجر، آیت: ۸) میں مِثْلُهَا کی ضمیر قوم عادی کی طرف راجع ہے، یا باغ ارم کی طرف جو شہداد نے بنایا تھا، مفسرین کا اس میں کیا فیصلہ ہے؟ (۸۲۷/۴۴-۱۳۳۵ھ)

الجواب: اس میں اختلافات ہیں، آپ کو ان اختلافات کی تحقیق کے پیچھے نہ پڑنا چاہیے، اور ضمیر کا مرجع دونوں ہو سکتے ہیں (۱) چنانچہ تفسیر معالم التنزیل میں دونوں قول نقل کیے ہیں (۲) فقط

سورۃ ماعون میں مَا عُونُ سے کیا مراد ہے؟

سوال: (۱۶۶) سورۃ ﴿أَرْءَيْتَ الَّذِي﴾ کی آخری آیت کا کیا مطلب ہے؟ اور کس موقع پر نازل ہوئی؟ (۱۲۱۰/۱۳۳۵ھ)

(۱) فوائد عثمانی میں ہے:

یعنی اُس وقت دنیا میں اس قوم جیسی کوئی قوم مضبوط و طاقتور نہ تھی، یا اُن کی عمارتیں اپنا جواب نہیں رکھتی تھیں۔ (فوائد عثمانی مع ترجمہ شیخ الہند، ص: ۹۰، سورۃ فجر، آیت: ۸، حاشیہ نمبر: ۴)

(۲) و قوله: ﴿لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ﴾ أي لم يخلق مثل تلك القبيلة في الطول والقوة، وهم الذين قالوا: "من أشد منا قوة". وقيل سموا ذات العماد لبناء بناه بعضهم فشيده عمدته و رفع بنيانه، يقال: بناه شداد بن عاد على صفة لم يخلق في الدنيا مثله، و سار إليه في قومه فلما كان منه على مسيرة يوم وليلة بعث الله عليه و على قومه صيحة من السماء فاهلكهم جميعاً. (تفسير معالم التنزيل للبغوي، ص: ۹۷، تفسير سورة الفجر)

الجواب: سورہ ﴿آرَاءَ يَتَّذِنُ الَّذِينَ﴾ کی آخری آیت: ﴿فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ، الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ، الَّذِينَ هُمْ يُرَءَوْْنَ، وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ﴾ (سورہ ماعون، آیت: ۴-۷) کا ترجمہ یہ ہے: ”سو خرابی ہے ان لوگوں کے لیے جو نماز سے غفلت کرتے ہیں، اور اگر پڑھتے ہیں تو ریاء سے پڑھتے ہیں اور ان لوگوں کے لیے جو برتنے کی چیز کسی کو عاریہ نہیں دیتے یا مال کی زکاۃ نہیں دیتے۔“

حضرت علی اور ابن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہ صحابہ سے یہ تفسیر منقول ہے کہ مَاعُونَ سے مراد زکاۃ ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے یہ منقول ہے کہ کلباڑی ڈول وغیرہ مراد ہے جو اشیاء آپس میں لی دی جاتی ہیں، اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ مَاعُونَ میں زکاۃ سے لے کر چھوٹی چھوٹی چیزیں جو عاریہ دی جاتی ہیں داخل ہیں (۱) الغرض اگر مراد زکاۃ لی جاوے تب تو کچھ اشکال نہیں ہے، اور اگر ڈول و کلباڑی وغیرہ مستعار دینا مراد ہو تو پھر مطلب یہ ہے کہ کسی کو اگر ضرورت کسی ایسی چیز کی پیش آوے اور وہ مستعار مانگے اور جس سے مانگتا ہے اس کے پاس موجود ہو تو پھر انکار کرنا اچھا نہیں، اور بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ یہ آیات: ﴿فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ﴾ سے آخر تک منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی منقول ہے، معالم التنزیل میں ہے: قال ابن عباس رضي الله عنهما: هم المنافقون إلخ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

چند آیتوں کی تفسیریں

سوال: (۱۶۷) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع مبین ان مسئلوں میں کہ ایک شخص مولوی عبداللہ شاہ صاحب نے ان آیتوں کی یہ تفسیریں کی ہیں جو ذیل میں درج ہیں، یہ تفسیریں صحیح

(۱) ﴿وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ﴾ روي عن علي أنه قال: هي الزكاة، وهو قول ابن عمر والحسن وقتادة والضحاك، وقال عبد الله بن مسعود: الْمَاعُونَ: الفأس والدلو والقدر وأشباه ذلك، وهي رواية سعيد بن جبیر عن ابن عباس رضي الله عنهما، قال مجاهد: الْمَاعُونَ: العارية، وقال عكرمة: أعلها: الزكاة المعروفة وأدناها عارية المتاع، وقال محمد بن كعب والكلبي: الْمَاعُونَ: المعروف الذي يتعاطاه الناس فيما بينهم وقيل: الْمَاعُونَ: ما لا يحل منعه مثل الماء والملح والنار. (تفسير معالم التنزيل، ص: ۹۹۶، تفسير سورة الماعون)

ہیں یا نہیں؟ اور مطابق مذہب اہل سنت ہیں یا نہیں؟ اگر صحیح ہیں تو قرآن مترجم مولانا شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی اور مولانا محمود الحسن صاحب اور تفسیر جلالین اور تفسیر کشاف وغیرہ میں کیوں اس کے خلاف لکھا ہے؟ اگر نہیں ہیں تو مولوی صاحب کی غلطی ہے یا نہیں؟ اور آیتوں کی صحیح تفسیر مع شان نزول اور مقام نزول اور احادیث صحیحہ جو ان آیتوں کے متعلق ہوں اور اقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے مطلع فرماویں، وہ آیتیں یہ ہیں (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(الف) آیت تطہیر کی تفسیر اور حدیث کساء کا مطلب

سوال: (الف) آیت تطہیر: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ الْآيَةَ﴾ (سورہ احزاب، آیت: ۳۳) کی تفسیر مولوی صاحب مذکور نے یہ کی ہے کہ یہ آیت شان میں حضرت علیؓ وفاطمہؓ و حسنؓ و حسینؓ کے نازل ہوئی ہے، اور وہی اس کے مخاطب ہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت یہی لوگ ہیں اور دلیل اس کی حدیث کساء پیش کی۔

الجواب: (الف) حدیث کا مقتضا صرف یہ ہے کہ اہل بیت میں یہ لوگ بھی ہیں، اور ان کے سواء ازواج مطہرات وغیرہم بھی داخل ہیں، اور ”حدیث کساء“ متدل شیعہ کا ہے جس سے وہ اہل بیت کا اطلاق صرف حضرت فاطمہ و حسن و علی رضی اللہ عنہم کے لیے ثابت کرنا چاہتے ہیں، مگر یہ استدلال اور ان کا مقصد غلط ہے، الفاظ روایت مساعدت نہیں کرتے (۲)

(۱) رجسٹر میں پہلے تمام سوالات، پھر اردو میں ان کے جوابات، اس کے بعد عربی عبارتیں درج ہیں، ہم نے ہر آیت سے متعلق سوال اور اس کے اردو عربی جوابات کو ایک ساتھ رکھا ہے، تاکہ سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔ ۱۲

(۲) حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری تحفۃ اللمعی شرح جامع الترمذی میں ارقام فرماتے ہیں: ایک دفعہ آنحضور ﷺ نے اپنی ازواج سے ناراض ہو کر ایک مہینہ کے لیے ایلاہ فرمایا تھا، جب مہینہ پورا ہوا تو سورہ احزاب کا ایک مکمل رکوع نازل ہوا جس میں حضور ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ اپنی بیویوں کو اختیار دیں جو چاہے تنگی ترشی کے ساتھ آپ کے ساتھ رہے اور جو دنیا کی آسائش چاہے وہ آپ سے علیحدگی اختیار کر لے، تمام ازواج نے ذات نبوی کو دنیا کی آسائش پر ترجیح دی اور آپ ﷺ کے ساتھ رہنے کو پسند کیا، اس واقعہ کے ضمن میں یہ آیت ہے:

== ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے نبی کے گھر والو! تم سے آلودگی کو دور رکھے اور تم کو پاک و صاف کرے، شیعہ کہتے ہیں: اس آیت کا مصداق حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حضرات حسین رضی اللہ عنہم ہیں، اور وہی اہل بیت ہیں، ان کو یہ غلط فہمی ایک حدیث سے ہوئی ہے وہ حدیث یہ ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے، آپ نے کمرلے لیا اور رکھا تھا، حضرت حسن جو بچے تھے آئے آپ نے ان کو کمرلے لیا، پھر حضرت حسین آئے تو ان کو بھی کمرلے لیا، پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں تو آپ ﷺ نے ان کو بھی کمرلے لیا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے انہیں بھی کمرلے لیا اور خود باہر نکل گئے، اور دعا فرمائی: ”اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے گندگی کو دور فرما اور ان کو پاک و صاف رکھ“ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جب رحمت کا دریا بہتا دیکھا تو دوڑی آئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے بھی کمرلے لے لیجیے، آپ ﷺ نے اُن کو کمرلے کے نیچے نہیں لیا اور فرمایا: اَنْتِ عَلٰی خَيْرٍ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ تم تو پہلے ہی سے اہل بیت میں شامل ہو، یعنی تم تو آیت کا شان نزول ہو؛ کیوں کہ ان آیتوں کا اصل مصداق ازواج مطہرات ہیں، مگر حضور ﷺ نے آیت کے عموم میں ان چاروں کو بھی شامل کرنا چاہا اور اس کے لیے دعا فرمائی اور یقیناً آپ کی دعا قبول ہوئی ہوگی۔

پس جس طرح اس آیت کا اصل مصداق ازواج مطہرات ہیں اور حضرات اربعہ ان کے ساتھ ملحق ہیں، اسی طرح آیت: ﴿لَمَسْجِدَ أُسَسَ عَلَى التَّقْوَى﴾ کا اصل مصداق مسجد قبا ہے، اور مسجد نبوی اس کے ساتھ ملحق ہے، مگر خارجی قرآن کی بناء پر مسجد نبوی بہ درجہ اولیٰ مصداق ہے، یعنی یہاں ملحق بہ بڑھ گیا ہے، کیوں کہ آنحضرت ﷺ نے اس میں دس سال تک مسلسل نمازیں پڑھی ہیں، اور مسجد قبا میں صرف چودہ دن نمازیں پڑھی ہیں، اور حضرات اربعہ کی ازواج مطہرات پر افضلیت کے لیے کوئی قرینہ نہیں، اس لیے اصل یعنی ازواج مطہرات اور ملحق بہ یعنی حضرات اربعہ اہل بیت کے مصداق میں یکساں ہیں۔ واللہ اعلم (تحفة الألعی: ۱۴۳/۲-۱۴۴، کتاب الصلوة، باب ما جاء في المسجد الذي أسس على التقوى، رقم الحديث: ۳۳۳)

نیز حضرت موصوف ایک اور جگہ ارقام فرماتے ہیں:

چهارتن، یعنی حضرات فاطمہ، حسن، حسین اور علی رضی اللہ عنہم کی اہل البیت میں شمولیت: دعائے نبوی کی برکت سے ہوئی ہے، اہل البیت کا اصل مصداق ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہیں، کیونکہ سورۃ الاحزاب میں آیات تحمیر کے بعد پانچ آیتوں میں ازواج ہی کے لیے مختلف ہدایات، نصائح اور فضائل بیان ہوئے ہیں، اور ان کے درمیان میں یہ آیت آئی ہے:

==

== ﴿أَنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾: اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے نبی کے گھر والو! تم سے آلودگی کو دور رکھے، اور تم کو ہر طرح سے پاک صاف کرے، اہل بیت میں الف لام عہدی ہے، اور مراد نبی ﷺ کا گھر ہے، اور آپ کے گھر والوں سے مراد آپ کی ازواج ہیں، اور اس کا قرینہ یہ ہے کہ پورے رکوع میں خطاب ازواج ہی سے ہے اور سورۃ ہود، رکوع: ۷ میں بھی اہل بیت سے حضرت سارہؑ مراد ہیں، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اہلیہ تھیں، مگر آیت عام ہے، کیونکہ عَنْكُمْ اور وَيُطَهِّرْكُمْ میں مذکر ضمیریں استعمال ہوئی ہیں، اس لیے نزول آیت کے ساتھ ہی نبی ﷺ نے چارتن کو ایک کمرے میں لے کر دعا کی: ”الہی! یہ بھی میرے گھر والے ہیں“ یہ دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی جیسا کہ (ایک) دوسری حدیث میں آپ کا چارتن کو اہل بیت سے خطاب فرمانا مروی ہے۔

حدیث: نبی ﷺ کے پروردہ حضرت عمر بن ابی سلمہ کہتے ہیں: جب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نبی ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی: ”اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے نبی کے گھر والو! تم سے آلودگی کو دور رکھے، اور تم کو ہر طرح سے پاک و صاف کرے“ تو آپ ﷺ نے حضرات فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا، پس ان کو ایک چادر اوڑھائی، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی پیٹھ کے پیچھے تھے، پس ان کو بھی کمرے میں لے کر دعا فرمائی: ”الہی! یہ لوگ (بھی) میرے گھر والے ہیں، پس ان سے گندگی کو دور کیجیے، اور ان کو خوب پاک صاف کیجیے“..... حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اور میں (بھی) ان کے ساتھ ہوں اے اللہ کے نبی! آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم اپنی جگہ رہو، اور تم بڑی خیر پر ہو“۔

تشریحات

۱- چارتن کے لیے دعا کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ وہ آیت کا مصداقِ اوّل نہیں تھے، آیت ازواج مطہرات کے بارے میں نازل ہوئی تھی، مگر چونکہ آیت کا اسلوب عام تھا، اس میں مؤنث کے بجائے مذکور ضمیریں استعمال ہوئی تھیں، اس لیے اس میں مردوں کی شمولیت کی بھی گنجائش تھی، چنانچہ آپ ﷺ نے دعا فرمائی، اور آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے چارتن بھی آیت میں شامل کر لیے گئے۔

۲- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی چادر کے نیچے آنا چاہتی تھیں، مگر اس کی ضرورت نہیں تھی، اس لیے ان سے فرمایا: ”تم اپنی جگہ رہو، اور تم بڑی خیر پر ہو“، یعنی تم تو آیت کا شانِ نزول ہو، آیت تم ازواج مطہرات کے بارے ہی میں نازل ہوئی ہے، پس تم آیت کا مصداقِ اوّل ہو، تمہیں دعائے نبوی کی حاجت نہیں۔

(تحفة الألعی: ۳۹۶-۳۹۷، أبواب تفسیر القرآن، چارتن کی اہل بیت میں شمولیت، رقم

الحديث: ۳۲۲۹)

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ الْآيَةَ﴾ معالم التنزيل میں ہے: وأراد بأهل البيت نساء النبي صلى الله عليه وسلم لأنهن في بيته وهو رواية سعيد بن جبیر عن ابن عباس رضي الله عنهما وتلا قوله: ﴿وَادْكُرْ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَةِ اللَّهِ﴾ (الأحزاب: ۳۴) وهو قول عكرمة ومقاتل، وذهب أبو سعيد الخدري رضي الله عنه وجماعة من التابعين منهم مجاهد وقتادة وغيرهما إلى أنهم علي وفاطمة والحسن والحسين رضي الله عنهم.

حدَّثنا أبو الفضل زياد بن محمد الحنفي، أخبرنا أبو محمد عبد الرحمن بن محمد الأنصاري، أخبرنا أبو محمد يحيى بن محمد بن صاعدي، أخبرنا أبو همام الوليد بن شجاع، أخبرنا يحيى بن زكريا بن زائدة، أنا أبي عن مصعب بن شيبة عن صفية بنت شيبة الحجبية عن عائشة أم المؤمنين قالت: خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات غداة وعليه مرطٌ مرحلٌ من شعر أسود فجلس، فأتت فاطمة فأدخلها فيه، ثم جاء علي فأدخله فيه، ثم جاء حسن فأدخله فيه، ثم جاء حسين فأدخله فيه، ثم قال: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾

أخبرنا أبو سعيد أحمد بن محمد الحميدي أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، أخبرنا أبو العباس محمد بن يعقوب، حدَّثنا الحسن بن مكرم، أخبرنا عثمان بن عمر، حدَّثنا عبد الرحمن بن عبد الله بن دينار عن شريك بن أبي نمر عن عطاء بن يسار عن أم سلمة رضي الله عنها قالت: في بيتي نزلت ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ﴾ قالت: فأرسل رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى فاطمة وعلي والحسن والحسين، فقال: هؤلاء أهل بيتي قالت: فقلت: يا رسول الله! أما أنا من أهل البيت، قال: "نعم إن شاء الله تعالى" قال زيد بن أرقم: أهل بيته من حرم الصدقة عليه بعده آل علي وآل عقيل وآل جعفر وآل عباس رضي الله عنهم (۱)

اور یہ آیت مدینہ میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ سورۃ احزاب مدنیہ ہے، اور یہ بھی صحیح ہے کہ شیعہ

حدیث کساء سے استدلال کرتے ہیں، اور صرف حضرت فاطمہ اور حضرت علی اور ان کے بیٹوں کو اہل بیت کہتے ہیں اور اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ حدیث کساء سے حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹوں کا اہل بیت ہونا ثابت ہے، مگر حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مذکورین کے سواء اور کوئی اہل بیت میں داخل نہیں ہے، بلکہ مطلب حدیث کا یہ ہے کہ یہ بھی اہل بیت ہیں اور ان کے سواء ازواج مطہرات وغیرہم بھی اہل بیت میں داخل ہیں، چنانچہ تفسیر بیضاوی میں ہے:

والحدیث یقتضیٰ انہم اہل البیت لا اَنَّهُ لیس غیرہم انتہی (۱)

(ب) آیت مودتِ قرنی کی مختلف تفاسیر

سوال: (ب) آیت مودۃ القرنی: ﴿قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ الْآیۃ﴾ (سورہ شوریٰ، آیت: ۲۳) کی تفسیر مولوی صاحب نے یہ کی کہ اللہ فرماتا ہے کہ اے نبی کہہ دو میں تبلیغ دین پر اجرت نہیں مانگتا، مگر چاہتا ہوں کہ میرے قرابت والوں سے محبت رکھو، نبی کے قرابت والے کون لوگ ہیں؟ علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ۔

الجواب: (ب) اس میں صحابہ کا خلاف ہے (۲)۔

(۱) تفسیر أنوار التنزیل للبیضاوی: ۱۸۰/۲، سورۃ الأحزاب، المطبوعۃ: نول کشور، لکھنؤ۔

(۲) ترجمہ شیخ الہند اور فوائد عثمانی میں ہے:

”تو کہہ میں مانگتا نہیں تم سے اُس پر کچھ بدلہ مگر دوستی چاہیے قرابت میں“: یعنی قرآن جیسی دولت تم کو دے رہا ہوں اور ابدی نجات و فلاح کا راستہ بتلاتا اور جنت کی خوش خبری سناتا ہوں، یہ سب محض لوجہ اللہ ہے، اس خیر خواہی اور احسان کا تم سے کچھ بدلہ نہیں مانگتا، صرف ایک بات چاہتا ہوں کہ تم سے جو میرے نسب و خاندانی تعلقات ہیں کم از کم اُن کو نظر انداز نہ کرو، آخر تمہارا معاملہ اقارب اور رشتہ داروں کے ساتھ کیا ہوتا ہے، بسا اوقات اُن کی بے موقع بھی حمایت کرتے ہو، میرا کہنا یہ ہے کہ تم اگر میری بات نہیں مانتے، نہ مانو، میرا دین قبول نہیں کرتے، یا میری تائید و حمایت میں کھڑے نہیں ہوتے، نہ سہی، لیکن کم از کم قرابت و رحم کا خیال کر کے ظلم و اذیت رسانی سے باز رہو، اور مجھ کو اتنی آزادی دو کہ میں اپنے پروردگار کا پیغام دنیا کو پہنچاتا رہوں، کیا اتنی دوستی اور فطری محبت کا بھی میں مستحق نہیں ہوں۔

==

جیسا کہ دوسرے پرچہ میں مفصل لکھا گیا (۱)

﴿قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى﴾ أخبرنا عبد الواحد بن أحمد المليحي، أخبرنا أحمد بن عبد الله النعيمي، أخبرنا محمد بن يوسف، حدثنا محمد بن إسماعيل، حدثنا محمد بن بشار، حدثنا محمد بن جعفر، حدثنا شعبة عن عبد الملك ابن ميسرة، قال: سمعت طائوساً عن ابن عباس رضي الله عنهما أنه سئل عن قوله: ﴿إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى﴾ فقال: سعيد بن جبیر "قُرْبَى" آل محمد صلى الله عليه وسلم، فقال: ابن عباس رضي الله عنهما: عجبت أن النبي صلى الله عليه وسلم لم يكن بطن من قريش إلا كان له فيهم قرابة، فقال: إلا أن تصلوا ما بيني وبينكم من القرابة. وكذلك روى الشعبي وطائوس عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: ﴿إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى﴾ يعني أن تحفظوا قرابتي وتودوني وتصلوا رحمي، وإليه ذهب مجاهد وقتادة وعكرمة ومقاتل والسدي والضحاك رضي الله تعالى عنهم، وقال عكرمة: لا أسئلكم على ما أدعوكم إليه أجراً إلا أن تحفظوني وقرابتي بيني وبينكم، وليس كما يقول الكذابون.

== تنبيه: آیت کے یہ معنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیحین میں منقول ہیں، بعض سلف نے **إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى** کا مطلب یہ لیا ہے کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرو، اور حق قرابت کو پہچانو، اور بعض نے قُرْبَى سے اللہ کا قرب اور نزدیکی مراد لی ہے، یعنی ان کاموں کی محبت جو خدا سے قریب کرنے والے ہوں، مگر صحیح اور راجح تفسیر وہی ہے جو ہم نے اوّل نقل کی ہے، بعض علماء نے **مَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى** سے اہل بیت نبوی کی محبت مراد لے کر یوں معنی کیے ہیں کہ میں تم سے تبلیغ پر کوئی بدلہ نہیں مانگتا، بس اتنا چاہتا ہوں کہ میرے اقارب کے ساتھ محبت کرو، کوئی شبہ نہیں کہ اہل بیت اور اقارب نبی کریم ﷺ کی محبت و تعظیم اور حقوق شناسی امت پر لازم و واجب اور جزو ایمان ہے، اور ان سے درجہ بہ درجہ محبت رکھنا حقیقت میں حضور ﷺ کی محبت پر متفرع ہے، لیکن آیت ہذا کی تفسیر اس طرح کرنا شان نزول اور روایات صحیحہ کے خلاف ہونے کے علاوہ حضور ﷺ کی شان رفیع کے مناسب نہیں معلوم ہوتا۔

(ترجمہ شیخ الہند و فوائد عثمانی، ص: ۶۴۶، سورہ شوری، آیت: ۲۳، حاشیہ نمبر: ۳)

(۱) یعنی آگے جو عربی عبارت آرہی ہے اس میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ ۱۲

و روى ابن أبي نُجَيج عن مجاهد عن ابن عباس رضي الله عنهما في معنى الآية إلا أن توادوا الله وتتقربوا إليه بطاعته ، وهذا قول الحسن ، قال : هو القربى إلى الله يقول إلا التقرب إلى الله ، والتودد إليه بالطاعة والعمل الصالح ، وقال بعضهم : معناه إلا أن تودوا قرابتي وعترتي وتحفظوني فيهم ، وهو قول سعيد بن جبير وعمر بن شعيب .

واختلفوا في قرابته ، قيل : هم فاطمة الزهراء وعلى وابناهما . وفيهم نزل : ﴿ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ ﴾ وروينا عن يزيد بن حيّان عن زيد بن أرقم عن النبي صلى الله عليه وسلم قال : إني تارك فيكم الثقلين : كتاب الله وأهل بيتي ، أذكركم الله في أهل بيتي ، قيل : لزيد بن أرقم من أهل بيته ، قال : هم آل علي وآل عقيل وآل جعفر وآل عباس رضي الله عنهم .

أخبرنا عبد الواحد المليحي ، أخبرنا أحمد بن عبد الله النعيمي ، أخبرنا محمد بن يوسف ، حدثنا محمد بن إسماعيل حدثنا عبد الله بن عبد الوهاب ، حدثنا خالد ، حدثنا شعبة عن واقد ، قال : سمعتُ أبي يحدث عن ابن عمر عن أبي بكر رضي الله عنهم قال : ارقبوا محمداً في أهل بيته ، وقيل : هم الذين تحرم عليهم الصدقة من أقاربه ، ويقسم فيهم الخمس ، وهم بنو هاشم وبنو المطلب الذين لم يفتروا في جاهلية ولا في إسلام . وقال قوم : هذه الآية منسوخة ، وإنما نزلت بمكة وكان المشركون يؤذون رسول الله صلى الله عليه وسلم فأنزل الله هذه الآية ، فأمرهم فيها بمودة رسول الله صلى الله عليه وسلم وصلة رحمه ، فلما هاجر إلى المدينة وآواه الأنصار ونصروه أحب الله عز وجل أن يلحقه بإخوانه من الأنبياء عليهم السلام حيث قالوا : ﴿ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجَرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴾ (الشعراء: ۱۰۹) فأنزل الله تعالى : ﴿ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ﴾ (الأنعام: ۹۰) ﴿ قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ إِنْ أَجَرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ ﴾ (السبا: ۲۷) فهي منسوخة بهذه الآية ، وبقوله : ﴿ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ ﴾ (ص: ۸۶) وغيرها من الآيات ، وإلى هذا ذهب الضحاك بن مزاحم والحسين بن الفضل وهذا قول غير مرضي لأن مودة النبي صلى الله عليه وسلم وكف الأذى عنه ،

ومودة أقاربه والتقرب إلى الله بالطاعة والعمل الصالح من فرائض الدين ، وهذه أقاويل السلف في معنى الآية ، فلا يجوز المصير إلى نسخ شيء من هذه الأشياء (۱) فقط

(ج) آیت ولایت کی مختلف تفاسیر

سوال: (ج) آیت ولایت: ﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ﴾ (سورہ مائدہ، آیت: ۵۵) کی تفسیر یہ کی کہ یہ آیت شان میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نازل ہوئی ہے اور روایت یہ بیان کی کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے، ایک سائل نے سوال کیا، آپ نے حالت رکوع میں انگٹھی سائل کو دے دی، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

الجواب: (ج) یہ تفسیر بھی صحیح ہے۔ (بھی یعنی مختلف تفسیروں میں سے یہ بھی ایک تفسیر ہے) ﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا﴾ فی معالم التنزیل: روی عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما أنها نزلت في عبادة بن الصامت وعبد الله بن أبي بن سلول حين تبرأ عبادة من اليهود، وقال: أتولى الله ورسوله والذين آمنوا، فنزل فيهم من قوله: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ﴾ (المائدة: ۵۷) إلى قوله: ﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا﴾ يعني عبادة بن الصامت وأصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم.

وقال جابر بن عبد الله: جاء عبد الله بن سلام إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله! إن قومنا قريظة والنضير قد هجرونا وفارقونا وأقسموا أن لا يجالسونا، فنزلت هذه الآية، فقرأها عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله! رضينا بالله وبرسوله وبالمؤمنين أولياء. وعلى هذا التأويل أراد بقوله: ﴿وَهُمْ رَاكِعُونَ﴾ صلاة التطوع بالليل والنهار، وقاله: ابن عباس رضي الله عنهما. وقال السدي: قوله: ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ﴾ (المائدة: ۵۵) أراد به علي بن أبي طالب رضي الله عنه مرّ به سائل وهو راكع

(۱) تفسیر معالم التنزیل، ص: ۹۲-۹۳، تفسیر سورة الشوری.

فی المسجد فأعطاه خاتمه، وقال جوير عن الضحاك في قوله: ﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا﴾ قال: هم المؤمنون بعضهم أولياء بعض، وقال أبو جعفر محمد بن علي الباقر: ﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا﴾ نزلت في المؤمنين، فقيل له: إن أناساً يقولون: إنها نزلت في علي رضي الله عنه فقال: هو من المؤمنين (۱)

وفي تفسير البيضاوي أنها نزلت في علي رضي الله تعالى عنه حين سألته سائل وهو راکع في صلاة فطرح له خاتمه إلخ (۲)

(د) آیت ایفاء نذر کی مختلف تفاسیر

سوال: (د) آیت: ﴿يُؤْفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا﴾ (سورہ دہر، آیت: ۷۷) کی تفسیر مولوی صاحب نے یہ بیان کی کہ ایک مرتبہ حسنین رضی اللہ عنہما بیمار ہو گئے، رسول اللہ ﷺ ان کی عیادت کو تشریف لائے، اور فرمایا کہ اگر تم لوگ کچھ نذر مانو تو اچھا ہے، حضرت علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہما نے روزوں کی نذر مانی، گھر میں کچھ کھانے کو نہ تھا إلخ مطابق روایات شیعہ۔
الجواب: (د) یہ تفسیر بھی صحیح ہے۔

﴿يُؤْفُونَ بِالنَّذْرِ﴾ في معالم التنزيل: هذا من صفاتهم في الدنيا أي كانوا في الدنيا كذلك، قال قتادة: أراد يؤفون بما فرض الله عليهم من الصلوات والزكاة والصوم والحج والعمرة وغيرها من الواجبات ومعنى النذر: الإيجاب، وقال مجاهد وعكرمة: إذا نذروا في طاعة الله وافوا به، أخبرنا أبو الحسن السرخسي أخبرنا زاهر بن أحمد، أخبرنا أبو إسحاق الهاشمي، أخبرنا أبو مصعب عن مالك عن طلحة بن عبد الملك الأيلي عن القاسم بن محمد عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من نذر أن يطيع الله فليطعه ومن نذر أن يعصى الله فلا يعصه (۳)

(۱) تفسیر معالم التنزیل للبغوی، ص: ۲۸۶، تفسیر سورة المائدة.

(۲) تفسیر أنوار التنزیل للبیضاوی: ۲۳۱/۱، تفسیر سورة المائدة.

(۳) تفسیر معالم التنزیل للبغوی، ص: ۹۴۹، تفسیر سورة الذہر.

تفسیر بیضاوی میں ہے: وعن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما أن الحسن والحسين رضي الله تعالى عنهما مرضا، فعادهما رسول الله صلى الله عليه وسلم في ناس، فقالوا: يا أبا الحسن! لو نذرت على ولدك، فنذر علي وفاطمة رضي الله تعالى عنهما وفضة جارية لهما صوم ثلاث إن برنا فشفيا وما معهم شيء فاستقرض علي رضي الله عنه من شمعون الخيري ثلاثة أصوع من شعير، فطحنت فاطمة رضي الله تعالى عنها صاعا واختبزت خمسة أقراص، فوضعوا بين أيديهم ليفطروا، فوقف عليهم مسكين فأثروه وباتوا ولم يذوقوا إلا الماء، وأصبحوا صياما، فلما أمسوا وضعوا الطعام وقف عليهم يتيم فأثروه، ثم وقف عليهم في الثالثة أسير، ففعلوا مثل ذلك، فنزل جبرئيل عليه السلام بهذه السورة، وقال: خذها يا محمد هناك الله في أهل بيتك (۱) ففظ

(ھ) سورۃ منافقون کی غلط تفسیر

سوال: (ھ) آیت سورۃ منافقون کے تحت میں یہ تفسیر کی کہ جب عبد اللہ بن ابی منافق بیمار ہوا تو اس نے اپنے لڑکے کو جس کا نام عبد اللہ تھا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا کہ ایک پیرا ہن مانگ کر لاوے، تاکہ عذاب سے نجات ہو، پس عبد اللہ نے جا کر عرض کیا: رسول اللہ ﷺ نے ایک نیا کرتا دے دیا، اس نے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ مجھ کو نیا کرتا نہیں چاہیے، بلکہ وہ کرتا چاہیے جو رسول اللہ ﷺ نے استعمال کیا ہو، جب رسول اللہ ﷺ نے دینے کا ارادہ کیا تو حضرت عمرؓ مانع ہوئے اور عرض کیا کہ یہ منافق ہے۔

الجواب: (ھ) سورۃ منافقون کی تفسیر جو مولوی عبد اللہ شاہ بیان فرماتے ہیں صحیح نہیں ہے، اور کتب تفسیر میں یہ تفصیل مذکور نہیں ہے۔

(و) سورۃ اخلاص کی غلط تفسیر

سوال: (و) سورۃ اخلاص کی تفسیر یہ بیان کی کہ خدا کو ”احد“ کہو ”واحد“ مت کہو، کیونکہ احد کے

آگے کوئی لفظ نہیں ہے، اور واحد کے آگے اثنان، ثلاثہ، اربعہ وغیرہ ہیں۔

اس استفتاء کا جواب دونوں زبانوں یعنی عربی اور اردو میں آنا چاہیے، کیونکہ بہ نسبت اردو کے عربی کی ضرورت زیادہ ہے۔ (۲۰۳۳/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: (و) سورہ اخلاص کی یہ تفسیر کسی کتاب میں ہماری نظر سے نہیں گزری۔ فقط واللہ اعلم

کیا درج ذیل دو آیتوں میں تعارض ہے؟

سوال: (۱۶۸) آیت کریمہ: ﴿إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ﴾ اور آیت کریمہ: ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ﴾ (سورہ زلزال، آیت: ۷) میں تعارض معلوم ہوتا ہے؟
(۱۳۳۳-۳۳/۱۰۷ھ)

الجواب: ”تقویٰ“ کے ایک معنی یہ ہیں کہ شرک و کفر سے بچنا، بعض مفسرین نے ﴿إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ﴾ (سورہ مائدہ، آیت: ۲۷) کے یہ معنی بیان فرمائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مومنین ہی سے قبول فرماتا ہے، پس اس صورت میں جملہ مومنین اس میں داخل ہیں اگرچہ وہ گنہگار ہوں، اب کچھ تعارض نہ رہا، اور ایک مطلب یہ ہے کہ قبول کامل پرہیزگاروں سے ہوتا ہے، فساق و فجار سے بھی اگرچہ اعمال صالحہ مقبول ہوتے ہیں، مگر اس درجہ کے مقبول نہیں جیسے متقیوں سے، اس صورت میں بھی کچھ اشکال نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

آیت: مَا أَدْرِى مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ مَنْسوخ ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۶۹) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آیت شریفہ: ﴿مَا أَدْرِى مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ﴾ (سورہ احقاف، آیت: ۹) منسوخ ہے یا نہیں؟ اس آیت کے ظاہر معنی کیا ہے؟ اور کس علم کی نفی ہے؟ (۱۳۳۳-۳۳/۲۱۶ھ)

الجواب: اس آیت کے ظاہر معنی میں وہی قول ہے جو قاضی بیضاوی، ابوسعود، شیخ زادہ علی البیضاوی وغیرہ میں مذکور ہے کہ نفی ہے درایت مفصلہ کی، چاہے علم متعلق امور دنیا سے ہو یا آخرت سے، اس واسطے کہ کوئی لفظ تخصیص کا موجود نہیں ہے، بیضاوی میں ہے: ﴿وَمَا أَدْرِى مَا يُفْعَلُ بِي﴾

وَلَا بِكُمْ ﴿۱﴾ فِي الدَّارَيْنِ عَلَى التَّفْصِيلِ (۱) شیخ زادہ میں ہے: اختلف في أنَّ المراد بما نفى عنه علمه ممَّا يفعل به وبهم من أحوال الدنيا أم من أحوال الآخرة والمصنّف حمله على ما هو أعمّ من أحوال الدنيا والآخرة لعموم اللفظ وعدم المخصّص (۲) اور یہ نفی ہے اس علم کی جو بغیر وحی کے ہو، کیونکہ اس آیت کے ساتھ ہے: ﴿إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ﴾ بیضاوی ہی میں ہے: وهو جواب عن اقتراحهم الإخبار عمّا لم يوح إليه من الغيوب، أو استعجال المسلمين أن يتخلّصوا من أذى المشركين (۱) آیت کا یہ مطلب بہ اعتبار لفظ کے ظاہر اور صریح ہے، اور اس صورت میں نسخ کی ضرورت نہیں ہے، تفسیر غرائب القرآن و رغائب الفرقان میں علامہ نظام الدین حسن بن محمد بن حسین القمی النیسابوری فرماتے ہیں: والأصحّ عند العلماء أنّه لا حاجة إلى التزام النسخ، فإنّ الدرایة المفصّلة غير حاصلة، وعلى تقدير حصولها فإنّه لم ينف إلا الدرایة من قبل نفسه، وما نفى الدرایة من جهة الوحى (۳) اور امام رازی، ابن جریر بغوی وغیرہ نے امور دنیا غیر متعلق شان نبوت کی نفی پر محمول کیا ہے، اور اس حمل کی وجہ شان نزول کا قصہ ہے، ان اقوال کی بناء پر بھی منسوخ نہیں ہے اور بعضوں نے نفی علم آخرت پر حمل کیا ہے، یعنی ما أدري ما يفعل بي ولا بكم في الآخرة اور اس حمل کی وجہ یہ ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد کفار نے اعتراض کیا تھا کہ جب ان کو اپنی نجات کی بھی خبر نہیں ہے تو ہم ان پر ایمان کیوں لائیں؟ محققین تو اس حمل کا انکار کرتے ہیں بلکہ محال کہتے ہیں مگر اس کی دو صورت ہو سکتی ہیں، علم آخرت کی نفی کی تخصیص بھی اگر مان لی جائے تو وہ علم اجمالی ہوگا جس کی نفی ہوئی ہے، یا تفصیلی، علم اجمالی کی نفی کی صورت میں آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ مرنے کے بعد میرا تمہارا کیا حال ہوگا، اس کا علم اجمالی بھی ہمیں نہیں ہے نعوذ باللہ، جو یہ مطلب لیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ آیت: ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ﴾ (سورہ فتح، آیت: ۲) کے نزول کے بعد یہ آیت منسوخ ہوگئی مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ امام ابن جریر، ابن

(۱) أنوار التنزيل و أسرار التأويل للبيضاوي: ۲/۲۹۶، تفسير سورة الأحقاف .

(۲) تفسير شيخ زادہ على تفسير القاضي البيضاوي: ۳/۳۳۱، تفسير سورة الأحقاف .

(۳) غرائب القرآن و رغائب الفرقان المعروف بتفسير النيسابوري على هامش جامع البيان في تفسير القرآن للطبري: ۲۶/۷، المطبوعة: المطبعة الميمنية، مصر.

خزیمہ، حسن بصری وغیرہ نے ناجائز اور محال کہا ہے کہ آیت کا یہ مطلب لیا جائے اور منسوخ کہا جائے کیونکہ اس صورت میں لازم آتا ہے کہ عرصہ دراز تک باوجود نبی ہونے کے واقعی آپ کو اپنی نجات میں شک تھا جو صریح باطل ہے، اس کے علاوہ اس آیت کے قبل سور بنی اسرائیل، جن، مزل، مدثر، اعراف، مریم وغیرہ نازل ہو چکی تھیں، جس میں بڑی بڑی بشارتیں حضور ﷺ کے متعلق موجود ہیں، پھر نجات کے علم حاصل نہ ہونے کے کیا معنی؟! اور علم آخرت تفصیلی مراد ہو تو وہ منسوخ نہیں ہے، یہ تمام معانی محکم و ثابت غیر منسوخ ہیں، الغرض نسخ کسی صورت سے صحیح نہیں بنتا، حالانکہ عموم لفظ سے عدول کی بھی کوئی وجہ نہیں ہے۔

حررہ ابوالبرکات محمد عبدالرؤف دانا پوری

أقول بعد حمد الله والصلاة والسلام على رسول الله: إنَّ الرَّاجِحَ ما رجَّحه المحققون كالرَّازيِّ والسيوطيِّ وابن جرير وأبي سعود والبغويِّ والخازن وابن عباس في تفسيره وغيرهم من المفسرين وأبي جعفر النَّحاس في النَّاسخ والمنسوخ وغيرهم من علماء هذا الفن الذين لم يعدوا هذه الآية المذكورة في السَّؤال من المنسوخ كالسيوطيِّ في اتِّقانه، حتَّى قال الشَّاه ولي الله الدهلوي: أنَّ المجمع على نسخ خمس آيات فقط ليست هذه منها (۱) من أنَّ المراد بقوله تعالى: ﴿وَمَا أَدْرِى مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ﴾ في الدُّنيا لا في الآخرة لما يلزم على الثَّاني من عدم علم النَّبي بعد بعثته بما يصير إليه بعد الموت، وذلك خلل في إيمان من يعتقد ذلك وعليه فالرَّاجِح عدم النَّسخ كما صرح به غير واحد من المحققين والله أعلم، أمَّا أنا فالَّذي اعتقده واتَّق الله عليه هو ما ذهب إليه القاضي البيضاوي في تفسيره وهو أنَّ الآية واردة في نفي علم رسول الله بأحوال الدُّنيا والآخرة تفصيلاً لا إجمالاً حيث قال رضي الله عنه: ما نصّه: ﴿وَمَا أَدْرِى مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا

(۱) قال السيوطي موافقاً لابن العربي: فهذه إحدى وعشرون آية منسوخة، على خلاف في بعضها؛ ولا يصح دعوى النَّسخ في غيرها؛ والأصح في آيتي الاستئذان والقسمة الإحكام وعدم النَّسخ فصارت تسع عشرة آية؛ وعلى ما حرَّرتنا لا يتعيَّن النَّسخ إلَّا في خمس آيات. (الفوز الكبير مع العون الكبير، ص: ۱۵۸، الفصل الثَّاني في معرفة النَّاسخ والمنسوخ، قبيل الفصل الثَّالث)

بِكُمْ﴾ فی الدّٰرین علی التّفصیل إذ لا علم لی بالغیب (۱) قلت: أي علی التّفصیل کَلِّياتِها وجزئیّاتِها، إذ ذلک من اختصاصیّاتہ تعالیٰ وحده لا شریک له وذلك لا ینافی أنّ اللّٰه تعالیٰ اطلّعه علی کثیر من المغیبات الّتی لم یطلع علیہا أحدًا من خلقه سواه صلی اللّٰه علیہ وسلّم، هذا ما اعتقده، والسّلام علی من اتّبع الهدی. فقط واللّٰه تعالیٰ اعلم

حرره احمد موسیٰ مصریٰ امام مسجد کلکتہ

جب ایک جماعت مفسرین و محققین علماء کے نزدیک بلا نسخ کے آیت کا مطلب صحیح بن جاتا ہے تو پھر نسخ کا احتمال غیر ضروری ہے، علاوہ ازیں احتمال نسخ سے نسخ نہیں ہو سکتا، عبد الوہاب بہاری، مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ۔

القول بالنّسخ فی هذه الآیة ممّالا یحتاج إلیه ، لأنّ لها محملاً صحیحاً لا یحوم حوله النّسخ مع أنّ النّسخ بالاحتمال لا یثبت فالقول بأنّها محکم صحیح لاسترة فیہ .
عبد الصمد اسلام آبادی، مدرس مدرسہ عالیہ۔

لّٰه درّالمجیب، فقد صرّح بالصّواب فی الجواب . حرّره العبد السّید محمّد امیر علی، مدرّس مدرّسة عالیة .

أجاب من أصاب . محمّد یحییٰ مدرّس مدرّسة عالیة .

قد أصاب من أجاب . محمّد عبد الشّکور، مدرّس مدرّسة عالیة کلکتہ .

هذا الجواب صواب، وما أحسن ما ذکر النّیسابوری من معنی الدّرایة أنّ نفیه من جهة نفسه لا من جهة الوحی، والحقّ أن قرن الصّحابة والتّابعین لم یُنقل منهم أنّ هذه الآیة منسوخ مع أنّ الجمل الأخباریة لامجال للنّسخ فیہ ، ومن ادّعی النّسخ فلا معوّل له عن جهة النّقل، بل نهایتہ التّأویلات الکاسدة .

حرره محمد ناظر حسن، مدرس مدرسہ عالیہ

یہ آیت منسوخ نہیں ہے، اور نہ اس میں احتمال نسخ ہے، لّٰہ خبر اور جو کسی نے منسوخ کہا ہے وہ مجازاً۔
محمد اسحاق، مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ

أقول وبالله التوفيق: اختلف في معنى الآية، فاختر بعض المفسرين كصاحب الجلالين: أن المراد نفى الدّراية بالفعل به وبهم في الدّنيا وهو منقول عن الحسن، وقال ابن الجوزي: الصّحيح في معنى الآية قول الحسن واختار بعض المفسرين أن المراد نفى الدّراية في الآخرة، وقدمه البغوي على الأوّل وأسند في تائيده حديثاً في قصّة عثمان بن مظعون رضي الله تعالى عنه والله ما أدري وأنا رسول الله ما يفعل بي ولا بكم. قال البغوي: هو قول أنس و قتادة وحسن وعكرمة وزاد القرطبي ابن عباس والضّحّاك ومعنى النّسخ على قولی هؤلاء الأكابر من الصّحابة والتابعين أن نفى الدّراية قبل الإعلام بمغفرة الذّنوب المتقدّمة والمتأخّرة، والغرض منه ردّ قول الكفار الذين فرحوا بنزول هذه الآية وقالوا: كيف نتبع نبياً لا يدري ما يفعل به ولا بنا، فأنزل الله ﴿لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾ (الفتح: ۷۲) فقالت الصّحابة رضي الله عنهم أجمعين هنيئاً لك يا نبيّ الله إلخ وتفصيله في معالم التّنزيل للبغوي (۱) واختار البيضاوي وغيره نفى الدّراية في الدّارين ولا مانع منه ولكن لا ينبغي أن يرد أقوال الأكابر ويعرض عن تفسير السلف فإنّهم هم المتبوعون والمعمول عليهم في هذا الباب والله تعالى أعلم بالصّواب وعنده علم الكتاب .

كتبه: عزيز الرحمن، مفتي دارالعلوم دیوبند

قرآن شریف میں کوئی آیت منسوخ ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۷۰) قرآن شریف میں کوئی آیت منسوخ العمل بھی ہے یا نہیں؟ (۱۳۲۳/۱۳۳۰ھ)

الجواب: بعض آیات ایسی ہیں جن کا حکم منسوخ ہے اور وہ معمول بہا نہیں ہیں (۲) جیسے: ﴿لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ﴾ (سورہ کافرون، آیت: ۶) وغیرہ کہ آیت سیف سے منسوخ ہے۔ فقط

(۱) تفسیر معالم التّنزيل للبغوي، ص: ۸۱۰، تفسیر سورة الأحقاف .

(۲) متاخرین کی اصطلاح کے اعتبار سے موجودہ قرآن شریف میں کوئی آیت منسوخ ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے، جمہور کے نزدیک بعض آیتیں منسوخ ہیں، لیکن ان کی تعداد اور تعین میں بہت اختلاف ہے، اور محققین کے نزدیک کوئی آیت منسوخ نہیں، الفوز الکبیر کی شرح العون الکبیر میں ہے: ==

== والثالثة: وجود الآيات المنسوخة في هذا القرآن الذي هو بأيدينا، فذهب الجمهور إلى وجودها، واختلفوا في إحصاء ما نسخ منه، فأكثر منه القدماء لتوسّعهم في إطلاق النسخ، وما زال المتأخرون يسعون في تقليده حتى جعله الشيخ السيوطي نحو عشرين، وزاد عليه في التقليل صاحبنا الإمام حجة الهند ونا بعتها في كتابه هذا حتى حصره في خمسة، وذهب جماعة في القديم والحديث إلى إنكار وجود الآيات المنسوخة في القرآن، حتى قال الشيخ عبيد الله بن الإسلام السندي (تلميذ شيخ الهند) في كتابه: شاه ولي اللہ اور ان کا فلسفہ بالاردية ما تعريبه: ظني: أن أصل مقصود الإمام ولي الله أن لا وجود للآيات المنسوخة بالكلية في القرآن الكريم؛ ولكنه رحمه الله لم يصرح بذلك للمصلحة، لأن صراحته يشبه قوله بقول المعتزلة، فيطرح عامة أهل العلم قوله، ويفوت الغرض الأصلي الذي يروم، فاختر أسلوباً حكيمياً فيبين توجيه الآيات المشككة، وسلم النسخ في الآيات السهلة أهـ (ص: ۷۵) ويؤيد ما قاله ابن الإسلام صنيع الإمام في هذا الكتاب فإنه أشار إلى أن هذا الاختلاف ليس اختلافاً حقيقياً بل هو اختلاف لفظي، راجع إلى اختلاف اصطلاح القوم في معنى النسخ، وكتب المصنّف في التفهيمات الإلهية (۲: ۱۷۳): للمفسرين فيما بينهم اختلاف كثير، و لما فتشنا أقاويلهم، وحذقنا النظر فيها وجدناها على صنوف ومنها: اختلافهم في النسخ والحقّ عندي: أنّ ذلك باجتهاد واستنباط، ولذلك قال أئمة الأصول: لا يعض بالتواجد على قولهم بالنسخ حتى يكشفوا جليلة الحال، ويبنوا أنّ الآية الأولى نزلت يوم كذا، والثانية يوم كذا، بشيء يسكن إليه القلب أهـ. فيميل القلب إلى قول الإمام المحدث الكبير الشيخ محمد أنور شاه الكشميري: لا يكاد يوجد شيء في القرآن المتلو منسوخاً في الحكم بحيث لا يبقى حكمه في وجه من الوجوه، أو محمل من المحامل، بل لا جرم يوجد حكمه مشروطاً في مرتبة من المراتب، وحال من الأحوال وزمان من الأزمان أهـ (حكاية تلميذه العلامة محمد يوسف البنوري في يتيمة البيان مقدمة مشكلات القرآن، ص: ۷۹) وادعى في أماليه: أنّ النسخ لم يرد في القرآن رأساً، أعني بالنسخ: كون الآية منسوخة في جميع ماحوته، بحيث لا تبقى معمولة في جزئي من جزئياتها، فذلك عندي غير واقع، وما من آية منسوخة إلا وهي معمولة بوجه من الوجوه، وجهة من الجهات أهـ (فيض الباري بشرح صحيح البخاري: ۳/ ۱۲۷، وراجع البرهان في علوم القرآن للإمام الزر كشي: ۲/ ۴۲-۴۳)

سوال: (۱۷۱) قرآن شریف میں نسخ و منسوخ ہیں یا نہ؟ اگر ہیں تو کیا وجہ جب کہ باری تعالیٰ بھول چوک سے پاک ہے۔ (۱۳۳۲/۶۳۷ھ)

الجواب: نسخ کی حکمت خود قرآن شریف میں مذکور ہے: ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا﴾ (سورہ بقرہ، آیت: ۱۰۶) اس کے متعلق تفاسیر کو دیکھا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا ابن مسعود معوذتین کو قرآن نہیں سمجھتے تھے؟

سوال: (۱۷۲) مولوی عبدالشکور صاحب نے مناظرہ حصہ دوم میں لکھا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ معوذتین کو کلام الہی تو جانتے تھے، مگر اس کو قرآن نہ سمجھتے تھے یہ صحیح ہے یا نہ؟ علاوہ بریں یہ بھی لکھتے ہیں کہ قرآن شریف یوں ہی بین الدفتین حضور ﷺ کے زمانہ میں تحریر ہو رہا تھا، تو اس میں معوذتین لکھی ہوئی تھیں یا نہیں؟ اگر لکھی ہوئی نہیں تھیں تو مولوی صاحب کا یہ لکھنا کیسا ہے؟ اور اگر تھیں تو حضرت ابن مسعود کے اعتراض کے کیا معنی؟ (۱۳۳۴-۳۳/۵۲۰ھ)

الجواب: مولانا عبدالشکور کے اس قول کے یہ معنی ہوں گے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ معوذتین کو مصحف میں لکھنا درست نہ جانتے تھے، مگر بعض علمائے محققین نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف اس نسبت کا انکار کیا ہے، اور بعض نے تاویل کی ہے، اتفاق میں منقول ہے: والأغلب علی الظن أن نقل هذا المذهب عن ابن مسعود رضي الله عنه نقل باطل و به يحصل الخلاص عن هذه العقدة ، وكذا قال القاضي أبو بكر: لم يصح عنه أنها ليست بقرآن ولا حفظ عنه ، إنما حكاها وأسقطها من مصحفه إنكاراً لكتابتها لا جحداً لكونها قرآناً لأنه كانت السنة عنده ، أن لا يكتب في مصحف إلا ما أمر النبي صلى الله عليه وسلم بإثباته فيه ، ولم يجده كتب ذلك ولا سمعه أمر به ، وقال النووي في شرح المذهب: أجمع المسلمون على أن المعوذتين والفاتحة من القرآن إلخ (۱) پس جب کہ اجماعاً معوذتین قرآن شریف میں داخل ہیں تو پھر اس میں بحث کرنا فضول ہے۔

(۱) الإمامان في علوم القرآن للسيوطي، ص: ۱۱۴. المقدمة، النوع الثاني والثالث والسابع والعشرون: معرفة المتواتر والمشهور إلخ، المطبوعة: مطبع أحمددي .

سورۃ براءت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنی مستحب ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۷۳) قرآن شریف میں کوئی بسم اللہ الرحمن الرحیم ایسی بھی ہے جو پڑھی نہ جاوے؟ (۱۷۶/۱۳۴۰ھ)

الجواب: قرآن شریف میں ہر ایک سورت کے اول میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہوئی ہے، سوائے سورۃ توبہ یعنی سورۃ براءت کے، پس سوائے سورۃ توبہ کے ہر ایک سورت کے اول بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنی مستحب ہے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) بیان القرآن میں ہے: (۱) جو شخص خود سورت (براءت) سے قراءت شروع کرے، (۲) یا اس کے درمیان سے کہیں سے شروع کرے ان دونوں حالتوں میں وہ بسم اللہ پڑھے، (۳) اور جو اوپر سے پڑھتا آتا ہو وہ بدون بسم اللہ اس سورت کو شروع کر دے جیسا کہ مطلقاً سب سورتوں کے اجزاء کا یہی حکم ہے، پس یہ جو آج کل حفاظ نے دستور نکالا ہے کہ پہلی دو حالتوں میں بھی بسم اللہ نہیں پڑھتے بلکہ تینوں حالتوں میں ایک تراشیدہ عبارت اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ اِلَيْهِ پڑھا کرتے ہیں، اس سے اوّل کی دو حالتوں میں دو بدعتیں لازم آتی ہیں، ایک بسم اللہ نہ پڑھنا اور ایک وہ عبارت پڑھنا، اور اخیر حالت میں ایک بدعت لازم آتی ہے، یعنی وہ عبارت پڑھنا، پس مجموعہ تین حالت میں پانچ بدعتوں کا ارتکاب ہوتا ہے، جیسا کوئی اور کسی جزو سورت کے ساتھ یہی معاملہ کرنے لگے، یقیناً وہ مخالف سنت ہوگا، خوب سمجھ لو! (بیان القرآن: ۴/۹۵، فائدہ پنجم، مطبوعہ: اشرف المطابع، تھانہ بھون، مظفرنگر)

اور سورۃ براءت کے شروع میں بسم اللہ نہ لکھنے کی وجہ جو حضرت تھانوی قدس سرہ نے بیان القرآن میں ذکر کی ہے وہ درج ذیل ہے:

فائدہ چہارم: اس سورت کے شروع میں بسم اللہ نہ ہونے کی وجہ خود حضرت عثمان جامع القرآن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ ترمذی سے نقل کی جاتی ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اس کا کیا باعث ہے کہ آپ حضرات نے انفال کو جو کہ ”مثانی“ سے ہے اور براءت کو جو کہ ”ممنین“ سے ہے ترتیب قرآنی میں پاس پاس رکھا، اور دونوں کے بیچ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں لکھی، اور انفال کو ”سبع طوال“ میں رکھ دیا، اس کا کیا باعث ہے؟ آپؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ پر ایک زمانہ میں کئی کئی سورتوں کا نزول ہوتا رہتا تھا، جب کوئی آیت آتی آپ کسی کاتب کو بلا کر فرماتے کہ اس آیت کو فلاں سورت میں رکھ دو۔

تَرْجُوْا مفرد کا صیغہ ہے، اس کے آخر میں الف کیوں لکھا جاتا ہے؟

سوال: (۱۷۴) سورہ قصص کے آخر کے رکوع میں جو یہ آیت ہے: ﴿وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْا اَنْ يُّلْقِيَ اِلَيْكَ الْكِتٰبُ﴾ (سورہ قصص، آیت: ۸۶) اس میں تمام مصحفوں میں تَرْجُوْا کے آخر میں بعد واو کے الف لکھا ہے حالانکہ یہ صیغہ مفرد کا ہے جمع نہیں، اس کی وجہ کیا ہے؟ (۱۳۳۸/۴۸۹ھ)

الجواب: قرآن شریف کی کتابت میں رسم خط مصحف امام کا اتباع لازم ہے اگرچہ وہ قواعد معروفہ و نحو صرف کے خلاف ہو کیونکہ وہ قواعد اکثر یہ ہیں نہ کلیہ، پس چونکہ مصحف امام میں ﴿وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْا﴾ میں ﴿تَرْجُوْا﴾ واو اور الف کے ساتھ لکھا ہے، لہذا اسی طرح لکھنا چاہیے، خزانۃ الرسوم فی مرسومات العثمانیہ میں ہے: تَرْجُوْا بواو والف است اگرچہ جمع نیست اتھی (۱) فقط

مضارع کو ماضی کے معنی میں استعمال کرنے کا کیا قاعدہ ہے؟

سوال: (۱۷۵) ﴿مَثَلُ عِيسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ (سورہ آل عمران، آیت: ۵۹) اس آیت میں فَيَكُوْنُ جو مضارع ہے بہ معنی ماضی استعمال ہوا ہے یہ کس قاعدہ سے؟ اور کس وقت ماضی کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے؟ (۱۳۳۲/۱۵۹۱ھ)

الجواب: لفظ فَيَكُوْنُ کبھی اپنے اصلی معنی حال یا استقبال میں بھی مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ اس

== اسی طرح جب دوسری آیت آتی تب بھی یوں ہی فرماتے کہ اس کو فلاں سورت میں رکھ دو، اور انفال اُن سورتوں میں سے تھی جو مدینہ میں اوّل اوّل نازل ہوئیں اور براءت آخر قرآن سے تھی اور دونوں کا مضمون ملتا جلتا تھا میں سمجھا کہ یہ اسی کا جزو ہے اور رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی اور آپ نے اس کی تصریح نہ فرمائی؛ اس لیے میں نے دونوں کو پاس پاس رکھ دیا، اور بیچ میں بسم اللہ نہیں لکھی اور انفال کو ”سبع طوال“ میں رکھ دیا۔ (بیان القرآن: ۹۴/۴، تفسیر سورہ توبہ)

(۱) یہ عبارت جس کتاب کی ہے وہ دستیاب نہیں، البتہ نثر المرجان میں ہے: ﴿تَرْجُوْا﴾ بالتاء الفوقانیۃ مفتوحة، وضم الجیم علی الخطاب والبناء للفاعل، وبزيادة الألف بعد الواو بالاتفاق تشبیہا لها بواو الجمع فی التطرف کما نصّ علیہ الدانی وغیرہ۔ (نثر المرجان فی رسم نظم القرآن: ۲۱۹/۵)

سورة القصص، المطبوعة: شمس الإسلام، حیدر آباد

آیت میں ہے: ﴿إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ﴾ (سورہ یس، آیت: ۸۲) کیونکہ اس کا ترجمہ اس طرح ہے کہ امر باری تعالیٰ یہی ہے کہ جب وہ کسی چیز کے پیدا فرمانے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کو فرماتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے، اور کبھی فکان کے معنی میں یعنی ماضی میں مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ مثال مذکور فی السؤال و امثالہ میں ہے، اور یہ قرائن پر موقوف ہے، جیسا قرینہ ہوتا ہے ویسے معنی لیے جاتے ہیں، ایک قاعدہ نحویوں میں ”حکایت حال ماضیہ“ کا بھی ہے کہ امر گزشتہ کو صیغہ مضارع سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سورہ مائدہ میں وَالصَّبِئُونَ بالواو ہی ہے، یہ سہو کا تب نہیں

سوال: (۱۷۶) قرآن مجید میں دو جگہ اِنَّ کے بعد مطابق قاعدہ کے ﴿وَالصَّبِئِينَ﴾ آیا ہے (۱) ایک جگہ خلاف قاعدہ ﴿وَالصَّبِئُونَ﴾ واقع ہوا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ میری رائے ناقص میں یہ سہو کا تب ہے۔ (۱۳۳۵/۵۶۳ھ)

الجواب: سورہ مائدہ، پارہ ۶، دسویں رکوع میں جو ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّبِئُونَ وَالنَّصْرَى﴾ (سورہ مائدہ، آیت: ۶۹) ہے، یہاں ﴿وَالصَّبِئُونَ﴾ بالواو ہی ہے یہ سہو کا تب نہیں ہے، بلکہ مصحف عثمانی میں اسی طرح ہے، اور یہاں بہ اتفاق قراء ﴿وَالصَّبِئُونَ﴾ واو کے ساتھ ہے، چنانچہ معالم التنزیل میں اس آیت کے تحت میں لکھا ہے: وکان حقہ ﴿وَالصَّبِئِينَ﴾ وقد ذکرنا فی سورة البقرة وجه ارتفاعه، وقال سیبویہ: فیہ تقدیم و تأخیر، تقدیرہ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصْرَى﴾ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ ﴿وَالصَّبِئُونَ﴾ كَذَلِكَ إلخ (۲) اور سورہ بقرہ میں وجہ رفع یہ بیان فرمائی ہے کہ یہ مبتدا ہے خبر اس کی محذوف ہے، جیسا کہ سیبویہ سے نقل کیا، اور جب کہ قراءت ﴿وَالصَّبِئُونَ﴾ متواتر ہے اور ترکیب اس کی صحیح ہو سکتی ہے تو پھر اگر کسی کی تسلی نہ ہو تو اس کی وجہ سے قراءت متواتر نہ چھوڑی جاسکتی ہے، اور نہ اس سے انکار ہو سکتا ہے اور

(۱) (الف) ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصْرَى وَالصَّبِئِينَ﴾ (سورہ بقرہ، آیت: ۶۲)

(ب) ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّبِئِينَ وَالنَّصْرَى وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا﴾

(سورہ حج، آیت: ۱۷)

(۲) تفسیر معالم التنزیل للبغوي، ص: ۲۸۹، تفسیر سورہ مائدہ۔

نہ سہو کا تب پر محمول ہو سکتا ہے، اور جو شخص محاورات اہل عرب سے واقف اور اس میں ماہر ہوگا وہ ہرگز اعتراض نہیں کر سکتا کیوں کہ تغیر نسق کلام عرب میں برابر معروف و مستعمل ہے، اور تغیر اسلوب کلام عین بلاغت سمجھاتا ہے (۱) کما قال فی المعالم: ومن شأن العرب أن تغیر الإعراب إذا طال

(۱) اس کی تفصیل یہ ہے کہ قرآن کریم کی بعض آیتوں میں مشہور نحوی قاعدے کی خلاف ورزی کی گئی ہے، مثلاً سورہ نساء کی آیت ۱۶۲ میں ہے: ﴿وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكَاةَ﴾ حالانکہ یہاں نحوی قاعدے کے اعتبار سے ﴿وَالْمُقِيمُونَ الصَّلَاةَ﴾ ہونا چاہیے تھا، اسی طرح سورہ طہ کی آیت ۶۳ میں ہے: ﴿إِنَّ هَذَا لَسِحْرَانِ﴾ حالانکہ یہاں نحوی قاعدے کے اعتبار سے ﴿إِنَّ هَذَيْنِ﴾ ہونا چاہیے تھا، نیز سورہ مائدہ کی آیت ۶۹ میں ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئُونَ﴾ حالانکہ یہاں وَالصَّابِئِينَ ہونا چاہیے تھا — ان ارشادات خداوندی کے بارے میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سَتَقِيْمُهَا الْعَرَبُ بِاللِّسَانِ: عرب عنقریب اپنی بول چال سے ان کو درست کر دیں گے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کا مطلب شاہ صاحب کے نزدیک یہ ہے کہ مشہور تعبیرات و محاورات کی مخالفت کرنا بھی ایک تعبیر اور محاورہ ہے، چنانچہ قدیم عرب خطبوں اور عام گفتگو کے دوران بسا اوقات ایسے جملے استعمال کرتے تھے جو مشہور قاعدے کے خلاف ہوتے تھے، مثلاً مسلم شریف میں نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے:

إِنَّ مِنْ أَمَنِ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صَحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ (مشکاۃ شریف، ص: ۵۵۴) بے شک لوگوں میں سب سے زیادہ مجھ پر احسان کرنے والے اپنی رفاقت اور مال میں ابو بکر ہیں۔

اس ارشاد نبوی میں ”ابو بکر“ اِن کا اسم ہے، مگر مرفوع ہے، یہ مشہور قاعدہ کی خلاف ورزی ہے، اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے تمیم داری کو جو جاگیر عطا فرمائی تھی اس کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول مروی ہے: شَهِدَ بِهِ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي قُحَافَةَ وَعَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَمَعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سَفْيَانَ (بر حاشیہ مشکاۃ شریف، ص: ۵۵۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول میں ابو قحافہ، ابو طالب اور ابوسفیان تینوں مضاف الیہ ہونے کے باوجود مرفوع ہیں، یہ بھی مشہور قاعدہ کی خلاف ورزی ہے۔

اور قرآن کریم چوں کہ قدیم عربوں کی زبان و لغت میں نازل ہوا ہے؛ اس لیے ممکن ہے کہ کہیں ”واو“ کی جگہ ”یاء“ اور ”یاء“ کی جگہ ”واو“ آئے، یا تثنیہ کی جگہ مفرد، اور مذکر کی جگہ مؤنث آئے، لہذا ﴿وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ﴾ کو مرفوع سمجھ کر تفسیر کرنی چاہیے، اور اِنَّ هَذَا اور وَالصَّابِئُونَ کو منصوب مان کر تفسیر کرنی چاہیے، کیوں کہ یہی تفسیر صحیح اور رائج ہے۔ (الخیر الکثیر شرح الفوز الکبیر، ص: ۴۸۲، نحوی ترکیب کے بارے میں اہم ہدایت اور انوکھی تحقیق، مطبوعہ: الامین کتابستان، دیوبند)

الکلام والنسق، و مثله فی سورة النساء: ﴿وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ﴾ وفي سورة المائدة: ﴿وَالصَّبُؤُونَ وَالنَّصْرِيُّ﴾ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خمر کی تعریف اور اس کا حکم

سوال: (۱۷۷)..... (الف) کلام پاک کے لفظ خمر کی کیا تعریف ہے؟

(ب) اس سے مراد شراب ہے یا عام نشیلی چیز؟

(ج) عربی میں شراب کا مرادف خمر ہے یا کیا؟

(د) کیا نمک ڈالنے سے شراب نشیلی نہیں رہتی؟

(ه) نمک ڈال کر استعمال شراب کا جائز ہوگا؟ (۱۳۴۲/۲۴۸ھ)

الجواب: حدیث شریف میں یہ وارد ہے: کَلَّ مَسْكِرٍ خَمْرٌ وَ كَلَّ مَسْكِرٍ حَرَامٌ (۲) یعنی ہر ایک نشہ لانے والی چیز خمر یعنی شراب ہے اور ہر ایک نشہ والی چیز حرام ہے، اور یہ بھی حدیث شریف میں ہے: مَا أُسْكِرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ (۳) یعنی جس چیز کی کثیر مقدار میں نشہ ہو اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے، پس ان دونوں قاعدوں کو محفوظ کرنے سے جملہ سوالات ضرور یہ کا جواب حاصل ہو سکتا ہے، اور یہ بھی مسئلہ ہے کہ اگر شراب کا سرکہ بنالیا جائے جس طریق سے بھی سرکہ بن جائے مثلاً سرکہ اس میں ڈال دیا جائے یا نمک وغیرہ ڈال کر سرکہ بن جائے اور نشہ جاتا رہے تو وہ حلال ہے، اور جائز ہے اب نمبر وار مختصر جواب:

(الف، ب، ج) خمر سے مراد عام نشہ والی اشیاء ہیں اور وہی شراب بھی ہے۔

(۱) تفسیر معالم التنزیل للبغوی، ص: ۶۶ تفسیر سورۃ بقرہ۔

(۲) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كَلَّ مَسْكِرٍ خَمْرٌ وَ كَلَّ مَسْكِرٍ حَرَامٌ، الحديث، رواه مسلم (مشكاة المصابيح: ص: ۳۱۷، كتاب الحدود، باب بيان الخمر و وعيد شاربيها، الفصل الأول)

(۳) عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه أنَّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ما أسكر كثيره فقليله حرام (جامع الترمذي: ۸/۲، أبواب الأشرطة، باب ما جاء ما أسكر كثيره فقليله حرام)

(د-ھ) یہ امر اہل تجربہ سے دریافت کرنا چاہیے کہ آیا نمک سے نشہ جاتا رہتا ہے اور شراب کا سرکہ بن جاتا ہے یا نہیں؟ اگر نشہ شراب کا نمک سے زائل ہو جائے اور وہ سرکہ بن جائے تو جائز ہے، درمختار میں ہے کہ شراب میں سرکہ ڈال کر اتنی دیر چھوڑ دیا جائے کہ وہ شراب سرکہ ہو جائے اس وقت وہ حلال اور پاک ہے (۱) فقط اللہ تعالیٰ اعلم

تلاوت کے وقت دل میں یہ خیال آتا ہے

کہ یہ کلام الہی نہیں ہے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۷۸) اگر کوئی شخص کلام مجید کی کوئی سورت پڑھ رہا ہے، اور اس کے دل میں خیال آئے کہ یہ کلام الہی نہیں ہے، تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۳/۹۲۳ھ)

الجواب: دل میں ایسا وسوسہ آنے سے کفر نہیں ہوتا، مگر اس خیال کو دفع کرے، اور یہ خیال کرے اور سمجھے کہ میں اللہ کا کلام پڑھ رہا ہوں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غیر مسلم کو ترجمہ قرآن دے سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: (۱۷۹) قرآن مجید کی تفسیر یا ترجمہ جو مرہٹی یا کسی اور زبان میں کرایا گیا ہے، پڑھنے کے لیے کسی غیر مسلم شخص کو دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اور ایسے ترجمہ کو غیر مسلم کا مس کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ واضح ہو کہ ترجمہ یا تفسیر بالا کے ساتھ اصل قرآن شریف عربی یا اور کسی زبان میں مکتوب نہیں ہے۔ (۱۳۳۳/۲۰۶۱ھ)

الجواب: کتب فقہ میں لکھا ہے کہ تفسیر اور ترجمہ قرآن کا وہ حکم نہیں ہے جو قرآن شریف کا ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ تفسیر اور ترجمہ قرآن کا مس کرنا محدث کو جائز ہے یا نہیں، بعض

(۱) وَأَمَّا طَهَارَتُهَا بِانْقِلَابِهَا خَلًّا فَهِيَ ثَابِتَةٌ بِنَصِّ الْمُجْتَهِدِ أَخْذًا مِنْ إِطْلَاقِ حَدِيثٍ: نَعَمْ الْإِدَامُ الْخَلَّ (الشَّامِي: ۲۹/۱۰، كِتَابُ الْأَشْرَبَةِ)

الخمر إِذَا خَلَّلَهُ بِعَلَّاجٍ بِالْمَلْحِ أَوْ بِغَيْرِهِ، يَحِلُّ عِنْدَنَا (الْفَتَاوَى الْهِنْدِيَّة: ۴۱۰/۵، كِتَابُ الْأَشْرَبَةِ-البَابُ الْأَوَّلُ فِي تَفْسِيرِ الْأَشْرَبَةِ إلخ)

روایات سے جواز اور بعض سے عدم جواز معلوم ہوتا ہے، چنانچہ درمختار میں ہے: والتفسیر کمصحف إلخ (۱) اور اشباہ ونظائر سے منقول ہے: وقد جوز أصحابنا من كتب التفسیر لمحدث، و لم يفصلوا بين كون الأكثر تفسيراً أو قرآناً، ولو قيل به اعتباراً للغالب لكان حسناً إلخ (۱) اور یہ بھی درمختار میں ہے: ويمنع النصرا من مسه، وجوزہ محمد إذا اغتسل إلخ (۱) روایات مذکورہ بالا سے گنجائش معلوم ہوتی ہے کہ غیر مسلم کو ترجمہ قرآن شریف جو کہ مرہٹی یا اور کسی زبان میں ہو اور اصل قرآن عربی اس میں نہ ہو دیا جاسکتا ہے، خصوصاً جس صورت میں کہ اس میں نیت یہ ہو کہ شاید اس کو ہدایت ہو جائے، جیسا کہ درمختار میں ہے: ولا بأس بتعليمه القرآن والفقہ عسی (أن) يهتدى إلخ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خطبہ میں اِيَّاهُ نَعْبُدُ وَ اِيَّاهُ نَسْتَعِينُ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۸۰) ایک واعظ صاحب نے خطبہ میں سورہ فاتحہ پڑھی، مگر یہ یوں پڑھی اِيَّاهُ نَعْبُدُ وَ اِيَّاهُ نَسْتَعِينُ میں نے بتلایا کہ یہ فاتحہ نہ ہوئی یہ تو دعا ہوئی جس کا کچھ حصہ قرآن کا ہے اور کچھ نہیں، تو ایسا پڑھنا جائز ہے یا نہ؟ (۱۳۳۵ھ/۶۲/۴۳-۴۴)

الجواب: یہ تاویل ہو سکتی ہے جو آپ نے بتلائی اور تاویل مذکور جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سَلِّ مِنْ أَهْلِ عِلْمٍ کو کلام پاک کی آیت کہنا

سوال: (۱۸۱) جو شخص جملہ: سَلِّ مِنْ أَهْلِ عِلْمٍ کو کلام مجید کی آیت کہے اس کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۵ھ/۶۲/۰۸)

الجواب: یہ اس سے خطا ہوئی، آئندہ بلا تحقیق ہر ایک عربی عبارت کو قرآن کی آیت نہ کہہ دے، باقی غلطی اکثر ہو جاتی ہے اس میں احتیاط کرنی چاہیے۔ اصل آیت یہ ہے: ﴿فَسَلُّوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ (۲) حاصل اس آیت کا بھی یہی ہے جو عبارت مذکورہ کا مطلب ہے

(۱) الدر المختار مع الشامی: ۱/۲۸۶-۲۸۷، کتاب الطہارۃ، قبیل باب المیاء .

(۲) سورہ نحل، آیت: ۴۳۔ سورہ انبیاء، آیت: ۷۔

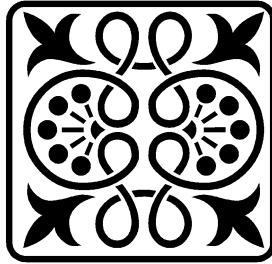
یعنی سوال اہل علم سے کرنا چاہیے۔ کما ورد فی الحدیث: شفاء العی السّوال (۱) فقط واللہ اعلم

ہاروت وماروت کا قصہ معتبر نہیں

سوال: (۱۸۲) ہاروت وماروت کا قصہ جو بعض تفاسیر میں ہے وہ معتبر ہے یا نہ؟

(۱۶۴۷/۱۳۴۰ھ)

الجواب: یہ قصہ ہاروت وماروت کا بعض تفسیروں میں لکھا ہے، لیکن کچھ معتبر نہیں ہے۔ فقط



(۱) عن جابر رضي الله عنه قال: فإنما شفاء العی الحدیث. (سنن أبي داود، ص: ۴۹،

كتاب الطهارة - باب المجدور يتيمم)

حدیث کا بیان

حدیث: وحی غیر متلو ہے

سوال: (۱۸۳)..... (الف) حدیث: وحی سے نازل ہوئی ہے یا نہ؟

(ب) حدیث: رسول اللہ ﷺ کی حیات میں اور آپ کے سامنے لکھی گئی یا تین سو سال کے بعد لکھی گئی ہیں؟ (۱۳۳۲/۲۳۷ھ)

الجواب: (الف) حدیث وحی متلو مثل قرآن کے نہیں ہے، البتہ وحی غیر متلو ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ، إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (سورہ نجم، آیت: ۳-۴)
(ب) بعض احادیث آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں بھی لکھی گئی ہیں جیسا کہ زکاۃ کی مقادیر میں کتاب رسول اللہ مشہور ہے، اسی طرح بعض دیگر احادیث بھی لکھی گئی ہیں، اور اکثر احادیث بعد زمانہ آنحضرت ﷺ کے لکھی گئی ہیں اور جمع کی گئی ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احادیث کی تدوین بدعت نہیں

سوال: (۱۸۴) احادیث کی تدوین بعد قرون ثلاثہ کے ہوئی تو یہ بدعت ہونی چاہیے؟

(۱۳۳۵/۷۱۱ھ)

الجواب: جس کی اصل قرون ثلاثہ میں ہو وہ بدعت نہیں ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ تدوین احادیث: قرون ثلاثہ میں شروع ہو گئی ہے، لہذا یہ بدعت نہیں ہو سکتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

صحاح ستہ کے علاوہ دیگر کتب حدیث کو صحیح کیوں کہا جاتا ہے؟

سوال: (۱۸۵) علاوہ صحاح ستہ کے جو دیگر کتب حدیث کا نام صحیح ہے وہ کیوں ہے؟
(۱۳۳۵ھ-۲۴/۲۵۷)

الجواب: صحاح ستہ کے سواء وہ کتابیں کہ جن کو ائمہ حدیث نے خود ایسے اسماء کے ساتھ موسوم کیا ہے جو خود ان کی صحت کو بتلا رہے ہیں ان میں اکثر احادیث صحیح ہیں جیسے صحیح ابن حبان، صحیح ابن خذیمہ، صحیح ابن سکین وغیرہ وغیرہ، پھر اسی طرح معجم طبرانی، مستدرک حاکم، سنن دارقطنی، مسند دارمی، مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق ان سب کتابوں میں بھی بہت سی صحیح حدیثیں موجود ہیں۔

یہ کہنا کہ بخاری شریف قول رسول نہیں: کیسا ہے؟

سوال: (۱۸۶) اگر کوئی شخص یہ اعتقاد رکھے کہ بخاری شریف قول رسول نہیں ہے، کیونکہ غیروں سے نقل کیا ہوا ہے؛ اس لیے قول رسول ہونے میں شک ہے، بلکہ امام بخاری نے اپنی طرف سے استنباط کیے ہیں، تو بناءً علیہ شخص مذکور پر کیا الزام شرعاً آتا ہے؟ (۱۳۳۸ھ/۵۸۶)

الجواب: صحیح بخاری نام ہے اس کتاب حدیث کا جس میں بہ کثرت احادیث رسول اللہ موجود ہیں، اور وہ اقوال و افعال رسول اللہ ہیں جو سند صحیح سے کتاب مذکور میں موجود ہیں، اور آثار صحابہ و تابعین و ائمہ دین بھی اس میں موجود ہیں، اور امام بخاری رحمہ اللہ کا خود اپنا اجتہاد اور مسائل اجتہاد یہ بھی اس میں موجود ہیں، لیکن غالب حصہ اس میں اقوال و افعال رسول اللہ کا ہے، پس علی الاطلاق یہ کہنا کہ بخاری شریف میں اقوال رسول اللہ نہیں ہیں فسق و معصیت ہے، اور قائل فاسق و مبتدع ہے، اور اگر اس کا یہ مطلب ہے کہ تمام بخاری شریف قول رسول اللہ نہیں ہے، بلکہ اس میں دیگر اقوال علاوہ اقوال رسول اللہ کے بھی ہیں تو یہ صحیح ہے کیونکہ اس میں آثار و اقوال ائمہ مجتہدین وغیرہم بھی موجود ہیں، لیکن یہ کہنا کسی حال روا نہیں ہے کہ بخاری شریف قول رسول اللہ نہیں ہے۔

بخاری اور ترمذی کی حدیثوں میں تطبیق

سوال: (۱۸۷) بخاری شریف میں ہے: الحلال بین و الحرام بین، و بینہما مشتبہات

لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ فَمَنْ اتَّقَى الْمَشْتَبَهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَ عِرْضِهِ الْخ (۱) ابن ماجہ اور ترمذی میں ہے: الحلال ما أحلّ الله في كتابه ، والحرام ما حرم الله في كتابه ، و ما سَكَتَ عنه فهو ممّا عفا عنه (۲) پہلی حدیث میں حلال اور حرام کے بیچ میں مشتبہات ہیں، جن سے بچنا استبراء دین و عرض کا سبب ہے، اور دوسری حدیث میں حلال اور حرام کے بیچ میں مسکوت عنہا معاف ہیں، اس تعارض کا کیا جواب ہے؟ (۳۲/۸۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: أقول و بالله التوفيق: دونوں حدیثوں میں کچھ تعارض نہیں ہے، مسکوت عنہ سے وہ مراد ہے جس میں کچھ شبہ حرمت کا نہ ہو اور دلیل حرمت اس میں نہ پائی جاوے، پس مطلب یہ ہے کہ ما سکت عنه فهو غیر مشتبہ فهو عفو .

کیف ما اتفق احادیث پر عمل کرنا کیسا ہے؟

سوال: (۱۸۸) عام طور سے حدیث پر عمل کرنا کیسا ہے؟ اور کیا حکم ہے؟ (۳۲/۱۸۶۷-۱۳۳۳ھ)
الجواب: ہر ایک شخص کو یہ درست نہیں ہے کہ بدون جاننے نسخ و منسوخ وغیرہ کے حدیث پر عمل کرے، اور حدیث کو حجت میں پیش کرے، بلکہ ائمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید ضروری ہے، جو مسائل ائمہ نے کتاب و حدیث سے اخذ کیے ہیں ان پر عمل کرے، دین میں خود رائی نہ کرے، بعض احادیث منسوخ ہوتی ہیں بعض مؤول ہوتی ہیں، علی الإطلاق کیف ما اتفق احادیث پر عمل کرنے کی اجازت عوام کو بلکہ آج کل کے علماء کو نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حدیث: علیکم بسنتی الخ کی سند کے تمام راوی ثقہ اور مقبول ہیں

سوال: (۱۸۹) علیکم بسنتی و سنتہ الخلفاء الراشدین المہدیین و عضوا علیہا

(۱) عن النّعمان بن بشیر رضي الله عنه يقول: سمعتُ رسول الله صَلَّى الله عليه وسلّم يقول: الحلال بين ، الحديث (صحيح البخاري: ۱۳/۱، كتاب الإيمان، باب فضل من استبرأ لدينه)
(۲) عن سلمان الفارسي رضي الله عنه قال : سئل رسول الله صَلَّى الله عليه وسلّم عن السَّمْنِ والجُبْنِ والفِرَاءِ، قال: الحلال، الحديث. (سنن ابن ماجه، ص: ۲۴۱، أبواب الأطعمة، باب أكل الجُبْنِ والسَّمْنِ، وجامع الترمذي: ۳۰۳/۱، أبواب اللباس، باب ما جاء في لبس الفِرَاءِ)

بالتواجد یہ حدیث قابل وثوق و اعتماد و واجب العمل ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ یہ حدیث کچھ نہیں۔
(۱۳۴۳ھ/۱۴۵۵ھ)

الجواب: یہ حدیث سنن ابی داؤد میں سند ذیل سے مروی ہے: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، نَا الْوَلِيدَ بْنَ مُسْلَمٍ، نَا ثَوْرَ بْنَ يَزِيدَ، حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَمْرِو السَّلْمِيِّ وَحُجْرُ بْنُ حُجْرٍ قَالَا: أَتَيْنَا الْعَرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ وَهُوَ مَمَّنْ نَزَلَ فِيهِ: ﴿وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ﴾ (التوبة: ۹۲) فَسَلَّمْنَا وَقَلْنَا أَتَيْنَاكَ زَائِرِينَ وَعَائِدِينَ وَمُقْتَبِسِينَ فَقَالَ الْعَرْبَاضُ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الْحَدِيثَ (۱) پہلے راوی اس کے امام احمد بن حنبل ہیں جو ائمہ حدیث و فقہ میں سے ہیں، دوسرے راوی ولید بن مسلم ہیں یہ صحیح مسلم، ابوداؤد اور نسائی کے روایات میں سے ہیں، اور حافظ نے ان کے ترجمہ میں ثقة من الخامسة اھ۔ لکھا ہے (۲) تیسرے راوی ثور بن یزید صحیح بخاری کے روایات میں سے ہیں۔ قال الحافظ: هو ثقة ثبت إلخ (۳) چوتھے راوی خالد بن معدان صحاح ستہ کے روایات میں سے ہیں (۴) پانچویں راوی عبدالرحمان بن عمرو سلمی ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ کے روایات میں سے ہیں؛ قال الحافظ مقبول إلخ (۵) اسی طرح حجو بن حجو کے بارے میں بھی حافظ نے تقریب میں مقبول من الثالثة لکھا ہے (۶) یہ دونوں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے

(۱) سنن أبي داؤد: ۲/۶۳۵، كتاب السنّة، باب في لزوم السنّة.

(۲) الوليد بن مسلم بن شهاب العنبري، أبو بشر البصري: ثقة، من الخامسة. ر م د س.
(تقريب التهذيب، ص: ۵۸۴، حرف الواو، الرقم: ۷۴۵۵، المطبوعة: المكتبة الأشرفية ديوبند)
(۳) ثور بن يزيد: ثقة، ثبت إلا أنه يرى القدر، من السابعة، ع. (تقريب التهذيب، ص: ۱۳۵، حرف التاء، الرقم: ۸۶۱)

(۴) خالد بن معدان الكلاعي الحمصي، أبو عبد الله، ثقة عابد يرسل كثيراً، من الثالثة. ع
(تقريب التهذيب، ص: ۱۹۰، حرف الخاء، الرقم: ۱۶۷۸)

(۵) عبد الرحمن بن عمرو بن عبسة السلمي الشامي: مقبول، من الثالثة، د ت ق (تقريب التهذيب، ص: ۳۴۷، حرف العين، الرقم: ۳۹۶۶)

(۶) حجو بن حجو الكلاعي الحمصي: مقبول من الثالثة، د. (تقريب التهذيب، ص: ۱۵۴، حرف الحاء، الرقم: ۱۱۴۳)

اس حدیث کو روایت کرتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ کوئی راوی سند مذکور میں کذاب و مردود نہیں ہے، نیز ابوداؤد میں اس کی تخریج کے بعد حدیث پر کوئی جرح بھی نہیں کی، بلکہ سکوت کیا ہے جو کہ اس کی صحت کی دلیل عند ابوداؤد ہوگی، امت نے بھی اس حدیث کی تلقی بالقبول کی ہے، لہذا زید کا کہنا محض لغو و بے ہودہ ہے حدیث قابل اعتماد اور حسن الاسناد ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کلمہ طیبہ کا احادیث سے ثبوت

سوال: (۱۹۰) کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ بَعِثْنَاهُ نَحْنُ الْفَاطِمَةُ سے حدیث کی کن کن کتابوں میں کس کس راوی کی روایت سے وارد ہے؟ (۲۷۱۶/۱۳۳۷ھ)

الجواب: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں یہ کلمہ طیبہ ان الفاظ سے مروی ہے، حدیث وفد عبد القیس میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ کیا ہے ایمان ساتھ اللہ وحدہ لا شریک لہ کے؟ انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ نے فرمایا: شهادة أن لا إله إلا الله و أن محمداً رسول الله الحديث (۱)

دوسری روایت صحیحین میں ہے: أَمَرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ الْحَدِيث (۲) اسی طرح بہت سی احادیث میں ہے یہ کلمہ طیبہ بہ طریق مذکور وارد ہے، پس حاصل اُن تمام روایات کا یہی ہے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کہنا یہ ایمان کا اول رکن ہے، پس یہ قول اس شخص کا کہ کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ حدیث میں نہیں آیا غلط ہے، اور اس کی کم فہمی ہے، کیونکہ جب آپ نے فرمایا کہ تم گواہی دو اس کی کہ نہیں ہے

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: إن وفد عبد القيس لما أتوا النبي صلى الله عليه وسلم فأمرهم بأربع ونهاهم عن أربع، أمرهم بالإيمان بالله وحده، قال: أتدرون ما الإيمان بالله وحده؟ قالوا: الله ورسوله أعلم، قال: شهادة، الحديث (مشكاة المصابيح، ص: ۱۳، كتاب الإيمان، الفصل الأول)

(۲) عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أَمَرْتُ، الحديث (صحیح البخاری: ۸/۱، كتاب الإيمان، باب: ﴿فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ﴾)

کوئی معبود سوائے اللہ کے اور اس کی کہ محمد رسول اللہ ہیں، تو اہل ایمان اس ارشاد کی تعمیل اسی طرح کر سکتے ہیں کہ یہ کہیں کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ہر صدی میں مجدد کا ہونا ضروری ہے: اس کی تشفی بخش وضاحت

سوال: (۱۹۱) إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا بَاعْثُ تَصْدِيعٍ (تکلیف دہی) یہ ہے کہ حدیث مذکورہ بالا کے دیکھنے سے طبیعت پر بہت سے شکوک و وسوسہ و وجوہات چند در چند پیدا ہو گئے ہیں، لہذا اس کے متعلق حسب ذیل عرض کر کے التماس ہے کہ بہ وجہ احسن جواب با صواب سے مشکور فرمایا جائے گا:

(۱) کیا حدیث متذکرہ بالاسحیح و مستند ہے؟

(۲) اگر واقعی حدیث شریف صحیح ہے تو مخبر علیہ السلام کی پیشین گوئی کے مطابق ہر صدی کے سر پر مجدد کا آنا ضروری ہے؟

(۳) لہذا سوال ہے کہ اگر ۱۳ مجید حسب وعدہ آگئے ہوں تو صدی چہار دہم (۱۴) کا کون مجدد آیا؟

(۴) مجدد کی کیا شناخت ہے؟

(۵) کیا مجدد خود علی الاعلان دعویٰ کرتا ہے؟

(۶) کیا مجدد کی شناخت و تلاش عوام الناس کے لیے ضروری ہے؟ (۲۵/۱۳۳ھ)

الجواب: حدیث مذکور صحیح ہے (۱) ہر ایک صدی میں مجدد کا ہونا ضروری ہے، لیکن علماء نے

(۱) یہ حدیث سنن أبی داؤد: ۵۸۹/۲، کتاب الملاحم، باب ما یذکر فی قرن المائۃ میں ہے، اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ کشف الخفاء اور المقاصد الحسنہ میں ہے:

رواہ أبو داؤد عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، وأخرجه الطبرانی فی الأوسط عنہ أيضاً بسند رجالہ ثقات، وأخرجه الحاکم من حدیث ابن وہب وصحّحه، وقد اعتمد الأئمة هذا الحدیث. (کشف الخفاء و مزیل الإلباس: ۲۸۲/۱، رقم الحدیث: ۷۴۰، المقاصد الحسنہ ص: ۱۲۱، رقم الحدیث: ۲۳۸)

نیز عمون المعبود میں ہے:

حدیث أبی ہریرۃ سکت عنہ المنذری، وقال السیوطی فی مرقاة الصعود: ==

فرمایا ہے کہ مجدد ایک ہونا ضروری نہیں ہے، ہر ایک صدی میں چند مجدد ہوں یہ بھی ہو سکتا ہے، اس صورت میں یہ حدیث مطابق ہوگی دوسری حدیث صحیح کے، آپ نے ﷺ فرمایا کہ میری امت میں ایک جماعت ایسی رہے گی جو حق پر قائم ہوگی اور ان کو کسی کی مخالفت مضرت نہ ہوگی (الحدیث) (۱) باقی یہ بات کہ فلاں صدی کا مجدد کون ہوا، نہ اس کو آنحضرت ﷺ نے فرمایا نہ کسی کو محقق طور سے معلوم ہے، قرآن سے کچھ ظن غالب ہو جاتا ہے کہ اہل حق میں فلاں فلاں عالم ایسے ہوئے ہیں جنہوں نے دین کو تازہ کیا، اور رسوم باطلہ مٹائیں اور یہی علامت مجدد کی ہے، اور مجدد خود دعویٰ اپنے مجدد ہونے کا نہیں کیا کرتا الا ماشاء اللہ، جب کسی کو اس اعلان کا من جانب اللہ امر ہو تو وہ اظہار و اعلان فرما دیتا ہے، مجدد کی تلاش اور شناخت عوام پر لازم نہیں ہے، اس حدیث کی شرح میں جو کچھ علماء نے فرمایا ہے اس کو نقل کیے دیتا ہوں، اور اس سے جملہ امور متعلقہ کا جواب بالا جمل معلوم ہو سکتا ہے۔

سراج المنیر شرح جامع صغیر میں ہے: أي في شرح قوله عليه السلام: من يجدد لها دينها، قال المناوي: رجلاً كان أو أكثر أي يبين السنة من البدعة ويدل أهلها، قال ابن كثير: وقد ادعى كل قوم في إمامهم أنه المراد والظاهر حملة على العلماء من كل طائفة اهـ وقال العلقمي: معنى التجديد إحياء ما اندرس من العمل بالكتاب والسنة والأمر بمقتضاهما،

== اتفق الحفاظ على تصحيحه، منهم الحاكم في المستدرک والبيهقي في المدخل، وممن نص على صحته من المتأخرين: الحافظ ابن حجر .

وقال العلقمي في شرح الجامع الصغير، قال شيخنا: اتفق الحفاظ على أنه حديث صحيح، وممن نص على صحته من المتأخرين: أبو الفضل العراقي وابن حجر، ومن المتقدمين: الحاكم في المستدرک والبيهقي في المدخل، انتهى .

وقال المناوي في فتح القدير: أخرجه أبو داود في الملاحم والحاكم في الفتن وصححه والبيهقي في كتاب المعرفة، كلهم عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال الزين العراقي وغيره: سنده صحيح انتهى. (عون المعبود: ۱۱/۲۶۷، كتاب الملاحم، باب ما يذكر في قرن المائة، المطبوعة: المكتبة الأشرفية ديوبند)

(۱) عن معاوية رضي الله عنه قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: لا يزال من أمتي أمة قائمة بأمر الله لا يضرهم من خذلهم ولا من خالفهم حتى يأتي أمر الله وهم على ذلك، متفق عليه. (مشكاة، ص: ۵۸۳، كتاب الفتن، باب ثواب هذه الأمة، الفصل الأول)

واعلم أنَّ المجدد إنما هو بغلبة الظنِّ بقرائن أحواله والانتفاع بعلمه (۱)

حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ مجدد ہر ایک صدی کا عام ہے اس سے کہ ایک ہو یا چند، اور تجدید دین کے معنی یہ ہیں کہ سنت اور بدعت کو واضح کر دے، اور اہل سنت کو اہل بدعت سے متمیز کر دے مثلاً جیسے حضرت مولانا اسماعیل شہید علیہ الرحمۃ اور حضرت سید (احمد) صاحب بریلویؒ خلیفہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلویؒ، حضرت مجدد الف ثانی نے بدعات کو مٹایا اور سنت کو جاری کیا، اور اس دورِ آخر میں حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث لنگوہی بھی انہیں افراد میں سے ہیں جنہوں نے دین کی تجدید فرمائی اور بدعت و سنت کو ممتاز کر دیا، اور علم و عمل ان کا شاہد عدل ہے ان کے کمال کا، پھر جامع شریعت و طریقت و حقیقت و محدث و فقیہ و محقق کامل ہوئے ہیں، اور ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ہر ایک قوم نے اپنے امام و مقتدی کو مجدد کہا ہے، اور ظاہر یہ ہے کہ ہر ایک طائفہ کے علماء مراد ہوں، مثلاً کوئی محدثین میں ہوں، اور کوئی فقہاء میں، اور کوئی تصوف و طریقت میں، اور احقر کہتا ہے کہ ممکن ہے کہ کوئی جامع ہو ان جملہ امور کو اور ہر ایک شعبہ کا مجدد ہو، ﴿ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (سورہ مائدہ، آیت: ۵۴) اور علقمی فرماتے ہیں کہ معنی تجدید کے یہ ہیں کہ مجدد زندہ کرتا ہے ان امور کو جو کتاب و سنت میں سے متروک ہو گئے ہیں، اس کا حاصل بھی وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا کہ احیاء سنت و امارت بدعات کرے، اور محقق کامل جامع شریعت و طریقت ہو، اور جان لو کہ مجدد کا علم غلبہ ظن سے ہوتا ہے، اس کے احوال کے قرینہ سے اور اس کے علم سے نفع حاصل ہونے سے یعنی یہ یقین معلوم نہیں ہو سکتا صرف اس کے علم و عمل و تقویٰ وغیرہ کو دیکھ کر غلبہ ظن ہو سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حدیث: طلب العلم فريضة على كل مسلمٍ کا مطلب

سوال: (۱۹۲) ایک صاحب حدیث شریف طلب العلم فريضة على كل مسلم (۲) کے

(۱) السَّراج المنير شرح الجامع الصَّغير في أحاديث البشير النَّذير: ۱/۳۴۵، حرف الهمزة .

(۲) عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: طلب العلم فريضة،

الحديث. (مشكاة المصابيح، ص: ۳۴، كتاب العلم، الفصل الثاني)

حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ علم حاصل کرنا مسلمان مردوں اور عورتوں پر یکساں فرض ہے، یعنی جو تعلیم مردوں کے لیے ضروری ہے وہی تعلیم عورتوں کے لیے لازمی ہے، اب ملک کی حکومت اہل ہند کے ہاتھوں میں بہ تدریج آرہی ہے، اسامہ (؟) اقوام کی عورتیں کونسلوں میں پہنچ چکی ہیں، ججی اور مجسٹریٹی کرتی ہیں، پیرسٹری اور وکالت کرتی ہیں، اس بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۲/۲۹۶۳ھ)

الجواب: حدیث شریف مذکور کا مطلب یہ ہے کہ علم دین اور مسائل دینیہ کا سیکھنا مردوں اور عورتوں پر فرض ہے، یعنی جن مسائل کی مردوں کو ضرورت ہے ان پر اس کا سیکھنا اور دریافت کرنا لازم ہے، اور جن مسائل کی عورتوں کو ضرورت ہے وہ عورتوں کو دریافت کرنا اور سیکھنا لازم ہے، مثلاً خاص حیض و نفاس کے مسائل یہ عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں، یہ عورتوں پر سیکھنا اور دریافت کرنا لازم ہے، اور جو مسائل مشترک دونوں پر یعنی مرد و عورت پر فرض ہیں جیسے نماز، زکاۃ، روزہ وغیرہ، وہ دونوں کو سیکھنا اور دریافت کرنا لازم ہے، غرض یہ ہے کہ جس مسئلہ کی جس کو ضرورت پیش آئے اس کا سیکھنا ہر ایک پر فرض ہے، یہ مطلب ہے طلب علم کے فرض ہونے کا ہر ایک مرد اور عورت پر، اور شخص مذکور نے جو کچھ حدیث مذکور کا مطلب لیا اور کونسلوں وغیرہ میں شریک ہونے پر زور دیا ہے یہ ان صاحب کی خوش فہمی ہے حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

أَقْلَ الدَّعَاءِ ثَلَاثَةٌ كَمَا مَطْلَب

سوال: (۱۹۳) حصین حصین میں ایک ٹکڑا حدیث کا بہ روایت بخاری و مسلم منقول ہے: أَقْلَ

الدَّعَاءِ ثَلَاثَةٌ اس کا کیا مطلب ہے؟ (۱۳۳۳-۳۲/۵۱۷ھ)

الجواب: حصین حصین میں آداب دعا میں بہ روایت بخاری و مسلم صرف اس قدر مذکور ہے: وَأَنْ يُكْرِرَ الدَّعَاءَ. خ، م (أي رواه البخاري و مسلم) اس کے بعد بہ روایت ابوداؤد اور ابن السنی یہ الفاظ مروی ہیں: وَأَقْلَهُ التَّلَاثِ، د، ی، (أي رواه أبو داود وابن السنی) اس کے بعد یہ ہے: وَأَنْ يَلْحَقَ فِيهِ، س، مُسْ، عَوْ، (أي رواه النسائي والحاكم وأبو عوانة) (۱)

(۱) الحصین الحصین، ص: ۲۴-۲۵، المنزل الأول، آداب الدعاء، المطبوعة: مطبع أنوار

محمد، لکناؤ.

الحصن الحصین کے حاشیہ میں کنز العباد سے منقول ہے: قوله: (و يُلَحَّ في الدَّعاء) لقوله عليه الصَّلَاة والسَّلَام: إِنَّ اللَّهَ يَحِبُّ الْمَلْحِينَ في الدَّعاء و أدنى الإلحاح أن يكرّره ثلاثاً، والأوسط خمساً، والأكمل سبعا (۱) كنز العباد .

اور روایت بخاری اور مسلم جس میں وأن يُكرّر الدَّعاء وارد ہے، اس کی تشریح میں ملا علی قاری لکھتے ہیں: قوله: (و أن يُكرّر الدَّعاء) أي في مجلس أو مجالس والتّثليث أي تثليث الدَّعاء بأن يكرّر ثلاثاً (۲) (حرز ثمين. شرح حصن حصين)

ان سب روایات اور اقوال کے ملاحظہ کے بعد معلوم ہوا کہ آداب اور مستحبات دعا میں سے یہ ہے کہ اس کا تکرار کرے اور إلحاح و اصرار سے دعا کرے، اس کا ادنیٰ درجہ تین دفعہ دعا کرنا ہے اور اوسط پانچ اور اعلیٰ درجہ سات، نیز دعا کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ آہستہ اور خفیہ ہو۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً﴾ (سورہ اعراف، آیت: ۵۵) علاوہ بریں آداب دعا میں سے اگر کوئی ادب کسی وقت فوت ہو جاوے تو محل اعتراض نہیں؛ بلکہ مستحبات و آداب میں بہتر یہ ہے کہ کبھی ترک بھی کیا جاوے، تاکہ عوام کو اس کے لزوم و وجوب کا گمان نہ ہو، اور ملا علی قاری علیہ الرحمۃ کی تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تکرار دعا اس طرح بھی صادق آتا ہے کہ مجالس متعددہ میں تکرار ہو۔

صبح و شام رضیت باللہ ربّاً إلخ پڑھنے کی فضیلت

سوال: (۱۹۴) عبارت رضیت باللہ ربّاً و بالإسلام دیناً و بمحمد نبیاً کے متعلق یہ سنا ہے کہ جو شخص صبح و شام اس کو پڑھے خدا تعالیٰ پر بہ لحاظ رحمت واجب ہے کہ اس کی جملہ آرزو کو پورا فرماوے، اور مقام رضا و تسلیم بھی اس کو عطا فرماوے، آپ کی تحقیق اس کے متعلق کیا ہے؟ اس کے فوائد کیا ہیں؟ (۱۳۴۳/۹۸۷ھ)

الجواب: دعائے مذکورہ فی السوال یعنی رضیت باللہ ربّاً إلخ کی فضیلت میں بہ روایت ترمذی و مسند امام احمد مشکاة شریف میں منقول ہے: عن ثوبان رضي الله عنه قال: قال رسول الله

(۱) هامش الحصن الحصين، ص: ۲۳، رقم الحاشية: ۱۲۔

(۲) هامش الحصن الحصين، ص: ۲۳، رقم الحاشية: ۱۱۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ يَقُولُ: إِذَا أَمْسَى وَإِذَا أَصْبَحَ ثَلَاثًا رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُرَضِّيَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (۱) حاصل ترجمہ اس کا یہ ہے کہ جو شخص صبح و شام تین دفعہ یہ دعا پڑھے: رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا إلخ تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے اور ثابت ہے یہ کہ اس کو قیامت کے دن راضی اور خوش فرما دے گا، یعنی جس ثواب سے وہ خوش ہو اس کو وہ ثواب عطا فرما دے اور ظاہر ہے کہ اس میں سب کچھ آگیا، اور قرآن شریف میں ارشاد ہے: ﴿وَرَضَوَانِ مِنَ اللّٰهِ الْكِبْرُ﴾ (سورہ توبہ، آیت: ۷۲) اور اللہ کی رضا مندی بہت بڑی چیز ہے، اور یہ بھی واضح ہے کہ جو شخص اللہ کے رب ہونے سے راضی ہو گیا اللہ اس سے راضی ہوگا، اور جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا اس کو دین اور دنیا کے تمام مقاصد حاصل ہوں گے، ایک دوسری حدیث میں ہے جو صحیح مسلم میں مروی ہے: ذَاقَ طَعْمَ الْإِيْمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا (۲) یعنی جو شخص اللہ کے رب ہونے پر راضی ہو گیا اور اسلام کو اپنا دین بنانے پر راضی ہو گیا اور محمد ﷺ کے رسول بنانے پر راضی ہو گیا اس نے ایمان کا ذائقہ اور لذت حاصل کر لی، الغرض فضیلت اس کی بہت کچھ ہے بندہ اس کا کیا احصاء کر سکتا ہے، پس مناسب ہے کہ اس کو صبح و شام تین تین بار پڑھ لیا کریں؛ تو بہ موجب وعدہ حدیث شریف اس کو ذائقہ ایمان نصیب ہوگا، اور اللہ تعالیٰ اس کو راضی کر دے گا، جو وہ چاہے گا وہ اس کو ملے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ادعیہ ماثورہ کے برابر کوئی دعا اور وظیفہ نہیں ہو سکتا

سوال: (۱۹۵) ایک شخص کا عقیدہ ہے کہ جس قدر وظائف احادیث میں وارد ہیں وہ بہ اعتبار خیر و برکت کے بزرگان دین کے ترتیب دادہ اور مجوزہ اور اد سے بہتر ہیں؛ یہ صحیح ہے یا نہیں؟
(۱۳۴۲/۹۴۳ھ)

(۱) مشکاة المصابیح، ص: ۲۱۰، کتاب الدعوات، باب ما يقول عند الصّباح والمساء والمنام، الفصل الثانی .

(۲) عن العباس بن عبد المطلب رضي الله عنه أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ذَاقَ طَعْمَ الْإِيْمَانِ ، الحديث . (الصّحيح لمسلم: ۱/ ۴۷، كتاب الإيمان ، الدّليل على أنّ من رضي الله ربًّا إلخ)

الجواب: یہ خیال اس کا بہت صحیح اور درست ہے اور ادوا دعیہ ماثورہ کے برابر کوئی دعا اور وظیفہ نہیں ہو سکتا، اور اتباع سنت پورا پورا اس میں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ما رآہ المؤمنون حسنًا کا مطلب

سوال: (۱۹۶) عرف و عادت کی تحکیم فقہاء تسلیم کرتے ہیں اور دلیل میں ما رآہ المؤمنون حسنًا کو پیش کرتے ہیں، اور یہی حدیث حجیت اجماع کے لیے بھی پیش کی جاتی ہے، اس صورت میں مشتبہات ضرور حسن ہو جائیں گے۔ (۳۲/۸۴۲-۳۲۳-۱۳۳۳ھ)

الجواب: دلیل حجیت اجماع لا تجتمع امتی علی الضلالة وغیرہا احادیث ونصوص ہیں (۱) اور عرف و رواج بھی وہی معتبر ہے جو موافق شرع ہے، خلاف شرع کوئی عرف و رواج معتبر نہیں، اور ما رآہ المؤمنون (۲) میں مؤمنین کا ملین مراد ہیں، پس معلوم ہوا کہ عرف و رواج خواص مراد ہے، نہ عرف و رواج عوام، اور حق یہ ہے کہ حدیث لا تجتمع امتی سے بھی امت کاملہ مراد ہے،

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله لا يجمع أمتي أو قال: أمة محمد على ضلالة، الحديث. (مشكاة المصابيح، ص: ۳۰، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثاني)

(۲) عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: إن الله نظر في قلوب العباد، فوجد قلب محمد صلى الله عليه وسلم خير قلوب العباد، فاصطفاه لنفسه، فابتعثه برسالته، ثم نظر في قلوب العباد بعد قلب محمد، فوجد قلوب أصحابه خير قلوب العباد، فجعلهم وزراء نبيه، يقاتلون على دينه، فما رأى المسلمون حسنًا، فهو عند الله حسن، وما رأوا سيئًا، فهو عند الله سيئ. (مسند الإمام أحمد بن حنبل: ۸۴/۶، رقم الحديث: ۳۶۰۰، المطبوعة: مؤسسة الرسالة، بيروت)

قال العجلوني في كشف الخفاء: أخرجه البزار والطبراني وأبو نعيم والبيهقي في الاعتقاد عن ابن مسعود رضي الله عنه وقال الحافظ ابن عبد الهادي: روي مرفوعًا عن أنس رضي الله عنه بإسناد ساقط، والأصح وقفه على ابن مسعود رضي الله عنه انتهى. (كشف الخفاء و مزيل الإلباس: ۲/۲۴۵، رقم الحديث: ۲۲۱۴، المطبوعة: مؤسسة الرسالة، بيروت)

اور مؤمنین سے مراد بھی مؤمنین کا ملین، مشتبہات جن سے شارع علیہ السلام نے بچنے کا حکم فرمایا ہے، نہ اس کو مؤمنین کا ملین حسن فرما سکتے ہیں، اور نہ اس پر امت کاملہ مجتمع ہو سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

من تشبہ بقوم فهو منهم کا مطلب

سوال: (۱۹۷) من تشبہ بقوم فهو منهم (۱) کا ٹھیک مطلب کیا ہے؟ (۱۱۸۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)
 الجواب: ٹھیک مطلب اس کا یہی ہے کہ جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ ان ہی میں شمار ہوتا ہے (یعنی جو فاسقوں اور بدکاروں کی مشابہت اختیار کرے گا اس کا شمار بدکاروں میں ہوگا، اور جو شخص نیک لوگوں کی مشابہت اختیار کرے گا اس کا شمار نیک لوگوں میں ہوگا، اس ارشاد نبوی کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو اسلامی وضع قطع اور اسلامی تہذیب اختیار کرنی چاہیے، مغربی تہذیب اور غیر مسلموں کی وضع قطع سے اجتناب کرنا چاہیے۔ محمد امین پالن پوری) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
 سوال: (۱۹۸) من تشبہ بقوم فهو منهم اس حدیث میں کس قسم کا تشبہ مراد ہے؟ (۲۰۵۴/۱۳۳۸ھ)

الجواب: پورا تشبہ تو کفار کے شعائر خاصہ میں تشبہ اختیار کرنے سے ہوتا ہے، اور اس صورت میں فهو منهم حقیقت پر محمول ہوگا جیسا کہ شد زنا وغیرہ، اور اگر اس درجہ کا تشبہ نہیں ہے، تو کفر نہیں ہے کراہت وغیرہ درجہ بہ درجہ حاصل ہوگی۔

حدیث: صلّوا خلف کلّ برّ وفاجر کا مطلب

سوال: (۱۹۹) حدیث: صلّوا خلف کلّ برّ وفاجر (۲) کا کیا مطلب ہے؟ (۱۰۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من تشبہ بقوم فهو منهم (سنن أبي داود: ۵۵۹/۲، کتاب اللباس، باب في لبس الشهرة)
 (۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : صلّوا خلف کلّ برّ وفاجر وصلّوا علی کلّ برّ وفاجر، وجاهدوا مع کلّ برّ وفاجر. (سنن الدار قطنی: ۱/۱۸۵، کتاب الصلّاة، باب صفة من تجوز الصلّاة معه والصلّاة علیه، المطبوعة: المطبع الأنصاري الواقع في الذهلي)

الجواب: اس حدیث کا مطلب صرف یہ ہے کہ نماز فاجر کے پیچھے بھی ہو جاتی ہے، لیکن دوسری احادیث اور نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ مکروہ ہوتی ہے (۱) اور مکروہ بھی تحریمی جیسا کہ شامی میں منقول ہے وہاں مفصل دیکھ لیا جائے اور انہوں نے وجہ کراہت بھی نقل فرمائی ہے (۲) فقط

(۱) عن عبد اللہ بن عمرو رضي الله عنه أنَّ رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول: ثلاثة: لا يقبل الله منهم صلاةً من تقدَّم قوماً وهم له كارهون، الحديث (سنن أبي داود، ص: ۸۸، كتاب الصلاة، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون) تحفة اللمعي شرح سنن الترمذی میں ہے:

حدیث: آنحضرت ﷺ نے تین آدمیوں پر لعنت فرمائی:

اول: وہ شخص جو کسی قوم کی امامت کرے در انحالیکہ لوگ اس کی امامت کو ناپسند کرتے ہوں — اور یہ ناگواری دنیاوی جھگڑے اور دنیاوی اسباب کی بنا پر نہ ہو بلکہ کسی دینی وجہ سے ہو، ملا علی قاری رحمہ اللہ نے مرقاۃ شرح مشکاۃ میں اس کی تین وجہیں بیان کی ہیں:

ایک: امام کا جاہل ہونا، مثلاً وہ صحیح قرآن نہیں پڑھتا یا نماز کے بنیادی مسائل سے واقف نہیں، اس لیے لوگ اس کو ناپسند کرتے ہیں۔

دوسری وجہ: وہ فاسق و فاجر ہے، بر ملا گناہ کرتا ہے، سنیماد دیکھتا ہے یا کسی اور برائی میں مبتلا ہے، اس لیے لوگ اس کو ناپسند کرتے ہیں۔

تیسری وجہ: وہ بدعتی ہے، اور مقتدی اہل السنۃ والجماعۃ میں سے ہیں، اس لیے امام کو ناپسند کرتے ہیں، پس ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اور اگر ناپسندیدگی کی وجہ مقتدیوں میں پائی جاتی ہو، مثلاً امام اہل السنۃ میں سے ہے، دیوبندی ہے، اور مقتدی بدعتی ہیں؛ اس لیے وہ امام کو ناپسند کرتے ہیں تو پھر مقتدی ملعون ہیں، ایسے مقتدیوں کی ناراضگی کا قطعاً اعتبار نہیں (تحفۃ اللمعی شرح سنن الترمذی: ۱۸۳/۲، کتاب الصلاة، عنوان: جس کو مقتدی ناپسند کریں اس کا امامت کرنا، حدیث نمبر: ۳۶۵)

(۲) ولو أم قوماً وهم له كارهون، إن الكراهة لفسادٍ فيه، أو لأنهم أحقُّ بالإمامة منه كره له ذلك تحريماً لحديث أبي داود: "لا يقبلُ الله صلاةً من تقدَّم قوماً وهم له كارهون". وإن هو أحقُّ لا، والكراهةُ عليهم، ويُكرهُ تنزيهاً إمامةَ عبدٍ..... وأعرابيٍّ..... وفاسقٍ وأعمى ونحوه الأعشى، نهر، إلا أن يكون أي غير الفاسق أعلم القوم فهو أولى (الذّر)

وقال في الشامي: وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه، بأنه لا يهتم لأمر دينه، وبأن في

تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً

==

نماز جنازہ میں قراءت فاتحہ والی روایت کا مطلب

سوال: (۲۰۰)..... (الف) عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم قرأ على الجنابة بفاتحة الكتاب ، رواه الترمذي و أبو داود وابن ماجه (۱) اس روایت حدیث سے آنحضرت ﷺ کا نماز جنازہ میں فاتحہ پڑھنا ثابت ہے، عند الحنفیہ صلاۃ جنازہ میں قراءۃ فاتحہ کا کیا حکم ہے؟ اگر ناجائز ہے تو حدیث کی کیا مراد ہے؟

(ب) میت کو دفن کرنے سے پہلے فاتحہ اور دعا اور سورت قرآن پڑھ کر ثواب پہنچانا کیسا ہے؟

(۱۷۸۴/۱۳۳۵ھ)

الجواب: (الف) در مختار میں ہے: ولا قراءة ولا تشهد فيها وعين الشافعي رحمه الله الفاتحة في الأولى وعندنا تجوز بنية الدعاء وتكره بنية القراءة لعدم ثبوتها فيها عنه عليه الصلاة والسلام (۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جو صلاۃ جنازہ میں فاتحہ پڑھنے کی روایت ہے اس کی تاویل حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ یہ کرتے ہیں کہ بہ نیت دعا فاتحہ الکتاب پڑھی ہے نہ بہ نیت قراءت، كما بين في كتب الفقه (۲)

(ب) اور ایصالِ ثواب میت میں کچھ کلام نہیں ہے، سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص اور سورۃ یسین وغیرہ پڑھ کر میت کو ثواب پہنچا دے اس میں کچھ حرج نہیں ہے، بلکہ ثواب ہے: قال في الدرر

== ولا يخفى أنه إذا كان أعلم من غيره لا تزول العلة، فإنه لا يؤمن أن يصلي بهم بغير طهارة، فهو كالمبتدع تكره إمامته بكل حال، بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا، قال: ولذا لم تجز الصلاة خلفه أصلاً عند مالك، و راية عن أحمد، فلذا حاول الشارح في عبارة المصنف وحمل الاستثناء على غير الفاسق، والله أعلم (الدر المختار والشامي: ۲۵۶-۲۵۷/۲، كتاب الصلاة، باب الإمامة، قبيل مطلب: البدعة خمسة أقسام)

(۱) مشكاة المصابيح، ص: ۱۴۶، كتاب الجنائز، باب المشي بالجنابة والصلاة عليها، الفصل الثاني .

(۲) الدر المختار مع الشامي: ۱۰۵/۳، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنابة، مطلب: هل يسقط فرض الكناية بفعل الصبي .

المختار بعد بیان استحباب زیارة القبور: و یقرأ ینس و فی الحدیث: من قرأ الإخلاصَ
أحد عشر مرةً ثم وهب أجرها للأموات أُعطی من الأجر بعدد الأموات (۱) فقط واللہ اعلم

کیا حدیث: لا مهر أقل من عشرة دراهم کے بارے میں

مولانا عبدالحی صاحب کی تحقیق درست ہے؟

سوال: (۲۰۱) حدیث: لا مهر أقل من عشرة دراهم کی نسبت جو ضعف کا جواب دیا جاتا ہے کہ بہ تعدد طرق صحت پائی جاتی ہے، مولوی عبدالحی صاحب مرحوم اپنی تصانیف میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں ہمارے علمائے حنفیہ کا قول تصحیح میں غلط ہے یہ طرق نہایت ضعیف ہیں، بہ قاعدہ اصول حدیث یہ طرق جائز نہیں ہو سکتے، مولانا عبدالحی صاحب مرحوم کا یہ لکھنا صحیح ہے یا نہیں؟

(۱۳۳۳-۳۲/۲۲۳۶ھ)

الجواب: اس بارے میں حواشی ہدایہ، فتح القدیر وغیرہ کو دیکھنا چاہیے (۲) مولوی عبدالحی صاحب مرحوم کی تحقیق پر اعتماد نہ کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) الدرّ مع الرّد: ۱۴۱/۳-۱۴۳، کتاب الصّلاة، باب صلاة الجنّاة، مطلب فی زیارة القبور۔
فائدہ: شامی کے حاشیہ میں ہے کہ یہ حدیث باطل ہے، اور اس کی کوئی اصل نہیں۔

هذا حدیث باطل لا أصل له. وهو بعيد عن كلام النبوة. أنظر: تذكرة الموضوعات

(۲۱۹) (هامش الشّامي مع الدرّ: ۱۴۲/۳، کتاب الصّلاة)

(۲) حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری تحفۃ اللمعی میں ارقام فرماتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بہ سند حسن روایت مروی ہے کہ لا مهر أقل من عشرة دراهم یعنی دس درہم سے کم مہر نہیں ہو سکتا..... حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث سنن کبریٰ بیہقی اور دارقطنی میں ہے، اور اس کو بمشرب بن عبید اور حجاج بن ارطاة کی وجہ سے ضعیف قرار دیا گیا ہے، مگر علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں: اس حدیث کو ابن ابی حاتم نے بھی روایت کیا ہے، اور اس کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: إنہ بهذا الإسناد حسن، لا أقل منه۔
(فتح القدیر: ۱۸۶/۳) (تحفۃ اللمعی: ۵۳۶-۵۳۷، کتاب النکاح، باب ما جاء فی مہور النساء)

الموت راحة الفقراء حدیث ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۰۲) الموت راحة الفقراء حدیث ہے یا نہیں؟ اگر حدیث ہے تو کس کتاب میں ہوگی؟ تذکرۃ الموتی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پانچ سو ملائکہ ہمراہ حضرت ملک الموت کے بیمار کے پاس بہ وقت نزع کے آتے ہیں، اور دیگر رسائل میں یہ ہے کہ اٹھارہ ملائکہ ہمراہ ملک الموت کے آتے ہیں، اٹھارہ ملائکہ والی روایت کی کوئی اسناد ہے یا نہیں؟ یا قول صحابہ یا اثر مجتہد ہے یا کیا؟ (۱۳۳۳ھ/۱۶۶۵-۳۲/۱۳۳۳ھ)

الجواب: الموت راحة الفقراء کوئی حدیث یا ذنب نہیں آتی اور کسی کتاب میں نہیں دیکھی گئی غالباً کسی کا مقولہ ہوگا، تذکرۃ الموتی کی روایت کا اور اٹھارہ ملائکہ والی روایت کا کچھ حال معلوم نہیں، نہ کچھ سند معلوم ہے نہ یہ کہ یہ اثر ہے یا مرفوع حدیث ہے اور صحیح ہے یا ضعیف۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

چند اقوال و احادیث کی تحقیق و تخریج

سوال: (۲۰۳) ایک رسالہ میں ذیل کے جملوں کو حدیث لکھا ہے:

- (۱) إِنَّمَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ صَوْتَيْنِ أَحْمَقِينَ صَوْتِ النَّوْحَةِ وَ صَوْتِ الْغَنَاءِ .
 - (۲) كَانَ إِبْلِيسُ أَوَّلَ مَنْ تَغَنَّى وَأَوَّلَ مَنْ نَاحَ .
 - (۳) التَّغَنَّى حَرَامٌ وَالتَّلَذُّذُ بِهَا كُفْرٌ وَالْجُلُوسُ عَلَيْهَا فَسْقٌ وَ مَعْصِيَةٌ يَهْجُلُهَا حَدِيثٌ هَـ
- یا نہ؟ (۱۳۳۳ھ/۱۶۱۷-۳۲/۱۳۳۳ھ)

الجواب: یہ جملے الفاظ مذکورہ کے ساتھ کسی حدیث کی کتاب میں نظر نہیں آئے، جملہ اولیٰ کے متعلق جامع صغیر میں یہ الفاظ حدیث کے منقول ہیں: صوتان ملعونان فی الدنیا والآخرة مزمائر عند نعمة و رنة عند مصيبة رواه البزار (۱) اور جملہ ثالثة کو صاحب درمختار نے بزاز سے ان (۱) رواه البزار والضياء عن أنس (صح) (الجامع الصغير في أحاديث البشير النذير للسيوطي ص: ۳۱۱، حرف الصاد، رقم الحديث: ۵۰۵۰) وفي مجمع الزوائد: عن أنس من مالك رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: صوتان الحديث (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: ۱۳/۳، كتاب الجنائز، باب في النوح، المطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت)

الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے: و في البزازیة استماع صوت الملاهي كضرب قصب ونحوه حرام لقوله عليه الصلاة والسلام: استماع الملاهي معصية، والجلوس عليها فسق، والتلذذ بها كفر أي بالنعمة، فصرف الجوارح إلى غير ما خلق لأجله كفر بالنعمة لا شكر إلخ (۱) (درمختار) اور جملہ ثانیہ کہیں نظر سے نہیں گزرا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۲۰۴)..... (الف) عند ذکر اولیاء اللہ تنزل الرحمة حدیث ہے یا نہیں؟ اگر حدیث ہے تو کس کتاب کی؟

(ب) اتقوا من فراسة المؤمن فإنه ينظر بنور الله یہ حدیث ہے یا کسی صحابی کا قول ہے؟

(ج) و أن يتوسل إلى الله تعالى بأبيائه حدیث ہے یا کسی بزرگ کا مقولہ؟ بینوا وتوجروا (۱۰۱۹/۱۳۳۵ھ)

الجواب: (الف) عند ذکر اولیاء اللہ إلخ کسی بزرگ کا مقولہ ہے غالباً، حدیث نہیں ہے۔

(ب) اتقوا من فراسة المؤمن إلخ (۲) بھی بہ ظاہر ان الفاظ سے حدیث نہیں ہے یہ بھی کسی بزرگ کا مقولہ ہے۔

(ج) و أن يتوسل إلى الله تعالى إلخ بھی بزرگوں کا مقولہ ہے حدیث نہیں ہے۔ فقط

لو لاك لما خلقتُ الأفلاك حدیث ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۰۵) لو لاك لما خلقتُ الأفلاك حدیث ہے یا نہیں؟ اور صحاح ستہ میں مذکور ہے

یا نہیں؟ (۱۵۰/۱۳۳۷ھ)

الجواب: یہ حدیث نہیں ہے، اور کسی کتاب حدیث مثل صحاح ستہ وغیرہ میں مذکور نہیں ہے (۳)

(۱) الدر المختار مع الرد: ۹/۴۲۵، کتاب الحظر والإباحة.

(۲) ترمذی شریف میں ہے: عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اتقوا فراسة المؤمن فإنه ينظر بنور الله، ثم قرأ: ﴿إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّمُتَوَسِّمِينَ﴾ (جامع الترمذی: ۲/۱۴۵، أبواب التفسير، ومن سورة الحجر)

(۳) كشف الخفاء میں ہے:

قال الصّغاني: موضوع، وأقول لكن معناه صحيح وإن لم يكن حديثاً. (كشف الخفاء

ومزيل الإلباس: ۲/۲۱۳، رقم الحديث: ۲۱۳۳)

بلکہ بزرگوں کے مشکوفات میں سے ہے، اور مضمون اس کا عند محققین صحیح ہے جیسا کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ نے اپنے قصیدہ مدحیہ میں یہ شعر بھی لکھا ہے:

جو تو اُسے نہ بناتا تو سارے عالم کو ﷺ نصیب ہوتی نہ دولت وجود کی زہار (۱)

اسی طرح دیگر اکابر اولیاء امت نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۲۰۶) یہ بات مشہور ہے کہ یہ قول حذیفہ ہے: ”نہ پیدا کرتا دنیا کو جو نہ پیدا کرتا

رسول اللہ ﷺ کو“ یہ بات صحیح ہے یا یہ حدیث ہے؟ (۱۳۳۱/۳۷۱ھ)

الجواب: یہ ترجمہ ہے: لولاك لما خلقت الأفلاك کا، مگر یہ حدیث نہیں ہے بزرگوں کا مقولہ ہے، اور کشف صحیح سے انہوں نے ایسا فرمایا ہے، چنانچہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ نے اپنے قصیدہ بہاریہ میں بھی اس مضمون کو لیا ہے:

جو تو اُسے نہ بناتا تو سارے عالم کو ﷺ نصیب ہوتی نہ دولت وجود کی زہار (۱)

من لم يعرف إمام زمانه فقد مات ميتة الجاهلية کی تحقیق

سوال: (۲۰۷) حدیث شریف میں وارد ہے: من لم يعرف إمام زمانه فقد مات ميتة

جاهلیۃ، یہ کس درجہ کی حدیث ہے؟ اور اس کے کیا معنی اور کیا مراد ہے؟ (۱۸۰۵/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: یہ روایت ان الفاظ سے کہیں نہیں ملی (۲) مگر مسلم شریف میں ان الفاظ سے مروی ہے:

من مات بغير إمام مات ميتة جاهلیة (۳) ترجمہ یہ ہے کہ جو شخص بغیر امام کے مرا، موت اس کی

(۱) قصائد قاسمی، ص: ۵، قصیدہ بہاریہ در نعت رسول ﷺ، شعر نمبر: ۵۶، مطبوعہ: کتب خانہ رشیدیہ، دہلی۔

(۲) ملا علی قاری مرقاۃ میں ارقام فرماتے ہیں:

قوله: (ومن مات وليس في عنقه بيعة) أي لإمام (مات ميتة جاهلیة) وهو معنى ما اشتهر

على الألسنة وذكره السعد في شرح العقائد من حديث: ”من مات ولم يعرف إمام زمانه

مات ميتة جاهلیة“ (مرقاۃ المفاتیح: ۲۳۴/۷، کتاب الإمارة والقضاء، الفصل الأول، رقم

الحديث: ۳۶۷۴)

(۳) مسلم شریف کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ==

جاہلیت کی ہے، مطلب یہ ہے کہ باوجود استطاعت اور قدرت کے امام کی تلاش چاہیے، یعنی مسلمانوں کو کوئی امام اپنا بنانا چاہیے جیسا کہ سلف کے مسلمانوں نے ہر زمانہ میں کسی امام سے بیعت کی اور اس کے پیرو ہوئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

یسعنی قلب عبدي المؤمن حدیث ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۰۸) حدیث: لا یسعنی سمائی ولا أرضی ولكن یسعنی قلب عبدي المؤمن یہ حدیث کون سی کتاب میں ہے؟ اور اس مضمون کی کوئی آیت قرآن شریف میں ہے یا نہیں؟ اور حدیث مذکورہ کس درجہ کی ہے؟ (۱۰۳۶/۱۳۳۷ھ)

الجواب: حدیث: لا یسعنی سمائی ولا أرضی إلخ (۱) بہ تغیریہ احواء العلوم امام غزالیؒ میں مذکور ہے، الفاظ اس کے یہ ہیں: لم یسعنی أرضی ولا سمائی و وسعنی قلب عبدي المؤمن (۱) لیکن احواء العلوم کے شراح اور مخرجین نے فرمایا کہ یہ اس الفاظ اس حدیث کی کچھ اصل نہیں، البتہ اس کے ہم معنی دوسری حدیث ابو عبیدہ خولائیؓ سے جن کی صحابیت مختلف فیہ ہے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: إِنَّ لِلَّهِ آتِيَةً مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ وَ آتِيَةً رَبِّكُمْ قُلُوبَ عِبَادِهِ الصَّالِحِينَ وَ أَحَبُّهَا إِلَيْهِ وَ أَلْيَنُهَا وَ أَرْقَاهَا (۲) اور اس حدیث کی سند کو امام بیہقی نے حسن کہا ہے، پس

== من خرج من الطاعة و فارق الجماعة ثم مات ، مات ميتة جاهلية الحديث .

و عن ابن عباس رضي الله عنهما عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: مَنْ كَرِهَ مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا فَلْيَضْبِرْ عَلَيْهِ ، فَإِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يَخْرُجُ مِنَ السَّلْطَانِ شَيْئًا ، فَمَاتَ عَلَيْهِ إِلَّا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً (الصحيح لمسلم: ۱۲۸/۲، كتاب الإمارة، باب وجوب ملازمة المسلمين عند ظهور الفتن إلخ)

(۱) إحياء علوم الدين للغزالي: ۱۴/۳، كتاب شرح عجائب القلب ، بيان مثل القلب بالإضافة إلى العلوم خاصة ، المطبوعة: مطبعة مصطفى البابي الحلبي و أولاده ، مصر .

(۲) حدیث ابن عمر رضي الله عنهما: أين الله؟ قال في قلوب عباده المؤمنين لم أجده بهذا اللفظ ، و للطبراني من حدیث أبي عتبة الخولاني يرفعه إلى النبي صلى الله عليه وسلم قال: إِنَّ لِلَّهِ آتِيَةً إلخ فيه بقية ابن الوليد و هو مدلس لكنه صرح فيه بالتحديث . ==

الفاظ آتیہ ربکم قلوب عبادہ الصالحین کا حاصل وہی ہے جو لکن یسعی قلب عبدي المؤمن کا ہے، اور تحقیق اور تفصیل اس کی طویل ہے، اور خود قرآن مجید میں ہے: ﴿اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِثْلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ﴾ (سورہ نور، آیت: ۳۵) قال صاحب الجلالین: ﴿مِثْلُ نُورِهِ﴾ أي صفته في قلب المؤمن ﴿كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ﴾ في زُجَاجَةٍ ﴿(۱)﴾ پس اس آیت کریمہ میں مشکاۃ یعنی طاق سے مراد قلب مؤمن ہے اور مصباح سے مراد نور باری تعالیٰ ہے پس وسعت قلب عبد مؤمن اور اس کا بہ معنی چراغ تجلی گاہ حق تعالیٰ ہونا اس آیت سے بھی ثابت ہے اور صوفیاء کرام اس کے معنی کی صحت پر متفق ہیں، نیز آیت کریمہ: ﴿إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا الْآيَةُ﴾ (سورہ احزاب، آیت: ۷۲) میں امانت کی تفسیر معرفت کے ساتھ بھی کی گئی ہے، کما فی التفسیر الکبیر للإمام الرازی (۲) پس آسمان وزمین کا اس کو تحمل نہ ہونا اور انسان کا اس کو تحمل ہونا بھی اس مضمون پر دال ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اوتیت علم الأولین والآخرین حدیث ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۰۹) حدیث: اوتیت علم الأولین والآخرین کس کتاب میں ہے؟ اور اس سے کون حضرات مراد ہیں؟ یعنی اولین سے اور آخرین سے، اور آخرین کے حصول علم کی آپ کو کیا صورت ہوگی؟ (۱۳۳۸/۴۸۵ھ)

الجواب: یہ حدیث کسی کتاب حدیث میں نظر سے نہیں گذری، اس وقت بھی تتبع کتب احادیث

== وفيه أيضًا: حديث قال الله ما وسعني أرضي إلخ لم أر له أصلاً، وفي حديث أبي عتبة قبله عند الطبراني بعد قوله: وآتية ربكم الحديث (المغني عن حمل الأسفار في الأصفار في تخریج ما في الإحياء من الأخبار مع إحياء علوم الدین: ۱۳/۳)

(۱) تفسیر الجلالین، ص: ۲۹۸، تفسیر سورة النور .

(۲) وفي الآية مسائل: المسألة الأولى: في الأمانة وجوه كثيرة: منهم من قال هو التكليف ومنهم من قال: معرفة الله بما فيها، والله أعلم (مفاتيح الغيب: ۶۲۹/۱۳-۶۳۰، تفسیر سورة الأحزاب، المطبوعة: المطبعة العامرة الشرفية)

کا کیا گیا، یہ حدیث بہ الفاظ مذکورہ نہیں ملی، البتہ جامع صغیر سیوطی میں ان الفاظ سے منقول ہے: اَوْ تَيْتُ مَفَاتِيحَ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا الْخُمْسَ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ الْآيَةِ (۱) سو یہ حدیث علم غیب کی خود نفی کرتی ہے، اور اگر حدیث علمت علم الأولین والآخرین ثابت ہو جائے تو پھر مطلب اس کا یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا علم تمام مخلوق اولین و آخرین کے علم سے زیادہ اور اکمل اور اقویٰ ہے، اور علم ذات و صفات باری تعالیٰ جیسا آپ کو تھا ایسا اولین و آخرین کو نہیں تھا۔ فقط واللہ اعلم

الذکاة ما بین اللبّة واللّحین کیسی حدیث ہے؟

سوال: (۲۱۰)..... (الف) ذبح فوق العقدہ میں ذبیحہ حلال ہے یا نہیں؟ اگر کھالیا ہو تو کچھ کفارہ ہے یا نہیں؟

(ب) اور حدیث الذکاة ما بین اللبّة إلخ صحیح ہے یا غریب؟ (۱۷۴۰/۱۷۳۷ھ)

الجواب: (الف - ب) قال فی الدر المختار: وعروقه الحلقوم إلخ والمريء إلخ والودجان إلخ وحل المذبوح بقطع أي ثلاث منها إذ للأكثر حكم الكل إلخ (۲) اس روایت سے معلوم ہوا کہ عروق ذبح چار ہیں اور ذبح فوق العقدہ میں اگر کل یا اکثر عروق ذبح قطع ہو جائیں تو ذبیحہ حلال ہے، یعنی اگر تین عروق بھی قطع ہو جائیں گی تو ذبیحہ حلال ہے، اور اگر اکثر عروق ذبح قطع نہ ہوئیں اور بہ وجہ ناواقفی کے وہ ذبیحہ کھالیا (تو) معاف ہے، لیکن آئندہ اس کا خیال رکھا جائے اور اس میں کفارہ کچھ نہیں ہے، اور حدیث: الذکاة ما بین اللبّة واللّحین (۳) کو اگرچہ

(۱) (طب) عن ابن عمر رضي الله عنهما. (الجامع الصغير، ص: ۱۶۵، حرف الهمزة، رقم الحديث: ۲۷۷۶، المطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت)

(۲) الدر المختار مع الشامی: ۳۵۵/۹، أوائل کتاب الذبائح .

(۳) الحدیث السادس: قال عليه السلام: الذکاة ما بین اللبّة واللّحین؛ قلت: غریب بهذا اللفظ؛ وأخرج الدار قطنی فی سننه عن سعید بن سلام العطار ثنا عبد الله بن بديل الخزاعي عن الزهري عن سعید بن المسيّب عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم بديل بن ورقاء الخزاعي على جمل أرق، يصيح في فجاج مني: ألا إن الذکاة فی الحلق واللّبّة انتهى. قال فی التّقيح: هذا إسناد ضعيف بمرة ==

امام ترمذی نے غریب کہا ہے اسناداً (۱) لیکن یہ حدیث معمول بہ سلف و خلف و مجمع علیہ ہے، اور کسی کو اس میں خلاف نہیں ہے کہ ذکاۃ اختیار یہ ذبح بین اللبۃ واللحین ہے۔

لا صلاة لجار المسجد إلخ اور إن أفضل أعمال أمّتي إلخ کی تحقیق

سوال: (۲۱۱)..... (الف) لا صلاة لجار المسجد إلخ في المسجد صحيح ومعمول بہا ہے یا غیر صحیح متروک العمل، بعض کتب غیر مشہورہ میں مرقوم ہے۔

(ب) اور یہ حدیث: إن أفضل أعمال أمّتي تلاوة القرآن نظراً صحیح ہے یا غیر صحیح؟

(۱۳۳۵/۲۸۵ھ)

الجواب: (الف) جامع صغیر میں ہے: لا صلاة لجار المسجد إلخ في المسجد قط، عن جابر و عن أبي هريرة رضي الله عنهما، ضعيف (۲) وفي السراج المنير: هذا محمول

== وسعيد بن سلام أجمع الأئمة على ترك الاحتجاج به، وكذبه ابن نمير، وقال البخاري: يذكر بهذا الحديث، وقال الدارقطني: يحدث بالأباطيل، متروك، انتهى، وأخرجه عبد الرزاق في مصنفه موقوفاً على ابن عباس وعلي عمر رضي الله عنهم: الذكاة في الحلق واللبة، انتهى. (نصب الرأية في تخريج أحاديث الهداية للزيلعي: ۱۸۵/۳، كتاب الذبائح، المطبوعة: مطبعة دار الأمان)

(۱) حَدَّثَنَا هَنَادٌ وَمَحْمَدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الْعُشْرَاءِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ:

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَمَا تَكُونُ الذَّكَاءُ إِلَّا فِي الْحَلْقِ وَاللِّبَةِ، قَالَ: لَوْ طَعَنْتَ فِي فِجْذِهَا لَأَجْزَأَ عَنْكَ، قَالَ أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ هَذَا فِي الضَّرُورَةِ، وَفِي الْبَابِ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ وَلَا نَعْرِفُ لِأَبِي الْعُشْرَاءِ عَنْ أَبِيهِ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ وَاخْتَلَفُوا فِي اسْمِ أَبِي الْعُشْرَاءِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اسْمُهُ أَسَامَةُ بْنُ قَهْطَمٍ وَيُقَالُ يَسَارُ بْنُ بَرَزٍ وَيُقَالُ ابْنُ بَلَزٍ وَيُقَالُ اسْمُهُ عَطَارْدٌ. (جامع الترمذی: ۲۷۳/۱، أبواب الصيد، باب في الذكاة في الحلق واللبة)

(۲) الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر، ص: ۵۸۵، حرف لا، رقم الحديث: ۹۸۹۸، المطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت.

على الفريضة و ما ألحق بها ففعلها في المسجد أفضل ، و ما عدا ذلك ففعله في البيت أفضل من فعله في المسجد (۱)

(ب) أفضل عبادة أمتي قراءة القرآن نظراً (۲) قال في السراج المنير (ص: ۱۱۱): أي في مصحف فقراءته نظراً أفضل من قراءته على ظهر قلب رواه الحكيم الترمذي عن عبادة بن الصّامت و إسناده حسن (۳)

حدیث اول معمول بہا ہے اس طریقہ سے کہ حدیث کو محمول کریں گے فرائض پر اور جو اس کے حکم میں ہو، اور نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے، اور حدیث ثانی الفاظ مذکور سے موجود ہے اور جو الفاظ سوال میں درج ہیں ان الفاظ سے نہیں ملی مگر مطلب ایک ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۲۱۲) آپ کے جواب میں مرقوم ہے: لا صلاة لجار المسجد إلا في المسجد عن جابر وعن أبي هريرة رضي الله عنهما ضعيف، (جامع صغير) وفي السراج المنير: هذا محمول على الفريضة و ما ألحق بها ففعلها في المسجد أفضل ، و ما عدا ذلك ففعله في البيت أفضل من فعله في المسجد اس حدیث سے بالکل نفی جواز صلاۃ کی غیر مسجد میں معلوم ہوتی ہے، اور سراج منیر میں محمول نفی افضلیت پر کرتے ہیں، اور اصل نماز مکان میں اور دکان وغیرہ میں جائز رکھتے ہیں، اور اسی حدیث کے متن میں مرقوم ہے کہ عبد اللہ ابن ام مکتوم نابینا نے اجازت نماز کی مکان میں چاہی، آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم آواز اذان کی سنتے ہو؟ کہا سنتا ہوں، فرمایا کہ مسجد میں آکر نماز پڑھو، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز فريضة مکان میں بالکل جائز نہیں، اب اگر نفی افضلیت ہے تو کس دلیل سے ہے؟ اور مکان و دکان میں نماز فريضة بہ عذر یا بلا عذر جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۱۲۱۳ھ)

الجواب: حدیث لا صلاة میں لافنی کمال کے لیے ہے جیسا کہ لا إيمان لمن لا

(۱) السراج المنیر شرح الجامع الصغیر فی أحادیث البشیر النذیر: ۳/۴۲۷، حرف ”لا“.

(۲) الحکیم عن عبادة بن الصّامت (ض) (الجامع الصغیر للسيوطي، ص: ۸۲، حرف

الهمزة، رقم الحديث: ۱۳۰۵۔

(۳) السراج المنیر شرح الجامع الصغیر فی أحادیث البشیر النذیر: ۱/۲۳۲، حرف الهمزة.

أمانة له (۱) وغیرہ روایات میں یہی مراد بالاتفاق ہے، اور حدیث عبد اللہ ابن ام مکتوم بھی اسی پر محمول ہے کہ آپ نے ان کو افضل کا امر فرمایا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

لا صلاة إلا بحضور القلب حدیث ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۱۳) لا صلاة إلا بحضور القلب اس حدیث کی تنقید بیان کی جاوے، اگر یہ قول ہے تو کس کا ہے؟ اور ماخذ کیا ہے؟ (۱۳۴۵-۲۴/۲۵۷ھ)

الجواب: ان الفاظ کے ساتھ کتب احادیث میں کوئی حدیث نہیں کہ جس کی تنقید کی جاوے، احیاء میں امام غزالیؒ نے تابعین کے چند آثار نقل کیے ہیں کتاب مذکور میں دیکھے جاویں۔ فقط
سوال: (۲۱۴) کتاب بوستان معرفت مثنوی مولانا روم دفتر سوم، ص: ۲۴۰ میں لکھا ہے:

لا صلاة إلا بحضور القلب حدیث کا حوالہ دیتے ہیں یہ صحیح ہے یا نہ؟ (۱۳۴۵/۱۴۸۵ھ)
الجواب: بعض مشائخ رحمہم اللہ نے اس کو نقل کیا ہے، اور مضمون صحیح ہے کیوں کہ مراد لا صلاة إلا بحضور القلب سے یہ ہے کہ کمال نماز بدون خشوع و خضوع و حضور قلب کے حاصل نہیں ہوتا۔
كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ﴾ (سورۃ مؤمنون، آیت ۱-۲) لیکن ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث ثابت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

لا صلاة إلا بفاتحة الكتاب سے وجوب کیوں کر ثابت ہوتا ہے؟

سوال: (۲۱۵) ائمہ احناف تعین سورۃ فاتحہ کو واجب کیوں کہتے ہیں حدیث: لا صلاة إلخ سے؟ اور لا جمعة إلخ سے لا کے معنی لا یصح کیوں بیان کرتے ہیں؟ لا صلاة سے وجوب کیوں کر ثابت ہو سکتا ہے؟ اس روایت میں لا تو نفی کمال کے لیے ہے؟ (۱۳۴۷-۴۶/۲۲۳ھ)

الجواب: حدیث: لا صلاة إلا بفاتحة الكتاب کا ظاہر مفہوم یہ ہے کہ بدون سورۃ فاتحہ کے

(۱) عن أنس رضي الله عنه قال: قلما خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم إلا قال لا إيمان لمن لا أمانة له، ولا دين لمن لا عهد له. رواه البيهقي في شعب الإيمان. (مشكاة المصابيح ص: ۱۵، كتاب الإيمان، الفصل الثاني)

نماز صحیح نہ ہو، اور لافنی ذات و نفی جنس کے لیے ہو، جیسا کہ اصلی معنی اس کے یہی ہیں، لیکن بہ سبب آیت: ﴿فَاقْرَءْ وَ مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ (سورہ مزمل، آیت: ۲۰) کے لا کو نفی کمال کے لیے لیا گیا اور نفی کمال کا مطلب یہ ہے کہ بدون سورہ فاتحہ کے نماز کامل نہ ہوگی، بلکہ ناقص ہوگی، اور ناقص ترک واجب سے ہوتی ہے، لہذا معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ پڑھنا فرض نہیں ہے بلکہ واجب ہے، بہ خلاف سنت و مستحب کے کہ اس کے ترک سے نماز ناقص نہیں کہلاتی، اسی وجہ سے ترک سنت و مستحب سے سجدہ سہو لازم نہیں کیا گیا، سجدہ سہو جبر نقصان کے لیے ہوتا ہے، اور لاجمعۃ و لا تشریق (۱) میں لا کو اپنے اصلی معنی میں لیا گیا، یعنی نفی ذات کے لیے، اس لیے لا تصحح کہنا صحیح ہوا، کیونکہ یہاں کسی آیت یا حدیث کا تعارض نہیں ہے تاکہ لاجمعۃ إلخ کو اس کے اصل سے بدلا جائے اور معنی حقیقی چھوڑ کر مجاز کی طرف رجوع کیا جائے، بلکہ اس میں دیگر احادیث سے اسی کی تائید ہوتی ہے کہ لا کو اس کے اصلی معنی میں رکھا جائے جس کی تفصیل ان رسائل سے معلوم ہو سکتی ہے جو کہ جمعہ کے متعلق تصنیف ہوئے ہیں، جیسے اوثق العری اور احسن القری (۲) باقی تحقیق و تفصیل لا صلاة إلا بفاتحة الكتاب کی کتب فقہ مثل فتح القدر وغیرہ سے اور شروح حدیث مثل عینی وغیرہ سے معلوم ہو سکتی ہے اور اس کی زیادہ تحقیق زبانی ہو سکتی ہے، تحریر میں لانے کی فرصت نہیں ہے صرف اشارہ کر دیا گیا ہے، اس تحقیق و تفصیل کی طرف جو اس کے متعلق کتابوں میں موجود ہے، اگر آپ کتب اصول و فقہ و شروح حدیث کو بغور مطالعہ فرمائیں گے تو اطمینان ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

السَّخِي حَبِيبُ اللَّهِ و لو كان فاسقًا حدیث ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۱۶) یہ حدیث صحاح ستہ میں ہے یا نہیں؟ السَّخِي حَبِيبُ اللَّهِ و لو كان فاسقًا؟
(۱۳۴۳/۶۶۴ھ)

(۱) مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح: ۳/۴۶۳، کتاب الصلوة، باب الخطبة والصلوة الفصل الثالث، رقم الحديث: ۱۴۱۹۔

(۲) اوثق العری حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کا ایک مختصر رسالہ ہے، جو دیہات میں جمعہ کی نماز سے متعلق سوال کے جواب میں تحریر کیا گیا تھا، اس کی مزید وضاحت شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی نے احسن القری میں فرمائی ہے، ان دونوں کتابوں کو شیخ الہند اکیڈمی نے حوالوں کی تخریج اور اغلاط کی تصحیح کر کے جدید انداز میں شائع کیا ہے، مکتبہ دارالعلوم دیوبند سے ان کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔

الجواب: یہ حدیث ان الفاظ مذکورہ کے ساتھ صحاح ستہ میں نہیں ہے، البتہ ترمذی شریف کی روایت میں ایک حدیث الفاظ ذیل کے ساتھ مروی ہے: السَّخِيُّ قَرِيبٌ مِنَ اللَّهِ، قَرِيبٌ مِنَ الْجَنَّةِ، قَرِيبٌ مِنَ النَّاسِ، بَعِيدٌ مِنَ النَّارِ وَالْجَاهِلُ السَّخِيُّ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ عَابِدٍ بِخَيْلٍ (۱) (رواہ الترمذی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

من عرف نفسه فقد عرف ربه حدیث ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۱۷) من عرف نفسه فقد عرف ربه حدیث ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۸/۲۰۵۴)ھ
الجواب: حدیث نہیں ہے، کسی بزرگ کا قول ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

أخرجوا اليهود والنصارى من جزيرة العرب حدیث صحیح ہے یا ضعیف؟

سوال: (۲۱۸) حدیث: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أخرجوا اليهود والنصارى من جزيرة العرب یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف؟ (۱۳۳۰/۶۸۳)ھ

الجواب: بخاری و مسلم میں یہ روایت ان الفاظ سے ہے: أخرجوا المشركين من جزيرة العرب (۲) قال في المرقاة: يريد بهم اليهود والنصارى (۳) اور صحیح مسلم میں ان الفاظ سے مروی ہے: لأخرجنَّ اليهود والنصارى من جزيرة العرب حتى لا أدعَ إلا مُسْلِمًا (۴) پس

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: السَّخِيُّ، الحديث.

(جامع الترمذی: ۱۷/۲، أبواب البرِّ والصَّلة، باب ما جاء في السَّخَاءِ)

(۲) عن ابن عباس رضي الله عنهما أنَّ رسول الله صلى الله عليه وسلم أوصى بثلاثة، قال:

أخرجوا، الحديث. (مشكاة المصابيح، ص: ۳۵۵، كتاب الجهاد، باب إخراج اليهود من

جزيرة العرب، الفصل الأوّل)

(۳) مرقاة المفاتيح: ۵۸۴/۷، كتاب الجهاد، رقم الحديث: ۴۰۵۲۔

(۴) عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه أنَّه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول:

لأخرجنَّ، الحديث. (الصَّحِيحُ لِمُسْلِمٍ: ۹۴/۲، كتاب الجهاد والسير، باب إجماع اليهود من

الحجاز)

حدیث مذکور بہ الفاظ مذکور صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

من زار قبري وجبت له شفاعتي صحیح حدیث ہے یا ضعیف؟

سوال: (۲۱۹) من زار قبري وجبت له شفاعتي صحیح حدیث ہے یا ضعیف؟ (۱۳۳۲/۶۳۷ھ)
الجواب: اس حدیث کو جامع صغیر میں ضعیف لکھا ہے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

من صلی خلف عالم تقی الخ حدیث ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۲۰) من صلی خلف عالم تقی فکأنما صلی خلف نبی اس حدیث کو بعض علماء نے اردو کتابوں میں نقل کیا ہے، مگر منقول عنہ کا نام نہیں بتایا، تسکین بخش جواب ارشاد ہو۔
(۱۳۳۰/۱۳۱۲ھ)

الجواب: اس حدیث کو شامی نے بھی امامت کے بیان میں نقل فرمایا ہے، لیکن پھر یہ نقل کیا ہے کہ اس حدیث کا کچھ پتا مخرجین کو معلوم نہیں ہوا۔ درمختار میں ہے: صلی خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة الخ اس پر علامہ شامی نے نقل کیا ہے: قوله: (نال فضل الجماعة) أفاد أن الصلاة خلفهما أولى من الانفراد، لكن لا ينال كما ينال خلف تقی ورع لحديث: من صلی خلف عالم تقی فکأنما صلی خلف نبی، قال في الحلية: و لم يجده المخرجون، نعم أخرج الحاكم في مستدرکه مرفوعاً: إن سرکم أن يقبل الله صلاحكم فليؤمكم خياركم فإنهم وفدكم فيما بينكم وبين ربكم الخ (۲) (۱/۳۷۷)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) (عده ب) عن ابن عمر رضي الله عنهما (ض) (الجامع الصغير في أحاديث البشير النذير، ص: ۵۲۸، حرف الميم، رقم الحديث: ۸۷۱۵، المطبوعة، دار الكتب العلمية، بيروت)

(۲) رد المحتار: ۲/۲۵۷-۲۵۸، كتاب الصلاة، باب الإمامة، قبيل مطلب في إمامة الأمر.

قال في الأصل: و ما وقع في الهداية للحنفية بلفظ "من صلی خلف عالم تقی فکأنما صلی خلف نبی" فلم أقف عليه بهذا اللفظ. (كشف الخفاء ومزيل الإلباس للعجلوني: ۱۳۲/۲، رقم الحديث: ۱۸۶۵، والمقاصد الحسنة في بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة للسخاوي، ص: ۳۰۳، رقم الحديث: ۷۶۴، المطبوعة: مكتبة الخانجي بمصر) ==

جو شخص یہ کہتا ہے کہ فلاں حدیث ہذیان ہے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

سوال: (۲۲۱)..... (الف) ایک شخص حدیث: البیعان بالخیار ما لم یفرقا کے متعلق کہتا ہے کہ یہ ”رجز“ ہے، اور یہ کہ حدیث دراصل اس طرح پر ہے: البیعان بالخیار ما لم یفرقا عن المجلس اس لیے اس حدیث کا ذکر بلا ضم لفظ عن المجلس کے خط واپس ہے؟
(ب) نیز وہ کہتا ہے کہ حدیث ذیل ہذیان ہے، اور اس پر عمل کرنا بھی ہذیان ہے: عن أنس أن يهودياً رَضَخَ رأسَ جاريةٍ بين حجرين ، فَرَضَخَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رأسَهُ بين حجرين ، بينوا تو جروا۔ (۱۱۶۷/۱۳۳۵ھ)

الجواب: (الف) بخاری اور مسلم کی روایت ان الفاظ سے ہے: البیعان بالخیار ما لم یفرقا فإن صدقا وبینا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَّتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا، متفق عليه (۱) (مشکاة) اور مشکاة شریف میں یہ بھی منقول ہے: وفي رواية للترمذي البيعان بالخيار ما لم يفرقا أو يختارا (۲) اور یہی الفاظ مختلفہ اس بارے میں مروی ہیں، اگر کوئی جملہ حدیث ”رجز“ بھی ہو گیا ہو اور بلا ارادہ کسی وزن پر ہو گیا ہو تو اس میں کچھ بحث کرنا فضول ہے، جیسا کہ بعض آیات قرآنیہ کسی وزن پر چسپاں ہو جاتی ہیں۔

(ب) یہ حدیث بخاری اور مسلم میں بدین الفاظ مروی ہے: عن أنس رضي الله عنه أن يهودياً رَضَخَ رأسَ جاريةٍ بين حجرين ، فقليل لها من فعل بك هذا أفلانٌ أفلانٌ ؟ حتى سُمِّيَ اليهوديُّ ، فأومت برأسها ، فجيء باليهودي فاعترف ، وأمر به رسولُ الله صَلَّى الله عليه وسلم ، فَرَضَخَ رأسَهُ بالحجارة ، متفق عليه (۳) (مشکاة شریف، ص: ۲۹۲)

== وقال الزيلعي في ”الدراية في تخريج أحاديث الهداية“: لم أجده وقد روى الحاكم والطبراني من حديث مرثد بن أبي مرثد الغنوي: إن سرَّكم أن تُقبلَ صلاتكم فليؤمَّكم خيارُكم إلخ . (الهداية مع الدراية : ۱/۱۲۳، كتاب الصلاة، باب الإمامة)

(۱) عن حكيم بن حزام رضي الله عنه قال : قال رسول الله صَلَّى الله عليه وسلم : البيعان بالخيار، الحديث . (مشکاة المصابيح، ص: ۲۳۳، كتاب البيوع، باب الخيار، الفصل الأول)
(۲) حوالہ سابقہ ۱۲

(۳) مشکاة المصابيح، ص: ۳۰۰، كتاب القصاص، الفصل الأول .

اس روایت مفصلہ سے واضح ہوا کہ یہودی قاتل نے خود اقرار کیا کہ میں نے قتل کیا ہے، اور وہ جاریہ فوت ہو گئی اور اس پر آنحضرت ﷺ نے بعض صحابہ کو امر کیا، انہوں نے قصاص میں اس یہودی کو پتھر سے قتل کیا جیسا کہ اس یہودی نے کیا تھا؛ یہ حکم ابتداء میں تھا، پھر یہ حکم ہو گیا لا قود إلا بالسيف (۱) یعنی قصاص تلوار سے لیا جاوے، پس وہ شخص جو اس حدیث کو ہدیان کہتا ہے اور اس پر عمل کرنے کو ہدیان کہتا ہے وہ اگر بلا تاویل ایسا کہتا ہے تو مرتد ہے اور بہ تاویل ایسا کہنا بھی حرام ہے، بہر حال وہ شخص مستحق زجر و توبیخ ہے اور تجدید ایمان کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موضوع روایات نقل کرنے والے دجال و کذاب ہیں

سوال: (۲۲۲) مولود کی روایت جو رسالہ مولود میں لکھی ہے، اس کے بیان کرنے والے مندرجہ ذیل حدیث کے مصداق ہوں گے یا نہیں؟ یكون في آخر الزمان دجالون كذابون الحديث (۲)
(۱۳۳۵/۲۱۳ھ)
الجواب: جو شخص روایات موضوعہ کو نقل کرے، بہ غرض عمل کرنے اور کرانے کے وہ بے شک حدیث مذکور کی وعید میں داخل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نمازوں کے بعد سونے کے سلسلہ کی ایک موضوع حدیث

سوال: (۲۲۳) أن النوم بعد الصبح يورث الغفلة ، والنوم بعد الإشراق يورث الغناء والنوم بعد الظهر يورث الفقر ، والنوم بعد العصر يورث الجنون ، والنوم بعد المغرب يورث النسيان ، یہ حدیث کس درجہ کی ہے؟ (۲۲۳/۷۲۹-۱۳۳۰ھ)

(۱) عن النعمان بن بشير رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا قود إلا بالسيف. (سنن ابن ماجه، ص: ۱۹۱، أبواب الديات، باب لا قود إلا بالسيف)
(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يكون في آخر الزمان دجالون كذابون يأتونكم من الأحاديث بما لم تسمعوا أنتم ولا آباؤكم ، فإياكم وإياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم. (الصحيح لمسلم: ۱۰/۱، مقدمة ، باب النهي عن الرواية عن الضعفاء و الاحتياط في تحملها)

الجواب: یہ حدیث نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تارک نماز کے تعاون کرنے کے متعلق ایک بے اصل روایت

سوال: (۲۲۳) یہ حدیث جو ہے: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: من أعان تارك الصلاة بشيء فكأنما زني بأمة ألف مرّات موضوع ہے یا صحیح ہے؟ (۳۲/۳۲۳-۱۳۳۵ھ)

الجواب: حدیث مذکور ان الفاظ کے ساتھ کتب معتبرہ حدیث میں منقول نہیں ہے اور بے اصل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

أنا عرب بلا عین ، أنا أحمد بلا ميم ، باطل مقولہ ہے

اور اوّل ما خلق اللہ نوري کا مطلب

سوال: (۲۲۵) اکثر مشائخ کی زبانی اور تصنیف کردہ کتب میں بہت سی احادیث ایسی پائی جاتی ہیں، جو صریح احکام شریعت کے خلاف ہوا کرتی ہیں، چنانچہ بہ طور نمونہ دو (تین) حدیث پیش کر کے اس کا جواب چاہتا ہوں أنا عرب بلا عین، أنا أحمد بلا ميم، من رآني فقد رأى الحق، أوّل ما خلق اللہ نوري، ان کے سننے اور دیکھنے سے ہم نہایت محزون اور پریشان ہیں، چونکہ احادیث مذکورہ بالکل احکام شریعت کے خلاف ہیں حتیٰ کہ پیغمبر خدا کو خدا قرار دینا پڑتا ہے، نعوذ باللہ من ذلک، ان احادیث کا کیا مطلب اور شرح ہے؟ (۳۲/۹۹۵-۱۳۳۳ھ)

الجواب: واضح ہو کہ رسول اللہ ﷺ ایک بشر ہیں من جملہ مخلوقات کے، اور اللہ کے بندہ ہیں من جملہ اس کے بندوں کے، اللہ تعالیٰ نے ان کو بزرگی پیغمبری اور خاتم رسل اور افضل اولین و آخرین ہونے کی دی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ الْآيَةُ﴾ (۱) کہہ دیجیے کہ میں ایک بشر ہوں تم جیسا میری طرف یہ وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں، فضائل آپ کے بے حد و احصاء ہیں، آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ کثیرہ آپ کے فضائل میں اس قدر ہیں کہ موضوع روایات اور باطل مقولات سے آپ کی فضیلت ثابت کرنے کی

ضرورت نہیں، اور آپ کو خدائی کا شریک بنانا کذب اور بہتان صریح ہے، اور مصداق **فَلْيَتَّبِعُوا** **مَقْعِدَهُ مِنَ النَّارِ الْحَدِيث (۱)** کا ہے، انا عرب بلا عین، اور انا احمد بلا میم باطل مقولات اور کذب اور بہتان ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں اکیلا خدا ہوں اور میں رب ہوں، معاذ اللہ حضرت کب ایسا فرما سکتے ہیں، لعنت ہو اللہ تعالیٰ کی ان پر جنہوں نے اس قسم کے مقولے گھڑے اور پھر حضرت کی طرف ان کو نسبت کرتے ہیں، ﴿كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِنَّ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا﴾ (سورہ کہف، آیت: ۵) زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں بطلان ایسے مقولوں کا خود ظاہر ہے کسی اہل اسلام کا یہ عقیدہ نہیں ہو سکتا۔

باقی رہا حدیث **مَنْ رَأَى فَقْدَ رَأَى الْحَقَّ (۲)** اس کا مطلب یہ نہیں جو مبتدعین جہال سمجھتے ہیں (۳) اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا اس نے سچ دیکھا یعنی واقعی مجھ کو ہی دیکھا کیوں کہ شیطان میری صورت میں نظر نہیں آ سکتا اور میری صورت نہیں بن سکتا، دوسری احادیث میں اس کی تصریح ہے۔

اور اوّل ماخلق اللہ نوری (۴) کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے میرے نور کو یعنی میری روح کو پیدا فرمایا تو اگر یہ ثابت ہو جاوے تو اس میں کچھ اشکال نہیں، اس سے تو خود یہ معلوم ہوا کہ حضرت کی روح اللہ کی بنائی ہوئی اور اللہ کی مخلوق ہے، حدیث صحیح میں ہے: **نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ (۵)**

(۱) قال المغيرة رضي الله عنه: سمعتُ رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إن كذباً عليّ ليس ككذب عليّ أحد، فمن كذب عليّ إلخ. (الصحيح لمسلم: ۱/۷، المقدمة، باب تغليظ الكذب عليّ رسول الله صلى الله عليه وسلم)

(۲) عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول: من رآني فقد رأى الحق، فإن الشيطان لا يتكلمني (صحيح البخاري: ۱۰۳۶/۲، كتاب التعبير، باب من رأى النبي صلى الله عليه وسلم في المنام)

(۳) اس کا مطلب جاہل بدعتی یہ بیان کرتے ہیں کہ جس نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا اُس نے یقیناً حق تعالیٰ کو دیکھا۔ ۱۲

(۴) یہ بے اصل روایت ہے جیسا کہ اگلے سوال کے جواب میں آ رہا ہے۔ ۱۲

(۵) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: نحن الآخرون السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (صحيح البخاري: ۱۲۳/۱، كتاب الجمعة)

کہ ظاہر میں ہم سب سے پچھلے ہیں مگر عند اللہ ہم سب سے سابق اور مقدم ہیں، بہ اعتبار مرتبہ کے۔

اَوَّل ما خلق اللہ نوری بے اصل روایت ہے

سوال: (۲۲۶) حدیث: اَوَّل ما خلق اللہ نوری حدیث صحیح است یا ضعیف؟

(۲۳۰/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: اِس حدیث بہ اِس الفاظ معلوم نیست کہ حدیث است یا نہ و صحیح است یا ضعیف (۱)

== باب هل علی من لا یشہد الجمعة الخ ، وفيه أيضا أنظر رقم الحديث: ۲۳۸، ۸۶۶، ۸۶۷، ۲۸۶۷، ۳۳۶۷، ۶۳۷۱، ۶۶۲۲، ۶۷۶۲، ۶۸۵۴، ۷۱۹۵ (۷۱۹۵، ۶۸۵۴، ۶۷۶۲، ۶۶۲۲، ۶۳۷۱، ۶۸۵۴، ۷۱۹۵)

(۱) اِس حدیث کی سند کا پتا نہیں، مفسر قرآن حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری شیخ الحدیث و صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند ہدایت القرآن میں ارقام فرماتے ہیں:

ایک حدیث لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کا نور پیدا کیا (اَوَّل ما خلق اللہ نوری) اِس حدیث کی سند کا پتا نہیں، مواہب لکھنے میں یہ حدیث مصنف عبدالرزاق کے حوالہ سے بلا سند ذکر کی گئی ہے (زرقانی: ۱/۴۶) میں نے مصنف عبدالرزاق میں یہ حدیث تلاش کی مگر نہیں ملی۔ علامہ زرقانی نے بیہقی کا بھی حوالہ دیا ہے میں نے بیہقی کی دلائل النبوة میں بھی تلاش کی مگر نہیں ملی۔ البانی نے بھی مشکاة شریف کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ میں اِس کی سند تلاش کرتے کرتے تھک گیا مگر نہیں ملی۔ علامہ اسماعیل عجلونی (متوفی ۱۱۶۲ھ) نے کَشْفُ الْخَفَاءِ وَ مُزِيلُ الْإِلْبَاسِ عَمَّا اشْتَهَرَ مِنَ الْأَحَادِيثِ عَلٰی السِّنَةِ النَّاسِ میں اِس کو ”مواہب“ کے حوالہ سے درج کیا ہے، مگر نہ کوئی سند ذکر کی ہے نہ حدیث پر کوئی حکم لگایا ہے یہ حدیث کافی لمبی ہے جو درج ذیل ہے:

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے بتلائیے: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کیا چیز پیدا فرمائی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے آپ کے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا، وہ نور قدرت خداوندی سے جہاں اللہ نے چاہا گھومتا رہا، اِس وقت میں نہ تو لوح تھی نہ قلم، نہ جنت نہ جہنم، نہ فرشتہ نہ آسمان، نہ زمین نہ سورج، نہ چاند نہ جنات اور نہ انسان، پھر جب اللہ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اِس نور کے چار حصے کیے اور پہلے جزو سے قلم، دوسرے جزو سے لوح اور تیسرے جزو سے عرش کو پیدا کیا اور چوتھے جزو کے پھر چار اجزا کیے، اور پہلے جزو سے حاملین عرش کو، دوسرے جزو سے کرسی کو اور تیسرے جزو سے باقی فرشتوں کو پیدا کیا، اور چوتھے جزو کے پھر چار اجزا کیے اور پہلے جزو سے آسمانوں کو، دوسرے جزو سے زمینوں کو اور تیسرے جزو سے جنت و جہنم کو پیدا کیا

==

ترجمہ: سوال: (۲۲۶) حدیث: اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي حَدِيثٌ صَحِيحٌ هِيَ يَاضِعِفٌ؟
الجواب: یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ معلوم نہیں کہ حدیث ہے یا نہیں، اور صحیح ہے یا ضعیف۔

خرمہ پر فاتحہ دینے والی حدیث بے اصل ہے

سوال: (۲۲۷) مشہور ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے صاحب زادے ابراہیم رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد خرمہ پر فاتحہ دے کر لوگوں کو تقسیم کرایا، اور اس میں اونٹ کا دودھ بھی شامل تھا، اس حدیث کی کچھ اصل ہے یا نہ؟ (۱۳۰۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس حدیث کی کچھ اصل نہیں ہے، مبتدعین کا افتراء اور کذب ہے۔ فقط واللہ اعلم

کیا مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے سے چالیس

روز کی عبادت کا ثواب زائل ہو جاتا ہے؟

سوال: (۲۲۸) اکثر سنا گیا ہے کہ مسجد میں کلام دنیا کرنے سے ثواب عبادت چہل روزہ زائل ہوتا ہے ایسی کوئی حدیث ہو تو تحریر فرما دیجئے۔ (۱۳۳۳-۳۲/۱۷۱۹ھ)

الجواب: ایسی کوئی حدیث نظر نہیں آئی کہ مسجد میں کلام دنیا کرنے سے چہل روزہ نماز کا ثواب زائل ہو جاتا ہے، البتہ مسجد میں دنیاوی کلام کرنے سے احادیث میں ممانعت آئی ہے، فقہاء نے فرمایا ہے کہ مراد اس سے برا کلام ہے، باقی کلام مباح بہ ضرورت درست ہے۔ کذا

== اور چوتھے جزو کے پھر چار اجزاء کیے، پہلے جزو سے مومنوں کی نگاہوں کی روشنی کو، دوسرے جزو سے ان کے دلوں کی روشنی کو یعنی اللہ تعالیٰ کی معرفت کو اور تیسرے جزو سے ان کے اُنس کے نور کو یعنی توحید (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) کو پیدا کیا آخر حدیث تک۔ (کشف الخفا: ۱/۳۱۱)

ابھی یہ حدیث اور بھی ہوگی، عجوبہ نے اتنی ہی نقل کی ہے، زرقانی رحمہ اللہ کو بھی آگے معلوم نہیں، یہ پوری حدیث پڑھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قطعاً موضوع روایت ہے۔ واللہ اعلم
(ہدایت القرآن: ۵/۲۴۵-۲۴۶، تفسیر سورہ کہف، فائدہ: ۳)

فی الدر المختار (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۲۲۹) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کلم بکلام الدنیا فی المسجد أحبط اللہ تعالیٰ عمله أربعین سنة یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف؟ (۱۳۳۹/۱۳۴۷ھ)
الجواب: روایت مذکورہ کا حال معلوم نہیں ہے کیسی ہے، اور کس کتاب میں ہے شامی میں یہ روایت تو مذکور ہے: الحدیث فی المسجد يأکل الحسنات کما تأکل البهیمۃ الحشیش، انتھی (۲)

نَاكْحُ الْيَدِ مَلْعُونٌ حَدِيثٌ هَے یَا نَہِیْ؟

سوال: (۲۳۰) نَاكْحُ الْيَدِ مَلْعُونٌ یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں؟ اور ایسے شخص کی کیا سزا ہے؟
(۱۳۳۳-۳۲/۱۷۴۳ھ)

الجواب: اس حدیث کو فقہاء استدلال ممانعت استمناء بالکف (مشت زنی) میں نقل فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحیح ہے اور قابل استدلال ہے (۳) چنانچہ درمختار میں ہے: وكذا الاستمناء (۱) قوله: (یکره الکلام فی المسجد) ورد: أَنَّهُ یَاكُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ، وحمله فی الظَّهْرِیَّةِ وَغَیْرَهَا عَلٰی مَا إِذَا جَلَسَ لِأَجَلِهِ، وَ قَدْ سَبَقَ فِی بَابِ الْاِعْتِكَافِ، وَ هَذَا کَلَّمَهُ فِی الْمَبَاحِ لَا فِی غَیْرِهِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ وَزْرًا (رد المحتار علی الدر المختار: ۵۱۳/۹، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، وفيه أيضًا: ۳۹۳/۳، کتاب الصَّوْم، باب الاعتکاف) فائدة: هذا الحدیث: أَنَّهُ یَاكُلُ الْحَسَنَاتِ إلخ لا أصل له، ذکره الشَّوْكَانِی فِی الْفَوَائِدِ الْمَجْمُوعَةِ فِی الْأَحَادِیثِ الْمَوْضُوعَةِ (ص: ۴۴، رقم: ۳۳) وقال: قال الفیروز آبادی: لم یوجد إلخ. (هامش الشَّامِی: ۵۱۳/۹، رقم الحاشیة (۲)، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع) (۲) رد المحتار علی الدر: ۳۷۸/۲، کتاب الصَّلَاة، باب ما یفسد الصَّلَاةَ وما یکره فیها، مطلب فی الغُرس فی المسجد.

وفي هامشه: قال الفیروز آبادی: لم یوجد، كما فی الْفَوَائِدِ الْمَجْمُوعَةِ لِلشَّوْكَانِی، ص: ۴۴، رقم: ۳۳، رقم الحاشیة: ۳.

(۳) کشف الخفاء میں ہے کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔ ”ناکح الید ملعون“: قال الرُّهَآوِی فِی حَاشِیَةِ الْمَنَارِ: لا أصل له. (کشف الخفاء ومزیل الإلباس عمَّا اشتهر من الْأَحَادِیثِ عَلٰی أَلْسِنَةِ النَّاسِ: ۴۳۱/۲، رقم الحدیث: ۲۸۳۸، المطبوعة: مؤسَّسة الرِّسَالَة، بیروت)

بالکفِّ و إن كُفِّرَ تحریمًا لحديث: "ناكحُ اليدِ ملعونٌ" ولو خاف الزَّنا يُرجى أن لا وبال
عليه (۱) (شامی: ۱/۱۰۰)

یہ حدیث نہیں ہے کہ تم اپنے پیٹوں کو جانوروں کا قبرستان مت بناؤ

سوال: (۲۳۱) لا تجعلوا بطونكم مقابر الحيوانات حدیث ہے یا نہ؟ اور حدیث تم رحم
کرو زمین والوں پر آسمان والا تم پر رحم فرماوے گا؛ درست ہے یا نہ؟ (۳۳/۳۲۹-۱۳۳۳ھ)
الجواب: لا تجعلوا بطونكم إلخ کوئی حدیث نہیں ہے، یہ قول غلط ہے، تم رحم کرو زمین
والوں پر إلخ، یہ حدیث اس طرح ہے: ارحموا من في الأرض يرْحَمُكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ
شروع اس حدیث کا اس طرح ہے: الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ الْحَدِيثُ (۲) فقط واللہ اعلم

نومولود کی ناف کاٹنے کی روایت صحیح ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۳۲) حدیث مندرجہ ذیل صحیح ہے یا کیا؟ عن جابر رضي الله عنه قال: كان
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جالِسًا في مسجده فجاء عامر بن فهيرة فقال للنبي صَلَّى اللَّهُ
عليه وَسَلَّمَ يا رسول الله! نُفَسْتُ امرأتي و مات ولدها بعد ما استهلَّ فقال النبي صَلَّى
اللَّهُ عليه وَسَلَّمَ: سم الولد و اقطع السرة إلخ (۳) حسن و حسین کی ناف کس نے قطع کی تھی؟
حضرت کے زمانہ میں ناف کون قطع کرتا تھا؟ یا اپنے ہاتھ سے کاٹتے تھے؟ دیوبند میں کون کاٹتا ہے؟
اپنے ہاتھ سے ناف کاٹنا کیسا ہے؟ (۵۹۵/۱۳۳۵ھ)

(۱) الدر المختار مع الشامی: ۳/۳۳۱-۳۳۲، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم ولا یفسده،
مطلب في حكم الاستمناء بالكفِّ.

(۲) عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنه قال: قال رسول الله صَلَّى اللَّهُ عليه وَسَلَّمَ:
الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ، ارحموا من في الأرض يرحمكم من في السماء، الرَّحْم شُجْنَةٌ
من الرَّحْمَنُ؛ فَمَنْ وصلها وصله الله، وَمَنْ قطعها قطعه الله. (جامع الترمذی: ۱۴/۲، أبواب البر
والصلة، باب ما جاء في رحمة الناس)

(۳) یہ روایت ان الفاظ سے کہیں نہیں ملی۔ ۱۲

الجواب: یہ حدیث شریف اگر صحیح و ثابت ہو تو اس سے یہ ثابت نہیں ہے کہ وہ خود ہی سرہ کو قطع کرے، بلکہ مراد اس سے یہ ہوتا ہے کہ قطع کرو یا کراؤ، جو کوئی قطع کر دے درست ہے، ایسے امور میں شرعاً کوئی خاص تکلیف نہیں دی گئی کہ خود ہی قطع کرنا چاہیے، بلکہ جو سہل ہو اور جو عرف ہو اس کے موافق کرنا چاہیے، یہ کچھ ثابت نہیں ہے کہ حسنؓ و حسینؓ کی ناف کس نے قطع کی، اور نہ یہ کہ آپ کے زمانے میں کون قطع کرتا تھا، ایسے امور میں بحث و نزاع کرنا درست نہیں ہے، اور امور لایعنی سے ہے۔ قال علیہ السلام: من حسن إسلام المرأة تركه مالا يعنيه (۱) یہ امر عرف و رواج پر مفوض ہے نہ خود قطع کرنا ممنوع ہے نہ ضروری ہے جو شخص یہ کام کرتا ہو وہ کر سکتا ہے، جیسا کہ اکثر بلاد میں یہ کام متعلق دایہ کے ہے، یہاں بھی ایسا ہی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جس سورت پر تلاوت ختم ہو اس سورت کی

چند آیتیں چھوڑنے کی روایت غلط ہے

سوال: (۲۳۳) ایک واعظ فرماتے ہیں کہ جس وقت تلاوت قرآن شریف کی جاوے تو بر وقت ختم تلاوت جس سورت پر تلاوت ختم ہووے اس سورت کی دو چار آیتیں چھوڑنی چاہئیں، سورت ختم نہ کرنی چاہیے، بخاری شریف میں یہ حدیث موجود ہے کہ اگر کچھ آیات چھوڑ کر تلاوت ختم کر دی جاوے تو اگلے دن تک جس وقت تلاوت کی جاوے گی قاری کو ثواب تلاوت کا ملتا رہے گا؛ یہ قول صحیح ہے یا نہیں؟ اور بخاری شریف میں یہ حدیث ہے یا نہیں؟ (۱۶۱۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: وہ حدیث بخاری شریف وغیرہ کسی کتاب حدیث میں نہیں ہے، یہ اس واعظ کی غلط بیانی ہے حکم شرعی ایسا نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شبِ معراج سے متعلق چند موضوع روایات

سوال: (۲۳۴) ایک شخص یہ روایات بیان کرتا ہے کہ شبِ معراج میں رسول اللہ ﷺ کے

ساتھ اللہ تعالیٰ نے نوے ہزار کلام کیے، اور فرمایا کہ تیس ہزار عوام کو بتائیں اور تیس ہزار خواص کو اور تیس ہزار مخفی رکھیں، شب معراج میں جب رفر کو آنحضرت ﷺ نے رخصت کیا تو ایک روح حاضر ہوئی، اس نے آپ کو اپنے کاندھوں پر اٹھا کر عرش عظیم پر رکھ دیا، آپ نے پوچھا یہ کس کی روح ہے؟ جواب ملا: یہ روح پیر عبدالقادر جیلانی کی ہے، آپ نے فرمایا میرا قدم عبدالقادر کے کاندھوں پر اور عبدالقادر کا قدم جمیع اولیاء اللہ پر، کیا روایات مذکورہ کسی صحیح حدیث سے ثابت ہیں؟ (۱۱۲/۱۳۳۷ھ)

الجواب: روایات مذکورہ محض بے اصل اور خلاف شرع ہیں ایسا اعتقاد رکھنا صحیح نہیں ہے۔ فقط

حج کی فضیلت اور چند بے اصل روایات

سوال: (۲۳۵) میں نے ایک کتاب میں دیکھا ہے کہ ”شفاء“ میں قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ نے یہ فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص تین حج کر لیتا ہے خدا تعالیٰ آگ کو دنیا و آخرت میں اس پر حرام کر دیتا ہے، اور مولوی محبت الدین مہاجر کی نے مجھ سے یہ فرمایا تھا کہ بخاری شریف میں ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے تین حج کر لیتا ہے خدا تعالیٰ کرنا کاتبین کو حکم دے دیتا ہے کہ اس کے نامہ اعمال لکھنا بند کر دو یہ احادیث کس درجہ کی ہیں؟ (۹۸۷/۱۳۳۳ھ)

الجواب: حج کی فضیلت بہت کچھ ہے۔ ایک حدیث میں ہے: الحج المبرور ليس له جزاء إلا الجنة بخاري ومسلم (۱) اور ایک حدیث میں ہے جس نے حج کیا اور اس میں معصیت اور فسق نہ کیا تو وہ گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہو جاتا ہے جیسا کہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا، یہ حدیث بھی بخاری و مسلم کی ہے (۲) باقی وہ روایتیں جو آپ نے لکھی ہیں وہ کہیں نہیں ملیں بہ ظاہر

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم العمرة إلى العمرة كفارة لما بينهما، والحج المبرور، الحديث. (مشكاة المصابيح، ص: ۲۲۱، كتاب المناسك، الفصل الأول)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: من حج لله فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته أمه. (صحيح البخاري: ۱/۲۰۶، كتاب المناسك، باب فضل الحج المبرور)

ان کی کچھ اصل نہیں ہے، مگر یہ کہ بعد تحریر ہذا شفاء قاضی عیاض کو دیکھا گیا اس میں وہ حدیث جو آپ نے لکھی ہے نہیں ملی، اور بخاری کے حوالہ سے جو مولوی محبت الدین صاحب نے فرمایا ہے وہ حدیث بھی بخاری شریف میں نہیں ہے، فضیلت حج میں جو حدیثیں جواب میں نقل کی گئیں ان سے ہی بہت بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

من جدد قبراً أو تمثالاً فقد خرج عن الإسلام موضوع روایت ہے

سوال: (۲۳۶) یہاں پر محرمات محرم کی موافقت و مخالفت میں مسلمان خانہ جنگی میں مبتلا ہیں، ایک صاحب نے یہ حدیث بیان فرمائی ہے: من جدد قبراً أو تمثالاً فقد خرج عن الإسلام آیا یہ کسی کتاب کی حدیث ہے یا کسی بزرگ کا قول ہے؟ (۱۳۴۳ھ/۱۰۲۷ھ)

الجواب: یہ کوئی حدیث نہیں ہے اور کسی معتبر کتاب میں نہیں ہے یہ موضوع ہے، اس کو حدیث کہنا بھی درست نہیں ہے کیونکہ حدیث صحیح میں ہے: من كذب علي متعمداً فليتبوأ مقعده من النار (۱) یعنی جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ بولا اس کا ٹھکانا دوزخ ہے، باقی تعزیہ سازی کی حرمت دوسرے دلائل شرعیہ سے ثابت ہے، اور پھر تعزیہ کے ساتھ جو امور محرّمہ شرکیہ کیے جاتے ہیں وہ مفضی الی الکفر ہو جاتے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت حمزہ کے سوئم و چہلم کی روایت ثابت نہیں

سوال: (۲۳۷) حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آنحضرت ﷺ نے کھانا سوئم و چہلم میں تقسیم فرمایا یہ روایت صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳ھ/۱۳۴۷ھ)

الجواب: یہ ثابت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

آنحضرت ﷺ کی ولادت کے سلسلہ میں ایک بے اصل روایت

سوال: (۲۳۸) اکثر میلاد شریف کی محفلوں میں علماء بیان فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ

(۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال: (۲۲۵) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۲

کی والدہ ماجدہ دردزہ میں مبتلا ہوئیں تو ایک مرغ سفید آیا اور اپنے بازو ان کے سینہ سے ملے فوراً وہ تکلیف جاتی رہی اور پیاس معلوم ہوئی، وہ مرغ سفید فوراً ایک جوان خوش رو ہو گیا، اور ایک پیالہ شراب کا حاضر کیا، جب آپ سیر ہو کر پی چکیں تو وہ آہستہ آہستہ شکم ملنے لگا، اور بہ زبان فصیح عرض کرنے لگا: اظہر یا سید المرسلین بسم اللہ اظہر یا محمد بن عبد اللہ، فظہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کالبدر المنیر کیا یہ واقعات صحیح اور ثابت ہیں اگر نہیں تو بیان کرنے والوں کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۳/۱۳۷۰ھ)

الجواب: خلاصہ جواب یہ ہے کہ اس روایت کی کچھ اصل صحیح ثابت نہیں ہے، اور ایسی ہی روایات موضوعہ وضعیفہ کی وجہ سے علمائے محققین مجالس ومحافل میلاد شریف کو ونیز بہ وجہ دیگر جن کو مجالس موصوفہ مشتمل ہوتی ہیں اور وہ خلاف شریعت ہیں منع فرماتے ہیں، اور بے تحقیق روایات کا نقل کرنا بلا انکار معصیت سخت ہے، اور حدیث صحیح میں اس پر سخت وعید وارد ہے: قال علیہ الصلاۃ والسلام من کذب علی متعمداً فلیتبوا مقعده من النار (۱) یعنی جو شخص مجھ پر قصداً جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا جہنم کو سمجھے والعیاذ باللہ تعالیٰ، اور فقہاء نے روایات موضوعہ کے نقل کرنے کو بلا بیان ان کے موضوع ہونے کے جائز نہیں رکھا، درمختار میں ہے: شرط العمل بالحديث الضعیف عدم شدۃ ضعفه، و أن یدخل تحت أصل عام و أن لا یعتقد سنیۃ ذلك الحديث و أما الموضوع فلا یجوز العمل به بحال ولا روايته، إلا إذا قُرِنَ ببیانہ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا یہ حدیث صحیح ہے کہ گناہ گار مسلمان قبر سے بے گناہ اٹھیں گے

سوال: (۲۳۹)..... (الف) کتاب ”مدارج النبوۃ“ میں ایک روایت بہ حوالہ طبرانی مذکور ہے، امت محمدیہ کی خصوصیات سے ایک یہ خصوصیت ہے کہ باگناہ قبر میں جائیں گے اور بے گناہ قبر سے اٹھیں گے بہ سبب استغفار مومنین، آیا یہ روایت صحیح ہے یا غلط؟ بہ صورت صحت وہ حدیث جو

(۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال: (۲۲۵) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں ۱۲

(۲) الدر المختار مع الشامی: ۱/۲۲۷، کتاب الطہارۃ، مطلب فی بیان ارتقاء الحديث الضعیف إلى مرتبة الحسن.

مشکاۃ شریف کے باب المشی بالجنائزہ والصلاة علیہا میں بہ روایت حضرت گریب مولیٰ ابن عباس ہے: فإني سمعتُ رسول الله صَلَّى الله عليه وسلم يقول: ما من رجلٍ مسلمٍ يموت فيقوم على جنازته أربعون رجلاً لا يشركون بالله شيئاً إلا شَفَعَهُمُ اللهُ فيه (۱) (رواہ مسلم) اور حدیث دیگر جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے؛ جس کا مضمون یہ ہے کہ جس میت پر ایک جماعت مسلمانوں کی جو سوتک پہنچیں اور شفاعت کریں واسطے مردہ کے، شفاعت قبول فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی مردہ کے حق میں (۲) یہ حدیثیں روایت طبرانی کی مؤید ہیں یا نہیں؟

(ب) ایک شخص کہتا ہے کہ مولوی عبدالحق نے یہ روایت جھوٹ لکھی ہے نص قرآنی ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ، وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾ (سورہ زلزال، آیت: ۷-۸) کے خلاف ہے، جب ایسے ہی استغفار مؤمنین سے صغیرہ و کبیرہ گناہ معاف ہو جائیں تو پھر نماز روزہ اور دوسرے احکام شرعیہ بجالانے کی کیا ضرورت ہے؟ (۱۱۵۷/۱۳۳۷ھ)

الجواب: (الف-ب) اس روایت طبرانی کی صحت وضعف کا تو حال معلوم نہیں ہے، لیکن روایات صحیحہ مذکورہ اس کی مؤید ہیں، اور آیت: ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾ اس کے خلاف نہیں ہے، کیونکہ آیت میں شر سے مراد وہ شر اور محصیت ہے جو معاف نہ ہوئی ہو جیسا کہ خیر سے مراد وہ ہے جو بہ وجہ کفر وغیرہ کے جط نہ ہوئی ہو، یا کہا جائے کہ دیکھنا ہر ایک شر کا منافی اس کے معافی کے نہیں ہے، مثلاً اس عامل شر سے کہا جائے اور اس کو اس کی جمیع سیئات دکھائی جائیں کہ تو نے یہ اعمال شریکے تھے، ہم نے فلاں وجہ سے ان سے درگزر کی اور معاف کر دیا، الحاصل اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے کہ دعائے احیاء؛ اموات کو نفع پہنچاتی ہے۔ شرح فقہ اکبر میں ہے: و منها أنَّ دعاء الأحياء للأموات وصدقته عنهم نفع لهم إلخ (۳) اور مراد روایت ”مدارج النبوة“ میں (۱) مشکاۃ المصابیح، ص: ۱۲۵، کتاب الجنائز، باب المشی بالجنائزہ والصلاة علیہا، الفصل الأول .

(۲) عن عائشة رضي الله عنها عن النبي صَلَّى الله عليه وسلم قال: ما من ميتٍ تُصَلِّيَ عليه أمةٌ من المسلمين يبلغون مائة كلهم يشفعون له إلا شَفَعُوا فيه . (الصحيح لمسلم: ۱/۳۰۸، کتاب الجنائز، فصل في قبول شفاعة الأربعين الموحدين في من صلّوا عليه) (۳) شرح الفقہ اکبر، ص: ۱۵۸، دعاء الأحياء للأموات إلخ .

گناہ صغیرہ ہیں، اور ہو سکتا ہے کہ کبائر کی بھی مغفرت ہو جائے بعض کی یا کل کی یہ امر مفوض بہ مشیت اللہ تعالیٰ ہے: ﴿كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾﴾ (سورہ نساء، آیت: ۴۸، ۱۱۶) پس معلوم ہوا کہ جو شخص روایت ”مدارج النبوة“ کی جو کہ حضرت شیخ عبدالحق محدثؒ نے طبرانی سے روایت کی ہے تکذیب کرتا ہے وہ سخت غلطی میں اور خطاء پر ہے اس سے توبہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امت محمدیہ کی بخشش سے متعلق ایک من گھڑت روایت

اور شہادتِ حسینؑ کو بخشش کا ذریعہ سمجھنا

سوال: (۲۴۰)..... (الف) امتِ رسول اللہ کے واسطے شہادتِ امام حسینؑ باعثِ کفارہ گناہ ہے یا نہیں؟ اور امت کی بخشش کا کچھ ذریعہ بن سکے گی کہ نہیں؟

(ب) وہ روایات جو اکثر واعظین بیان کرتے ہیں مثلاً قیامت کے دن حضرت فاطمہؑ امام حسن کے جگر کے ٹکڑے اور امام حسینؑ کا خون آلودہ پیرہن میزان میں بہ سبب بخشش گناہانِ امت رکھیں گے کہاں تک صحیح ہے؟

(ج) شہادتِ امام حسینؑ بایں خیال کہ وہ امت کے گناہوں کا کفارہ ہے، اعتقاداتِ اہل سنت والجماعت میں ضروری ہے یا نہیں؟ اور منکر اس عقیدہ کا کیسا ہے؟ (۲/۱۳۳۸ھ)

الجواب: (الف) شہادتِ امام حسینؑ ان کے لیے باعثِ رفعِ درجات ہے، امتِ رسول اللہ کے لیے اس کو موجبِ کفارہِ سینات سمجھنا جہلاء کا عقیدہ ہے، شریعت میں اس کی کچھ اصل نہیں ہے، حق تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى﴾ (۱) اور آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: یا فاطمہ! لَا أَغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا الْحَدِيثُ (۲) اُو کما قال صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(۱) سورہ أنعام، آیت: ۱۶۴، سورہ بنی اسرائیل، آیت: ۱۵، سورہ فاطر، آیت: ۱۸، سورہ زمر، آیت: ۷، سورہ نجم، آیت: ۳۸۔

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قام رسول الله صلى الله عليه وسلم حين أنزل الله ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ قال: يا معشر قريش! ==

(ب) یہ روایات بے اصل ہیں، کتب معتبرہ صحاح ستہ وغیرہ میں نہیں ہیں، اور ایسا عقیدہ رکھنا ناجائز اور حرام ہے، شریعت میں اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔

(ج) اوپر معلوم ہوا کہ شہادت امام حسین ؑ کو سبب کفارہ سینات امت سمجھنا خلاف شریعت ہے، اور داخل عقیدہ اہل سنت و جماعت نہیں ہے بلکہ یہ عقیدہ جہلاء اور روافض کا ہے۔ فقط

صالح عالم کے قبرستان سے گزرنے سے

قبر کا عذاب اٹھایا جاتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۴۱) اگر صالح عالم کا گورستان سے گزر ہو جاوے بہ سبب اس کے چالیس روز تک قبر سے عذاب اٹھایا جاتا ہے یا نہیں؟ (۲۴۲/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: یہ خبر صحیح نہیں (۱) اور اگر حق تعالیٰ اپنے کسی برگزیدہ بندے کی دعا کی برکت سے ایسا فرمادیں تو کچھ بعید بھی نہیں کہ قطعی حکم کرنا بدون ثبوت کے نہیں ہو سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

== أو كلمة نحوها اشتروا أنفسكم لا أغني عنكم من الله شيئاً يا فاطمة بنت محمد! سألني ما شئت من مالي لا أغني عنك الحديث.

(صحيح البخاري: ۳۸۵/۱، كتاب الوصايا، باب هل يدخل النساء والولد في الأقارب؟)
(۱) شرح عقائد میں علامہ تفتازانی علیہ الرحمۃ نے اس سلسلہ میں یہ حدیث نقل کی ہے: قال عليه السلام: إن العالم والمتعلم إذا مرّا على قرية، فإن الله يرفع العذاب عن مقبرة تلك القرية أربعين يوماً (شرح العقائد النسفية، ص: ۱۷۲، مطبوعہ: کتب خانہ امدادیہ دیوبند)

لیکن یہ حدیث صحیح نہیں ہے، کشف الخفاء میں ہے: إن العالم والمتعلم إذا مرّا على قرية، فإن الله تعالى يرفع العذاب عن مقبرة تلك القرية أربعين يوماً. قال السيوطي: لا أصل له، ومثله ما أخرجه الثعلبي وكثير من المفسرين عن حذيفة رفعه بلفظ: "إن القوم ليعث الله عليهم العذاب حتماً مقضياً فيقرأ الصبي من صبيانهم في الكتاب الحمد لله رب العالمين، فيسمعه الله تعالى فيرفع الله عنهم بذلك عذاب أربعين سنة" فإنه موضوع، كما قاله الحافظ العراقي وغيره. (كشف الخفاء و مزيل الإلباس: ۲۵۶/۱، رقم الحديث: ۶۷۲)

ذبح کے بغیر مچھلی اور ٹڈی کے حلال ہونے کی من گھڑت روایت

سوال: (۲۴۲) جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے کو ذبح کر چکے تو چھری اوپر پھینک دی، تب پروردگار کا حکم ہوا کہ جو اس چھری کے نیچے گردن جھکا دے گا وہ حلال ہے، چنانچہ دلو (ٹڈی) اور مچھلی نے گردن چھری کے نیچے جھکا دی وہ حلال ہو گئی، کیا یہ واقعہ سچا ہے؟ (۱۷۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: چھری پھینک دینے اور ماہی دلو کے حلال ہو جانے کی کوئی معتبر روایت نہیں ہے، اور ماہی دلو کے حلال ہونے کے لیے دلیل: اُحَلَّتْ لَنَا مِيتَانِ كَافِي ہے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عرش کے نیچے آفتاب کے سجدہ کرنے کی روایت کا انکار کرنا جہالت ہے

سوال: (۲۴۳) بعض مسلمان یہ کہتے ہیں کہ آفتاب جب غروب ہو جاتا ہے تو کہیں نہیں جاتا جب چھپتا ہے تو ہمارے ملک سے نکل کر امریکہ میں جا پڑھتا ہے اور اس حدیث کا انکار کرتے ہیں۔

عن أبي ذر قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم لأبي ذر رضي الله عنه حين غربت الشمس: أتدري أين تذهب؟ قلت: الله ورسوله أعلم، قال: فإنها تذهب حتى تسجد تحت العرش فتستأذن فيؤذن لها الخ (۲) ایسا عقیدہ رکھنے والوں کے لیے کیا حکم ہے؟

(۱۳۴۳/۱۹۲۷ھ)

الجواب: یہ امر صحیح ہے اور تجربہ و مشاہدہ سے ثابت ہے کہ جس وقت آفتاب یہاں غروب ہوتا ہے دوسرے بلاد میں جو بہ جانب غرب ہیں اس وقت غروب نہیں ہوتا، خود مشاہدہ کیا گیا ہے کہ مکہ معظمہ میں ہندوستان سے بہت بعد میں کئی گھنٹہ کے بعد آفتاب غروب ہوتا ہے، یہاں عشاء کا وقت ہو جاتا ہے اور وہاں اس وقت مغرب کا وقت بھی نہیں ہوتا، اور حدیث موصوف سے اس کا تعارض

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اُحَلَّتْ لَنَا مِيتَانِ وَ دِمَانٌ ؛ المِيتَانِ : الحوت والجراد ، والدِّمَانُ : الكبِدُ والطَّحَالُ ، رواه أحمد وابن ماجه والدارقطني (مشكاة المصابيح، ص: ۳۶۱، كتاب الصيد والذَّبائح ، باب ما يحل أكله و ما يحرم ، الفصل الثاني)

(۲) صحيح البخاري: ۱/۴۵۴، كتاب بدء الخلق، باب صفة الشمس والقمر الخ .

نہیں ہے کیونکہ آفتاب عرش کے تحت میں ہر وقت ہے، پس انکار کرنا حدیث کا جہالت ہے اس شخص کو یہ سمجھانا چاہیے کہ اختلافِ مطالع و مغارب جو امر محقق ہے اس کا حدیث سے تعارض نہیں ہے (۱)

کیا توبہ کرنے والا شخص قسم کھا کر کہہ سکتا ہے کہ میں نے گناہ نہیں کیا؟

سوال: (۲۲۲) سنا ہے کہ صحیح حدیث ہے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا گناہ نہ کرنے والے کے برابر ہے، یہ حدیث کس کتاب میں ہے؟ اگر صحیح ہے تو گناہ کرنے والا قسم کھا کر یہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے گناہ نہیں کیا؟ (۱۳۴۲/۱۳۴۹ھ)

الجواب: یہ حدیث مشکاة شریف کے ص: ۱۹۸، باب الاستغفار والتوبة میں ابن ماجہ وغیرہ سے منقول ہے، الفاظ حدیث یہ ہیں: عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: التائب من الذنب كمن لا ذنب له (۲) قال في المراقبة: أي في عدم المؤاخذه إلخ (۳) یعنی مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ توبہ کرنے والا مثل اس شخص

(۱) اس حدیث کی واضح تشریح تحفۃ القاری شرح البخاری میں ہے:

عرش کے نیچے سجدہ کرنے کا مطلب تابعداری ہے، جیسے حضرت آدم علیہ السلام کو زمینی کائنات سے سجدہ کرایا گیا، وہ سجدہ بھی اطاعت قبول کرنے کے معنی میں تھا، حضرت آدم علیہ السلام کو خلافت ارضی سونپی گئی تھی، اس لیے جب تک زمینی مخلوقات ان کی ماتحتی قبول نہ کریں وہ نیابت کی ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے، اسی طرح سورج ہر وقت اللہ کے حکم کے ماتحت چل رہا ہے، جب تک اسے آگے بڑھنے کی اجازت ہے بڑھتا رہے گا، اور جب اس کو واپس لوٹنے کا حکم ہوگا تو مغرب سے طلوع ہوگا۔

سوال: سورج کی حرکت دوری ہے، وہ غروب نہیں ہوتا، پھر غروب کے بعد عرش کے نیچے سجدہ کرنے کا کیا مطلب؟

جواب: سورج ہر وقت طلوع اور غروب ہوتا ہے، اور اللہ کے حکم کے ماتحت ایسا کرتا ہے، یہی ماتحت رہنا اس کا سجدہ کرنا ہے، حتیٰ سجدہ کرنا مراد نہیں، بلکہ معنوی اطاعت مراد ہے، جو ہر آن اس کو حاصل ہے، لوگ حتیٰ سجدہ مراد لیتے ہیں، پھر اشکال کرتے ہیں، اس لیے اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے، کہ نبی ﷺ نے ایک معنوی حالت کو حتیٰ مثال سے سمجھایا ہے۔ (تحفۃ القاری: ۶/۴۷۵-۴۷۵، کتاب بدء الخلق)

(۲) مشکاة المصابیح، ص: ۲۰۶، کتاب الدعوات، باب الاستغفار والتوبة، الفصل الثالث .

(۳) مرقاة المفاتیح: ۵/۲۶۹، کتاب الدعوات، رقم الحديث: ۲۳۶۳۔

کے ہے جس نے گناہ نہیں کیا عدم مواخذہ میں یعنی بعد توبہ کے مواخذہ اس گناہ پر نہ ہوگا، لیکن وہ شخص یہ قسم نہیں کھا سکتا کہ میں نے گناہ نہیں کیا کیونکہ اس نے گناہ تو کیا تھا مگر توبہ کر لینے کی وجہ سے اس پر اس گناہ کا مواخذہ نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نماز کو دراز کرنا اور خطبہ کو مختصر کرنا

سوال: (۲۳۵) مسلم شریف کی حدیث میں یہ مسئلہ ہے کہ جو امام خطبہ لمبا چوڑا پڑھتے ہیں اور نماز کو جلدی سے ختم کر دیتے ہیں یہ مکروہ ہے، ص: ۶۰ میں یہ حدیث ہے۔ (۳۶/۹۶۲-۱۳۳۷ھ)

الجواب: مسلم شریف کی ایک حدیث کے یہ لفظ ہیں: إِنَّ طَوْلَ صَلَاةِ الرَّجُلِ وَ قِصْرَ خُطْبَتِهِ مِثْنَةٌ مِنْ فِقْهِهِ فَأُطِيلُوا الصَّلَاةَ وَأَقْصِرُوا الْخُطْبَةَ الْحَدِيثُ (۱) اس کا حاصل یہ ہے کہ نماز کو لمبا کرنا اور خطبہ کو مختصر کرنا علامت آدمی کے تفقہ فی الدین کی ہے، پس دراز کرو نماز کو اور مختصر کرو خطبہ کو، اور مسلم شریف کی دوسری حدیث میں یہ ہے کہ فَكَانَتْ صَلَاتُهُ قَصْدًا وَ خُطْبَتُهُ قَصْدًا (۲) (رواہ مسلم) پس تھی نماز آپ ﷺ کی متوسط اور خطبہ آپ ﷺ کا متوسط، لہذا خطبہ اور نماز دونوں متوسط ہونا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم



(۱) عَنْ وَاصِلِ بْنِ حَيَّانَ قَالَ : قَالَ أَبُو وَائِلٍ : خَطْبَنَا عَمَّارٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَأَوْجَزَ وَأَبْلَغَ ، فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا يَا أَبَا الْيَقْظَانِ ! لَقَدْ أَبْلَغْتَ وَأَوْجَزْتَ فَلَوْ كُنْتَ تَنْفَسْتَ ، فَقَالَ : إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : إِنَّ طَوْلَ ، الْحَدِيثُ . (الصَّحِيحُ لِمُسْلِمٍ : ۲۸۶/۱ ، كِتَابُ الْجُمُعَةِ ، فَصْلُ فِي إِيجَازِ الْخُطْبَةِ وَ إِطَالَةِ الصَّلَاةِ)

(۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كُنْتُ أَصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَكَانَتْ صَلَاتُهُ ، الْحَدِيثُ . (الصَّحِيحُ لِمُسْلِمٍ : ۲۸۴/۱ ، كِتَابُ الْجُمُعَةِ ، فَصْلُ فِي الْخُطْبَةِ وَالصَّلَاةِ قَصْدًا)

انبیاء و اولیاء کا بیان

سرور کائنات ﷺ کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے؟

سوال: (۲۳۶) پیغمبر خدا ﷺ کے ساتھ آدمی کو کیا عقیدہ رکھنا چاہیے؟ (۱۸۰۵/۳۳-۱۳۳۴ھ)
الجواب: یہ عقیدہ رکھنا چاہیے: بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر (اللہ تعالیٰ کے بعد آپ ﷺ ہی بزرگ ہیں) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

آنحضرت ﷺ مؤمنین کے روحانی باپ ہیں

سوال: (۲۳۷) نبی ﷺ تمام اشیاء کے باپ حقیقی و روحانی ہیں یا نہیں؟ (۱۳۳۳/۲۰۱۵)
الجواب: معالم التنزیل وغیرہ کتب تفسیر میں: ﴿وَ اَزْوَاجُهُ اُمَّهَاتُهُمْ﴾ (سورہ احزاب، آیت: ۶) کے بعد قراءت اُبی بنی النضرؓ میں وہو اب لہم بھی واقع ہے (۱) اس لیے اشارہ آیت کریمہ: ﴿وَ اَزْوَاجُهُ اُمَّهَاتُهُمْ﴾ سے اور تصریح قراءت اُبی بنی النضرؓ سے ابوت روحانی مؤمنین کے لیے آنحضرت ﷺ کی ثابت ہوتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۲۳۸) زید یہ کہتا ہے کہ جناب سرور عالم ﷺ کو باپ کہہ سکتے ہیں جس طرح ازواج مطہرات کو امہات کہتے ہیں، اور آیت کریمہ: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ﴾ (سورہ احزاب، آیت: ۴۰) سے ابوت کی نفی نہیں ہوتی آیا قول زید صحیح ہے؟ (۱۳۳۷/۳۷۲ھ)

(۱) وفي حرف أبي: وَ اَزْوَاجُهُ اُمَّهَاتُهُمْ وَ هُوَ اَبٌ لَّهُمْ وَ هُنَّ اُمَّهَاتُ الْمُؤْمِنِينَ. (معالم التنزيل،

ص: ۷۰۴، تفسیر سورہ احزاب)

الجواب: تفسیر احمدی میں ہے، آیت: ﴿وَازْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾ (سورۃ احزاب، آیت: ۶) کے بیان میں وقریء وهو أب لهم أي في الدين، لأن كل نبی فهو أب لأمتیه ولذلك كان المؤمنون إخوةً ويناسبه قوله تعالى: ﴿وَازْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾ أي في التحريم واستحقاق التعظيم، لاعداءه، ولذا قالت عائشة رضي الله عنها: لسنا أمهات النساء (أي حقيقة) ولهذا لا يتعدى التحريم إلى بناتهن إلخ (۱) اس سے معلوم ہوا کہ مجازاً آنحضرت ﷺ کو باپ کہہ سکتے ہیں یعنی آنحضرت ﷺ مؤمنین کے دینی اب (باپ) ہیں اور آیت: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ﴾ (سورۃ احزاب، آیت: ۴۰) میں نفی حقیقت کی ہے، یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بنات مطہرات سے بعض امتیوں کا نکاح ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

آنحضرت ﷺ کی بعثت تمام لوگوں کے لیے عام ہے

سوال: (۲۴۹) دو مسلمانوں میں باہم گفتگو ہے، اول کہتا ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ تمام زمانہ کے لیے نبی مبعوث ہوئے، ہندو مسلمان سب آپ کی امت ہیں۔ دوسرا کہتا ہے کہ مسلمان ہی امت میں ہیں دیگر قوم یا مذہب امت کے زمرہ میں نہیں آویں گے۔ بیٹو اتوجروا (۱۳۳۵/۳۹۷ھ)

الجواب: قال الله تعالى: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ﴾ (سورۃ سبا، آیت: ۲۸) اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو مگر تمام لوگوں کی طرف، اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ (سورۃ احزاب، آیت: ۴۰) نہیں ہیں محمد (ﷺ) باپ کسی ایک کے تمہارے مردوں میں سے لیکن اللہ کے پیغمبر اور تمام انبیاء کے خاتم ہیں، اور حدیث شریف میں ہے: لانی نبی بعدی (۲) ان آیات اور حدیث سے ثابت ہے کہ بعثت آنحضرت ﷺ کی عام ہے تمام لوگوں کے لیے، اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، قیامت تک آپ ہی نبی ہیں،

(۱) التفسیرات الأحمديّة، ص: ۴۰۹، سورۃ الأحزاب، تحت تفسیر الآیة: ﴿النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَازْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾ المطبوعة: المكتبة الأشرفیة دیوبند.

(۲) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال: (۱۶۲) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

اور آپ کی بعثت قیامت تک ہے، اور تمام آدمی قیامت تک آپ کی امت میں داخل ہیں، لیکن امت کی دو قسم ہیں: ایک 'امت دعوت' ایک 'امت اجابت'، امت دعوت میں تمام جہاں قیامت تک شامل ہے، اور امت اجابت خاص اہل ایمان و اسلام ہیں جو آپ پر ایمان لائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رسول اللہ ﷺ کو نبوت کب ملی؟

سوال: (۲۵۰) رسول اللہ ﷺ کو نبوت کب ملی ہے؟ (۱۳۳۷/۲۳۳)

الجواب: چالیس برس کے بعد نبوت ملی ہے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا حضور ﷺ کو بشر کہنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے؟

سوال: (۲۵۱) کیا حضور ﷺ کو اپنے مثل بشر کہنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے؟

(۱۳۳۵/۱۶۵۰)

الجواب: یہ خود قرآن شریف کا حکم ہے: ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ وَاحِدٌ﴾ (سورہ کہف، آیت: ۱۱۰) پس جو شخص آنحضرت ﷺ کو بشر کہنے سے انکار کرے وہ قرآن شریف کے حکم کا منکر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

یہ کہنا کہ آنحضرت ﷺ ہم جیسے تھے: کیسا ہے؟

سوال: (۲۵۲) ایک شخص کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ ہم جیسے تھے، فرق اس قدر ہے کہ وہ

رسول تھے ہم رسول نہیں ہیں۔ (۱۳۳۰/۱۸۲)

الجواب: آنحضرت ﷺ افضل الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین، فخر موجودات اشرف کائنات، مصداق ﴿وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ﴾ (سورہ بقرہ، آیت: ۲۵۳) کے ہیں: بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: بُعث رسول الله صلى الله عليه وسلم لأربعين سنة، فمكث بمكة ثلاث عشرة سنة يوحى إليه، ثم أمر بالهجرة، الحديث. (مشكاة المصابيح، ص: ۵۲۱، باب المبعث وبدأ الوحي، الفصل الأول)

رسول اللہ ﷺ سے محبت کے لیے آپ کی پیروی ضروری ہے

سوال: (۲۵۳) رسول اللہ ﷺ سے محبت کس طرح کی جاوے کہ مقبول باری تعالیٰ ہو؟

(۱۳۸۸/۱۳۳۸ھ)

الجواب: محبت آنحضرت ﷺ کی یہ ہے کہ آپ کی سنت اور شریعت کی پوری پوری پیروی کرے۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾ (سورہ آل عمران، آیت: ۳۱) کہہ دو اے محمد! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو تم میرا اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم کو دوست رکھے گا اور اپنا محبوب بنالے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حضور ﷺ کے فضلات پاک تھے یا نہیں؟

سوال: (۲۵۴)..... (الف) حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کے تخت کے نیچے رات کو ایک قدح رکھ دیا جاتا تھا، آپ اس میں پیشاب کیا کرتے تھے، ایک روز صبح کو آپ ﷺ نے ام ایمن رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ قدح کو پھینک دو، ام ایمن نے عرض کیا: رات مجھے پیاس معلوم ہوئی میں نے آپ کا پیشاب پی لیا، آپ ﷺ نے مسکرا کر فرمایا کہ تجھ کو ہرگز درد شکم نہ ہوگا۔ (ب) ایک عورت برکہ نام اس نے بھی آپ کا پیشاب پی لیا، آنحضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ تو ہرگز بیمار نہ ہوگی، چنانچہ وہ عورت سوائے مرض موت کے کبھی بیمار نہ ہوئی۔

(ج) صحابہ کرام آنحضرت ﷺ کے پیشاب کو پی کر اور آپ کے زخم وغیرہ سے جو خون نکلتا تھا اس کو پی کر برکت حاصل کرتے تھے، ایک شخص نے آپ کی حجامت کا خون پی لیا، آپ ﷺ نے اس کو فرمایا: تو نے اپنی جان کو بچا لیا امراض اور بلا سے۔

(د) جنگ اُحد میں آپ ﷺ جو زخمی ہوئے اس زخم سے جو خون نکلا اس کو مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے پی لیا، حضرت ﷺ نے ان کی نسبت فرمایا کہ جنتی آدمی کو جو دیکھنا چاہے وہ اس کو دیکھ لے۔

(ه) عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کی حجامت کا خون پی لیا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھے دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی مگر قسم پوری ہونے کے واسطے۔ (۱۳۳۳/۷۳۶ھ)

الجواب: (الف-ب) اس حدیث کو حاکم ابو عبد اللہ نے روایت کی ہے، اور ذہبی نے بھی کوئی انکار نہیں کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث ثابت ہے۔ کما قالہ الملا علی القاری: والحديث رواه الحاكم وأقره الذهبي والدارقطني (۱) (شرح شفاء، ص: ۱۶۳) اور قاضی عیاض نے بھی اس کو اپنی کتاب میں درج کر کے اس سے استدلال کیا ہے، بہر حال محدثین نے اس حدیث کو تلقی بالقبول کر لی ہے، اور قاضی عیاض نیز دارقطنی نے بھی اس کو صحیح مانا ہے بلکہ دارقطنی اس حدیث کو علی شرط الثمین مان کر امام بخاری و مسلمؒ پر اعتراض کیا ہے کہ صحیحین میں اس حدیث کو کیوں درج نہیں کیا؟! وحديث هذه المرأة التي شربت بوله صحيح أي لصحته ألزم الدار قطني مسلماً والبخاري إخراجہ في الصحيح (۱) ہاں قاضی عیاض کی روایت میں یہ لفظ ہے: فقال لها: لن تشككي وجع بطنك أبداً إلخ (۱) قاضی عیاض عورت مذکورہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کا نام برکہ تھا یا ام ایمن، واسم هذه المرأة بركة وقيل: هي أم أيمن وكانت تخدم النبي صلى الله عليه وسلم وكان لرسول الله صلى الله عليه وسلم قدح من عيدان يوضع تحت سريره، فيبول فيه إلخ (۱) اسی حدیث کی بعض روایتوں میں آیا ہے: فما مرضت قط حتى ماتت (۱) (شرح شفاء: ۱/۱۶۲) اس حدیث کے بعد ملا علی قاری فرماتے ہیں: وقد شرب أيضاً دمه عليه الصلاة والسلام أبو طيبة وعاش مائة و أربعين سنة وسفينة مولى النبي صلى الله عليه وسلم رواه البيهقي عن علي بن أبي طالب كرم الله وجهه ذكره الرافعي في الشرح الكبير قال ابن الملقن ولم أجده في كتب الحديث (۱)

(ج-ھ) شفاء قاضی عیاض میں ان دونوں واقعوں کی روایت موجود ہے: ومنه شرب مالك بن سنان دمه يوم أحد ومصه إياه وتسويغه صلى الله عليه وسلم ذلك وقوله: لن تصيبه النار ومثله شرب عبد الله بن الزبير دم حجامته الحديث (۲) ان احادیث کو نقل کر کے قاضی

(۱) شرح الشفاء لعلي القاري رحمه الله تعالى: ۱/۱۶۳-۱۶۵، المطبوعة: مطبع سندھ .

(۲) الشفاء بتعريف حقوق المصطفى، ص: ۲۰، الفصل الثالث: وأما نظافة جسمه وطيب ريحه إلخ، المطبوعة: المطبع العالي المنشي نول كشور كانفور .

عیاض نے ثابت کیا ہے کہ علماء کی ایک جماعت آپ کے فضلات مبارکہ کی طہارت کی قائل ہے اور حنفیہ کے یہاں بھی یہی مختار ہے۔ کما فی الشامی: صحیح بعض ائمۃ الشافعیۃ طہارۃ بولہ صلی اللہ علیہ وسلم وسائر فضائلہ، وبہ قال أبو حنیفۃ کما نقلہ فی المواہب الخ (۱) (شامی: ۱/۳۲۸) (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) الشامی: ۱/۳۵۳، کتاب الطہارۃ، باب الأنجاس، مطلب فی طہارۃ بولہ صلی اللہ علیہ وسلم (۲) امداد الفتاویٰ میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کے فضلات کی طہارت کا دعویٰ بلا دلیل ہے: سوال: ایک واعظ صاحب یہاں تشریف لائے تھے، انہوں نے حسب ذیل روایات بیان کیں جن کے متعلق یہاں اکثر اصحاب اختلاف کرتے ہیں، حضور براہ کرم برائے اطمینان اہل اسلام ان روایات کے متعلق تحریر فرمادیں کہ وہ صحیح ہیں یا غلط اور اگر تکلیف نہ ہو تو کسی کتاب کا حوالہ بھی تحریر فرمادیں: روایات: (۱) انبیاء علیہم السلام کا بول و براز پاک ہوتا ہے، اور خصوصاً ہمارے رسول اکرم ﷺ کے فضلات بالکل پاک تھے، کیوں کہ آپ سراپا نور تھے۔

(۲) انبیاء علیہم السلام کے بول و براز کو زمین فوراً ہضم کر جاتی ہے۔

جواب: خواہ مخواہ انہوں نے ایسی باتیں بیان کر کے مسلمانوں کو پریشان کیا جو نہ عقائد ضروریہ میں سے ہیں نہ احکام میں سے، بیان کرنے کی چیز عقائد و احکام ہیں نہ کہ ایسی روایات جن پر دوسری اقوام بھی ہنسیں، ایسی روایات بعض غیر معتبر کتابوں میں آئی ہیں جن کی نہ تصدیق واجب ہے، کیوں کہ سند صحیح نہیں اور نہ تکذیب واجب ہے اس لیے کہ فی نفسہ ممکن ہیں، اس لیے ایسے امور میں مشغول ہی نہ ہونا چاہیے نہ تصدیقاً نہ تکذیباً اور ایسے واعظوں کا وعظ ہی کیوں سنا جاتا ہے اور ان سے مطالبہ سند کا کیوں نہ کیا گیا، اسی جلسہ میں حقیقت کھل جاتی۔ ۸/ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ (النور رمضان ۱۳۵۰ھ صفحہ: ۱۰)

اس کے بعد اس کے متعلق دوسرا خط آیا جو ذیل میں منقول ہے:

السوال: جناب ماسٹر محمد شریف خاں صاحب نے حال میں ایک استفتاء خدمت عالی میں پیش کیا تھا جو ہم رشتہ عریضہ ہذا ہے، جواب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ روایت مذکورہ ضعیف ہیں اور ان کی کوئی سند نہیں، حسب اتفاق ایک صاحب کو نشر الطیب میں انہیں روایات کو دیکھنے کا اتفاق پیش آ گیا، انہوں نے نشر الطیب کے صفحات: ۱۳۵-۱۳۶، مجھ کو دکھلائے اب وہ فتویٰ اور یہ تحریر متضاد معلوم ہوتی ہیں، نشر الطیب میں روایت بہ قول حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کی گئی ہے جواب جلد عطا فرمائیے تاکہ تسکین ہو۔

آنحضرت ﷺ کا شافع محشر ہونا اور کلمہ طیبہ کا ثبوت

سوال: (۲۵۵)..... (الف) کیا اس کا ثبوت کلام اللہ شریف سے ہے کہ آنحضرت ﷺ

== الجواب: ضعیف بلا سند نہیں ہوتی، بلکہ بہ سند ضعیف ہوتی ہے جو عقائد میں حجت نہیں فضائل میں کھپ جاتی ہے، میں نے تحریر سابق میں یہی لکھا ہے کہ سند صحیح نہیں تو دونوں تحریروں میں تضاد نہیں کیوں کہ ضعیف کی نفی نہیں کی اور اس ضعف سند ہی سے ایسی کتابوں کو غیر معتبر بتلایا تھا کیوں کہ معتبر صحیح کو کہتے ہیں ضعیف کو نہیں کہتے، باقی یہ کہ پھر کتاب میں کیوں لکھا سو کتاب تو فضائل میں ہے عقائد و احکام میں نہیں، اگر شاذ و نادر ایسی بھی کوئی روایت لکھی جائے کھپت ہو جاتی ہے بہ خلاف وعظ کے کہ وہ عقائد و احکام کی تعلیم کے لیے ہوتا ہے، اس میں ایسے مضامین نہیں کھپتے دوسرے وعظ سننے والے اکثر کم فہم ہوتے ہیں اور کتاب پڑھنے والے اکثر فہم۔

۸/ ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ

اضافہ: بعد تحریر جواب ہذا شرح الشفاء للملا علی القاری میں یہ بحث نظر سے گزری، انہوں نے فصل نظافت جسم نبوی میں اس پر بہت مبسوط لکھا ہے، خلاصہ اس کا یہ ہے کہ بعض روایات کا تو ثبوت مقدوح ہے اور بعض کی دلالت، اور بعض روایات میں شاربین کا یہ قول مذکور ہے: شربته وأنا لا أعلم یا لا أشعر اور ایک روایت میں حضور ﷺ کا اس کے متعلق نہیں فرمانا مذکور ہے، اور وہ یہ ہے: روي ابن عبد البر أن سالم بن أبي الحجاج حجه صلى الله عليه وسلم ثم ازدرد أي ابتلع فقال: أما علمت أن الدّم كَلْه حرام، وفي رواية لا تعد فإن الدّم كَلْه حرام. پس مسئلہ بالکل منقح ہو گیا کہ طہارت کا دعویٰ بلا دلیل ہے۔

(۸/ ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ) (النور، شوال: ۱۳۵۰ھ، صفحہ: ۷)

(امداد الفتاویٰ: ۱/ ۱۲۸-۱۳۰، کتاب الطہارۃ، آنحضرت ﷺ کے فضائل پاک تھے یا نہیں؟ سوال: ۱۲۴) تحفۃ اللمعی شرح سنن الترمذی میں ہے:

فائدہ: یہاں ایک اشکال ہے۔ نبی ﷺ کے فضائل کی طہارت کی متعدد علماء نے صراحت کی ہے، آپ ﷺ کا پیشاب وغیرہ پاک تھا، کتب فقہ میں اس کی صراحت ہے (شامی: ۱/ ۲۳۳، باب الانجاس) پھر نبی ﷺ کی منی کھرچنے کی روایات سے طہارت پر اور دھونے کی روایات سے عدم طہارت پر استدلال کیسے ہو سکتا ہے؟ مگر کسی نے اس بحث میں یہ اشکال نہیں کیا، پس یا تو فضائل کی طہارت کا مسئلہ مبنی بر محبت ہے یا اس مسئلہ میں تقریباً تمام ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (تحفۃ اللمعی شرح سنن الترمذی: ۱/ ۳۸۹، کتاب الطہارۃ، عنوان: کپڑے پر منی لگ جائے تو کیا حکم ہے؟ فائدہ: ۴)

شافع محشر ہیں یا نہیں؟

(ب) آیا کسی پارہ یا کسی رکوع میں پورہ کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ہے یا نہیں؟
(۱۳۳۹/۱۱۳۶ھ)

الجواب: (الف - ب) حدیث شریف تفسیر کلام اللہ کی ہے، جو کچھ حدیث شریف میں آیا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، جیسا کہ آیت کریمہ: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ، إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (سورہ نجم، آیات: ۳-۴) سے واضح ہے، پس جو امر حدیث شریف سے ثابت ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، حدیث صحیح میں آنحضرت ﷺ کا شفع خلافت بہ روز محشر ہونا ثابت ہے (۱) اسی طرح لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ پورا کلمہ طیبہ حدیث شریف میں ایک جگہ وارد ہے (۲) پس یہ ثبوت کافی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شفاعت کبریٰ آنحضرت ﷺ کے ساتھ خاص ہے

سوال: (۲۵۶) شفاعت محض آنحضرت ﷺ تک مسدود ہے یا کیا؟ (۱۵۷۱/۱۳۴۰ھ)

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: أتني النبي صلى الله عليه وسلم بلحم فرفع إليه الدراع، وكانت تُعْجِبُهُ فَنهَسَ منها نَهْسَةً ثُمَّ قال: أنا سيّدُ النَّاسِ يومَ القيامةِ يومَ يقومُ النَّاسُ لربِّ العالمين، وتَدْنُو الشمسُ فيبلغُ النَّاسَ من الغَمِّ والكُربِ ما لا يُطِيقون، فيقول النَّاسُ: ألا تنظرون من يشفعُ لكم إلى ربِّكم، فيأتون آدمَ، وذكر حديث الشفاعة، وقال: فَأَنْطَلِقُ فَأَتِي تحتَ العرشِ فَأَقْعُ ساجدًا لربِّي، ثم يفتحُ اللهُ عليَّ من محامدِهِ وحسنِ الثَّناءِ عليه شيئًا لم يَفْتَحْهُ عليَّ أحدٌ قبلي، ثم قال: يا مُحَمَّدُ! ارفعِ رأسَكَ وسلْ تُعْطَهُ واشفعْ تُشَفَّعْ فأرفعُ رأسي، فأقول: أَمْتِي يا رَبِّ! أَمْتِي يا رَبِّ! أَمْتِي يا رَبِّ! فيقال: يا مُحَمَّدُ! ادْخُلْ من أَمْتِكَ من لا حسابَ عليهم من البابِ الأيمنِ من أبوابِ الجنَّةِ وهم شركاءُ النَّاسِ فيما سوى ذلك من الأبوابِ، ثم قال: والذي نفسي بيده أن ما بين المِصْرَاعينِ من مصاريعِ الجنَّةِ كما بين مكَّةَ وهَجَرَ، متَّفَقٌ عليه. (مشكاة المصابيح، ص: ۴۸۹، كتاب الفتن، باب الحوض والشفاعة، الفصل الأوّل)

(۲) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: بُني الإسلام على خمسٍ: شهادة أن لا إله إلا الله وأنَّ مُحَمَّدًا رَسولُ اللهِ، الحديث. (صحيح البخاري: ۶/۱، كتاب الإيمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم بُني الإسلام على خمسٍ إلخ)

الجواب: شفاعت کبریٰ مخصوص ہے آنحضرت ﷺ کے ساتھ (۱) اور بعد میں جملہ انبیاء و صلحاء شفاعت کریں گے، جیسا کہ احادیث میں مفصلاً مذکور ہے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

آنحضرت ﷺ سے شفاعت کا وعدہ کیا گیا ہے

اجازت قیامت کے دن ہوگی

سوال: (۲۵۷) زید کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو اذن شفاعت کا ہو چکا ہے، عمر کہتا ہے کہ وعدہ کیا گیا ہے مگر اذن آئندہ ہوگا؛ اس میں قول فیصل کیا ہے؟ (۱۳۳۲/۲۱۳۰ھ)

الجواب: حدیث شفاعت میں یہ تصریح ہے کہ قیامت کو آنحضرت ﷺ سجدہ کریں گے، اور دعا فرمادیں گے اس وقت حکم ہوگا، اشفعُ تُشفَّعُ، الحدیث (۳) یعنی آپ شفاعت کریں آپ کی شفاعت قبول ہوگی، اس سے معلوم ہوا کہ اس وقت اذن شفاعت کا ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

آنحضرت ﷺ کی شفاعت سے کفار کے عذاب میں تخفیف ہوگی یا نہیں؟

سوال: (۲۵۸) کفار کے لیے تخفیف عذاب ہوگی یا نہیں؟ اور عقیدہ تخفیف عذاب کفار کے لیے شفاعت نبویہ کا ہونا باطل ہے یا نہیں؟ اور تخفیف عذاب کفار کے لیے عقیدہ رکھنے والا فاسق ہے یا کافر؟ (۱۳۳۰/۴۳۱ھ)

الجواب: اشعة اللمعات میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شفاعت کی دس قسمیں بیان فرمائی ہیں، ان میں سے آٹھویں قسم کو بیان فرماتے ہیں: ہشتم در تخفیف عذاب از آنہا

(۱) حدیث شفاعت کبریٰ کے لیے ملاحظہ فرمائیں: صحیح البخاری: ۲/۱۱۱۸-۱۱۱۹، کتاب التوحید، باب کلام الرب يوم القيامة مع الأنبياء وغيرهم اور الصحيح لمسلم: ۱/۱۱۰، کتاب الإيمان، باب إثبات الشفاعة وإخراج الموحدين من النار.

(۲) عن عثمان بن عفان رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يشفع يوم القيامة ثلاثة: الأنبياء ثم العلماء ثم الشهداء، رواه ابن ماجه. (مشكاة المصابيح، ص: ۴۹۵، باب الحوض والشفاعة، آخر الفصل الثالث)

(۳) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال: (۲۵۵) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

کہ مستحق عذاب مخلد شدہ باشند (آٹھویں قسم: ان لوگوں کے عذاب کی تخفیف میں جو دائمی عذاب کے مستحق ہو چکے ہیں) انتہی (۱) اور ایسا ہی شرح عقائد کے حاشیہ میں بھی ہے: قیل له صَلَّى الله عليه وسلم أنواع من الشفاعة، منها في قوم ليدخلوا الجنة بغير حساب كما ورد في حديث أبي هريرة الخ ومنها في تخفيف العذاب كما في أبي طالب الخ (۲) پس اگر ایسا ہو تو اس میں کچھ استبعاد اور اشکال نہیں ہے، آخر ابو طالب کے لیے تخفیف عذاب آپ کی وجہ سے ہوئی، جیسا کہ منصوص ہے (۳) اور حدیث: شفاعتي لأهل الكبائر من أمتي (۴) وغیرہ سے مراد شفاعت نجات عن النار ہے، یہ خاص اہل ایمان کے لیے ہے، پس اگر کافر کو تخفیف عذاب آپ کی وجہ سے ہو تو اس میں منافات کسی نص سے نہیں ہے، اور آیت: ﴿فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ﴾ (سورہ شعراء، آیت: ۲۶) وغیرہ سے بھی نفی اسی شفاعت کی ہے کہ کفار کو دوزخ سے نجات ہو جاوے، پس جو امر علمائے کبار اہل

(۱) أشعة اللمعات: ۴۰۴/۲، کتاب الفتن، باب الحوض والشفاعة، المطبوعة: مطبع نول کشور لکناؤ۔

(۲) شرح عقائد کے جو نسخے دستیاب ہیں اُن کے حاشیہ میں یہ عبارت ہمیں نہیں ملی، البتہ ”التعليق الصحيح على مشكاة المصابيح“ میں ہے:

قال النووي تبعاً لعياض: هي (الشفاعة) خمس: الثانية: في إدخال قوم الجنة بغير حساب — ثم قال بعد أسطر — وقد ذكر القاضي عياض شفاعاة سادسة. وهي شفاعته صَلَّى الله عليه وسلم لعمه أبي طالب في تخفيف العذاب كما في الصحيح: وجدته في غمرات النار فأخرجته إلى ضحضاح. (التعليق الصحيح على مشكاة المصابيح: ۳۳۶/۶-۳۳۷، ذكر الشفاعة، تفصيل الشفاعات)

(۳) عن العباس بن عبد المطلب قال للنبي صَلَّى الله عليه وسلم: ما أغنيت عن عمك؟ فإنه كان يحوِّطك ويغضبُ لك، قال: هو في ضحضاح من نار، ولولا أنا لكان في الدرك الأسفل من النار. (صحيح البخاري: ۵۲۸/۱، كتاب المناقب، باب قصة أبي طالب، وفيه أيضاً: ۹۱۷/۲، كتاب الأدب، باب كنية المشرك، والصحيح لمسلم: ۱۱۵/۱، كتاب الإيمان، باب: شفاعاة النبي صَلَّى الله عليه وسلم لأبي طالب و التخفيف عنه بسببه)

(۴) عن أنس بن مالك رضي الله عنه عن النبي صَلَّى الله عليه وسلم قال: شفاعتي لأهل الكبائر من أمتي. (سنن أبي داؤد: ۶۵۲/۲، كتاب السنة، باب في الشفاعة)

سنت و جماعت نے لکھا ہے اور حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے تو اُس کو فسق و کفر کیسے کوئی کہہ سکتا ہے؟ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

آنحضرت ﷺ اہل کتاب اور مشرکین

کے لیے شفاعت فرمائیں گے یا نہیں؟

سوال: (۲۵۹) آنحضرت ﷺ یہود، نصاریٰ اور مشرکین کے لیے میدان حشر میں سفارش فرمائیں گے یا نہیں؟ (۱۳۳۸/۲۳۴۰ھ)

الجواب: آنحضرت ﷺ یہود و نصاریٰ و مشرکین کی شفاعت و سفارش نہ فرمائیں گے (۱)

معراج کا واقعہ عالم بیداری میں پیش آیا تھا یا خواب میں؟

سوال: (۲۶۰) جناب سرور کائنات ﷺ کو معراج شریف بہ جسد شریف خاکی ہوئی یا روحانی عالم بیداری یا عالم خواب (میں)؟ (۱۳۳۵/۱۷۹۱ھ)

الجواب: آنحضرت ﷺ کو معراج بسجدہ الشریف عالم بیداری میں ہوئی۔ شرح فقہ اکبر میں ہے: وخبر المعراج أي بجسد المصطفى صلى الله عليه وسلم يقظة إلى السماء ثم إلى ما شاء الله تعالى في المقامات العلى حق إلخ، فمن رده فهو ضال مبتدع (۲)

(۱) ﴿وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ﴾ (سورہ بقرہ، آیت: ۲۸) ﴿مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ﴾ (سورہ مؤمن، آیت: ۱۸)

وعن أنس رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: شفاعتي لأهل الكبائر من أمتي. (مشكاة المصابيح، ص: ۴۹۴، باب الحوض والشفاعة، الفصل الثاني)

وفي المرقاة: (شفاعتي لأهل الكبائر إلخ) أي شفاعتي في العفو عن الكبائر من أمتي خاصة دون غيرهم من الأمم. (مرقاة المفاتيح: ۲۷۰/۱۰، كتاب أحوال القيامة وبدأ الخلق، باب الحوض والشفاعة، الفصل الثاني، رقم الحديث: ۵۹۹۸)

(۲) شرح الفقہ الاکبر، ص: ۱۳۵، مبحث المعراج، المطبوعة: معب مجتبائی، دہلی.

(شرح فقہ اکبر، ص: ۱۳۵) اور مرقاۃ میں ہے: والحقّ الذي عليه أكثر الناس و معظم السلف و عامة المتأخرين من الفقهاء و المحدّثين و المتكلّمين أنّه أسري بجسده (۱) فقط واللّٰہ اعلم

معراج کس تاریخ میں ہوئی؟

سوال: (۲۶۱) معراج شریف جس کا ذکر قرآن پاک میں ہے رسول اللہ ﷺ کو کس ماہ اور کس تاریخ میں ہوئی ہے، گو اس میں اختلاف ہے مگر مشہور اور اولیٰ کوئی روایت ہے؟

(۱۳۸۱/۳۳-۱۳۳۲ھ)

الجواب: قال في رد المحتار في شرح قول صاحب الدر المختار في كتاب الصلاة: فرضت في الإسراء ليلة السبت سابع عشر رمضان قبل الهجرة بسنة ونصف إلخ: قوله: (فرضت في الإسراء) نقله أيضًا الشيخ إسماعيل في "الأحكام شرح درر الحکام" ثم قال: وحاصل ما ذكره الشيخ محمد البكري نفعنا الله تعالى ببركاتہ في "الروضة الزهراء" أنهم اختلفوا في أي سنة كان الإسراء بعد اتفاقهم على أنه كان بعد البعثة؟ فجزم جمع بأنه كان قبل الهجرة بسنة، و نقل ابن حزم الإجماع عليه، و قيل بخمس سنين، ثم اختلفوا في أي الشهور كان؟ فجزم ابن الأثير والنووي في فتاويه بأنه كان في ربيع الأول، قال النووي: ليلة سبع وعشرين، و قيل في ربيع الآخر، و قيل في رجب، و جزم به النووي في "الروضة"، تبعًا للرافعي و قيل في شوال، و جزم الحافظ عبد الغني القدسي في سيرته بأنه ليلة السابع والعشرين من رجب، وعليه عمل أهل الأمصار انتهى (۲) خلاصہ اور حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ صاحب در مختار نے یہ فرمایا کہ نماز معراج کی رات میں فرض ہوئی جو کہ رمضان شریف کی سترہ تاریخ تھی، ہجرت سے ڈیڑھ برس پہلے یعنی سن گیارہ نبوی میں، شامی نے کہا کہ یہ قول شیخ اسماعیل نے نقل کیا ہے احکام شرح درر حکام میں، پھر یہ کہا کہ شیخ محمد بکری نے روضۃ الزہراء میں فرمایا کہ معراج کے سال میں اختلاف ہے بعد متفق ہونے کے اس پر

(۱) مرقاۃ المفاتیح: ۵۴۷/۱۰، کتاب الفضائل والشمائل، باب في المعراج، الفصل الأول.

(۲) الدر المختار و رد المحتار: ۶/۲، أوائل کتاب الصلاة.

کہ معراج بعثت کے بعد ہوئی، سوا یک جماعت نے اس پر یقین کیا کہ ہجرت سے ایک برس پہلے ہوئی، اور ابن حزم نے اس پر اجماع نقل کیا اور کہا گیا کہ ہجرت سے پانچ برس پہلے، پھر اس میں اختلاف ہے کہ معراج کس مہینہ میں ہوئی، سوا بن اثیر اور امام نوویؒ نے اپنے فتاویٰ میں نقل کیا کہ ربیع الاول کی ستائیس تاریخ میں اور بعض نے کہا کہ ربیع الثانی میں اور کہا گیا کہ رجب میں ہوئی، امام نوویؒ نے روضہ میں بہ اتباع امام رافعی کے اس پر یقین کیا، اور بعض نے کہا کہ شوال میں، اور حافظ عبد الغنی قدسی نے سیرت میں اس پر یقین کیا کہ معراج ستائیس رجب کو ہوئی اور اسی پر عمل ہے اہل امصار کا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

معجزہ شق القمر کی کیفیت

سوال: (۲۶۲) معجزہ شق القمر میں قمر دو نصف ہو کر بغلین مبارک کے نیچے سے گذر کر فلک پر بیت اصلی پر آیا آسمان پر ہی شق ہو کر مل گیا؟ (۱۳۳۳/۲۵۹۶ء)

الجواب: بخاری شریف میں بہ سند صحیح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: قال: انشقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَيْنِ: فِرْقَةً فَوْقَ الْجَبَلِ وَفِرْقَةً دُونَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اشهدوا (۱) اس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے اشارہ سے چاند دو ٹکڑا ہو گیا، اس طرح کہ پہاڑ ابوتیس جو کہ مکہ مکرمہ میں ہے اس کے درمیان میں ہو گیا، ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر ہو گیا اور ایک نیچے اس حدیث اور دیگر احادیث صحیحہ میں آپ کے بغلوں سے ٹکنا اس کا ثابت نہیں ہے، بلکہ آسمان پر ہی رہا اور پھر مل گیا۔ فقط

حضور ﷺ نے شق القمر کے لیے دعا کی تھی یا اشارہ؟

سوال: (۲۶۳) معجزہ شق القمر میں قمر کے شق ہونے کے لیے آنحضرت ﷺ نے دعا مانگی

یا اشارہ کیا؟ (۱۳۳۷/۲۳۵۹ء)

(۱) صحيح البخاري: ۷۲/۲، كتاب التفسير، باب قوله: ﴿وَانشَقَّ الْقَمَرُ، وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا﴾

الجواب: بعض احادیث میں یہ آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اس پر چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے، دلائل النبوة میں یہ الفاظ وارد ہیں: فسأل رسول الله صلى الله عليه وسلم الله عز وجل أن يعطيه ما سألو، الحديث (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

آنحضرت ﷺ کی انگلی سے چشمہ کا پھوٹنا

سوال: (۲۶۴) کسی موقع پر آنحضرت ﷺ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے تھے جن سے اس وقت کے ہمراہی جہاد کرنے والوں نے بھی پانی پیا تھا، اس کے متعلق جو ذکر صحیح اور معتبر روایات میں ہے وہ تحریر فرمائیے۔ (۳۶/۳۲۶-۱۳۳۷ھ)

الجواب: یہ معجزہ آنحضرت ﷺ کا صحیح احادیث سے ثابت ہے، بخاری شریف اور مسلم شریف دونوں میں یہ واقعہ مروی ہے، اور تمام امت کا متفق علیہ ہے، چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: قال: عطش الناس يوم الحديبية و رسول الله صلى الله عليه وسلم بين يديه رُكُوءٌ، فتوضأ منها، ثم أقبل الناس نحوه، قالوا: ليس عندنا ماء نتوضأ به ونشرب إلا ما في رُكُوءِكَ فوضع النبي صلى الله عليه وسلم يده في الرُكُوء، فجعل الماء يفور من بين أصابعه كأمثال العيون، قال: فشربنا وتوضأنا، قيل لجابر: كم كنتم؟ قال: لو كنا مائة

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنهما في قوله تعالى: ﴿اقتربت الساعة وانشق القمر﴾ قال ابن عباس: اجتمعت المشركون إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، منهم: الوليد بن المغيرة و أبو جهل بن هشام والعاص بن أبي وائل والعاص بن هشام والأسود بن عبد يغوث والأسود عبد المطلب بن أسد بن عبد العزى و زمعة بن الأسود والنضر بن الحارث ونظراؤهم كثير، فقالوا للنبي صلى الله عليه وسلم: إن كنت صادقاً فشق القمر لنا فرقتين: نصفاً على أبي قبيس ونصفاً على قعيقعان، فقال لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن فعلت تؤمنوا؟ قالوا: نعم، وكانت ليلة بدر، فسأل رسول الله صلى الله عليه وسلم الله عز وجل الحديث. (دلائل النبوة لأبي نعيم الأصبهاني: ۹۵/۱، المطبوعة: مطبعة دائرة المعارف النظامية الكائنة بمحروسة حيدر آباد الدكن)

ألف لكفانا، كُنّا خمسَ عشرةَ مائةَ (۱) (متفق عليه) اور یہ قصہ کئی طرح مختلف مواقع میں پیش آیا ہے، الغرض یہ معجزہ آپ کا صحیح ہے اس کو کسی نے ضعیف نہیں کہا اور انکار نہیں کیا۔ فقط واللہ اعلم

جو شخص آنحضرت ﷺ کو افضل الانبیاء نہ مانے وہ گمراہ ہے

سوال: (۲۶۵) اگر کوئی مسلمان سرور کائنات ﷺ کو افضل الرسل نہ مانے تو اس کی نسبت کیا حکم ہے؟ مذہب اسلام میں کوئی فرقہ ایسا ہے جو سرور کائنات کو افضل الرسل نہ جانتا ہو؟
(۱۳۳۳ھ - ۳۲/۱۶۴)

الجواب: جو شخص آنحضرت ﷺ کو افضل الانبیاء نہ جانے وہ ضال و مبتدع ہے، مذہب اسلام میں کوئی فرقہ ایسا نہیں جو آنحضرت ﷺ کو افضل الانبیاء نہ جانتا ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حضور اکرم ﷺ کی افضلیت کا انکار کرنا

سوال: (۲۶۶) ایک شخص اپنے خیال خام کی بناء پر ایک نبی کو پیش کر کے کہتا ہے کہ وہ نعوذ باللہ حضرت محمد ﷺ سے بڑھ کر کامل ہے؟ (۱۳۳۳ھ - ۳۲/۱۳۷۲)
الجواب: یہ عقیدہ اور خیال اس کا باطل ہے، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بہ اجماع امت افضل الانبیاء والمرسلین ہیں (۲) ایسا عقیدہ رکھنے والا گمراہ اور خارج از اہل سنت و جماعت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا حضرت یوسف علیہ السلام آنحضرت ﷺ سے زیادہ سخی تھے؟

سوال: (۲۶۷) ایک شخص کہتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام آنحضرت ﷺ سے سخاوت میں

(۱) مشکاة المصابیح، ص: ۵۳۲، کتاب الفتن، باب فی المعجزات، الفصل الأول وصحیح البخاری: ۵۰۵/۱، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الإسلام.

(۲) أجمعت الأمة على أن بعض الأنبياء أفضل من بعض وعلى أن محمدًا صلى الله عليه وسلم أفضل من الكل. (مفاتيح الغيب المشتهر بالتفسير الكبير للإمام الرازي: ۳۰۰/۲، تفسير الآية: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ الآية)

زیادہ تھے، یہ صحیح ہے یا غلط؟ (۱۳۳۲-۳۳/۴۵۱ھ)

الجواب: یہ کہنا اس شخص کا کہ حضرت یوسف علیہ السلام آنحضرت ﷺ سے سخاوت میں زیادہ تھے غلط ہے، آپ ﷺ نے فرمایا ہے: انا أجود الناس الحديث (۱) کہ میں سب بنی آدم میں سے سخی تر ہوں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا آنحضرت ﷺ ہر شخص کے دل میں یاد دل کے قریب بیٹھے ہوئے ہیں؟

سوال: (۲۶۸) ایک شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ ہر شخص کے دل میں جگہ پکڑے ہوئے ہیں اور دوسرے شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ ہر شخص کے دل کے قریب بیٹھے ہوئے ہیں، یہ عقیدہ صحیح اور جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۳/۲ھ)

الجواب: دونوں کا عقیدہ خلاف شریعت ہے اور غیر ثابت ہے، البتہ آنحضرت ﷺ کی محبت ہر ایک مسلمان کے دل میں ہونا ضروری اور لازمی ہے اور عقیدہ آپ کی افضلیت اور خاتم الرسل ہونے کا رکھے، اور یہ عقیدہ رکھے: بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر (اللہ تعالیٰ کے بعد آپ ہی بزرگ ہیں، مختصر بات یہی ہے) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

آنحضرت ﷺ کی توصیف میں غلو کرنا

سوال: (۲۶۹) زید نے آنحضرت ﷺ کی توصیف میں یہ کہا کہ مَلَكُوتِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (آسمان اور زمین کی بادشاہت) حضرت ﷺ کے زیر فرمان ہے، دست حق پرست

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم أجود الناس، وكان أجود ما يكون في رمضان حين يلقاه جبرئيل الحديث. (صحيح البخاري: ۳/۱، كتاب بدء الوحي، باب كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم إلخ؟)

وعن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: هل تدرون من أجود جودًا؟ قالوا: الله ورسوله أعلم، قال: الله تعالى أجود جودًا، ثم أنا أجود بني آدم الحديث. (مشكاة المصابيح، ص: ۳۶-۳۷، كتاب العلم، الفصل الثالث)

میں ارم (۱) و جہنم کی کنجیاں دے دی گئی ہیں، رزق و خیر اور تمام اقسام کی نعمتیں حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں، عمر نے تردیداً یہ کہا کہ حقیقت امر یہ ہے کہ اگر ہمارا خدا تمہارے رسول کو رزق نہ دیتا تو وہ بھوکے مر جاتے، اس میں عمر کے لیے کیا حکم ہے۔ (۱۳۳۵/۱۲۵۳)

الجواب: یہ صفات جو زید نے آنحضرت ﷺ کی شان میں بیان کیں یہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں، ملکوت سموات و ارض سب اللہ کے قبضہ قدرت و تصرف میں ہے، اور رزق اور خیر کے خزانے اسی کے قبضہ و تصرف میں ہیں، اور دوزخ و جنت کا وہی خالق و مالک ہے، اس میں کوئی نبی اور ولی اس کا شریک نہیں ہے، قرآن شریف میں جگہ جگہ یہی مضامین بیان کیے گئے ہیں۔ کَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَسُبْحَنَ الَّذِي يَدِيهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾ (سورہ لیس، آیت: ۸۳) اور بہت سی آیات میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے اور احادیث میں جو دعائیں وارد ہیں ان میں یہ بھی ہے: ﴿بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (۲) لہذا معلوم ہوا کہ یہ قول زید کا صحیح نہیں ہے اور عمر نے جو اس کی تردید کی یہ موافق قرآن و حدیث کے ہے۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ﴾ (سورہ زاریات، آیت: ۵۸) لیکن عمر کو مضمون مذکور کو اس طرح ادا کرنا نہ چاہیے، اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ سے یہاں تک فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کے لیے پہاڑ کو سونے کا کردوں، مگر آپ ﷺ نے اس کو اختیار نہ فرمایا اور فقر کو

(۱) ارم: شداد کی بنائی ہوئی بہشت کا نام، مجازاً بہشت، جنت ۱۲۔ (فیروز اللغات)

(۲) عن معاذ بن جبل رضي الله عنه أنَّ رسول الله صَلَّى الله عليه وسلم افتقده يوم الجمعة، فلما صَلَّى رسول الله صَلَّى الله عليه وسلم أتى معاذًا، فقال له: يا معاذ! ما لي لم أرك؟ قال: يا رسول الله! ليهوديٍّ عليَّ أوقية من تبر، فخرجت إليك، فحبسني عنك، فقال له رسول الله صَلَّى الله عليه وسلم: يا معاذ! ألا أعلمك دعاءً تدعو به، فلو كان عليك من الدين مثل جبل صبر أداه الله عنك — وصبر جبل باليمن — فادع به يا معاذ، قل: أَللّهُمَّ مالِكَ الْمَلِكِ تُؤْتِي الْمَلِكَ مَنْ تَشَاءُ، وَتَنْزِعُ الْمَلِكَ مَنْ تَشَاءُ، وَتَعَزَّ مِنْ تَشَاءٍ، وَتَذَلُّ مِنْ تَشَاءٍ، بِيَدِكَ الْخَيْرُ، إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ الْحَدِيثُ. (المعجم الكبير للطبراني: ۱۵۵/۲۰، سعيد بن المسيّب عن معاذ بن جبل، رقم الحديث: ۳۲۳، المطبوعة: مكتبة ابن تيمية، القاهرة)

معجزہ اور استدراج میں فرق

سوال: (۲۷۰) معجزہ اور استدراج میں کیا فرق ہے؟ (۱۱۹۲/۱۳۳۵ھ)

الجواب: معجزہ انبیاء علیہم السلام کو دیا جاتا ہے اور استدراج کفار کو دیا جاتا ہے، اور یہ حقیقت میں کفار کو مہلت دے کر پکڑنا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ: ﴿سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ، وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ﴾ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کراماتِ اولیاء حق ہیں

سوال: (۲۷۱) کرامتِ اولیاء اللہ کی ثابت ہے یا نہیں؟ عمر انکار کرتا ہے۔ (۱۹۸۴/۳۶-۱۳۳۷ھ)

الجواب: شرح فقہ اکبر میں ہے: والکرامات للأولیاء حقّ أي ثابت بالكتاب والسنة ولا عبرة بمخالفة المعتزلة وأهل البدعة في إنكار الكرامة إلخ (۳) اس روایت سے معلوم ہوا کہ کراماتِ اولیاء اللہ کی حق ہیں اور کتاب و سنت سے ثابت ہیں، اور معتزلہ و مبتدعین کراماتِ اولیاء اللہ کا انکار کرتے ہیں ان کا قول معتبر نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۲۷۲) اولیاء اللہ کی نظر کہاں تک کام کرتی ہے؟ (۱۱۶۳/۳۳-۱۳۳۵ھ)

الجواب: نظر کسی کی کچھ کام نہیں کرتی سب کام اللہ تعالیٰ کے حکم اور ارادہ سے ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کو کرامت عطا فرماتا ہے اور ان کی دعا قبول فرماتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) عن أبي أمامة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: عرض عليّ ربّي ليجعل لي بطحاء مَكَّةَ ذهبًا، قلت: لا يا رب! ولكن أشبع يومًا وأجوع يومًا أو قال: ثلاثًا أو نحو هذا، فإذا جعتُ تضرعتُ إليك وذكرك، فإذا شبعْتُ شكرتك وحمدتك. (جامع الترمذي: ۶۰/۲، أبواب الزهد، باب ما جاء في الكفاف والصبر عليه)

(۲) سورۃ اعراف، آیت: ۱۸۲-۱۸۳، سورۃ قلم، آیت: ۴۳-۴۵۔

(۳) شرح الفقہ الاکبر، ص: ۹۵، مطبع مجتہبی، دہلی۔

معجزہ اور کرامت: نبی اور ولی کی وفات کے بعد رونما ہو سکتے ہیں؟

سوال: (۲۷۳) نبی اور ولی کے انتقال کے بعد معجزہ اور کرامات کا ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۱/۲۶۰۵ھ)

الجواب: اس سے نصوص ساکت ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کی حقیقت

سوال: (۲۷۴) حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام مردہ زندہ کرتے تھے اور مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دیتے تھے آیا روحانی لحاظ سے ان کے گمراہ دلوں کو روشن کر کے راہِ راست پر چلاتے تھے یا فی الواقع معذور کو آنکھیں دلا دیتے تھے اور روحانیت کے لحاظ سے مردے زندہ کرتے تھے آیا فی الواقع؟ (۱۳۳۲/۶۳۷ھ)

الجواب: وہ فی الواقع ابرص واکمہ کو باذن اللہ اچھا کر دیتے تھے اور مردوں کو زندہ کر دیتے تھے جیسا کہ قرآن شریف میں مذکور ہے اور وہ آیات عام مفسرین کے نزدیک اپنے ظاہر پر محمول ہے اس میں کچھ تاویل کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا متعدد

آیات سے ثابت ہے؛ اس کا منکر کافر ہے

سوال: (۲۷۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بغیر باپ کے نص قرآن مجید سے ثابت ہے یا نہیں؟ اگر ثابت ہے تو کس آیت سے؟ اور بر تقدیر ثابت ہونے کے مسلمانوں پر اس کی تصدیق فرض ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۷/۱۰۴۸ھ)

الجواب: متعدد نصوص قرآنیہ سے حضرت عیسیٰ ابن مریم علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کا بے باپ کے پیدا ہونا ثابت ہے سورہ آل عمران میں ہے: ﴿قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ یَکُونُ لِیْ وَلَدٌ وَلَمْ

يَمَسُّنِي بَشَرٌ قَالَ كَذَلِكَ اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ﴿(سورۃ آل عمران، آیت: ۴۷)﴾ دوسری آیت میں ہے: ﴿قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمَسُّنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا﴾ (سورۃ مریم، آیت: ۲۰) تیسری آیت میں ہے: ﴿إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ﴾ (سورۃ آل عمران، آیت: ۵۹) الغرض نصوص قطعہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بے باپ کے پیدا ہونا ثابت ہے، منکر اس کا کافر یقینی ہے اور تصدیق اس کی فرض ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا مسئلہ

سوال: (۲۷۶) وفات مسیح علیہ السلام کی نسبت ہمارے اہل سنت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟
(۱۳۳۱/۳۳۲ھ)

الجواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا قرآن شریف میں مذکور ہے، اور احادیث شریف میں اس کی تصریح ہے، پس اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں، اور پھر قرب قیامت میں آسمان سے اتریں گے۔ ﴿وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمُ الْآيَةُ﴾ ﴿وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا، بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ الْآيَةُ﴾ (سورۃ نساء، آیت: ۱۵۷-۱۵۸) و روى الشيخان عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: والذي نفسي بيده ليوشكن أن ينزل فيكم ابن مريم حكماً عدلاً فيكسر الصليب الحديث (۱) اور تفصیل اس کی کتب رد قادیانی میں ملاحظہ کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عزیر علیہ السلام کی حیات بعد الموت اور رفع

ونزول عیسیٰ علیہ السلام کا انکار گمراہی ہے

سوال: (۲۷۷) حضرت عزیر علیہ السلام کے واقعہ قبض روح کے سو برس کے بعد پھر زندہ ہونا کلام پاک سے ثابت ہے، اور اسی طرح ایک دوسرا واقعہ جو بنی اسرائیل میں قتل کیا گیا تھا اور قاتل (۱) صحیح البخاری: ۴۹۰/۱، کتاب الأنبياء، باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام، والصحيح لمسلم: ۸۷/۱، کتاب الإيمان، باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام۔

معدوم تھا اور بہ حکم جناب باری تعالیٰ میت کو ایک لوتھڑا گائے کے گوشت کا مارا گیا اور وہ زندہ ہو گیا اور قاتل کو بتا دیا، ایک صاحب ان ہر دو واقعہ کو خواب کا واقعہ بتاتے ہیں، اور دلیل کلام ربانی لاتے ہیں۔ ﴿وَحَرَّمَ عَلٰی قَرْيَةٍ اَهْلُكُنْهَا الْاَيَةُ﴾ اور اسی کو دلیل لاتے ہیں عدم نزول حضرت عیسیٰ ابن مریم علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام پر کہ معاذ اللہ وہ اب واپس نہیں آسکتے، ان کو اجل حقیقی حاصل ہوئی۔ بینوا و تو جروا (۱۷۹۱/۱۳۳۵ھ)

الجواب: واقعہ امانت اور احیاء حضرت عزیر علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کا واقعہ کہنا غلط ہے اور جہل ہے، یہ ہر دو واقعہ حق تعالیٰ کی کمال قدرت کے اظہار کے لیے واقع کیے گئے ہیں، جیسا کہ واقعہ حضرت عزیر کے بعد ﴿فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (سورہ بقرہ، آیت: ۲۵۹) سے ثابت ہے اور آیت: ﴿وَحَرَّمَ عَلٰی قَرْيَةٍ الْاَيَةُ﴾ (سورہ انبیاء، آیت: ۹۵) میں یہ مذکور نہیں ہے کہ حق تعالیٰ کو ان کے احیاء کی قدرت نہیں ہے، آیت: ﴿وَحَرَّمَ عَلٰی قَرْيَةٍ﴾ کا حاصل تو اسی قدر ہے کہ جس قریہ کو یعنی اس کے اہل کو ہم نے ہلاک کیا وہ خود دنیا کی طرف رجوع نہ کریں گے، پس جن کو اللہ تعالیٰ زندہ کرنا چاہے ان کا زندہ نہ ہونا اس سے کہاں ثابت ہوا؟! علاوہ بریں آیت: ﴿وَحَرَّمَ عَلٰی قَرْيَةٍ﴾ میں ان اہل قریہ کا ذکر ہے جن کو عذاب کیا گیا ہے اور کسی جرم میں وہ ہلاک کیے گئے ہیں، جیسے قریہ قوم لوط اور مطلب یہی ہے کہ وہ بے بس ہیں کچھ نہیں کر سکتے۔ الغرض یہ قول اس شخص کا محض جہل اور گمراہی ہے صریح نصوص کا انکار کرنا اور ان کو خواب کے واقعات کہنا سراسر گمراہی اور الحاد ہے اور تعارض ان واقعات اور آیت مذکورہ میں ہرگز کچھ نہیں ہے۔
کمالات یخفی۔

اور نصوص سے رفع و نزول حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کا ثابت ہے اس کا انکار بھی جہل و ضلالت ہے، قرآن شریف میں حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کے بارے میں: ﴿وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا، بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ﴾ (سورہ نساء، آیت: ۱۵۷-۱۵۸) وارد ہے، اور حدیث شریف میں ہے: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: والذی نفسی بیدہ لیوشکنّ أن ینزل فیکم ابن مریم حکمًا عدلاً، الحدیث؛ رواہ البخاری و مسلم (۱) آنحضرت ﷺ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ حضرت

(۱) مشکاة المصابیح، ص: ۴۷۹، کتاب الفتن، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام، الفصل الأوّل.

عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، حاکم عادل ہو کر، پس تکذیب اس کی سراسر کذب صریح و جہل و گمراہی نہیں تو اور کیا ہے؟! فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۲۷۸) ایک شخص حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کے بارے میں تکرار کرتا ہے کہ آسمان پر تشریف نہیں لے گئے، اگر لے گئے تو پھر دنیا میں تشریف نہیں لاویں گے؛ قرآن وحدیث سے کیا ثابت ہے؟ (۱۹۸۶/۱۳۳۸ھ)

الجواب: آیت وحدیث سے حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کا آسمان پر جانا اور پھر قرب قیامت میں نازل ہونا ثابت ہے (۱) اس کا انکار گمراہی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) وبعدها سورة الزخرف، وفيها آيتان: الأولى يستدل بها على نزول عيسى عليه السلام، وهو قوله تعالى: ﴿وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ﴾ هذه هي الآية التي يفهم منها أن نزول عيسى عليه السلام يدل على قرب القيامة وذلك لأن أكثر المفسرين على أن ضمير ﴿وَإِنَّهُ﴾ راجع إلى عيسى المذكور سابقاً، وقوله تعالى: ﴿لَعِلْمٌ﴾ إن قرىء بكسر العين وسكون اللام كما هو الأكثر، كان معناه أنه علم الساعة أي يعلم من نزوله دنو الساعة وقرب القيامة، وإن قرىء بفتح العين واللام كما قرأ ابن عباس رضي الله عنهما كان معناه أنه علامة لقرب القيامة إلخ. (التفسيرات الأحمدية، ص: ۴۳۶، تفسير سورة الزخرف، رقم الآية: ۶۱)

ترجمہ شیخ الہند اور فوائد عثمانی میں ہے:

”اور وہ نشان ہے قیامت کا، سو اُس میں شک مت کرو، اور میرا کہا مانو، یہ ایک سیدھی راہ ہے“: یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کا اول مرتبہ آنا تو خاص بنی اسرائیل کے لیے ایک نشان تھا کہ بدون باپ کے پیدا ہوئے اور عجیب و غریب معجزات دکھلائے، اور دوبارہ آنا قیامت کا نشان ہوگا، اُن کے نزول سے لوگ معلوم کر لیں گے کہ قیامت بالکل نزدیک آگئی ہے۔ (فوائد عثمانی مع ترجمہ شیخ الہند، ص: ۶۵۶، سورہ زخرف، آیت: ۶۱، حاشیہ نمبر: ۴)

فائدہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے اور پھر قرب قیامت میں آسمان سے اُن کے اُترنے سے متعلق احادیث کی تخریج کتاب الایمان کے سوال: (۲۷۶-۲۷۷) کے جوابات میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قرآن وحدیث سے ثابت ہے

سوال: (۲۷۹) نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خبر قرآن سے ہے یا حدیث شریف سے یا فقہ سے؟ (۱۳۴۱/۳۰۳ھ)

الجواب: حدیث شریف سے ثابت ہے۔ اور آیات قرآنیہ بھی اس پر دلالت کرتی ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی دوسرا نبی مع جسم کے آسمان پر گیا ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۸۰) حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کے بعد کوئی دوسرا نبی مع جسم کے آسمان پر گیا ہے یا نہ؟ (۱۳۴۰/۱۶۴ھ)

الجواب: حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کے بعد کوئی سوائے رسول اللہ ﷺ کے نہیں گیا۔ فقط

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کا مسئلہ

سوال: (۲۸۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو موت طبعی ہوئی یا وہ زندہ مع جسم و جان کے آسمان پر اٹھالیے گئے، بعض فرقوں کا یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ملک شام یا ہندوستان کے کشمیر میں ہے صحیح ہے یا غلط؟ اور ”توفی“ کے معنی لغوی واصطلاحی کیا ہیں؟ غلام احمد قادیانی مسیح موعود ہو سکتا ہے یا نہیں؟ ان کے متبعین کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۹/۴۱۰ھ)

الجواب: حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام زندہ مع جسم کے آسمان پر اٹھالیے گئے، یہ عقیدہ اہل سنت و جماعت کا ہے، اور توفی کے معنی قبض کے ہیں اور قبض دو طرح ہو سکتا ہے: موت کے ساتھ ہو یا اوپر چڑھانے کے ساتھ جیسا کہ کمالین حاشیہ جلالین میں ہے: التوفی هو القبض یقال: وفانی فلان درہمی وأوفانی وتوفیتھا منہ غیر أنّ القبض یكون بالموت وبالإصعاد فقولہ: ﴿وَرَأٰفَعُكَ اِلٰی﴾ من الدنیا من غیر موت تعین للمراد إلخ (۱) اور مرزا غلام احمد

(۱) تفسیر الجلالین مع الکمالین، ص: ۵۰، سورۃ آل عمران، تحت تفسیر الآیۃ: ۵۵، رقم

الهامش: ۸، المطبوعۃ: المطبع المجتبائی الواقع فی بلدۃ الدہلی.

قادیانی مسیح موعود و مہدی نہیں ہو سکتا وہ ضال و مضل تھا، اس کی اور اس کے اتباع کی تکفیر اہل سنت و جماعت نے مدلل شائع کر دی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان پر ہیں یا دوسرے آسمان پر؟

سوال: (۲۸۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقام اب چوتھے آسمان پر ہے یا دوسرے آسمان پر؟ کسی حدیث میں اس کا ذکر بھی ہے؟ (۱۲۳۱/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: دوسرے آسمان پر ہونا یہی صحیح و معتبر ہے، لمعات میں کہا کہ اصح یہی ترتیب ہے جو صحیحین میں ہے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت مہدی کس خاندان سے ہوں گے؟

سوال: (۲۸۳) امام مہدی کا کب ظہور ہوگا؟ اور کس جگہ پر؟ اور کس خاندان سے ہوں گے؟ (۱۳۳۱/۳۳۲ھ)

الجواب: حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں حدیث شریف میں یہ آیا ہے: المہدی من عترتی من ولد فاطمة رضی اللہ عنہا (رواہ أبو داؤد) (۲) اور روایت ترمذی شریف وغیرہ

(۱) عن قتادة عن أنس بن مالك عن مالك بن صعصعة أنَّ نبي الله صلى الله عليه وسلم حدثهم عن ليلة أسري به بينما أنا في الحطيم وربما قال في الحجر مضطجعاً ، إذ أتاني آت ، فشق ما بين هذه إلى هذه يعني من ثغرة نحره إلى شعرته ، فاستخرج قلبي ثم صعد بي حتى أتى السماء الثانية فاستفتح ، قيل : من هذا؟ قال : جبرئيل ، قيل : ومن معك؟ قال : محمد ، قيل : وقد أرسل إليه؟ قال : نعم ، قيل : مرحباً به ، فنعم المبعيء جاء ، ففتح ، فلما خلصت إذا يحيى وعيسى وهما ابنا خالة ، قال : هذا يحيى وهذا عيسى ، فسلم عليهما ، فسلمت ، فردا ، ثم قال : مرحباً بالأخ الصالح والنبي الصالح الحديث . (مشكاة المصابيح ، ص: ۵۲۶-۵۲۷ ، باب في المعراج ، الفصل الأول)

وفي هامش مشكاة : هذا الترتيب الذي وقع في هذا الحديث هو أصح الروايات و أرجحها إلخ لمعات . (هامش المشكاة ، ص: ۵۲۷ ، رقم الهامش : ۹ ، باب في المعراج)

(۲) عن أم سلمة رضي الله عنها قالت : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : المهدي الحديث . (سنن أبي داؤد ، ص: ۵۸۸ ، كتاب المہدی)

میں ہے کہ امام مہدی اہل بیت میں سے ہوں گے کہ ان کا نام میرے نام کے موافق ہوگا اور ان کے باپ کا نام عبداللہ ہوگا یعنی وہ محمد بن عبداللہ ہوں گے (۱) اور باقی علامات ان کی احادیث میں مذکور ہیں (۲) جس کی نقل کرنے کی اس وقت فرصت اور ضرورت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اللہ کے خاص بندوں کو شیطان فریب نہیں دے سکتا

سوال: (۲۸۴) ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ خاصانِ خدا پر شیطان کا فریب نہیں چل سکتا، اور ایک جاہل کہتا ہے کہ سب کو فریب دے سکتا ہے، اس میں کونسا قول صحیح ہے؟ (۱۳۳۵ھ-۴۴/۶۳۲-۱۳۳۵ھ)
الجواب: یہ مضمون بہت جگہ قرآن شریف میں مذکور ہے کہ جو اللہ کے مخلص بندے اور خاص ہیں، ان پر شیطان کا فریب اور مکر کارگر نہیں ہوتا۔ کما قال اللہ تعالیٰ: ﴿إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِينَ﴾ (سورہ حجر، آیت: ۴۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ولی وہ ہے جو متقی ہو

سوال: (۲۸۵) ولی اللہ کی تعریف کیا ہے؟ (۱۳۳۲ھ/۸۷۰-۱۳۳۲ھ)
الجواب: قال اللہ تعالیٰ: ﴿إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ﴾ (سورہ انفال، آیت: ۳۳) وقال اللہ تعالیٰ: ﴿إِلَّا أَنْ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ، الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ﴾ (سورہ یونس، آیات: ۶۲-۶۳) پس معلوم ہوا کہ ولی وہ ہے جو متقی ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بزرگی کا تعلق عمل سے ہے نہ کہ ذات سے

سوال: (۲۸۶) خدا تعالیٰ کے یہاں عمل پوچھا جائے گا یا ذات؟ (۱۳۳۷ھ-۴۶/۱۰۰۶-۱۳۳۷ھ)

(۱) عن عبد اللہ رضي اللہ عنه عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ قَالَ زَائِدَةُ: لَطَوَّلَ اللَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ حَتَّى يَبْعَثَ رَجُلًا مَنِّي أَوْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمَهُ اسْمِي وَاسْمُ أَبِيهِ اسْمُ أَبِي، الْحَدِيثُ. (سنن أبي داود، ص: ۵۸۸، كتاب المهدي وجامع الترمذي: ۴۷/۲، أبواب الفتن، باب ما جاء في المهدي)

(۲) حضرت مہدی کی شخصیت کے بارے میں مزید جاننا چاہیں تو ابوداؤد شریف، ص: ۵۸۸، اور ترمذی شریف: ۴۷/۲، کا مطالعہ کریں۔ ۱۲

الجواب: اللہ کے نزدیک بزرگ تر وہ ہے جو متقی زیادہ ہو ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتَقَى﴾ (سورہ حجرات، آیت: ۱۳) محض ذات کی وہاں پرش نہیں ہے وہاں عمل دیکھا جائے گا۔ فقط واللہ اعلم

کوئی ولی کسی پیغمبر کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا

سوال: (۲۸۷) زید کہتا ہے کہ پیران پیر کا درجہ حضرت موسیٰ سے زیادہ ہے، عمر کہتا ہے کہ اگر روئے زمین کے اولیاء اللہ جمع کیے جاویں تو ایک پیغمبر کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتے، ان دونوں میں کون حق پر ہے؟ (۱۳۸۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ﴾ (سورہ صافات، آیت: ۱۷۱) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے کسی نبی سے کسی ولی کا درجہ زیادہ نہیں ہو سکتا (۱) پس زید کا عقیدہ بالکل غلط اور خلاف اہل سنت والجماعت کے ہے، اور عمر جو کچھ کہتا ہے وہ حق ہے، تمام اولیاء اللہ لے کر بھی کسی پیغمبر کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتے، بلکہ صحابہ کے بعد کے اولیاء اللہ کسی صحابی کے درجہ کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

آنحضرت ﷺ کو عالم الغیب سمجھنا صحیح نہیں

سوال: (۲۸۸) آنحضرت ﷺ کو عالم الغیب سمجھنا اور حدیث ترمذی جس میں فہرست اہل جنت و اہل نار آپ کو دکھائے جانے کا ذکر ہے، آپ کے عالم الغیب ہونے کی دلیل ہو سکتی ہے یا نہیں؟ (۱۳۸۳/۳۲-۲۰۲۸ھ)

الجواب: آنحضرت ﷺ کی نسبت عالم الغیب ہونے کا اعتقاد صحیح نہیں ہے، اور جن

(۱) إِنَّ الْوَلِيَّ لَا يَبْلُغُ دَرَجَةَ النَّبِيِّ ، لِأَنَّ الْأَنْبِيَاءَ مَعْصُومُونَ مَأْمُونُونَ عَنْ خَوْفِ الْخَاتِمَةِ ، مَكْرَمُونَ بِالْوَحْيِ حَتَّى فِي الْمَنَامِ وَ بِمُشَاهَدَةِ الْمَلَائِكَةِ الْكَرَامِ مَأْمُورُونَ بِتَبْلِيغِ الْأَحْكَامِ وَ إِرْشَادِ الْأَنَامِ بَعْدَ الْإِتِّصَافِ بِكَمَالَاتِ الْأَوْلِيَاءِ الْعِظَامِ ، فَمَا نَقَلَ عَنْ بَعْضِ الْكَرَامِيَّةِ مِنْ جَوَازِ كَوْنِ الْوَلِيِّ أَفْضَلَ مِنَ النَّبِيِّ كُفْرًا وَ ضَلَالَةً وَ إِحَادًا وَ جَهَالَةً . (شرح الفقه الأكبر، ص: ۱۴۸، الْوَلِيُّ لَا يَبْلُغُ دَرَجَةَ النَّبِيِّ ، الْمَطْبُوعَةُ: مَطْبَعُ الْمَجْتَبَائِي الْوَاقِعِ فِي الدَّهْلِي)

احادیث کا ذکر سوال میں ہے (۱) ان سے استدلال لانا آپ کے عالم الغیب ہونے پر صحیح نہیں ہے۔

جو شخص آنحضرت ﷺ کو عالم الغیب مانے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

سوال: (۲۸۹) زید کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو علم غیب تھا تو زید کا فرہوا یا نہ؟

(۱۳۳۳/۱۳۲۹ھ)

الجواب: کفر کا حکم اس شخص پر نہ کیا جائے گا، کیونکہ تاویل ممکن ہے کہ مراد اس کی بعض مغیبات کا علم ہو۔ کَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿عَلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا، إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ﴾ (سورہ جن، آیت: ۲۶-۲۷) وفي شرح الفقه الأكبر: اعلم أن الأنبياء عليهم السلام لم يعلموا المغيبات من الأشياء إلا ما أعلمهم الله تعالى إلخ (۲) یعنی انبیاء علیہم السلام غیب کو نہیں جانتے مگر اس غیب کو جو اللہ تعالیٰ نے ان کو بتلادیا، لہذا ممکن ہے کہ زید یہ کہے کہ میری مراد یہی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۲۹۰) جو شخص آنحضرت ﷺ کو عالم الغیب مانے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

(۱۳۳۵/۸۱۰ھ)

الجواب: عالم الغیب ہونا حقیقت خاصہ باری تعالیٰ کی ہے، کسی کو اس میں شریک نہ کرنا چاہیے، اور شرح فقہ اکبر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو جس قدر اور جن امور مغیبہ کا علم دیا ہے اسی قدر ان کو علم ہے، انبیاء علیہم السلام عالم الغیب نہیں ہیں (۲) کَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

(۱) عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما قال: خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم وفي يده كتابان فقال: أتدرون ما هذان الكتابان؟ فقلنا: لا يا رسول الله! إلا أن تُخبرنا، فقال: للذي في يده اليمنى: هذا كتاب من رب العالمين، فيه أسماء أهل الجنة وأسماء آبائهم وقبائلهم ثم أجمل على آخرهم فلا يُزاد فيهم ولا يُنقص منهم أبدًا، ثم قال للذي في شماله: هذا كتاب من رب العالمين، فيه أسماء أهل النار وأسماء آبائهم وقبائلهم، ثم أجمل على آخرهم، فلا يُزاد فيهم ولا يُنقص منهم أبدًا الحديث. (جامع الترمذي: ۳۶/۲، أبواب القدر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء أن الله كتب كتابًا لأهل الجنة وأهل النار) (۲) شرح الفقه الأكبر، ص: ۱۸۵، الأنبياء لم يعلموا المغيبات، المطبوعة: المطبع المجتبائي الواقع في الذهلي.

﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾ (سورہ نمل، آیت: ۶۵) فقط واللہ اعلم سوال: (۲۹۱) زید کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو تمام علوم اولین و آخرین مغیبات عالم عطا فرمائے۔ قولہ تعالیٰ: ﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ﴾ (سورہ تکویر، آیت: ۲۴) حتیٰ کہ حضور ﷺ جملہ صفات باری تعالیٰ سے متصف ہیں۔ قولہ تعالیٰ: ﴿وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَى﴾ (سورہ انفال، آیت: ۱۷)، عمر کہتا ہے کہ یہ عقیدہ صریح شرک ہے، صفات الہی میں کوئی بشر یا ملک (فرشتہ) شامل نہیں ہے، جس کا یہ عقیدہ ہو وہ قطعی مشرک ہے، اور یہ دلیل پیش کرتا ہے۔ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (سورہ شوری، آیت: ۱۱) واللہ تعالیٰ لا یغفران یشرک بہ و یغفر ما دون ذلك لمن یشاء من الصغائر والكبائر (۱) (شرح عقائد نسفی) یہ عقیدہ زید کا صحیح ہے یا عمر کا؟ بینوا تو جروا۔ (۱۳۳۸/۵۵۲ھ)

الجواب: شرح فقہ اکبر میں ہے: ثم اعلم أن الأنبياء عليهم السلام لم يعلموا المغيبات من الأشياء إلا ما أعلمهم الله تعالى أحيانا وذكر الحنفية نصريحا بالتكفير باعتقاد أن النبي عليه السلام يعلم الغيب لمعارضة قوله تعالى: ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾ كذا في المسأورة (۲) (شرح فقہ اکبر، صفحہ: ۱۸۵) ترجمہ: پھر جان تو کہ بلاشبہ انبیاء علیہم السلام نہیں جانتے تھے غیب کی باتوں کو مگر اس کو جو ان کو اللہ تعالیٰ نے کبھی کبھی بتلادیا ہے، اور حنفیہ نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ اعتقاد رکھنا کہ نبی ﷺ غیب کو جانتے ہیں کفر ہے، کیونکہ اس اعتقاد سے معارضہ لازم آتا ہے ساتھ قول باری تعالیٰ کے ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾ (سورہ نمل، آیت: ۶۵) یعنی کہہ دیجئے کہ نہیں جانتا ہے غیب کو کوئی اہل آسمان اور زمین سے سوائے اللہ کے، ایسا ہی ہے مسائرہ میں۔

پس معلوم ہوا کہ قول زید کا اس بارے میں غلط ہے اور گمراہی ظاہر ہے اور قول عمر کا صحیح ہے اور استدلال زید کا ساتھ آیت: ﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ﴾ (سورہ تکویر، آیت: ۲۴) کے غلط ہے،

(۱) شرح العقائد النسفية، ص: ۱۱۱-۱۱۲، مطبوعہ: کتب خانہ امدادیہ دیوبند۔

(۲) شرح الفقہ اکبر، ص: ۱۸۵، الأنبياء لم يعلموا المغيبات، المطبوعة: المطبع المجتبائي

کیونکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان احکام اور امور غیبیہ کے ظاہر کرنے اور بیان فرمانے میں جو ان کو بہ ذریعہ وحی کے معلوم کرائے گئے بخیل نہیں ہیں، بلکہ پوری طرح ان کو ظاہر فرماتے ہیں، کوئی حکم اللہ کا چھپاتے نہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ﴾ (سورہ مائدہ، آیت: ۶۷) اور ایک قراءت بظنین طاء مجملہ کے ساتھ ہے، اس کے معنی متہم کے ہیں، بہر حال اس سے مراد وہی احکام و امور غیبیہ ہیں جو آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بتلائے اور معلوم کرائے اور ان کے بارے میں وحی نازل ہوئی، کما قال فی الجلالین: ﴿وَمَا هُوَ﴾ أي محمد عليه الصلاة والسلام ﴿عَلَى الْغَيْبِ﴾ ما غاب من الوحي وخبر السماء ﴿بِظْنَيْنِ﴾ بمتهم، وفي قراءة: بالضاد أي ببخيل، فينقص شيئاً منه (۱) فقط واللہ اعلم

حضور ﷺ کے لیے علم غیب کے بارے میں کیا عقیدہ رکھے؟

- سوال: (۲۹۲)..... (الف) بکر کا عقیدہ ہے آنحضرت ﷺ کو علم غیب صفاتی تھا کیا یہ صحیح ہے؟
 (ب) جب کہ بکر علم غیب کا قائل ہے تو وہ مشرک ہے یا نہیں؟
 (ج) بکر کی امامت درست ہے یا نہیں؟ (۲۲۶۶/۲۳۳۸ھ)

الجواب: (الف) عالم الغیب ہونا حق تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے اس میں کسی کو اللہ کا شریک بنانا نہ چاہیے، باقی جو علم مغیبات کا حق تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام اور رسول اکرم ﷺ کو دیا ہے وہ ان کو حاصل ہے بس عقیدہ اسی قدر رکھنا چاہیے اس سے زیادہ اس میں کچھ عقیدہ رکھنا نہ چاہیے۔

(ب) کافر و مشرک نہ کہیں گے اگرچہ عقیدہ علم غیب کا خلاف عقیدہ اہل سنت و جماعت کے ہے۔

(ج) اس کی امامت سے احتراز کرنا مناسب ہے، حتی الوسع اس کو امام نہ بنایا جاوے کیونکہ

مبتدع ہونے میں اس کے کچھ تردد نہیں ہے اور امامت مبتدع کی مکروہ ہے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) تفسیر جلالین، ص: ۲۹۲، تفسیر سورة التکویر، مطبوعہ: مکتبہ تھانوی دیوبند۔

(۲) و أما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه، بأنه لا يهتم لأمر دينه، و بأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعاً، ولا يخفى أنه إذا كان أعلم من غيره لا تزول العلة (الشامي: ۲/۲۵۵، كتاب الصلاة، باب الإمامة، قبيل مطلب: البدعة خمسة أقسام)

سرور کائنات ﷺ کا علم غیب کلی تھا یا جزئی؟

سوال: (۲۹۳) جناب سرور کائنات ﷺ کو علم کلی تھا یا جزئی؟ (۱۳۳۷/۲۲۳۳)
 الجواب: قرآن شریف میں ہے: ﴿وَلَوْ كُنْتَ أَعْلَمُ الْغَيْبِ لَا سَتَكُنُ مِنَ الْخَيْرِ﴾ (سورہ اعراف، آیت: ۱۸۸) اور فرمایا: ﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ﴾ (سورہ انعام، آیت: ۵۹) پس معلوم ہوا کہ علم کلی غیب کا حق تعالیٰ کو ہے، وہ اس میں سے جو کچھ چاہتا ہے اپنے پیغمبروں کو بتلاتا ہے، اور ان پر ظاہر کرتا ہے۔ شرح فقہ اکبر میں ہے: ثم اعلم ان الانبياء عليهم السلام لم يعلموا المغيبات من الأشياء إلا ما أعلمهم الله تعالى أحياناً و ذكر الحنفية تصريحاً بالكفر باعتقاد أن النبي عليه السلام يعلم الغيب لمعارضة قوله تعالى: ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾ كذا في المسيرة (۱) (شرح فقہ اکبر، صفحہ: ۱۸۵) فقط

انبیاء علیہم السلام کو عالم الغیب جاننا کیسا ہے؟

سوال: (۲۹۴) انبیاء علیہم السلام کو عالم الغیب جاننا کیسا ہے؟ (۱۳۳۳-۳۲/۱۳۲۰)
 الجواب: عالم الغیب علی الاطلاق باری تعالیٰ شانہ ہے، اس صفت خاصہ میں کوئی اس کا شریک نہیں، اور بعض غیوب اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو بتلائے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

پیروں اور اولیاء اللہ کو غیب داں جاننا اور ان کو پکارنا کیسا ہے؟

سوال: (۲۹۵) غیب داں جاننا پیروں اور اولیاء اللہ کو اور ان کو ندا کرنا کیسا ہے؟ اور یہ سمجھنا کہ ہماری ندا کو ملائکہ اس بزرگ کو پہنچاتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۵/۱۴۹۳)
 الجواب: غیب داں جاننا پیروں اور بزرگوں اور اولیاء اللہ کو جائز نہیں ہے، اور ان کو ندا کرنا درست نہیں ہے، اور اولیاء اللہ کے لیے یہ ثابت نہیں ہے کہ اگر اولیاء اللہ کو ندا دی جاوے تو ملائکہ ان کو پہنچا دیتے ہیں، یہ خاص انبیاء کے لیے آیا ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری

(۱) شرح الفقہ اکبر، ص: ۱۸۵، الانبياء لم يعلموا المغيبات .

امت کا درود و سلام ملائکہ مجھ کو پہنچاتے ہیں (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بزرگ بہ ذریعہ کشف آئندہ کی بات جان سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: (۲۹۶) بزرگ بہ ذریعہ کشف آئندہ کی بات جان سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۹۱۷/۱۳۴۰ھ)
الجواب: یہ کوئی اختیاری امر نہیں ہے، بعض اوقات اولیاء اللہ اور بزرگوں کو کشف ہو جاتا ہے، اور اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ کرامات اولیاء اللہ حق ہیں، اور عالم الغیب اللہ تعالیٰ کے سواء کوئی نہیں ہے، جو امر چاہے اپنے خاص بندوں پر ظاہر فرمادیتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جو باتیں ہم کرتے ہیں وہ اور درود شریف حضور ﷺ سنتے ہیں یا نہیں؟

سوال: (۲۹۷) نبی علیہ الصلاۃ والسلام ہر وقت موجود رہتے ہیں، جو بات ہم کرتے ہیں سن لیتے ہیں، اور درود شریف بغیر وسیلہ کے سنتے ہیں یہ عقیدہ کیسا ہے؟ (۱۳۳۸/۴۹۰ھ)

الجواب: ایسا عقیدہ کسی آیت و حدیث سے ثابت نہیں ہے، اور عقائد کے بارے میں نص قطعی کی ضرورت ہے، اور درود شریف کے بارے میں ایک حدیث میں یہ ہے: إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ يَلْغَوْنَ مِنْ أُمَّتِي السَّلَامَ، رواه النَّسَائِي (۲) یعنی بہت سے فرشتے زمین

(۱) عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَكْثَرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَإِنَّهُ مَشْهُودٌ يَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ، وَإِنْ أَحَدًا لَمْ يَصِلْ عَلَيَّ إِلَّا عَرَضْتُ عَلَيَّ صَلَاتِهِ حَتَّى يَفْرَغَ مِنْهَا، الْحَدِيثُ. (مشكاة المصابيح، ص: ۱۲۱، كتاب الصلاة، باب الجمعة، الفصل الثالث)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تَجْعَلُوا بَيْوتَكُمْ قُبُورًا، وَلَا تَجْعَلُوا قُبُورِي عِيدًا، وَصَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَوَتَكُمْ تُبَلِّغُنِي حَيْثُ كُنْتُمْ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ. (مشكاة المصابيح، ص: ۸۶، كتاب الصلاة، باب الصلوة على النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَضْلُهَا، الفصل الثاني)

(۲) عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ الْحَدِيثُ. (مشكاة المصابيح، ص: ۸۶، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَضْلُهَا، الفصل الثاني، و سنن النسائي: ۱/۱۴۳، كتاب الافتتاح، باب التسليم على النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

میں پھرتے رہتے ہیں جو میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں، اور ایک حدیث میں یہ ہے: مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْتُهُ وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ نَائِيًا أَبْلَغْتُهُ، رواه البيهقي في شعب الإيमान (۱) یعنی جو شخص میری قبر کے پاس جا کر درود شریف پڑھتا ہے اس کو میں سنتا ہوں اور جو شخص دور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ فرشتے مجھ تک پہنچا دیتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

انبیاء اور اولیاء کو حاضر و ناظر اور عالم الغیب سمجھنا کفر ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۹۸)..... (الف) انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو حاضر و ناظر سمجھنا، اور بہ وقت مصیبت ان کو پکارنا، اور یہ اعتقاد کرنا کہ جس وقت ان کو پکارا جاتا ہے فوراً کار بر آری کر دیتے ہیں، ایسا اعتقاد کفر ہے یا نہیں؟

(ب) انبیاء عظام اور اولیائے کرام کو ہمارے افعال کا غائبانہ طور پر علم ہے یا نہیں؟

(۱۳۳۳ھ/۶۲۶-۳۲)

الجواب: یہ اعتقاد کفر ہے، نصوص صریحہ کے خلاف ہے، کلام پاک میں ہے: ﴿وَهُوَ اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ وَفِي الْأَرْضِ يَعْلَمُ سِرُّكُمْ وَجَهْرُكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُونَ﴾ (سورۃ أنعام، آیت: ۳) اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سوائے خدا کے تمام جگہ کوئی حاضر ناظر نہیں ہے، اور مصیبت کے وقت اور ہر وقت خدائے تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہیے، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابن عباس رضي الله عنهما: إذا استعنت فاستعن بالله (۲) جب مدد کی ضرورت ہو خدا سے مانگو غیر کی طرف توجہ نہ کرو۔

(ب) علم غیب باری تعالیٰ کا خاصہ ہے، غیر کا دخل نہیں ہے، اولیائے کرام اور انبیاء عظام کو عالم بجمیع الأشياء سمجھنا اور اس کا اعتقاد رکھنا کفر ہے، اس سے توبہ کرے۔ ﴿لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ﴾ (سورۃ أنعام، آیت: ۵۹) ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى علي عند قبري الحديث. (مشكاة المصابيح، ص: ۸۷، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم وفضلها، الفصل الثالث)

(۲) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال: (۳۱۱) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ ﴿سورہ نمل، آیت: ۶۵﴾ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

آنحضرت ﷺ کو حاضر و ناظر سمجھ کر یا رسول اللہ

کہنا اور تعویذوں میں یا محمد لکھنا درست نہیں

سوال: (۲۹۹) آنحضرت ﷺ کو حاضر و ناظر سمجھ کر یا رسول اللہ کہنا اور تعویذوں میں یا محمد

لکھنا کیسا ہے؟ (۲۰۲۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: حاضر و ناظر سمجھ کر یا رسول اللہ کہنا درست نہیں ہے، اسی طرح تعویذوں میں لکھنا بھی

یا محمد درست نہیں اور اس طرح کی عادت کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حیات نبی کا مسئلہ

سوال: (۳۰۰) آنحضرت ﷺ کا حیات النبی ہونا مسلمات اہل سنت و جماعت سے

ہے، پھر قبض روح اور تجہیز و تکفین و تدفین وغیرہ امور منافی حیات معلوم ہوتے ہیں اگر حیات انبیاء

مثل حیات شہداء عند اللہ ہونا کہا جائے تو ما بین کیا فرق ہوگا؟ (۲۸۵/۱۳۳۸ھ)

الجواب: انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات شہداء کی حیات سے بھی اقویٰ و اتم ہے، اور

مراد اس حیات سے حیات دنیاوی ظاہری نہیں ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ

وَأَنَّهُمْ مَيِّتُونَ﴾ (سورہ زمر، آیت: ۳۰) لہذا احکام اموات ظاہریہ سب پر جاری ہوتے ہیں، اس

مسئلہ کی پوری تحقیق ”آب حیات“ مصنفہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ میں مذکور ہے اس

کو دیکھ لیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۳۰۱) حیات النبی ﷺ کے متعلق کیا عقیدہ رکھنا چاہیے؟ (۱۳۰/۲۲-۱۳۳۵ھ)

الجواب: حدیث شریف میں تصریح ہے: إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ

الْأَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللَّهِ حَيٌّ يَرْزُقُ (۱) لہذا حیات النبی کا عقیدہ رکھنا صحیح ہے اور اہل سنت و الجماعت کا

عقیدہ ہے، اور تحقیق اس کی کتاب ”آب حیات“ مصنفہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس

(۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال: (۳۸) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

سرہ میں ہے اس کو ملاحظہ فرمائیں تاکہ جملہ اشکالات رفع ہو جائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا رسول مقبول ﷺ ہر جگہ موجود ہیں؟

سوال: (۳۰۲) زید کہتا ہے کہ رسول مقبول ﷺ ہر جگہ موجود ہیں اور اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا اِلٰی الْخ میں شاہد کے یہی معنی ہیں کہ آپ ہر جگہ موجود ہیں زید کا یہ قول صحیح ہے یا نہیں؟

(۱۳۳۳ھ/۳۲/۳۷۶)

الجواب: یہ قول زید کا پایہ ثبوت کو نہیں پہنچا اور نہ پہنچ سکتا ہے، محض افتراء اور جہالت ہے، اور آیت: ﴿اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا اِلٰی الْخ﴾ (۱) کا مطلب تفسیر جلالین میں یہ بیان فرمایا ہے کہ ہم نے اے محمد! تم کو اپنی امت کا گواہ بنا کر بھیجا ہے کہ تم قیامت کے دن ان کے ایمان کی گواہی دو گے الخ عبارت اس کی یہ ہے: ﴿اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا﴾ ﴿عَلٰی اُمَّتِكَ فِي الْقِيَامَةِ﴾ (۲) اور تفسیر مدارک میں ﴿وَجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ (سورہ نساء، آیت: ۴۱) کی تفسیر میں مذکور ہے: ای شاہدا علی من آمن بالایمان و علی من کفر بالکفر الخ (۳) اور اسی کے قریب قریب جملہ تفاسیر میں ہے، پس زید کا قول اور استدلال اس کا بالکل باطل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رسول اللہ ﷺ کا سایہ زمین پر پڑتا تھا یا نہیں؟

سوال: (۳۰۳) وہ حدیث کون سی ہے جس میں یہ ہے کہ رسول ﷺ کا سایہ زمین پر واقع نہیں ہوتا تھا؟ (۱۳۳۵ھ/۱۰۴۴)

الجواب: امام سیوطی علیہ الرحمہ نے خصائص کبریٰ میں آنحضرت ﷺ کا سایہ زمین پر واقع نہ ہونے کے بارے میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے: أخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان أنَّ

(۱) سورہ احزاب، آیت: ۴۵، سورہ فتح، آیت: ۸۔

(۲) تفسیر جلالین، ص: ۴۲۳، تفسیر سورہ فتح۔

(۳) تفسیر مدارک، ص: ۱۳۴، تفسیر سورہ نساء، المطبوعة: المطبع الحنفی الواقع فی الدہلی .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یری له ظل فی شمس ولا قمر الخ (۱)
اور تواتر بخ حبیب اللہ میں مولانا مفتی عنایت احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آپ کا بدن
نور تھا، اسی وجہ سے آپ کا سایہ نہ تھا (۲) مولوی جامی رحمہ اللہ نے آپ کے سایہ نہ ہونے کا خوب
نکتہ لکھا ہے اس قطعہ میں:

پینمبر ما نداشت سایہ ❁ تا شک بدل یقین نیفتد
یعنی ہر کس کہ پیروئے اوست ❁ پیدا است کہ بر زمیں نیفتد

(۱) الخصائص الكبرى للسيوطي: ۱/۶۸، باب الآية في أنه صلى الله عليه وسلم لم يكن يرى له ظل، المطبوعة: مجلس دائرة المعارف النظامية، حيدرآباد.
(۲) صحیح بات یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا سایہ تھا اور زمین پر پڑتا بھی تھا، مفسر قرآن حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالن پوری (شیخ الحدیث و صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند) دامت برکاتہم العالیہ تفسیر ہدایت القرآن میں تحریر فرماتے ہیں:

سیرت کی بعض کتابوں میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا سایہ نہیں تھا کیوں کہ نور کا سایہ نہیں ہوتا نیز زمین محل کثافت ہے، اس لیے اس پر آپ ﷺ کا سایہ پڑنا آپ ﷺ کی شان کے خلاف ہے (دیکھیے مدارج النبوة: ۱/۱۳۶-۱۳۷، رزقانی شرح مواہب: ۵/۲۳۹) — یہ بات بھی صحیح نہیں، امداد الفتاویٰ میں موئے مبارک کے بارے میں ایک فتویٰ ہے:

موئے مبارک کے لیے ضروری نہیں کہ اس کا سایہ نہ پڑے اور جس گھر میں ہو اس پر ابر کا سایہ رہے اور کبھی اس گھر والوں پر کوئی تکلیف نہ آئے یہ باتیں خود جناب سرور کائنات ﷺ کے لیے ضروری نہیں تھیں، آپ ﷺ کا سایہ بھی تھا آپ پر دھوپ بھی پڑتی تھی، اگر کبھی بہ طور معجزہ آپ کا سایہ نہ پڑا ہو اور ابر کا سایہ لگن ہوا ہو تو کچھ بعید نہیں، لیکن استمرار ثابت نہیں، اور آپ بیمار بھی ہوتے تھے تو جب کل کے لیے یہ امر ضروری نہیں تو جزو کے واسطے کیا ضرور؟ واللہ اعلم (امداد الفتاویٰ: ۴/۵۷)

مسند امام احمد بن حنبل کی ایک روایت سے بھی آپ ﷺ کے لیے سایہ کا ہونا ثابت ہے، یہ روایت مسند میں تین جگہ آئی ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حجۃ الوداع کے سفر میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی سواری ہلاک ہو گئی، آپ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تمہارے پاس زائد سواری ہے، ایک صفیہ کو دے دو، انہوں نے انکار کیا اور ان کے منہ سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی شان میں ایک سخت بات نکل گئی، آپ ﷺ ان سے ناراض ہو گئے اور تقریباً تین ماہ ان کے پاس تشریف نہیں لے گئے تا آنکہ وہ مایوس ہو گئیں، اس کے بعد روایت کے الفاظ یہ ہیں:

==

سوال: (۳۰۴) آنحضرت ﷺ کا سایہ تھا یا نہیں؟ (۱۳۳۹/۹۵۳ھ)

الجواب: آنحضرت ﷺ کے جسد مبارک کا سایہ نہ ہونا مواہب لدنیہ اور لمعات میں اس حدیث صحیح کے الفاظ سے ثابت کیا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي نَوْرًا اِلَخ (۱) کیونکہ ظاہر ہے کہ == فَلَمَّا كَانَ شَهْرُ رَجَبِ الْاَوَّلِ دَخَلَ عَلَيْهَا فَرَاتٌ ظِلُّهُ ، فَقَالَتْ : اِنَّ هَذَا لِظِلُّ رَجُلٍ ، وَمَا يَدْخُلُ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَمَنْ هَذَا ؟ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَخ . (۳۳۸/۶) و (۱۳۲/۶)، اور (۲۶۱)

ترجمہ: پھر جب ماہِ رجب الاول آیا تو آپ ﷺ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے، انہوں نے آپ ﷺ کا سایہ دیکھا اور دل میں سوچنے لگیں کہ یہ کسی آدمی کا سایہ ہے اور نبی کریم ﷺ تو میرے پاس تشریف لاتے نہیں، پھر یہ سایہ کس کا ہو سکتا ہے؟ وہ یہ سوچ رہی تھیں کہ نبی ﷺ مکان میں داخل ہوئے اِلَخ۔

اس حدیث سے صراحتاً یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کا سایہ تھا اور وہ زمین پر پڑتا بھی تھا۔
(تفسیر ہدایت القرآن: ۵/۲۴۶-۲۴۷؛ تفسیر سورہ کہف، فائدہ نمبر: ۴)

اور فتاویٰ رشیدیہ میں ہے:

سوال: سایہ مبارک رسول اللہ ﷺ کا پڑتا تھا یا نہیں؟ اور جو ترمذی نے نوادر الاصول میں عبد الملک ابن عبد اللہ بن وحید سے انہوں نے ذکوان سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا سایہ نہیں پڑتا تھا، سند اس حدیث کی صحیح ہے یا ضعیف یا موضوع ارقام فرمادیں۔

جواب: یہ روایت کتب صحاح میں نہیں اور نوادر کی روایت کا بندہ کو حال معلوم نہیں کہ کیسی ہے نوادر الاصول حکیم ترمذی کی ہے نہ ابوعبسی ترمذی کی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رشیدیہ، ص: ۱۸۶، کتاب التفسیر والحديث، مطبوعہ: درسی کتب خانہ، دہلی)

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: بُثُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ، فَبَقِيْتُ كَيْفَ يُصَلِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلَّى ، فَجَعَلَ يَقُولُ فِي صَلَاتِهِ أَوْ فِي سَجُودِهِ : اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نَوْرًا ، وَفِي سَمْعِي نَوْرًا ، وَفِي بَصَرِي نَوْرًا ، وَ عَنْ يَمِينِي نَوْرًا ، وَعَنْ شِمَالِي نَوْرًا ، وَ أَمَامِي نَوْرًا ، وَخَلْفِي نَوْرًا ، وَفَوْقِي نَوْرًا ، وَتَحْتِي نَوْرًا ، وَاجْعَلْ لِي نَوْرًا أَوْ قَالَ : وَاجْعَلْنِي نَوْرًا . (الصحيح لمسلم: ۱/۲۶۱، كتاب صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة النبي صَلَّى الله عليه وسلم و دعائه بالليل)

نور کا سایہ نہیں ہوتا (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کا نور ہیں یا نہیں؟

سوال: (۳۰۵) زید کہتا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ اللہ کے نور ہیں، خدا نے آپ کو اپنے نور سے پیدا کیا ہے، اور یہ حدیث پیش کرتا ہے: **أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي** اور **أَنَا مِنْ نُورِ اللَّهِ** حضور ﷺ کی پیدائش نور سے ہے، لیکن بکر کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کے نور نہیں ہیں بلکہ خدا کی قدرت سے پیدا ہیں، اور جو احادیث زید پیش کرتا ہے وہ قابل اعتبار نہیں ہیں، اس بارے میں فیصلہ شرعی کیا ہے؟ (۱۳۳۱/۴۷۴ھ)

الجواب: اس میں بحث و مباحثہ مسلمانوں کو نہ کرنا اور اس کے معنی کو مفوض بہ علم خدا تعالیٰ کرنا چاہیے، اور اس قسم کی روایات: **أَنَا مِنْ نُورِ اللَّهِ** وغیرہ کو بعد ثبوت محمول اس پر کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلب مبارک میں ہدایت کا نور رکھا، اور آپ کی ذات پاک کو منور اپنے نور سے فرمایا، جیسا کہ حدیث شریف میں آپ نے دعا فرمائی ہے کہ اے اللہ! میرے سمع اور بصر اور قلب وغیرہ کو نور سے بھر دے، اور آخری جملہ یہ ہے: **وَاجْعَلْنِي نُورًا** (۲) یعنی اے اللہ! مجھ کو سراپا نور فرما دے،

(۱) یہ استدلال ضعیف ہے۔ امداد الفتاویٰ میں ہے:

سوال: حضور سرور کائنات ﷺ کے سایہ نہ ہونے کے بارے میں جو روایات ہیں وہ کس درجہ کی ہیں اور اس کے متعلق کیا عقیدہ و خیال رکھنا چاہیے کہ آیا واقعی حضور ﷺ کا سایہ پڑتا تھا یا نہیں؟
جواب: سایہ نہ ہونے کی ایک روایت صریح بھی نہیں گذری، صرف بعض نے **وَاجْعَلْنِي نُورًا** سے استدلال کیا ہے کہ نور کا سایہ نہیں ہوتا، کیوں کہ سایہ ظلمت ہوتا ہے، مگر ضعف اس کا ظاہر ہے شاید حضور ﷺ کے سر پر ابر رہنا اس کی اصل ہو کیوں کہ اس صورت میں ظاہر ہے کہ سایہ نہ ہوگا لیکن خود صحاح میں روایت ہے کہ آپ ﷺ کے سر مبارک پر بعض اوقات سفر میں صحابہ کپڑے کا سایہ کئے ہوئے تھے، اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابر کا رہنا بھی دائمی نہ تھا۔

(امداد الفتاویٰ: ۵/۴۰۵-۴۰۶، کتاب العقائد والکلام، عنوان: حضور ﷺ کا سایہ نہ ہونے کی تحقیق، سوال: (۳۶۲)، مطبوعہ: زکریا بک ڈپو، دیوبند، اور دیکھیں: فتاویٰ محمودیہ: ۴/۴۸۱-۴۸۲، سوال: ۱۵۸۹، مطبوعہ، ادارہ صدیق، ڈابھیل، گجرات)

(۲) اس حدیث شریف کی تخریج سابقہ سوال کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۲

پس معلوم ہوا کہ آپ کے جسم اطہر اور قلب وغیرہ تمام اعضاء کو اللہ تعالیٰ نے نور بنا دیا، اور ویسے ظاہر ہے پیدائش آنحضرت ﷺ کی مثل تمام مخلوقات کے اللہ کی قدرت اور ایجاد سے ہوئی، مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام مخلوقات سے برگزیدہ فرمایا اور سب پر بزرگی عطا فرمائی اور اپنے نور سے آپ کو منور فرمایا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رسول اللہ ﷺ کو خدا کا وزیر اعظم اور مختار عام کہنا درست نہیں

سوال: (۳۰۶) رسول اللہ ﷺ کو خدا کا وزیر اعظم اور مختار عام کہنا جائز ہے یا نہیں؟

(۱۳۳۵/۲۴۲ھ)

الجواب: ایسا کہنا درست نہیں ہے۔ ﴿كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِنَّ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا﴾ (سورہ کہف، آیت: ۵) اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ کا کوئی نداور شریک اور وزیر نہیں ہے اور نہ کوئی مختار عام ہے کہ جو چاہے کرے۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ﴾ (سورہ بقرہ، آیت: ۲۵۵) اور حدیث شفاعت میں ہے کہ میں حق تعالیٰ کو اس کے عرش کے نیچے سجدہ کروں گا، جس وقت مجھ کو اجازت شفاعت کی ہوگی اس وقت شفاعت گنہ گاروں کی کروں گا (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۳۰۷)..... (الف) جناب رسول اللہ ﷺ کو اللہ جل شانہ کا وزیر کہنا جائز ہے یا نہ؟ زید کہتا ہے کہ ﴿إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾ (سورہ بقرہ، آیت: ۳۰) سے وزیر کہنا جائز ہے۔

(ب) وزیر اور خلیفہ میں کیا فرق ہے؟ (۱۳۳۲/۶۱۱ھ)

الجواب: (الف - ب) آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا وزیر کہنا درست نہیں ہے اور صحیح نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کا کوئی وزیر اور مشیر معین نہیں ہے اور خلیفہ نائب کو کہتے ہیں، پس جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے احکام پہنچائے وہ اس کا خلیفہ اور نائب ہے وہ وزیر نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) حدیث شفاعت کے لیے ملاحظہ فرمائیں: صحیح البخاری: ۱۱۱۸-۱۱۱۹، کتاب التَّوْحِيدِ، باب كَلَامُ الرَّبِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْأَنْبِيَاءِ وَغَيْرِهِمْ اور الصَّحِيحُ لِمُسْلِمٍ: ۱۱۰/۱، کتاب الْإِيمَانِ، باب إِبْثَاتِ الشَّفَاعَةِ وَإِخْرَاجِ الْمُوَحِّدِينَ مِنَ النَّارِ .

انبیاء اور اولیاء کو حاضر و ناظر اور مشکل کشا سمجھنا کیسا ہے؟

سوال: (۳۰۸) حضرت علی و حضرت رسول کریم ﷺ و دیگر انبیاء اللہ و اولیاء اللہ و شہداء سے امداد دنیوی طلب کرنا اور ندائیہ الفاظ زبان پر لانا جیسے مشکل کشا یا دستگیر جیلانی، کیا حقیقت رکھتے ہیں؟ برگزیدگان سے امداد حاصل ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اور ہمارے اعمال ملیح و قبیح دیکھ رہے ہیں یا چگونہ؟ (۱۳۳۷/۷۲)

الجواب: یہ عقیدہ کہ بزرگان دین اور انبیاء و اولیاء ہمارے اعمال کو دیکھ رہے ہیں اور جملہ امور سے واقف ہیں باطل ہے، اور اس اعتقاد اور نیت سے امداد چاہنا اور الفاظ ندائیہ کہنا درست نہیں ہے اور مشکل کشا وغیرہ روا نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

انبیاء اور اولیاء وفات کے بعد سنتے ہیں یا نہیں؟

سوال: (۳۰۹) انبیاء صلحاء اور شہداء بعد وفات کے سنتے ہیں یا نہیں؟ (۱۳۳۷-۳۶/۸۳۰)

الجواب: امام اعظمؒ کا قول مشہور یہ ہے کہ سماع موتی ثابت نہیں ہے، بہ دلیل آیت: ﴿إِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَى﴾ (سورہ نمل، آیت: ۸۰، سورہ روم، آیت: ۵۲) ﴿وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُورِ﴾ (سورہ فاطر، آیت: ۲۲) اور اہل قبور کو جو سلام کرنے کا حکم ہے وہ ایک حکم شرعی ہے اس کو بجالانا چاہیے، میت کے سننے نہ سننے سے اس میں کچھ بحث نہیں کی گئی، اور حدیث شریف جو اہل قلیب بدر کے بارے میں والذی نفسی بیدہ ما أنتم بأسمع منهم یا إنا المیت لیسمع قرع نعالہم ہے (۱) اس کا جواب علامہ صاحب فتح القدیر نے یہ دیا ہے کہ پہلی حدیث بہ وجہ معارضہ قرآن کے متروک ہے یا مؤول ہے جیسا کہ حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی تاویل ما أنتم بأسمع منهم سے فرمائی ہے اور دوسری حدیث مخصوص ہے اول وضع فی القبر کے ساتھ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) دونوں حدیثوں کی تخریج کتاب الایمان کے سوال (۴۸) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۲

(۲) و أورد قوله صلى الله عليه وسلم في أهل القليب "ما أنتم بأسمع لما أقول منهم" و أجاب تارة بأنه مردود من عائشة رضي الله عنها قالت: كيف يقول صلى الله عليه وسلم ذلك ==

انبیاء اور اولیاء سے مدد طلب کرنا جائز نہیں

سوال: (۳۱۰) ایک شخص عرض کرتا ہے کہ یا رسول اللہ! میرا بیٹا بیمار ہے مجھے مدد فرمائیے، اعتقاداً و عند الشریعہ جائز ہے یا شرک؟ (۲۱۲۲/۲۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: آنحضرت ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء رحمہم اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنا جائز نہیں ہے، البتہ انبیاء اور اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ اور برکت سے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا کہ اے اللہ! بہ وسیلہ آنحضرت ﷺ میرا فلاں کام پورا فرما، جائز ہے (۱) فقط

سوال: (۳۱۱) آنحضرت ﷺ و اولیاء اللہ سے و اہل قبور سے استمداد جائز ہے یا نہیں؟ (۱۸۷۶/۱۳۴۳ھ)

الجواب: قرآن شریف میں یہ ارشاد ہے: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ (سورہ فاتحہ، آیت: ۵) یعنی اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں، پس مدد اللہ تعالیٰ سے ہی مانگنی چاہیے، حدیث شریف میں ہے: و إذا استعنت فاستعن بالله (۲) یعنی جب

== واللہ تعالیٰ یقول: ﴿وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ﴾ (فاطر: ۲۲) ﴿إِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَى﴾ (النمل: ۸۰)؟..... ویشکل علیہم مافی مسلم إِنْ الْمَيِّتَ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نَعَالِهِمْ إِذَا انْصَرَفُوا إِلَيْهِمْ إِلَّا أَنْ يَخْصُوا ذَلِكَ بِأَوَّلِ الْوَضْعِ فِي الْقَبْرِ مَقْدَمَةً لِلسَّوَالِ جَمْعًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْآيَتَيْنِ ، فَإِنَّهُمَا يَفِيدَانِ تَحْقِيقَ عَدَمِ سَمَاعِهِمْ. (فتح القدیر علی الہدایۃ: ۱۰۶/۲، کتاب الصَّلَاۃ، باب الجنائز)

(۱) عن عثمان بن حنیف رضي الله عنه أنَّ رجلاً ضرير البصر أتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: ادع الله أن يعافيني، قال: إن شئت دعوتُ وإن شئت صبرتُ فهو خير لك، قال: فادعه، قال: فأمره أن يتوضأ فيحسن وضوءه ويدعو بهذا الدعاء: أَللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتُوجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ ، إِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لَتَقْضِيَ لِي، أَللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ. (جامع الترمذی: ۱۹۸/۲، أبواب الدعوات، باب في دعاء الحفظ)

(۲) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: كنت خلف النبي صلى الله عليه وسلم يوماً، فقال: يا غلام! إِنِّي أَعْلَمُكَ كَلِمَاتٍ احْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ ، احْفَظِ اللَّهَ تَجِدَهُ تُجَاهَكَ ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ وَإِذَا اسْتَعْنْتَ فَاسْتَعْنِ بِاللَّهِ الْحَدِيثُ.

(جامع الترمذی: ۷۸/۲، أبواب صفة القيامة، باب)

تو مدد چاہے تو اللہ سے مدد چاہ، لیکن اگر بہ تو تسل انبیائے کرام علیہم السلام و اولیاء عظام اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا مانگے کہ اے اللہ! بہ برکت اپنے برگزیدہ بندوں کے میری حاجت پوری فرما تو یہ درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا اولیاء اللہ کے فیوض وفات کے بعد بھی جاری رہتے ہیں؟

سوال: (۳۱۲) اولیائے کرام بعد وفات کسی قسم کا فائدہ پہنچا سکتے ہیں یا کہ نہیں؟

(۳۳۲۹/۳۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اولیاء اللہ سے بعد وفات کے بھی فیض اور نفع ہوتا ہے جیسا کہ ان کے احوال اور قصص سے ثابت ہے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

انتقال کے بعد کوئی مدد و نجات دینے کی طاقت رکھتا ہے؟

سوال: (۳۱۳)..... (الف) کیا کوئی بعد ممات آنے اور جانے اور مدد و نجات دینے کی طاقت رکھتا ہے؟

(ب) کیا دلیل شرعی سے یہ ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ کا کسی میت کو اس کے مرید و معتقد کے پکارنے پر یا مدد طلب کرنے پر تصرف کرنے کا اختیار یا حکم دیتا ہے؟ (۲۶۰۶/۱۳۴۱ھ)
الجواب: (الف) یہ ثابت نہیں ہے۔
(ب) ثابت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) فتاویٰ رشیدیہ میں ہے:

سوال: مزارات اولیاء رحمہم اللہ سے فیض حاصل ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو کس صورت سے؟
جواب: مزارات اولیاء سے کاملین کو فیض ہوتا ہے، مگر عوام کو اس کی اجازت دینی ہرگز جائز نہیں ہے، اور تحصیل فیض کا طریقہ کوئی خاص نہیں ہے جب جانے والا اہل ہوتا ہے تو اس طرف سے حسب استعداد فیضان ہوتا ہے مگر عوام میں ان امور کا بیان کرنا کفر و شرک کا دروازہ کھولنا ہے۔ فقط

(فتاویٰ رشیدیہ، ص: ۱۰۴، کتاب العقائد، عنوان: مزارات اولیاء سے فیض)

کیا اولیاء کی ارواح خود مختار اور قادر مطلق ہیں؟

سوال: (۳۱۴) سنا ہے کہ اولیائے کرام کی ارواح خود مختار ہوتی ہیں، اور سب کچھ کر سکتی ہیں، اور لوگ ان سے ہر چیز طلب کرتے ہیں، اور نام ان کا ورد زبان کرتے ہیں، ایسا ہوتا ہے یا نہیں؟
(۱۳۳۷ھ/۲۴۰)

الجواب: یہ غلط ہے، بدون حکم اللہ تعالیٰ کے کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

صاحب قبر سے دعا کی درخواست نہ کرے

سوال: (۳۱۵) اگر کوئی بزرگ کی قبر پر کھڑا ہو کر یہ کہے کہ میرے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ میرا کام پورا کر دے۔ (۱۵۳/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: یوں دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے میرا مقصد پورا فرما۔ فقط

حضور ﷺ کے توسل سے دعا مانگنا حدیث سے ثابت ہے

سوال: (۳۱۶) آنحضرت ﷺ کا وسیلہ طلب کرنا بعض لوگ ناجائز قرار دیتے ہیں کہ آپ فوت ہو چکے ہیں، اس بارے میں صحیح مسلک کیا ہے؟ (۱۷۴/۱۳۳۵ھ)

الجواب: حدیث شریف میں ہے: إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللَّهِ حَيٌّ يَرْزُقُ (۱) ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے حرام کیا زمین پر یہ کہ وہ انبیاء کے جسم کو کھاوے، پس اللہ کا نبی زندہ ہے رزق دیا جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء زندہ ہیں جیسا کہ شہداء کے بارے میں قرآن شریف میں وارد ہوا ہے: ﴿بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾ (سورہ آل عمران، آیت: ۱۶۹) پس جب کہ شہداء زندہ ہیں تو انبیاء علیہم السلام جو کہ ان سے افضل ہیں، بہ درجہ اولیٰ زندہ ہیں، اور توسل بالانبياء علیہم السلام جائز ہے، جیسا کہ ایک حدیث شریف میں ہے: إِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لَتَقْضَىٰ لِي الْحَدِيثُ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال: (۳۸) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۲

(۲) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال: (۳۱۰) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۲

اولیاء کرام کے توسل سے اللہ تعالیٰ سے دعا

مانگنا جائز ہے لیکن خود ان سے نہ مانگے

سوال: (۳۱۷) جو لوگ مردوں کو زندہ جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ہم کو ہر طرح مدد دے سکتے ہیں وہ کیسے ہیں؟ (۱۳۴۳/۱۹۴۱ھ)

الجواب: اولیاء اللہ جو اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہیں ان کے توسل سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا جائز ہے، اور سلف صالحین سے ثابت ہے، اور اس میں امید قبولیت ہے، لیکن خود ان سے نہ مانگے، بلکہ ان کے ذریعہ اور وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے مانگے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۳۱۸) زید کا عقیدہ ہے کہ کسی زاہد متقی ولی کے وسیلہ سے درگاہ ایزدی میں اس طرح اپنے مقاصد میں کامیابی کے لیے دعا کرے کہ باری تعالیٰ اس ولی کی برکت سے میرے مقصد میں کامیابی فرما، اور قبر کے پاس کھڑے ہو کر خدا سے التجا کرنا اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

(۱۳۴۷-۴۶/۲۰۴۶ھ)

الجواب: زید کا عقیدہ صحیح ہے اور دعائے وسیلہ جائز ہے، اور قبر پر جا کر دعائے وسیلہ کرنا بھی جائز ہے، مگر خاص اہل قبور سے حاجات طلب کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ شرک ہے (۱) فقط واللہ اعلم

سوال: (۳۱۹) بعض لوگ اولیاء کے مزارات پر جا کر دعا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میرے لیے خدا سے دعا کرو، تو کیا وہ ان کی فریاد سنتے ہیں؟ اور ایسا کہنا جائز ہے یا نہیں؟

(۱۳۳۸/۴۲۱ھ)

الجواب: اموات کے سننے میں کلام ہے بعض صحابہ و ائمہ عدم سماع میت کے قائل ہیں، لہذا ایسا نہ کہا جاوے بلکہ دعا اللہ تعالیٰ سے اس طرح کی جاوے تو مضائقہ نہیں ہے کہ یا اللہ! بے برکت اس بزرگ کے میری حاجت روا فرما۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) و منها : أنه إن ظنَّ أنَّ المَيِّتَ يتصرَّف في الأمور دون الله تعالى واعتقاده ذلك كفر (الشَّامِي: ۳/۳۷۹، کتاب الصَّوم، باب ما يفسد الصَّوم و مالا يفسده، مطلب في النَّذر الَّذِي يَقَعُ لِلْأَمْوَاتِ مِنْ أَكْثَرِ الْعَوَامِ مِنْ شَمْعٍ أَوْ زَيْتٍ أَوْ نَحْوِهِ)

اہل قبور سے مدد طلب کرنے کی دو صورتیں اور ان کا حکم

سوال: (۳۲۰) استمداد من اہل القبور کے جواز کی حقیقت کے یہاں کوئی صورت ہے یا نہیں؟

(۱۳۳۷/۲۵۹۰ھ)

الجواب: استمداد من اہل القبور اگر اس عقیدہ کے ساتھ ہے کہ وہ متصرف فی الامور ہیں جیسا کہ عوام کا عقیدہ ہے تو یہ درست نہیں ہے، بلکہ اس میں خوف کفر ہے، شامی میں ہے: و منها: اَنَّهُ إِن ظَنَّ أَنَّ الْمَيِّتَ يَتَصَرَّفُ فِي الْأُمُورِ دُونَ اللَّهِ تَعَالَى وَاعْتَقَادَهُ ذَلِكَ كَفَرُ الْخ (۱) اور اگر مطلب اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ان کے ذریعہ سے دعا کی جائے کہ یا اللہ میرا فلاں کام فلاں بزرگ کی برکت سے پورا فرمادے تو یہ جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مشکل کشا سمجھنا

سوال: (۳۲۱) ہم سب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مشکل کشا کہتے ہیں، لیکن ایک عالم نے فرمایا کہ مشکل کشا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں کہتے، اور شاعر بھی بڑے بزرگوں کو مشکل کشا کہتے اور لکھتے ہیں، اس بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۳/۴۹۶ھ)

الجواب: قرآن شریف میں بہت جگہ ارشاد ہے کہ جب کسی آدمی کو کوئی مصیبت اور تکلیف اور مرض اور شدائد پیش آتے ہیں تو ان کا دور کرنے والا سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں ہے (۲) وہی قاضی الحاجات ہے، وہی کافی المهمات ہے، وہی حلّ المشكلات ہے، لہذا قول ان مولوی صاحب کا صحیح ہے، آئندہ ایسا لفظ حضرت علی رضی اللہ عنہ یا کسی بزرگ کی نسبت نہ کہنا چاہیے، اور بجائے اس کے ان کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ یا کرم اللہ وجہہ کہنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) الشامی: ۳/۳۷۹، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم و ما لا یفسدہ، مطلب فی النذر

الذی یقع للأموال إلخ.

(۲) ﴿أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ

قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ﴾ (سورہ نمل، آیت: ۶۲)

بزرگانِ دین کو حاجت روا سمجھنا اور اُن سے دعا مانگنا جائز نہیں

سوال: (۳۲۲) جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ جملہ بزرگانِ دین برابر حاجات کو پورا کرتے ہیں اس کے لیے کیا حکم ہے؟ (۳۶/۹۱۰-۱۳۳۷ھ)

الجواب: بزرگانِ دین کو حاجت روا سمجھنا اور ان سے دعا مانگنا جائز نہیں ہے، البتہ اگر اللہ تعالیٰ سے ان کے وسیلہ سے دعا کرے کہ یا اللہ! بہ وسیلہ بزرگانِ دین میری حاجت پوری فرما تو یہ درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بزرگانِ دین کے نام پر جو جانور چھوڑا گیا ہے اس کو

بسم اللہ کہہ کر ذبح کرے تو بھی حلال نہیں ہوگا

سوال: (۳۲۳) بزرگانِ دین کے مزار کی زیارت کرنا، اور چادر و مالیدہ چڑھانا، اور ان کے نام سے جانور چھوڑنا، اور نذر ماننا، اور مزار پر لے جا کر ذبح کرنا بسم اللہ کہہ کر تو اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۳۲/۱۵۸۷-۱۳۳۳ھ)

الجواب: زیارت کرنا درست ہے اور باقی امور ممنوع ہیں، اور غیر اللہ کے نام پر جو جانور قربا لغیر اللہ مقرر کیا جاوے وہ اللہ کے نام پر ذبح کرنے سے حلال نہیں ہوتا، کذا فی الدر المختار (۱)

بہ وقت ملاقات عالم یا بزرگ کا ہاتھ چومنا اور سر جھکانا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۳۲۴) تقبیلِ یدِ عالم اور انحاء بہ وقت ملاقات درست ہے یا نہیں؟

(۳۲/۶۴۶-۱۳۳۳ھ)

الجواب: تقبیلِ یدِ عالم یا صوفی پابند شریعت کی جائز ہے، انحاء نہ چاہیے، کیونکہ انحاء مشابہ

(۱) ذبح لقدم الامیر و نحوه کو احد من العظماء يحرم لانه اهل به لغير الله و لو ذکر اسم الله تعالى كان لتعظيم غير الله فتحرم . (الدر مع الرد: ۳۷۵/۹، کتاب الذبائح)

سجدہ کے ہے، اور سنت یہ ہے کہ سلام کرے، اور دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرے (۱) حدیث شریف میں ہے: إِذَا لَقِيَ أَحَدَكُمْ أَخَاهُ فَلْيَسَلِّمْ عَلَيْهِ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

آنحضرت ﷺ کی نسبت خراب و سوسہ آئے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۳۲۵) میرے دل میں آنحضرت ﷺ کی نسبت خراب و سوسہ آیا، میں نے اس سے توبہ کر لی، اب کیا حکم ہے؟ اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی شان مبارک میں بے جا کلمہ کہے اور بعد کو توبہ کر لے تو کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۳/۶۷۸ھ)

الجواب: حدیث شریف میں ہے کہ سوسہ پر مواخذہ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیا ہے اس کو جو بہ طریق و سوسہ خیالات دل میں پیدا ہوں (۳) اور بعد توبہ واستغفار کے تو اس و سوسہ کی معافی میں کچھ تردد اور شبہ ہی نہیں ہے۔ کما ورد: التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ (۴) اور اگر کسی شخص سے کوئی کلمہ بے جا آنحضرت ﷺ کی شان مبارک میں نکل گیا اور اس نے اس سے توبہ کر لی، تو وہ بھی معاف ہو جاتا ہے، اور توبہ اس کی قبول ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ﴾ (سورہ شوریٰ، آیت: ۲۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) عن أنس رضي الله عنه قال: قال رجل: يا رسول الله! الرجل منا يلقي أخاه أو صديقه أينحني له؟ قال: لا، قال: أفيلترمه ويقبله؟ قال: لا، قال: أفياخذ بيده ويصافحه؟ قال: نعم رواه الترمذي.

(مشكاة المصابيح، ص: ۴۰۱، كتاب الآداب، باب المصافحة والمعانقة، الفصل الأول)
(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إذا لقي أحدكم الحديث (مشكاة المصابيح، ص: ۳۹۹، كتاب الآداب، باب السلام، الفصل الثاني)
(۳) إن الله تعالى تجاوز عن أمتي الخطأ والنسيان وما استكروها عليه (هـ) عن أبي ذر، (طب لك) عن ابن عباس (طب) عن ثوبان. (الجامع الصغير في أحاديث البشير النذير: ۶۷-۶۸، المطبوعة: مطبعة دار الكتب العربية الكبرى بمصر)

(۴) عن أبي عبيدة بن عبد الله عن أبيه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: التائب من الذنب كمن لا ذنب له. (سنن ابن ماجه، ص: ۳۱۳، أبواب الزهد - ذكر التوبة)

نبی اور رسول میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

سوال: (۳۲۶) زید کہتا ہے کہ نبی کا درجہ پیغمبر سے کم ہے، اور نبی پیغمبر کی اطاعت کرتے ہیں، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اطاعت ان کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام نے کی تھی، مگر کہتا ہے کہ پیغمبر اور نبی میں کچھ فرق نہیں، دونوں بہ لحاظ مراتب اور درجہ کے ایک ہیں، ان دونوں میں سے کس کا قول صحیح ہے؟ (۱۸۴۹/۱۳۳۳ھ)

الجواب: زید اور بکر میں سے کسی کے قول کو بھی غلط نہ کہنا چاہیے، درحقیقت رسول اور نبی ایک ہے، رسول کے معنی بھی پیغمبر کے ہیں اور نبی کے معنی بھی پیغمبر کے ہیں، قرآن شریف میں بعض انبیاء کے بیان میں ہے: ﴿وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا﴾ (سورہ مریم، آیت: ۵۱) اور رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے نبی امی بھی فرمایا اور رسول بھی فرمایا، لیکن بعض علماء نے رسول اور نبی میں کچھ فرق لکھا ہے کہ مثلاً رسول صاحب شریعت اور صاحب کتاب ہوتا ہے بہ خلاف نبی کے وہ اس سے عام ہے (۱) بہر حال ایسے امور میں نزاع نہ کیا جائے، اور ایک دوسرے کی تعلیل نہ کرنی چاہیے، باقی فرق مراتب انبیاء اور مرسلین میں باہم نص قطعی سے ثابت ہے۔ کَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ﴾ (سورہ بقرہ، آیت: ۲۵۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اولیاء اللہ پر وحی نہیں آتی

سوال: (۳۲۷) اولیاء اللہ پر وحی آتی ہے یا نہیں؟ جو اس کا دعویٰ کرے اس کا کیا حکم ہے؟

(۱۳۳۳-۳۲/۵۶ھ)

الجواب: اولیاء اللہ کو الہام ہونا متصور ہے، وحی سوائے انبیاء علیہم السلام کے کسی پر نہیں آتی،

(۱) والرسول إنسان بعثه الله تعالى إلى الخلق لتبليغ الأحكام، وقد يشترط فيه الكتاب بخلاف النبي فإنه أعم. (شرح العقائد النسفية، ص: ۱۶، النوع الثاني خبر الرسول المؤيد بالمعجزة، المطبوعة: كتب خانة إمدادية، دیوبند)

شاید وہ شخص اپنی جہالت کی وجہ سے الہام کو وحی کہتا ہو، الغرض ایسا کہنا غلط ہے، اس کو توبہ کرنی چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نبوت و رسالت مردوں کے ساتھ خاص ہے

سوال: (۳۲۸) نبوت و رسالت مردوں کے ساتھ مخصوص رہی ہے یا عورتوں میں بھی ہوئی ہے اور سلسلہ نبوت و رسالت کی نیابت کا استحقاق بھی مردوں کے ساتھ مخصوص ہے یا دونوں کو شامل ہے یعنی مردوں اور عورتوں کو؟ (۶۱/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: نبوت و رسالت مخصوص ہے ساتھ رجال کے یہی صحیح ہے (۱) اور نیابت میں اناث بھی داخل ہیں، جو عالم باعمل ہو مرد یا عورت وہ نائب نبی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ علیہ السلام نہیں کہنا چاہیے

سوال: (۳۲۹) امام حسین کے واسطے علیہ السلام کہنا جائز ہے یا نہیں؟ (۶۲/۳۳-۱۳۳۴ھ)

(۱) قال الإمام الرازي في تفسير قوله تعالى: ﴿إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ﴾ (طہ: ۳۸): اتفق الأكثرون على أم موسى عليه السلام ما كانت من الأنبياء والرسل، فلا يجوز أن يكون المراد من هذا الوحي هو الوحي الواصل إلى الأنبياء، وكيف لا نقول ذلك؟ والمرأة لا تصلح للقضاء والإمامة، بل عند الشافعي رحمه الله لا تمكن من تزويجها نفسها، فكيف تصلح للنبوّة؟! ويدلّ عليه قوله تعالى: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ﴾ (الأنبياء: ۷) وهذا صريح في الباب. (مفاتيح الغيب المشتهر بالتفسير الكبير للإمام الرازي: ۳۳-۳۴، تفسير سورة طہ، تحت الآية: إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ)

اور بیان القرآن کے حاشیہ میں ہے:

قوله تعالى: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ﴾ (الأنبياء: ۷) قال العبد الضعيف: استدلل الجمهور به على تخصيص الرسالة بالرجال. (مسائل السلوك على بيان القرآن: ۴۰/۲، تفسير سورة الأنبياء)

الجواب: علیہ السلام کہنا نہیں چاہیے، رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا چاہیے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت علی کے نام کے ساتھ علیہ السلام لکھنا

سوال: (۳۳۰) حضرت علی کو علیہ السلام کہنا چاہیے یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۲۶۴۷ھ)

الجواب: رضی اللہ عنہ یا کرم اللہ وجہہ کہنا چاہیے، علیہ السلام کہنے سے علماء نے منع فرمایا ہے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) ولا یصلی علی غیر الأنبياء ولا غیر الملائكة إلا بطريق التبع إلخ ويستحب الترضی للصحابہ والتّرحم للتّابعین ومن بعدهم من العلماء والعباد وسائر الأخیار، وكذا يجوز عكسه التّرحم للصّحابہ والتّرضی للتّابعین ومن بعدهم علی الرّاجح إلخ .

(الدّر المختار والشّامی: ۱۰/۴۰۰-۴۰۲، کتاب الخنثی، مسائل شتی)

وأما السّلام فنقل اللّقاني في شرح جوهرة التّوحيد عن الإمام الجويني أنّه في معنى الصّلاة، فلا يستعمل في الغائب ولا يفرد به غير الأنبياء، فلا يقال: عليّ عليه السّلام، وسواء في هذا الأحياء والأموات، إلّا في الحاضر فيقال: السّلام أو سلامّ عليك أو عليكم، وهذا مُجمّع عليه اهـ .

أقول: ومن الحاضر السّلام علينا وعلى عباد الله الصّالحين، والظاهر أن العلة في منع السّلام ما قاله النووي في علة منع الصّلاة أن ذلك شعار أهل البدع، ولأنّ ذلك مخصوص في لسان السّلف بالأنبياء عليهم الصّلاة والسّلام، كما أن قولنا عزّ وجلّ مخصوص بالله تعالى فلا يقال: محمّد عزّ وجلّ وإن كان عزيزاً جليلاً، ثمّ قال اللّقاني: وقال القاضي عياض: الذي ذهب إليه المحقّقون وأميل إليه ما قاله مالك وسفيان واختاره غير واحد من الفقهاء والمتكلّمين أنّه يجب تخصيص النّبيّ صليّ الله عليه وسلّم وسائر الأنبياء بالصّلاة والتّسليم، كما يختصّ الله سبحانه عند ذكره بالتّقدیس والتّنزيه، ويذكر من سواهم بالغفران والرّضى كما قال الله تعالى: ﴿رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ﴾ (سورة مائدة، آیت: ۱۱۹) ﴿يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ﴾ (سورة حشر، آیت: ۱۰) وأيضا فهو أمر لم يكن معروفاً في الصّدر الأوّل، وإنّما أحدثه الرّافضة في بعض الأئمّة، والتّشبه بأهل البدع منهّي عنه فتجب مخالفتهم. اهـ (الشّامی: ۱۰/۴۰۱، کتاب الخنثی، مسائل شتی)

یہود نے کتنے انبیاء کو قتل کیا؟

سوال: (۳۳۱) رسالہ القاسم بابت ماہ صفر ۱۳۴۵ھ کے صفحہ نمبر ۲۶ پر لکھا ہے کہ ”سوائے زکریا علیہ السلام و یحییٰ علیہ السلام کے جو خود مستقل بارسالت بھی نہیں تھے، بلکہ تابع دین موسیٰ علیہ السلام کے تھے کوئی رسول اور نبی شہید نہیں ہوا“ تم کلامہ، اور جمایل شریف ترجمہ مولانا عاشق الہی کی تفسیر آیت: ﴿وَيَقْتُلُونَ النَّبِيَّ بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہود نے ستر (۷۰) نبی ایک ہی روز میں قتل کیے تھے، تفسیر مظہر الحق کے حوالہ سے اور غالباً تفسیر موضح القرآن میں لکھا ہے، خود آیت کے اندر ہی نَسِینَ جمع کا لفظ موجود ہے، ان کا تعارض رفع فرماویں۔ (۱۳۴۵-۴۴/۱۳۴۵ھ)

الجواب: رسالہ القاسم ماہ صفر ۱۳۴۵ھ کی عبارت دیکھی گئی، معالم التنزیل وغیرہ تفاسیر کی روایات سے یہی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ یہود نے ایک دن میں ستر انبیاء علیہم السلام کو قتل کیا ہے، چنانچہ عبارت معالم التنزیل کی یہ ہے: قوله: ﴿وَيَقْتُلُونَ النَّبِيَّ بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾ (البقرة: ۶۱) ویروی أن اليهود قتل سبعین نبیاً إلخ (۱) اور آیت: ﴿وَقَرِيفًا تَقْتُلُونَ﴾ (البقرة: ۸۷) کی تفسیر میں لکھتے ہیں: أي قتلهم مثل زکریا و یحییٰ و شعیباً و سائر من قتلوا من الأنبياء علیہم السلام (۲) یہاں سے بھی بہت سے انبیاء کا قتل ہونا معلوم ہوتا ہے، پس القاسم میں جن صاحب کا یہ مضمون ہے ان کا نام ظاہر نہیں کیا گیا، لیکن معلوم ہوا کہ وہ ایک مولوی صاحب دیوبند کے ہی پڑھے ہوئے ہیں، بہ ظاہر انہوں نے بدون پوری تحقیق کے ایسا لکھ دیا ہے، آج بندہ نے مولوی قاری طاہر مدیر رسالہ سے کہہ دیا ہے کہ صاحب مضمون کو ایک جوابی کارڈ لکھ دیں کہ آپ نے صرف دو پیغمبروں کا قتل ہونا انحصار کے ساتھ کہاں سے دیکھا ہے، اگر انہوں نے کچھ جواب معقول نہ دیا تو غالباً اس کی اصلاح اگلے رسالہ میں کردی جاوے گی، شاید اس کا مطلب یہ ہوگا کہ انبیائے اولوالعزم اور رسولوں میں سے کوئی قتل نہیں کیا گیا، بہر حال یہ جو انہوں نے لکھا ہے مشہور کے خلاف ہے، ممکن ہے کہ کسی نے ایسا لکھ دیا ہو، اور صاحب مضمون نے وہاں سے نقل کر لیا ہو، لیکن

(۱) تفسر معالم التنزیل للبغوي، ص: ۳۰، تفسیر سورة البقرة .

(۲) تفسر معالم التنزیل للبغوي، ص: ۳۸، تفسیر سورة البقرة .

جو کچھ قطعی طور سے یہ دعویٰ کرنا کہ صرف دو ہی قتل ہوئے درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کنہیا پیغمبر ہے یا نہیں؟

سوال: (۳۳۲)..... (الف) جو شخص کنہیا کو عَلَیْہِ السَّلَام کے لفظ سے یاد کرتا ہے اور منع کرنے پر یہ جواب دیتا ہے کہ اس کی پیغمبری کے شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی اور قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی قائل ہیں، یہ صحیح ہے یا نہ؟

(ب) اور اس کے رسول ہونے پر اس آیت کریمہ سے استدلال کرتا ہے: ﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ﴾ (سورہ یونس، آیت: ۴۷) اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۳/۵۹۸ھ)
الجواب: (الف) یہ غلط ہے، ان حضرات نے یہ تعین نہیں فرمائی، اور وہ بدون کسی نص کے کیسے تعین کر سکتے ہیں؟!

(ب) یہ تو صحیح ہے اور نص سے ثابت ہے کہ ہر ایک امت کے لیے رسول مبعوث ہوا ہے، لیکن جب تک نصوص سے یہ ثابت نہ ہو کہ فلاں شخص رسول ہے اس وقت تک کسی خاص شخص کو رسول نہیں کہہ سکتے، پس جن انبیاء کا نام اللہ تعالیٰ نے بتلادیا ہے ان کو رسول کہہ سکتے ہیں، اور جن کا نام اللہ تعالیٰ نے نہیں بتلایا، ان کو رسول نہیں کہہ سکتے اور اگر کوئی ایسا کہے تو یہ افتراء ہے اللہ تعالیٰ پر قال اللہ تعالیٰ: ﴿مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ﴾ (سورہ عافر، آیت: ۷۸) یعنی بعض پیغمبروں کا ہم نے نام بتلایا ہے اور بعض کا نہیں بتلایا، پس جس کا نام اللہ تعالیٰ نے نہیں بتلایا اس کو متعین کر کے کہنا کہ فلاں شخص رسول ہے جائز نہیں ہے، اس سے توبہ کرنی چاہیے، باقی یہ کہ کنہیا کون تھا اس کا حال مفصل معلوم نہیں ہے، اتنا سنا گیا ہے ہندوؤں کا کوئی اوتار تھا، اس سے زیادہ معلوم نہیں ہے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رام کرشن، گوتم بدھ اور رام چندر پیغمبر تھے یا نہیں؟

سوال: (۳۳۳) کرشن اور گوتم بدھ پیغمبر تھے یا نہیں؟ اور ان کو پیغمبر عقیدہ کرنا جائز ہے

(۱) فیروز اللغات میں ہے: کنہیا سری کرشن کو کہتے ہیں ۱۲۔

یا نہیں؟ (۱۳۳۵-۲۲/۵۲)

الجواب: ان کی نبوت پر کوئی دلیل شرعی بہ تخصیص وارد نہیں ہے اور بلا دلیل شرعی اعتقاد ان کی نبوت کا کرنا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۳۳۴) ایک مسلمان رام کرشن و رام چندر و بدھ کو برحق نبی یقین رکھتے ہوئے یہ بھی یقین رکھتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں، اور کرشن و رام چندر و بدھ کی تعلیم کی ضرورت بھی نہیں رہی، اس عقیدہ میں خواجہ حسن نظامی اور شامی عالم جو ترکی وفد کے ہمراہ جاپان میں اشاعت اسلام کے لیے گئے تھے آیت: ﴿وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ﴾ (سورہ نساء، آیت: ۱۶۴) سے دلیل پکڑتے ہیں۔ (۱۳۳۵-۲۲/۸۸)

الجواب: قطعی اور یقینی طور سے یہ کہہ دینا کہ رام چندر کرشن وغیرہ نبی تھے جائز نہیں ہے، یہ امر بہ ذریعہ وحی کسی نبی کو ہی معلوم ہو سکتا ہے، آنحضرت ﷺ کو جب تک وحی سے یہ معلوم نہ ہوا کہ فلاں شخص نبی ہے، آپ ﷺ نے اس کی نبوت کا اظہار نہ فرمایا، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: لا أدري أتبع نبي أم لا ؟: نہیں جانتا کہ تج نبی تھے یا نہیں؟ وفي معالم التنزيل بسنده عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما أدري تَبِعَ أ كان نبياً أو غير نبي (۱) الغرض جن انبیاء کا نام اللہ تعالیٰ نے نہیں بتلایا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی نبوت ظاہر نہیں فرمائی، ان کی نسبت یقین نبوت کا رکھنا خلاف حکم شریعت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دنیا میں مردوں کو زندہ کرنے کا مسئلہ

سوال: (۳۳۵)..... (الف) کیا خداوند جی قیوم اس دنیا میں مردہ زندہ کر سکتا ہے یا نہیں؟ ایک معترض کہتا ہے زندہ نہیں کر سکتا۔ کما قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَحَرَّمْ عَلَى قَوْمِهِ أَهْلُكُنْهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ﴾ (سورہ انبیاء، آیت: ۹۵)

(ب) کیا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے بہ طور معجزہ مردہ زندہ کیا ہے یا نہیں؟

(۱) معالم التنزيل، ص: ۸۰۶، سورة الدخان، تحت تفسير الآية: ﴿أَهْمُ خَيْرٌ أَمْ قَوْمُ تُبَعٍ﴾ المطبوعة: المطبع الواقع في المعمورة المنبي .

(ج) کیا صحابہؓ نے بہ ذریعہ کرامات مردہ زندہ کیا ہے یا نہیں؟

(د) کیا اولیاء اللہؒ نے بہ ذریعہ کرامات مردہ زندہ کیا ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۱/۲۹۳۴ھ)

الجواب: (الف) زندہ کر سکتا ہے: کما قال اللہ تعالیٰ: ﴿أَلَيْسَ ذَلِكَ بِقَدْرِ عَلَىٰ أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ﴾ (سورۃ قیامہ، آیت: ۴۰) وغیرہ من الآیات الكثيرة الدالة على قدرته تعالى على الإحياء، وقال تعالى: حاكياً عن عيسى على نبينا وعليه الصلاة والسلام: ﴿وَأَبْرَأُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ (سورۃ آل عمران، آیت: ۴۹) و وقع ذلك لغيره أيضاً من الأنبياء عليهم الصلاة والسلام اور قصہ زندہ ہونے قتل بنی اسرائیل کا قرآن شریف میں مذکور ہے، اور ایک قوم بنی اسرائیل کا مرکز زندہ ہونا اس آیت میں مذکور ہے: ﴿فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ﴾ (سورۃ بقرہ، آیت: ۲۴۳) اور حضرت عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مرکز زندہ ہونا اس آیت میں مذکور ہے: ﴿فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ﴾ (سورۃ بقرہ، آیت: ۲۵۹) اور آیت: ﴿وَحَرَّمْ عَلَىٰ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا الْآيَةَ﴾ (سورۃ انبیاء، آیت: ۹۵) سے قدرت باری تعالیٰ علی احياء الموتى کی نفی نہیں ہوتی اور مراد اس سے یہ ہے کہ قریہ معذبہ پھر دنیا کی طرف نہ لوٹے گا یعنی وہ پھر دنیا میں آباد نہ ہوگا، کیونکہ جو مردے خرق عادت سے زندہ ہوئے ہیں وہ باقی نہیں رہے اور ان میں بعض باقی بھی رہے ہیں، مگر عام طور سے یہ عادت اللہ نہیں ہے اگرچہ وہ کر سکتا ہے اور خاص خاص کے ساتھ ایسا واقعہ ہوا ہے۔

(ب) کیا ہے اور یہ خلاف آیت مذکورہ کے نہیں ہے۔

(ج) صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایسا واقعہ کوئی نظر سے نہیں گذرا، اگر کسی سے ہوا ہو تو مستبعد نہیں

ہے کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے۔

(د) ایسا ہو سکتا ہے۔ کما وقع لبعض الأولياء والأنبياء عليهم السلام. فقط واللہ اعلم



کفریہ اقوال و افعال اور باطل خیالات

شرک کس کو کہتے ہیں؟

سوال: (۳۳۶) شرک کس کو کہتے ہیں؟ (۲۰۸۶/۳۳-۱۳۳۲ھ)

الجواب: شرک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات میں کسی کو شریک کیا جاوے۔ فقط

کافر کسے کہتے ہیں

سوال: (۳۳۷) کافر کس کو کہتے ہیں؟ (۱۱۸۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: منکر دین و منکر توحید و رسالت کافر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کافر اور مشرک میں کیا فرق ہے؟

سوال: (۳۳۸) کافر و مشرک میں کیا فرق ہے؟ اور خلود فی النار کس کے واسطے ہے؟

(۱۶۳۰/۱۳۳۰ھ)

الجواب: کافر و مشرک بہ حسب نتیجہ و خلود فی النار ایک ہی ہیں، اور ایک دوسرے کو مستلزم

ہیں۔ ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ﴾ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کافر و مشرک کی بخشش نہیں ہوگی

سوال: (۳۳۹) مشرک کی بخشش ہے یا نہیں؟ (۳۳۷/۱۳۳۹ھ)

(۱) سورہ نساء، آیت: ۴۸، سورہ نساء، آیت: ۱۱۶۔

الجواب: کافر اور مشرک کی بخشش نہیں ہے، جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ (سورۃ نساء، آیت: ۴۸، ۱۱۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا خدا کے سوا دوسرے کی اطاعت کرنا شرک ہے؟

سوال: (۳۴۰) خدا کے سوا دوسرے کا مطیع ہونے والا مشرک ہے یا نہ؟ ﴿وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ﴾ (سورۃ انعام، آیت: ۱۲۱) (۱۳۴۲/۲۵۷۸ھ)

الجواب: یہ صحیح ہے، یہ بھی ایک قسم شرک کی ہے کہ حلال و حرام میں دوسرے شخص کا ایسا مطیع ہو جائے کہ جو کچھ وہ کہے خلاف حکم خدا تعالیٰ اور رسول اللہ کے اس کو مانے جیسا کہ یہود اپنے احبار (۱) کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتے تھے، غرض یہ ہے کہ معصیت میں کسی کی اطاعت نہیں ہے۔
کما ورد: لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

یہ کہنا کفر ہے کہ میں تیرا خدا ہوں

سوال: (۳۴۱) ایک شخص نے مجھ سے تین مرتبہ یہ لفظ کہا کہ میں تیرا خدا ہوں والعیاذ باللہ تعالیٰ، اس شخص کے متعلق کیا فتویٰ ہے؟ (۱۳۴۱/۲۷۵۴ھ)

الجواب: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَهٌ مِثْلُ دُونِهِ فَلَيْسَ بِنَذِيرٍ لَهُ﴾ (سورۃ انبیاء، آیت: ۲۹) ترجمہ: اور جو کوئی ان میں سے یہ کہے کہ میں خدا ہوں اللہ کے سوا، پس اس کی سزا دوزخ ہے، ہم اسی طرح ظلم کرنے والوں کو سزا دیتے ہیں، پس اس آیت سے واضح ہے کہ شخص مذکور کافر و ظالم ہے، اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کے ساتھ کھانا پینا ملنا جلنا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

یہ خیال باطل ہے کہ نیکی کر کے جنت میں گئے تو خدا کا کیا احسان رہا؟

سوال: (۳۴۲) ایک مخالف نے اسلام پر یہ اعتراض کیا ہے کہ ہمارے اوپر خدا کا کیا احسان

(۱) احبار: جبر کی جمع: یہود کے علماء۔ (فیروز اللغات)

(۲) مشکاة المصابیح، ص: ۳۲۱، کتاب الإمارة والقضاء، الفصل الثانی .

رہا جو ہم نیکی کر کے جنت میں گئے؟ (۱۳۴۲/۲۱۵۷)

الجواب: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا کوئی حد و شمار نہیں ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَإِنْ تَعْلَمُوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا﴾ (۱) خود دولت وجود عطاۓ حق تعالیٰ ہے کہ اس نے معدوم سے موجود کیا، اس سے زیادہ کون سی نعمت ہے؟! پھر عطاۓ وجود کے بعد ہر امر میں شان ربوبیت کا ظہور ہے، انسان کہاں تک ناشکری کر سکتا ہے، غرض یہ کہ اعتراض اس کا لغو ہے اس کی طرف التفات نہ کیا جائے، اگر وہ اسلام لایا تو ایسا اعتراض نہ کرے گا اور اگر اسلام نہ لایا تو اس سے کچھ بحث نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

یہ کہنا کہ ہم خدا اور رسول سے باہر ہیں، خدا اور رسول

کے حکم پر چلنا نہیں چاہتے: موجب کفر ہے

سوال: (۳۴۳) چند لوگوں نے بہ وقت کسی جھگڑے کے یہ لفظ کہے کہ ہم خدا اور رسول سے باہر ہیں، خدا اور رسول کے حکم پر چلنا نہیں چاہتے، ایک شخص نے ان سے سوال کیا کہ کیا تم ہندو ہو؟ جواب دیا کہ ہاں ہم ہندو ہیں، اس صورت میں ان لوگوں کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۳-۳۲/۱۳۷)

الجواب: جن لوگوں نے یہ کلمہ کہا وہ کافر ہو گئے تو بہ کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خدا تعالیٰ کی طرف خطاء اور غلطی کی نسبت کرنا کفر ہے

سوال: (۳۴۴) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو نصیحت کرتے ہوئے یہ کہا کہ تم بڑی غلطی کرتی ہو جو نماز نہیں پڑھتی ہو، وہ جواب میں کہتی ہے کہ خدا بھی غلطی کرتا ہے کہ ہم کو مصائب میں مبتلا کر دیا، اس عورت سے دریافت کیا گیا کہ تو نے یہ کلمہ کفر کہا ہے، یہ کلمہ تیری زبان سے بے اختیار نکلا یا اختیار سے نکلا ہے، کہا کہ بلا اختیار نکلا ہے، اس صورت میں اس کے قول بلا اختیار کا لحاظ کیا جاوے گا یا تجدید ایمان و نکاح کا حکم کیا جاوے یا نہیں؟ اگر کسی کتاب کی عبارت اس مسئلہ کے ثبوت میں آسانی سے دستیاب ہو سکے تو اس کو تحریر فرمایا جاوے ورنہ رائے عالی سے ہی مطلع فرمادیں۔ (۱۳۳۵/۲۱۳)

الجواب: نسبت کرنا باری تعالیٰ شانہ کی طرف خطاء اور غلطی کی کفر ہے اور کلمہ کفر بلا اختیار نکل جانے سے بھی کفر عائد ہوتا ہے۔ كما في الدر المختار: وفي الفتح: من هزل بلفظ كُفِر ارتدّ وإن لم يعتقده للاستخفاف (۱) وفي الشامي: قلت: و يظهر من هذا أنّ ما كان دليل الاستخفاف يكفّر به، وإن لم يقصد الاستخفاف إلخ (۱) لہذا ضروری ہے کہ تجدید ایمان و تجدید نکاح کیا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خدا کو گولی مار کہنا موجب کفر ہے

سوال: (۳۴۵) کوئی شخص اگر خدا تعالیٰ جل شانہ کی شان میں نعوذ باللہ یوں کہے کہ خدا کے گولی مار، تو ایسے شخص کا نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں؟ (۱۳۳۵ھ/۹۰۶)

الجواب: یہ کلمہ گستاخی کا ہے اور کفر ہے نکاح اس کا ٹوٹ گیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایک شخص نے سہوً ایہ کہہ دیا کہ کیا خدا سے بڑھ کر ہے: تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۳۴۶) زید یہ کہنا چاہتا تھا کہ کیا خدا سے باپ بڑھ کر ہے، لیکن سہوً اور جلدی سے بجائے کلمہ مذکور کے یہ نکلا کہ کیا خدا بڑھ کر ہے، یہ کلمہ بے اختیار نکل گیا، بعض علماء نے کہا کہ زید کافر ہو گیا اور اس کی منکوحہ پر طلاق ہو گئی، آیا اس صورت میں زید کافر ہوا اور اس کی زوجہ پر طلاق ہوئی یا نہیں؟ (۱۳۳۵ھ/۱۰۰۶)

الجواب: زید اس صورت میں کافر نہیں ہوا، علماء کو فتویٰ کفر کا دینے میں بہت احتیاط کرنی چاہیے، اور جلدی نہ کرنی چاہیے حدیث شریف میں ہے: رفع عن أمتي الخطاء والنسيان (۲) قال الله تعالى: ﴿لَا تَزُواخِدُنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا﴾ (سورہ بقرہ، آیت: ۲۸۶) علاوہ بریں یہ کلمہ

(۱) الدرّ والشامي: ۲۶۹/۶-۲۷۰، کتاب الجہاد، أوائل باب المرتدّ .

(۲) رفع عن أمتي الخطاء والنسيان، و ما استكرهوا عليه (طب) عن ثوبان (صح) (الجامع الصغير في أحاديث البشير النذير للسيوطي)، ص: ۲۷۳، رقم الحديث: ۴۴۶۱، حرف الرّاء، المطبوعة: دار الكتب العلميّة، لبنان، بيروت)

ویسے بھی مؤول ہو سکتا ہے، اور امکان تاویل کی صورت میں تکفیر کسی مسلمان کی ناجائز ہے۔ فقط

سوال: (۳۴۷) زید کی عادت بہ وجہ ناواقفی کے غیر اللہ کی قسم کھانے کی ہو گئی تھی، چنانچہ زید کے منہ سے بہ طور ناواقفی کے غیر اللہ کی قسم نکلی، عمر نے اس کو کہا تو کافر ہو گیا تو بہ کر، زید نے توبہ کر لی اور کہا کہ اب ایسی قسم نہیں کھاؤں گا، پھر تھوڑی دیر بعد زید کے منہ سے سہواً یہ کلمہ نکلا، کیا خدا بڑھ کر ہے؟ اور زید دراصل یہ کہنا چاہتا تھا کہ کیا خدا سے باپ بڑھ کر ہے، لیکن بے اختیار سے کلمہ مذکورہ نکلا، بعض کہتے ہیں کہ زید کافر ہو گیا اور اس کی زوجہ پر طلاق پڑ گئی یہ صحیح ہے یا کیا؟ (۱۳۳۵ھ/۶۱۸)

الجواب: زید اس صورت میں کافر نہیں ہوا اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جو شخص یہ کہتا ہے کہ خدا فانی ہے وہ کافر و مرتد ہے

سوال: (۳۴۸) ایک شخص برسر مجلس اپنے وعظ میں بیان کرتا ہے کہ خدا اور رسول اور بندہ فانی ہیں، کبھی کہتا ہے کہ اللہ اور رسول اور بندہ سب ایک ہیں کسی قسم کی غیریت نہیں ہے وغیرہ باتوں سے جاہل مسلمانوں کو اپنا مرید بنا رہا ہے، ایسا اعتقاد رکھنے والے سے مرید ہونا اور مقتدا بنانا اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں اس کو دفن کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۱۳۳۵ھ/۱۱۶۳)

الجواب: یہ کلمات اس شخص کے کفر کے ہیں معتقدان امور کا کافر اور مرتد ہے اور اس کا مرید ہونا اور اس کو مقتدا بنانا حرام ہے اور مسلمانوں کے قبرستان میں اس کو دفن نہ کیا جاوے اور نماز جنازہ نہ پڑھی جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غصے میں یہ کہنا کہ میں اللہ کو نہیں جانتا: کیسا ہے؟

سوال: (۳۴۹) جس شخص نے غصہ میں یہ کلمہ کہا کہ میں اللہ کو نہیں جانتا اس کی نسبت کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۵ھ/۱۲۰۴)

الجواب: جس شخص نے ایسا کلمہ کہا وہ اسلام سے خارج ہو گیا، اس کو توبہ کرنا اور تجدید ایمان

کرنا اور تجدید نکاح کرنا لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

یہ کہنا کفر ہے کہ نہ خدا کو مانتا ہوں اور نہ میں اس

کا بندہ ہوں وہ تو میرے جوتے کے نیچے ہے

سوال: (۳۵۰) زید نے اثنائے گفتگو میں یہ کہا کہ میں اس کو اپنا خدا نہیں مانتا ہوں اور نہ اس کا بندہ ہوں وہ تو میرے جوتے کے نیچے ہے والعیاذ باللہ، کیا اس صورت میں زید کو کافر کہا جائے گا اور کیا اس کی زوجہ کو مطلقہ سمجھا جائے گا؟ (۱۷۷۹/۱۳۳۷ھ)

الجواب: یہ کلمہ کفر کا ہے زید کافر ہو گیا، اور اس کی زوجہ نکاح سے خارج ہو گئی، نکاح اس کا ٹوٹ گیا، زید کو توبہ کرنی چاہیے اور تجدید ایمان و تجدید نکاح کرنی چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

”خدائی ظلم“ کہنے سے کفر عائد ہوتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۳۵۱) زید اپنی بیوی ہندہ سے کسی معاملہ میں گفتگو کر رہا تھا، چونکہ زید بہ طور زجر و تنبیہ کے باتیں کر رہا تھا، لہذا ہندہ کو تلخ معلوم ہونے لگا، اور ہندہ جواب میں کچھ واپسی باتیں کرنے لگی، ہندہ کے جملوں میں سے زید نے کسی جملہ ناگوار کو دہرایا جس کا ہندہ انکار کرنے لگی کہ میں نے اس طرح نہیں کہا، اور نہ میری نیت تھی، اس پر زید نے پھر زور دے کر کہا کہ تو نے برابر ایسا ہی کہا، اس پر ہندہ نے کہا خدائی ظلم، ان الفاظ کے کہنے سے اس کی نیت خدا کا ظلم نہیں تھی بلکہ زید کی سختی کی طرف رجوع ہو کر اس کی یہ بتلانے کی نیت تھی کہ یہ کیسا ظلم ہے؟! یہ اشارہ زید کی طرف تھا آیا یہ الفاظ کہنے سے کفر عائد ہوتا ہے یا نہیں؟ (۱۷۷۹/۱۳۳۷ھ)

الجواب: الفاظ مذکورہ میں چونکہ تاویل ممکن ہے، اور قائلہ کا مطلب نسبت ظلم الی اللہ تعالیٰ بھی نہیں تھا، اس لیے حکم کفر کا صورت مذکورہ میں نہ کیا جائے گا، اور احتیاطاً اگر تجدید نکاح و توبہ کی جائے تو یہ اچھا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خدا تعالیٰ کو ظالم کہنے والا کافر ہے

سوال: (۳۵۲) خدا کو ظالم کہنے والا کافر ہے یا نہیں؟ (۱۸۸۰/۱۳۳۹ھ)

الجواب: خدائے تعالیٰ کو ظالم کہنے والا کافر ہے، کیونکہ اس میں تکذیب ہے آیات قرآنیہ کی۔
فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾ (سورۃ نساء، آیت: ۴۰) اور فرمایا: ﴿وَمَا أَنَا بِظَالِمٍ لِلْعَعِيدِ﴾ (سورۃ ق، آیت: ۲۹) وغیرہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عقاب کی بناء پر خدا تعالیٰ کو ظالم قرار دینا باطل ہے

سوال: (۳۵۳) چند لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جب بھلائی برائی سب خدا کی طرف سے ہے تو ہم لوگوں کا کچھ قصور نہ ٹھہرا اور گناہ ثواب ہم پر کچھ نہ ہونا چاہیے، کیونکہ اگر ہم سے خدا باز پرس کرے تو انصاف کے خلاف اور ظلم ہے، ایسے شخص کی نسبت کیا حکم ہے؟ توبہ کرنا اس کو ضروری ہے یا نہیں؟ اگر توبہ نہ کرے تو کیا حکم ہے؟ (۹۲۷/۱۳۳۷ھ)

الجواب: نیکی اور بدی یعنی اچھے عمل اور برے عمل بندہ کے کسب سے ہیں، اس لیے اس کو ثواب و عذاب ہے اور اس میں ظلم نہیں ہے پس اس ثواب و عذاب پر معاذ اللہ خدا تعالیٰ کو ظالم قرار دینا باطل عقیدہ ہے، اس سے توبہ کرنی لازم ہے، اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ اگرچہ تقدیر خیر و شر سب اللہ کی طرف سے ہے، لیکن کاسب اعمال کا بندہ ہے؛ لہذا اس کو ثواب و عذاب ہونا خلاف عقل نہیں ہے، اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والا اہل سنت و الجماعت سے خارج ہے۔ فقط واللہ اعلم

یہ کہنا کفر ہے کہ خدا کیا ہمارے سے اچھا ہے اور ہم بھی تو خدا ہیں

اور اللہ پاک تو بہت روز کا ہے کیا اب تک بڑھا نہیں ہوا ہوگا

سوال: (۳۵۴) عمر نے کسی بات میں یہ کہا کہ خدا کیا ہمارے سے اچھا ہے اور ہم بھی تو خدا ہیں، مکرر سکر یہ الفاظ کہے، اور ایک مرتبہ رمضان شریف سے دو تین روز پہلے عمر نے یہ الفاظ کہے کہ

اب دو تین روز میں بڑھے کا حکم ماننا پڑے گا یعنی روزہ رکھنا پڑے گا، اور یہ کہ اللہ پاک تو بہت روز کا ہے کیا اب تک بڑھا نہیں ہوا ہوگا، اس صورت میں عمر پر کیا حکم شرعاً عائد ہوگا؟ (۱۳۳۸/۱۷۱۵ھ)

الجواب: یہ کلمات عمر کے کفر کے ہیں تا وقتیکہ وہ توبہ نہ کرے اور تجدید ایمان نہ کرے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

یہ کہنا کفر ہے کہ بد معاشوں سے خدا بھی ڈرتا ہے

سوال: (۳۵۵) ہندہ کا نکاح خالد کے ساتھ ہوا، مگر رخصتی نہیں ہوئی باخود ہاتھ بیزورائے تھی کہ جب خالد اپنا مکان وطن میں بنا لے گا اس وقت رخصتی کر دی جاوے گی، لیکن خالد نے بلا سامان و بغیر انتظام مکان رخصتی کا تقاضا شروع کر دیا ہے، چاہتا ہے کہ رخصت کرا کر دور دراز سفر میں یعنی اپنی نوکری پر لے جاوے، حالانکہ نہ خالد کا مکان وہاں ہے نہ نوکری ہی مستقل ہے کہ بہ ظاہر چھ سات ماہ بھی گزر اوقات کی صورت ہو، ایسی حالت خانہ بدوشی میں ہندہ اور اس کے اولیاء کو رخصتی سے عذر و انکار ہے، آیا خالد ہندہ اور اس کے اولیاء کو بہ حالت موجودہ رخصتی پر مجبور کر سکتا ہے یا نہیں؟ خالد نے ہندہ کے دلی بھائی کو سخت سست الفاظ لکھنے شروع کر دیے، من جملہ ان کے یہ الفاظ بھی کہے کہ ہم کو سارا زمانہ جانتا ہے کہ یہ لوگ ننگے ہیں اور بد معاشوں سے نعوذ باللہ خدا بھی ڈرتا ہے، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۰/۲۴۰ھ)

الجواب: بہ حالت مذکورہ خالد اپنی زوجہ ہندہ کو غیر وطن دور دراز سفر میں لے جانے پر ہندہ کو اور اس کے والدین کو مجبور نہیں کر سکتا، اور خالد بہ وجہ کلمہ مذکورہ کے جو اس نے خدا تعالیٰ جل شانہ کی شان میں کہا ہے کافر و مرتد ہو گیا، اور نکاح اس کا فسخ ہو گیا، ہندہ اپنا دوسرا نکاح جس سے چاہیے کر سکتی ہے، خواہ خالد سے بعد تجدید اسلام خالد تجدید نکاح کرے یا کسی دوسرے شخص سے اپنا نکاح کرے، اور نصف مہر بہ ذمہ شوہر لازم ہے۔ ولغیرہا نصفہ إلخ لو ارتد إلخ (۱) (در مختار)۔ فقط

(۱) الدر المختار مع الشامی: ۲/۳۷۳، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، مطلب: الصبی والمجنون لیساً بأهلٍ لإيقاع طلاقٍ بل للوقوع.

یہ کہنا کفر ہے کہ جھوٹی گواہی کے کل گناہ خدا تعالیٰ کے سر پڑیں گے

سوال: (۳۵۶) رحمن نے مولوی احمد شاہ سے سوال کیا کہ اگر شاہدین جھوٹی اور عداوتی شہادت ظاہر کر کے کوئی حقیقت ضائع کر دیوں جس کی وجہ سے تمام عمر جرم و گنہگاری زائد ہوتی جاوے؛ تو تمام عمر کے گناہ کس کے سر پڑیں گے؟ مولوی احمد شاہ نے جواب دیا کہ یہ کل گناہ خدائے تعالیٰ کے سر پڑیں گے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ (۱۳۳۱/۱۳۳۲ھ)

الجواب: مسئلہ یہ ہے کہ اگر گواہوں نے جھوٹی گواہی دے کر کسی کی حق تلفی کی، اور حاکم شرعی نے ان گواہوں کی گواہی پر ناحق کسی کی ملک دوسرے کو یعنی مدعی کا ذب کو دلوادی، تو گناہ اس کا ان گواہوں پر ہے اور اس مدعی پر ہے حاکم پر گناہ نہیں ہے: کما ورد فی الحدیث مصرحاً بأنہ قطعة من نار فی حق المدعی الکاذب (۱) وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ، خُفَّاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِئِينَ بِهِ﴾ (سورہ حج، آیت: ۳۰-۳۱) اور یہ مقولہ مولوی احمد شاہ مذکور کا غلط اور جہل صریح ہے اور کلمہ کفر کا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

یہ کہنا کفر ہے کہ میں خدا کو نہیں مانتا

سوال: (۳۵۷) زید نے بہ مواجہہ تین آدمیوں کے اپنے خسر کے اس کہنے پر کہ تو نہ کبھی نماز پڑھتا ہے، نہ روزہ رکھتا ہے، تجھ سے بولنے کو ہمارا دل نہیں چاہتا، یہ کہا کہ میں خدا کو نہیں مانتا میں تو عیسیٰ مسیح کو مانتا ہوں والعیاذ باللہ تعالیٰ؛ اس کلمہ کے کہنے سے زید مرتد ہو گیا یا نہ؟ اور اس کی عورت اس

(۱) عن عروة بن الزبير أن زينب بنت أم سلمة أخبرته أن أمها أم سلمة رضي الله عنهما زوج النبي صلى الله عليه وسلم أخبرتها عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه سمع خصومة بباب حُجْرته ، فخرج إليهم ، فقال : إنما أنا بشر ، وأنه يأتيني الخصمُ ، فلعلَّ بعضكم أن يكون أبلغ من بعضٍ فاحسبُ أنه قد صدق وأقضى له بذلك ، فمن قضيتُ له بحق مسلمٍ ، فإنما هي قطعة من النار ، فليأخذها أو فليتركها . (صحيح البخاري: ۳۳۲/۱، كتاب المظالم ، باب إثم من خاصم في باطل وهو يعلمه)

کے نکاح سے خارج ہوگئی، اور اس پر عدت طلاق واجب ہوگی یا عدت وفات؟ (۱۳۳۲/۶۲۳) **الجواب:** صرف اس لفظ کے کہنے سے کہ میں خدا کو نہیں مانتا ہوں شخص مذکور کافر اور مرتد ہو گیا، اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہوگئی، اور عدت طلاق اس پر لازم ہوئی، درمختار میں ہے: وارتداد أحدهما فسخ عاجل إلخ (۱) وأيضاً في باب العدة منه: وهي في حق حرّة إلخ تحيض لطلاق أو فسخ بجميع أسبابه إلخ ثلاث حيض كَوَامِل إلخ (۲)

اپنے آپ کو خدا اور قیامت کو بے بنیاد سمجھنے والا کافر و مرتد ہے

سوال: (۳۵۸) جو مسلمان اپنے آپ کو خدا کہے نعوذ باللہ، اور قیامت کو بے بنیاد سمجھے، بہشت اور دوزخ اسی دنیا کو خیال کرے، اور کفر و شرک کے کلمات کہے، اور جھوٹی قسمیں کھائے، ہم کو اس سے کیسا سلوک کرنا چاہیے؟ توبہ اس کی اگر مقبول ہے تو کچھ کفارہ بھی ہوگا یا نہ؟ (۱۳۳۳/۵۸۳) **الجواب:** وہ شخص مرتد و کافر ہو گیا، لیکن اگر وہ اپنے خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ سے توبہ کرے اور تجدید اسلام کرے تو توبہ اس کی مقبول ہے، اور وہ پھر مسلمان ہو جائے گا اور پھر اس کے ساتھ معاملہ اہل اسلام کا سارکھنا چاہیے، اور کچھ کفارہ اس کا نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا فرشتوں کا حکم عدولی کرنا، رشوت لینا اور غلطی کرنا ممکن ہے؟

سوال: (۳۵۹) ایک شخص حالت سکتہ میں تھا، عزرائیل علیہ السلام اس کی روح قبض کر کے لے گئے اور دوزخ میں ڈال دیا، اس کے بعد خداوند عالم نے عزرائیل علیہ السلام سے کہا کہ تم سے غلطی ہوئی اسی نام کا ایک دوسرا شخص ہے اس کی روح قبض کر لاؤ، اس کو چھوڑ دو، مگر فرشتوں نے نہیں چھوڑا، مردہ کو علم ہو گیا، اس نے چیخ پکار کی، آخر فرشتوں نے توشہ کی روٹیاں جو جنازہ کے ساتھ رکھی جاتی ہیں

(۱) الدر المختار مع رد المحتار: ۲۷۲/۴، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، مطلب: الصبی والمجنون ليسا بأهل لإيقاع طلاق بل للوقوع .

(۲) الدر المختار مع الرد: ۱۳۴/۵-۱۳۵، کتاب الطلاق، باب العدة، مطلب: عَشْرُونَ مَوْضِعًا يعتد فيها الرجل .

رشوت لے کر چھوڑ دیا، کیا فرشتوں کا حکم عدولی کرنا اور رشوت لینا اور ایسی غلطی کرنا ممکن ہے؟

(۱۳۳۱/۷۵۸ھ)

الجواب: ملائکہ کرام کے بارے میں وارد ہے: ﴿لَا يَغْضُوبُ اللَّهُ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾ (سورہ تحریم، آیت: ۶) یعنی وہ کسی امر میں اللہ کے حکم کے خلاف نہیں کرتے، اور ان کو جو حکم ہوتا ہے وہی کرتے ہیں، پس ان کی نسبت ایسا اعتقاد غلط اور باطل اور کذب اور افتراء ہے۔ فقط

جو مسخرہ لوگوں کو طرح طرح کی باتیں سنا کر ہنساتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۳۶۰) نقال لوگوں کو طرح طرح کی مسخریاں سنا کر ہنساتا ہے، اس میں نقال اور ہنسنے والے کافر اور ان کی عورتیں مطلقہ ہو جاتی ہیں یا نہیں؟ اور مسخری میں معلم بن کر لڑکوں کو سبق پڑھاتا ہے۔ (۱۳۳۵/۹۵۹ھ)

الجواب: أقول وبالله التوفيق: قال في الشامي ناقلاً عن البحر: والذي تحرر أنه لا يفتي بكفر مسلم أمكن حمل كلامه على محمل حسن، أو كان في كفره اختلاف ولو رواية ضعيفة فعلى هذا فأكثر ألفاظ التكفير المذكورة لا يفتي بالتكفير بها، ولقد ألزمت نفسي أن لا أفتي بشيء منها اه بحر (۱) وأيضاً في رد المحتار: وعلى هذا ينبغي أن يكفر من شتم دين مسلم ولكن يمكن التأويل بأن مراده أخلاقه الرديئة ومعاملته القبيحة لا حقيقة دين الإسلام فينبغي أن لا يكفر حينئذ إلخ (۲) الحاصل اس نقال کی تکفیر میں احتیاط کرنا لازم ہے، البتہ تجدید ایمان و توبہ واستغفار و تجدید نکاح احتیاطاً لازم ہے۔ فقط

تماشا کرنے والے کا اپنے آپ کو خدا کہنا اور سجدہ کروانا

سوال: (۳۶۱) تماشا کرنے والا تماشا کے وقت اپنے آپ کو نعوذ باللہ خدا کہتا ہے اور دوسروں

(۱) البحر الرائق: ۲۱۰/۵، کتاب السیر، باب أحكام المرتدين والشامي: ۲۷۲/۶، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب: يشك أنه ردة لا يحكم بها.

(۲) رد المحتار على الدر المختار: ۲۷۸/۶، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب في حكم من شتم دين مسلم.

کو سجدہ کرنے کو کہتا ہے، کیا وہ مسلمان ہے؟ اور ایسا تماشا دیکھنے والوں اور شرکت و امداد کرنے والوں کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۳/۱۲۶۶ھ)

الجواب: یہ کفر و ارتداد صریح ہے اس میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَمَنْ يُقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي آلَهُ مِنْ دُونِهِ فَذَلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ كَذَلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ﴾ (سورہ انبیاء، آیت: ۲۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قبر کو سجدہ کرنے یا بوسہ دینے کا حکم

سوال: (۳۶۲)..... (الف) ایک عورت مسلمہ ایک بزرگ کی قبر کی زیارت کی غرض سے گئی، بعد زیارت کے اس عورت نے دو تین مرتبہ بزرگ کی قبر کو سجدہ کیا، اور یہ سجدہ بہ طور عبادت و بندگی کے تھا، یہ شرک ہے یا نہیں؟ اور تجدیدِ ایمان و تجدیدِ نکاح ضروری ہے یا نہیں؟

(ب) اور بہ شرط بطلانِ نکاح بعد انقضائے عدت دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(۱۳۳۳-۳۲/۲۰۰۶ھ)

الجواب: (الف-ب) سجدہ تعبد غیر اللہ کے لیے کرنا بہ اتفاق شرک و کفر ہے، البتہ سجدہ تجبیہ کی نسبت یہ اختلاف ہے کہ وہ کفر نہیں ہے حرام ہے، اور کبیرہ گناہ ہے، دوسری صورت میں سجدہ کرنے والا گنہ گار و فاسق ہے توبہ کرے، اور پہلی صورت میں مشرک و مرتد ہے، تجدیدِ ایمان لازم ہے، پس سجدہ عورت کا قسم اول سے ہے تو نکاح باطل ہو گیا تجدیدِ ایمان و تجدیدِ نکاح لازم ہے اور بطلانِ نکاح کی صورت میں بعد عدت کے دوسرے شخص سے نکاح درست ہے، اور اگر سجدہ اس کا قسم ثانی سے ہے تو نکاح باطل نہیں ہوا اور دوسرے شخص سے نکاح بھی درست نہ ہوگا احتیاطاً تجدیدِ نکاح کر لیوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۳۶۳) نبی کریم ﷺ یا کسی ولی کی قبر کو سجدہ کرنا یا بوسہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

(۱۳۳۳-۳۲/۲۱۲۲ھ)

الجواب: ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قبر کو سجدہ کرنا، بوسہ دینا اور ہاتھ لگانا

سوال: (۳۶۴) سجدہ قبور و بوسہ و لمس بالید جائز است یا نہ؟ و شخصے در پنجاب رسالہ تصنیف کردہ و در اں بوسہ و لمس و سجدہ روا کردہ۔ (۱۳۳۱/۹۲۲ھ)

الجواب: سجدہ برائے قبور بہ اتفاق حرام است، قال اللہ تعالیٰ: ﴿لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ﴾ (سورہ حم سجدہ، آیت: ۳۷) وفي الحديث: فقال لي أرايت لو مررت بقبري أكنت تسجد له؟ قال: قلت: لا، قال: فلا تفعلوا الحديث (۱) (رواه أبو داؤد وغيره) وقوله: فقال لي أرايت إلخ أي قال إظهاراً لعظمة الرّبوبيّة وإشعاراً لمذلة العبوديّة، قوله: (لا تفعلوا) أي في الحياة كذلك لا تسجدوا قال الطّبي: أي اسجدوا للحيّ الذي لا يموت و لمن ملكه لا يزول إلخ (۲)

پس حرمت سجدہ قبور اس سے صاف ظاہر ہے، اور بوسہ اور لمس بالید بھی خلاف سنت معروفہ ہے، جیسا کہ شامی میں ہے: والمعہود منها ليس إلا زيارتها والدعاء عندها قائماً (۳) پس مذہب حنفیہ یہ ہے کہ سوائے زیارت قبور اور دعائے مغفرت وغیرہ کے جو کہ وارد ہے دیگر افعال مکروہ اور بدعت اور حرام ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ترجمہ: سوال: (۳۶۴) قبروں کو سجدہ کرنا، بوسہ دینا اور ہاتھ لگانا جائز ہے یا نہیں؟ ایک شخص

(۱) عن قيس بن سعد رضي الله عنه قال: أتيت الحيرة، فرأيتهم يسجدون لمرزبان لهم، فقلت: رسول الله صلى الله عليه وسلم أحق أن يسجد له، قال: فأتيت النبي صلى الله عليه وسلم، فقلت: إني أتيت الحيرة فرأيتهم يسجدون لمرزبان لهم، فأنت يا رسول الله! أحق أن نسجد لك، قال: أرايت لو مررت بقبري أكنت تسجد له؟ الحديث. (سنن أبي داؤد: ۲۹۱/۱، كتاب النّكاح، باب في حقّ الزّوج على المرأة)

(۲) مرقاة المفاتيح: ۳۷۴/۶، كتاب النّكاح، باب عشرة النساء وما لكلّ واحدة من الحقوق، الفصل الثالث، رقم الحديث: ۳۲۶۶۔

(۳) الشّامي: ۱۴۳/۳، كتاب الصّلاة، باب صلاة الجنّازة، مطلب في إهداء ثواب القراءة للنّبيّ صلى الله عليه وسلم.

نے پنجاب میں رسالہ تصنیف کیا ہے اور اس میں بوسہ دینے، ہاتھ لگانے اور سجدہ کو جائز قرار دیا ہے۔

الجواب: قبروں کو سجدہ کرنا بہ اتفاق حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۳۶۵) آپ نے قبر کو بوسہ دینا اور ہاتھ لگانا بدعت اور ناجائز تحریر فرمایا ہے، بہ راہ

کرم حوالہ نقل کر دیجئے؟ (۱۳۳۵/۳۲۰ھ)

الجواب: شرح منیہ میں زیارت قبور کی بحث میں اس کی پوری تفصیل ہے اس کو دیکھ لیا جاوے،

اس کی بعض عبارت نقل کرتا ہوں۔ قال أبو الیث: لا یعرف وضع الید علی القبر سنۃ ولا

مستحباً، پھر آگے اس میں کچھ بحث کر کے لکھا ہے: ویقولون: إنہ عادة أهل الكتاب وفي

إحياء علوم الدین: أنه من عادة النصارى انتهى ولا شك أنه بدعة لا سنة فيه ولا أثر عن

صحابي ولا عن إمام ممن يعتمد عليه فيكره ولم يعهد الاستلام في السنة إلا للحجر

الأسود والركن اليماني خاصة (۱) اور فقہاء نے یہ تصریح فرمائی ہے: علينا اتباع ما رجحوه

وما صححوه (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قبر کی تعظیم اور اس کو سجدہ کرنا کیسا ہے؟

سوال: (۳۶۶) شوہر اور زوجہ اگر کسی بزرگ کی قبر کی تعظیم کریں اور سجدہ کریں تو کیسا ہے؟

اور نکاح ان کا باقی ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۹/۹۲۶ھ)

الجواب: اس صورت میں دونوں عاصی و فاسق ہیں تو بہ کریں اور نکاح ان کا باقی ہے کیونکہ حکم

ان کے ارتداد کا نہ کیا جائے گا، اور یہ فعل اگرچہ گناہ کبیرہ ہے اور حرام ہے، لیکن اس کے کفر و ارتداد

کہنے میں احتیاط لازم ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ تجدید نکاح احتیاطاً مناسب ہے۔ فقط واللہ اعلم

قبر پر سجدہ کرنا اور اس کے گرد گھومنا کیسا ہے؟

سوال: (۳۶۷) تعزیہ، قبر خواہ مزار پر چلہ کھینچنا، پھول، ہار چادر شیرینی چڑھانا، نیاز نذر منت

(۱) غنیۃ المستملی فی شرح منیۃ المصلی المعروف بالحبلی الکبیری، ص: ۵۲۵، فصل فی

الجنائز، الثامن فی مسائل متفرقة من الجنائز .

(۲) الدر المختار مع رد المحتار: ۱/۱۶۶، مقدمۃ المؤلف، مطلب فی طبقات الفقہاء .

کرنا، قبر پر سجدہ کرنا، گرد گھومنا، قبر کو بوسہ دینا، عرس کرنا، ستار ڈھولک وغیرہ بجوانا وغیرہ کی اجازت شریعت نے دی ہے یا نہیں؟ (۳۶/۲۴۰-۱۳۴۷ھ)

الجواب: یہ بدعات اور رسوم شرکیہ اسلام نے جائز نہیں رکھیں، اور یہ اسلامی کام نہیں ہیں، مسلمانوں کو ان کاموں اور رسموں سے سخت احتراز کرنا چاہیے کہ یہ امور شرک اور بدعت ہیں۔ فقط

جان بچانے کی خاطر بت کے آگے سجدہ کرنا

سوال: (۳۶۸) کیا بہ حالت مجبوری جہاں جان کا خطرہ ہو بت کے آگے صرف اپنی جان بچانے کی خاطر سجدہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۳۴۰/۲۴۰۷ھ)

الجواب: اکراہ کی صورت میں کہ جس میں جان کا خطرہ ہو کفر کہنا یا بت کو سجدہ کرنا درست ہو جاتا ہے، مگر دل میں ایمان باقی رہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ: ﴿إِلَّا مَنْ أَكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ﴾ (سورہ نحل، آیت: ۱۰۶) درمختار میں ہے: وَإِنْ أَكْرِهَ عَلَى الْكُفْرِ بِاللَّهِ تَعَالَى أَوْ سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ..... بِقَطْعٍ أَوْ قَتْلِ رُخْصَ لَهُ أَنْ يُظْهِرَ مَا أَمَرَ بِهِ عَلَى لِسَانِهِ وَ يُؤَرِّى وَقَبْلَهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ إلخ (۱) اور شامی میں ہے: وفيه: أَنَّهُ قَدْ يَكْرِهُ عَلَى السَّجْدَةِ لِلصَّنَمِ أَوْ الصَّلِيبِ وَلَا لَفْظَ إلخ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جو شخص ملازمت کو بچانے کے لیے یہ کہتا ہے کہ میرا

مذہب اسلام نہیں ہے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

سوال: (۳۶۹) ایک شخص مسائل دینیہ سے واقف ہے اور نماز روزہ کا پابند ہے، لیکن جب سے اسکول کا مدرس اوّل ہوا، اور مخالفین اسلام کی طرف سے یہ اعتراض ہوا کہ مسلمان اس رتبہ کا اب مستحق نہیں، اس لیے کہ تعداد ان کی پوری ہو چکی، جب اس نے دیکھا کہ یہ عہدہ مجھ سے جاتا ہے تو اس نے حکام بالا سے یہ درخواست کی کہ میں مسلمان کی تعداد میں نہیں ہوں، میرا مذہب اسلام

(۱) الدر المختار و رد المحتار: ۱۶۰/۹، کتاب الإکراہ، مطلب: بیع المکرہ فاسد و زوائدہ مضمونہ بالتعدی.

نہیں ہے؛ شرعاً اس کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۳/۷۳۵)

الجواب: حالت مذکورہ ایسی حالت اضطراب و اکراہ نہیں ہے کہ جس کی وجہ سے کلمہ کفر کہنا اور خروج عن الاسلام کا اقرار کرنا درست ہوتا کہ وہ شخص ﴿إِلَّا مَنْ أَكْرَهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ﴾ (سورہ نحل، آیت: ۱۰۶) میں داخل ہو کر مسلمان رہے، بلکہ شخص مذکور بہ مجرد کہنے اس کلمہ کے کہ میرا مذہب اسلام نہیں ہے کافر ہو گیا اس کو تجدید اسلام لازم ہے اور توبہ و استغفار ضروری ہے تاکہ وہ پھر اسلام میں داخل ہو اور جماعت مومنین میں داخل ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اس غرض سے کہ اولاد زندہ رہے بت کی پوجا کرنا: صریح کفر و شرک ہے

سوال: (۳۷۰) ایک شخص نے اس خیال سے کہ اس کی اولاد ہمیشہ ضائع ہو جایا کرتی تھی، مع اپنی عورت اور ایک دوسری اجنبی عورت کے بت ماما کی پوجا کی، اور بت ماما کے لیے گندم پکا کر تقسیم کیے، آیا اس فعل کے بعد یہ تینوں دائرہ اسلام میں داخل ہیں؟ اور ان کا نکاح بحالہ قائم ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۵-۴۴/۱۴۹۲)

الجواب: یہ فعل کفر اور شرک صریح ہے، ان کو تجدید اسلام اور توبہ اور استغفار اور تجدید نکاح کرنا لازم ہے۔ کذا حققه في الدر المختار و رد المحتار (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بیماری سے شفا کے لیے خنزیر کا بچہ دیوی پر چڑھانا

سوال: (۳۷۱) زید نہایت ہی مہلک عارضہ میں مبتلا ہو گیا، اور بعض کے کہنے سے معلوم ہوا کہ کسی دشمن نے اس کو موٹھ ماری ہے (جادو کیا ہے)، اس کو اپنے مرنے کا پورا یقین ہو گیا، بعض

(۱) قال في الشامي: ما يكون كفراً اتفاقاً يبطل العمل والنكاح إلخ. (الشامي: ۶/۲۷۸، كتاب الجهاد، باب المرتد، آخر مطلب: الإسلام يكون بالفعل كالصلاة بجماعة)

وفي العالم غيرية: ثم إن كانت نية القاتل الوجه الذي يمنع التكفير فهو مسلم، وإن كانت نيته الوجه الذي يوجب التكفير لا تنفعه فتوى المفتي، ويؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلك وبتجديد النكاح بينه وبين امرأته، كذا في المحيط. (الفتاوى الهندية: ۲/۲۸۳، كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة)

مشرکین کے اغواء سے بچہ خنزیر منگا کر دیوی پر چڑھایا، برادری نے اس کو علیحدہ کر دیا ہے اس کے لیے کیا کفارہ ہے؟ (۱۳۴۱/۵۳۵)

الجواب: کفارہ شرعی یہی ہے کہ وہ توبہ اور استغفار کرے اور تجدید اسلام کرے، اور کلمہ شہادت پڑھے اور اپنے فعل پر نادم اور مستغفر ہو اور آئندہ ایسی حرکت نہ کرے۔ وعدہ صادقہ ہے: ﴿وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ﴾ (سورہ شوریٰ، آیت: ۲۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بتوں کے نام پر قربانی کرنے کی نذر ماننا

سوال: (۳۷۲) زید نے نذر کی کہ اگر میرا لڑکا تندرست ہو جاوے تو میں شیب کالی یا اور بتوں کے نام پر ایک گوسپند (۱) قربانی کروں گا، لڑکا تندرست ہو گیا، اس نے ایک ہندو کو بکری دے کر کہا کہ تم میری طرف سے اس گوسپند کو ڈھول کی آواز کے ساتھ قربانی کر دو، ہندو نے اس کے کہنے کے موافق کالی کے واسطے گوسپند قربانی کر دی زید کافر ہوا یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۲۲۸۷)

الجواب: زید عاصی و فاسق اور مرتکب فعل حرام ہوا، نذر لغیر اللہ حرام ہے اور مرتکب اس کا فاسق ہے، شامی میں نذر لغیر اللہ کے باطل و حرام ہونے کی وجہ میں بیان کیا ہے۔ قولہ: (باطل و حرام) لوجوه: منها أنه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا يجوز، لأنه عبادة والعبادة لا تكون لمخلوق ومنها: أن المندور له ميت والميت لا يملك، ومنها: أنه إن ظن أن الميت يتصرف في الأمور دون الله تعالى واعتقاده ذلك كفر إلخ (۲) اس سے معلوم ہوا کہ اگر اعتقاد اس کا بتوں کے تصرفات کا ہے ماسواء اللہ تعالیٰ کے تو یہ اعتقاد کفر ہے، اس صورت میں احکام کفر جاری ہوں گے اور تجدید اسلام و تجدید نکاح کی ضرورت ہوگی، اگر وہ اس اعتقاد سے انکار کرے تو اس کی تکفیر نہ کی جاوے گی، پھر بھی تجدید اسلام و تجدید نکاح احوط ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) گوسپند: بھیڑ، بھیڑی، دُنِب، مینڈھا، بکری، بکرا۔ (فیروز اللغات)

(۲) الشَّامِي عَلَى النَّذْرِ الْمُخْتَار: ۳/۳۷۹، کتاب الصَّوم، باب ما يفسد الصَّوم وما لا يفسد، مطلب في النذر الذي يقع للأموال من أكثر العوام من شَمْعٍ أَوْ زَيْتٍ أَوْ نَحْوِهِ.

سوال: (۳۷۳) ایک مسلمان کا لڑکا بیمار ہوا اس کے والدین نے سیتلا مانا یعنی ایک بت کی منت مانی کہ ہمارا لڑکا اچھا ہو جائے گا تو ایک بکرا چڑھاویں گے، بعد شفا ہونے کے ایک بکرا منت کا کسی ہندو کے ذریعہ سے بت پر لے جا کر کاٹا گیا، اور گاؤں کے ہندو لوگوں میں تقسیم ہوا، لڑکے کے والدین کا اسلام و نکاح باقی رہا یا نہ؟ (۱۳۴۲/۳۱۷ھ)

الجواب: وہ دنوں عاصی و فاسق ہوئے توبہ واستغفار کریں اور تجدید نکاح کر لینا اچھا ہے اور احوط ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۳۷۴) ایک مسلم نے دیوتا کے نام پر نذر کی جس کی یہ صورت ہوئی کہ یہ ایک ہندو کے مکان میں رہتا تھا، ہندو نے یہ نذر کی اگر یہ شخص تندرست ہو گیا تو میں ایک بکرا قربان کروں گا، مسلمان نے اس نذر کو پورا کیا تھا، اب یہ مسلمان ہے کہ نہیں؟ (۱۳۴۷-۸۲۷/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اس صورت میں شخص مذکور پر حکم کفر و ارتداد کا نہ کیا جائے گا، لیکن احتیاط تجدید ایمان و تجدید نکاح و توبہ واستغفار لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جو شخص یہ کہتا ہے کہ ہمارا خدا انگریز ہیں، وہی

ہم کو رزق دیتے ہیں الخ: وہ کافر و مرتد ہے

سوال: (۳۷۵) ایک شخص کلمات کفریہ زبان پر لاتا ہے، مثلاً یوں کہتا ہے کہ ہمارا خدا انگریز ہیں، وہی ہم کو رزق دیتے ہیں، خالی نماز پڑھنے سے کوئی فائدہ نہیں، اسی قسم کی اور بھی باتیں کہتا ہے ایسے شخص کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہیے؟ (۱۳۴۵-۴۴/۳۰۱-۱۳۴۵ھ)

الجواب: جس شخص نے کلمات مذکورہ کہے وہ کافر و مرتد ہو گیا، جب تک وہ توبہ نہ کرے اور تجدید اسلام نہ کرے اس وقت تک اس سے میل جول ترک کر دینا چاہیے، اور اس کو برادری سے خارج کر دینا چاہیے، اور اس کی شادی وغنی میں ہرگز شریک نہ ہونا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جو شخص تقدیر اور عذابِ قبر میں شک کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ خدا تو راستہ میں

پڑا ہے اس کو ہر وقت پکارنے کی کیا ضرورت ہے؟! وہ کافر ہے یا مسلمان؟

سوال: (۳۷۶)..... (الف) زید ہر کام کے شروع میں بسم اللہ کہنے کا عادی ہے، ایک روز عمر نے زید کو اس بسم اللہ کہنے پر بہت طعن و تشنیع کی، اور یہ کہا کہ خدا تو راستہ گھاٹ میں پڑا ہے اس کو ہر وقت پکارنے کی کیا ضرورت ہے؟

(ب) عمر ہمیشہ تقدیر کے مسئلہ میں علماء سے طعن و تشنیع اور بحث کرتا ہے۔

(ج) اور عمر عذابِ قبر کے بارے میں شک کرتا ہے اور علماء سے ہمیشہ بحث و تکرار کرتا ہے اور

جاہلوں کو بد عقیدہ کرتا ہے، عمر کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۰۴۸/۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف-ج) احکام شرعیہ پر استہزاء کرنا کفر ہے، اور بسم اللہ پڑھنے پر استہزاء کرنا، اسی طرح تقدیر کے مسئلہ میں شک کرنا اور عذابِ قبر میں شک کرنا اور علماء کو بے وجہ سب و شتم کرنا یہ جملہ امور حرام ہیں، بعض ان میں سے حد کفر کو پہنچتے ہیں، لہذا عمر کو توبہ کرنا و تجدید اسلام و تجدید نکاح کرنا لازم ہے۔ رد المحتار شامی: ۳/۲۸۴ میں ہے: ولذا قال في المسألة: و بالجملة فقد ضم إلى التصديق بالقلب، أو بالقلب واللسان في تحقيق الإيمان أمور الإخلال بها إخلال بالإيمان اتفاقاً، كترك السجود لصنم (۱) وقتل نبي و الاستخفاف به و بالمصحف و الكعبة و كذا مخالفة أو إنكار ما أجمع عليه بعد العلم به، لأن ذلك دليل على أن

(۱) شامی میں اور شرح فقہ اکبر کے اکثر نسخوں میں ایسا ہی ہے، البتہ شرح فقہ اکبر کے حاشیہ پر جو نسخہ ہے اس میں کالسجود لصنم ہے، اور اس اقتباس کی آخری عبارت: لأن ذلك دليل على أن التصديق مفقود سے اس نسخہ کی تائید ہوتی ہے، نیز شرح عقائد کی درج ذیل عبارت بھی اس کی مؤید ہے: ولا نزاع في أن من المعاصي ما جعله الشارع إمارة للتكذيب و علم كونه كذلك بالأدلة الشرعية كسجود الصنم و إلقاء المصحف في القاذورات . (شرح العقائد النسفية، ص: ۸۳، مبحث الكبيرة لا تخرج العبد المؤمن من الإيمان، المطبوعة، رشيدية، دہلی)

التَّصَدِيقُ مَفْقُودٌ الْخ . قلت : و يظهر من هذا أنَّ ما كان دليل الاستخفاف يكفر به ، وإن لم يقصد الاستخفاف الخ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جس نے یہ کہا کہ میں تمہارے خدا کو ٹھینگا دکھاتا ہوں: وہ کافر و مرتد ہے

سوال: (۳۷۷) جو مسلمان غصہ میں اللہ جل شانہ کے نام پر یہ کہے: میں تمہارے خدا کو ٹھینگا دکھاتا ہوں (۲) والعیاذ باللہ تعالیٰ، اور اسی قسم کے الفاظ گستاخی اور بے ادبی کے خدا تعالیٰ کی شان میں استعمال کرے تو وہ مسلمان ہے یا نہیں؟ (۱۰۷۱/۱۳۳۵ھ)

الجواب: شخص مذکور شرعاً قطعاً کافر و مرتد ہے، اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہوگئی، اس کو تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جو شخص یہ کہتا ہے کہ خدا الاشے ہے، بلکہ

مخلوق کا ہر فرد خدا ہے: وہ ملحد و کافر ہے

سوال: (۳۷۸) ایک شخص کے عقائد حسب ذیل ہیں، اس کے لیے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ یہ کہ خدا الاشے ہے، بلکہ مخلوق کا ہر فرد خدا ہے، نعوذ باللہ تعالیٰ، قرآن مجید میں جن لوگوں کا ذکر آیا ہے ان کی عبادت اور ان کو سجدہ کرنا جائز ہے، اور یہ خود بھی اپنے مریدوں سے سجدہ کراتا ہے۔

(۱۰۷۱/۱۳۳۵ھ)

الجواب: ایسے شخص کے ملحد اور کافر ہونے میں کسی کو شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ وہ شخص خدا ہے تعالیٰ ہی کا منکر ہے، فقہاء رحمۃ اللہ علیہ نے ضروریات دین کے انکار کو کفر لکھا ہے، پس جو شخص ذات باری تعالیٰ کا ہی انکار کرے یا ہر فرد مخلوق کو خدا کہے اس کے کافر و مشرک ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے؟ ﴿وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾ (سورہ نور، آیت: ۳۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) رد المحتار علی الدر: ۶/۲۷۰، کتاب الجہاد، أوائل باب المرتد .

(۲) ٹھینگا دکھانا: اگوٹھا دکھانا، چڑانا۔ ۱۲ (فیروز اللغات)

خدا کی قدرت کی نفی کرنا موجب کفر ہے

سوال: (۳۷۹) ایک شخص نے چند طلباء کے متعلق جو نماز میں بہت غفلت اور سستی کرتے تھے یہ کہا کہ تمہارے دل اب ایسے زنگ آلودہ اور سیاہ ہو گئے ہیں کہ ان کو اب خدا بھی صاف نہیں کر سکتا، یہ کلمہ کفر ہے یا نہیں؟ اور کہنے والے کے لیے تجدید نکاح ضروری ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵ھ/۳۰۲۹)

الجواب: چونکہ یہ کلمہ کفر کا ہے اور بہ ظاہر اس سے نفی قدرت حق تعالیٰ کی ہوتی ہے، اس لیے اس شخص کو توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح کر لینا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایسے خدا کی ایسی تیسی: کہنا کفر ہے

سوال: (۳۸۰) بکر کا قول ہے کہ میں الفت خداوندی میں فنا ہو گیا ہوں، خدا مجھ کو قلیل دنیا دیتا تھا میں نے نہیں لی، معاذ اللہ یہ بھی کہتا ہے کہ ایسے خدا کی ایسی تیسی یہ کلمات کفریہ ہیں یا نہیں؟ (۱۳۳۷ھ/۲۱۱۲)

الجواب: بکر کا یہ کہنا کہ ایسے خدا کی ایسی تیسی والعیاذ باللہ تعالیٰ کلمہ کفر ہے، لہذا بکر کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے؟

سوال: (۳۸۱) من حلف بغیر اللہ فقد أشرك حدیث ہے یا قول فقہاء؟ اور علماء نے جو لَعْمَرِي لکھا ہے اس کے کیا معنی ہیں؟ (۱۳۳۰ھ/۳۹۰)

الجواب: من حلف بغیر اللہ فقد أشرك، رواہ الترمذی (۱) پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث

(۱) عن سعد بن عبيدة أن ابن عمر رضي الله عنهم سمع رجلاً يقول: لَا وَالْكَعْبَةِ! فقال ابن عمر: لَا تُحْلِفْ بِغَيْرِ اللَّهِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ، هذا حديث حسن (جامع الترمذی: ۲۸۰/۱، أبواب النذور والأيمان، باب في كراهية الحلف بغير الله)

شریف ہے اور ترمذی میں ہے۔ اور لَعْمَرِي جو علماء و فقہاء کے کلام میں کہیں آگیا ہے اس سے مراد حلف اور یمنین نہیں ہوتی، بلکہ تاکید کلام کے لیے ایسا کہہ دیا جاتا ہے، اور بعض فقہاء نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ اس میں مضاف حذف ہے، یعنی اصل یہ تھا لَوْ اَهَبَ عَمْرِي یعنی قسم ہے اللہ کی جو دینے والا ہے میری عمر کا۔ کذا فی الشَّامِي (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

یہ کہنا کفر ہے کہ نہ مجھے خدا کی ضرورت ہے نہ خدا کی جنت کی

سوال: (۳۸۲) ایک واعظ نے ایک عورت زانیہ کو نصیحت کی کہ وہ زنا چھوڑ دے، اس پر عورت نے جواب دیا کہ نہ مجھے خدا کی ضرورت ہے نہ خدا کی جنت کی، شرعاً اس عورت کا نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں؟
(۱۳۳۲/۲۵۷۸ھ)

الجواب: اس عورت پر حکم کفر و ارتداد کا لاحق ہو گیا، اور نکاح اس کا فسخ ہو گیا، اس کو توبہ کرا کر اور تجدید اسلام کرا کر پھر نکاح کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

یہ بات بے اصل ہے کہ حضور ﷺ اور حضرت

علیؑ ایک ہی نور سے پیدا کیے گئے ہیں

سوال: (۳۸۳) بعض اہل علم کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور حضرت علیؑ ایک ہی نور سے پیدا کیے گئے ہیں اس کی کیا اصلیت ہے؟ (۱۳۳۶-۳۵/۱۹۶ھ)

الجواب: اس کی کچھ اصلیت صحیح احادیث سے ثابت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) أقول: لكن قال فاضل الروم حسن جَلْبِي فِي حَاشِيَةِ الْمَطَوَّلِ : قوله لَعْمَرِي يُمكن أن يُحمل على حذف المضاف : أي لو اهب عمري ، وكذا أمثاله مما أقسم فيه بغير الله تعالى كقوله تعالى: وَالشَّمْسُ، وَاللَّيْلُ، وَالْقَمَرُ، وَنَظَائِرُهُ : أي وَرَبِّ الشَّمْسِ إلخ. ويمكن أن يكون المراد بقولهم لَعْمَرِي و أمثاله ذكر صورة القسم لتأكيد مضمون الكلام و ترويجه فقط ، لأنه أقوى من سائر المؤكّدات. (رد المحتار على الدرر: ۹۲/۱، تقديم المؤلف ، مطلب: أفضل صيغ الصلاة)

سوال: (۳۸۴) کیا نور کے دو ٹکڑے ہوئے ایک سے آنحضرت ﷺ دوسرے سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ پیدا ہوئے؟ (۱۸۰۳/۱۳۳۹ھ)
الجواب: یہ ثابت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا تمام کائنات نور نبوی سے پیدا شدہ ہے؟

سوال: (۳۸۵) ایک فریق اس بات کا قائل ہے کہ نور نبوی سے تمام کائنات پیدا شدہ ہے حتیٰ کہ مور، چکور، جن، انسان وغیرہ وغیرہ، منکرین اس بات سے انکار کرتے ہیں۔ (۱۳۳۸/۱۲۸۶ھ)
الجواب: حضرت آدم علیہ السلام کا مٹی سے پیدا ہونا اور پھر ان کے ذریعہ سے تمام بنی آدم کی خلقت مٹی سے ہونا: آیات قطعیہ میں منصوص ہے (۱) اور آنحضرت ﷺ بھی اولاد حضرت آدم علیہ السلام سے ہیں، اور سلسلہ نسب آپ کا معلوم و معروف ہے، اور جنات کا آگ سے پیدا ہونا قرآن شریف میں مذکور ہے (۲) اور تمام دواب و طیور وغیرہ حیوانات کا مٹی سے پیدا ہونا معلوم ہے، پس اگر وہ روایت (۳) ثابت بھی ہو تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے جو قائلین سمجھے ہیں (۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) ﴿إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ﴾ (سورہ آل عمران، آیت: ۵۹)، ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ﴾ (سورہ حجر، آیت: ۲۶)، ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُونَ﴾ (سورہ روم، آیت: ۲۰)، ﴿وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْوَاجًا﴾ (سورہ فاطر، آیت: ۱۱) اور ﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا﴾ (سورہ مؤمن، آیت: ۶۷)
(۲) ﴿قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ﴾ (سورہ اعراف، آیت: ۱۲)، ﴿وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السَّمُومِ﴾ (سورہ حجر، آیت: ۲۷) اور ﴿وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ﴾ (سورہ رحمن، آیت: ۱۵)

(۳) اس روایت سے اول ما خلق اللہ نوری الخ کی طرف اشارہ ہے، جس کی تفصیلی بحث کتاب الایمان کے سوال: (۲۲۶) میں آچکی ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

(۴) بلکہ نور ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ صفت ہدایت کے لحاظ سے ساری انسانیت کے لیے مینارہ نور ہیں، یہی نور ہے جس کی روشنی میں انسانیت کو خدا تعالیٰ کا راستہ مل سکتا ہے اور جس کی روشنی ابد تک درخشندہ و تابندہ رہے گی۔ (اختلاف امت اور صراط مستقیم: ۱/۳۷، دیوبندی بریلوی اختلاف، چار اختلافی نکات، (۱): نور اور بشر، مطبوعہ: مکتبہ حجاز دیوبند)

آپ ﷺ کے نور کو خدا کے نور کا جزو ماننا غلط اور باطل عقیدہ ہے

سوال: (۳۸۶) جو شخص آپ ﷺ کے نور کو خدا کے نور کا جزو مانتا ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ عوام الناس کو ایسے مسائل کی تحقیق کی ضرورت ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۹۵۶)

الجواب: آپ کے نور کو جزو نور حق تعالیٰ کہنا غلط اور عقیدہ باطل ہے، اللہ تعالیٰ تجزی سے پاک ہے، اور حدیث شریف میں آپ کی دعا میں یہ الفاظ وارد ہیں: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي نُوْرًا (۱) اور ظاہر ہے کہ دعا آپ کی مقبول ہے (پس آپ ﷺ منور ہیں، مگر آپ ﷺ کا نور اللہ کے نور کا جزو نہیں، سعید احمد پالن پوری) البتہ ایسے مسائل میں عوام کو بحث و تحقیق و تدقیق کرنا اچھا نہیں ہے۔

جو شخص لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ محبوب سبحانی، عبد القادر جیلانی

رسول اللہ کہتا ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

سوال: (۳۸۷) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ محبوب سبحانی، عبد القادر جیلانی رسول اللہ کے قائل اور معتقد کی نسبت کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۵/۴۴۰)

نعر

خلقت ہے تیرے ہاتھ، قضاء تیرے ہاتھ ہے ﴿مختار تو، خدا کی رضا تیرے ہاتھ ہے﴾ آفاق کی فدا و بقاء تیرے ہاتھ ہے ﴿سب کار گاہ صنع خدا تیرے ہاتھ ہے﴾ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

الجواب: جملہ اولیٰ کے قائل و معتقد کے کفر و شرک میں کچھ ریب و شک نہیں ہے، اور ایات کا معتقد بھی اگرچہ اسی درجہ میں ہے لیکن اس میں فی الجملہ تاویل کی گنجائش ہے و لضعیفاً۔ فقط

یہ عقیدہ کہ محمد رسول اللہ معبود ہیں: شرک جلی ہے

سوال: (۳۸۸) ایک شخص نے کلمہ شریف کے معنی یہ قائم کیے ہیں کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور

(۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال: (۳۰۴) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

وہ کون ہے محمد رسول اللہ، پس ایسے شخص کے پیچھے اقتداء جائز ہے یا نہیں؟ اور تجدید نکاح کی بابت کیا فتویٰ ہے؟ (۱۱۰۱/۱۳۳۵ھ)

الجواب: ترجمہ کلمہ طیبہ کا یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد ﷺ اللہ کے پیغمبر ہیں۔ یہ ترجمہ کرنا اس شخص کا کہ وہ کون ہے محمد رسول اللہ یہ ترجمہ غلط ہے اور یہ عقیدہ کہ محمد رسول اللہ ﷺ معبود ہیں، صریح شرک ہے اس شخص کے پیچھے نماز صحیح نہیں، ایسے عقیدہ والا مرتد ہے نکاح اس کا نسخ ہو گیا، بعد توبہ اور تجدید اسلام کے تجدید نکاح ضروری ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿لَا تَتَّخِذُوا آلَ الْهِنِ اٰثِنِيْنَ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ (سورہ نحل، آیت: ۵۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رسول اللہ کو خدا ماننے والا کافر ہے

سوال: (۳۸۹) زید رسول اللہ ﷺ کو خدا بتاتا ہے اور ثبوت میں أنت انا پیش کرتا ہے۔
نعر

محمد کو خدا ہم کیوں نہ بولیں ﴿خدا ہی کہہ چکا أنت انا ہے﴾
آیا أنت انا حدیث قدسی کے الفاظ ہیں یا قرآن شریف کے یا کسی بزرگ کا مقولہ ہے اور حکم اس کا کیا ہے؟ (۳۰۵۰/۱۳۳۲ھ)

الجواب: یہ حدیث نہیں یعنی یہ لفظ أنت انا نہ کسی حدیث کے الفاظ ہیں اور نہ قرآن کے، یہ ملحدوں کا باطل عقیدہ ہے کہ ایسا اعتقاد کریں والعیاذ باللہ، بلکہ یہ کلمہ کفر کا ہے اور اشعار جو مذکور ہوئے وہ بھی کفریہ اشعار ہیں ان کا پڑھنا اور سننا مسلمانوں کو جائز نہیں ہے، پس جو شخص ایسا عقیدہ رکھے وہ کافر و زندقہ ہے، اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت فرماوے اور توبہ و اسلام نصیب فرمائے آمین۔ فقط واللہ اعلم

یہ کہنا کہ حضور ﷺ عین ذات حق ہیں: کھلا ہوا کفر ہے

سوال: (۳۹۰) بعض صاحب کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام انس انس (انسانوں کی انسیت) کے لیے پردہ بشریت میں تشریف لائے ہیں، والّا عین ذات حق ہیں، اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۲۲۳۳/۱۳۳۷ھ)

الجواب: یہ کھلا ہوا کفر اور الحاد ہے، اور قائل اس کلام کا مرتد و کافر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خدا اور رسول خدا ﷺ کو سب و شتم کرنا کفر ہے

سوال: (۳۹۱) ایک عورت نے خدا اور رسول اللہ ﷺ کی شان میں بہت بے جا الفاظ کہے اور دین محمدی سے اعراض اور اس کی توہین کرتی ہے، اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۵ھ-۱۳۳۸ھ/۶۶۸-۶۷۱)
الجواب: خدا تعالیٰ اور اس کے پیغمبروں کو سب و شتم کرنا کفر ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کفار کی یہ صفت بتلائی ہے کہ اللہ کو گالی دیں گے۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ (سورہ انعام، آیت: ۱۰۸) پس اس کو توبہ کرائی جاوے۔ فقط

بعض معجزات کا انکار کرنا کفر ہے

سوال: (۳۹۲) بہت سے لوگ نماز روزہ ادا کرتے ہیں، لیکن وہ انبیاء علیہم السلام کے ان معجزات کے منکر ہیں جو کلام مجید میں آئے ہیں، ان کو مسلمان کہنا اور ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۸ھ/۲۲۱)
الجواب: بعض معجزات جو کہ نصوص قطعیہ سے ثابت ہیں ان کا انکار کفر ہے (اور کافر کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غصہ کی حالت میں خدا اور رسول خدا ﷺ

کی شان میں اہانت آمیز الفاظ کہنا

سوال: (۳۹۳) اگر کوئی عورت اپنے خاوند پر مشتعل ہو کر خدا تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی شان مبارک میں الفاظ اہانت کے کہے، تو ایسی عورت اسلام سے خارج ہوگئی یا نہیں؟
(۱۳۳۳ھ/۱۵۶۷)

الجواب: عورت مذکورہ کو توبہ کرنی چاہیے، توبہ کے بعد تجدیدِ نکاح بھی ضروری ہے۔ فقط

یہ کہنا کفر ہے کہ مجھ کو خدا اور رسول سے کچھ واسطہ نہیں

سوال: (۳۹۴) ایک شخص نے پانچ چھ آدمیوں کے رو بہ رو علی الاعلان یہ کہا کہ مجھ کو خدا اور رسول سے کچھ واسطہ نہیں وہ شخص مسلمان رہا یا نہیں؟ (۱۶۱۱/۱۳۳۸ھ)

الجواب: یہ کلمہ کفر ہے اس شخص کو توبہ و تجدیدِ اسلام و تجدیدِ نکاح کرنا چاہیے اور آئندہ ایسے کلمات سے احتراز کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خدا اور اس کے رسول کا انکار کرنا کفر ہے

سوال: (۳۹۵) خدا اور رسول سے منکر ہونا کیسا ہے؟ (۱۶۲۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: انکار کرنا خدا تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے اور ان کے احکام سے کفر ہے، ایسے لوگوں پر کفر عائد ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شوہر سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے خدا اور رسول کا انکار کرنا

سوال: (۳۹۶) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو گھر سے نکال دیا، ہندہ نے خلع چاہا مگر زید راضی نہ ہوا، ہندہ نے علیحدگی کے لیے یہ عقیدہ اختیار کیا کہ میں خدا اور رسول کی منکر ہوں، تو اس عقیدہ سے ہندہ مرتدہ ہوئی اور نکاح قائم رہا یا فسخ ہو گیا؟ (۹۱۶/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جس وقت ہندہ نے یہ لفظ کہے تھے اسی وقت مرتدہ ہو گئی تھی، اور اس کا نکاح فسخ ہو گیا تھا، اور جب کہ حقوق تلفی کی ابتداء زید ہی کی طرف سے ہوئی تو اب عورت کو تجدیدِ نکاح پر مجبور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ درمختار میں ہے: وارتداد أحدهما..... فسخ إلخ عاجل بلا قضاء إلخ (۱) و تجبر علی الإسلام و علی تجدید النکاح إلخ وفي الشامي: و لا يخفى أن محلّه ما إذا

(۱) الدر المختار مع رد المحتار: ۲۷۲/۴-۲۷۳، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، مطلب:

الصبي والمجنون ليسا بأهل لإيقاع طلاق بل للوقوع.

طلب الزوج ذلك، أما لو سكت أو تركه صريحاً فإنها لا تجبر وتزوج من غيره لأنه ترك حقه، بحر ونهر (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے انکار کرتا ہے وہ کافر ہے

سوال: (۳۹۷) زید مسجد کا متولی ہے، جس نے عدالت میں یہ کہا کہ میں شرع محمدی کو نہیں جانتا اور نہ شریعت پر چلتا ہوں اور نہ محمدی اطاعت کرتا ہوں اور میں محمد ﷺ کی پیروی کو تسلیم نہیں کرتا، اور صاف لفظوں میں یہ کہا کہ مجھے ﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ (۲) سے انکار ہے الخ ایسے شخص کی نسبت کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۴-۳۳/۷۵۷)

الجواب: ایسا شخص از روئے فتویٰ شریعت غراء کافر ہے مسلمان نہیں ہے اور وہ متولی مسجد کا نہیں ہو سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غیر اللہ کی دہائی دینا شرک ہے یا نہیں؟

سوال: (۳۹۸) دہائی غیر اللہ کی دینا حرام ہے یا نہیں؟ مثلاً اس طرح کہنا کہ مہاراجہ رام پرشاد کی دہائی ہے، یہ دہائی دینا شرک ہے یا نہیں؟ جب شرک ہو تو اس شخص پر توبہ اور کلمہ پڑھنا لازم ہے یا نہیں؟ اور جب وہ شرک ہو تو ایمان سے خارج ہو یا نہیں؟ جب ایمان سے خارج ہو تو نکاح باطل ہو یا نہ؟ اگر نکاح باطل ہو تو بغیر نکاح اور توبہ اور کلمہ پڑھنے کے اس کے ساتھ مواصلت و موانست ناجائز ہے یا نہیں؟ اور بغیر تجدید نکاح کے اگر اولاد ہو تو ولد الزنا ہوگی یا نہیں؟

(۱۳۳۴-۳۳/۱۵۷۶)

الجواب: زندوں سے اس قسم کی فریاد چاہنی اور دہائی دینا شرک و کفر و فسق نہیں ہے، اور جب یہ شرک و کفر نہیں ہے تو تمام تفریعات سائل کی باطل ہوئی، إغاثت ملہوف (فریاد رسی) پر بشارت

(۱) الذر المختار والشامی: ۴/۲۷۳، کتاب النکاح .

(۲) سورۃ نساء، آیت: ۵۹، سورۃ نور، آیت: ۵۴، سورۃ محمد، آیت: ۳۳۔

احادیث میں وارد ہے (۱) اور ظاہر ہے کہ اغاثہ فرع استغاثہ کی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

یہ کہنا کہ جب تک خدا کو چشم ظاہری سے نہ دیکھے اور اس

کے قدموں پر سجدہ نہ کرے وہ مسلمان نہیں: کیسا ہے؟

سوال: (۳۹۹) خالد روسیہ وعظ کہتا ہے اور لوگوں کو بدعات و کفریات کی ترغیب دیتا ہے، اللہ کے معنی کہتا ہے کہ تو اللہ ہو جا، اور جب تک خدا کو چشم ظاہری سے نہ دیکھے اور اس کے قدموں پر سجدہ نہ کرے وہ مسلمان نہیں، اور اس کی نماز نہیں ہوتی، اس قسم کی بہت سی خرافات بکتا ہے، ایسے شخص سے مرید ہونا کیسا ہے؟ (۳۲/۲۰۳۰-۱۳۳۳ھ)

الجواب: خالد ملعون لا یریب لحد و مرتد و کافر ہے، اس کے کلمات کفریہ اس تمام بیان سے عیاں ہیں، کوئی مسلمان ان کلمات کفریہ کو سننا بھی گوارہ نہیں کر سکتا، چہ جائیکہ اس کے قائل کو مسلمان سمجھے اور ولی سمجھے، اور پیر بنائے، اس نے اسلام اور دین اور مذہب اور حق تعالیٰ شائے کی نہایت درجہ توہین کی ہے، وہ روسیہ گردن زدنی کے قابل ہے، شیطان مجسم اور ضال و مضل ہے، اس کے بیانات اور وعظ کو سننا حرام ہے، اور اس کے کہنے کے موافق اعتقاد کرنا کھلا ہوا شرک و کفر و ارتداد ہے والعیاذ باللہ، اس کا مرید ہونا جہنم میں پہنچاتا ہے، مسلمانوں کو اس کی صحبت، اس کے اقوال کی سماعت سے احتراز واجب و لازم ہے، وہ واعظ اور پیر کیا ہے؟! مسلمانوں کو اسلام سے خارج کرنے اور مرتد بنانے کی سعی کرتا ہے، حق تعالیٰ اس کے شر سے اہل اسلام رجال و نساء کو محفوظ رکھے، اور اس روسیہ ملحد بدکار کو ذلت و خواری کے ساتھ مطر و دود و فرماوے، آمین۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔ فقط

(۱) عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أغاث ملهوفًا، كتب الله ثلاثًا وسبعين مغفرة، واحدة فيها صلاح أمره كله، وثنتان وسبعون له درجات يوم القيامة. (مشكاة المصابيح، ص: ۴۲۵، كتاب الآداب - باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الثالث)

میرا رزق انگریزوں کے ہاتھ میں ہے: کہنا کفر ہے یا نہیں؟

سوال: (۴۰۰) ایک وفد مسلمانوں کا ایک خان بہادر کے پاس کسی قومی کام کے لیے چندہ مانگنے گیا، انہوں نے فرمایا کہ میرا رزق انگریزوں کے ہاتھ میں ہے، اس لیے میں کچھ چندہ نہیں دے سکتا، ایسا کہنا کفر ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۹ھ/۷۲۸)

الجواب: ایسا کہنا فسق و معصیت ہے، اور گویا مطلب یہ ہے کہ اگر میں چندہ دوں گا تو انگریز ناخوش ہوں گے اور میرا رزق بند کر دیں گے، معاذ اللہ، ایسے عقیدہ سے توبہ لازم ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا﴾ (سورہ ہود، آیت: ۶) پس ایسے عقیدہ باطلہ سے توبہ کرنی چاہیے اور رزاق مطلق اللہ تعالیٰ کو جاننا چاہیے۔ ﴿إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ﴾ (سورہ ذاریات، آیت: ۵۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھنے والوں کو کافر کہنا

سوال: (۴۰۱) زید نے مردمانِ دہ کو آیت کریمہ: ﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾ سے منع کیا کہ نعوذ باللہ اس کے پڑھنے سے کافر ہوتا ہے اور ترکیب نحوی اس کی صحیح نہیں ہے، زید کے اس قول کی نسبت شریعت محمدیہ کا کیا ارشاد ہے؟ اور یہ آیت کون سے پارہ میں ہے؟ (۱۳۳۳ھ-۳۲/۱۳۵۱)

الجواب: آیت کریمہ پارہ حم (۲۶) سورہ محمد کے دوسرے رکوع کے ختم پر ہے: ﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَاكُمْ﴾ (سورہ محمد، آیت: ۱۹)

ترجمہ یہ ہے: پس جان تو یہ کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ، اور بخشش مانگ واسطے گناہ اپنے کے اور واسطے ایمان والوں کے اور ایمان والیوں کے، اور اللہ جانتا ہے جگہ پھرنے تمہارے کی اور جگہ رہنے تمہارے کی۔

پس زید کی سخت جہالت ہے اور زندقہ ہے کہ اس آیت کے پڑھنے والے اور پڑھانے والے کو کافر کہتا ہے، معاذ اللہ ایسا کہنے والا کافر و ملحد ہے، مسلمان نہیں ہے اور ترکیب نحوی اس کی بالکل صحیح ہے،

اَنَّهُ میں ضمیر شان اسم اَن کا ہے اور جملہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خبر اَن کی، اَن اپنے اسم و خبر سے مل کر مفعول ہوا اَعْلَمَ کا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قرآن شریف کی نسبت یہ کہنا کہ یہ کلام بناوٹی ہے کفر ہے

سوال: (۴۰۲) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ماہ رمضان شریف میں زید کلام مجید پڑھتا تھا، بکر آیا اور زید سے بولا کہ تم کیا پڑھتے ہو؟ زید نے کہا کہ کلام الہی پڑھتا ہوں، بکر نے کہا کہ یہ کلام الہی نہیں ہے بلکہ کلام بناوٹی ہے، زید نے کہا کہ تو بہ کر یہ کلام الہی ہے، بکر نے زید کو گالیاں دینی شروع کیں اور زید کے جوتی ماری، علمائے دین بکر کے لیے کیا سزا تحریر فرماتے ہیں؟
(۱۵۳۰/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: البحر الرائق میں ہے: وَيَكْفُرُ إِذَا أَنْكَرَ آيَةً مِنَ الْقُرْآنِ أَوْ سَخَّرَ بَايَةً مِنْهُ إِلَى أَنْ قَالَ: وَبِقَوْلِهِ: وَالْقُرْآنُ أَعْجَمِي (۱) (۱۲۲/۵) قرآن شریف کی نسبت بکر کا یہ کہنا کہ یہ کلام بناوٹی ہے کفر ہے، بکر اس کلمہ سے کافر و مرتد ہو گیا تا وقتیکہ دوبارہ ایمان و اسلام کو قبول نہ کرے مسلمان نہ ہوگا، سب اعمال اس کے حبط ہو گئے، اگر وہ بلا توبہ و بلا ایمان لانے کے اس حالت میں مر جائے تو کافر مرے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

یہ کہنا کہ میں تمہارے قرآن کو نہیں مانتا: کفر ہے

سوال: (۴۰۳) زید اور بکر میں باہم جھگڑا تھا، زید نے بکر سے کہا کہ آؤ بھائی موافق قرآن شریف کے فیصلہ کریں، بکر نے کہا کہ میں تمہارے قرآن کو نہیں مانتا ہوں؛ بکر کا یہ کہنا کیسا ہے؟ اور اس کے لیے کیا حکم ہے؟ اور قرآن شریف ایک ہے یا مختلف؟ (۱۳۳۳-۳۲/۵۹۶ھ)

الجواب: قرآن شریف ایک ہی ہے مختلف نہیں ہے، اور کسی شہر اور کسی قوم کا قرآن شریف جدا جدا نہیں ہے، پس بکر کا قرآن شریف کی نسبت ایسا کہنا کلمہ کفر ہے، بکر کو توبہ کرنی چاہیے، اور تجدید اسلام کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ توفیق توبہ کی اس کو دیوے، اس کے سوا زیادہ کیا لکھا جاوے؟!

سورہ فاتحہ کے قرآن ہونے کا انکار کرنا کفر ہے

سوال: (۴۰۴) جو لوگ الحمد کو قرآن سے مانتے ہیں ان کی کیا دلیل ہے؟ اور جو قرآن میں سے الحمد کو نہیں مانتے ان کی کیا دلیل ہے؟ (۴۲/۲۷۴-۱۳۳۵ھ)

الجواب: سورہ فاتحہ کے قرآن ہونے میں کسی کو خلاف نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قرآن عظیم فرمایا ہے: ﴿كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ﴾ (سورہ حجر، آیت: ۸۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قرآن شریف کی شان میں گستاخی کرنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟

سوال: (۴۰۵) ایک شخص نے قرآن شریف کو سخت گالی دی، اور توبہ کرنے سے صاف انکار کر دیا شرعاً کیا حکم ہے؟ (۲۰۴۰/۱۳۳۷ھ)

الجواب: قرآن شریف کو گالی دینا کفر ہے والعیاذ باللہ، پس اس شخص سے جب کہ وہ توبہ اپنے کفر سے بھی نہیں کرتا مرتدین اور کفار کا معاملہ کرنا چاہیے، اور اس سے قطعاً علیحدگی اور متارکت کی جائے۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ (سورہ أنعام، آیت: ۶۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قرآن و حدیث کو شیطانی کتاب کہنا صریح کفر و ارتداد ہے

سوال: (۴۰۶) ایک مسلمان قرآن و حدیث پر عمل کرتا ہے، اور لوگوں کے نزدیک اس کو بیان کرتا ہے اور لوگوں کو اس پر عمل کرنے کی ترغیب دیتا ہے؛ ایسے شخص کو ایک مسلمان شیطان کہتا ہے، اور قرآن و حدیث کو شیطان کی کتاب کہتا ہے، ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم شرعی ہے؟

(۱۲۹۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: پہلے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ وہ شخص جس کو قرآن شریف اور حدیث شریف پر عمل

کرنے والا بتلایا گیا ہے وہ مروج عامل بالحدیث یعنی کہیں غیر مقلد تو نہیں ہے، جو سلیقہ قرآن و حدیث کے سمجھنے کا اور تطبیق بین الاحادیث کا نہیں رکھتے اور فقہ اور کتب فقہ حنفیہ کا انکار و خلاف کرتے ہیں، ایسے لوگوں کا حال یہ ہے کہ دعویٰ ان کا تو قرآن و حدیث پر عمل کرنے کا ہوتا ہے، مگر حقیقت میں وہ پورے عامل قرآن و حدیث کے نہیں ہیں، ائمہ مجتہدین خصوصاً امام اعظم ابوحنیفہؒ کے خلاف کرتے ہیں اور ان پر طعن کرتے ہیں، اور اگر وہ عامل بالحدیث والقرآن حنفی ہے اور موافق فقہ حنفیہ کے جو عین مطابق قرآن و حدیث کے ہے عمل کرتا ہے اور مقلد ہے حنفی سنی ہے تو ایسے عالم حنفی متبع سنت کو برا کہنا نہایت مذموم و فحش ہے، اور بہر حال قرآن و حدیث اور فقہ کو شیطانی کتاب کہنا والعیاذ باللہ کفر صریح و ارتداد فحش ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قرآن پاک کی نسبت توہین آمیز کلام کی تاویل کرنا

سوال: (۴۰۷) زید و محمود حافظ قرآن ہیں، محمود امام مسجد ہے لیکن اس کے افعال خراب ہیں، زید قرآن شریف کی تلاوت کر رہا تھا، محمود بھی وہاں موجود تھا، زید کو متشابہ لگا، محمود سے کہا کہ ذرا قرآن شریف میں دیکھ دو، اس پر محمود نے معترض ہو کر کہا کہ میاں پڑھتے پڑھتے پینتیس سال تو گزر گئے، ابھی تک متشابہ ہوں سے فرصت نہیں ہوئی، بندہ نے جوانی کے عالم میں پڑھا ہے وہ سب ازبر ہے، زید کہنے لگا کہ سوائے روٹی کمانے اور دنیا سازی کے کیا گدھے کا خایہ (خصیہ) پڑھا ہے، لیکن اس کے بعد زید کہتا ہے کہ میں نے یہ الفاظ محمود کو بہ وجہ خراب افعال ہونے کے کہے ہیں، تو اس صورت میں زید کافر ہو گیا یا نہیں؟ اور زید کہتا ہے کہ میں نے قرآن شریف کی نسبت ایسا نہیں کہا؟

(۱۶۴۱/۱۳۴۱ھ)

الجواب: زید نے اگرچہ سخت لفظ کہا، اور اس کو ایسا کہنا نہ چاہیے تھا لیکن زید کو کافر و مرتد نہ کہا جاوے کیونکہ تاویل ممکن ہے، اور خود زید بھی اس کا اقرار کرتا ہے کہ میں نے قرآن شریف کی نسبت ایسا لفظ نہیں کہا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جو شخص یہ کہتا ہے کہ قرآن اور علم دین پڑھو گے

تو کیا فائدہ ہوگا: وہ کافر ہے یا نہیں؟

سوال: (۴۰۸) جو شخص انگریزی پڑھنے کی ترغیب، تحریض کے واسطے علم دین کی اہانت کرے، اور کہے کہ اگر قرآن پڑھو گے تو کیا فائدہ ہوگا؟ اور علم دین پڑھو گے تو کیا نفع ہوگا؟! ایسا شخص کافر ہے یا نہ؟ (۱۳۳۳-۳۲/۱۳۷۶ھ)

الجواب: برائی اور فتنہ ایسے اشخاص کا ظاہر ہے، عموماً یہی حال ہو رہا ہے کس کس کو کافر کہو گے؟! صبر کرو اور اللہ سے دعا کرو اور ایسے لوگوں سے علیحدہ رہو زیادہ کیا لکھا جائے۔ فقط واللہ اعلم

جو شخص یہ کہتا ہے کہ مجھے قرآن شریف پر اعتبار نہیں: وہ کافر ہے یا نہیں؟

سوال: (۴۰۹) زید حلف باللہ اٹھاتا ہے کہ فلاں کام کروں گا، اور قرآن شریف بھی سر پر اٹھاتا ہے کہ ضرور بالضرور کام کروں گا، چند ایام کے بعد جب وہ کام کرنے کے لیے امر کیا جاتا ہے تو کہتا ہے کہ مجھے قرآن شریف پر اعتبار نہیں ہے، آیا اس کہنے سے وہ کافر ہو گیا یا نہ؟ اور اس کی زوجہ مطلقہ ہو گئی یا نہ؟ (۱۳۳۳-۳۲/۱۷۹ھ)

الجواب: اس میں تو کچھ شبہ اور شک نہیں کہ انکار کرنا قرآن شریف سے کفر ہے، لیکن اس صورت میں تاویل ممکن ہے، اس لیے قائل کو کافر اور مرتد نہ کہا جائے گا۔ ولولم ینفعہ التاویل فاسق ضرور ہوا اور خوف کفر سے توبہ کرے اور تجدید نکاح وغیرہ کر لے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قرآن شریف کو گالی دینے والے کی نسبت کیا حکم ہے؟

سوال: (۴۱۰) ایک شخص نے قرآن شریف کو مغلط گالی دی اس شخص کی نسبت کیا حکم ہے؟

(۱۳۳۳-۳۲/۲۶۴ھ)

الجواب: قرآن شریف کی نسبت ایسا کلمہ کہنا کفر و ارتداد ہے کہنے والا اس کلمہ کا کافر و مرتد

ہے اور نکاح اس کا ٹوٹ گیا تجدید اسلام کرے اور تجدید نکاح کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قرآن وحدیث کونہ ماننے والا کافر و مرتد ہے

سوال: (۴۱۱) بہ تقریب شادی ایک مقام پر بہت سے مسلمان اور علمائے دین جمع تھے، علماء نے باجا اور راگ سے ممانعت فرمائی کہ قرآن وحدیث میں راگ باجا کی بابت سخت ممانعت آئی ہے یہ فعل ہرگز نہ کرو، مسلمانوں نے یہ جواب دیا کہ ہم قرآن وحدیث کو نہیں مانتے، پھر جب دولہن کے مکان پر گئے تو دولہن کے والد نے کہا کہ باجا مت بجو! یہ رسم کفار کی ہے، اس کے جواب میں یہ کہا کہ ہم کافر ہیں، ہم کافر ہیں، جو ہم سے میل جول رشتہ داری رکھے گا وہ بھی کافر ہے، ان کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۵ھ/۱۴۷۰ھ)

الجواب: ان کے کفر میں کچھ شبہ اور تردد نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۴۱۲) زید نے دو معتبر گواہوں کے رو بہ رو اپنی بیوی کو طلاق دیا، اور دوسری مرتبہ کہا: تو میری ماں ہے اور تیسری مرتبہ کہا: تو میری بہن ہے، اور پھر مجمع میں کہا کہ قرآن وحدیث کو نہیں مانتا میں کافر ہوں اس صورت میں کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۵ھ/۱۶۲۹ھ)

الجواب: اس صورت میں طلاق کے واقع ہونے اور زید کے کافر اور مرتد ہونے میں کچھ تردد نہیں ہے، تجدید ایمان اور توبہ کرنے سے وہ مسلمان ہو جاوے گا مگر نکاح قائم نہیں رہا، دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۴۱۳) زید اپنی زوجہ سے بے وجہ جھگڑ رہا تھا، بکرنے اس کو سمجھایا اور قرآن شریف کی آیت پڑھی، اس پر زید نے کہا ہمیں نہیں چاہیے تمہاری آیت اور تمہارا خدا و رسول، اب زید سے توبہ کرائی جائے یا نکاح بھی لوٹایا جائے؟ (۱۳۳۷ھ/۱۶۳۵ھ)

الجواب: یہ کلمہ جو زید کی زبان سے نکلا کلمہ کفر ہے، زید سے توبہ کرائی جائے اور تجدید اسلام و تجدید نکاح کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قرآن و حدیث کی توہین کرنا کفر ہے

سوال: (۴۱۴) ایک پنچایت میں باہمی نفاق دور کرنے کی غرض سے زید نے کچھ ثبوت قرآن شریف اور حدیث شریف سے دیئے، اور یہ چاہا کہ آپس کے نزاع شریعت کے موافق دور ہو جائیں، اس پر بکر نے اٹھ کر زید سے یہ کہا کہ تم ادھر ادھر کے قرآن اور ادھر ادھر کی حدیثوں سے یہ لکچر (Lecture) دے کر اپنا مطلب نکالنا چاہتے ہو؛ ایسے شخص کی بابت شرعاً کیا حکم ہے؟

(۱۰۴۳/۱۳۳۵ھ)

الجواب: قرآن شریف اور حدیث شریف کی توہین کرنا کفر ہے۔ جیسا کہ رد المحتار شامی میں ہے: وبالجملة فقد ضمّ إلى التصديق بالقلب، أو باللسان في تحقيق الإيمان أمور الإخلال بها إخلال بالإيمان اتفاقاً، كترك السجود لصنم (۱) و قتل نبي والاستخفاف به و بالمصحف و الكعبة — إلى أن قال: — لأن ذلك دليل على أن التصديق مفقود إلخ (۲) (شامی: ۲۸۴/۳) پس اس عبارت سے واضح ہوا کہ قرآن شریف کی توہین اور نبی ﷺ کی توہین اور آپ ﷺ کی حدیث کی توہین کفر ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ، لہذا اس شخص کو توبہ کرنی چاہیے اور اس کو تجدید ایمان و تجدید نکاح ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) شامی میں اور شرح فقہ اکبر کے اکثر نسخوں میں ایسا ہی ہے، البتہ شرح فقہ اکبر کے حاشیہ پر جو نسخہ ہے اس میں کالسجود لصنم ہے، اور اس اقتباس کی آخری عبارت: لأن ذلك دليل على أن التصديق مفقود سے اس نسخہ کی تائید ہوتی ہے، نیز شرح عقائد کی درج ذیل عبارت بھی اس کی مؤید ہے: ولا نزاع في أن من المعاصي ما جعله الشارع إمارة للتكذيب و علم كونه كذلك بالأدلة الشرعية كسجود الصنم و إلقاء المصحف في القاذورات . (شرح العقائد النسفية، ص: ۸۳، مبحث الكبيرة لا تخرج العبد المؤمن من الإيمان، المطبوعة، رشيدية، دہلی)

(۲) رد المحتار علی الدر: ۲۷۰/۶، کتاب الجہاد، أوئل باب المرتدّ .

یہ کہنا کفر ہے کہ میں نے قرآن شریف کے ساتھ

استہزاء کیا ہے، اور مسائل شرعیہ سے منحرف ہوں

سوال: (۴۱۵) فتح محمد نے اپنی اراضی قیمۃ نور محمد کو بیع کر دی، وقت بیع قرآن شریف اٹھا کر یہ عہد کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ضامن ہیں اور شاہد ہیں، میں اس کے خلاف ہرگز نہیں کروں گا، ایک مدت تک مشتری کا قبضہ اراضی پر رہا، اس کے بعد بائع نے اراضی دوسرے شخص کو بیع کر دی، جب اس سے کہا گیا تو جواب دیا کہ بیع کے وقت میں نے دھوکا دے کر قیمت وصول کی اور قرآن شریف کے ساتھ استہزاء کیا ہے، اور میں مسائل شرعیہ سے معرض ہوں؛ شخص مذکور اور اراضی و قیمت کا کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۹/۱۲۲۲ھ)

الجواب: دھوکا دینا کسی مسلمان کو اور اس سے معاملہ بیع کا کر کے منحرف ہونا حرام ہے، اور وہ شخص جو مرتکب اس کا ہوا فاسق ہے اور بہ صورت بیع نہ دینے کے واپس کرنا قیمت کا اس پر لازم ہے، اور اگر اس نے صاف یہ کہا ہے کہ میں نے قرآن شریف کے ساتھ استہزاء کیا ہے اور مسائل شرعیہ سے منحرف ہوں تو یہ قول اس کا کفر و ارتداد ہے۔ والعیاذ باللہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قرآن کریم کی توہین کرنا صریح کفر ہے

سوال: (۴۱۶) ایک شخص کی بیوی تلاوت قرآن شریف کر رہی تھی، اس نے زوجہ پر خفا ہو کر قرآن شریف کی بے ادبی ہاتھ اور زبان سے کی، وہ مسلمان رہا یا نہیں؟ اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی یا نہیں؟ (۱۳۳۹/۱۵۷۴ھ)

الجواب: قرآن شریف کی توہین اور استخفاف کرنا کفر و ارتداد ہے اور کفر و ارتداد احدا الزوجین موجب فسخ نکاح ہے۔ کما فی رد المحتار: قال فی المسایرة: و بالجملة: فقد ضُمَّ إلى التصدیق بالقلب، أو بالقلب واللسان فی تحقیق الإیمان أمور الإخلال بها إخلال بالإیمان اتفاقاً، کتیرک السجود لصنم، وقتل نبی، والاستخفاف به، وبالمصحف،

یہ کہنا کفر ہے کہ ہنود اور مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں

نیز ہنود کی مذہبی کتاب اور قرآن کے حکم میں کچھ فرق نہیں

سوال: (۴۱۷) وعظ میں قوم مسلم و دیگر اقوام مثل ہنود کا اجتماع ہو، مسلمانوں کو مخاطب ہو کر فرمانا کہ ہنود اور مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں، ہم لوگ اپنے عقائد جاہلانہ سے آپس میں تفریق ڈالتے ہیں۔

نہ جا، جاہل کی باتوں پر اگر تو دین کا پکا ہے ﴿﴾ اسی پتھر کا بت خانہ اسی پتھر کا مکہ ہے
نعوذ باللہ من ذلك .

اور نیز اذان اور ناقوس میں بھی کوئی فرق نہیں، اور ہنود کی مذہبی کتاب کو قرآن مجید سے تطابق دے کر کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کے حکم میں کچھ فرق نہیں، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟
(۱۶/۱۳۴۰ھ)

الجواب: یہ کلمات کفر کے ہیں ایسا اعتقاد رکھنے والا اور ایسے اعتقادات کی تعلیم دینے والا مسلمان نہیں ہے کافر و مرتد ہے، وہ شخص پیر بنانے کے لائق نہیں ہے، اور عالم کہلانے کا مستحق نہیں ہے، بلکہ فاسق و مبتدع بلکہ کافر و مرتد ہے، مسلمانوں کو اس کے مکائد سے احتراز لازم ہے، اور اس کے کلمات کفریہ سننے سے احتراز واجب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قرآن کے چالیس پاروں کا عقیدہ باطل ہے

سوال: (۴۱۸) ایک شخص کو برے کام سے روکا جاوے کہ قرآن شریف میں یہ باتیں حرام لکھی ہیں، وہ شخص جواب دیتا ہے کہ تم لوگوں نے قرآن کے چالیس سپاروں کے تیس سپارہ کر دیئے، دس سپارہ ہمارے مطلب کے نکال دیئے ایسے شخص کے اعتقاد کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۱۸۳۷/۱۳۳۹ھ)

الجواب: ایسا اعتقاد رکھنا باطل اور غلط ہے، اور وہ شخص مکذب ہے قرآن شریف اور حدیث کا اور وہ سنی مسلمان نہیں ہے، ایسے عقیدہ باطلہ سے اس کو توبہ کرنا لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قرآن کریم کی نسبت ایک نہایت قبیح کفریہ کلمہ

سوال: (۴۱۹) ایک حافظ تراویح میں قرآن شریف جلدی جلدی پڑھتا تھا، لوگوں نے کہا ذرا آہستہ پڑھو اس طرح نماز خراب نہ کرو، اس نے غصہ میں نہایت بے باکی سے کہا کہ اگر اچھا اور عمدہ سننا چاہتے ہو تو میرے اس ذکر سے سنو، علماء نے اس سے توبہ واستغفار کرایا؛ آیا اس کا نکاح فسخ ہو گیا یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۲۸۶۶ھ)

الجواب: اس صورت میں وہ شخص مرتد اور کافر ہو گیا، اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو گئی، بعد تجدید اسلام و توبہ واستغفار اس کا نکاح پھر ہونا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قرآن، نماز، شریعت اور خنزیر کی حرمت کا منکر کافر ہے

سوال: (۴۲۰) ایک شخص قرآن حافظ کہتا ہے کہ قرآن شریف میں اور نماز میں کچھ نہیں، جو شخص پابند شریعت ہو گا وہ قیامت کے روز اندھا ہو کر اٹھے گا، اور اس کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ دنیا میں کوئی چیز خنزیر، پانچا نہ وغیرہ حرام نہیں، اس کے علاوہ بہت سے اعتقادات اسی قسم کے ہیں ایسے شخص کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟ اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور اس سے میل جول کرنا کیسا ہے؟ (۱۳۴۲/۹۹۷ھ)

الجواب: وہ شخص جس کے عقائد وہ ہیں جو مذکور ہیں قطعاً کافر و ملحد ہے، اس کی نماز و روزہ وغیرہ عبادات کچھ قبول نہیں ہیں، اور اس سے ملنا جلنا اور اس کی جنازہ کی نماز پڑھنا اور سلام و کلام کرنا سب ناجائز ہے، اور اس کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہے اور اگر پڑھی تو واجب الاعادہ ہے اس نماز کو پھر پڑھنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

یہ کہنا کفر ہے کہ میں قرآن اور مسجد کو کچھ نہیں جانتا

سینکڑوں قرآن ایسے اڑتے پھرتے ہیں

سوال: (۴۲۱) محمد بخش اور اس کی بیوی مسماۃ بتول میں رنجش اور مقدمہ بازی ہو رہی تھی کہ مسماۃ بتول نے محمد بخش کو بہ ذریعہ بعض آدمیوں کے کہلایا کہ اگر تو مجھے مار پیٹ نہ کرے اور تکلیف نہ دے تو میں تیرے گھر آ جاؤں بہ شرطیکہ تو مسجد میں جا کر قرآن شریف ہاتھ میں لے کر حلف ادا کرے کہ میں کسی قسم کی تکلیف نہ دوں گا، محمد بخش نے جواب میں یہ کہا کہ میں قرآن اور مسجد کو کچھ نہیں جانتا سینکڑوں قرآن ایسے اڑتے پھرتے ہیں، والعیاذ باللہ! اس صورت میں محمد بخش مرتد ہوا یا نہ؟ اور اس کا نکاح فسخ ہوا یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۱۹۰۶ھ)

الجواب: اس صورت میں الفاظ مذکورہ کہنے سے شخص مذکور مرتد ہو گیا، اور ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ قال فی الدر المختار: وارتداد أحدهما فسخ عاجل (۱) پس شخص مذکور بعد توبہ و تجدید اسلام کے مسماۃ بتول سے دوبارہ نکاح کرے، بدون تجدید اسلام و تجدید نکاح کے مسماۃ مذکورہ اپنے شوہر محمد بخش پر حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

میں تمہارے قرآن پر پیشاب کر دوں گا: کہنا کفر ہے

سوال: (۴۲۲) زید و ہندہ میں تکرار ہوا، ہندہ نے کہا: میں قرآن لے کر بددعا کروں گی، زید نے کہا: میں تمہارے قرآن پر پیشاب کر دوں گا نعوذ باللہ من ذلک، اس صورت میں کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۲/۲۲۶۳ھ)

الجواب: اس صورت میں زید کافر و مرتد ہو گیا، اور اس کا نکاح اس کی زوجہ سے ٹوٹ گیا اور فسخ ہو گیا۔ كما في الدر المختار: وارتداد أحدهما فسخ عاجل إلخ (۱) فقط واللہ اعلم

(۱) الدر المختار مع رد المحتار: ۲/۲۷۲، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، مطلب: الصبی والمجنون ليسا بأهل لإيقاع طلاق بل للوقوع.

قرآن شریف کی نسبت توہین آمیز کلمات کہنا

سوال: (۴۲۳) کمال الدین جلد ساز نے اہل اسلام کے مجمع عام میں یہ کلمات کہے کہ میں قرآن شریف کو کچھ چیز نہیں سمجھتا اس کو آگ لگا سکتا ہوں، چند آدمیوں کی شہادتیں منسلک ہیں ایسے شخص کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۳/۲۰۰۶ھ)

الجواب: قرآن شریف کی نسبت کلمات توہین کے کہنا کفر ہے، لیکن اگر کمال الدین انکار کرتا ہے تو یہ انکار اس کا توبہ سمجھا جائے گا، اس کو چاہیے کہ توبہ واستغفار کرے اور تجدیدِ ایمان کرے بعد توبہ واستغفار و تجدیدِ ایمان کے اس کے ساتھ کچھ تعرض نہ کیا جائے، اور اس کو مسلمان سمجھا جائے اور میل جول رکھا جائے، اور اگر وہ شخص توبہ واستغفار و تجدیدِ ایمان سے انکار کرے تو پھر اس سے قطع تعلق کر لیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جو شخص قرآن شریف کو جھوٹا کہتا ہے وہ مرتد و کافر ہے

سوال: (۴۲۴) ایک شخص قرآن مجید موجودہ کو جھوٹا کہتا ہے، اور یہ کہ اس پر عمل کرنا درست نہیں، اس شخص کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۵/۲۱۲۳ھ)

الجواب: جو شخص قرآن شریف موجودہ کو جھوٹا کہے وہ مرتد اور کافر ہے، وہ اسلام سے خارج ہو گیا جب تک توبہ واستغفار و تجدیدِ اسلام نہ کرے اس وقت تک اس سے ملنا جلنا درست نہیں ہے، تمام تعلقات اس سے منقطع کر دیئے جائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تارکِ نماز کافر ہے یا نہیں؟

سوال: (۴۲۵) تارکِ نماز کافر ہے یا نہیں یعنی خارج از اسلام؟ زید کہتا ہے کہ تارکِ نماز کافر خارج از اسلام ہے، اس لیے کہ رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: العهد الذی بیننا

وبینہم الصَّلَاةُ ، فمن تركها فقد كفر (۱) و نیز ارشاد ہے: أَنَّهُ ذَكَرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا فَقَالَ: مَنْ حَافِظٌ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُورًا وَبِرْهَانًا وَنَجَاةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَهُ نُورًا وَلَا بِرْهَانًا وَلَا نَجَاةٌ وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأَبِي بَنِي خَلْفٍ (۲) اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قال: أَوْصَانِي خَلِيلِي أَنْ لَا تُشْرِكَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَإِنْ قُطِعَتْ وَحُرِّقَتْ وَلَا تَتْرُكْ صَلَاةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَ مِنَ الذِّمَّةِ إلخ (۲) اور وارد ہے: وعن عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى عُمَالِهِ أَنْ أَهَمُّ أُمُورِكُمْ عِنْدِي الصَّلَاةُ ، مَنْ حَفِظَهَا وَحَافِظٌ عَلَيْهَا ، حَفِظَ دِينَهُ ، وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لَمَّا سِوَاهَا أَضْيَعُ (۳) (مشكاة كتاب الصلاة) و نیز ارشاد رسول ہے: ليس بين العبد والشرك إلّا ترك الصَّلَاةِ ، فإذا تركها فقد أشرك (۴) (ابن ماجه) و نیز ارشاد خدا ہے: ﴿وَأَقِمُْوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (سورة روم، آیت: ۳۱) اور نیز زید کہتا ہے کہ ملا علی قاری نے مرقاۃ میں، شیخ عبدالحق دہلوی نے لمعات میں تارک نماز کو کافر و خارج از اسلام کا فتویٰ دیا ہے، و نیز حضرت عمر، وابن مسعود، و عبد اللہ بن شقیق وغیرہ نے کافر وَلَا حَظَّ فِي الْإِسْلَامِ کہا ہے، و نیز امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی کافر فرمایا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ عمداً ایسا عمل اہل کفر کا ہے، حماد بن زید و مکحول و مالک و شافعی نے تارک نماز کو مرتد کہا ہے، پس تارک نماز کافر ہوا۔

عمر کہتا ہے کہ تارک نماز کافر نہیں اس لیے کہ آپ نے فرمایا: مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ (۵)

(۱) عن بُرَيْدَةَ رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صَلَّى الله عليه وسلم: العهد، الحديث (جامع الترمذي: ۹۰/۲، أبواب الإيمان، باب ما جاء في ترك الصَّلَاةِ)

(۲) مشكاة المصابيح، ص: ۵۸-۵۹، كتاب الصَّلَاةِ ، قبيل باب المواقيت ، الفصل الثالث .

(۳) مشكاة المصابيح، ص: ۵۹، كتاب الصَّلَاةِ ، قبيل باب المواقيت ، الفصل الثالث .

(۴) عن أنس بن مالك رضي الله عنه عن النبي صَلَّى الله عليه وسلم قال : ليس بين العبد الحديث . (سنن ابن ماجه، ص: ۷۵، أبواب إقامة الصَّلوات والسنة فيها ، باب ما جاء فيمن ترك الصَّلَاةِ)

(۵) (جامع الترمذي: ۹۲/۲، أبواب الإيمان، باب ما جاء في من يموت وهو يشهد أن لا إله إلا الله

ونیز ایک صحابی نے ایک شخص کو اس حالت میں قتل کیا کہ اس نے کلمہ پڑھ دیا تھا، آنحضرت ﷺ غصہ ہوئے اور صحابی جب سوال کیے گئے تو جواب دیا کہ یا رسول اللہ! اس نے جان بچانے کے لیے کلمہ پڑھ دیا تھا حقیقت میں وہ کافر تھا تو آپ نے فرمایا: أَفَلَا شَقِقتَ عَنْ قَلْبِهِ (۱) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ کافر نہیں ہے مؤمن ضرور ہے، اور ایسے کاروزہ قبول ہوگا۔

زید کہتا ہے کہ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مَرَّةً كَثْرَةً مِنْهُ يَكْفِيهِ الْجَنَّةَ (۲) اور نیز آپ نے فرمایا ہے کہ جنت کے قفل کے لیے کنجی چاہیے، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اس کی کنجی ہے جس کے دانستے ہونے چاہیے، پس ارکان اسلام اس کے دانستے ہیں، بغیر دانتیں کے کنجی بے کار ہے، اس لیے بغیر ارکان کے کلمہ بے کار ہے (۳) ونیز عقائد میں بتلایا ہے کہ ایمان و اسلام ایک ہے (۴) جس نے نماز ترک کی وہ کافر ہے نہ مؤمن نہ مسلم، اس کے بغیر کوئی عمل خدا کے یہاں مقبول نہیں، چاہے روزہ ہو یا زکاۃ، زید اپنے قول میں سچا ہے یا عمر؟ اور تارک صلاۃ کافر ہے یا نہیں؟ اور تارک نماز کاروزہ مقبول ہوگا یا نہیں؟ (۳۶/۳۳-۱۳۳۳ھ)

(۱) عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سِرِّيَّةٍ، فَصَبَّحْنَا الْحُرَقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ، فَأَدْرَكْتُ رَجُلًا، فَقَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فُطِعَتْهُ فُوقَ فِي نَفْسِي مِنْ ذَلِكَ، فَذَكَرْتُهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَقَتْلْتَهُ؟ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِنَ السَّلَاحِ، قَالَ: أَفَلَا شَقِقتَ عَنْ قَلْبِهِ. الْحَدِيثُ. (الصَّحِيحُ الْمُسْلِمُ: ۱/۶۷-۶۸، كِتَابُ الْإِيمَانِ - بَابُ تَحْرِيمِ قَتْلِ الْكَافِرِ بَعْدَ قَوْلِهِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)

(۲) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال: (۱۸) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔
(۳) عَنْ وَهْبِ بْنِ مَسْبُوحٍ قِيلَ لَهُ: أَلَيْسَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِفْتَاحَ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: بَلَى، وَلَكِنْ لَيْسَ مِفْتَاحَ إِلَّا وَلَهُ أَسْنَانٌ، فَإِنْ جِئْتَ بِمِفْتَاحٍ لَهُ أَسْنَانٌ فَتَحَ لَكَ وَإِلَّا لَمْ يُفْتَحَ لَكَ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي تَرْجُمَةِ بَابٍ. (مَشْكَاةُ الْمَصَابِيحِ، ص: ۱۶، كِتَابُ الْإِيمَانِ، الْفَصْلُ الثَّالِثُ، وَصَحِيحُ الْبُخَارِيِّ: ۱/۱۶۵، أَوَائِلُ كِتَابِ الْجَنَائِزِ)

(۴) كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَأَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ. فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾ (سُورَةُ ذَارِيَاتٍ، آيَةُ: ۳۵-۳۶) وَصَفَهُمُ اللَّهُ بِالْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ جَمِيعًا لِأَنَّهُ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَهُوَ مُسْلِمٌ. (مَعَالِمُ التَّنْزِيلِ كَامِلٌ، ص: ۸۴۹)

الجواب: قول عمر کا صحیح ہے تارک صلاۃ فاسق اور عاصی ہے کافر نہیں ہے، اور احادیث میں جو اس بارے میں وعید مذکور وارد ہے ان احادیث کی تاویل کی گئی ہے، زید کا قول صحیح نہیں ہے ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکاۃ میں بہ ذیل حدیث: بین العبد و بین الکفر ترک الصلاۃ (۱) تحریر فرماتے ہیں: ثم من التأویلات أن يكون مستحلاً لتركها أو تركها يؤدي إلى الكفر، فإن المعصية بريد الكفر أو يخشى على تاركها أن يموت كافراً أو فعله شابه فعل الكافر (۲) اور شرح فقہ اکبر میں ہے: وَلَا نُكْفِرُ الْخُيَاةَ لَا نَنْسِبُ إِلَى الْكُفْرِ مُسْلِمًا بِذَنْبٍ مِنَ الذَّنُوبِ أَيْ بَارْتِكَابِ مَعْصِيَةٍ كَثِيرَةٍ، وَإِنْ كَانَتْ كَبِيرَةً أَيْ كَمَا يَكْفُرُ الْخَوَارِجُ مُرْتَكِبَ الْكَبِيرَةِ إِذَا لَمْ يَسْتَحِلِّهَا أَيْ لَكِنْ إِذَا لَمْ يَكُنْ يَعْتَقِدُ حَلَّتْهَا لِأَنَّ مِنْ اسْتِحْلَالِ مَعْصِيَةٍ قَدْ ثَبَتَ حَرْمَتُهَا بِدَلِيلٍ قَطْعِيٍّ فَهُوَ كَافِرٌ، وَلَا نُزِيلُ عَنْهُ اسْمَ الْإِيمَانِ أَيْ وَلَا نَسْقُطُ عَنِ الْمُسْلِمِ بِسَبَبِ ارْتِكَابِ كَبِيرَةٍ وَصِفِ الْإِيمَانَ كَمَا يَقُولُهُ الْمَعْتَزِلَةُ الْخ (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۴۲۶) ایک امام مسجد کہتا ہے کہ تارک صلاۃ کافر ہے، اور دلیل میں من ترک الصلاۃ متعمداً فقد کفر (۴) پیش کرتا ہے اور حدیث: العهد الذي بيننا وبينهم الصلاۃ فمن تركها فقد کفر (۵) وغیرہ پیش کرتا ہے، آیا تارک صلاۃ کافر ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۳ھ/۶۲۸)

الجواب: مسئلہ شرعیہ یہ ہے کہ مسلمان بے نمازی کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہیے، کیونکہ تارک نماز فاسق ہے کافر نہیں ہے، جیسا کہ آیت: ﴿الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ﴾ (سورۃ

(۱) عن جابر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: بين العبد، الحديث، رواه مسلم. (مشكاة المصابيح، ص: ۵۸، كتاب الصلاۃ، الفصل الأول)

(۲) مرقاۃ المفاتیح: ۲/۲۵۴، أوائل كتاب الصلاۃ، الفصل الأول، رقم الحديث: ۵۶۹۔

(۳) شرح الفقہ اکبر، ص: ۸۶، قبیل سبب الشیخین الخ، مطبوعہ: مطبع مجتہائی دہلی۔

(۴) عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من ترك الصلاۃ متعمداً فقد كفر جهاراً (المعجم الأوسط للطبرانی: ۲/۲۹۹، باب الجیم، من اسمه جعفر، رقم الحديث: ۳۳۴۸، المطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، و مرقاۃ المفاتیح شرح

مشكاة المصابيح: ۱/۱۳۲، كتاب الإيمان - الفصل الأول، رقم الحديث: ۴)

(۵) سابقہ جواب میں اس حدیث شریف کی تخریج ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۲

بقرہ، آیت: ۳) سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ عطف مغایرت کے لیے ہوتا ہے، اس لیے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص نماز نہ پڑھے تو ایمان سے خارج نہیں ہوا، کیونکہ ایمان فقط تصدیق قلبی کا نام ہے یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کو ایک یقین کرے، اور رسالت کی تصدیق کرے اور جو امور ایمان میں شرط ہیں ان کو مانے تو وہ مؤمن اور مسلمان ہے، اس کو کافر نہ کہنا چاہیے، جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے: لَا تُكْفِرُوهُ بِذَنْبٍ (۱) اور فاسق کے جنازہ کی نماز پڑھنے کا حکم اس حدیث میں ہے: صَلُّوا عَلٰی كُلِّ بَرٍّ وَ فَاجِرٍ الْحَدِيثُ (۲) الحاصل یہ مسئلہ امام مذکور نے غلط بتلایا کہ بے نمازی مسلمان نہیں ہے، البتہ بے نمازی سخت عاصی اور گنہ گار ہے اور فاسق ہے مگر کافر نہیں ہے۔ حنفیہ کا یہی مذہب ہے اور حنفیہ نے احادیث من ترك الصلاة متعمداً فقد كفر (۳) وغیرہ کی یہ تاویل کی ہے کہ وہ شخص قریب کفر کے پہنچ گیا نہ یہ کہ بالکل کافر ہو گیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فرضیت نماز کا منکر کافر ہے

سوال: (۴۲۷) زید نماز کا تارک اور منکر بھی ہے کہ یہ طریقہ معروف قرآن پاک میں مرقوم نہیں ہے، صلاۃ کے معنی مختلف ہیں، حدیث میں چونکہ غلطی کا احتمال ہے لہذا اس کا اعتبار نہیں، لوگوں سے کہتا ہے کہ یہ اٹھا بیٹھی فضول ہے، اس میں وقت ضائع مت کرو، شرعاً ایسے شخص کا کیا حکم ہے اگر وہ توبہ نہ کرے؟ (۱۶۴۵/۱۳۳۰ھ)

الجواب: فرضیت نماز کی قرآن شریف اور حدیث مشہور اور اجماع امت سے ثابت ہے جو دلائل قطعیہ ہیں، اور دلیل قطعی کا منکر کافر ہوتا ہے، لہذا جو شخص فرضیت نماز کا منکر ہو وہ کافر ہے، درمختار میں ہے: وَيَكْفُرُ جاحِذًا لِّبُوتِهَا بِدَلِيلٍ قَطْعِيٍّ وَتَارِكًا عَمْدًا مَجَانَةً أَيْ تَكْسَالًا

(۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال: (۲۶) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں ۱۲۔

(۲) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال: (۱۹۹) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من ترك الصلاة متعمداً فقد كفر جهاراً (المعجم الأوسط للطبرانی: ۲/۲۹۹، باب الجیم، من اسمه جعفر، رقم الحديث: ۳۳۴۸، المطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، ومروقة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: ۱/۱۳۲، كتاب الإيمان - الفصل الأول، رقم الحديث: ۴)

فاسق (۱) اور ہیئت کذا سے نماز کی اور تعداد رکعات کا ثبوت بھی قطعی طور پر متوراث ہے، اور حدیث قطعی کا انکار کرنا کفر ہے۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ (۲) اور حدیث میں ہے: قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: لَا أَلْفَيْنَ أَحَدَكُمْ مَتَّكِنًا عَلَيَّ أُرِيكَتَهُ يَأْتِيهِ الْأَمْرُ مِنْ أَمْرِي مِمَّا أَمَرْتُ بِهِ أَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ، فَيَقُولُ: لَا نَدْرِي مَا وَجَدْنَا فِي كِتَابِ اللَّهِ اتَّبَعْنَاهُ (۳) فقط سوال: (۴۲۸) اگر کوئی شخص از روئے تحقیر کہہ دے کہ نماز جمعہ شروفساد کی نماز ہے تو کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۰/۷۸۰ھ)

الجواب: یہ کلمہ کفر ہے اور وہ شخص کافر و مرتد ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم سوال: (۴۲۹) زید جو مدعی اسلام ہے اس امر کا قائل ہے کہ نماز کا پڑھنے والا کافر ہے، علماء کی غلطی کے باعث یہ نماز ایجاد ہوئی ہے، ورنہ شریعت میں کہیں اس کا نام و نشان بھی نہیں ہے، اللہ کی یاد اور اس کی عبادت دل میں ہونی چاہیے، ایسے شخص کے لیے اور جو لوگ اس کے ہم خیال ہوں ان کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۱/۲۵۶۷ھ)

الجواب: شخص مذکور اور اس کی اتباع وہم عقیدہ لوگوں کے کفر و ارتداد میں کچھ شبہ اور تامل نہیں ہے، ان کے ساتھ معاملہ کفار و مرتدین کا سا ہونا چاہیے، اور اہل اسلام ان کو اپنی جماعت سے علیحدہ کر دیں اور ان کے ساتھ کوئی تعلق باقی نہ رکھیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

یہ کہنا کفر ہے کہ اگر نماز ہی سے مسلمانی ہے تو میں کافر ہی سہی

سوال: (۴۳۰) زید سے کسی نے یہ کہا کہ تم مسلمان ہو، تم کو نماز پڑھنا چاہیے، تم کیسے مسلمان ہو جو نماز نہیں پڑھتے ہو؟ اس نے صاف یہ کہا کہ اگر نماز ہی سے مسلمانی ہے تو میں کافر ہی سہی، یا کوئی شخص یہ کہے کہ جاؤ جاؤ تم ہی بڑے نمازی ہو تم ہی جنت کو جانا ہم دوزخ ہی میں رہیں گے،

(۱) الدر المختار مع الشامی: ۷/۲، أوائل کتاب الصلوة .

(۲) سورۃ نساء، آیت: ۵۹، سورۃ نور، آیت: ۵۴، سورۃ محمد، آیت: ۳۳۔

(۳) عن عبید اللہ بن ابی رافع عن ابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لَا أَلْفَيْنَ أَحَدَكُمْ، الحدیث. (سنن أبی داؤد، ص: ۶۳۵، کتاب السنۃ، باب فی لزوم السنۃ)

ایسے لوگ مسلمان ہیں یا کافر؟ (۱۳۳۹/۱۶۰ھ)

الجواب: یہ کلمہ کفر کا ہے وہ شخص کافر ہو گیا اس کو توبہ و تجدید اسلام کرنا لازم ہے۔ فقط واللہ اعلم

یہ کہنا کہ جو مزہ سماع میں آتا ہے وہ نماز میں نہیں آتا: کیسا ہے؟

سوال: (۴۳۱) اگر کوئی شخص یہ کہے کہ پانچوں وقت کی نماز سے بہتر سماع ہے، جو مزہ سماع میں آتا ہے وہ نماز میں نہیں آتا، اس نماز سے بہتر وہ سماع ہے ایسے شخص کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۴-۳۳/۱۵۱۱ھ)

الجواب: یہ کلمات جو اس شخص کے ہیں کفر کے کلمات ہیں، اللہ تعالیٰ ایسی جہالت سے محفوظ رکھے، ہر چند کہ اس قائل کو کافر نہ کہا جائے، بہ سبب گنجائش تاویل کے احتیاطاً، لیکن اس کے جاہل و بدعتی ہونے میں کچھ تامل نہیں ہے، وہ شخص مخالف شریعت کا ہے، اس کی صحبت سے احتراز لازم ہے اور بالکل متارکت اس سے لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

یہ کہنا کہ پانچ وقت کی نماز پڑھ کر کون بہشت میں گیا: کیسا ہے؟

سوال: (۴۳۲) اگر زید یہ کہے کہ میں فقط تین وقت کی نماز پڑھتا ہوں یہ کافی ہے اور پانچ وقت کی نماز پڑھ کر کون بہشت میں گیا؟ زید پر شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۹/۱۱۰۳ھ)

الجواب: یہ سخت گناہ کی بات ہے اور اس میں خوف کفر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بے وضو نماز پڑھنے والا کافر ہے یا نہیں؟

سوال: (۴۳۳) جو شخص بغیر وضو کے نماز پڑھے اس پر کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۰/۱۸۹۲ھ)

الجواب: اس کے کفر میں اختلاف ہے اور صحیح عدم تکفیر ہے (۱) مگر وہ شخص فاسق و عاصی ہے

(۱) قلت: و بہ ظہر أنّ تعمّد الصّلاة بلا طہر غیر مکفّر کصلّاتہ لغیر القبلة أو مع ثوب نجس، و هو ظاہر المذہب کما فی الخانیة، و فی سیر الوہابیة:

وَفِي كُفْرِ مَنْ صَلَّى بِغَيْرِ طَهَارَةٍ ﷻ مَعَ الْعَمْدِ خُلِفَ فِي الرِّوَايَاتِ يُسْطَرُ
وَفِي الشَّامِي: قَوْلُهُ: (خُلِفَ) أَيِ اخْتِلَافٍ بَيْنَ أَهْلِ الْمَذْهَبِ وَالْمَعْتَمَدِ عَدَمُ التَّكْفِيرِ كَمَا
هُوَ ظَاهِرُ الْمَذْهَبِ. (الدَّرَالْمَخْتَارُ وَالشَّامِيُّ ۱/ ۱۷۰-۱۷۱، أَوَائِلُ كِتَابِ الطَّهَارَةِ)

جس کو نماز کی حالت میں قطرہ آجاتا ہے وہ اُسی

حالت میں نماز پوری کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۴۳۴) ایک شخص کو قطرہ کا مرض ہے، اکثر نماز کی حالت میں بھی قطرہ آجاتا ہے، اگر نماز کے وقت اس کو شبہ ہوتا ہے تو بعد نماز دیکھتا ہے، اگر قطرہ آیا تو نماز لوٹا لیتا ہے، اگر نہ آیا تو نہیں لوٹاتا، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ شبہ ہو جاتا ہے اور دو رکعت اچھی طرح پڑھنے کے بعد آخر میں قطرہ آجاتا ہے؛ اس کو پوری کر لیتا ہے، ایسی حالت میں بلا وضو ہونے کی وجہ سے اس پر گناہ اور کفر کا اعادہ تو نہیں ہوتا؟ (۱۳۱۷/۴۴-۱۳۳۵ھ)

الجواب: وہ گنہ گار نہیں ہوتا اور نہ اس پر کفر عائد ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نماز کی توہین کرنے کا حکم

سوال: (۴۳۵) قومی پنچایت کے ایک شخص نے یہ کہا کہ آپ حضرات جس قدر خاگی معاملات کا اہتمام کرتے ہیں، اگر اس قدر نماز، روزہ یا دیگر امور شرعیہ میں توجہ فرمائیں تو کتنے گھر نمازی ہو جائیں، اس پر صدر پنچایت نے جواب دیا کہ تم پنچایت اور نماز وغیرہ کا مقابلہ کرتے ہو، کیا نماز ہی پڑھنے سے مسلمان ہوتا ہے، ہم اس پر شرط لگاتے ہیں کہ اگر کوئی مولوی صاحب اس کو ثابت کر دیں تو میں دس روپیہ دوں گا، نہیں تو آپ سے لوں گا، اب سوال یہ ہے کہ صدر مذکور کا یہ قول حق بہ جانب ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۷۴۱ھ)

الجواب: صدر پنچایت کا یہ قول لغو ہے اور غلط ہے، بلکہ اس میں خوف کفر ہے کہ اس نے نماز

(۱) اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے: مَا كَانَ فِي كَوْنِهِ كُفْرًا اخْتِلَافًا، فَإِنَّ قَائِلَهُ يُؤْمَرُ بِتَجْدِيدِ النِّكَاحِ وَبِالتَّوْبَةِ وَبِالرَّجُوعِ عَنْ ذَلِكَ بِطَرِيقِ الْاِحْتِيَاظِ إلخ. (الفتاویٰ الہندیۃ: ۲/۲۸۳، کتاب السیر، قبیل الباب العاشر فی البغاة)

کی توہین کی، آنحضرت ﷺ نے نماز کو دین کا ستون فرمایا ہے (۱) گویا جس نے نماز کی پرواہ نہ کی اس نے دین کے ستون کو گرا دیا، اور ترک صلاۃ پر حدیث میں کفر کا لفظ آیا ہے: من ترك الصلاة متعمداً فقد كفر (۲) یعنی جس نے قصداً نماز ترک کی وہ کافر ہو گیا، پس اگرچہ خفیہ تارک صلاۃ کو کافر نہیں کہتے اور حدیث مذکور کی تاویل کرتے ہیں، لیکن فاسق ہونے میں اس کے کچھ شبہ نہیں ہے، اور توہین کرنے والا نماز کی یا ہلکا سمجھ کر چھوڑنے والا نماز کا بہ اتفاق کافر ہے، اور یہی تاویل حدیث مذکور کی ہے، پس صدر مذکور کا قول بالکل بے دینی کی دلیل ہے، اور گویا نماز اس کے نزدیک لائق اہتمام کے نہیں ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فرض نماز کو لغو اور فضول کہنا کفر ہے

سوال: (۴۳۶) خلاصہ سوال یہ ہے کہ زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو فرض نماز سے بارہا روکا کہ نماز کوئی چیز نہیں لغو اور فضول ہے، جب تک میں رہوں ہرگز نماز نہ پڑھو، اس صورت میں زید کافر ہو گیا یا نہیں؟ شرح عقائد نسفی میں ہے: استحلال المعصیۃ کفر والاستہانۃ بہا کفر والاستہزاء علی الشریعۃ کفر الخ (۳) (۱۶۱۷/۱۳۳۵ھ)

الجواب: بے شک استخفاف اور استہزاء ساتھ نماز کے کفر ہے اور بہ حکم و ارتداد أحدهما

(۱) أخبرنا أبو عبد الله الحافظ أنا أبو حامد أحمد بن محمد ثنا زكريا النيسابوري، ثنا يحيى بن يحيى أنا وهب بن جرير ثنا شعبة عن قتادة عن عكرمة عن عمر رضي الله عنه قال: جاء رجل، فقال: يا رسول الله! أي شيء أحب عند الله في الإسلام؟ قال: الصلاة لوقتها، ومن ترك الصلاة فلا دين له، والصلاة عماد الدين.

قال أبو عبد الله: عكرمة لم يسمع من عمر، وأظنه أراد عن ابن عمر (شعب الإيمان للبيهقي: ۳/۳۹، باب الحادي والعشرون من شعب الإيمان: وهو باب في الصلوات، رقم الحديث: ۲۸۰۷، المطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت)

(۲) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال (۴۲۶) میں ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۲

(۳) شرح العقائد النسفی، ص: ۱۶۷، مبحث ردّ النصوص کفر الخ۔

..... فسخ عاجل الخ (۱) (در مختار) نکاح زید کا ہندہ کے ساتھ فسخ ہو گیا۔ فقط واللہ اعلم

یہ کہنا کہ پیر کے کام کے سامنے نماز کچھ چیز نہیں: موجب کفر ہے

سوال: (۴۳۷) زید ایک شخص کا مرید ہے اور زید کا یہ اعتقاد ہے اور یہ قول ہے کہ پیر کے کام کے سامنے نماز کچھ چیز نہیں ہے، زید کا یہ اعتقاد شرعاً کیسا ہے؟ اور زید کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے؟ زید کی گواہی معتبر ہے یا نہیں؟ (۵۳۵/۴۶-۵۱۳۷)

الجواب: زید کا یہ قول زندقہ اور کلمات کفریہ سے ہے، تمام وہ الفاظ جن سے دین اور اس کے کسی رکن کی توہین ہو یا بہ طور استخفاف کہے جائیں موجب الکفر ہیں معاذ اللہ منہ، بلکہ بعض فقہاء رحمہم اللہ نے تو ایسے بے باک اور بد لگام لوگوں پر کفر کا حکم ہی لگا دیا، زید کو ایسے ہتک آمیز اور جاہلانہ الفاظ اور ایسے مہلک اعتقاد سے فوراً توبہ کرنی چاہیے، جب تک تائب نہیں ہوگا اس کی گواہی معتبر نہیں ہوگی، اسی طرح کی پیر پرستی ہے جس کو شرک کہا جاسکتا ہے۔ وفي الخلاصة: يكفر بقوله أنا بريء من الثواب والعقاب الخ (۲) (بحر) وفي المسيرة: كُفِّرَ الحنفيةُ بالفاظ كثيرةٍ وأفعالٍ تصدرُ من المتهتكين لدلائلها على الاستخفاف بالدين الخ (۳) (البحر الرائق: ۵) وفي العالم مغيرةً نقلاً عن المحيط: إذا ترك الرجل الصلاة استخفافاً بالجماعة بأن لا يستعظم تفويت الجماعة الخ أو مَجَانَةً أو فسقاً لا تجوز شهادته (۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا فقراء ترکِ صلاۃ کی وعید سے بری ہیں؟

سوال: (۴۳۸) فقراء جو نماز نہیں پڑھتے ان سے آخرت میں مواخذہ ہوگا یا درگزر اور معافی

(۱) الدر المختار مع رد المحتار: ۲۷۲/۴، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، مطلب: الصبی والمجنون ليسا بأهل لإيقاع طلاق بل للوقوع .

(۲) البحر الرائق: ۲۰۹/۵، کتاب السیر، باب أحكام المرتدين .

(۳) البحر الرائق: ۲۰۲/۵، کتاب السیر، أول باب أحكام المرتدين .

(۴) الفتاوى الهندية: ۴/۳۶۶، کتاب الشہادات، الباب الرابع في من تقبل شهادته ومن لا تقبل، الفصل الثاني فيمن لا تقبل شهادته لفسقه .

دی جائے گی؟ (۱۳۳۷/۹۹۷ھ)

الجواب: ترک صلاۃ پر جو وعید شدید اور عذاب اور مواخذہ وارد ہے (۱) اس سے فقراء ذی ہوش و حواس بری نہیں ہو سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت آدم و حواء علیہما السلام کے نکاح کا انکار کرنا

سوال: (۴۳۹) ایک شخص حضرت آدم و حواء کے نکاح کا منکر ہے، اس انکار سے حضرت رسول کریم ﷺ اور تمام انبیاء کے نسب پر طعن ہوتا ہے یا نہیں؟ ایسے شخص کے متعلق جو شفاء میں ہے: من سبَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ عَابَهُ أَوْ أَلْحَقَ بِهِ نَقْصًا فِي نَفْسِهِ أَوْ نَسَبَهُ أَوْ دِينَهُ أَوْ خَصْلَةً مِنْ خَصَالِهِ أَوْ عَرَضَ بِهِ أَوْ شَبَّهَ بِشَيْءٍ عَلَى طَرِيقِ السَّبِّ لَهُ أَوْ الْإِرْزَاءِ عَلَيْهِ أَوْ التَّصْغِيرِ بِشَأْنِهِ أَوْ الْغَضِّ مِنْهُ أَوْ الْعَيْبِ لَهُ فَهُوَ سَابٌّ لَهُ وَالْحُكْمُ فِيهِ حُكْمُ السَّابِّ يَقْتُلُ (۲) اور حلبی کی یہ عبارت: من قذف أم النبي صلى الله عليه وسلم يقتل ولا توبة له صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۷/۱۱۵۷ھ)

(۱) عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم: أنه ذكر الصلاة يوماً فقال: مَنْ حَافِظٌ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُورًا وَبِرْهَانًا وَنَجَاةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَهُ نُورًا وَلَا بِرْهَانًا وَلَا نَجَاةٌ وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأَبِي بَنْ خَلْفٍ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ.

وعن عبد الله بن شقيق قال: كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يرون شيئاً من الأعمال تركه كفر غير الصلاة، رواه الترمذي.

وعن أبي الدرداء رضي الله عنه قال: أوصاني خليلي أن لا تشرك بالله شيئاً وإن قُطِعَتْ وَحُرِّقَتْ وَلَا تَتْرُكْ صَلَاةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الدِّمَةُ وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ، رواه ابن ماجه. (مشكاة المصابيح، ص: ۵۸-۵۹، كتاب الصلاة، قبيل باب المواقيت، الفصل الثالث)

(۲) الشفاء بتعريف حقوق المصطفى، ص: ۲۲۸، القسم الرابع، الباب الأول في بيان ما هو في حقّه عليه الصلاة والسلام إلخ، المطبوعة: المطبع العالمي نول كشور، كانفور.

الجواب: یہ تو ظاہر ہے اور نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کہ حضرت حواء زوجہ ہیں حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی جیسا کہ متعدد آیات میں ان کو زوجہ فرمایا: ﴿وَيَا أَدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ﴾ (سورہ اعراف، آیت: ۱۹) ﴿وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا﴾ (سورہ نساء، آیت: ۱) ﴿وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا﴾ (سورہ اعراف، آیت: ۱۸۹) باقی یہ کہ ان میں بہ طریق ایجاب و قبول تعیین مہر و حضور شاہدین عقد نکاح ہوا ہے، جیسا کہ معروف ہے، یا یہ کہ حق تعالیٰ نے حضرت حواء کو حضرت آدم کی بائیں پسلی سے پیدا فرما کر (۱) یہ فرمادیا کہ اے آدم! یہ تمہاری زوجہ ہے اور اسی

(۱) یہ بات بہت مشہور ہے مگر کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، تحفۃ القاری شرح صحیح البخاری میں ہے:

﴿وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا﴾ (سورہ نساء، آیت: ۱) کی جو تفسیر کی جاتی ہے کہ حواء رضی اللہ عنہا کو حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا کیا، یہ تفسیر اسرائیلی روایات کی روشنی میں کی جاتی ہے، بائبل میں آج بھی یہ مضمون ہے البتہ صحیح روایت ایک ہے جو ابھی آرہی ہے، مگر اس میں عورت کی تخلیق کا بیان نہیں ہے، بلکہ نسوانی فطرت میں جو کچھ ہے اس کی تمثیل (پیرایہ بیان) ہے۔

اور روح المعانی میں سورۃ النساء کی پہلی آیت کی تفسیر میں حاشیہ میں ایک بڑے تابعی کا قول ذکر کیا ہے: خُلِقَتْ حَوَاءٌ مِنْ بَقِيَّةِ طِينَةِ آدَمَ: یعنی آدم علیہ السلام کے لیے جو مٹی تیار کی گئی تھی اس کے باقی ماندہ سے حواء کو پیدا کیا، بلکہ سبھی انواع کی تخلیق اسی طرح ہوئی ہے، نوع کے پہلے دو فرد مٹی سے بنائے گئے ہیں، پھر ان میں تولد و تناسل کا سلسلہ قائم کیا ہے۔ (تحفۃ القاری شرح صحیح البخاری: ۶/۵۳۶-۵۳۷، کتاب الأنبياء، آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت کی تخلیق)

تابعی کا قول جس کا اوپر تذکرہ آیا ہے یہ ہے:

وقيل: إنها خلقت من فضل طينته، ونسب للباقر آه منه. (روح المعاني: ۲/۱۸۱،

المطبوعة: دار الفكر بيروت)

تحفۃ القاری کی سابقہ عبارت میں جس صحیح روایت کا ذکر آیا ہے وہ مع ترجمہ و تشریح درج ذیل ہے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "استوصوا بالنساء خيراً، فإن المرأة خلقت من ضلع، وإن أعوج شيء في الصلح أعلاه، فإن ذهبت تقيمه كسرته وإن تركته لم يزل أعوج، فاستوصوا بالنساء" (أنظر: ۵۱۸۴-۵۱۸۶)

(صحیح البخاری: ۱/۴۶۹، کتاب الأنبياء، بَابُ خَلْقِ آدَمَ وَ ذَرِّيَّتِهِ) ==

سے نکاح ہو گیا اور وہ دونوں زوجین ہو گئے، اور یہی صورت ثانیہ اظہر ہے، اور ایسا ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا نکاح حضرت زینبؓ سے آسمان پر ہو گیا یعنی حق تعالیٰ نے فرمادیا کہ ہم نے زینب کا نکاح آپ سے کر دیا۔ قَالَ تَعَالَى: ﴿فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاهَا آلَايَةً﴾ (سورہ اعراف، آیت: ۳۷) جلالین میں ہے: ﴿فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا﴾ حَاجَةً ﴿زَوَّجْنَاهَا﴾

== ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا: عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی میری وصیت قبول کرو، اس لیے کہ عورت پہلی سے پیدا کی گئی ہے، اور پسلیوں میں سب سے ٹیڑھی اوپر کی پہلی ہے، پس اگر آپ پہلی کو سیدھا کرنا چاہیں گے تو اس کو توڑ بیٹھیں گے اور اگر اس کو ٹیڑھا رہنے دیں گے تو وہ برابر ٹیڑھی رہے گی، پس عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی میری وصیت قبول کرو۔

تشریح: اس حدیث میں نسوانی فطرت میں جو کجی ہے اس کی تمثیل ہے، پہلی کی مثال سے اس کو سمجھایا ہے، پہلی میں کجی فطری ہوتی ہے وہ کسی طرح ختم نہیں ہو سکتی، کوئی اس کو سیدھا کرنا چاہے تو ٹوٹ جائے گی، یہی حال صنف نساء کا ہے، اس کی فطرت میں کجی ہے، جو کبھی نکل نہیں سکتی، اس لیے اس بات کو پیش نظر رکھ کر بیوی سے معاملہ کرنا چاہیے، یعنی حسن سلوک کرنا چاہیے، بیوی کی کوتاہیوں سے درگزر کرنا چاہیے اس کی نامناسب باتوں کو نظر انداز کرنا چاہیے، جیسا نباہ ہوگا، اور اگر کوئی چاہے گا کہ بیوی کو سیدھا کر دے تو یہ ناممکن ہے اس کو سیدھا نہیں کر سکے گا، بلکہ اس کو توڑ بیٹھے گا، اور بیوی کو توڑنا یہ ہے کہ طلاق کی نوبت آجائے گی، پس اس سے بہتر نرمی کا معاملہ کرنا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کو دواوی حواء رضی اللہ عنہا کے ساتھ جوڑا گیا ہے کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کی پسلیوں میں سے کسی پہلی سے پیدا کی گئی ہیں، مگر حاشیہ میں اس قول کو قیاس سے ذکر کیا ہے، یعنی یہ ضعیف قول ہے، صحیح بات وہ ہے جو اوپر بیان کی، اور حاشیہ میں قاضی بیضاوی رحمہ اللہ کے حوالہ سے لکھا ہے: إِنَّهُنَّ خُلِقْنَ خَلْقًا فِيْهِنَّ إِغْوِ جَاجٌ: فَكَأَنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ أَصْلِ مُعْوَجٍ، كَالضِّلَعِ مَثَلًا، فَلَا يَتَهَيَّأُ انْتِفَاعٌ بِهِنَّ إِلَّا بِالصَّبْرِ عَلَىٰ إِغْوِ جَاجِهِنَّ: عورتوں کی بناوٹ ایسی ہے کہ ان میں کجی ہے، پس گویا عورتیں ٹیڑھی اصل سے پیدا کی گئی ہیں، مثلاً پسلی سے، پس ان سے فائدہ اٹھانا ممکن نہیں مگر ان کی کجی پر صبر کرنے کے ذریعہ، حدیث کا صحیح مطلب یہی ہے اور جو عام بات چلی ہوئی ہے وہ ضعیف ہے، اسرائیلیات سے وہ بات درآئی ہے۔

(تحفۃ القاری: ۶/۵۴۵، کتاب الأنبیاء، رقم الحدیث: ۳۳۳۱)

فدخل عليها النبي صلى الله عليه وسلم بغير إذن الخ (۱) وفي الجمل قوله: ﴿زَوَّجْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ﴾ أي ولم نحوجك إلى ولي من الخلق يعقد لك عليها تشريقاً لك ولها قال أنس رضي الله عنه: كانت زينب تفتخر على أزواج النبي صلى الله عليه وسلم وتقول زوجكن به أهاليكن وزوجني الله من فوق سبع سموات (الحديث) (۲) پس اگر غرض اس شخص کی یہی ہے کہ حضرت حواء کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ بنا دیا وہ ان کی زوجہ ہو گئیں اور کوئی نکاح بہ طریق مروج نہیں ہوا اور نہ اس کی ضرورت تھی تو ظاہر ہے کہ اس میں کوئی مفسدہ لازم نہیں آتا، اور نسب آنحضرت ﷺ و دیگر انبیاء کرام علیہم السلام پر کچھ طعن ثابت نہیں ہوتا، اور اگر وہ شخص حضرت حواء کو حضرت آدم علیہ السلام کی زوجہ نہیں سمجھتا اور ظاہر ہے کہ زوجہ منکوحہ ہی کو کہتے ہیں خواہ بہ طریق معروف نکاح ہو یا حق تعالیٰ نے ان کا نکاح کر دیا ہو تو ظاہر ہے کہ وہ شخص تمام آیات قرآنیہ کا منکر ہے جو حضرت حواء کی زوجہ حضرت آدم علیہ السلام ہونے کے بارے میں وارد ہیں پھر اس کے کفر میں کیا کلام ہے؟! فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جو شخص نبی کے بشر اور بندہ ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے

سوال: (۴۴۰) ایک عالم کا یہ اعلان ہے کہ سورہ تغابن میں خداوندی حکم ہے: ﴿فَقَالُوا أَبَشَرٌ يُّهَدُونَنَا فَكَفَرُوا وَتَوَلَّوْا وَاسْتَغْنَى اللَّهُ﴾ (سورہ تغابن، آیت: ۶) یعنی جو محمد ﷺ کو بندہ کہے گا وہ کافر ہوگا اور حضرت کافران ہے کہ میں بشر ہوں اس صورت میں عالم مذکور جو مطلب آیت کا بیان کرتا ہے وہ صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۱/۲۳۳۲ھ)

الجواب: سورہ تغابن کی آیت کا یہ مطلب نہیں ہے جو جاہل مذکور نے سمجھا، بلکہ برعکس اس کے خیال کے ان لوگوں کو کافر کہا گیا ہے جو یہ سمجھتے تھے کہ بشر پیغمبر نہیں ہو سکتا چنانچہ ان کی تردید اللہ تعالیٰ نے دوسرے مواقع میں بھی بیان فرمائی ہے: ﴿قَالُوا إِنَّا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا﴾ (سورہ ابراہیم،

(۱) تفسیر جلالین، ص: ۳۵۵، سورہ الأحزاب، تفسیر الآیۃ: ﴿فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا﴾.

(۲) الفتوحات الإلهیة المعروف بالجمل: ۵۲۸/۳، تحت قوله: ﴿زَوَّجْنَاهَا﴾، المطبوعة:

المطبعة الكبرى، بیولا ق.

آیت: (۱۰) یعنی کفار نے کہا کہ تم تو ہم جیسے بشر ہو تم پیغمبر کیسے ہو سکتے ہو، اس کے جواب میں رسول یہ فرماتے تھے۔ ﴿قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِنْ نَحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ (سورہ ابراہیم، آیت: ۱۱) یعنی یہ کہ بے شک ہم تم جیسے بشر ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ جس بندہ پر بھی چاہتا ہے احسان فرماتا ہے اور اس کو پیغمبر بنا دیتا ہے، اسی طرح آیت سورہ تغابن کا مطلب بھی یہ ہے کہ کفار کہتے تھے کہ کیا بشر یعنی انسان ہادی اور نبی ہو سکتے ہیں، ہرگز نہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو کافر فرمایا، پس معلوم ہوا کہ جو شخص بندہ ہونے میں اور نبی ہونے میں منافات سمجھے وہ کافر ہے بلکہ بشر ہی نبی ہوتا ہے، فرشتہ نبی نہیں ہوتا۔

جو شخص حدیث کا انکار کرے یا چھپائے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

سوال: (۴۴۱)..... (الف) جو شخص حدیث کا انکار کرے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

(ب) جو شخص حدیث کی بات چھپائے اور اس کو شائع نہ کرے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

(۱۳۳۵/۳۰۱ھ)

الجواب: (الف) وہ فاسق ہو گیا۔

(ب) ایسا شخص فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احادیث نبویہ کی توہین کرنا اور یہ کہنا کہ میں

راما شاہ کی امت میں ہوں: کفر ہے

سوال: (۴۴۲)..... (الف) احادیث نبویہ کی توہین کرنا اور گالیاں دینا۔

(ب) نمازیوں کو نماز پڑھنے کی بابت گالیاں دینا۔

(ج) خود کو کہنا کہ میں راما شاہ بنے کی امت میں ہوں؟ (۱۳۳۳/۸۵۶ھ)

الجواب: احادیث نبویہ کی توہین کرنا اور یہ کہنا کہ میں راما شاہ کی امت میں ہوں کفر ہے، اور

نمازیوں کو گالی دینا حرام اور فسق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

منکر رسالت کا فر ہے

سوال: (۴۴۳) اگر کوئی شخص توحید کا قائل ہو مگر رسالت کا منکر ہو، صراحتاً وہ انکار کرے یا قرینہ سے معلوم ہوتا ہو، وہ شخص جنت میں جانے کے قابل ہے یا دوزخ میں؟

(۱۳۳۳ھ/۸۷۶-۳۳/۱۳۳۳ھ)

الجواب: منکر رسالت قطعاً کافر ہے، ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں اس کی تصدیق دل سے کرے۔ شرح عقائد میں ہے: والإيمان..... هو التصديق بما جاء به من عند الله تعالى أي تصديق النبي بالقلب في جميع ما علم بالضرورة مجيئه به من عند الله تعالى إلخ (۱) قال الله تعالى: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ﴾ (سورة فتح، آیت: ۲۹) وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الإسلام أن تشهد أن لا إله إلا الله وأن محمداً رسول الله، والحديث، متفق عليه (۲) وقال عليه الصلاة والسلام: بني الإسلام على خمسٍ شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمداً عبده ورسوله الحديث رواه البخاري ومسلم (۳) پس انکار رسالت صراحتاً ہو یا قرآن قویہ وعلامات دالہ علی التکذیب سے ثابت ہو کفر ہے، درحقیقت جو اللہ کے احکام کا منکر ہو اور اس کے رسولوں پر ایمان نہ لائے وہ اللہ کی توحید کا قائل نہیں ہے اور اللہ کو معبود برحق نہیں جانتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۴۴۴) ایک شخص اللہ تعالیٰ کو مثل عقائد اسلام وحدہ لا شریک مانتا ہے، مگر رسالت اور ارکان اسلام پر ایمان اور عمل نہیں ہے۔ اس کو کافر و مشرک کہنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵ھ/۱۳۱۳ھ)

(۱) شرح العقائد النسفیة، ص: ۱۱۸-۱۱۹، مبحث الإيمان، المطبوعة: یاسر ندیم اینڈ کمپنی، دیوبند

(۲) عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: بينما نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم إذا طلع علينا رجل..... وقال يا محمداً! أخبرني عن الإسلام؟ قال:

الإسلام الحديث. (مشكاة المصابيح، ص: ۱۱، كتاب الإيمان، الفصل الأول)

(۳) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: بني الإسلام (صحيح البخاري: ۶/۱، كتاب الإيمان باب قول النبي صلى الله عليه وسلم بني الإسلام

على خمس، و مشكاة المصابيح، ص: ۱۲، كتاب الإيمان، الفصل الأول)

الجواب: توحید کے ساتھ رسالت کا اقرار بھی جزو ایمان ہے بدون اقرار رسالت کے اسلام اور ایمان معتبر نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مدعی نبوت اور اس کے معاونین کے بارے میں کیا حکم ہے؟

سوال: (۳۳۵) جس شخص کا قول اپنی نسبت یہ ہو کہ جس کو امن و ایمان اور صراط مستقیم درکار ہو؛ تو وہ سلطان الاولیاء خاتم الولاہیت علیہ الصلاۃ والسلام کے موجودہ خلیفہ احمد زماں نامی کے پاس آکر صراط مستقیم کا راستہ دیکھیں، شخص مذکور اور اس کے معاونین کی نسبت شرعاً کیا حکم ہے؟ اور اس دعویٰ کے ضمن میں مہدی موعود اور رسالت کے بھی دعوے ہیں؛ ایسے شخص مسلمان رہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور وہ شخص مریدوں سے احمد زماں رسول اللہ کہلاتا ہے۔ بینواتو جروا (۱۸۸/۱۳۳۸ھ)

الجواب: عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَالُونَ كَذَّابُونَ يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَلْيَاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْكُمْ وَلَا يَقْتِنُوْكُمْ، رواه مسلم (۱) اور بعض روایات میں ہے کہ تمیں دجال ہوں گے ہر ایک ان میں سے دعویٰ نبوت کرے گا الحدیث (۲) پس شخص مذکور جو کہ اپنے مریدوں سے اپنی نسبت رسول اللہ کہلاتا ہے، اور اس کلمہ سے ان کو منع نہیں کرتا اور ہدایت صراط مستقیم کو اپنی اتباع میں منحصر جانتا ہے اور کہتا ہے؛ بالیقین دجال کذاب ہے اور اہل باطل اور ضال و مضل ہے، مسلمانوں کو اس کی صحبت سے اور اس کی گرائی سے احتراز لازم ہے، زیادہ لکھنے کی اس میں ضرورت نہیں ہے، کیونکہ بطلان اس کا اور اس کے طریقہ کا اظہار من الشمس ہے، جب کہ حق تعالیٰ کا ارشاد صریح ہے: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾

(۱) الصّحيح لمسلم: ۱۰/۱، المقدمة، باب النهي عن الرواية عن الضعفاء والاحتياط في تحملها.

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تقوم الساعة حتى يُبعث دَجَالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبًا مِنْ ثَلَاثِينَ كُلَّهُمْ يزعم أنه رسول الله. (الصّحيح لمسلم: ۲/۳۹۷، كتاب الفتن، فصل في قوله صلى الله عليه وسلم أن بين يدي الساعة كَذَّابِينَ قَرِيبًا مِنْ ثَلَاثِينَ)

(سورہ احزاب، آیت: ۴۰) اور جناب رسول اللہ ﷺ صاف فرماتے ہیں: لَا نَبِيَّ بَعْدِي (۱) کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا تو پھر مدعی نبوت کے اہل باطل و اہل ضلال ہونے میں کسی مسلمان کو کیا شبہ ہو سکتا ہے؟! اور اس کے کفر و ارتداد میں کیا ریب و تردد ہے؟! فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سنت کا منکر کا فر ہے یا مؤمن؟

سوال: (۴۳۶) سنت کا منکر کا فر ہے یا مؤمن؟ (۱۸۶۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: سنت پر عمل کرنا موجب ثواب ہے اور عمل نہ کرنا موجب ملامت ہے، اور اصرار ترک سنت پر معصیت ہے، کفر نہیں ہے، تارک و منکر سنت کو کافر نہ کہا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جو شخص رسول ﷺ کا نام بھی نہ جانتا ہو اور سوائے

عیدین کے نماز نہ پڑھتا ہو وہ مؤمن ہے یا نہیں؟

سوال: (۴۴۷) ایک شخص مسلمان کے گھر پیدا ہوا، لیکن رسول ﷺ کا نام تک نہیں جانتا تھا، اور نماز سوائے عیدین کے نہیں پڑھتا تھا، وہ مؤمن ہے یا نہیں؟ (۱۶۳۰/۱۳۴۰ھ)

الجواب: اس کو مسلمان کہا جاوے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

یہ کہنا کہ جو لوگ محض رسول ہی پر ایمان لائے تھے جب

رسول وفات پا گئے تو ان کے ایمان بھی مر گئے: کیسا ہے؟

سوال: (۴۴۸) زید کا قول ہے کہ جو لوگ محض رسول ہی پر ایمان لائے تھے جب رسول وفات پا گئے تو ان کے ایمان بھی مر گئے؛ آیا زید پر شرعاً تکفیر ہے یا نہیں؟ (۲۲۶۳/۱۳۳۸ھ)

(۱) عَنْ فُرَاتِ الْقَزَّازِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ قَالَ: قَاعِدْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَمْسَ سِنِينَ فَسَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ. الْحَدِيثُ. (صحيح البخاري: ۴۹۱/۱، كتاب الأنبياء، باب ما ذكر عن بني إسرائيل)

الجواب: اس کی تکفیر نہ کی جاوے، کیونکہ اس کا مطلب اپنی غلط فہمی سے غالباً ایسا ہوگا جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بعد وفات آنحضرت ﷺ خطبہ پڑھا تھا اور ان لوگوں کو متنبہ فرمایا تھا کہ جو کہتے تھے کہ حضرت ﷺ کی وفات نہیں ہوئی، اس خطبہ میں یہ الفاظ منقول ہیں: من كان يعبدُ محمدًا فإنَّ محمدًا صَلَّى اللهُ عليه وسلَّم قد مات ، ومن كان يعبد الله فإنَّ الله حي لا يموت الخ (۱) یعنی جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا سو واضح ہو کہ محمد ﷺ کی وفات ہو گئی، اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا سو اللہ زندہ ہیں وہ کبھی نہ مرے گا الخ، لیکن ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جو کچھ مطلب ہے وہ بالکل صحیح ہے اور وہ زید کے قول کے خلاف ہے، اگرچہ زید غلطی سے ایسا سمجھا ہو، پس زید کا الفاظ مذکور کا کہنا غلط اور باطل ہے کیونکہ جو لوگ محمد ﷺ پر ایمان لائے ظاہر ہے کہ وہ توحید و رسالت و تمام امور شرعیہ پر ایمان لائے، لہذا وہ مؤمن کامل ہیں اور بعد وفات آنحضرت ﷺ کے بھی وہ مؤمن رہے اور ایمان ان کا کامل رہا، پس الفاظ مذکورہ کہنا زید کو جائز نہیں ہے، اور یہ اس کی جہالت کی بات ہے لیکن بہ وجہ امکان تاویل اس کو کافر نہ کہیں گے مگر وہ گنہگار سخت ہے تو بہ کرے اور آئندہ ایسے الفاظ زبان سے نہ نکالے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جو شخص حضور ﷺ کی نسبت یہ کہتا ہے کہ جنگ کرنے کا کس نے

حکم دیا تھا، اپنا دانت توڑوانے گئے تھے: وہ کافر ہے

سوال: (۴۴۹) ایک شخص یہ کہتا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید ہونے نہیں گئے تھے، بلکہ اپنے آپ سرکٹانے گئے تھے، اور جناب سرور کائنات رسول اللہ ﷺ کی نسبت کہتا ہے کہ جنگ کرنے کو کس نے حکم دیا تھا، محض اپنا دانت توڑوانے گئے تھے جو شخص ایسا کہتا ہے اس کی نسبت کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۴-۳۳/۱۲۸۸ھ)

الجواب: آنحضرت ﷺ کی نسبت ایسے الفاظ کہنا کفر ہے وہ شخص تو بہ کرے اور تجدید ایمان کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا وہ شخص مرتد ہے جس کو ایک سوا سسی سے کم مسائل یاد ہیں؟

سوال: (۴۵۰) ایک صاحب نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ جس شخص کو صدوسی (۱۸۰) مسائل یاد نہ ہوں وہ شخص امام محمد صاحبؒ کے نزدیک مرتد ہے، کوئی عبادت اس کی قبول نہیں، نہ اس کا ذبیحہ حلال ہے، اور اس کی زوجہ پر طلاق ہے، اور اس کی اولاد ولد الزنا ہے، اور یہ بھی وہ صاحب اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں کہ ایسا شخص شیخینؒ کے نزدیک فاسق ہے۔ (۴۴/۱۱۹-۱۳۳۵ھ)

الجواب: یہ قول صحیح نہیں ہے اور اس کی نسبت ائمہ کی طرف غلط محض ہے، علم مسائل فقہیہ فرض کفایہ ہے کہ اگر بعض افراد کو ان کا علم ہو جاوے دوسروں سے اس کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے، پس وہ لوگ نہ کافر ہیں نہ فاسق۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بھنگی کے گھر کھانا کھانے اور پانی پینے سے کوئی مسلم کافر نہیں ہوتا

سوال: (۴۵۱) ایک مسلمان ایک چوہڑی کو لے کر چلا گیا، اور ایک مہینہ تک چوہڑوں میں رہ کر کھایا پیا، اب واپس آ کر کہتا ہے کہ مجھ کو اسلام میں داخل کرلو؛ اس کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیے؟ (۱۳۴۱/۷۹۵ھ)

الجواب: کوئی مسلمان محض بھنگی کے گھر کا کھانا کھانے اور پانی پینے سے کافر نہیں ہوتا، لیکن اگر اس نے درحقیقت مذہب اسلام کو ترک کر دیا تھا اور بھنگیوں کا مذہب اختیار کر لیا تھا تو اس کو تجدید اسلام کرنی چاہیے، بعد توبہ اور تجدید اسلام کے اس کو پھر مسلمان سمجھنا چاہیے، اور معاملہ اہل اسلام کا اس کے ساتھ کرنا چاہیے، اور برادری میں شامل کر لینا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سور کی چربی کھانے والا کافر ہے یا نہیں؟

سوال: (۴۵۲) کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسمیٰ زید مرد مسلمان انگریز کے یہاں خان ساماں میں نوکر تھا، وہاں پر عیسائی کے ساتھ عیسائی ہو گیا، اور اپنے اہل برادری کے لعن طعن سے فرنگی محل میں جا کر توبہ کر کے مسلمان ہوا، تین ماہ تک مسلمان رہا، پھر یہ خبر اس کی

بابت ملازمان سے معلوم ہوئی کہ سور کی چربی کا ٹکڑا ایک عیسائی خدمت گار نے زید کو دیا کہ اس کو چاول میں پکاؤ، چنانچہ اس نے اس کو چاول میں پکایا اور خدمت گار عیسائی اور زید دونوں نے کھایا، پس ایسی حالت میں حکم شرع شریف کا کیا ہے؟ اور کس طرح پر اب وہ مسلمان ہو سکتا ہے؟ بینوا تو جروا (۱۳۳۰ھ/۲۹/۳۲۱)

الجواب: جب کہ زید نے عیسائی ہونے کے بعد پھر اسلام کو قبول کیا اور مسلمان ہو گیا تو اب عیسائی خدمت گار کے ساتھ سور کا گوشت اور چربی کھانے سے وہ کافر اور عیسائی نہیں ہوا، اس کو مسلمان ہی سمجھنا چاہیے مگر اس سے یہ سخت گناہ ہوا اور وہ فاسق ہو گیا تو بہ کرے، اور آئندہ کبھی گوشت اور چربی سور کی نہ کھاوے کہ سور کا گوشت اور چربی سب حرام قطعی ہیں، اور سور نجس العین ہے مسلمان کو اس کی کسی شے کو کھانا اور استعمال ہر طرح حرام ہے، اگر کسی مسلمان سے یہ گناہ ہو گیا تو اس کو چاہیے کہ فوراً توبہ اور استغفار کرے، اور آئندہ کو کبھی ایسا نہ کرے اور دوسرے آدمی اس کو مسلمان ہی سمجھیں کافر نہ سمجھیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

جادو کرنے والا کافر ہے یا نہیں؟

سوال: (۴۵۳) جادو کا کرنے والا کافر ہے یا نہیں؟ اور اس کا کرنا گناہ کبیرہ ہے یا صغیرہ؟ جادو کے ذریعہ سے کسی کو مسخر کرنا یا پٹی باندھنا یا اپنے اوپر جادو کرنا کیسا ہے؟ (۱۳۳۰ھ/۲۹/۳۱۰)

الجواب: جادو کرنے والا علی الاطلاق کافر نہیں ہے، اگر کوئی امر موجب کفر اس سحر میں ہوگا کافر کہا جاوے گا ورنہ فاسق، سحر جس قسم کا بھی ہو اس کی حرمت میں کلام نہیں، جادو کرنے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے، اور بعض اوقات کافر بھی ہو جاتا ہے، پس احتراز اس سے لازم ہے۔ اور کسی عمل کے ذریعہ سے جن یا آدمی کو تابع کرنا اگر کسی غرض مذموم کے لیے ہے برا ہے اور حرام ہے، اور اگر کسی غرض صحیح کے لیے ہے اور وہ عمل خلاف شرع بھی نہیں ہے تو درست ہے، مگر احتراز اس سے بھی ہر حال اولیٰ ہے بہ سبب اندیشہ فساد کے، اور جادو جیسا دوسرے شخص پر کرنا حرام ہے اپنے اوپر بھی کرنا حرام ہے، اور پٹی وغیرہ کا باندھنا بہ ذریعہ سحر کے یہ بھی حرام ہے، الغرض استعمال سحر ہر طرح حرام ہے کیوں کہ سحر میں خلاف شرع امور کا ارتکاب ہوتا ہے کہ بعض ان میں سے موجب کفر ہے، اور

بعض ان میں سے ناجائز اور حرام ہے، جادو کی حقیقت جو کچھ بھی ہو اس سے احتراز کرنا چاہیے، اور بحث اس میں نہ کرنا چاہیے، اور مسلمانوں کو اس سے ہر طرح بچنا چاہیے اور پرہیز کرنا چاہیے۔ فقط

خروجِ ریح کو اذان اور قراءت کے ساتھ تشبیہ دینا کفر ہے

سوال: (۲۵۴) فجر کے وقت مؤذن نے اذان پڑھی، امام صاحب اٹھ کر بیت الخلاء میں جانے لگے، ان کی دبر سے آواز نکلی، امام صاحب نے کہا: یہ بھی اذان دیتی ہے، پھر غسل خانہ میں آواز دبر سے نکلی، کہا کہ کیا اچھی قراءت ہے، مذاقاً یہ الفاظ کہنا درست ہے یا نہیں؟

(۱۳۳۳-۳۲/۵۱۹ھ)

الجواب: یہ کلمات کفر کے ہیں ایسے کلمات مذاقاً کہنے سے بھی ایمان جاتا رہتا ہے، اگر وہ توبہ کرے اور تجدیدِ ایمان کرے تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے ورنہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد میں کسی کی تعظیم کرنے کو کفر کہنا جہالت ہے

سوال: (۲۵۵) مسجد میں کسی کی تعظیم کرنے سے کافر تو نہیں ہوتا، اگر نہیں ہوتا تو جو مسجد میں تعظیم کرنے کو کفر کہے اس کو کافر کہا جاوے یا نہ؟ (۱۳۳۳-۳۲/۱۳۵۵ھ)

الجواب: مسجد میں کسی بزرگ کی تعظیم کرنا ممنوع نہیں ہے، بلکہ شامی میں اس بحث میں کہ امام بعد نماز کے خیر ہے اس بات میں کہ داہنی طرف کو منہ کر کے بیٹھے یا بائیں طرف کو یا قبلہ کی طرف کو پشت کر کے مقتدیوں کی طرف منہ کرے یہ تحریر فرمایا ہے: بل حرمة المسلم الواحد أرجح من حرمة القبلة انتہی (۱) اس سے معلوم ہوا کہ جب ہر ایک مؤمن کی حرمت عند اللہ ایسی بڑی ہے تو مؤمن کامل الایمان بزرگ کی تعظیم میں کیا حرج ہو سکتا ہے اور کفر کہنا اس کو سراسر جہالت ہے دین سے اور احکام دین سے، کافر کہنے والے پر خوف کفر ہے، بہ سبب اس حدیث صحیح متفق علیہ کے: **أَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِأَخِيهِ: يَا كَافِرُ! فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا (۲) لَيْكِنَ مُحْتَقِنٌ نِ اس كِي تَاوِيلِي**

(۱) رد المحتار علی الدرّ: ۲/۲۲۱، کتاب الصّلاة، قبیل فصل فی القراءۃ .

(۲) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : ==

فرمائی ہیں (۱) پس کافر کہنے والے کو بھی کافر نہ کہا جاوے، مگر وہ عاصی و فاسق ہے تو بہ کرے اور معذرت کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

== إذا قال الرجل لأخيه : يا كافر ! فقد باء به أحدهما .

وعن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أيما رجل قال لأخيه : كافر، فقد باء بها أحدهما . (صحيح البخاري: ۹۰۱/۲، كتاب الأدب، من كفر أخاه بغير تأويل فهو كما قال)

(۱) قال النووي: هذا الحديث مما عدّه بعض العلماء من المشكلات من حيث أنّ ظاهره غير مراد، وذلك أنّ مذهب أهل الحقّ "أنّه لا يكفر المسلم بالمعاصي كالقتل والزنا وكذا قوله لأخيه كافر من غير اعتقاد بطلان دين الإسلام"، وإذا عُرف ما ذكرناه فقليل في تأويل الحديث أوجه :

أحدها: أنّه محمول على المستحلّ لذلك وهذا يُكْفَرُ . فعلى هذا معنى (باء بها) أي بكلمة الكفر وكذا حار عليه وهو معنى رجعت عليه أي رجع عليه الكفر فباء و حار و رجع بمعنى واحد .

والوجه الثاني: معناه رجعت عليه نقيضته لأخيه و معصية تكفيره .

والثالث: أنّه محمول على الخوارج المكفّرين للمؤمنين ، وهذا الوجه نقله القاضي عياض عن الإمام مالك بن أنس وهو ضعيف لأنّ المذهب الصحيح المختار الذي قاله الأكثرون والمحققون : أنّ الخوارج لا يُكْفَرُونَ كسائر أهل البدع .

والوجه الرابع: معناه أنّ ذلك يوؤل به إلى الكفر ، وذلك أنّ المعاصي كما قالوا بَرِيْدُ الكفر، ويخاف على المُكثِر منها أن يكون عاقبة شومها المصير إلى الكفر، ويؤيد هذا الوجه ما جاء في رواية لأبي عوانة الإسفرائيني في كتابه "المُخْرَج على صحيح مسلم" فإن كان كما قال وإلا فقد باء بالكفر، وفي رواية إذا قال لأخيه: يا كافر وجب الكفر على أحدهما .

والوجه الخامس: معناه فقد رجع عليه تكفيره ، فليس الرّاجع عليه حقيقة الكفر بل التّكفير لكونه جعل أخاه المؤمن كافرًا ، فكأنّه كفر نفسه ، إمّا لأنّه كفر من هو مثله وإمّا لأنّه كفر من لا يُكْفَرُهُ إلا كافر يعتقد بطلان دين الإسلام واللّٰه أعلم . (شرح الصحيح لمسلم للنووي: ۵۷/۱، كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم يا كافر، ومراقبة المفاتيح: ۵۵-۵۶، كتاب الآداب، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم ، الفصل الأول، رقم الحديث: ۴۸۱۵)

ہنود کے ساتھ ہولی کھیلنا موجب کفر ہے یا نہیں؟

سوال: (۴۵۶) اگر اہل اسلام ہنود کے ساتھ رنگ ہولی کے دن کھیلیں اور ان کے ساتھ گلی کوچوں میں پھریں، اور ذبح حیوانات کو ان کی خوشی کی وجہ سے مؤخر کریں، اور متمول لوگ ان لوگوں کو رنگ کھیلنے پر مجبور کریں جو رنگ سے اجتناب کرتے ہیں وغیرہ و غیرہ خرافات میں مشغول رہیں، تو ان سے مجالست اور مناکحت کرنا کیسا ہے؟ تا وقتیکہ وہ توبہ نہ کریں اور ان کا یہ فعل منجر بہ کفر ہے یا نہ؟ اور نکاح ان کا باقی ہے یا نہ؟ (۱۳۹۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: یہ افعال مسلمانوں کے سخت معصیت اور گناہ کبیرہ ہیں، ایسے افعال میں خوف کفر ہے توبہ کریں، اور جو لوگ توبہ نہ کریں ان کے ساتھ مجالست و مناکحت نہ کریں، اور ان سے متارکت کر دیں باقی کافر نہ کہا جائے اس میں احتیاط مناسب ہے، اور تجدید نکاح بعد توبہ کے کرنا احوط ہے۔
ہکذا فی عامۃ کتب الفقہ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اذان کے بعد مسجد سے نکلنا کفر و شرک نہیں

سوال: (۴۵۷) جو شخص اذان سن کر مسجد سے چلا جاوے وہ مشرک ہو جاتا ہے یا نہیں؟ اور اس کو مشرک کہنے والے کی نسبت کیا حکم ہے؟ (۱۳۸۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: وہ شخص مشرک نہیں ہے، مشرک کہنا اس کو سخت معصیت اور گناہ ہے وہ فاسق ہو جاتا ہے، البتہ اذان سن کر مسجد سے نکلنا اگر واپس آنے کا ارادہ نہ ہو یا کوئی دوسرا عذر نہ ہو برا ہے اور مکروہ ہے مگر کفر اور شرک نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) قال فی الشامی: وما فیہ خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبۃ و تجدید النکاح اھ وظاہر اَنہ امر احتیاطی — وقال بعد أسطر: — وأما أمره بتجدید النکاح فهو لا شک فیہ احتیاطاً. (الشامی: ۶/۲۷۸-۲۷۹، کتاب الجہاد، باب المرتد، آخر مطلب: الإسلام یکون بالفعل كالصلاة بجماعة)

حرام کو حلال اور حلال کو حرام جاننا کفر ہے یا نہیں؟

سوال: (۴۵۸) اگر کوئی شخص حلال کو حرام کہتا ہو تو وہ کافر ہوگا یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۲۲۹۶)
 الجواب: شامی میں اس میں یہ تفصیل لکھی ہے: والأصل أنّ من اعتقد الحرام حلالاً ، فإن كان حراماً لغيره ؛ كمال الغير لا يكفر وإن كان لعينه ؛ فإن كان دليلاً قطعياً ككفر وإلا فلا ، وقيل: التفصيل في العالم ، أما الجاهل فلا يفرق بين الحرام لعينه ولغيره وإنما الفرق في حقه أن ما كان قطعياً ككفر به ، وإلا فلا ، فيكفر إذا قال: الخمر ليس بحرام إلخ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
 سوال: (۴۵۹) جو شخص حرام شرعی کو حلال اور حلال شرعی کو حرام جاننا ہو اس کی نسبت کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۳-۳۲/۱۶۵۹)

الجواب: حرام قطعی کو حلال جاننا کفر ہے، اسی طرح حلال قطعی شرعی کو حرام جاننا کفر ہے۔ فقط

تلاوت کرنے والوں کی آواز کو خا کرو بوں

کے شور و غل کے ساتھ تشبیہ دینا کیسا ہے؟

سوال: (۴۶۰) اگر چند آدمی مل کر تلاوت قرآن شریف کی کریں مگر معنی اور تفسیر سے ناواقف

(۱) ترجمہ: اور ضابطہ یہ ہے کہ جو شخص حرام کو حلال جاننا ہے اگر وہ حرام لغيرہ ہے جیسے غیر کا مال تو وہ کافر نہیں ہوتا، اور اگر وہ حرام لعینہ ہے اور اس کی دلیل قطعی ہے تو کافر ہو جاتا ہے، ورنہ نہیں (یعنی وہ حرام لعینہ ہے، مگر اس کی دلیل قطعی نہیں ہے، تو وہ کافر نہیں ہوتا)

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ تفصیل عالم کے بارے میں ہے، رہا جاہل تو وہ حرام لعینہ اور لغيرہ میں فرق نہیں کرتا، اور اس کے حق میں فرق یہ ہے کہ جس کی حرمت قطعی ہے اس کو حلال جاننے سے کافر ہو جاتا ہے، اور جس کی حرمت قطعی نہیں ہے اس کو حلال جاننے سے کافر نہیں ہوتا، پس جاہل کافر ہو جاتا ہے، جب یہ کہے کہ خمر حرام نہیں ہے۔ (رد المحتار علی الدر المختار: ۲۷۱/۶، کتاب الجہاد ، باب المرتد ، مطلب فی منکر الإجماع)

ہوں، آیا ان کو تلاوت قرآن شریف کا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟ ایک شخص ان تلاوت کرنے والوں کو خاکروبوں کا شور و غل کرنا کہتا ہے اس کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۱/۲۷۱ھ)

الجواب: بہ طریق مذکورہ تلاوت قرآن شریف کرنے میں ثواب حاصل ہے، پس حصول ثواب تلاوت فہم معانی پر منحصر نہیں ہے، حدیث شریف میں ہے: من قرأ حرفاً من کتاب اللہ فله به حسنة، والحسنة بعشر أمثالها، لا أقول: آلم حرف ولكن ألف حرف، ولام حرف وميم حرف، رواه الترمذي (۱) اور شخص مذکور جو قرآن شریف کی تلاوت کرنے والوں کے بارے میں ایسا سخت لفظ کہتا ہے اشد درجہ کافاسق ہے کہ خوف کفر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ فقط واللہ اعلم

دوسری مسجد بنانے والے پر کفر کا فتویٰ لگانا

سوال: (۴۶۱) محلہ کی مسجد خام اور تنگ تھی، نمازیوں کو اس میں تکلیف ہوتی تھی، محلہ والوں سے یہ کہا کہ تم مسجد کے گرد کچھ زمین مسجد کے لیے چھوڑ دو، تاکہ مسجد وسیع ہو جاوے، مگر محلہ والوں نے زمین مسجد کے لیے نہیں دی، اسی بناء پر حاجی عبدالحکیم میاں جی نے دوسری مسجد جدید بنالی، ایک مفتی نے یہ فتویٰ دیا کہ یہ مسجد ضرار ہے اور حاجی عبدالحکیم پر کفر کا فتویٰ دیا، اور ان کی بیوی کو نکاح سے خارج کیا، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۳-۳۲/۱۹۰۰ھ)

الجواب: بے شک فتویٰ اس مفتی کا جس نے مسجد جدید بناء کردہ حاجی عبدالحکیم میاں جی کو مسجد ضرار کہا، اور اس پر کفر کا حکم کر کے اس کی زوجہ کو اس کے نکاح سے خارج کیا بالکل غلط اور باطل ہے، صورت مذکورہ میں نہ وہ مسجد بہ حکم مسجد ضرار ہے، اور نہ میاں جی مذکور پر کفر کا فتویٰ ہے، بلکہ کافر کہنے والے کے کفر کا خوف ہے، تقریر ان بعض علماء کی بہ حوالہ کتب مذکورہ جنہوں نے میاں جی مذکور کو کفر سے بچایا اور اس کی بناء کردہ مسجد کو مسجد ضرار کے حکم سے علیحدہ کیا صحیح ہے، اور مفتی اول لائق تعزیر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) جامع الترمذي: ۱۱۹/۲، أبواب فضائل القرآن، باب ما جاء في من قرأ حرفاً من القرآن ما له من الأجر.

عیسائیوں کے ساتھ کھانے پینے سے مسلمان کافر نہیں ہوتا

سوال: (۴۶۲) ایک شخص نے عیسائیوں کے ساتھ کھایا پیا تو وہ شخص اسلام سے خارج ہوا یا کسی قسم کا تاوان اور کفارہ اس پر آئے گا؟ (۳۳/۱۲۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: وہ شخص اسلام سے خارج نہیں ہوا اور نہ اس وجہ سے فاسق ہوا کچھ کفارہ اور تاوان اس پر نہیں ہے، مگر آئندہ ایسی حرکت سے احتراز کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

چند کفریہ اور گمراہ کن اقوال و افعال

سوال: (۴۶۳) ایک مسلمان فقیر ایک زمین دار کی جگہ میں رہتا ہے، اور سر پر انگریزی بال، بیچ میں سے ڈارھی منڈی ہوئی، اور لنگوٹ باندھے ہوئے سلفا (چرس) اور شراب علانیہ پیتا ہے، اور مثل ہندوؤں کے اپنے آگے آگ جلا کر بیٹھتا ہے، اور اس قسم کے فقرہ زبان سے بکتا ہے کہ مرشد سر کے اوپر خدا پیروں کے نیچے نعوذ باللہ، ایمان کو چھوڑ دو قول پر آ جاؤ، سارا قرآن شریف پڑھنے کی کچھ ضرورت نہیں صرف اللہ الصمد کافی ہے، اور نماز کی بھی کچھ ضرورت نہیں اور مسجد کو خونی گھر بتلاتا ہے الخ، اور محض بسم اللہ اکبر کہنے سے جانور حلال نہیں ہوتا، وغیرہ وغیرہ قسم کی باتوں سے جاہل مسلمانوں کو ورغلاتا ہے، اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایسے شخص کو اپنی جگہ اور مکان میں رکھنا، اور اس کی امداد کرنا کھانے پینے میں درست ہے یا اس کو نکال دینا چاہیے؟ (۳۳/۲۸۲-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اقوال اور اعمال اس شخص کے بعض کفر کے ہیں اور بعض فسق کے مثلاً خدا تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرنا اور ایمان کے ترک کا حکم کرنا یہ کفر کی باتیں ہیں، ایسے کلمات سے وہ شخص کافر ہو گیا، اسی طرح دیگر کلمات اس کے شریعت اسلام کے مخالف ہیں، پس وہ شخص گمراہ اور بددین ہے، اس کی صحبت سے مسلمانوں کو بچنا ضروری ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ (سورۃ انعام، آیت: ۶۸) اس کے ساتھ اختلاط رکھنا اور اس کے ساتھ کھانا کھانا اور اپنی جگہ میں رکھنا اور کسی قسم کی اس کی امداد کرنا سب حرام اور ناجائز ہے، ایسے شخص کو فوراً نکال دینا ضروری ہے، اور نفرت و عداوت کرنا اس سے فرض ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

چند کفریہ عقائد و اعمال

سوال: (۴۶۴) ایک مسلمان کے عقائد حسب ذیل ہیں:

تاسخ کا قائل ہونا، دوزخ جنت کا منکر ہونا، اس زندگی کے بعد بھی اسی طرح دوام ترقی کرتے رہنا، قرآن شریف کو مثل دیگر تصانیف کے سمجھنا اور لیٹ کر پڑھنا، یا جوج ماجوج وغیرہ واقعات کا منکر ہونا، اور یہ کہنا کہ میں نے فلاں کتاب فلسفہ کو قرآن پر ترجیح دے دی ہے، اور جو وقت قرآن شریف کے پڑھنے میں صرف کرتا وہ بھی اسی میں کرتا ہوں، ایسے شخص کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۹/۸۰۵ھ)

الجواب: ان عقائد و افعال میں بعض کفر و الحاد اور بعض غیر ثابت و حرام ہیں اور بعض سوائے ادبی میں داخل ہیں، پس جس شخص کے یہ تمام عقائد ہوں وہ مؤمن و مسلم نہیں ہے، کھلا کافر و ملحد و زندیق ہے، ایسا شخص اگر توبہ نہ کرے تو اس سے متارکت کرنا لازم ہے اور اگر حکومت اسلام کی ہو تو ایسا شخص اگر توبہ نہ کرے تو واجب القتل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

چند نہایت قبیح کفریہ کلمات

سوال: (۴۶۵) ایک مجمع میں نماز جمعہ کا کچھ تذکرہ ہوا، ایک امام نے غصہ ہو کر کہا: دو رکعت دبر میں دو گے یا چار؟ اس صورت میں اس کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۲/۲۶۳۳ھ)

الجواب: یہ کلمہ جو اس نے کہا کفر کا کلمہ ہے اور اس کو چاہیے کہ توبہ کرے اور تجدید اسلام اور تجدید نکاح کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۴۶۶) ایک شخص کو کسی بات پر کہا جائے کہ قرآن شریف اٹھاؤ اگر وہ کہہ دے کہ میرا آلہ تناسل اٹھائے گا تو اس پر کیا حکم ہوگا؟ (۱۳۳۲/۲۹۳۷ھ)

الجواب: یہ کلمہ کفر کا ہے کیونکہ توہین کلام اللہ اس سے ظاہر ہے اور وہ کفر ہے، لہذا تجدید ایمان و تجدید نکاح اس کو لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۴۶۷) زید نے بکر کو کسی دنیوی معاملات میں فیصلہ کے لیے کہا: قرآن قسم کے طور پر اٹھاؤ میں فیصلہ منظور کر لوں گا، لیکن بکر نے باہمی تنازعات میں کہا کہ میرا تو ذکر بھی نہیں اٹھاتا، بکر

دوسری جگہ پر ایسے بے ادبانہ الفاظ سے توبہ کرتا ہے، اب بکر پر کیا تعزیر شرعی عائد ہوتی ہے؟

(۱۳۴۳/۱۴۱۰ھ)

الجواب: بکر ان الفاظ سے مرتد اور کافر ہو گیا، اگر اس نے توبہ اور تجدیدِ ایمان کر لیا ہے تو پھر وہ مسلمان ہو گیا، اب بعد اسلام لانے کے اس پر کچھ حد اور تعزیر نہیں ہے، اور نکاح اس کا فسخ ہو گیا تھا اس کو پھر نکاح کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

چند شرکیہ اشعار

سوال: (۴۶۸) جو شخص رسول اللہ ﷺ کی شان مبارک میں ایسے الفاظ کہے جن سے شرک و بدعت کی بو آتی ہو، وہ شخص کیسا ہے؟ مثلاً یہ شعر پڑھے:

قطرہ دریا میں گر کر فنا ہو گیا ❀ بندہ وحدت میں جا کر خدا ہو گیا
خداوند تعالیٰ ازل سے وحدہ لا شریک تھا ❀ لیکن بعد میں اس نے اپنے روبرو آئینہ رکھا
ع: پھر خدا جیسا ایک دوسرا ہو گیا۔ نستغفر اللہ۔ (۱۳۴۰/۱۶ھ)

الجواب: ایسا اعتقاد رکھنا کفر ہے اور ایسے اشعار پڑھنا حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مصنوعی طور پر کلمات کفر کہنے سے بھی مسلمان کافر ہو جاتا ہے

سوال: (۴۶۹) ہندو وزید کا نکاح بہ زمانہ نابالغی بہ ولایت پدران نابالغان ہوا، اس وقت ہندو وزید بالغ ہیں، من جانب زید وقتاً فوقتاً وداع کے واسطے کہا گیا، پدر ہندو نے وداع کرنے سے انکار کیا، زید نے نکاح ثانی کر لیا جس سے ایک بچہ بھی پیدا ہو گیا، پدر ہندو نے مصنوعی طور پر اپنی لڑکی کو عیسائی کر دیا تاکہ نکاح ٹوٹ جائے، اگر کوئی شخص مصنوعی طور پر اپنے مذہب کو تبدیل کر کے مرتد ہو جائے تو کیا اس کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے یا نہ؟ (۱۳۴۴-۳۳/۱۰۷۶ھ)

الجواب: مصنوعی طور پر بھی کلمات کفر کہلانے اور کہنے سے حکم ارتداد کا ہو جاتا ہے، کیونکہ علماء و فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ ہر لفظ کفر کہنا بھی موجب کفر ہے۔ وفي الفتح: من هزل

بلفظ کفر ارتدّ و إن لم يعتقدہ للاستخفاف فهو ککفر العناد الخ (۱) (درمختار) پس جب کہ ہندہ بہ وجہ کہنے کلمات کفر کے کافر ہو گئی تو نکاح اس کا فسخ ہو گیا۔ کما فی الدر المختار: و ارتداد أحدهما..... فسخ..... عاجل (۲) اور یہ جو مسئلہ ہے کہ اگر عورت فرقت حاصل کرنے کے لیے مرتدہ ہو جائے تو وہ اسلام پر اور تجدید نکاح پر مجبور کی جاتی ہے یہ قاضی شری کے متعلق ہے جو اس زمانہ میں متصور نہیں ہے۔ و تجبر علی الإسلام و علی تجديد النکاح زجراً لها بمهر يسير الخ (درمختار) قوله: (و علی تجديد النکاح) فلکل قاض أن یجدده بمهر يسير ولو بدینار رضیت أم لا الخ (۳) (شامی) فقط اللہ تعالیٰ اعلم

دین اسلام کو گالی دینا کفر ہے

سوال: (۴۷۰) قاضی صاحب غصہ کی حالت میں ایک کافر حاکم کو فحش گالیاں دے رہے تھے، ایک شخص نے خلاف اسلام خیال کر کے خصوصیت سے منع کیا، قاضی نے کہا کہ تم کو منع کرنے کا کوئی حق نہیں، زید نے کہا کہ اور تو کوئی حق نہیں مگر اسلامی حق حاصل ہے، قاضی نے کہا کہ اسلام بڑ گیا اس میں (مرد کے مقام پاخانہ کا نام لے کر) اور دیگر علماء کو بھی فحش گالیاں دیں، ایسے کلمات کہنا اور توبہ نہ کرنا کیسا ہے کفر ہے یا نہیں؟ اور اس قاضی کے پیچھے نماز صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۱۷۰/۳۳-۳۳۴ھ)

الجواب: قاضی نے جو کلمات کہے ہیں وہ کفر کے کلمات ہیں اللہ تعالیٰ ایسی جہالت سے اپنی پناہ میں رکھے، اس کو توبہ کرنی چاہیے بدون توبہ تجدید ایمان کے اس کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہے۔ فقط

جو شخص حالت حیض اور دبر میں آنے کو حلال سمجھتا ہے وہ کافر ہے یا نہیں؟

سوال: (۴۷۱) جس شے کی حرمت کلام اللہ شریف سے ثابت ہے مثلاً وطی کرنا حالت حیض

(۱) الدر المختار مع الشامی: ۶/۲۶۹-۲۷۰، کتاب الجہاد، باب المرتد.

(۲) الدر المختار مع رد المحتار: ۴/۲۷۲، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، مطلب: الصبی والمجنون لیسا بأهل لإيقاع طلاق بل للوقوع

(۳) الدر المختار والشامی: ۴/۲۷۳، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، مطلب: الصبی والمجنون لیسا بأهل لإيقاع طلاق بل للوقوع.

میں اور آنا دبر میں اگر کوئی شخص اس کو حلال سمجھے تو اس پر کفر کا فتویٰ دینا صحیح ہے یا نہیں؟

(۱۳۳۵/۱۹۶ھ)

الجواب: صحیح یہ ہے کہ کفر کا فتویٰ نہ دیا جاوے۔ کما فی الدر المختار: وقیل: لا یکفر فی المسألتین وهو الصحیح، خلاصہ، وعلیہ المعول لأنہ حرام لغيرہ الخ (۱) قال فی البحر عن الخلاصہ: من اعتقد الحرام حلالاً أو علی القلب یکفر إذا کان حراماً لعینہ، وثبتت حرمتہ بدلیل قطعی، أما إذا کان حراماً لغيرہ بدلیل قطعی أو حراماً لعینہ بأخبار الآحاد لا یکفر إذا اعتقده حلالاً (۱) (شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جو شخص ہندوؤں کے تہوار مناتا ہے وہ مسلمان ہے یا کافر؟

سوال: (۴۷۲) زید اپنے کو مسلمان کہتا ہے، جملہ اعمال سیدہ کا مرتکب ہے، نماز کبھی نہیں پڑھتا، روزہ نہیں رکھتا، صاحب نصاب ہے زکاۃ ادا نہیں کرتا، حج کی استطاعت رکھتا ہے اب تک حج کو نہیں گیا اور نہ ادائے حج کا ارادہ رکھتا ہے، سود خوار ہے، علاوہ ازیں ہندوؤں کے اکثر تہوار کرتا ہے، ان کے رسوم کی پابندی کے ساتھ تہوار مناتا ہے ہندوؤں کے مندر کی مرمت و پوجا پاٹ میں باوجود روک تھام اور تشدد کے چندہ دیتا ہے، مندر کے مصارف کے لیے کچھ زمین بطور جاگیر کے دے چکا ہے، اور اس پوجا پاٹ سے اور دیوتاؤں سے خوش عقیدگی رکھتا ہے، ان کی پوجا پاٹ واس قسم کے مصارف کو اپنے لیے مفید سمجھتا ہے، اس کے ترک سے خائف ہے، موجب مصائب و باعث زوالِ نعمت و جاہ تصور کرتا ہے، ایسا شخص مسلمان ہے یا کافر؟ اور اس سے مسلمانوں کا سا معاملہ کرنا کیسا ہے؟ (۱۳۳۷/۱ھ)

الجواب: فاسق ہونے میں اس شخص کے کچھ شبہ نہیں ہے، مگر تکفیر میں احتیاط کی جائے، ضعفِ ایمان کی وجہ سے اور خوف کی وجہ سے وہ امور خلافِ اسلام کرتا ہے، خدا تعالیٰ اس کو ہدایت دیوے اور توبہ نصیب فرمائے، شامی باب المرتد میں ہے: وفي جامع الفصولین روى الطحاوی عن

(۱) الدر المختار و رد المحتار: ۴۲۸/۱، کتاب الطہارۃ، باب الحيض، قبل مطلب فی حکم وطء المستحاضة ومن بذکرہ نجاسة.

أصحابنا لا يُخرج الرجل من الإيمان إلا جحوداً ما أدخله فيه ، ثم ما تيقن أنه ردّة يُحكم بها ، وما يشك أنه ردّة لا يحكم بها ، إذ الإسلام الثابت لا يزول بالشك مع أن الإسلام يعلمو ، وينبغي للعالم إذا رفع إليه هذا أن لا يُادر بتكفير أهل الإسلام إلخ وفي الفتاوى الصغرى : الكفر شيء عظيم فلا أجعل المؤمن كافراً متى وجدت رواية أنه لا يكفر أهـ ، وفي الخلاصة وغيرها : إذا كان في المسألة وجوه توجب التكفير ووجه واحد يمنع ، فعلى المفتي أن يميل إلى الوجه الذي يمنع التكفير إلخ (۱) (شامی: ۳/۲۸۵ ، باب المرتد) الغرض فقهاء رحمهم الله نے کسی مسلمان کو کافر کہنے میں بہت احتیاط کی ہے ، اگر ننانوے وجہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ اور وہ بھی ضعیف عدم کفر کی ہو تو عدم کفر کی طرف مائل ہونا چاہیے۔ فقط

جس شخص کے عقائد درست اور اعمال خراب ہوں وہ فاسق ہے

سوال: (۳۷۳)..... (الف) زید حنفی المذہب اور چاروں اماموں کا برحق ماننے والا ، اور جو کچھ احکامات کہ نبی کریم ﷺ سے بذریعہ قرآن مجید و احادیث صحیحہ و اقوال مجتہدین اس تک پہنچے ان پر صدق دل سے ایمان لاتا ہے ، اور جو عقیدہ کہ سلف صالحین کا تھا وہی عقیدہ اپنا ظاہر کرتا ہے ، اور ہر امر میں مذہب حنفی کا پیرو ہے ، اگرچہ چند فعل اس کے جو عقائد سے تعلق نہیں رکھتے خلاف شرع ہیں ؛ جیسے داڑھی منڈوانا ، چوڑی دار پا جامہ پہننا ، مگر وہ خود معترف ہے کہ یہ فعل میرے خلاف شرع ہیں ، اللہ تعالیٰ مجھ کو توفیق دے کہ ان منہیات سے باز آؤں ، کیا افعال مذکورہ سے اس کے عقائد میں کچھ فرق آسکتا ہے؟

(ب) اور کیا عمر کو یہ مجاز ہے کہ زید کی شان میں یہ سمجھے کہ اس کے عقائد کا ٹھکانہ نہیں ، اور اس کے کہنے سے اس کی یہ مراد ہو کہ زید دائرۃ اسلام سے خارج ہے اور اگر کہے تو عمر کے لیے شرعاً کیا حکم ہے اور کیا سزا ہے؟

(ج) جس شخص کے عقائد کا ٹھکانہ نہ ہو وہ دائرۃ اسلام سے خارج ہے یا نہیں؟ (۳۴۴/۱۳۳۷)

(۱) رد المحتار علی الدر: ۶/۲۷۱ ، کتاب الجہاد ، باب المرتد ، مطلب : ما یُشک أنه ردّة لا یحکم بها .

الجواب: (الف-ج) اگر عقائد صحیح موافق اہل سنت و جماعت کے ہوں اور اعمال خراب ہوں تو وہ شخص فاسق ہے کافر و مبتدع نہیں ہے، اور یہ فاسق اس سے بہتر ہے کہ جس کے عقائد میں خلل اور نقصان ہو، اور محض اعمال کی خرابی اور فسق و فجور کو دیکھ کر یہ حکم کرنا نہ چاہیے کہ اس کے عقائد بھی خراب ہیں یہ امر احتیاط کے خلاف ہے، لیکن اگر اس قائل کے نزدیک اس فاسق کے عقائد کی خرابی واضح اور ثابت ہو تو وہ ایسا کہہ سکتا ہے، الظاهر عنوان الباطن قول صحیح ہے، پس جو شخص ظاہر ۲ محرمات کا مرتکب ہے اس کے عقائد پر ہی کیا اعتماد ہے، اور یہی مطلب ہے اس قول کا کہ اس کے عقائد کا ٹھکانا نہیں، لہذا محل اعتراض بھی نہیں ہے، اگرچہ احتیاط کے خلاف ہے، اس سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ عقائد کا ٹھکانا نہ ہونا مستلزم کفر نہیں، بلکہ اگر عقائد خلاف اہل سنت و جماعت ہوں تو اس کو بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس کے عقائد کا ٹھکانہ نہیں یعنی ٹھیک نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جھوٹی قسم کھانے والا ایمان سے خارج نہیں

سوال: (۴۷۴) زید نے اپنی لڑکی کا نکاح خالد سے کیا، اور مجلس عام میں اعلان نکاح طرفین ہو کر خرما و شیرینی تقسیم ہوئی، مگر منکوحہ رخصت نہیں کی، جب خالد نے رخصت کرانے کا خیال ظاہر کیا، تو زید نے انکار کیا اور کہا کہ نکاح نہیں ہوا حالانکہ نکاح ہو چکا تھا، پھر نوبت بہ عدالت آئی، اس وقت زید نے حاکم کے سامنے حلف اٹھایا کہ میری لڑکی کا نکاح خالد سے نہیں ہوا، شرعاً ایسا شخص کیسا ہے؟ اور شہادت زور اور حلف باطل اٹھانے والا خارج از ایمان ہے یا نہیں؟ (۵۹۰/۱۳۳۷ھ)

الجواب: جھوٹی قسم کھانے والا فاسق ہے اور اس پر سخت وعید حدیث شریف میں وارد ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جھوٹی شہادت شرک کے برابر ہے (۱) یعنی اگرچہ اس کو کافر نہ کہا جائے گا لیکن وہ شخص ایک ایسے گناہ کا مرتکب ہوا جو شرک کے معادل ہے، پس اس شخص کو توبہ کرنی چاہیے ورنہ اس سے

(۱) عن خُرَیم بن فَاتک رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ : صَلَّیَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّیَ اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم صَلَوةَ الصُّبْحِ ، فَلَمَّا اَنْصَرَفَ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ : عُذِلْتُ شَہَادَةُ الزُّوْرِ بِالْاِشْرَاکِ بِاللَّهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، ثُمَّ قَرَأَ : ﴿ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ حَقَّاءَ لِلَّهِ غَیْرَ مُشْرِکِیْنَ بِہٖ ﴾ (سنن أبي داود: ۵۰۶-۵۰۷، کتاب القضاء - باب في شهادة الزور)

متارکت کر دی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جن مسلمانوں نے عدالت میں یہ بیان دیا کہ ہم قانونِ محمدی کے پابند

نہیں، بلکہ رواجِ دنیوی کے پابند ہیں: ان کے لیے کیا حکم ہے؟

سوال: (۴۷۵) مسلمانوں کا ایک گروہ عدالت سرکاری میں بیان دیتا ہے کہ ہم قانون شرع

محمدی کے پابند نہیں ہیں، بلکہ رواجِ دنیوی کے پابند ہیں، ایسے گروہ کی بابت کیا حکم ہے؟

(۱۳۳۳ھ/۳۲-۳۳)

الجواب: ایسا قول اور بیان اہل اسلام سے بہت مستبعد اور نہایت قبیح ہے، اور یہ کلام کفر تک

پہنچاتا ہے، قائل اس کلام کا فاسق و عاصی ہے کہ اس کے ایمان کے زوال کا اندیشہ ہے، صرف بہ وجہ احتیاط و گنجائش تکفیر قائل کا فتویٰ نہیں دیا جاتا، ورنہ درحقیقت یہ کلمہ کفر کا ہے۔ اَعَاذَنَا اللَّهُ تَعَالٰی مِنْهُ .

شرعی حکم کے مقابلے میں خاندانی رواج پیش کرنا

سوال: (۴۷۶) زید اور خالد دو حقیقی بھائی تھے زید فوت ہو چکا ہے، زید کے داماد نے خالد پر

اپنی زوجہ کی طرف سے مقدمات وراثت کے متعلق دائر کیے ہیں، مقدمات کی پیروی میں خالد جو

جواب دعویٰ دیتا ہے اس میں اولاد لائل شرعیہ اور پھر قانون کے حوالے دیتا ہے، ایک دفعہ صاحب حج

کے دریافت پر یہ کلمہ اس کے مُنہ سے نکل جاتا ہے کہ ہمارے خاندان وراثت کے معاملہ میں رواج کا

پابند چلا آیا ہے، یہ کلمہ کہنے سے اس پر کفر عائد ہوتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۷ھ/۲۰۸۳)

الجواب: لڑکیوں کا حق شرعی نہ دینا اور بہ مقابلہ اس کے رواجِ خاندانی سے حجت پکڑنا بے

شک نہایت خوفناک امر ہے، کیونکہ شرعی حکم کے مقابلہ میں رواجِ خاندانی کو پیش کرنا، اس کے معنی یہ

ہیں کہ ہم حکم شرعی کو نہیں مانتے، رواجِ خاندانی کے موافق عمل کریں گے، تو لامحالہ شخص مذکور ﴿وَمَنْ لَّمْ

يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (سورہ مائدہ، آیت: ۴۵) کا مصداق ہوگا، لہذا

اس سے توبہ کرے اور حکم خدا و رسول ﷺ کو برسرِ و چشم رکھے، اور تعدی عن حدود اللہ نہ کرے۔

﴿وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (سورہ بقرہ، آیت: ۲۲۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شریعت کے مقابلہ میں رسم برادری کو مقدم سمجھنا کفر ہے

سوال: (۴۷۷) ایک مجلس میں چند آدمی ایک امر متنازع کے فیصلہ کے لیے جمع ہوئے، ان میں سے ایک فریق نے شریعت حقہ کی توہین کی، اور اعلانیہ کہا کہ ہم پنچایت کے فیصلہ کے مقابلہ میں شریعت کی کچھ پرواہ نہیں کرتے، اور ہم کو ایسی مسلمانی کی ضرورت نہیں ہے جس میں پابندی ہو، ہم رسم برادری کو شریعت کے مقابلہ میں مقدم سمجھتے ہیں، آیا اس اعتقاد کے رکھنے والے اور ایسے الفاظ کے کہنے والے مسلمان رہے یا نہ؟ تجدید نکاح و تجدید اسلام ہونی چاہیے یا نہ؟ (۱۳۴۳ھ/۸۲)

الجواب: الفاظ مذکورہ کہنے والے اشخاص کافر ہو گئے ان کو تجدید اسلام و تجدید نکاح و توبہ و استغفار کرنا لازم ہے، اور جب تک توبہ و تجدید اسلام وغیرہ نہ کریں ان کے ساتھ ملنا جلنا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۴۷۸) دو شخصوں میں باہم تنازع تھا، ایک نے ان میں سے کہا کہ فیصلہ بہ حسب شرع محمدی کر لینا چاہیے، دوسرے نے اس کے جواب میں کہا کہ مجھے فیصلہ شریعت محمدی کا منظور نہیں ہے، اپنا رواج منظور کیا جائے گا؛ پس منکر فیصلہ شریعت کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۳ھ/۲۱۹۲)

الجواب: شریعت محمدیہ صلوات اللہ علی صاحبہا کے فیصلہ سے انکار کرنا کفر ہے، اس شخص کو توبہ و تجدید اسلام و تجدید نکاح کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بلا ارادہ کلمہ کفر زبان سے نکل جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۴۷۹) ایک شخص کی زبان سے بے ساختہ بلا ارادہ اپنی زوجہ کی نسبت یہ لفظ نکل گیا کہ یہ تو میرا خدا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ آیا یہ شخص مرتکب کفر ہوا یا نہیں؟ اور نکاح قائم رہا یا نہیں؟ (۱۳۳۸ھ/۲۲۸)

الجواب: شامی میں ہے کہ اگر خطا بلا ارادہ کلمہ کفر زبان سے نکل جائے تو کافر نہیں ہوتا۔

وَمَنْ تَكَلَّمَ بِهَا مَخْطُئًا أَوْ مَكْرَهًا لَا يَكْفُرُ عِنْدَ الْكَلِّ الْخ (۱) لہذا اس صورت میں حکم کفر کا اس شخص پر نہ کیا جائے، اور نہ اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہوگی، لیکن احتیاطاً تجدید نکاح کر لے اور توبہ واستغفار کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غیر مسلموں کے تہواروں پر ہندوؤں کو پانی و شربت پلانا کیسا ہے؟

سوال: (۴۸۰) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں جب کہ ہندو مسلم اتحاد کا چرچا جا بجا ہو رہا تھا تو یہاں پر بھی جلسے ہوئے اور ہڑتال بھی ہوئی، اس کے بعد طرفین نے جنازہ میں شرکت کی اور اس اتفاق کا عملی ثبوت اہل ہندو کی جانب سے یہ ہوا کہ عید الفطر میں بعد نماز عید چند معزز اشخاص ہندو مقام نماز پر پہنچے، اور وہاں تمام نمازیوں پر گلاب پاشی کی اور جملہ نمازیوں کو اپنے خیمہ جو کہ عید گاہ سے باہر نصب تھا جہاں شربت اور پانی وغیرہ کا کافی انتظام تھا آنے کی دعوت دی، چنانچہ کل مسلمان بعد خطبہ خیمہ ہندو میں پہنچے، ہندو صاحبان نے وہاں پر اتفاق کا پورا ثبوت دیا، اس کے عوض کی ضرورت مسلمانوں کو بھی محسوس ہوئی، چنانچہ ان کے تیوہار یعنی اچھاؤ پر مسلمانانِ قصبہ کی طرف سے خیمہ نصب کیا گیا، اور وہاں پر بھی پانی و شربت وغیرہا سے مسلمانوں کی جانب سے کافی تواضع کی گئی، اس کے بعد رام لیلا کے موقع پر جب کہ ان کی بارات نکلی تو مسلمانوں کی جانب سے رام چند پر بہ خیال اظہار اتفاق پھول برسائے گئے، ان افعال سے جو مسلمان ان امور میں شریک تھے وہ کافر ہوئے یا گنہ گار ہوئے؟ ان کے نکاح وغیرہ میں کسی قسم کی خرابی واقع ہوئی یا نہیں؟ (۱۳۳۸/۳۹۲ھ)

الجواب: گنہ گار ہوئے، اور ان افعال میں خوف کفر ہے اور ایسے امور سے مسلمانوں کو احتراز

لازم ہے۔ وما علینا إلا البلاغ اور تجدید ایمان و نکاح ایسے لوگوں کو مناسب ہے۔ فقط واللہ اعلم

(۱) رد المحتار علی الدر المختار: ۲/۲۷۲، کتاب الجہاد، باب المرتد، مطلب: مَا يُشَكُّ أَنَّهُ رِدَّةٌ لَا يَحْكُمُ بِهَا.

ہنود کی خوشنودی کے لیے رام لیلا اور میلوں

میں شرکت کرنا موجب کفر ہے یا نہیں؟

سوال: (۴۸۱) غلام مصطفیٰ تقریب میلہ ہنود و رام لیلا بہ غرض خوشنودی ہنود و اظہار موافقت متواتر شریک ہوا، اور لوگوں کو شریک ہونے کی ترغیب دی، اسی طرح زید و عمر جشن صلح میں شریک ہوئے، تو غلام مصطفیٰ اور زید و عمر کافر ہوئے یا نہیں؟ (۱۳۳۸ھ/۶۷۷)

الجواب: غلام مصطفیٰ اور زید و عمر کو شرعاً کافر نہ کہا جائے گا کہ تکفیر مؤمن میں احتیاط کا حکم ہے یہاں تک کہ اگر کسی شخص میں ننانوے وجوہ کفر کی ہوں، اور صرف ایک وجہ اسلام کی ہو تو اس کو مسلمان ہی کہنا چاہیے، اور تکفیر نہ کرنی چاہیے، اور جو لوگ زید و عمر کو کافر کہتے ہیں ان کی تکفیر کا خوف ہے ان کو توبہ کرنی چاہیے، کیونکہ حدیث شریف میں ہے: إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لَأُخِيهِ: يَا كَافِرُ! فَقَدْ بَاءَ بِهِ أَحَدُهُمَا الْحَدِيثَ (۱) أَوْ كَمَا قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَطَّ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ

تعز یہ دیکھنے والا کافر ہو جاتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۴۸۲) جو شخص محرم میں تعز یہ وغیرہ دیکھے وہ کافر ہو جاتا ہے یا نہیں؟ اور جو شخص اس کو کافر کہے وہ کیسا ہے؟ کافر کہنے والے کی یہ دلیل ہے: مَنْ زَارَ قَبْرًا بِغَيْرِ مَيِّتٍ فَهُوَ كَافِرٌ وَأَمْرًا لَهُ بَائِنٌ. (۱۳۳۸ھ/۱۰۳۲)

الجواب: کافر نہیں ہوتا، بلکہ فاسق ہے اور اجتناب ایسے لہو و لعب سے ضروری ہے، اور یہ روایت صحیح نہیں ہے اور کافر کہنے والا گنہگار ہے توبہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

یہ کہنا کفر ہے کہ آیات و احادیث اور فقہ پر پیشاب کرتا ہوں

سوال: (۴۸۳) زید ایک ایسے مضمون کے متعلق کہ جس میں صرف قرآن پاک کی آیات و

(۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال: (۴۵۵) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

احادیث نبویہ اور فقہ کے مسائل ہوں، باوجود علم کے تحقیراً واستخفافاً یہ کہہ دے کہ میں اس پر پیشاب کرتا ہوں شرعاً اس پر کیا حکم ہے؟ (۱۵۸۸/۱۳۳۸ھ)

الجواب: تحقیر واستخفاف آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ علی مصدرہا الصلوٰۃ والتہیات اور تحقیر مسائل فقہیہ دینیہ یہ جملہ امور کفر و ارتداد ہیں۔ والعیاذ باللہ العظیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم۔

مجھے اسلام کی ضرورت نہیں میں رام رام کروں گا: کہنا موجب کفر ہے

سوال: (۲۸۴) ایک شخص نے کہا: اے میرے پچھلے سال والے خدا، دوسرے شخص نے اس کو کہا کہ یہ کلمہ کفر کا ہے، اس سے دو خدا ثابت ہوتے ہیں اور آدمی کافر ہو جاتا ہے، تو اس نے کہا کہ مجھے اسلام کی ضرورت نہیں ہے میں رام رام کروں گا، کیا ایسا شخص مسلمان رہ سکتا ہے اور اس کے واسطے کیا حکم ہے؟ (۱۵۹۹/۱۳۳۸ھ)

الجواب: پہلے کلمہ سے تو کفر نہیں ہوا تھا، کیونکہ اس کا مطلب یہ لینا چاہیے کہ اے میرے ہمیشہ کے خدا کما ورد فہو الآن کما کان، مگر دوسرے شخص نے جو اپنی جہالت اور غلطی سے اس سے یہ کہہ دیا کہ یہ کلمہ کفر کا ہے اور اس پر اس نے کہا کہ مجھے اسلام کی ضرورت نہیں ہے الخ یہ کلمہ کفر کا ہے، پس وہ شخص توبہ کرے اور تجدید اسلام و تجدید نکاح کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اُستاد کی شان میں گستاخی کرنا موجب کفر نہیں

سوال: (۲۸۵) ایک استاذ کی جانب سے شاگرد کی ضرب و شتم ہوئی، تو شاگرد سے بھی استاذ کے حق میں کلمات بد صادر ہوئے، آیا شاگرد دائرۃ اسلام میں داخل ہے یا نہیں؟ صوبہ سرحد کے علماء شاگرد کے اسلام کے قائل ہیں اور جو قدیم خیال والے ہیں وہ کہتے ہیں کہ شاگرد مذکور مرتد اور ذبیحہ اس کا حرام اور نماز اس کے پیچھے ناجائز ہے، اور اس کی تعبیر عاق کے ساتھ بھی کرتے ہیں یہ صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۷۶۵/۱۳۳۸ھ)

الجواب: حکم کرنا شاگرد کے ارتداد اور کفر کا غلط ہے، اور ذبیحہ اس کا حلال ہے، اور امامت اس کی درست ہے یعنی نماز اس کے پیچھے ہو جاتی ہے، لیکن اگر اس نے استاذ کو بلا وجہ شرعی کے ایذا

دی اور ستایا اور قصور معاف نہ کرایا تو وہ فاسق ہے، نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے، ردالمحتار جلد خامس مسائل شنی میں ہے کہ قال الزندوسی: حق العالم علی الجاهل و حق الأستاذ علی التلمیذ واحد علی السواء الخ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ضعف دماغ کی وجہ سے کلمات کفر زبان سے نکلے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۴۸۶) زید عرصہ ایک سال سے بیمار تھا دماغ خراب ہو گیا تھا، اس درمیان میں اس سے بہ وجہ ضعف دماغ اکثر باتیں متعلق عقائد مذہب کے خلاف نکل گئیں، کلمات کفر کے بھی نکلے، جب خیال درست ہوا تو اپنے کیے پر بہت نادم ہوا، اور توبہ واستغفار کیا، ایسی حالت میں توبہ کرنے سے وہ مسلمان ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اس کے بچے اس گناہ سے مبرا ہیں یا نہیں؟ (۱۸۰/۱۳۳۹ھ)

الجواب: ایسی حالت عدم سلامتی عقل و حواس میں جو کلمہ کفر وغیرہ کا اس کے زبان سے نکلا اس پر مواخذہ نہیں ہے، پس بعد درستی عقل و ہوش کے جب کہ وہ اس پر نادم ہے اور توبہ واستغفار کرتا ہے تو وہ پکا مسلمان ہے اور اس کی اولاد پر بھی کچھ مواخذہ اور جرم نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جو شخص دین اسلام کو برا کہے اور گالیاں دے وہ اسلام سے خارج ہے

سوال: (۴۸۷) اگر کوئی شخص اہل اسلام اور مذہب اسلام کی توہین کرے اور برے الفاظ بولے اور گالی گفتار دیوے ایسے شخص کی نسبت کیا حکم ہے؟ (۶۸۹/۱۳۳۹ھ)

الجواب: اس میں کچھ شک و شبہ نہیں ہے کہ جو شخص دین اسلام کو برا کہے اور گالیاں دے وہ اسلام سے خارج ہے، اس کو لازم ہے کہ توبہ کرے اور تجدید اسلام کرے اور تجدید نکاح کرے ورنہ اس سے اہل اسلام کو متارکت اور علیحدہ گی فرض ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۴۸۸) نصیر آباد میں مسلمانان نے ایک عام مذہبی تحریک کی کہ ہر قوم و گروہ میں شراب نوشی و قمار بازی و نیز ڈاڑھی منڈانے کا انسداد عمل میں لایا جائے، نماز پنج وقتہ و جمعہ پابندی سے ادا کرے، اموات کی تجہیز و تکفین میں ضرور شریک ہو، جو اس کے خلاف کرے گا وہ برادری سے

خارج ہوگا، باوجود اس کے عمر نے ڈاڑھی منڈائی، قوم نے اس کو بلا کر دریافت کیا تو عمر نے قوم کو فحش کلامی سے جواب دیا اور اسلام و مذہب کی شان میں بیہودہ فحش بکا، اس لیے قوم نے اس کو خارج از برادری کر دیا، لہذا شرعاً ایسے شخص کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۹/۱۱۰۷ھ)

الجواب: دین اسلام کے بارے میں بیہودہ گوئی اور فحش کلامی صریح کفر ہے، پس ایسا شخص جو اسلام کو برا کہے اور توہین دین اسلام کرے وہ کافر ہے، اس کو مسلمان نہ سمجھنا چاہیے، اور تا وقتیکہ وہ توبہ نہ کرے اور تجدید اسلام نہ کرے اس وقت تک اس کو مسلمان نہ سمجھا جائے اور داخل برادری اسلام نہ کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جورنڈیاں کلمہ گو ہیں ان کو کافر نہ کہنا چاہیے

سوال: (۴۸۹) گروہ طوائف اگر مسلمان ہیں تو کیا ثبوت ہے؟ (۱۳۳۹/۷۰۷ھ)

الجواب: جرنڈیاں کلمہ گو ہیں اور اپنے کو مسلمان کہتی ہیں وہ مسلمان ہیں ان کو کافر نہ کہنا چاہیے فاسق و فاجر و گنہگار ہیں، لیکن مسلمان ہیں اللہ تعالیٰ ہدایت فرماوے اور توبہ نصیب فرماوے۔

کیا جس شخص کو پانچوں کلمے یاد نہ ہوں وہ اسلام سے خارج ہے؟

سوال: (۴۹۰) ایک مولود خواں کہتا ہے کہ جس مسلمان کو پانچوں کلمے یاد نہ ہوں وہ اسلام سے خارج ہے، آیا جس مسلمان کو ایک دو کلمہ معلوم اور یاد ہوں وہ اسلام سے خارج ہوگا یا نہیں؟

(۱۳۳۹/۸۴۴ھ)

الجواب: صرف کلمہ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے پڑھنے اور اعتقاد رکھنے سے مسلمان ہو جاتا ہے، یہ غلط ہے کہ جس کو پانچوں کلمے بعینہ یاد نہ ہوں وہ اسلام سے خارج ہے والعیاذ باللہ۔ فقط

شیخین یا اصحاب ثلاثہ کو سب و شتم کرنا کفر ہے

سوال: (۴۹۱) آج کل شیعہ مذہب ترقی پر ہے، اور جہال کو کہتے ہیں کہ شہدائے کربلا پر رونے والے اور تعزیہ و تابوت بنانے والے سردار جنت ہیں، اور چونکہ اس مجلس میں اکثر ذکر اصحاب

ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا بری طرح کیا جاتا ہے تو شیعہ مذہب کے لیے حکم شرعی صادر فرمایا جائے تاکہ عوام ان سے پرہیز کریں، اور ایسی مجالس میں جا کر اپنا ایمان ضائع نہ کریں۔ بینواتو جروا (۱۶۱/۱۳۳۳ھ)

الجواب: تعزیه بنانا اور تعزیه داری کرنا اور ماتم کرنا یہ جملہ امور محدثات سے ہیں اور بدعت منکر ہیں اور مردود و باطل ہیں۔ قال علیہ الصلاۃ والسلام: من أحدث فی أمرنا هذا ما لیس منه فهو ردّ الحدیث (۱) اور اصحاب ثلاثہ کو برا کہنا اور شیخین کو یا اصحاب ثلاثہ کو سب و شتم کرنا کفر ہے والعیاذ باللہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خلفائے ثلاثہ (ابوبکر، عمر و عثمان) اور حضرت

عائشہ کو برا بھلا کہنے والا مسلمان ہے یا نہیں؟

سوال: (۴۹۲)..... (الف) خلفائے راشدین اور اہل بیت مطہرہ یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان مبارک میں جو شخص الفاظ ناملائم یا دشنام یا برا کہتا ہو اور تہمت لگاتا ہو وہ دائرہ اسلام میں ہے یا نہیں؟

(ب) ایسے شخص کے ہاتھ کا ذبیحہ درست ہے یا نہیں؟

(ج) اور تعلق دوستانہ و ہمدردی رکھنا اور کھانا کھانا وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟ (۴۹۸/۱۳۴۰ھ)

الجواب: (الف-ج) خلفائے راشدین کی سب و شتم کو بھی بہت سے علماء و فقہاء نے کفر کہا ہے (۲) اور بالخصوص حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت رکھنے والوں اور اہل کفر کے قاتلین

(۱) عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من أحدث فی أمرنا هذا ما لیس منه فهو ردّ، متفق علیہ. (مشکاۃ المصابیح، ص: ۲۷، کتاب الإیمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الأول)

وصحیح البخاری: ۱/۳۷۱، کتاب الصلح، باب: إذا اصطلحوا علی صلح جور فهو مردود والصّحیح لمسلم: ۲/۷۷، کتاب الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة و ردّ محدثات الأمور (۲) تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد: ۱۶/۴۰۶ تا ۴۰۹، کتاب الحظر والإباحة سوال نمبر: (۸۰۴)۔ ۱۲

کو بہ اتفاق کافر کہا ہے کیونکہ اس میں نص قطعی کا انکار ہے (۱) پس اس شخص کا ذبیحہ درست نہیں ہے، اور اس سے تعلق محبت رکھنا اور اس کے ساتھ مواصلت و مشاربت حرام ہے، اور کوئی تعلق اسلامی اس کے ساتھ رکھنا درست نہیں ہے، اور جو شخص اس سے میل جول رکھے وہ عاصی و فاسق ہے تو بہ کرے۔

سوال: (۴۹۳) جو شخص صحابہ رضی اللہ عنہم اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو برا بھلا کہے اور گالی دے وہ فاسق ہے یا کافر؟ بینواتو جروا (۱۳۳۳/۲۳۳۲ھ)

الجواب: اصحاب رسول اللہ ﷺ کو سب و شتم کرنا فسق ہے، اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے افک کا معتقد ہونا اور ان پر تہمت لگانا کفر ہے کیونکہ براءت ان کی نص قطعی سے ثابت ہے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جہاد سے فرار کفر ہے یا فسق؟

سوال: (۴۹۴) جس وقت تمام مسلمانوں پر جہاد فرض ہو جائے، اس وقت اگر کوئی مسلمان باوجود قدرت کے جہاد میں شریک نہ ہو، یا شریک ہو کر ڈر کر بھاگ جاوے تو وہ مسلمان ہے یا کافر؟ (۱۳۴۰/۶۶۸ھ)

الجواب: وہ مسلمان فاسق ہے کافر نہیں ہے، کیونکہ بھاگنا جہاد سے گناہ کبیرہ ہے، اس لیے بھاگنے والا فاسق ہوا جیسا کہ کبائر کی تفصیل میں حدیث شریف میں وارد ہے: والفرار من الزحف (۳) فقط

(۱) نعم لاشك في تكفير من قذف السيدة عائشة رضي الله تعالى عنها، أو أنكر صحبة الصديق، أو اعتقد الألوهية في علي أو أن جبريل غلط في الوحي أو نحو ذلك من الكفر الصريح المخالف للقرآن. (الشامي: ۶/۲۸۸، كتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب مهم في حكم سب الشيخين)

(۲) ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ، لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ (سورة نور، آیت: ۱۱)

(۳) عن معاذ رضي الله عنه قال: أو صاني رسول الله صلى الله عليه وسلم بعشر كلمات، قال: لا تشرك بالله شيئاً وإن قُتلت وحرقت..... وإياك والفرار من الزحف وإن هلك الناس، الحديث، رواه أحمد. (مشكاة المصابيح، ص: ۱۸، باب الكبائر وعلامات النفاق، الفصل الثالث)

مسلمان کا قتل کفر ہے یا فسق؟

سوال: (۴۹۵) مسلمان کے اوپر مسلمان کا قتل کے لیے ہاتھ اٹھانا کفر ہے یا فسق؟

(۱۳۳۰/۶۶۸ھ)

الجواب: قتل مؤمن فسق ہے اور اس کا استحلال کفر ہے۔ کما قال المفسرون: في قوله تعالى: ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا﴾ (سورہ نساء، آیت: ۹۳) (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فتویٰ شرعی کی اہانت و انکار کرنے والا کافر ہے یا نہیں؟

سوال: (۴۹۶) فتویٰ علماء کا منکر اور اس کی اہانت کرنے والا کافر ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۰/۱۶۴۴ھ)

الجواب: فتویٰ شرعی اور احکام شرعی کا مذاق اڑانا اس سے کفر لازم آتا ہے اس سے احتراز اور توبہ کرنا لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۴۹۷) زید نے عمر کو فعل ناجائز سے روکا کہ جو کام تم کرتے ہو شرعاً ناجائز ہے، عمر نے جواب دیا کہ ایسے شرع کے فتویٰ پر میں پیشاب کرتا ہوں شرعاً عمر پر کیا حکم ہے؟

(۱۳۳۹/۱۱۰۳ھ)

الجواب: یہ کلمہ کفر کا ہے اس سے توبہ کرنی چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۴۹۸) اگر امام یا لڑکی والے یا اہل محلہ و اہل اسلام علماء کے فتویٰ پر عمل نہ کریں یا اس کا استہزاء کریں یا اس کو حقیر جانیں تو ان پر کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۳/۱۹۶۷ھ)

الجواب: وہ لوگ فاسق ہیں، اور انکار و استہزاء فتویٰ علمائے حقانی سے اور انکار حکم شرعی قطعی سے کفر ہو جاتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ہنود کا رفیق بن کر مسلمانوں کو تکلیف پہنچانا

سوال: (۴۹۹) ایک مسلمان صوم و صلاۃ کا پابند نہیں، دنیاوی طمع سے ہنود کا رفیق بن کر

(۱) وهذا مُؤَوَّلُ بَمَنْ يَسْتَحِلُّهُ الْخ. (تفسير الجلالين، ص: ۸۴، تفسير سورة النساء)

مسلمانوں کو قسم قسم کی تکالیف اور نقصانات پہنچاتا ہے، ایسا شخص اسلام سے خارج ہے یا نہیں؟

(۱۳۳۱/۷۳۶ھ)

الجواب: ایسا شخص فاسق ہے، اور عند اللہ سخت عاصی اور ماخوذ ہے اور وہ اس قابل نہیں ہے کہ اس پر مذہبی کاموں میں اعتماد کیا جاوے بلکہ اس سے اسی طرح اجتناب رکھنا چاہیے جیسے غیر مذہب والوں سے اگرچہ کافر کہنے میں احتیاط کرنی چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

یہ کہنا کہ ہم کو مسلمانوں کے مذہب سے کوئی تعلق نہیں: کیسا ہے؟

سوال: (۵۰۰) زید مسلمان نے مجمع عام میں لوگوں کو ایک ایسے فعل کی ترغیب دیتے ہوئے، جس کے ارتکاب کی ممانعت علمائے کرام نے متفقہ طور پر فرمائی یہ کہا کہ ہم کو مسلمانوں کے مذہب سے کوئی تعلق نہیں، اور میں نے پہلے چوٹی ڈاڑھی رکھ لی تھی، لیکن جب مولویوں نے ڈاڑھی بڑھانے کے لیے کہا تو میں نے ڈاڑھی منڈادی، کیا ایسا شخص دائرۃ اسلام سے خارج ہے؟ (۱۳۳۱/۱۰۷۷ھ)

الجواب: ایسا شخص فاسق و عاصی ہے، تکفیر میں احتیاط کی جاوے، اگرچہ یہ کلمہ جو اس کی زبان سے نکلا ہے کہ ہم کو مسلمانوں کے مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے کلمہ کفر ہے، لیکن بہ وجہ امکان تاویل تکفیر سے احتیاط کی جاوے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کلمہ طیبہ کے ساتھ خلفائے راشدین کے نام کو ملا کر پڑھنا

سوال: (۵۰۱) اگر کوئی شخص کلمہ طیبہ کے ساتھ صحابہ کرام کے نام کو ملا کر پڑھے بہ ایں طور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ابوبکر وعمر وعثمان وعلي محمد رسول الله تو وہ کافر ہوگا یا گنہ گار اگر کافر نہیں تو جو لوگ اس کو کافر کہتے ہیں ان کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۲/۱۰۵۷ھ)

الجواب: کتب فقہ میں تصریح ہے اگر کسی کے کلام وغیرہ میں ننانوے وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو اگرچہ وہ ضعیف ہو تو مفتی کو اس قائل کے اسلام کی طرف مائل ہونا چاہیے، اور باوجود امکان تاویل تکفیر مسلم کی طرف مبادرت نہ کرنی چاہیے، اور فتویٰ کفر کا

نہ دینا چاہیے (۱) بناءً علیہ شخص مذکور کو کافر نہ کہا جائے گا، لیکن ایسے کلام موہم سے جس میں خوف کفر ہو آئندہ کو احتیاط کرنی چاہیے، اور تاویل اس کلام میں یہ ممکن ہے کہ رسول اللہ صرف محمد کی خبر ہو، یعنی پورا کلمہ اس طرح ہو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ اور اس کے درمیان میں شخص مذکور نے اپنی جہالت سے ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم اجمعین زیادہ کر دیا، گویا یہ مطلب ہے کہ یہ حضرات خلفاء برحق ہیں اور ان کی خلافت کا اعتقاد کرنا چاہیے، بہر حال آئندہ ایسے الفاظ سے سخت احتراز کرنا چاہیے اور ایسے کلام کے ساتھ جو کہ موہم کفر ہو کبھی تکلم نہ کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نوروز میں جا کر اشیاء خریدنا اور فروخت کرنا

سوال: (۵۰۲)..... (الف) ایک شخص مسلمان نے ہندوؤں کے نوروز میں جا کر اشیاء خریدیں یا بیچیں تو وہ اسلام سے خارج ہوا یا نہیں؟

(ب) اگر شخص مذکور نوروز میں جا کر اس کو پسند کرے، اور کھانے کی اشیاء خرید کر ہندو کو ہدیہ دیوے تو یہ اسلام سے خارج ہوگا اور زوجہ مطلقہ ہوگی یا نہیں؟ شرح فقہ اکبر میں ہے: من خرج إلى السّنة أي مجتمع أهل الكفر في يوم النّيروز كفر، لأنّ فيه إعلان الكفر (۲)

(۱۳۳۲/۱۷۳۶ھ)

الجواب: (الف) کسی غرض اور تجارت وغیرہ کے لیے وہاں جا کر خریدنے اور بیچنے کو کفر نہیں

(۱) اعلم أنّه لا يفتي بكفر مسلم أمكن حمل كلامه على محمل حسن أو كان في كفره خلاف ولو كان ذلك رواية ضعيفة..... إذا كان في المسألة وجوه إلخ. (الدّر المختار مع الشّامي: ۶/۲۷۸-۲۷۹، كتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب في حكم من شتم دين مسلم) وفي الخلاصة وغيرها: إذا كان في المسألة وجوه توجب التكفير وجّه واحد يمنع، فعلى المفتي أن يميل إلى الوجه الذي يمنع التكفير تحسیناً للظنّ بالمسلم (رد المحتار على الدر: ۶/۲۷۱، كتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب: ما يُشكُّ أنّه ردّة يحكم بها، وفيه أيضاً: ۱/۱۷۱، أوائل كتاب الطّهارة)

(۲) شرح الفقہ الأكبر لملا علی القاری، ص: ۲۳۰، فصل في الكفر صريحاً وكنایة، المطبوعة: مطبع مجتبائی، دہلی.

کہا گیا، جیسا کہ شرح فقہ اکبر میں ہے: وإن اتَّفَقَ الشَّراءُ ولم يعلم أنَّ هذا اليوم يوم النِّيرِوز لا يكفر، قلت: وكذا إذا علم أنَّ هذا اليوم هو النُّوروز لكنَّه اشتراه بسبب آخر من حدوث ضيافة ونحوها فإنَّه لا يكفر (۱) پس معلوم ہوا کہ کفار کے میلہ کی تعظیم کرنے سے یا ان کی عبادت میں شرکت کرنے سے کفر ہوتا ہے، اور شبہ کے مواقع میں تکفیر سے احتیاط کرنی چاہیے، تاہم ایسے امور سے احتراز کرنا چاہیے جس میں خوف کفر ہو، یا بعض فقہاء نے اس کو کفر کہا ہو۔

(ب) اس میں وجہ کفر خود شرح فقہ اکبر میں منقول ہے کہ اعلان کفر اور اعانت کفر ہے۔ فقط

گناہوں پر اصرار کرنے سے کفر لازم آتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۰۳) صغیرہ و کبیرہ گناہ پر اصرار کرنے سے کفر لازم آئے گا یا نہ؟ (۱۳۳۲ھ/۱۷۳۶)
الجواب: محض اصرار سے کفر لازم نہیں آتا، البتہ اس کے استحسان سے کفر لازم آتا ہے کہ گناہ کو اچھا سمجھے (۲) اور اس میں بھی تفصیل ہے (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا بال (موئے زیر ناف) پڑھایا: کہنا کیسا ہے؟

سوال: (۵۰۴) نکاح کے وقت نوشہ سے تین روپیہ لیے گئے، پھر کہا دولہن کو جو پڑھایا ایک

(۱) شرح الفقہ الاکبر، ص: ۲۲۹-۲۳۰، فصل فی الکفر صریحاً و کنایۃ .

(۲) ومنها: أنَّ استحلال المعصية صغيرة كانت أو كبيرة كفر إذا ثبت كونها معصية بدلالة قطعية و كذا الاستهانة بها كفر بأن يعدّها هيئة سهلة و يرتكبها من غير مبالاة بها و يجريها مجرى المباحات في ارتكابها. (شرح الفقہ الاکبر، ص: ۱۸۶، مبحث الانبياء لم يعلموا المغيبات، المطبوعة: مطبع مجتہانی، دہلی)

(۳) قال في شرح الفقہ الاکبر: إذا اعتقد الحرام حلالاً، فإن كان حرمة لعينه وقد ثبت بدليل قطعي يكفر وإلا فلا، بأن يكون حرمة لغيره أو ثبت بدليل ظني، وبعضهم لم يفرق بين الحرام لعينه ولغيره، فقال: من استحل حراماً وقد علم في دين النبي صلى الله عليه وسلم تحريمه كنكاح ذوي المحارم أو شرب الخمر أو أكل ميتة أو دم أو لحم خنزير من غير ضرورة فكافر الخ (حوالہ سابقہ)

روپیہ اس کا اور دے دو، اس پر ایک شخص نے کہا کہ کیا بال پڑھایا، بال بنگال میں موئے زیر ناف کو کہتے ہیں، اس کلمہ کے کہنے سے وہ کافر ہوا یا نہیں؟ (۱۳۳۲/۱۹۵۷ھ)

الجواب: اس کلمہ کے گناہ اور معصیت ہونے میں تو کچھ شبہ نہیں ہے، لیکن حکم کفر اس پر نہ کیا جائے گا اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج نہ ہوگی اس کو چاہیے کہ توبہ کرے۔ فقط واللہ اعلم

مسجد کیا میری سسری ہے اور مسجد میں پیشاب کر دوں الخ کہنا کفر ہے

سوال: (۵۰۵) ایک شخص نے مسجد کے متعلق یہ الفاظ کہے کہ مسجد کیا میری سسری ہے اور مسجد میں پیشاب کر دوں اور سور کاٹ کر ڈال دوں والعیاذ باللہ تعالیٰ؛ اس صورت میں اس شخص کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۲/۲۰۷۵ھ)

الجواب: یہ کلمات اس شخص کے کفر کے کلمات ہیں اس کو توبہ کرنا اور تجدید اسلام اور تجدید نکاح کرنا لازم ہے، اور جب تک وہ توبہ نہ کرے اس سے قطع تعلق کر دیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امام اعظم کے قیاس کو غلط کہنے والا کافر ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۰۶) ایک شخص کہتا ہے کہ جو شخص امام صاحب کے قیاس کو غلط کہے وہ کافر ہے یہ صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۳/۳۸۹ھ)

الجواب: قال في شرح الفقه الأكبر: إذا اعتقد الحرام حلالاً، فإن كان حرمة لعينه وقد ثبت بدليل قطعي يكفر وإلا فلا، بأن يكون حرمة لغيره أو ثبت بدليل ظني إلخ (۱) وفي رد المحتار: أطلق بعضهم أن مخالف الإجماع يكفر، والحق أن المسائل الإجماعية تارة يصحبها التواتر عن صاحب الشرع كوجوب الخمس وقد لا يصحبها، فالأول يكفر جاحذه لمخالفته التواتر لا لمخالفته الإجماع إلخ — ثم قال: — إذا لم تكن الآية، أو الخبر المتواتر قطعي الدلالة أو لم يكن الخبر متواتراً أو كان قطعياً لكن فيه

(۱) شرح الفقه الأكبر، ص: ۱۸۶، مبحث الأنبياء لم يعلموا المغيبات، المطبوعة: مطبع

مجتبائي، دہلی.

شبهةً أو لم يكن الإجماعُ إجماعَ الجميع ، أو كان ولم يكن إجماعُ الصحابة أو كان ، ولم يكن إجماعُ جميع الصحابة أو كان إجماعُ جميع الصحابة ، ولم يكن قطعياً بأن لم يثبت بطريق التواتر أو كان قطعياً لكن كان إجماعاً سكوتياً ، ففي كل من هذه الصور لا يكون الجحودُ كفراً الخ (۱) (شامی: جلد: ۳، باب المرتد) پس معلوم ہوا کہ کسی مجتہد کے قیاس کا انکار کرنا کفر نہیں ہے، کیونکہ جب کہ مسائل کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ومسائل اجماعیہ کے انکار میں یہ تفصیل ہے جو کہ مذکور ہوئی تو قیاس کے انکار کو کیسے کفر کہا جاسکتا ہے، لہذا مراد یہی ہے کہ اگر استخفافاً اور اہانتاً بالعلم والعلماء اس نے ایسا کہا تو کافر ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

یہ کہنا کفر ہے کہ میرا ایمان میرے جوتے کے نیچے ہے

سوال: (۵۰۷) ایک شخص لکھا پڑھا وکیل باوجود واقفیت کے ایسے کلمات قبیحہ مجمع کثیر میں اپنے منہ سے نکالے کہ میرا ایمان میرے جوتے کے نیچے ہے، تو شرعاً اس کے لیے کیا حکم ہے؟

(۱۳۳۳ھ/۲۱۶)

الجواب: یہ کلمہ کفر کا ہے وہ شخص جس نے یہ کلمہ کہا کافر ہو گیا، اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو گئی جیسا کہ در مختار میں ہے: و ارتداد أحدهما..... فسخ..... عاجل (۲) پس اس شخص کو توبہ کرنا اور تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنا لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

یہ کہنا کہ میں ایمان ہار گیا، بے ایمان ہوا، جھوٹا ہوا: کیسا ہے؟

سوال: (۵۰۸) زید نے اپنی لڑکی کی منگنی چار پانچ سال سے عمر کے لڑکے سے کی ہوئی تھی، اب زید اپنی لڑکی کا ناتا بکر سے کرنا چاہتا ہے، اور اس کے عوض میں بکر سے اپنے لیے ناتا طلب کرتا ہے، عمر نے جو مجمع عام میں اپنے لڑکے کی شادی کے لیے پوچھا تو زید نے بدیں الفاظ جواب دیا کہ

(۱) رد المحتار علی الدر: ۶/۲۷۱، کتاب الجہاد، باب المرتد، مطلب فی منکر الإجماع .

(۲) الدر المختار مع رد المحتار: ۴/۲۷۲، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، مطلب: الصبی والمجنون لیساً بأهل لإيقاع طلاق بل للوقوع .

میں ایمان ہار گیا بے ایمان ہوا جھوٹا ہوا؛ اس صورت میں زید کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۳/۲۳۸ھ)

الجواب: زید کو بدو ن کسی عذر قوی اور وجہ شرعی کے اپنے وعدہ کا خلاف کرنا جائز نہ تھا، اس سے وہ گنہ گار ہوا اور جو کلمات اس نے کہے وہ کفر کے کلمات ہیں، ان سے توبہ کرے اور تجدید اسلام و تجدید نکاح کرے اور اگر توبہ نہ کرے گا اور تجدید اسلام نہ کرے گا تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں ہے، اور اس کے ذبیحہ میں بھی احتیاط کرنی چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ہندوؤں کے مذہبی جلوس میں چندہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۰۹) ایک بستی میں ہنود نے بہت سے سائبان تیار کیے ہیں، اور ان کو بازاروں اور راستوں میں نصب کیے ہیں جن راستوں سے وہ بتوں کو لے کر گزریں گے اس میں مسلمانوں کو چندہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ ہندوؤں کی نیت تو بتوں کی شان و شوکت کو بڑھانا اور تعظیم کرنا ہوتا ہے، اور مسلمانوں کی یہ نیت نہیں ہوتی بلکہ محض گرمی کی وجہ سے چندہ دیتے ہیں تو مسلمانوں پر حکم کفر کرنا صحیح ہوگا یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۶۰۱ھ)

الجواب: مسلمانوں کو اس میں چندہ دینے سے احتراز کرنا چاہیے، کیونکہ اس وقت غرض اس سے بتوں کا نکالنا اور ان کی شان و شوکت کو بڑھانا ہے، پس اگرچہ چندہ دینے والوں کی جن کی غرض تعظیم بت وغیرہ نہیں ہے اور نہ رسوم کفار کی تعظیم ہے مرتد و کافر نہ کہا جائے گا اور حکم مرتدین ان پر جاری نہ ہوگا، لیکن مسلمانوں کو ایسے وقت اور حال میں چندہ دینا اور شریک ہونا جائز نہیں ہے۔ فقط

یہ کہنا کہ اگر شریعت بھی اس کو امام مانے

تب بھی میں اس کو امام نہیں مانتا: کیسا ہے؟

سوال: (۵۱۰) زید نے اپنے امام مسجد کو بلا حکم شرعی امامت سے علیحدہ کر دیا، سمجھانے پر یہ جواب دیا کہ اگر شریعت بھی اس کو امام مانے تب بھی میں اس کو امام نہیں مانتا، زید کا یہ کہنا کفر ہے یا نہیں؟ اور زید کو تجدید نکاح کرنا چاہیے یا نہیں؟ یا صرف توبہ ہی کافی ہے؟ ایک عالم نے یہ فتویٰ دیا کہ

زید جب تک توبہ اور تجدید نکاح نہ کرے اس سے قطع تعلق کرنا چاہیے، اس پر زید نے عالم مذکور کو برسر اجلاس گالیاں دیں اور سخت بے عزت کیا، کیا فتویٰ عالم کا درست تھا، بہر حال زید کے لیے کیا حکم ہے؟ توبہ ہی کافی ہے یا عالم سے معافی بھی مانگے؟ (۱۳۳۳/۲۱۶۲ھ)

الجواب: اس میں شک نہیں کہ یہ کلمہ کفر ہے اور استخفاف دین محمدی ہے، اور یہی وجہ ہے کہ بہت سے علماء نے ایسے بے باک اور شریعت کو بازیچہ اطفال سمجھنے والوں پر بلا تامل کفر کے فتوے لگا دیئے ہیں، مگر اس وجہ سے کہ اسلام کا اور کفر کا معاملہ بے انتہا نازک ہے، حضرات فقہاء نے اس میں بہت ہی احتیاط کی ہے، اور فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کے کلام میں جب تک کوئی قابل قبول تاویل ہو سکتی ہو اور اس کا کلام کسی محل حسن پر اتر سکتا ہو، اس وقت تک اس کو کافر کہنے میں احتیاط کی جائے گی، پس چونکہ شخص مذکور کا کلام محتمل تاویل ہے اور کہا جاسکتا ہے کہ اس کی مراد شریعت کو برا کہنا نہیں، بلکہ اس خاص شخص کی برائی مقصود ہے، اس لیے اس کو کافر کہنے میں احتیاط کی ضرورت ہے۔ درمختار میں ہے: واعلم أنه لا يفتي بكفر مسلم أمكن حمل كلامه على محمل حسن أو كان في كفره خلاف ولو كان ذلك رواية ضعيفة إلخ (۱) پھر شامی میں ہے: ثم إن مقتضى كلامهم أيضًا أنه لا يكفر بشتن دين مسلم: أي لا يحكم بكفره لإمكان التأويل، ثم رأيت في جامع الفصولين حيث قال بعد كلام: أقول: وعلى هذا ينبغي أن يكفر من شتم دين مسلم، ولكن يمكن التأويل بأن مراده أخلاقه الرديئة و معاملته القبيحة لا حقيقة دين الإسلام، فينبغي أن لا يكفر إلخ (۱) (شامی مطبوعة: مصر: ۲۸۹/۳) وقال في البحر بعد كلام طويل: والذي تحرر أنه لا يفتي بتكفير مسلم أمكن حمل كلامه على محمل حسن إلخ — ثم قال — ولقد ألزمت نفسي أن لا أفتي بشيء منها إلخ (۲) (البحر الرائق: ۵/۱۳۵، مطبوعة: مصر) وفي الخلاصة وغيرها: إذا كان في المسئلة وجوه توجب التكفير، ووجه واحد يمنع التكفير، فعلى المفتي أن يميل إلى الوجه الذي يمنع التكفير تحسیناً

(۱) الدر المختار و رد المحتار: ۶/۲۷۸، کتاب الجہاد، باب المرتد، مطلب في حكم من شتم دين مسلم.

(۲) البحر الرائق: ۵/۲۱۰، کتاب السیر، باب أحكام المرتدين.

لِلظَنِّ بِالْمُسْلِمِ، وَزَادَ فِي الْبَرْازِيَّةِ إِلَّا إِذَا صَرَّحَ بِإِرَادَةِ مُوجِبِ الْكُفْرِ فَلَا يَنْفَعُهُ التَّأْوِيلُ
 حِينَئِذٍ (۱) انتہی (نقلہ فی البحر) بہر حال اس کو توبہ کرنی چاہیے، اور احتیاطاً تجدید نکاح بھی، اور
 جب تک کہ یہ شخص کامل توبہ اور ندامت کے ساتھ اپنے فعل پر پشیمان نہ ہو، اس سے قطع تعلق قطعاً
 سیاست اسلامیہ کے مطابق ہے، اور جس عالم نے ایسا فتویٰ دیا وہ صحیح ہے۔ قال فی الشَّامِي: وَمَا
 فِيهِ خِلَافٌ يُؤْمَرُ بِالْإِسْتِغْفَارِ وَالتَّوْبَةِ وَتَجْدِيدِ النِّكَاحِ أَهْوَ ظَاهِرُهُ أَنَّهُ أَمْرٌ احتیاطاً — وقال
 بعد أسطر: — وَأَمَّا أَمْرُهُ بِتَجْدِيدِ النِّكَاحِ فَهُوَ لَا شَكَّ فِيهِ احتیاطاً (۲) الحاصل اگرچہ ایسے
 شخص کو کافر نہ کہا جائے لیکن توبہ واستغفار کیے بغیر چارہ نہیں اور علی سبیل الاحتیاط تجدید نکاح بھی ہونی
 چاہیے اور سب سے پہلے اس کو اس عالم دین سے معافی مانگنی چاہیے کہ جس کو بغیر کسی شرعی تصور کے
 برا بھلا کہہ کر اپنی عاقبت خراب کی ہے، علمائے دین کی تعظیم حقیقت میں دین کی تعظیم ہے، اور ان کو
 حقیر سمجھنا دین کو حقیر جاننا ہے۔ شرح فقہ اکبر میں خلاصہ سے نقل کیا ہے: مَنْ أَبْغَضَ عَالِمًا مِنْ غَيْرِ
 سَبَبٍ ظَاهِرٍ، خِيفَ عَلَيْهِ الْكُفْرُ (۳) (ص: ۲۱۳) وفي الظَّهْرِيَّةِ: وَمَنْ بَيَّنَّ وَجْهًا شَرْعِيًّا،
 فَقَالَ خَصْمُهُ: هَذَا كَوْنُ الرَّجُلِ عَالِمًا إِنْ خِيفَ عَلَيْهِ الْكُفْرُ (۳) (شرح فقہ اکبر، ص: ۲۱۴)

جو شخص کسی مسلمان عورت کو عیسائی بنانے کی کوشش کرے

وہ کافر ہے اور ایسے شخص کی مدد کرنا حرام ہے

سوال: (۵۱۱)..... (الف) ایک عورت صاحبِ جانداد بہ نام ناصری بیگم ہے، جس کا شوہر
 زندہ ہے، اگر کوئی مسلمان مسماۃ مذکورہ کو بہ وجہ طمع نفسانی اپنے عقد میں لانے کی غرض سے یا کسی
 دوسرے کا عقد کرنے کی نیت سے اشتعال ناجائز دے کر مذہبِ اسلام تبدیل کرا کر مذہبِ عیسائی
 قبول کراوے، اور عدالت میں اس کے شوہر کے خلاف اپنے ہمراہ لے جا کر مقدمہ دائر کراوے، اور

(۱) حوالہ سابقہ۔

(۲) الشَّامِي: ۶/۲۷۸-۲۷۹، کتاب الجہاد، باب المرتد، مطلب: الإسلام يكون بالفعل
 كالصلاة بجماعة.

(۳) شرح الفقہ اکبر، ص: ۲۱۳-۲۱۴، فصل فی العلم والعلماء، المطبوعة: مطبع مجتہائی، دہلی۔

اس کے عیسائی ہونے کا ثبوت دے، یا دلائل دے اور اس کو اپنے مکان پر رکھے، اور خود اس کے خرچ کا کفیل ہو، اور ہر قسم کی امداد کرے، اس کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟

(ب) جو شخص عیسائی کرنے والے کی امداد کرے، یا مسماۃ کی طرف سے عدالت میں کسی قسم کی

شہادت پیش کرے، اس کے ساتھ مسلمانوں کو کیا برتاؤ کرنا چاہیے؟ (۱۳۳۱/۱۷ھ)

الجواب: (الف) ایسا شخص جو کسی مسلمان عورت کو عیسائی ہونے کی ترغیب دے، اور اسلام کے چھوڑنے کا حکم دے وہ مرتد اور کافر ہے۔ شرح فقہ اکبر میں ہے: ومن أمر امرأة بأن تترك الخ كفو الأمر الخ (۱) (شرح فقہ اکبر، ص: ۲۲۵) ترجمہ: اور جس نے کسی عورت کو کافر اور مرتد بننے کا حکم کیا وہ کافر ہو گیا، اور یہ بھی مسئلہ مسلمہ ہے: الرضا بالكفر كفو (۲) یعنی اپنے یا کسی دوسرے کے کافر بننے پر راضی ہونا کفر ہے، پس صورت مذکورہ میں وہ شخص جس نے فعل مذکور کیا، اور اس میں ساعی اور مددگار ہوا وہ کافر اور مرتد ہو گیا، اور دین اسلام سے خارج ہو گیا، اور اس کے ساتھ مسلمانوں کو اختلاط اور ارتباط اور میل جول سب حرام ہے، اور اس سے جملہ تعلقات کا انقطاع کر دینا لازم ہے۔

(ب) ایسے شخص کی جس نے مسلمان عورت کو عیسائی بنانے میں کوشش کی کسی قسم کی اعانت اور امداد کرنا اور شہادت وغیرہ پیش کرنے کرانے میں اعانت کرنا حرام اور ناجائز ہے اور اعانت کرنے والا فاسق اور عاصی ہے اس کے ساتھ بھی اہل اسلام کو تعلقات رکھنا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم سوال: (۵۱۲) جو لوگ عورت مسلمہ کو عیسائی بنانے میں ساعی اور معین تھے، اگر وہ اب بھی

اسی طرح سے ساعی اور مددگار رہیں تو اب ان کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۱/۳۰۴ھ)

الجواب: پہلے بہ موجب روایات فقہیہ یہ فتویٰ لکھا گیا تھا کہ جو لوگ کسی مسلمان کو کافر اور مرتد بنانے کا حکم کریں، اور اس میں ساعی اور معین ہوں وہ بھی کافر ہیں، پس جب کہ اُس عورت مرتد کے وہ معاونین جو پہلے اس کے معین اور پیرو تھے اب بھی معین اور مددگار رہیں تو ان پر کفر کا فتویٰ بہ دستور عائد ہے، اور مقاطعت کا حکم جو پہلے تھا وہ اب بھی بہ حالہ باقی ہے، اور کتابیہ کا نکاح اگر چہ مسلمان سے

(۱) شرح الفقہ اکبر، ص: ۲۲۵، فصل في الكفر صريحاً وكنائياً، مطبع مجتبائی، دہلی۔

(۲) الشامي مع الدر المختار: ۲۵۴/۶، کتاب الجہاد، فصل في الجزية باب: العشر و الخراج والجزية، مطلب في تمييز أهل الذمة في الملبس۔

درست ہے، لیکن کوئی مسلمان عورت اگر عیسائی ہو تو اس کو مرتدہ کہتے ہیں اور مرتدہ ہونے سے نکاح فوراً ٹوٹ جاتا ہے، جیسا کہ درمختار میں ہے: وار تداد أحدھما..... فسخ..... عاجل إلخ (۱) لیکن فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی مسلمان عورت اسی غرض کے لیے مرتدہ ہو کہ اس کے شوہر کا نکاح اس سے باقی نہ رہے تو اس عورت کو دوبارہ بہ جبر مسلمان کر کے پہلے شوہر سے ہی اس کا نکاح کر دینا ضروری ہے، دوسرے شخص سے اس کا نکاح درست نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۵۱۳) ایک عورت شادی شدہ کو چار آدمی عیسائی کرانے لے گئے تاکہ نکاح ٹوٹ جائے، عیسائی ہونے کے وقت ایک آدمی اس نیت سے چلا گیا کہ میرے نکاح اور ایمان کو نقصان نہ پہنچے، باقی تین آدمی ساتھ رہے، اور عیسائی ہونے کے وقت انہوں نے رسوم عیسوی ٹوپی اتار کر ادا کی؛ ان پر کیا حکم ہے؟ اور عورت مذکورہ کا پہلا نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں؟ (۱۳۳۳/۲۵۷۸ھ)

الجواب: مسئلہ شرعی یہ ہے کہ جو کسی شخص کے کافر، عیسائی وغیرہ بنانے پر راضی ہو، اور اس میں کوشش کرے وہ بھی شریعت میں کافر ہو جاتا ہے، پس اگر چاروں اس پر راضی تھے تو چاروں کافر ہوئے، اور اگر تین راضی تھے اور ایک ناراض ہو کر علیحدہ ہو گیا تو تین کافر ہوئے، وہ ایک مستثنیٰ رہا، اور ایسی عورت کے لیے جو کہ کسی مسلمان کے نکاح سے خارج ہونے کے لیے عیسائی اور مرتدہ بنے اس کے بارے میں فقہاء نے یہ حکم فرمایا ہے کہ اس عورت کو بہ جبر مسلمان کیا جائے، اور اس کے پہلے شوہر سے ہی پھر اس کا نکاح جدید بہ مہر یسر کر دیا جائے (۲) (درمختار) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

یہ کہنا کہ شریعت تو ناکارہ چیز ہے: موجب کفر ہے

سوال: (۵۱۴) زید نے مولوی صاحب کے سامنے آ کر کہا کہ میری عورت شرع میں تو مطلقہ ہے

(۱) الدر المختار مع رد المحتار: ۲۷۲/۴، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، مطلب: الصبی والمجنون لیسا بأهل لإيقاع طلاق بل للوقوع.

(۲) وتجبر علی الإسلام وعلی تجدید النکاح زجراً لها بمہر یسر إلخ (درمختار) قولہ: (وعلی تجدید النکاح) فلکل قاض أن یجددہ بمہر یسر ولو بدینار رضیت أم لا؟ إلخ (الدر المختار مع رد المحتار: ۲۷۳/۴، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، مطلب: الصبی والمجنون لیسا بأهل لإيقاع طلاق بل للوقوع)

لیکن قانون انگریزی میں مطلقہ نہیں، شریعت تو ناکارہ چیز ہے، ان الفاظ کے کہنے سے کیا حکم عائد ہوتا ہے؟ (۱۳۳۳/۲۴-۱۳۳۵ھ)

الجواب: یہ کلمات زید کے شریعت تو ناکارہ چیز ہے کفر کے کلمات ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ، حق تعالیٰ اس کو توفیق توبہ کی اور تجدید اسلام کی دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عالم دین کی توہین کفر ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۱۵) ایک شخص نے عالم دین کی توہین کی: تو وہ کافر ہوا یا نہیں؟ بعض کتب میں ہے کہ توہین و تحقیر عالم کی کفر ہے۔ (۱۳۳۵/۲۸۸ھ)

الجواب: فقہاء رحمہم اللہ نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ جب تک تاویل ممکن ہو کسی مسلمان کی تکفیر نہ کی جاوے، اور اگر کسی شخص میں بہت سی وجوہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ ضعیف عدم کفر کی ہو تو مفتی کو عدم کفر کی طرف میلان کرنا چاہیے، یہ تمام تفصیل درمختار و شامی میں ہے (۱) لہذا صورت مذکورہ میں اس کو کافر نہ کہا جاوے، البتہ احوط یہ ہے کہ وہ شخص جو علماء کو سب و شتم کرتا ہے اور علم دین کا استخفاف کرتا ہے، تجدید ایمان و تجدید نکاح کرے۔ ہذا کلمہ فی رد المحتار المعروف بالشامی (۲)

(۱) اعلم أنه لا يفتي بكفر مسلم أمكن حمل كلامه على محمل حسن أو كان في كفره خلاف ولو كان ذلك رواية ضعيفة إذا كان في المسألة وجوه إلخ. (الدر المختار مع الشامي: ۶/۲۷۸-۲۷۹، كتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب في حكم من شتم دين مسلم) وفي الخلاصة وغيرها: إذا كان في المسألة وجوه توجب التكفير وجوه واحد يمنع، فعلى المفتي أن يميل إلى الوجه الذي يمنع التكفير تحسناً للظن بالمسلم (رد المحتار على الدر: ۶/۲۷۱، كتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب: ما يشك أنه ردة يحكم بها، وفيه أيضاً: ۱/۱۷۱، أوائل كتاب الطهارة)

(۲) قال في الشامي: وما فيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة وتجديد النكاح أه، وظاهره أنه أمر احتياط — وقال بعد أسطر: — وأما أمره بتجديد النكاح فهو لا شك فيه احتياطاً (الشامي: ۶/۲۷۸-۲۷۹، كتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب: الإسلام يكون بالفعل كالصلاة بجماعة)

یہود و نصاریٰ کو کافر کہنا چاہیے یا نہیں؟

سوال: (۵۱۶) غیر اللہ کی بندگی کرنے والوں کو جیسے یہود، نصاریٰ، مجوسی، آتش پرست، کافر کہنا چاہیے یا نہیں؟ (۱۸۸۰/۱۳۳۹ھ)

الجواب: مشرک و بت پرست و یہود و نصاریٰ سب کافر ہیں، ان کے کافر ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے کافر فرمایا۔ کَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ﴾ (سورہ مائدہ، آیت: ۱۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۵۱۷) ایک عالم کہتا ہے کہ یہود و نصاریٰ جو کہ قائل توحید ہیں کافر نہیں ہیں یہ صحیح ہے یا نہیں؟ (۳۰۴/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: یہود و نصاریٰ جو آنحضرت ﷺ پر ایمان نہ لائے وہ کافر ہیں، جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ، ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ (۱) (رواہ مسلم) اور جو یہود و نصاریٰ آنحضرت ﷺ پر ایمان لائے وہ مسلمان اور مؤمن ہو گئے؛ ان کو یہود و نصاریٰ نہ کہا جائے گا، اور اگر کسی نے بہ اعتبار ملت سابقہ کے ان کو یہودی اور نصرانی کہہ دیا تو یہ کفر نہیں ہے۔ فقط

ضروریات دین کا انکار کفر ہے

سوال: (۵۱۸) چند لوگ مسلمان کہلا کر مندرجہ اعتقادات پر جازم ہیں:

(۱) اسلامی عقائد و اعمال میں صرف قرآن مجید ہی کافی ہے، تفسیر کی ضرورت نہیں جو بخاری و مسلم وغیرہ میں درج ہے، اور نہ یہ کتابیں جزو اسلام ہیں۔

(۲) نماز جنازہ لوگوں کا ایک رسمی طریق ہے کوئی اسلامی کام نہیں۔

(۱) الصّحیح لمسلم: ۸۶/۱، کتاب الإیمان، باب وجوب الإیمان برسالة نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم إلخ.

(۳) بعض ان میں سے صرف تین نمازوں کے قائل ہیں، اور بعض پانچ بھی پڑھتے ہیں اور کئی ایک کو تین میں بھی تردد ہے۔

(۴) زکاۃ میں نصاب اور حول کی شرط کو بھی نہیں مانتے۔

(۵) اذان پنج وقتہ کو لوگوں کی ایجاد بتلاتے ہیں، کیا یہ لوگ واقعی مسلمان ہیں اور مسلمانوں کو ان کے جنازہ وغیرہ میں حاضر ہونا جائز ہے؟ اور جو امام مسجد کچھ طمع کی بنیاد پر ان کے جنازہ وغیرہ میں حاضر ہو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۳/۲۱۲۳ھ)

الجواب: ضروریات دین کا انکار کفر ہے، پس اعتقادات مذکورہ میں بعض صریح کفر ہیں جیسا کہ پانچ نمازوں میں سے صرف تین نمازوں کو فرض ماننا اور دو نمازوں کی فرضیت کا انکار کرنا، اسی طرح نماز جنازہ کو رسمی طریق کہنا اور اسلامی کام نہ سمجھنا، اسی طرح زکاۃ میں حولانِ حول اور نصاب کی شرط کو لغو کہنا، اور اس سے انکار کرنا درحقیقت زکاۃ ہی کا انکار کرنا ہے، اور بعض اگرچہ صریح کفر نہیں ہیں لیکن وہ بھی مستلزم کفر ہیں، اور یہ بھی تمام کتب میں تصریح ہے کہ استخفافِ سنت بھی کفر ہے تو اس صورت میں کوئی امر بھی امور مذکورہ میں سے ایسا نہیں ہے جس سے کفر لازم نہ آتا ہو، لہذا فرقہ مذکورہ کافر ہے اور خارج از اسلام ہے، ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا مسلمانوں کو جائز نہیں ہے، اور جو امام بے طمع دنیاوی ایسا کرے وہ فاسق و مبتدع اور ضال و مضل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اخبار آحاد کا منکر کا فر نہیں

سوال: (۵۱۹) اخبار آحاد دلیل ظنی ہیں یا قطعی؟ اور اخبار آحاد کا منکر کافر ہے یا نہیں؟

(۱۳۳۶-۳۵/۵۲۹ھ)

الجواب: اخبار آحاد دلیل ظنی ہے اور منکر اس کا کافر نہیں ہے۔ كما في الشامي: إذا لم تكن الآية أو الخبر المتواتر قطعياً الدلالة، أو لم يكن الخبر متواتراً، أو كان قطعياً لكن فيه شبهة، أو لم يكن الإجماع إجماع الجميع، أو كان، ولم يكن إجماع الصحابة، أو كان ولم يكن إجماع جميع الصحابة، أو كان إجماع جميع الصحابة ولم يكن قطعياً بأن لم يُثبت بطريق التواتر، أو كان قطعياً لكن كان إجماعاً سكوئياً، ففي كل من هذه

الصُّور لا يكون الجحودُ كفرًا ، يظهر ذلك لمن نظرَ في كتب الأصول فاحفظ هذا الأصل فإنه ينفعك إلخ (۱) (باب المرتد: ۲۸۴/۳) فقط اللہ تعالیٰ اعلم

ترجمہ: (۱) جب آیت یا خبر متواتر قطعی الدلالہ نہ ہو (۲) یا خبر متواتر نہ ہو (۳) یا خبر قطعی ہو لیکن اس میں شبہ ہو (۴) یا اجماع تمام لوگوں کا اجماع نہ ہو (۵) یا تمام لوگوں کا اجماع ہو لیکن صحابہ کرام کا اجماع نہ ہو (۶) یا صحابہ کرام کا اجماع ہو لیکن تمام صحابہ کرام کا اجماع نہ ہو (۷) یا تمام صحابہ کرام کا اجماع ہو لیکن قطعی نہ ہو بہ اس طور کہ بہ طریق تواتر ثابت نہ ہو (۸) یا صحابہ کرام کا اجماع قطعی ہو لیکن اجماع سکوتی ہو — ان تمام صورتوں میں انکار کرنا کفر نہیں ہوگا — یہ ضابطہ واضح ہو جائے گا اس شخص کے لیے جو اصول کی کتابوں میں غور کرے گا، اس ضابطہ کو یاد رکھو تمہیں فائدہ دے گا۔

جو ضروریات دین کا منکر نہیں اس کو کافر کہنے میں احتیاط کرنی چاہیے

سوال: (۵۲۰) جس میں ننانوے علامت کفر کی ہوں اور ایک علامت ایمان کی وہ کافر نہیں ہے کما فی بعض کتب الفقہ اس کی کیا وجہ ہے؟ (۴۰۰/۳۶-۱۳۴ھ)

الجواب: یہ جب ہے کہ ضروریات دین کا منکر نہ ہو کیونکہ وہ ضروریات دین کا منکر نہیں تو اس کے کفر میں احتیاط کرنی چاہیے، حدیث میں ہے کہ اگر کوئی کسی کو کافر کہے اور درحقیقت وہ کافر نہ ہو تو وہ کفر خود کہنے والے پر لوٹ آتا ہے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جس نے یہ کہا کہ ہم سور کا گوشت کھائیں

اگر کبھی کلمہ پڑھیں یا سنیں: وہ کافر ہو گیا

سوال: (۵۲۱) عمر نے زید سے چند مسلمانوں کے سامنے یہ کہا کہ تم نہ روزہ رکھتے ہو نہ نماز

(۱) رد المحتار علی الدر: ۶/۲۷۱، کتاب الجہاد، باب المرتد، مطلب فی منکر الإجماع .
(۲) عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما أنَّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: أیما رجل قال لأخيه: كافر، فقد باء بها أحدهما . (صحيح البخاري: ۹۰۱/۲، کتاب الأدب، من کفر أخاه بغير تأویل فهو كما قال)

پڑھتے ہو، حتیٰ کہ کلمہ پڑھنا بھی نہیں جانتے، اگر جانتے ہو تو پڑھو، اس پر زید نے کہا: ہم نہیں پڑھیں گے، پھر اس سے کلمہ پڑھنے کے لیے اصرار کیا گیا؛ تو قسم کھا کر کہتا ہے کہ ہم سور کا گوشت کھائیں اگر کبھی کلمہ پڑھیں یا سنیں، آیا زید دائرۃ اسلام سے خارج ہو گیا یا نہیں؟ (۱۵۲۲/۳۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اس صورت میں زید دائرۃ اسلام سے خارج ہو گیا، اور کافر ہو گیا والعیاذ باللہ تعالیٰ، اس کو تجدید ایمان کرنا اور توبہ کرنا لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

زیر زمین شیریں اور تلخ پانی کو جاننے کا دعویٰ کرنا

سوال: (۵۲۲) ایک شخص کہتا ہے کہ میں شیریں اور تلخ پانی کو زمین میں جانتا ہوں، اگر کچھ روپیہ دیویں تو میں بتلا دوں، اس کے کہنے پر بعض لوگوں نے کنویں کھودے ہیں، بعض چاہ میں آب شیریں اور بعض میں شور نکلا، بعض لوگ اس پانی کو جائز کہتے ہیں، بعض ناجائز، ایسے ہی بعض کے نزدیک روپیہ دینا جائز ہے اور بعض کے نزدیک ناجائز؟ (۱۳۳۴-۳۳/۱۳۰۱ھ)

الجواب: اگر دعویٰ علم غیب ہے تو یہ افتراء اور کذب ہے، کچھ دینا لینا اس کو درست نہیں ہے، اور اس وجہ سے دریافت کرنا بھی اس سے حرام ہے، لیکن پانی کا پینا اور استعمال کرنا بہر حال درست ہے، اس پانی میں کوئی حرمت و کراہت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں غیب جانتا ہوں: وہ جھوٹا ہے

سوال: (۵۲۳) جو مولوی وعظ میں اعلان کرے اور دعویٰ سے یہ کہے کہ میں غیب جانتا ہوں اس کے لیے حکم شرعی کیا ہے؟ (۱۳۳۳/۲۳۱۰ھ)

الجواب: وہ شخص مدعی کذاب اور مفتری ہے۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾ (سورہ نمل، آیت: ۶۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غیب دانی کا دعویٰ کرنا اور لوگوں کو مستقبل کی خبریں بتلانا

سوال: (۵۲۴) زید غیب دانی کا دعویٰ کرتا ہے اور لوگوں کو مستقبل کی خبریں دیتا ہے، یہ جائز

ہے یا نہیں؟ (۲۶۲/۳۳-۱۳۳۳ھ)

الجواب: دعویٰ غیب دانی کا محض باطل اور افتراء علی اللہ ہے، غیب کا علم علی الاطلاق سوائے حق تعالیٰ کے کسی کو نہیں ہے، عالم غیب حق تعالیٰ ہے، اور یہ صفت خاصہ جناب باری تعالیٰ کی ہے۔ ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾ (سورہ نمل، آیت: ۶۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا مَوَکَل غیب کی خبر بتا سکتا ہے؟

سوال: (۵۲۵) عامل کہتے ہیں کہ ہمارے پڑھنے پر مَوَکَل آتے ہیں اور غیب کی خبر بتلاتے ہیں یہ کہاں تک صحیح ہے؟ (۲۰۱۹/۱۳۳۳ھ)

الجواب: یہ غلط ہے اور صحیح نہیں ہے اور کرنا ایسے اعمال کا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کفار کی روحوں کے بارے میں ایک باطل خیال

سوال: (۵۲۶) مشہور ہے کہ کافر مرد در حالت جنابت اور کافرہ عورت در حالت حیض اگر مر جائیں تو ان کی روح کو نسخ کر کے اور ہیئت مخلوق ناری کی پہنا کر پھر عالم دنیا میں ترسیل کیا جاتا ہے تا یوم الحساب بدیں صورت رہیں گے اور پھر ﴿لَا يَبْعُ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ﴾ (سورہ بقرہ، آیت: ۲۵۴) میں حالت اصلی پر لوٹا کر ان کو سزائے اعمال دی جائے گی، یہ صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۹۹۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: یہ امر لا اصل ہے، کچھ ثبوت اس کا نہیں ہے، بلکہ کفار بعد مرنے کے عذاب برزخ میں گرفتار ہو جاتے ہیں، اور مقام ان کی ارواح کا سجن ہے، کافر جنبی اور غیر جنبی اور کافرہ عورت حائضہ اور غیر حائضہ میں کچھ فرق نہیں ہے، یہ جو کچھ مشہور ہے غلط اور بے اصل ہے۔ فقط واللہ اعلم

احیائے موتی کے معجزہ سے تناسخ کو ثابت کرنا غلط ہے

سوال: (۵۲۷) زید نے ایک معجزہ رسول اللہ ﷺ کا بیان کیا، وہ یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی دعوت کی اور ایک بکری کا بچہ ذبح کیا، ان کے دو چھوٹے لڑکوں نے یہ ذبح کرنا دیکھ کر ایک نے دوسرے کو چھری لے کر ذبح کر دیا، جب ان کی والدہ کو ٹھے پر پہنچی تو جس

بھائی نے ذبح کیا تھا وہ بھاگے اور کھڑکی سے گر کر انتقال ہوا، جب آپ دعوت کھانے تشریف لائے اور آپ کو یہ قصہ معلوم ہوا تو آپ نے ان دونوں کو زندہ کیا، بکر کہتا ہے کہ یہ واقعہ اگر صحیح ہے تو اس سے مسئلہ تناخ میں مدد ملتی ہے یا نہ؟ (۱۲۵۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: یہ قصہ صحیح روایتوں میں نہیں ہے، باقی بکر کا یہ خیال کہ احیائے موتی سے تناخ ثابت ہوتا ہو غلط ہے، احیاء موتی کا معجزہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ہوا ہے، تناخ کو اس سے کچھ تعلق نہیں ہے، چنانچہ ظاہر ہے کہ احیائے موتی میں تو اسی بدن میں وہ روح جو اس میں پہلے تھی داخل ہوتی ہے، اور تناخ میں تبدیل ابدان ہے اور اہل تناخ قدم روح کے قائل ہیں، پس احیائے موتی اور تناخ میں بون بعید ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قبر میں میت کے گلنے کی بو سے روح کو اذیت ہوتی ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۲۸) جب آدمی مر جاتا ہے تو دفن کرنے کے بعد جب اس کا وجود سو جتا اور پھوٹتا اور گلتا ہے تو کیا اس کی بو سے روح کو احساس ہوتا ہے یا نہیں؟ اور اس بو سے روح کو اذیت پہنچتی ہے یا نہیں؟ (۱۱۹۲/۱۳۳۷ھ)

الجواب: روح کا اس کو احساس و ادراک کرنا یا اس سے ایذا پانا ثابت و وارد نہیں ہے، اور قیاس سے کچھ کہا نہیں جاتا، فإنہ من لم یذق لم یدر۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

میت کی روح مکان پر آتی ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۲۹) میت کی روح مکان پر آتی ہے یا نہیں؟ (۱۰۷۷/۱۳۳۳ھ)

الجواب: روح مکان پر نہیں آتی اس کا کچھ ثبوت نہیں ہے ایسا خیال اور عقیدہ نہ رکھے۔ فقط

پیر کے قدموں میں سر رکھنا اور راجا یا نواب

کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا

سوال: (۵۳۰) پیر کو سجدہ کرنا کیسا ہے؟ اور ان کے قدموں میں سر رکھنا کیسا ہے؟ کسی راجا یا

نواب کے روبہ رودست بستہ کھڑا ہونا کیسا ہے؟ ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر کوئی پڑھ لے تو کیا لوٹنا پڑے گی؟ (۱۸۴۲/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: بہ نیت عبادت پیر کو سجدہ کرنا حرام اور شرک ہے، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَإِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ (سورہ نساء، آیت: ۴۸، اور ۱۱۶) یعنی اللہ تعالیٰ مشرک کو نہیں بخشتے گا اور مشرک کے سوا جس کو چاہے گا اس کو بخشے گا، علاوہ اس کے پیر کے قدموں میں سر رکھنا بھی حرام اور ناجائز ہے، کیونکہ یہ بھی مشابہ سجدہ کے ہے، اور کسی نواب یا راجا کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا بھی ناجائز ہے، کیونکہ یہ مشابہ نماز کے ہے، اور سجدہ تعظیمی کرنے والوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، ان کو امام نہ بنایا جائے، اور جو نمازیں ایسے لوگوں کے پیچھے پڑھی گئیں وہ بہ کراہت ادا ہو گئیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ملائکہ کے وجود کا انکار کرنا کفر ہے

سوال: (۵۳۱) فرشتہ کوئی چیز نہیں ہے؟ (۱۶۱۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: ملائکہ اللہ کی ایک بڑی مخلوق ہیں جو نور سے بنے ہیں، انکار ان کے وجود کا کفر ہے۔

انگور کی شراب کو حلال سمجھنے والا کافر ہے

سوال: (۵۳۲) جو شخص نمر یعنی انگور کی شراب کو قطعی حرام نہ سمجھے تو اس کا کیا حکم ہے؟

(۱۳۴۵/۳۰۰۳ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: والمحرّم منها أربعة: الخمر وهي النّبيّ من ماء العنب إذا غلى واشتدّ إلخ و يكفر مستحلّها إلخ (۱) اور باقی اشربہ ثلاثہ کے بارے میں یہ لکھا ہے: وحرمتها دون حرمة الخمر فلا يكفر مستحلّها إلخ (۲) (درمختار) اس سے معلوم ہوا کہ خمر یعنی انگور کی شراب کو حلال سمجھنے والا کافر ہو جاتا ہے اور باقی اقسام شراب کی حرمت کے انکار سے کافر

(۱) الدر المختار مع الشامی: ۲۶-۲۸، أوائل کتاب الأشربة .

(۲) الدر مع الرد: ۳۲/۱۰، کتاب الأشربة .

نہیں ہوتا اگرچہ حرام سب ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اللہ تعالیٰ کی نسبت چند باطل خیالات

سوال: (۵۳۳) خداوند کریم عرش پر بیٹھا ہے، کرسی پر پاؤں رکھا، کرسی چرچہ کرتی ہے (قرآن مجید مترجم مولوی وحید الزماں حاشیہ آیۃ الکرسی) رسول کریم ﷺ خاتم النبیین نہیں ہیں، تمام انبیاء تبلیغ احکام میں معصوم نہیں، خداوند تعالیٰ کذب اور بول و براز وغیرہ پر قادر ہے، ایسے عقیدہ والوں کے لیے کیا حکم ہے؟ (۴۶/۲۰۰-۱۳۴۷ھ)

الجواب: ان میں بعض عقائد صریح کفر پر دلالت کرتے ہیں، پس ایسے لوگ کافر ہیں اگر مؤول نہ ہوں، پس ان سے کوئی مسلمان تعلق نہ رکھیں، اور بعض عقائد خلاف سلف صالحین ہیں ایسے لوگ اہل ہواء میں داخل ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا وبائی امراض میں لوگ وقت مقررہ سے پہلے مرجاتے ہیں؟

سوال: (۵۳۴) بہت سے لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مثلاً مرض وبائی میں وہ آدمی بھی مرجاتے ہیں جن کی حیات باقی تھی یہ صحیح ہے یا نہیں؟ (۲۰۲۳/۱۳۴۱ھ)

الجواب: یہ عقیدہ غلط ہے جس کی جس قدر عمر مقرر اور مقرر ہو چکی ہے وہ اس کو پوری کرتا ہے، اس میں نہ کمی ہو سکتی ہے اور نہ زیادتی۔ کما قال اللہ تعالیٰ: ﴿مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ﴾ (سورہ حجر، آیت: ۵، اور سورہ مؤمنون، آیت: ۴۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

یہ خیال باطل ہے کہ سورج کی گرمی ختم ہونے سے قیامت آئے گی

سوال: (۵۳۵) زید یوں کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس وقت سورج کو پیدا کیا تھا اس وقت اس میں بہت گرمی تھی، اب دن بہ دن اس کی شعائیں جھڑتی جاتی ہیں، اور وہ ٹھنڈا ہوتا جاتا ہے، یہاں تک کہ ہندوستان میں پہلے بہت گرمی تھی اب ٹھنڈ ہے، اور یوں بھی کہتا ہے کہ سورج ٹھنڈا ہوتے ہوئے بالکل ٹھنڈا ہو جائے گا، اور تمام جہاں میں اندھیرا ہو جائے گا، اسی روز قیامت آجائے گی،

کیا یہ عقیدہ صحیح ہے؟ (۸۲۳/۳۶-۱۳۳۷ھ)

الجواب: زید کا یہ قول بے اصل ہے، اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا قیامت کے دن منیٰ کی بارش سے مردے زندہ ہوں گے؟

سوال: (۵۳۶) ایک شخص نے زبانی سنا ہے کہ بہ روز قیامت منیٰ کی بارش سے مردے زندہ

ہوں گے یہ صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۱۶۷/۱۳۳۰ھ)

الجواب: یہ قول غلط ہے، اس کا کہیں ثبوت نہیں ہے، شرعاً صرف اس قدر ثابت ہے کہ

دوسرے نفخہ کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے سب مردے زندہ ہو جائیں گے (۱) اس سے زیادہ اس

کی تحقیق کے درپے ہونے کی ضرورت نہیں ہے، جس وقت حکم الہی کسی کے پیدا کرنے کا ہوتا ہے تو

کلمہ کن سے وہ شے پیدا ہو جاتی ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ: ﴿إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ

لَهُ كُنْ فَيَكُونُ﴾ (سورہ یس، آیت: ۸۲) پس اسی طرح اللہ تعالیٰ کے حکم سے فوراً مردے زندہ

ہو جائیں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) ثُمَّ يَوْمُرَاسِرَافِيلُ بِالنَّفْخِ ثَانِيًا : وَ هِيَ نَفْخَةُ الْبَعْثِ يَكُونُ بَيْنَهُمَا مَدَّةُ أَرْبَعِينَ سَنَةً ، وَ إِلَيْهِ

يُشِيرُ قَوْلُهُ تَعَالَى : ﴿ثُمَّ نَفْخُ فِيهِ أُخْرَى﴾ أَيْ ثُمَّ نَفْخُ فِي الصُّورِ نَفْخَةً أُخْرَى ﴿فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ

يَنْظُرُونَ﴾ أَيْ قَائِمُونَ مِنْ قُبُورِهِمْ أَوْ مُتَوَقِّعُونَ يَنْظُرُونَ مَا يَفْعَلُ بِهِمْ أَوْ يَقْلَبُونَ أَبْصَارَهُمْ فِي

الْجِهَاتِ نَظَرَ الْمَبْهُوتِ ، إِذَا فَأَجَاءَهُ خُطْبٌ ، وَ قُرِئَ قِيَامًا بِالنَّصْبِ عَلَى أَنَّهُ حَالٌ مِنْ ضَمِيرِ

﴿يَنْظُرُونَ﴾ وَهُوَ خَبَرُهُ ، وَفِي الْجُمْلَةِ يَصِيرُونَ أَحْيَاءً بِأَجْمَعِهِمْ فَثَبِتَ الْبَعْثُ بِهِ . (التفسيرات

الأحمدية، ص: ۴۳۳، تفسير سورة الزمر، رقم الآية: ۶۸)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ

أَرْبَعُونَ، قَالَ: أَرْبَعُونَ يَوْمًا، قَالَ: أَبَيْتُ، قَالَ: أَرْبَعُونَ شَهْرًا، قَالَ: أَبَيْتُ، قَالَ: أَرْبَعُونَ سَنَةً

قَالَ: أَبَيْتُ، قَالَ: ثُمَّ يَنْزِلُ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيَنْبِتُونَ كَمَا يَنْبِتُ الْبَقْلُ لَيْسَ مِنَ الْإِنْسَانِ إِلَّا

يَسْلَى إِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا وَهُوَ عَجْبُ الذَّنْبِ وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ . (صحيح البخاري: ۷/۳۵، كتاب التفسير، باب قوله: ﴿يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا﴾)

جو شخص کہتا ہے کہ ”صابر علاء الدین کی روح ہر وقت میرے

ساتھ رہتی ہے“ وہ جھوٹا اور دھوکے باز ہے

سوال: (۵۳۷) زید کا مقولہ ہے کہ صابر علاء الدین مرحوم کی روح ہر وقت میرے ساتھ رہتی ہے، ایسے شخص کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۱۱۲/۳۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: وہ شخص جھوٹا اور دھوکے باز ہے، اس سے مسلمانوں کو علیحدہ رہنا چاہیے۔ فقط

شوہر سے چھٹکارا حاصل کرنے کی غرض سے شادی شدہ

عورت کو عیسائی مذہب اختیار کرنے کی ترغیب دینا

سوال: (۵۳۸) زید اپنی لڑکی کو ضدًا اس کے شوہر سے اس طریقہ سے چھڑانا چاہتا ہے کہ اس کو کچھ مدت کے لیے عیسائی مذہب میں داخل کرادے تاکہ تعلق زوجیت منقطع ہو جائیں، اور نکاح فسخ ہو جائے اس صورت میں شرعًا اس کے باپ کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۱۳/۳۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: یہ طریقہ حرام ہے اور اس طریقہ کی تعلیم دینے والا کافر ہو جاتا ہے، لرضائہ بالکفر (۱) اگر وہ عورت مرتدہ ہو جائے تو فقہاء نے لکھا ہے کہ اس کو بہ جبر مسلمان کر کے اس کا نکاح شوہر اول سے تھوڑے سے مہر پر کر دیا جائے (۲) (درمختار)

(۱) وَأَنْ مَنْ سَاعَدَ عَلَى ذَلِكَ فَهُوَ رَاضٍ بِالْكَفْرِ، وَالرَّضَا بِالْكَفْرِ كُفْرٌ. (رد المحتار علی الدر: ۲۵۰/۶، کتاب الجہاد، فصل فی الجزیة، مطلب فیما أفتی بہ بعض المتہوّرین فی زماننا)
(۲) وَتُجْبَرُ عَلَى الْإِسْلَامِ وَعَلَى تَجْدِيدِ النِّكَاحِ زَجْرًا لَهَا بِمَهْرٍ يَسِيرٍ كَدِينَارٍ، وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى (درمختار)

وفی الشّامی: قوله: (وعلى تجديد النّکاح) فلکّل قاض أن یجدّده بمهر یسیر ولو بدینار رضیت أم لا، وتمنع من التّزوّج بغيره بعد إسلامها، ولا یخفی أنّ محلّه ما إذا طلب التّزوّج ذلك، أمّا لو سکت أو ترکّه صریحاً فإنّها لا تُجبر وتزوّج من غیره لأنّه ترک حقّه.
(الدر المختار و رد المحتار: ۲۷۳/۴، کتاب النّکاح، باب نکاح الکافر، مطلب: الصّبیّ والمجنون لیسا بأهل لإیقا ع طلاق بل للوقوع)

شرح فقہ اکبر میں ہے: وفي المصمرات: لو أفتى لامرأة بالكفر حين تبين من زوجها فقد كفر قبلها وتجب المرأة على الإسلام إلخ وليس لها أن تتزوج إلا بزوجه الأول إلخ (۱)
(شرح فقہ اکبر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایک آدمی شوہر کے مرتد ہونے کی اور چند لوگ

متقی ہونے کی شہادت دیتے ہیں تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۵۳۹) زید بیس سال ہوئے اپنی بی بی کو چھوڑ کر ملک دیگر چلا گیا، خطوط آتے ہیں، ایک آدمی نے یہ کہا کہ میں نے اس سے گھر آنے کے متعلق کہا تھا، اس نے جواب دیا کہ جس وقت خدا کا حکم ہوگا جاؤں گا، پھر کہا: خدا اور رسول کون ہیں، اور قرآن کیا چیز ہے؟ نعوذ باللہ تعالیٰ، لیکن متعدد آدمی اس کے متقی ہونے کی شہادت دیتے ہیں، فی الحال ایک شخص کے قول پر اس کو مرتد قرار دے کر اس کی بیوی کا نکاح کر دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳/۲۶-۱۳۳۷ھ)

الجواب: وفي جامع الفصولين: أخبرها واحد بموت زوجها أو برّدّه أو بتطليقها حلّ لها التّزوُّج، ولو سمع من هذا الرّجل آخر، له أن يشهد لأنّه من باب الدّين فيثبت بخبر الواحد (۲) (شامی: ۶۱۶/۲) اس روایت سے معلوم ہوا کہ اس کی زوجہ کو نکاح ثانی جائز ہونے کے لیے ایک شخص کی خبر بھی کافی ہے، اس کی زوجہ اس شخص کے خبر دینے پر کہ اس نے خدا تعالیٰ اور رسول اور قرآن کو ایسا کہا، اپنے نفس کو اس کے نکاح سے خارج سمجھ کر عدت گزار کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے، لیکن محض ایک شخص کے کہنے سے حکم اس کے مرتد ہونے کا نہ دیا جائے کیونکہ اعتبار اس خبر کا صرف جواز نکاح عورت کے لیے ہے، اور اس شخص کے مرتد ہونے کے لیے یہ ثبوت کافی نہیں ہے، خصوصاً جب کہ دوسرے لوگ اس کے خلاف اس کے اسلام کی اور صلاح و تقویٰ کی شہادت دیتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) شرح الفقہ الاکبر، ص: ۲۲۱، فصل في الكفر صريحاً و كنايةً، مطبع مجتبائی، دہلی .

(۲) رد المحتار علی الدر: ۱۷۲/۵، کتاب الطلاق، باب العدة، مطلب في المنعى إليها زوجها .

جس شخص پر کفریہ کلمہ کہنے کا الزام ہے وہ انکار کرتا ہے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۵۴۰) زید کی سسرال والے زید کی زوجہ کو رخصت کرنا نہیں چاہتے، اور اس قسم کے وسائل تلاش کرتے ہیں جس سے طلاق لے کر دعویٰ مہر کیا جائے، زید طلاق نہیں دیتا، اور زید کہتا ہے کہ میں نے حاشا وکلا کوئی کلمہ نہیں کہا، میری سسرال والے مجھ پر تہمت لگاتے ہیں کہ اس نے کلمہ کفر کہہ کر ایمان کی توہین کی ہے، اس لیے مجھ مسلمان کو کافر بنا کر میری اہلیہ کو چھوڑنا چاہتے ہیں، اس صورت میں کیا زید کافر ہو گیا؟ اور اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہو گئی؟ (۱۳۴۳ھ/۵۳۳)

الجواب: جب کہ زید کلمہ کفر کہنے سے منکر ہے تو اس کو مسلمان کہا جائے گا، اور آئندہ اس کو کافر نہ کہا جائے گا اور کافر نہ سمجھا جائے گا، لیکن اگر دو عادل گواہ سے اس کا کلمہ کفر کہنا پہلے ثابت ہو چکا ہے تو اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو گئی، اس کو بدون تجدید نکاح کے نہیں رکھ سکتا۔
كما في الدر المختار: شهدوا على مسلم بالردة وهو منكر لا يتعرض له لا لتكذيب الشهود العدول بل لأن إنكاره توبة ورجوع يعني فيمتنع القتل فقط، وثبت بقية أحكام المرتد كحبط عمل وبطلان وقف وبينونة زوجة إلخ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قرآن شریف یا تسبیح سے استخارہ دیکھنا اور اسے غیب کی خبر سمجھنا

سوال: (۵۴۱) قرآن شریف یا تسبیح سے استخارہ دیکھنا اور جو کچھ معلوم ہو اس کو خدا کی طرف سے غیب کی خبر سمجھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳ھ/۲۰۱۹)

الجواب: ایسا نہ سمجھنا چاہیے، اور من اللہ خبر غیب سمجھنا اس کو صحیح نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تسلیم کرنا کہ ہنود اپنے مذہب کی اشاعت

کر سکتے ہیں: کفر کی حمایت ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۴۲)..... (الف) کیا اسلام اسی امر کی اجازت دیتا ہے کہ کفار بالخصوص ہنود کفر و

(۱) الدر المختار مع الرد: ۶/۲۹۷-۲۹۸، کتاب الجہاد، باب المرتد، مطلب: جملة من لا يقتل إذا ارتد.

شرک کی اشاعت کریں؟

(ب) اگر اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا تو کسی شخص کا اس حق کو تسلیم کرنا اور اس کو جائز کہنا حمایت کفر ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۲/۵۸۹ھ)

الجواب: (الف - ب) ظاہر ہے کہ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا کہ کفر و شرک کی اشاعت ہو، مگر اس کلام بعض الناس کا یہ مطلب لینا چاہیے کہ مسلمان چونکہ خود دوسری قوم کی رعایا ہیں، اور اس قوم متسلط کی طرف سے ہر ایک کو آزادی ہے کہ اپنے مذہب کی اشاعت کرے، اور مسلمانوں کو یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ ان کو روکیں، اس وجہ سے ایسا کہہ دیا جاتا ہے کہ ہندو مسلمانوں سے تعرض نہ کریں، اور مسلمان ہندوؤں سے تعرض نہ کریں، پس یہ حمایت کفر کی نہیں ہے بلکہ اظہار اپنی مجبوری کا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا لواطت کرنے والا امت محمدیہ سے خارج ہے؟

سوال: (۵۴۳) حرکت لواطت کرنے والا فی الواقع امت محمدی سے خارج ہے؟ بیان فرمائیں۔
(۱۳۳۳-۳۲/۱۳۳۸ھ)

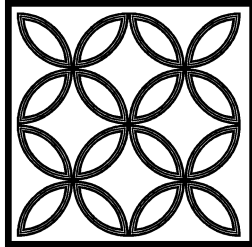
الجواب: وہ فاسق و عاصی ہے توبہ کرے اور آئندہ اس حرکت بد سے باز آوے، واقعی وہ شخص اگر توبہ نہ کرے تو کامل امتی آنحضرت ﷺ کا نہیں ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی صلح کو دین کی بربادی قرار دینا جہالت ہے

سوال: (۵۴۴) ایک شخص مسلمان ہو کر یہ کہتا ہے کہ حضرت امیر المؤمنین سبط رسول حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بہ موجب پیش خبری رسول خدا ﷺ جو صلح و مصالحت کی ہے، اس صلح و مصالحت سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت کا دین برباد کر دیا ہے، آیا ایسا عقیدہ رکھنے والے پر شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۲/۱۳۱۴ھ)

الجواب: ظاہر ہے کہ یہ خیال اور عقیدہ اس شخص کا بالکل غلط اور جہالت ہے دین سے، کیونکہ جس امر کو آنحضرت ﷺ نے اصلاح اور خیر فرمایا اس کو یہ شخص فساد اور بربادی دین سمجھتا ہے یہ اس

کی خبث باطنی اور گمراہی کی دلیل ہے، بخاری شریف میں بہ روایت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: **إِن ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَصْلَحَ بِهِ بَيْنَ فِتْنَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ** (۱) یعنی یہ میرا بیٹا سردار ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے سبب سے مسلمانوں کے دو فرقوں میں مصالحت فرمادے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت سپرد کردی اور سب مسلمان باہم متفق ہو گئے اور جنگ و جدال و حرب و قتال باہم موقوف ہوا، پس اس صلح و اصلاح کو جو شخص فساد اور بربادی دین کی سمجھے وہ سخت بد دین اور غوی و جاہل ہے اور یہ عقیدہ اس کا خلاف عقیدہ اہل سنت و جماعت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم



(۱) صحیح البخاری: ۳/۳۷۳، کتاب الصلح، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للحسن ابن علی ابنی هذا سید إلخ۔

کفر و ارتداد کا حکم اور اس سے توبہ کرنے کا بیان

کن کلمات کی وجہ سے مؤمن کافر ہو جاتا ہے؟

اور مرتد کس طرح داخل اسلام ہو سکتا ہے؟

سوال: (۵۴۵) مسلم، مؤمن شخص کن کلمات باطلہ سے مردود کافر ہو جاتا ہے، پھر کس طرح داخل اسلام ہو سکتا ہے کہ اس کی زوجہ اس کے نکاح میں رہے؟ (۱۳۱/۳۶-۱۳۴ھ)

الجواب: جو شخص قطعاً دین کا منکر ہو وہ کافر ہے، پس جو مسلمان بہ وجہ انکار قطعیات کے کافر ہو جائے والعیاذ باللہ تعالیٰ، وہ بعد تجدید ایمان کے داخل اسلام ہو سکتا ہے، بعد تجدید ایمان کے تجدید نکاح کرے تب اس کی زوجہ اس کے نکاح میں رہے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مرتد کی سزا اور اس کی حکمت

سوال: (۵۴۶) اسلام کا حکم ہے کہ مرتد کو بعد ارتداد تین دن تک مجبوس رکھا جائے، اگر وہ مسلمان ہو جائے تو بہتر ورنہ قتل کر دیا جائے یہ کونسا انصاف ہے؟ (۱۸۱/۳۶-۱۳۴ھ)

الجواب: دین اسلام میں داخل ہو کر پھر مرتد ہونا یہ کھلی ہوئی بغاوت ہے، اور مضرت اس کی بہت زیادہ ہے اس لیے اس کے لیے نص صریح وارد ہوئی: من بدل دینہ فاقتلوه (۱) رواہ البخاری،

(۱) عن عكرمة أن علياً حرّق قوماً فبلغ ابن عباس رضي الله عنهم فقال: لو كنت أنا لم أحرّقهم لأن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تعذبوا بعذاب الله، ولقتلتهم، كما قال النبي صلى الله عليه وسلم من بدل. الحديث (صحيح البخاري: ۴۲۳/۱، كتاب الجهاد، باب لا يعذب بعذاب الله)

کیونکہ ایسے باغی و سرکش و فتنہ پھیلانے والے کی سزا سوائے اس کے استیصال کے اور کچھ نہیں ہو سکتی اور تفصیل اس کی اس رسالہ میں دیکھئے جو کہ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی نے قتل مرتد کے بارے میں مفصل لکھا ہے، اور باقی یہ کہ مرتد پر عرض اسلام اور کشف شبہات اور جس ثلاثہ ایام واجب ہے یا مستحب اس کی تفصیل کتب فقہ میں ہے، درمختار میں ہے کہ اگر مرتد مہلت طلب کرے تو اس کو مہلت تین دن کی معہ جس کے دی جاتی ہے اور اگر وہ مہلت طلب نہ کرے تو فوراً قتل کر دیا جائے (۱) فقط

مرتد مسلمان ہو جائے تو سابقہ اعمال صالحہ کا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۴۷) استیناف ایمان سے حسنات حاصلہ عود کرتے ہیں یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۸۵۸ھ)

الجواب: مسئلہ یہ ہے: السَّاقِطُ لَا يَعُودُ (۲) و فیہ اختلاف منقول فی الشَّامِیِ فلیراجع (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) من ارتدَّ عرضَ الحاکمِ علیہ الإسلامَ استحبَّاباً علی المذهب لبُلُوغِهِ الدَّعْوَةَ وَتَكشِفُ شِبْهَتَهُ وَيُحِبُّسُ وَجُوبًا، وَقِيلَ: نَدْبًا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، يُعْرَضُ عَلَیْهِ الإسلامُ فِي كُلِّ يَوْمٍ مِنْهَا، خَاصِيَّةٌ، إِنْ اسْتَمْهَلَ أَيْ طَلَبَ الْمَهْلَةَ وَإِلَّا قَتَلَهُ مِنْ سَاعَتِهِ، إِلَّا إِذَا رُجِيَ إِسْلَامُهُ، بِدَائِعِ. (الدَّرَالْمُخْتَارُ مَعَ رَدِّ الْمُخْتَارِ: ۲۷۲/۲-۲۷۳، كِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ الْمُرْتَدِّ، مَطْلَبُ: مَا يُشَكُّ أَنَّهُ رَدَّةٌ لَا يَحْكُمُ بِهَا)

(۲) الدَّرَالْمُخْتَارُ مَعَ رَدِّ الْمُخْتَارِ: ۴۶۲/۲، كِتَابُ الصَّلَاةِ، بَابُ قِضَاءِ الْفَوَائِدِ، مَطْلَبُ فِي تَعْرِيفِ الْإِعَادَةِ.

(۳) كَمَا لَا يَقْضِي مُرْتَدًّا مَا فَاتَهُ زَمَنُهَا..... وَلِذَا يَلْزَمُ بِإِعَادَةِ فَرْضِ أَذَاهُ ثُمَّ ارْتَدَّ عَقِبَهُ وَتَابَ أَيْ أَسْلَمَ فِي الْوَقْتِ لِأَنَّهُ حَبِطَ بِالرَّدَّةِ. قَالَ تَعَالَى: ﴿وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ﴾ (المائدة: ۵) وَخَالَفَ الشَّافِعِيُّ بِدَلِيلِ ﴿فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ﴾ قُلْنَا: أَفَادَتْ عَمَلَيْنِ وَجَزَائِنِ: إِحْبَاطَ الْعَمَلِ، وَالْخُلُودَ فِي النَّارِ؛ فَالْإِحْبَاطُ بِالرَّدَّةِ، وَالْخُلُودُ بِالمَوْتِ عَلَيْهَا، فَلِيَحْفَظَ (الدَّرَالْمُخْتَارُ) وَفِي الشَّامِیِ: قَوْلُهُ: (وَخَالَفَ الشَّافِعِيُّ) أَيْ حَيْثُ قَالَ: لَا يَلْزَمُ الْإِعَادَةُ، لِأَنَّ إِحْبَاطَ الْعَمَلِ مَعْلُوقٌ فِي الْآيَةِ بِالمَوْتِ عَلَى الرَّدَّةِ. قَوْلُهُ: (قُلْنَا إِنْ خ) حَاصِلُ الْجَوَابِ أَنَّ قَوْلَهُ تَعَالَى: ﴿وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾ (البقرة: ۲۱۷) فِيهِ ذِكْرُ عَمَلَيْنِ: أَحَدُهُمَا الرَّدَّةُ، ==

تجدیدِ ایمان میں اعلان کی ضرورت ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۴۸) اگر کسی کلمہ سے کفر لازم آجائے بجائے خود تو کیا استینافِ ایمان علی روس الاشہاد ضروری ہے؟ (۱۳۳۳/۸۵۸)

الجواب: اگر کلمہ کفر کا اعلان ہو چکا ہے تو تجدید میں اعلان کرنا چاہیے اور اگر کلمہ کفر زبان سے نکل گیا اور کسی کو اس کی خبر نہیں ہے تو تجدیدِ ایمان میں بھی اعلان کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط

مسلمان کا ارتداد سے انکار کرنا: توبہ اور رجوع کے قائم مقام ہے

سوال: (۵۴۹) زید پہلے مسلمان تھا، پھر کچھ عرصہ عیسائیوں کے ساتھ اس کا اختلاط رہا، اور پادری صاحب کے پاس جا کر اس نے مذہب عیسائی اختیار کر لیا، بعد ازاں ایک مسلمان نے دانستہ اپنی بیٹی کا نکاح زید سے کر دیا، اب زید کہتا ہے کہ میں عیسائی نہیں ہوا یہ مجھ پر افتراء ہے، کیا زید کا

== والآخر الموت علیہا: أي الاستمرار علیہا إلى الموت؛ وذكر جزائین، لكل عمل جزاء علی التلف والنشر المرتب، فإحباط الأعمال جزاء الردة، والخلود فی النار جزاء الموت علیہا، بدلیل أنه فی الآیة الأولى علق حبط العمل علی مجرد الکفر بما آمن به، ومثله قوله تعالی: ﴿وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (الأنعام: ۸۸)

تنبیہ: مقتضی کون حبط العمل فی الدنیا والآخرة جزاء الردة وإن لم یمت علیہا عندنا أنه لو أسلم لا تعود حسناته، وإلا كان جزاء لها وللموت علیہا معاً كما یقوله الشافعی رحمه الله تعالی، وفي البحر والنهر من باب المرتد عن التآثر خانية معزياً إلى التثمة: لو تاب المرتد، قال أبو علی وأبو هاشم من أصحابنا: تعود حسناته. وقال أبو قاسم الکعبی: لا تعود، ونحن نقول: إنه لا يعود ما بطل من ثوابه، ولكن تعود طاعته المتقدمة مؤثرة فی الثواب بعد اهـ. ولعل معنى كونها مؤثرة فی الثواب بعد أن الله تعالی یثیبہ علیہا ثواباً جدیداً بعد رجوعه إلى الإسلام غیر الثواب الذي بطل، أو أن الثواب بمعنى الاعتداد بها وعدم مطالبته بفعلها ثانياً، وإن حکمنا بطلانها، لأن ذلك فضل من الله تعالی. تأمل. (الدر المختار و رد المحتار: ۲/۴۶۸-۴۶۹، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب إذا أسلم المرتد هل تعود حسناته أم لا؟ والبحر الرائق: ۵/۲۱۳، کتاب السیر، باب أحكام المرتدین)

انکار توبہ کے قائم مقام ہے اور اس لڑکی کا نکاح زید سے جائز ہے؟ (۱۳۳۳/۲۱۸۶ھ)

الجواب: کتب فقہ میں لکھا ہے کہ مرتد کا انکار عود الی الاسلام اور توبہ و رجوع کے قائم مقام سمجھا جائے گا، لہذا اس صورت میں جب کہ زید اپنے عیسائی ہونے سے منکر ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ اس کے اس انکار کو جھٹلایا جائے، وہ واقعی اگر عیسائی ہو گیا ہے تو پھر اس کے افعال و اعمال خود شاہد بن کر اس کی تکذیب کر دیں گے، اور یہ غیر واقعی انکار اس کو کوئی نفع نہ پہنچا سکے گا، لیکن اس وقت جب کہ وہ کھلے لفظوں میں یہ کہہ رہا ہے کہ یہ مجھ پر بہتان ہے میں عیسائی نہیں ہوں تو پھر ضرورت نہیں کہ خواہ مخواہ اس کو مرتدین کے زمرہ میں داخل کیا جائے بلکہ اب تو یونہی کہا جائے گا کہ وہ اپنے انکار سے توبہ و رجوع کا اعلان کر رہا ہے۔ قال فی الخانیۃ: وجہود الردۃ یكون عودًا الی الإسلام (۱) (خانیہ: ۶۰۳/۳) وفي الدر المختار: شهدوا علی مسلم بالردۃ وهو منکر لا یتعرض له لا لتکذیب الشہود العدول بل لأن إنکاره توبۃ و رجوع إلخ (۲) (در مختار: ۲۹۹/۳) اور جب کہ اس کا نکاح اس انکار کے بعد ہوا ہے تو پھر اس کی صحت میں بھی کوئی تردد نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شادی شدہ سنی مسلمان عورت شیعہ یا مرزائی

مذہب اختیار کر لے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۵۵۰) اگر کوئی شادی شدہ مسلمہ عورت اہل سنت والجماعت اپنے مذہب سے منحرف ہو کر مثلاً شیعہ یا مرزائی یا کسی اور ایسے مذہب میں چلی جائے جو غیر اسلام ہو؛ تو کیا اس کا سابقہ نکاح بہ حالت اسلام صحیح رہ سکتا ہے کہ نہیں؟ (۱۳۳۷/۲۷۰۹ھ)

الجواب: اگر سنیہ مسلمہ عورت منکوحہ نے کوئی ایسا مذہب اختیار کیا جو بہ اتفاق کفر و ارتداد ہے جیسے مرزائی ہو جانا یا غلاۃ روافض میں سے ہو جانا تو نکاح اس کا شوہر سابق سے فوراً ٹوٹ جاتا ہے۔

(۱) الفتاویٰ الخانیۃ بہامش الفتاویٰ الہندیۃ: ۵۸۰/۳، کتاب السیر، باب الردۃ وأحكام أهلها
(۲) الدر المختار مع رد المحتار: ۶/۲۹۷، کتاب الجہاد، باب المرتد، مطلب: جملۃ من لا یُقتل إذا ارتد.

كما في الدر المختار: وارتداد أحدهما فسخ عاجل إلخ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مرتدہ عورت مسلمان ہونے کے بعد پہلے شوہر کے علاوہ

کسی دوسرے مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۵۱) جو مسلمہ مرتدہ ہو جاوے اور اس پر کسی طرح جبر نہیں ہو سکتا، اگر مسلمہ مرتدہ کو کسی طریقہ سے پھر مسلمان کیا جاوے، اور وہ اپنے پہلے شوہر کے پاس جانے سے انکار کرے، ایسی حالت میں کسی دوسرے مسلمان سے نکاح جائز ہو سکتا ہے؟ (۱۳۳۱/۶۶۷ھ)

الجواب: چوں کہ ہندوستان میں جبر نہیں ہو سکتا، اس لیے جبراً مسلمان کرنے کا حکم یہاں جاری نہیں ہو سکتا، لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ اُس عورت سے کوئی دوسرا شخص مسلمان نکاح نہ کرے، تاکہ وہ مجبور ہو کر پہلے شوہر سے پھر نکاح کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۵۵۲) مکرر متعلق استفتاء نمبر ۶۶۷/رجسٹر ۱۳۳۱ھ یعنی جو عورت مرتدہ ہو گئی تھی وہ عورت شوہر اول کے پاس جانا منظور نہیں کرتی تو شوہر اول کے سواء کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنا مرتدہ مذکورہ کو بعد تجدید اسلام کے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۱/۷۳۰ھ)

الجواب: درمختار وغیرہ کتب فقہ میں اس کو بہت زور سے لکھا ہے کہ مرتدہ عورت مسلمان ہونے کے بعد شوہر اول ہی کو دی جاوے، اور اسی سے نکاح کرنے پر اس کو مجبور کیا جاوے (۲) یعنی اور کسی

(۱) الدر المختار مع رد المحتار: ۲/۴، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، مطلب: الصبی والمجنون لیساً بأهل لإيقاع طلاق بل للوقوع .

(۲) وتُجبر علی الإسلام و علی تجدید النکاح زجراً لها بمهر یسیر کدینار ، و علیہ الفتوی . (درمختار)

وفي الشامي: قوله: (وعلى تجديد النكاح) فلكل قاض أن يجدده بمهر يسير ولو بدینار رضیت أم لا، وتمنع من التزوج بغيره بعد إسلامها، ولا يخفى أن محلّه ما إذا طلب الزوج ذلك، أما لو سكت أو تركه صريحاً فإنها لا تُجبر وتزوج من غيره لأنه ترك حقه .

(الدر المختار و رد المحتار: ۲/۴، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، مطلب: الصبی والمجنون لیساً بأهل لإيقاع طلاق بل للوقوع)

مسلمان کو اس سے نکاح کرنے کی اجازت نہیں ہے، تاکہ آئندہ کوئی عورت ترکِ اسلام کو حیلہٴ خلاص نہ بناوے، لہذا اس میں کچھ گنجائش کسی جدید فیصلہ کی بعد فیصلہ کرنے فقہائے عظام کے نہیں ہے۔ فقط سوال: (۵۵۳) مسماۃ فاطمہ کا عقد مسمیٰ حیمان گوجر سے ہوا تھا، کئی سال کے بعد مسماۃ عیسائی ہو گئی، بعد تین سال کے پھر مسماۃ فاطمہ مسلمان ہو گئی تو اب فاطمہ کسی دوسرے شخص سے عقد کر سکتی ہے یا نہ؟ (۱۱۰۱/۱۳۴۱ھ)

الجواب: حکم یہ ہے کہ اس عورت کا نکاح اسی شوہر سابق حیمان سے کرنا چاہیے اور عورت کو اس پر مجبور کیا جاوے اور دوسری جگہ اس کا نکاح نہ کیا جاوے، کذا فی الدر المختار (۱) فقط سوال: (۵۵۴) اگر ایک عورت اپنے شوہر سے خلاصی پانے کے واسطے مرتد ہو جائے، اور پھر مسلمان ہو کر بعد عدت دوسرے شخص سے نکاح کرے تو یہ نکاح درست ہوگا یا نہیں؟ (۱۲۲/۱۳۴۲ھ)

الجواب: اصل مسئلہ یہی ہے کہ اگر زوجین میں سے کوئی مرتد ہو جائے تو فوراً ان کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے، اور اس کے موافق عورت بعد گزرنے عدت کے جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے، لیکن فقہاء نے اُس صورت میں کہ عورت مرتد ہو جائے اس وجہ سے کہ شوہر سے خلاصی پاوے زجرًا للمرأة یہ فتویٰ دیا ہے کہ وہ عورت شوہرِ اوّل ہی کو دی جائے اور مہر یسر کے ساتھ اس کا نکاح شوہرِ اوّل سے کر دیا جائے، دوسرے شخص سے وہ عورت نکاح نہیں کر سکتی، مگر جب کہ شوہرِ اوّل اس سے نکاح کرنا نہ چاہے، اس صورت میں دوسرے شخص مسلم سے نکاح اس عورت کا بعد اسلام کے درست ہے۔ در مختار میں ہے: وارتداد أحدهما..... فسخ..... عاجل إلخ (۲) وتُجبر علی الإسلام وعلی تجديد النکاح زجرًا لها بمهر يسير کدینار، وعلیه الفتویٰ (در مختار) وفي الشّامي: ولا يخفى أن محلّه ما إذا طلب الزوج ذلك أمّا لو سكت أو تركه صريحًا فإنّها

(۱) الدر المختار مع رد المحتار: ۲/۴، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، مطلب: الصبیّ والمجنون ليسا بأهل لإيقاع طلاقٍ بل للوقوع.

(۲) الدر المختار مع رد المحتار: ۲/۴، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، مطلب: الصبیّ والمجنون ليسا بأهل لإيقاع طلاقٍ بل للوقوع.

لا تجبر و تزوج من غیرہ إلخ (۱) (شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محض ارتداد ہی سے بیوی نکاح سے نکل جاتی ہے

سوال: (۵۵۵) اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میرا حشر ہندو کے ساتھ ہوگا، اس جملہ کا کہنے والا اگر مرتد ہو جائے گا تو مجرد ارتداد ہی سے اس کی زوجہ نکاح سے نکل جائے گی یا تفریق قاضی یا طلاق شوہر کی ضرورت ہوگی، اور بعد ارتداد بھی ممبر اوقاف رہ سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۰۷۳/۳۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: یہ کلمہ کفر کا ہے اور اس کلمہ کا قائل اپنی موت اور حشر کفار کے ساتھ ہونے پر راضی ہے یا اظہار رضامندی کرتا ہے کیونکہ عربی میں ترجمہ اس لفظ کا یہ ہے کہ احشر مع الکفار اور یہ محقق ہے اور حدیث شریف میں وارد ہے: کما تموتون تحشرون (۲) أو کما قال صلی اللہ علیہ وسلم، شرح فقہ اکبر میں ہے: أو قال أخرجه أي اللہ من الدنیا بلا ایمان أو کافرًا أو أمانہ بلا ایمان أو کافرًا وأبدہ اللہ فی النار أو أدخلہ فیہا أولم یخرجه اللہ من نار جہنم کفر إلخ وفي المحيط: من رضي بكفر نفسه فقد كفر أي إجماعًا وبكفر غيره اختلف المشائخ إلخ (۳) وفي موضع آخر منه: لاحمية لي ولادين كفر یعنی بقوله: "فلا دين لي" فإنه خرج بهذا عن دين الإسلام (۴) الغرض اس کلمہ کے کفر ہونے میں کچھ تردد نہیں معلوم ہوتا، اور ارتداد سے اس کی زوجہ فوراً اس کے نکاح سے خارج ہو جاتی ہے، تفریق قاضی کی ضرورت نہیں، وارتداد أحدهما فسخ عاجل أي بلا قضاء (۵) (شامی، درمختار) اور یہ صحیح ہے کہ تولیت کے لیے

(۱) الدر المختار والشامی: ۲/۳۷۳، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، مطلب: الصبی والمجنون ليسا بأهل لإيقاع طلاق إلخ .

(۲) مرقاة المفاتیح: ۵/۳۷۵، کتاب الجہاد، الفصل الثانی، وفيه أيضًا: ۱/۳۳۲، کتاب الإیمان، باب إثبات عذاب القبر، الفصل الثالث .

(۳) شرح الفقہ الاکبر، ص: ۲۲۱، فصل فی الکفر صریحًا وکنایة، المطبوعة: مطبع مجتبائی، دہلی .

(۴) شرح الفقہ الاکبر، ص: ۲۲۳، فصل فی الکفر صریحًا وکنایة .

(۵) الدر مع الرد: ۲/۲۷۳-۲۷۴، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، مطلب: الصبی والمجنون ليسا بأهل لإيقاع طلاق بل للوقوع .

اسلام شرط نہیں ہے، امین اور قادر علی انتظام التولیۃ ہونا وغیرہ شرط ہے۔ قال فی الإسعاف:
ولا یولیٰ إلاّ امین قادر بنفسه أو بنائبه إلخ ویشترط للصحة بلوغه وعقله لا حریتہ
وإسلامه إلخ (۱) (شامی، جلد: ۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رخصتی سے پہلے خاوند مرتد ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۵۵۶) ثروت حسین کا نکاح ایک لڑکی سے ہوا، ہنوز رخصت نہ ہوئی تھی کہ ثروت
حسین آریہ ہو گیا، اور رخصتی کا خواہشمند ہے ایسی حالت میں جو حکم شریعت کا ہو مطلع فرمائیں، اب وہ
پھر مسلمانوں کی صورت میں نظر پڑتا ہے۔ (۱۳۴۱/۲۵۰۴ھ)

الجواب: اس صورت میں نکاح ثروت حسین کا مرتد ہوتے ہی باطل ہو گیا، اب بعد اسلام لانے
کے وہ اپنی منکوحہ سابقہ کو رخصت نہیں کرا سکتا، البتہ بعد اسلام لانے کے اس سے دوبارہ نکاح
ہو سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شادی شدہ نابالغ لڑکا مرتد ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۵۵۷) ایک عورت کافرہ بیوہ نے جس کے ساتھ پہلے شوہر کافر سے ایک لڑکا نابالغ
ہے بعد قبول کرنے اسلام کے ایک مسلمان سے نکاح کر لیا، اور اپنے لڑکے نابالغ کا نکاح ایک نابالغ
لڑکی سے کر دیا، بعد مرنے نو مسلمہ کے اس کا لڑکا اپنی کافر قوم کے ساتھ جا ملا اور مرتد ہو گیا، اس کا
نکاح منعقد ہو گیا تھا یا نہیں؟ اور اب نکاح اس کا قائم رہا یا فسخ ہو گیا؟ (۱۳۴۲-۲۶/۱۳۶ھ)

الجواب: اس لڑکے کا نکاح منعقد ہو گیا تھا، لیکن جب کہ وہ لڑکا پھر مرتد ہو گیا اور کافروں کے
ساتھ جا ملا تو نکاح اس کا فسخ ہو گیا۔ وَالْبَاطِنُ أُنْبِیَ أَوْ سَكَتَ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَلَوْ كَانَ الزَّوْجُ صَبِيًّا
مَمْنُونًا اتَّفَاقًا عَلَى الْأَصَحِّ إلخ . قوله: (صَبِيًّا مَمْنُونًا) أَيِ يَعْقِلُ الْأُديَانِ لِأَنَّ رَدَّتْهُ مَعْتَبَرَةٌ
فَكَذَا إِبَاؤُهُ فَتَحَ إلخ (۲) (شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) رد المحتار علی الدر: ۶/۴۵۳، کتاب الوقف، مطلب فی شروط المتولی .

(۲) الدر المختار مع الشامی: ۴/۲۶۷، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، مطلب فی الکلام
علی أبوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و أهل الفترة .

مسلوب العقل کے ارتداد کا حکم

سوال: (۵۵۸) زید نے حالت غضب میں یہ کہا کہ اگر کوئی پیغمبر زادہ بھی آجائے تو میں یہ کام نہ کروں گا، مگر بہ نظر استخفاف شریعت نہیں کہا، بلکہ بہ وجہ زائل ہونے عقل کے کہا، پھر فوراً جب اثبات عقل ہوا استغفار کر لیا تو شرعاً شخص مذکور کو حکم ارتداد کا دیا جائے گا یا نہ؟ (۱۳۴۲/۲۳۶ھ)

الجواب: قال في الدر المختار: وشرائط صحتها: العقل والصحو والطوع فلا تصح ردة مجنون ومعتوه، ومؤسوس وصبي لا يعقل، وسكران، ومكره عليها الخ (۱) پس معلوم ہوا کہ اگر غضب ایسا تھا کہ زید اس میں مغلوب العقل اور مسلوب العقل ہو گیا تھا مثل دیوانہ کے تو حکم ارتداد اس پر نہ کیا جائے گا اور بہر حال توبہ و تجدید ایمان لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جو کفر و شرک کا مرتکب ہو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۵۵۹)..... (الف) زید مسلمان افعال کفر و شرک کا مرتکب ہے، کچھ دنوں پیشتر مسلمانوں سے بحث و تکرار کرتا ہوا کلام اللہ کو کلام انسانی قرار دے کر قرآن پاک کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا، اور احادیث صحیحہ کو بوسیدہ کاغذوں کی طرح چاک کر کے پھینک دیا۔

(ب) وہ یہ کہتا ہے کہ لحم خنزیر اور لحم بز (بکری) میں کچھ فرق نہیں، اسی طرح اپنی مادر حقیقی اور اپنی عورت میں تمیز نہیں، مشرکوں کے دیوتاؤں کو نذر چڑھاتا ہے اور مشرکین کا ذبیحہ کھاتا ہے۔

(ج) رام اور رحمان دونوں کو ایک کہتا ہے۔ (۱۳۴۲/۲۸۰۰ھ)

الجواب: (الف-ج) ایسے عقائد رکھنے والا شخص کافر و مرتد ہے، اگر وہ تائب و اسلام لا کر نہ مرے تو اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی جائے، اور مسلمانوں کے قبرستان میں اس کو دفن نہ کیا جائے، اگر وہ شخص پھر اسلام میں داخل ہونا چاہے اور گزرے ہوئے عقائد و افعال سے توبہ کرے تو اس کو مسلمان کر لیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) الدر المختار مع الشامی: ۶/۲۷۱-۲۷۲، کتاب الجہاد، باب المرتد، مطلب: ما یُشکُّ أنَّه ردة لا یُحکم بہا۔

اصلی کافر اور مرتد کے حکم میں فرق

سوال: (۵۶۰) زید ہندو تھا مسلمان ہوا، اور ایک بزرگ کے ہاتھ پر بیعت بھی کی، لیکن چند روز کے بعد وہ پھر ہندو ہو گیا، اور بودھ مذہب اختیار کر لیا، اب اس نے مسلمانوں کی دعوت کی ہے اور اس کا انتظام مسلمان کے سپرد کیا ہے، مسلمانوں کو اس کی دعوت قبول کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ہندو مستقل اور ایسے ہندو کے جو مسلمان ہو کر پھر ہندو ہو گیا ہو برتاؤ میں اور احکام میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۳/۱۰۷۸ھ)

الجواب: کسی ہندو کا مسلمان ہو کر پھر ہندو ہونا ارتداد ہے، اور شریعت میں عام کفار اور مرتد میں فرق کیا گیا ہے، مرتد کا حکم شریعت اسلام میں یہ ہے کہ اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کو قتل کیا جائے، پس اگر یہ امر بہ سبب حکومت اسلام نہ ہونے کے متعذر ہو گیا تو اس سے بھی کیا کم کہ مرتد کے ساتھ اہل اسلام کوئی تعلق نہ رکھیں اور میل جول نہ رکھیں، اور دعوت کھانا اور ہدیہ قبول کرنا بہ حکم حدیث: تہادوا تحابوا (۱) سبب مودت و محبت کا ہوتا ہے اور یہ حرام ہے، لہذا مرتد کی دعوت مسلمانوں کو کسی طرح قبول کرنا درست نہیں، اگرچہ کسی مسلمان کے ذریعہ سے وہ اس دعوت کا اہتمام کرائے اور وہ مسلمان عاصی ہے جو اس بارے میں اس کا معین ہو اور اہتمام دعوت کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نو مسلم ہندو ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۵۶۱) ایک لڑکا جس کی عمر ۱۷ یا ۱۸ سال کی ہے، پہلے سے ہندو تھا، اور ۹ یا ۱۰ سال کی عمر میں مسلمان ہو گیا تھا، اب ہندو لوگ اس کو ورغلا تے ہیں ہندو ہونے پر، تو کیا وہ ہندو ہو سکتا ہے؟ (۱۳۳۵-۳۴/۱۰۷۷ھ)

الجواب: جو شخص ہندو سے مسلمان ہو گیا تھا اگر اس کو پھر ہندو ورغلا کر ہندو بنانا چاہیں تو اس کو (۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تهادوا تحابوا (شعب الإيمان للبيهقي: ۶/۴۷۹، الباب الحادي والستون باب في مقاربة أهل الدين وموادتهم إلخ. فصل في المصافحة والمعانقة عند الالتقاء - المطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت)

سمجھانا چاہیے کہ وہ پھر ہندو نہ ہو، اور اگر وہ پھر ہندو ہو گیا اور کلمہ اسلام سے انکار کیا تو وہ مرتد ہو جاوے گا اور کفار میں داخل ہو جاوے گا، مسلمانوں کو اس سے تمام تعلقات قطع کر دینا ہوگا۔ فقط

جو شخص بار بار مرتد ہو جاتا ہے اس کو مسلمان کرنا درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۶۲) ایک شخص خا کرو ب ہے، اس کی دختر کے شوہر نے بابت طلب اپنی عورت کے عدالت میں دعویٰ کیا ہے، اور باپ اس کا اس کے خاوند کے گھر بھیجنا نہیں چاہتا ہے، اسی وجہ سے اور نیز اس وجہ سے کہ میں عدالت میں کامیاب ہو جاؤں مسلمان ہو گیا، اور دودفعہ پہلے بھی مسلمان ہو کر مرتد ہو چکا ہے، اور وہ عورت بھی اسی وجہ سے مسلمان ہو گئی ہے، شوہر کے گھر جانا نہیں چاہتی تو ایسے شخص کو مسلمان کرنا روا ہے یا نہیں؟ (۱۹۹۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: جب کوئی مسلمان ہونا چاہے اور دین اسلام میں داخل ہونا چاہیے اس کو مسلمان کرنا ضروری ہے انکار کرنا روا نہیں، اور مسلمان عورت کافر کے نکاح میں نہیں رہ سکتی، اور کافر کے گھر میں جانا اس کو روا نہیں، عورت جب کہ مسلمان ہو گئی اور شوہر اس کا کافر رہا نکاح فسخ ہو گیا۔ فقط واللہ اعلم

مرتد کفر سے توبہ کرنے سے دوبارہ مسلمان ہو جاتا ہے

سوال: (۵۶۳) ایک بھنگن پر ایک مسلمان بھنگی ہو گیا، دو چار روز بھنگی رہا اور اس نے اقرار کیا کہ میں بھنگی ہو گیا، اور پھر اس نے توبہ واستغفار بہت کیا، پھر اس کو مسلمان کیا گیا آیا وہ مسلمان ہو گیا یا نہیں؟ (۲۹۴۷/۱۳۳۹ھ)

الجواب: دوبارہ توبہ واستغفار کرنے کے بعد اور اسلام لانے کے بعد وہ شخص پھر مسلمان ہو گیا، اور اس کے اسلام میں کچھ نقص نہیں رہا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۵۶۴) ایک مسلمان تیس سال سے چماروں میں شامل رہا ایک چماری کو ہمراہ رکھ کر، اب وہ عورت بیماری پلگ میں فوت ہو گئی، اب وہ مسلمان ہونا چاہتا ہے تو کیا کفارہ ہے؟ (۱۰۳۵/۱۳۳۷ھ)

الجواب: وہ شخص توبہ کرے اور مسلمان ہو جائے یہی اس کا کفارہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مرتد اور منافق کی توبہ قبول ہوتی ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۶۵) مرتد اور منافق کی توبہ قبول ہوتی ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۸/۲۰۰۹)

الجواب: مرتد ہو یا منافق توبہ سب کی قبول ہوتی ہے، مرتد و منافق جب کہ کفر و نفاق سے توبہ کریں اور تجدید اسلام کریں تو توبہ اور اسلام ان کا قبول ہے، بلکہ حکم یہی ہے کہ ان سے توبہ کرائی جاوے اور تجدید اسلام کا حکم کیا جاوے۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ﴾ (سورہ شوریٰ، آیت: ۲۵) فَقَطَّ وَاللَّهُ تَعَالَى اعْلَم

ضعف دماغ کی بیماری سے تندرست ہو جانے

کے بعد کلمات کفر سے توبہ کرنا

سوال: (۵۶۶) زید بیمار ہوا، دماغ کمزور و ضعیف ہو گیا، عقل بے کار ہو گئی، خیالات فاسدہ دماغ میں بھرے ہوئے تھے، کلمات کفر و خیالات فاسدہ زبان و دل سے نکلے، بعدہ زید اچھا ہوا، اپنے کیے پر نادم ہوا، توبہ کی، زید کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اور امید مغفرت کر سکتا ہے؟ (۱۳۳۹/۱۲۵)

الجواب: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ﴾ (سورہ شوریٰ، آیت: ۲۵) اور حدیث شریف میں ہے: التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ (۱) پس جو کلمات کفریہ وغیرہ آپ کی زبان سے نکلے ان سے توبہ کیجئے اور تجدید اسلام کیجئے، ان شاء اللہ تعالیٰ سب گناہ معاف ہو جائیں گے اور توبہ قبول ہوگی، اور بخشش کی امید رکھنی چاہیے، اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا چاہیے توبہ واستغفار ہر وقت کرتے رہیں۔ فَقَطَّ وَاللَّهُ تَعَالَى اعْلَم

مرتد کی دعوت میں جانا اور اس سے چندہ لینا درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۶۷) زید مسلمان نے علانیہ بودھ مذہب اختیار کر لیا، اور خود مندر کا ایک رکن (۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال: (۲۴۴) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

ہے، میونسپلٹی اور گورنر کے کونسل کے رائے دہندگان کی دو فہرستیں ہیں، مسلمین کی جدا اور کفار کی جدا، زید کا نام کفار کی فہرست میں ہے، اپنے بیرونی دروازہ پر بودھ کی تصویر بنوائی ہے، مگر بہ اس ہمہ ہر سال گیارہویں شریف اور اس میں مسلمانوں کی دعوت بھی کرتا ہے، تو زید مسلمان ہے یا مرتد اور اس کی دعوت میں جانا اور کھانا، اس کا حصہ یا روپیہ پیسہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۳ھ/۱۲۵۱ھ)

الجواب: جب کہ زید نے علانیہ اپنے کو بودھ مذہب پر ہونے کا اعلان کر دیا، اور اپنے دروازہ پر بودھ کی تصویر بھی قائم کی، اور اس کے بعد اس مذہب سے توبہ کا اعلان نہیں کیا، اور اپنے مسلمان ہونے کا اظہار نہیں کیا تو وہ کافر و مرتد ہے، اس کی کسی دعوت وغیرہ میں مسلمانوں کو شریک ہونا جائز نہیں ہے، اور روپیہ پیسہ اس سے لینا درست نہیں ہے، اور اس کے گھر کسی جلسہ میں وعظ و مولود شریف میں شریک ہونا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حضورِ اکرم کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ قبول ہوتی ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۶۸) ایک صوفی کے مکان پر وعظ ہوا، جس میں حضور سرور عالم ﷺ کی شان مبارک میں توہین کے الفاظ استعمال کیے گئے، اور اہل مجلس میں سے ایک شخص نے اٹھ کر کہا کہ جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے بہت صحیح و درست ہے، اور پھر ان تینوں شخصوں نے ایک جلسہ عام میں توبہ کی، آیا ان کی توبہ قابل یقین ہے یا نہیں؟ اور نکاح رہا یا نہیں؟ (۱۳۳۷ھ/۷۲۷ھ)

الجواب: اگر کوئی ایسا کلمہ ان کی زبان سے نکلا جو شرعاً توہین کا کلمہ ہے اور حکم ارتداد اس پر ہو سکتا ہو تو ایسی حالت میں نکاح ان کا باقی نہیں رہا، اور توبہ و اسلام لانا ان کا قبول ہے، بعد توبہ کے تجدید نکاح کرنی چاہیے، اور پوری بات جیھی معلوم ہو کہ وہ کلمہ معلوم ہو کہ آیا اس میں تاویل ممکن ہے یا نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قادیانی مذہب اختیار کرنے والا اپنے مذہب سے

توبہ کرے تو اس کی توبہ قابل قبول ہے

سوال: (۵۶۹) زید پر یہ الزام قائم کیا گیا کہ زید مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد و مصلح مسیح سمجھتا

ہے، اس لیے بہ الزام تبدیلی مذہب خدمت قضاء سے علیحدہ کیا گیا، بعدہ بعض علماء کی ہم کلامی سے اس کے خیالات میں تبدیلی ہوئی، اور اس سے رجوع کر کے محکمہ سرکار میں توبہ نامہ پیش کیا، پس اس کا رجوع اور توبہ عند الشریعہ قابل قبول ہے یا نہیں؟ زید خود مقرر ہے کہ وہ مسلمان اہل سنت ہے، پس زید حسب اقرار خود خفی مسلم سمجھا جائے گا یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۶۵۰ھ)

الجواب: توبہ اس کی قابل قبول ہے اور بعد توبہ رجوع الی الاسلام کے حکم اس کے اسلام کا کر دیا جاوے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا مفتی مجرم کے بیان کے بغیر کفر کا فتویٰ دے سکتا ہے؟

سوال: (۵۷۰)..... (الف) مفتی بدون بیان مجرم کے مقدمہ سب النبی ﷺ میں فتویٰ محض دو گواہوں کے گواہی پر جاری کر سکتا ہے یا بعد سماعت بیان مجرم فتویٰ جاری کرے؟
(ب) اگر مجرم اسلام کے حق میں بحث کر رہا ہو، اور بہ حالت خمر جوش میں اسلام کی محبت میں آکر سہواً اس کی زبان سے گستاخی در شان نبی ﷺ ہو گئی ہو، تو وہ تکفیر کے فتویٰ کا مستحق ہے یا نہیں؟
(ج) جو شخص مجرم کے ساتھ کلام کر رہا ہو، اور اس شخص کو منع بھی کیا جاوے کہ مجرم چونکہ حالت خمر میں ہے اس کے ساتھ بحث نہ کرو، مگر پھر بھی وہ کلام جاری رکھے تو کیا حکم ہے یہ بھی مجرم ہے یا نہ؟
(۱۳۳۸/۱۸۱۷ھ)

الجواب: (الف) فتویٰ کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ اگر اس نے یہ فعل جو کہ موجب کفر ہے کیا تو وہ کافر ہے، لہذا مفتی سے اگر کوئی یہ کہے گا کہ فلاں شخص نے سب النبی ﷺ کا ارتکاب کیا تو وہ فتویٰ کفر سب کا دے دے گا۔

(ب) قرائن کی وجہ سے ایسی صورت میں مفتی کو فتویٰ کفر کا نہ دینا چاہیے، اور حالت سکر میں اگر کوئی کلمہ کفر کا کسی کی زبان سے نکلے تو اس پر بھی حکم کفر کا نہ کرنا چاہیے۔
(ج) بے شک یہ خطا ہے کہ سکران و مدہوش سے ایسی باتیں کی جاویں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

توبہ کے بعد کفر کا فتویٰ نہ دینا چاہیے

سوال: (۵۷۱) اگر کسی شخص کی زبان سے کلمہ کفر نکلے، اور پھر توبہ کرے تو بعد توبہ کے کفر کا

فتویٰ دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۵۷۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: بعد توبہ کے فتویٰ کفر کا نہ دینا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت آدم سے متعلق ایک من گھڑت قصہ اور اس کے ناقل کا حکم

سوال: (۵۷۲) ایک شخص کہتا ہے کہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام نے زنا کیا بایں طور کہ جب حوا پیدا ہوئی اور آپ خواب سے بیدار ہوئے تو آپ نے ہاتھ لگانے کا ارادہ کیا، حضرت جبریلؑ نے کہا کہ جب تک میں اللہ تعالیٰ سے اجازت نہ لے کر آؤں اس وقت تک ہاتھ نہ لگانا، پس حضرت جبریلؑ تو بارگاہِ الہی سے اجازت لینے گئے، بعد میں آدم نے زنا کیا (معاذ اللہ)، اسی وجہ سے ہم پر غسل واجب ہوا، یہ کہنا اس کا صحیح اور اس کا کچھ ثبوت ہے یا یہ بہتان ہے؟ اگر بہتان ہے تو ایسے شخص کے ایمان اور نکاح کا کیا حال ہے؟ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں؟ اور بدون توبہ اس سے تعلق رکھا جاوے یا نہیں؟ (۱۳۳۵ھ/۸۷۲)

الجواب: اس کی کچھ اصل نہیں ہے، یہ محض افتراء اور بہتان ہے اور اس میں اہانت اور استخفاف ہے حضرت آدمؑ کی شان میں اور یہ کفر ہے، پس قائل کو تجدیدِ ایمان و تجدیدِ نکاح کرنا چاہیے بدون توبہ و تجدیدِ ایمان کے اس کی امامت درست نہیں، اور متارکت اس سے لازم ہے، سلام و کلام ترک کر دیا جاوے جب تک کہ وہ توبہ نہ کرے۔ جیسا کہ شامی میں مکفرات میں استخفافِ نبی کو بھی شمار کیا ہے۔ حیث قال: وقتل نبی والاستخفاف بہ إلخ، وفيه بعد أسطر: قلت: و يظهر من هذا أنّ ما كان دليل الاستخفاف يكفر به، وإن لم يقصد الاستخفاف إلخ (۱) فقط



اہل حق اور فرق باطلہ کا بیان

اہل سنت والجماعت کی وجہ تسمیہ

سوال: (۵۷۳) نام اہل سنت و جماعت اس فرقہ کا کب سے رکھا گیا؟ اور وجہ تسمیہ کیا ہے؟
(۵۳۲/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: اس گروہ کو اہل سنت والجماعت اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ فرقہ اہل حق و منبع سنت ہے، آنحضرت ﷺ کی سنت اور طریقہ صحابہ کو مضبوط پکڑے ہوئے ہیں۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال اللہ تعالیٰ یغرس فی هذا الدین غرساً یستعملہم فی طاعته (۱) وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: لا یبالون من خذلہم ولا من نصرہم (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اہل سنت والجماعت کے عقائد کیا ہیں؟

سوال: (۵۷۴) عقائد اہل سنت والجماعت کیا ہیں؟ اور گمراہ فرقوں کے عمل کیا ہیں؟ اور

(۱) عن ابن زرعۃ قال: سمعت أبا عنبۃ الخولانی رضی اللہ عنہ وکان قد صلی القبلتین مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: لا یزال اللہ یغرس الحدیث.

(سنن ابن ماجہ، ص: ۲-۳، باب اتباع سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)
(۲) عن عمرو بن شعیب عن أبیہ رضی اللہ عنہ قال: قام معاویۃ رضی اللہ عنہ خطیباً، فقال: أین علماؤکم؟ أین علماؤکم؟ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: لا تقوم الساعۃ إلا وطائفۃ من أمتی ظاہرون علی الناس، لا یبالون من خذلہم ولا من نصرہم.
(سنن ابن ماجہ، ص: ۳، باب اتباع سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

دونوں میں کیا فرق ہے؟ (۱۸۶۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: عقائد اہل سنت والجماعت مضبوط و معروف ہیں، کتب عقائد مثل شرح عقائد نسفی و شرح فقہ اکبر وغیرہما کو دیکھ لیا جاوے، جس شخص کے عقیدہ اس کے خلاف ہوں اس کو سمجھو کہ اہل سنت سے خارج ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فرقہ ناجیہ کونسا ہے؟

سوال: (۵۷۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: قرب قیامت میں تہتر فرقے ہوں گے ایک فرقہ ناجیہ ہوگا وہ فرقہ کونسا ہے؟ (۱۷۷۵/۱۳۳۸ھ)

الجواب: وہ فرقہ حدیث میں آیا ہے: ما أنا عليه وأصحابي (۱) وهي الجماعة یعنی وہ فرقہ اہل سنت وجماعت ہے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۵۷۶) فرقہ ناجیہ کونسا ہے؟ بیوا تو جروا (۳۱۲/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اہل سنت والجماعت (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال: (۶۲۷) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) فنقول: الفرقة التي هي ناجية من الجميع وإن كانت مبهمّة يصرّفها كلّ مؤول إلى من يشاء، ولكن بالتحقيق والصدق من كان على طريق السنّة والجماعة أي تابعاً لما كان عليه الصّحابة والتّابعون ومضى عليه السّلف الصّالحون، إذ روي أنّه استفسر عليه السّلام عنها، فقال: من كان على السنّة والجماعة، وفي رواية قال: ما أنا عليه وأصحابي إلخ.

(التفسيرات الأحمدية، ص: ۲۶۸، تفسير سورة الأنعام، رقم الآية: ۱۵۳)

(۳) علامہ احمد بن محمد طحاوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۳۱ھ) جو مشہور حنفی فقیہ ہیں، اور علامہ شامی رحمہ اللہ کے استاذ ہیں، الدر المختار کے حاشیہ میں کتاب الذبائح میں تحریر فرماتے ہیں: فعليكم معاشر المؤمنين باتباع الفرقة الناجية المسماة بأهل السنّة والجماعة وهذه الطائفة الناجية قد اجتمعت اليوم في مذاهب أربعة، وهم الحنفيون، والمالكيون، والشافعيون، والحنبلون رحمهم الله ومن كان خارجاً عن هذه الأربعة في هذا الزمان فهو من أهل البدعة والنار (۱۵۳/۴) ==

اہل اسلام کا کوئی فرقہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا یا نہیں؟

سوال: (۵۷۷)..... (الف) کوئی فرقہ اہل اسلام کا ہمیشہ جہنم میں رہے گا یا نہ؟

(ب) اسلام کے ۷۲ فرقے جو ناری ہوں گے وہ کبھی داخل جنت ہوں گے یا نہ؟

(۱۶۳۰/۱۳۳۰ھ)

الجواب: (الف) مسلمان کوئی مخلد فی النار نہ ہوگا۔

(ب) بعد عذاب بہ قدر معاصی داخل جنت ہوں گے بہ شرطیکہ خاتمہ ایمان پر ہوا ہو (۱) فقط

== ترجمہ: پس اے جماعت مؤمنین! تم پر لازم ہے فرقہ ناجیہ کی پیروی کرنا، جو اہل السنہ والجماعت کہلاتا ہے..... اور یہ جماعت ناجیہ اس زمانہ میں مذاہب اربعہ میں اکٹھا ہو گئی ہے، اور وہ مذاہب اربعہ: احناف، مالکیہ، شوافع، اور حنابلہ ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر مہربانی فرمائیں — اور جو شخص اس زمانہ میں ان چار مذاہب سے باہر ہے: وہ گمراہ لوگوں میں سے اور دوزخیوں میں سے ہے۔

اور حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ نے مائة دروس کے سبق: ۹۵ میں لکھا ہے: الدرس الخامس والتسعون في المذاهب المنتحلة إلى الإسلام في زماننا: أهل الحق منهم أهل السنة والجماعة، المنحصرين بإجماع من يعتد بهم في الحنفية، والشافعية، والمالكية، والحنابلة ترجمہ: سبق: ۹۵: ہمارے زمانہ کے ان مذاہب کے بارے میں جو اسلام کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں: اہل حق ان میں سے اہل السنہ والجماعہ ہیں، جو منحصر ہیں بہ اجماع ان حضرات کے جن کا اعتبار کیا جاتا ہے حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ اور حنابلہ میں۔ ۱۲ سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری

(۱) جو گمراہ فرقے ہیں اُن کی گمراہی اگر حد کفر کو پہنچی ہوئی نہیں ہے تو وہ اپنی گمراہی کی سزا بھگتنے کے بعد جنت میں داخل ہوں گے، اور اگر اُن کی گمراہی حد کفر کو پہنچی ہوئی ہے تو وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے، جیسے قادیانی، حاشیۃ الطحاوی علی الدر المختار میں ہے:

وقوله عليه السلام: (كلهم في النار إلا واحدة) يعني كلهم يفعلون ويعتقدون ما هو موجب دخول النار فإن كان كفراً وماتوا عليه دخلوا النار لا يخرجون منها أبداً، وإن لم يكن كفراً فهو إلى الله تعالى إن شاء عفا عنهم وإن شاء عذبهم، ثم يخرجهم من النار ويدخلهم الجنة. (حاشية الطحاوي على الدر المختار: ۱۵۳/۴، أوائل كتاب الذبائح، المطبوعة: دار المعرفة، بيروت)

اسلام کے علاوہ سب مذاہب باطل ہیں

سوال: (۵۷۸) خدا اور رسول کا مطالبہ روئے زمین کے عامہ مسلمین سے صرف ایک ہی مذہب پر قائم رہنے کا ہے یا مختلف و متفرق مذاہب کا؟ (۱۷۰۸/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: مذہب صرف ایک ہے، اللہ اور اس کے رسول کی دعوت صرف ایک مذہب کی طرف ہے، جس کا نام شریعت غراء کی اصطلاح میں اسلام ہے، اسلام کے علاوہ سب مذاہب باطل اور سب راہیں تاریک ہیں۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿قُلْ يٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا۟ اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا الْاَيَةُ﴾ (سورہ آل عمران، آیت: ۶۴) وَقَالَ تَعَالَى: ﴿اِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ الْاَيَةُ﴾ (سورہ آل عمران، آیت: ۱۹) وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ﴾ (سورہ آل عمران، آیت: ۸۵) البتہ اس بحر امواج کی موجیں کبھی حنفی چشمہ فیض سے نکلتی ہیں کبھی شافعی، مالکی اور حنبلی سے، یہ نہریں مختلف ہیں لیکن ان کا سرچشمہ وہی دریائے اسلام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

علمائے دیوبند کا کوئی مذہب علاحدہ نہیں ہے

سوال: (۵۷۹) مذاہب ثلاثہ حنفی، دیوبندی، اہل حدیث کے اصول و فروع میں کیا فرق ہے؟ اگر کوئی کسی مذہب سے برطرف ہو کر دوسرا مذہب اختیار کر لے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

(۱۷۱۵/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: علمائے دیوبند اہل سنت والجماعت ہیں اور قبیح ہیں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے، لہذا علمائے دیوبند کا کوئی مذہب علیحدہ نہیں ہے، بلکہ ان کا مذہب وہی ہے جو مذہب کہ امام ابوحنیفہؒ کا ہے اور مقلد امام ابوحنیفہؒ کے ہیں، اور اہل حدیث وہ لوگ ہیں جو مقلد کسی امام کے نہیں ہیں، البتہ اکثر مسائل میں ان کا عمل امام شافعیؒ کے موافق ہو جاتا ہے، اور جو شخص کسی امام کا ائمہ اربعہ میں سے مقلد اور پیرو ہے اس کو دوسرے امام کے مذہب پر عمل کرنا جائز نہیں ہے، مگر اس مسئلہ میں کہ فقہاء نے اس میں بہ وجہ ضرورت کے دوسرے امام کے مذہب پر فتویٰ دیا ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

علمائے دیوبند کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں کہ شیطان

کا علم رسول اللہ کے علم سے زیادہ ہے

سوال: (۵۸۰) کیا یہ صحیح ہے کہ علمائے دیوبند علم شیطان کو علم رسول اللہ ﷺ سے زیادہ

بتلاتے ہیں؟ (۱۳۳۳-۳۲/۱۷۱۹ھ)

الجواب: یہ غلط اور افتراء ہے، علمائے دیوبند کا یہ عقیدہ ہے: بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر (۱) اور علمائے دیوبند آنحضرت ﷺ کو مصداق اس حدیث شریف کا سمجھتے ہیں۔ اعلیت علم الاولین والآخرین (۲) ہاں عالم الغیب سوائے حق تعالیٰ کے کسی کو نہیں جانتے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حنفی کی وجہ تسمیہ

سوال: (۵۸۱) حنفی کو حنفی کس وجہ سے کہتے ہیں؟ (۱۳۳۳-۳۲/۳۵ھ)

الجواب: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تقلید اور انتساب کی وجہ سے حنفی کہتے ہیں۔ فقط

امام ابوحنیفہؒ مجتہد مطلق تھے

سوال: (۵۸۲) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ اپنی نسبت مذہبی کس کی طرف رکھتے تھے؟ اور آپ مقلد

تھے یا غیر مقلد؟ (۱۳۳۵/۱۸۳۶ھ)

الجواب: حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ مجتہد مطلق تھے، مجتہد کسی کا مقلد نہیں ہوتا اور نہیں کہلاتا، اور سلسلہ ان کے اساتذہ کا جن کی طرف ان کا انتساب ہے معروف ہے۔ لا حاجة إلى تفصيلة.

حضرت امام ابوحنیفہؒ تابعی تھے

سوال: (۵۸۳) امام ابوحنیفہؒ تابعین میں سے ہیں یا تبع تابعین میں سے؟ اور کن کن صحابہ سے

(۱) ترجمہ: اللہ کے بعد آپ ہی بڑے مرتبے والے ہیں، مختصر بات یہی ہے۔ ۱۲

(۲) یہ حدیث ثابت نہیں ہے، مزید تحقیق کے لیے کتاب الایمان کے سوال (۲۰۹) کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

ملاقات ہوئی؟ (۲۷۷۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: تابعی ہونا محقق ہے اور ان صحابہ کی تفصیل جن سے امام صاحب نے روایت کی ہے درمختار کے شروع میں منقول ہے اس کو ملاحظہ کر لیا جائے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) وصَحَّ أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ سَمِعَ الْحَدِيثَ مِنْ سَبْعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ كَمَا بَسَطَ فِي أَوَاخِرِ مَنِيَةِ الْمَفْتِيِّ ، وَ أَدْرَكَ بِالسَّنِّ نَحْوَ عَشْرِينَ صَحَابِيًّا كَمَا بَسَطَ فِي أَوَائِلِ الضِّيَاءِ ، وَ قَدْ ذَكَرَ الْعَلَّامَةُ شَمْسُ الدِّينِ مُحَمَّدُ أَبُو النَّصْرِ بْنِ عَرَبٍ شَاهُ الْأَنْصَارِيِّ الْحَنْفِيِّ فِي مَنْظُومَتِهِ الْأَلْفِيَةِ الْمُسَمَّاةِ بِـ ”جَوَاهِرِ الْعُقَائِدِ وَ دُرَرِ الْقَلَائِدِ“ ثَمَانِيَةَ مِنَ الصَّحَابَةِ مِمَّنْ رَوَى عَنْهُمْ الْإِمَامُ الْأَعْظَمُ أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى ، حَيْثُ قَالَ :

مُعْتَقِدًا مَذْهَبَ عَظِيمِ الشَّانِ ❀ أَبِي حَنِيفَةَ الْفَتَى النُّعْمَانِ
التَّابِعِي سَابِقِ الْأَثَمَةِ ❀ بِالْعِلْمِ وَالَّذِينَ سِرَاجِ الْأُمَّةِ
جَمْعًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ أَدْرَكَ ❀ أَثَرَهُمْ قَدْ اقْتَفَى وَسَلَكَ
طَرِيقَهُ وَاضِحَةَ الْمِنْهَاجِ ❀ سَالِمَةً مِنَ الضَّلَالِ الدَّاجِي
وَقَدْ رَوَى عَنْ أَنَسٍ وَجَابِرٍ ❀ وَابْنِ أَبِي أَوْفَى كَذَا عَنْ عَامِرٍ
أَعْنَى أَبَا الطُّفَيْلِ ذَا ابْنٍ وَائِلَةَ ❀ وَابْنِ أَنَسٍ الْفَتَى وَ وَائِلَةَ
عَنْ ابْنِ جَزْءٍ قَدْ رَوَى الْإِمَامُ ❀ وَبَنَتْ عَجْرَدُ هِيَ التَّمَامُ
رَضِيَ اللَّهُ الْكَرِيمُ دَائِمًا ❀ عَنْهُمْ وَعَنْ كُلِّ الصَّحَابِ الْعُظَمَاءِ

وَفِي الشَّامِيِّ : وَ عَلَى كُلِّ فَهْوٍ مِنَ التَّابِعِينَ ، وَ مِمَّنْ جَزَمَ بِذَلِكَ الْحَافِظُ الذَّهَبِيُّ وَالْحَافِظُ الْعَسْقَلَانِيُّ وَغَيْرُهُمَا . قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ : إِنَّهُ أَدْرَكَ جَمَاعَةً مِنَ الصَّحَابَةِ كَانُوا بِالْكُوفَةِ بَعْدَ مَوْلَدِهِ بِهَا سَنَةَ ثَمَانِينَ ، وَلَمْ يَثْبُتْ ذَلِكَ لِأَحَدٍ مِنْ أَثَمَةِ الْأَمْصَارِ الْمَعَاصِرِينَ لَهُ — ثُمَّ قَالَ بَعْدَ أَسْطَرِ قَوْلِهِ : (كَمَا بَسَطَ فِي أَوَائِلِ الضِّيَاءِ) فَقَالَ : هُمْ ابْنُ نَفِيلٍ ، وَ وَائِلَةُ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ وَابْنُ أَبِي أَوْفَى وَابْنُ جَزْءٍ وَعَتْبَةُ وَالمُقَدَّادُ وَابْنُ بَسْرٍ وَابْنُ ثَعْلَبَةَ وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَأَنَسُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدٍ وَمَحْمُودُ بْنُ لَبِيدٍ وَمَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ وَأَبُو أَمَامَةَ وَأَبُو الطُّفَيْلِ ، فَهَؤُلَاءِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ صَحَابِيًّا ، وَرَبَّمَا أَدْرَكَ غَيْرَهُمْ مِمَّنْ لَمْ أَظْفَرْ بِهِ أَهْـمَ مَلَخَصًا . وَزَادَ فِي ”تَنْوِيرِ الصَّحِيفَةِ“ : عَمْرُو بْنُ حَرِيثٍ وَعَمْرُو بْنُ سَلَمَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَسَهْلُ بْنُ حَنِيفٍ ، ثُمَّ قَالَ : وَغَيْرَ هَؤُلَاءِ مِنْ أَمَائِلِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ (الدَّرَالْمَخْتَارُ وَرَدَّ الْمَخْتَارُ : ۱/۱۳۹-۱۵۲ ، مَقْدَمَةُ الْمُؤَلَّفِ ، مُطْلَبٌ فِيمَا اخْتَلَفَ فِيهِ مِنْ رَوَايَةِ الْإِمَامِ عَنْ بَعْضِ الصَّحَابَةِ)

امام اعظم کا یہ قول کہ میرے قول کے خلاف حدیث مل جائے

تو میرے قول کو چھوڑ دو: کس کتاب میں ہے؟

سوال: (۵۸۴) امام اعظمؒ کا یہ قول کونسی کتاب میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی حدیث میرے قول کے خلاف مل جائے تو میرے کلام کو چھوڑ دو، اور تقلید ائمہ دین کی ضروری ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۲/۹۶۱ھ)

الجواب: امام اعظمؒ کا یہ قول شامی وغیرہ میں منقول ہے: إذا صحَّ الحديث فهو مذهبي (۱) یعنی جب کوئی حدیث صحیح اور ثابت ہو جائے تو وہی میرا مذہب ہے، اس قول سے امام صاحبؒ کا پورا نتیجہ حدیث ہونا معلوم ہوا اور درحقیقت فقہ ثمرہ حدیث کا ہے، لہذا عمل فقہ پر کرنا چاہیے، اور تقلید امام مجتہد کی ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امام اعظم کا کوئی قیاس کتاب و سنت کے خلاف نہیں

سوال: (۵۸۵)..... (الف) کیا یہ اصل من جملہ اصول امام ابوحنیفہؒ کے ہے کہ جو صحابہؓ غیر فقہاء ہیں مثل ابو ہریرہؓ و انسؓ کے ان کی روایت کردہ حدیث پر قیاس کو ترجیح ہے، اگر یہ ان کے اصول میں داخل ہے تو کیا نتیجہ سنت کو مناسب ہے کہ باوجود حدیث صحیح موجود ہونے کے اس کے خلاف قیاس مجتہد پر عمل کرے۔

(ب) امام ابوحنیفہؒ کے جو مسائل قیاسی خلاف احادیث صحیحہ ہیں ان سب کو ایک جگہ ایک رسالہ میں جمع کر دیا جائے تاکہ عام لوگوں کو اتباع سنت میں آسانی ہو۔

(ج) جن مسائل میں کتاب و سنت اور آثار صحابہ (نہیں ہیں) ان میں غیر مجتہد کو مجتہد کی تقلید واجب ہے ایسے مسائل میں کس مجتہد کا قیاس اکثر یہ طور پر اقرب الی الکتاب والسنۃ ہے؟ (۱۳۳۹/۱۶۲ھ)

(۱) فقد صحَّ عنه أنه قال: إذا صحَّ الحديث فهو مذهبي، وقد حكى ذلك ابن عبد البر عن أبي حنيفة وغيره من الأئمة اهـ ونقله أيضًا الإمام الشعراني عن الأئمة الأربعة. (الشامي: ۱/۱۵۴، مقدّمة المؤلف، مطلب: صحَّ عن الإمام أنه قال: إذا صحَّ الحديث فهو مذهبي)

الجواب: (الف) امام صاحب "محض قیاس سے کسی حدیث کو نہیں چھوڑتے، بلکہ تعارض حدیثین کے وقت اس حدیث کو جو اوفق بالقواعد الشرعیہ ہو ترجیح دیتے ہیں، اور حدیث کے مقابلہ میں تو کلیۃً ان کا یہ قول ہے: اترکوا قولی بخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او کما قال (۱) (ب) امام صاحب کا کوئی قیاس خلاف کتاب و سنت نہیں ہے بلکہ وہ جو کچھ مستنبط فرماتے ہیں کتاب و سنت سے ہی مستنبط فرماتے ہیں۔

(ج) جہاں تک دیکھا جاتا ہے امام صاحب کا اجتہاد و قیاس اوفق بالکتاب والسنت پایا جاتا ہے۔

منکر فقہ اور امام اعظم کو مرجیہ کہنے والا اہل سنت والجماعت سے خارج ہے

سوال: (۵۸۶) جو کوئی منکر فقہ ہو اور امام اعظم کو مرجیہ کہے اعتقاد اس کا کیا حکم ہے؟ اور حنفیہ سنیہ کے ساتھ ایسے شخص کا نکاح نافذ ہوتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۷ھ/۹۹۵-۲۶)

الجواب: ایسا شخص اہل سنت والجماعت سے خارج ہے، فقہ کا انکار درحقیقت اسلامی تعلیم و احکام کا انکار ہے، جس سے اندیشہ کفر ہے، حنفیہ سنیہ کو اس کے ساتھ نکاح نہ کرنا چاہیے، وہ شخص اس کا کفو نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا شیخ عبدالقادر جیلانی نے حنفیہ کو مرجیہ لکھا ہے؟

سوال: (۵۸۷) عبدالقادر جیلانی نے حنفیہ فرقہ کو غنیۃ الطالبین میں مرجیہ کیوں لکھا ہے؟

(۱۳۳۷ھ/۱۳۲)

الجواب: غنیۃ الطالبین میں وہ عبارت جس میں حضرت امام صاحب کو فرقہ مرجیہ میں داخل کیا ہے حضرت قطب العالم شیخ عبدالقادر جیلانی کے قلم سے نہیں بلکہ بعد میں کسی ملحد زندیق نے

(۱) سئل عن أبي حنيفة: إذا قلت قولاً و كتاب الله يخالفه؟ قال: أتركوا قولی بكتاب الله، فقیل: إذا كان خبر الرسول صلى الله عليه وسلم يخالفه؟ قال: أتركوا قولی بخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم. (عقد الجيد، ص: ۵۳، فصل في المتبحر في المذهب وهو الحافظ لكتب مذهب الخ، المطبوعة: المطبع المجتبائي دہلی)

بڑھائی ہے، جیسا کہ سلف کی کتابوں میں اس قسم کے واقعات کثرت سے ہوئے ہیں، چنانچہ علامہ زبیدیؒ اتحاف شرح احياء العلوم صفحہ: ۲۴۲ جلد ثانی میں فرماتے ہیں: والظاهر أنَّ هذه العبارة في الغنية مدسوسة عليه كما جرى لغيره من الأئمة و دسوا في كتبهم ما ليس من كلامهم ومثل القطب قدس الله سره يصون مقام الإمام أبي حنيفة ويناضل عنه، كيف والأئمة الكبار من معاصريه كمالك وسفيان والشافعي وإمامه أحمد والأوزاعي وإبراهيم ابن أدهم قد أثنوا عليه وعلى معتقده وفقهه و ورعه وخوفه وتضلعه من علوم الشريعة إلخ (۱) اس کے علاوہ غنیۃ کی عبارت مجوشیہ ہے: ومنهم القدريّة وذكر أصنافاً منهم ثم قال: ومنهم الحنفيّة وهم أصحاب أبي حنيفة النعمان بن ثابت زعم أنَّ الإيمان هو المعرفة والإقرار بالله ورسوله وبما جاء من عنده جملة على ما ذكره البرهوتي في كتاب الشجرة (۱)

سواؤں تو یہ کلام خود شیخ موصوف کا نہیں بلکہ کسی کتاب سے نقل ہے جس کی صحت وثقہ کا حال معلوم نہیں، دوسرے اس میں ایسے اعتراض واقع ہوئے ہیں جن کی نسبت شیخ موصوف کی طرف کرنا اسی جاہل سے ممکن ہے جو اس قطب عالم کی جلالت قدر سے واقف نہ ہو، اول تو یہ کہ اس میں امام صاحب کو مرجعہ قدریہ کہنے کا منشا یہ بیان کیا ہے کہ آپ نے ایمان صرف معرفت باری تعالیٰ اور اقرار باللہ و رسول کا نام رکھا ہے؛ حالانکہ اصل ایمان کی تصدیق ہے، اور جس شخص نے مذہب امام اعظمؒ کی کتابیں دیکھی ہیں وہ بے تامل کہہ سکتا ہے کہ یہ نقل غلط اور امام عالی مقام پر افتراء و بہتان ہے کیونکہ ایمان کی جو حقیقت خود امام نے فقہ اکبر میں امل فرمائی ہے، اور جو آپ کے مقتدر و معتمد اصحاب آپ سے روایت کرتے ہیں وہ یہی ہے کہ ایمان محض تصدیق قلبی کا نام ہے اور اقرار زبانی فقط احکام اسلام جاری کرنے کے لیے شرط ہے یا بعض اقوال کے مطابق رکن ہے (۲)

(۱) إتحاف السادة المتقين بشرح أسرار إحياء علوم الدين للزبيدي: ۲/۲۴۲، المبحث الثالث عن الحكم الشرعي إلخ .

(۲) قال الإمام الأعظم : يجب أن يقول أي المكلف بلسانه المطابق لما في جنانه: آمننت بالله ، وفيه إشعار بأن الإقرار له اعتبار على خلاف في أنه شطر للإيمان إلا أنه يسقط في بعض الأحيان، أو شرط لإجراء أحكام الإيمان كما هو مكرر عند الأعيان وهو المروي عن الإمام، وإليه ذهب الماتريدي وهو الأصح عند الأشعري. (شرح الفقه الأكبر، ص: ۱۳)

اور لفظ معرفت اگر کہیں آپ سے منقول ہے تو اس سے بھی تصدیق ہی مراد ہے تو اب اس افتراء کی بناء پر امام صاحب کو مرجیہ میں داخل کرنا ظاہر ہے کہ بناء فاسد علی الفاسد ہوگی جس سے حضرت قطب العالم کا مرتبہ بہت عالی ہے۔

دوسرے یہ کہ اس میں امام صاحب کو مرجیہ قدریہ کہا ہے اور کون نہیں جانتا کہ مرجیہ اور قدریہ دو بالکل متباین خیالات کے فرقے ہیں، مرجیہ کو قدریہ سے کیا تعلق؟ ان دونوں میں تو بہت بون بعید ہے، مرجیہ وہ ہے جو یہ کہتا ہے کہ مسلمان کتنے ہی گناہ کرے اس کو ہرگز عذاب نہ ہوگا، اور قدریہ کہتا ہے کہ جو شخص گناہ کبیرہ کرے اگرچہ مسلمان ہو تو اللہ تعالیٰ پر واجب ہے کہ اس کو عذاب دے فشتان ما بینہما، غرض یہ عبارات سراسر تہافت اور ایسی اغلاط سے بھری ہوئی ہیں جن کی نسبت قطب جیلانیؒ کی طرف تو کیا کسی ادنیٰ عالم کی طرف بھی نہیں کی جاسکتی، اس لیے صحیح یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ عبارت ملحق ہے جو کسی ملحد نے آپ کی کتاب میں بڑھادی ہے، اور قطب جیلانی کے سواء جس کسی نے امام صاحب کو مرجیہ کہا ہے وہ بایں معنی کہ امام صاحب مرتکب گناہ کبیرہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ مختار ہے چاہے عذاب دے اور چاہے معاف فرمادے، جو فرقہ ضالہ مرجیہ کے عقیدہ فاسدہ کا صریح مخالف ہے۔

الغرض مرجیہ: ارجاء سے ماخوذ ہے جس کے معنی یہاں تاخیر کے ہیں تو چونکہ امام صاحب مرتکب کبیرہ کے بارے میں کوئی حکم نہیں فرماتے بلکہ اس کے حکم کو عالم آخرت تک مؤخر کرتے ہیں اس لیے کسی نے آپ کو مرجیہ کہہ دیا، اور اس معنی سے تمام اہل سنت والجماعت کو مرجیہ کہہ سکتے ہیں لیکن چونکہ یہ لقب ایک فرقہ ضالہ کے ساتھ مخصوص ہو چکا ہے، اس لیے اس کا اطلاق مناسب نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احناف کو مشرک کہنے والا فاسق و گمراہ ہے

سوال: (۵۸۸) جو غیر مقلد خفیوں کو مشرک کہے اس کے لیے کیا حکم ہے؟ (۳۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)
الجواب: ایسا غیر مقلد سخت گنہگار اور فاسق اور مبتدع ہے، ایسے غیر مقلد کے پیچھے نماز بھی درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسلمان اپنے آپ کو کیا کہے؟ محمدی یا سنی حنفی؟

سوال: (۵۸۹) زید و عمر کا طریقہ سنت پر ہے، لیکن ان میں اس بات پر تکرار ہے کہ زید اپنے آپ کو مسلم و محمدی کہتا ہے اور عمر صرف اپنے آپ کو مسلم کہنے پر ترجیح دیتا ہے اور محمدی کہنے سے انکار کرتا ہے، شرعی فیصلہ کیا ہے۔ (۱۳۳۳/۱۹۵۷ھ)

الجواب: اہل سنت و جماعت کو اپنے آپ کو مسلمان سنی حنفی کہنا چاہیے، کیونکہ ترک تقلید موجب فسق و معصیت ہے، اور غیر مقلدینِ زمانہ حال میں غلو بہت زیادہ ہے، اور ان کے اعمال و عقائد کا فساد کتب اہل سنت میں مفصلاً مذکور ہے، اس فرقہ سے بالکل علیحدہ رہنا چاہیے اور عقائد و اعمال میں ان کا اتباع نہ کرنا چاہیے، ان اطراف میں غیر مقلدین اپنے آپ کو محمدی کہتے ہیں، جیسا کہ قادیانی اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں، لہذا اس قسم کے القاب کے ساتھ ملقب ہونے کی ضرورت نہیں ہے، پس ہر ایک مسلمان اپنے آپ کو سیدھا مسلمان کہہ دے، اور اگر اس سے زیادہ تفصیل کرے تو سنی حنفی کہہ دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمدی کے بجائے حنفی، شافعی نام تجویز کرنے کی وجہ

سوال: (۵۹۰) ہم سنیوں کا حنفی، شافعی کہلانا کس دلیل شرعی سے ہے؟ اگر کوئی شخص بہ حیثیت مذہب محمدی کہلائے تو شرعاً درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۱۸۳۶ھ)

الجواب: تلمیذ اگر اپنے استاد و شیخ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے تو اس میں کوئی شرعی ممانعت نہیں ہے، اسی طرح اتباعِ امام ابوحنیفہ و اتباعِ امام شافعی وغیرہا اگر اپنے آپ کو حنفی و شافعی وغیرہ کہیں تو اس میں کوئی شرعی ممانعت نہیں ہے، ومن ادّعیٰ فعلیہ البیان واللہ المستعان اور محمدی تمام امت محمدیہ ہے، لیکن اہل سنت و الجماعت نے بہ غرض امتیاز عن الفرق الباطلة المدعیة بكونها محمدية یہ نام تجویز فرمائے ہیں، تاکہ اہل بدع سے امتیاز رہے۔ واضح ہو کہ جس طرح غیر مقلد اپنے کو محمدی کہہ کر خوش ہوتے ہیں اور گویا اپنے فرقہ کے سوا در پردہ باقی تمام مسلمانوں کو غیر محمدی سمجھتے ہیں، احمدی فرقہ بھی اسی طرح دوسروں کو غیر احمدی اور خارج عن الملة سمجھتے ہیں والعیاذ

امام بخاریؒ کو رافضی کہنا اور ان کی شان میں گستاخی کرنا

سوال: (۵۹۱) اس علاقہ میں چند آدمی اس بات پر سخت شور مچا رہے ہیں اور جاہ جاگاتے پھرتے ہیں کہ امام بخاریؒ رافضی تھے، کیونکہ رافضیوں سے روایت لیتے ہیں، اور ان کو ایک ادنیٰ طالب علم کی لیاقت واستعداد نہیں تھی وفہم حدیث نہ تھی، اس واسطے صحیح بخاری میں کتنی جگہ باب باندھ کر حدیث اس کے مطابق نہیں لاسکے، باب کچھ کہہ رہا ہے اور حدیث کچھ کہہ رہی ہے، اس پر یہ شعر پڑھتے ہیں: من چہ سرائیم وتنورہ من چہ سرائید (۱)

اور کہتے ہیں کہ امام بخاری کو صرف ونحو بھی معلوم نہ تھی، اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں سخت بے ادبی کر کے کفر کا کام کیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو رجل کے ساتھ تعبیر کیا ہے، اور صحیح بخاری کی نسبت یہ کہتے ہیں کہ اس میں ضعیف تو درکنار موضوع حدیثیں بھی موجود ہیں، اور امام بخاری کو امام مسلم نے جھوٹی حدیث بتانے والا کہا ہے وغیرہ وغیرہ، اس قدر امام مدوح و کتاب موصوفہ کی بے ادبی کرتے ہیں؟ (۱۹۲۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: یہ بالکل افتراء اور نہایت درجہ کی بے حیائی اور دیدہ دھوئی (بے غیرتی) اور بددینی ہے کہ ایسے امام مقبول کی شان میں ایسے کلمات کہتا ہے۔ ﴿كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِنَّ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا﴾ (سورہ کہف، آیت: ۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

یہ کہنا نادانی ہے کہ بخاری شریف صحیح ہے تو مذہب ابوحنیفہ باطل ہے

سوال: (۵۹۲) زید کہتا ہے کہ بخاری شریف صحیح ہے تو مذہب ابوحنیفہ باطل ہے، اور مذہب ابوحنیفہ صحیح ہے تو احادیث بخاری باطل ہیں۔ (۱۳۵۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: یہ قول زید کا بہ وجہ قلت درایت سرزد ہوا، اگر اس کو فہم تطبیق بین الاحادیث ہوتی ایسی بات نہ کہتا، اگر امام ابوحنیفہؒ کے اقوال موافق احادیث بخاری شریف ثابت ہو جائیں، تو پھر زید

(۱) ترجمہ: میں کیا گارہا ہوں اور میرا تنبورہ کیا گارہا ہے۔

کے اس قول کا ابطال خود بہ خود ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا مولانا اسماعیل شہیدؒ غیر مقلد تھے؟

سوال: (۵۹۳)..... (الف) مولانا اسماعیل شہید دہلویؒ غیر مقلد ہیں یا خفی؟ غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ وہ غیر مقلد ہیں، کیونکہ تنویر العینین لکھ چکے ہیں، جس میں خلاف مذہب خفی آمین و رفع یدین رد تقلید کو شامل ہے۔

(ب) مولوی محمد علی رام پوری، مولوی ولایت علی، مولوی خرم علی کس مذہب پر تھے؟

(۱۳۳۳ھ - ۳۲/۲۰۷۱ھ)

الجواب: (الف) خفی محقق ہیں، اور بعض مسائل میں اگر محقق اپنی تحقیق سے کسی کو رائج و مرجوح کرے تو اس سے تقلید سے نہیں نکلتا۔

(ب) یہ علماء بھی خفی گذرے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت مولانا اسماعیل شہیدؒ کی توہین کرنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟

سوال: (۵۹۴) زید نے حضرت مولانا اسماعیل صاحب شہیدؒ کی توصیف بیان کی کہ وہ علمائے ربانی اور سلف صالحین میں سے تھے اور عالم کامل درویش اہل باطن اور متبع سنت تھے۔ عمر نے تردیداً یہ کہا کہ اس میں مولوی اسماعیل کی کیا تخصیص ہے؟ ایسے تو دنیا میں لاکھوں عالم کامل درویش ہوتے ہیں یہاں تک کہ کنجڑا (سبزی فروش)، قصائی، دُھنیا، جولاہے، بھٹیاری سبھی عالم کامل درویش اہل باطن اور متبع سنت ہوتے ہیں، پھر مولوی اسماعیل میں کون سی فضیلت ہے جس سے ان کو بزرگ مانا جائے؟ عمر نے مولانا اسماعیلؒ کی توہین کی یا نہیں؟ اور ایسے علماء کی توہین کرنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۷ھ - ۴۶/۱۳۴۷ھ)

الجواب: فی الواقع حضرت مولانا اسماعیل شہید قدس سرہ ایسے ہی تھے جیسا کہ زید نے بیان کیا، جیسا کہ ان کے احوال زندگی سے ثابت ہے، پس ایسے عالم کل ربانی ولی اللہ کی توہین کرنا فسق ہے، جو شخص ان کی توہین کرے وہ فاسق ہے، بلکہ خوف کفر ہے۔ کما ورد: من عادی لی ولیا

فقد آذنتہ بالحرب (۱) یعنی حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے ولی اور دوست سے دشمنی اور عداوت کی اس سے میری لڑائی ہے، یعنی وہ میرا دشمن ہے، پس اگر عمر کا یہی عقیدہ ہے تو وہ اشد فاسق ہے کہ سلب ایمان کا خوف ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم، شاہ ولی اللہ

شاہ عبدالعزیزؒ وغیرہ غیر مقلد تھے؟

سوال: (۵۹۵) کتاب حیات جاوید مصنفہ مرزا حیرت دہلوی سوانح عمری مولانا شہیدؒ نظر سے گذری، جس میں مصنف مذکور نے مولانا شاہ عبدالرحیم، شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز، شاہ عبدالقادر، شاہ رفیع الدین، مولانا اسماعیل شہید، شاہ اسحاق، مولانا احمد بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم جملہ متوسلان شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو فرقہ اہل حدیث — غیر مقلدین — ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، چونکہ حضرات مندرجہ بالا کی نسبت باوجود تبحر علمی اور درس احادیث مصطفوی میرا ناقص خیال گروہ احناف سے ہونے کا ہے، پس ہر دو خیال کے متعلق قول فیصل کیا ہے؟ (۱۳۳۳/۱۳۳۶ھ)

الجواب: آپ کا خیال اور علم صحیح ہے، یہ جملہ حضرات علمائے محققین احناف کثر اللہ تعالیٰ سوادہم سے ہیں، یہ جملہ حضرات حنفی تھے اور مداح امام ابوحنیفہؒ کے ہیں، اور پیشوائے طریقت و شریعت اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے سلسلہ طریقت میں ہیں جو کہ بکے حنفی تھے جیسا کہ ان کے مکاتیب سے ظاہر ہے، اور ہمارے اساتذہ حضرت مولانا شیخ الہند و حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی و حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہم کا سلسلہ تلمذ و سند حدیث انہیں حضرات تک پہنچتا ہے، اور ان کا حنفی ہونا ظاہر و باہر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مولانا عبدالحی صاحب حنفی محقق تھے

سوال: (۵۹۶) مولانا عبدالحیؒ کس مذہب کے ساتھ موصوف تھے اور کن اوصاف کے

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : إنا لله قال : من عادى لي ولياً الحديث. (صحيح البخاري: ۹۶۳/۲، كتاب الرقاق، باب التواضع)

ساتھ؟ (۱۳۳۷/۲۷۷۴ھ)

الجواب: حنفی محقق تھے اور عالم تبحر و فقیہ و محدث و اتقواء عصر سے تھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور خواجہ معین الدین چشتیؒ

کا مرتبہ ائمہ اربعہ سے زیادہ ہے؟

سوال: (۵۹۷) حضرت غوث اعظم اور حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کا مرتبہ ائمہ اربعہ سے زیادہ کہتے ہیں یہ صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۳/۱۹۰۳ھ)

الجواب: یہ اللہ کے علم میں ہے کہ کس کا مرتبہ عند اللہ زیادہ ہے اور کس کا کم، انبیاء علیہم السلام میں بھی فرق مراتب اور تفاضل ثابت ہے، کَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ﴾ (سورہ بقرہ، آیت: ۲۵۳) اسی طرح صحابہ و اولیاء اللہ اور ائمہ دین میں بھی فرق ثابت ہے، پس جزم کرنا کسی کی افضلیت پر من جمیع الوجہ نہ چاہیے، بعض وجہ سے کوئی افضل ہے اور بعض وجہ سے کوئی، لیکن ائمہ شریعت جو ناسخین کاملین رسول اللہ ﷺ ہیں اور حاملان شریعت و محافظین حد و شریعت ہیں ان کے درجہ کو کمتر کوئی ولی پہنچ سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شیخ عبدالقادر جیلانی حنبلی تھے

سوال: (۵۹۸) سید عبدالقادر جیلانیؒ کا کیا مذہب تھا؟ (۱۳۳۲/۲۱۵۶ھ)

الجواب: حضرت شیخ عبدالقادرؒ حنبلی تھے، امام احمد بن حنبلؒ کے مقلد تھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عالم گیر بادشاہ مجدد تھے یا نہیں؟

سوال: (۵۹۹) مسلمانوں میں یہ مشہور ہے کہ شہنشاہ اورنگ زیب عالم گیر مجدد مانے گئے ہیں

یا نہیں؟ (۱۳۳۵-۳۳/۵۹۳ھ)

المستفتی: ایم عبدالرحمن بی اے بی ٹی سکریٹری انجمن اخوان الصفاء، چوک عالم گیریان، شہر لدھیانہ

الجواب: عالم گیر بادشاہ کے مناقب مشہور و معروف ہیں کسی پر مخفی نہیں ہیں، صاحب کمالات ظاہری و باطنی تھے اور بادشاہ عادل کے لیے جو کچھ ثواب اور درجات آخرت وارد ہوئے ہیں وہ مخفی نہیں ہیں، باقی یہ کہیں نظر سے نہیں گذرا کہ وہ کس صدی کے مجدد تھے، باقی تعجب اس میں بھی کچھ نہیں اور وہ اس کے مستحق و اہل تھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۶۰۰) عالم گیر بادشاہ مجدد مانے گئے ہیں یا نہ؟ (۱۱/۲۴-۱۳۳۵ھ)

المستفتی: شیخ محمد یحییٰ چوڑا بازار، لدھیانہ

الجواب: ان کے مجدد ماننے کا حال معلوم نہیں ہے، باقی احوال پہلے متعدد دفعہ بعض حضرات لدھیانہ کے دریافت کرنے پر لکھ چکا ہوں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تقلید کی شرعی حیثیت اور اس کا ثبوت

سوال: (۶۰۱)..... (الف) زید مقلدین ائمہ اربعہ کو اس آیت کا مصداق بنا کر گمراہ قرار دیتا ہے: ﴿إِنَّهُمْ أَلَفُوا أَبَاءَهُمْ ضَالِّينَ، فَهُمْ عَلَىٰ آثَرِهِمْ يُهْرَعُونَ﴾ (سورہ صافات، آیت: ۶۹-۷۰) اور یہ بھی کہتا ہے کہ مذاہب اربعہ ہارون رشید کے وقت میں تقسیم ہوئے ہیں، حضرت کے وقت میں نہ تھے تو یہ بدعت ہوئی، اور جتنی بدعتیں ہیں ضلالت ہیں، اور تمام ضلالتیں نار میں ہیں، تو مقلدین ائمہ اربعہ بھی جہنمی ہیں نعوذ باللہ۔

(ب) زید نے ایک شخص سے کہا کہ بہتر فرقوں میں کون ناجی ہے اور کون ناری ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اہل سنت والجماعت، زید نے کہا ہٹو جاؤ، لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ اور زید کہتا ہے کہ تم مقلد ہو اس لیے مشرک ہو۔ (۱۳۳۳/۱۳۵۵ھ)

الجواب: (الف) مذاہب اربعہ کی حقیقت اس سے زائد نہیں کہ امت محمدیہ کے ان برگزیدہ چار عالموں پر ایک جماعت نے اعتماد کر کے ان کے اقوال کو صحیح مان کر اپنا معمول بنایا جیسے کہ ہر ایک طالب حق اس تلاش میں رہتا ہے کہ کسی قابل اعتبار عالم سے فتویٰ دریافت کر کے اس پر عمل کرے، اور اگر کسی شخص کو ایک ہی عالم پر پورا اعتماد ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی زیادہ جاننے والا دوسرا نہیں ہے

تو اس کے لیے اس عالم کے قول پر عمل کرنا واجب ہونا چاہیے، کَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ (سورہ انبیاء، آیت: ۷) اور ایسی صورت میں شخص مذکور کے حق میں صرف وہی معتمد علیہ عالم اہل ذکر سے ہوگا، اس لیے کہ اس کے عقیدہ میں کوئی دوسرا اس کا ہمسر نہیں، اسی طرح مقلدین فقہاء اربعہ کا عقیدہ بھی ہے، اور یہ تعامل نبی کریم ﷺ کے عہد سے جاری ہے، صحابہ نبی کریم ﷺ سے مسائل دریافت کرتے تھے اور اس پر عمل کیا کرتے تھے، آپ کے بعد جن کے پاس زیادہ علم تھا ان سے دوسرے صحابہ و تابعین برابر پوچھتے رہے اور ان کے فتویٰ کے موافق عمل کرتے رہے، جب خیر القرون کے اواخر میں امت محمدیہ کے یہ چار عالم علم قرآن و حدیث کے ماہر اور تعامل صحابہ و تابعین کے واقف ظاہر ہوئے تو عامۃ الناس نے ان کے فتاویٰ پر اعتماد کر کے اسی کے موافق عمل کرنا اپنے لیے لازم گردانا، جس کی مراد صرف یہ ہے کہ شریعت محمدیہ پر موافق فتویٰ ابو حنیفہؒ کے مثلاً عمل کیا جائے، یہ اس کہنے والے کی غباوت ہے کہ ہارون الرشید کے عہد میں ان کا ایجاد ہوا، کیا وہ بتا سکتا ہے کہ ہارون الرشید کے وقت میں کسی جماعت نے مشورہ کر کے یہ نئی بات پیدا کر دی، ﴿فَهُمْ عَلَىٰ آثَارِهِمْ يُهْرَعُونَ﴾ (سورہ صافات، آیت: ۷۰) جیسی آیات میں ان مشرکین کی مذمت ہے جو توحید ترک کر کے شرک پر اپنے جاہل آباء کی تقلید کیا کرتے تھے، اور نفس توحید میں یہی چاہیے کہ تحقیق کر کے اپنے آپ کو موحد بنائے، اس قسم کی جتنی آیات ہیں سب میں توحید و عدم توحید یعنی اصول میں تقلید کی مذمت ہے، اور ائمہ اربعہ کی تقلید جو امت کرتی ہے وہ فروع اور احکام میں ہے، چنانچہ کوئی یہ نہیں کہتا کہ میں عقائد میں حنفی ہوں یا شافعی، اس لیے کہ عقائد میں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی قریب قریب بالکل متفق ہیں، تھوڑا سا فرق اگر ماترید یہ اور اشاعرہ میں ہے بھی تو اس کا اعتبار نہیں، اگرچہ اس کے جواز میں بھی شک نہیں کہ کوئی شخص اپنے صلحائے اسلاف کی تقلید میں موحد رہے، اس لیے کہ یہ ﴿وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي﴾ (سورہ یوسف، آیت: ۳۸) میں داخل ہوگا، پس ان آیات کا مصداق اتباع ائمہ اربعہ کو قرار دینا نہ صرف قرآن کی تحریف ہے بلکہ اپنے ایمان کو برباد کر کے خسرانِ اخروی کو مول لینا ہے والعیاذ باللہ، ایسے جاہل کے جواب میں اہل حق کے مقلدوں کو ﴿وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي﴾ اسی طرح ﴿قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ﴾ (سورہ بقرہ، آیت: ۱۳۵) کو پیش کرنا کافی ہے۔

(ب) جو شخص مسلمانوں کی تکفیر کرتا ہے وہ خود کافر ہے۔ کذا فی شرح الفقہ الاکبر (۱) فقط

سوال: (۶۰۲) وجوب تقلید کی کیا دلیل ہے؟ (۴۶/۲۰۰-۱۳۳۷ھ)

الجواب: ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید کرنا غیر مجتہد کے لیے فرض ہے، اس زمانہ میں کوئی مجتہد مطلق نہیں، لہذا سب پر تقلید واجب ہے، امت اسلامیہ کے مصالح، اس کا ضبط، اس کی تنظیم سب اسی تقلید میں مضمر ہیں، ائمہ اربعہ کی تعلیم میں جو کچھ بھی ہے وہ تعلیم نبوی کی روح، احادیث کا استنباط، ان کی تشریح، اور احکام قرآن کی تفصیل ہے، انہیں کی قوت استنباط اور علوم سے اسلام کی وسعت تعلیم کا اندازہ ہوتا ہے، ہر عامی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ براہ راست قرآن و حدیث پر دست اندازی کر کے ان کو اپنی اغراض اور خواہشات کے قالب میں ڈھال لے، اس کی احق وہی برگزیدہ ہستیاں تھیں جن کو مشیت ایزدی نے خاص اس عظیم الشان خدمت کے لیے منتخب کر لیا تھا۔ ﴿فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ لَا آيَةَ﴾ (سورہ انبیاء، آیت: ۷) میں اس حقیقت کو نہایت بلیغ الفاظ میں واضح کیا گیا ہے، پس حقیقت میں کسی امام کی یہ سمجھ کر تقلید کرنا کہ یہ احکام شریعت اور علم نبوت کے لیے ایک وسیلہ ہے عین خدا اور رسول کی اطاعت ہے، اسی لیے علماء نے کہا ہے: ﴿وَاطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ (سورہ نساء، آیت: ۵۹) میں اطاعت مجتہد بھی داخل ہے، چنانچہ بیضاوی میں ہے: وهو يؤيد الوجه الأول إذ ليس للمقلد أن ينزع المجتهد في حكمه إلخ (۲) (تفسیر بیضاوی) تحت قوله تعالى: ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ (سورہ نساء، آیت: ۵۹)۔

تقلید کی سند اور فاتحہ خلف الامام کے ممنوع ہونے کی دلیل

سوال: (۶۰۳) زید کہتا ہے کہ تقلید کی کوئی سند نہیں ہے، یہ صحیح ہے یا غلط؟ اور تقلید کی سند تحریر فرمائی جاوے، اور فاتحہ خلف الامام کی ممانعت کی دلیل بھی۔ (۳۲/۹۳۵-۱۳۳۳ھ)

(۱) إذا قال الرجل لأخيه: يا كافر! فقد باء بها أحدهما كما في الصحيحين يحمل على أنه إذا اعتقد ذلك إلخ. (شرح الفقہ الاکبر لملا علی القاری، ص: ۲۰۱، أن المسئلة المتعلقة بالكفر إذا كان لها تسع وتسعون احتمالاً إلخ)

(۲) تفسیر بیضاوی: ۲۸۲/۱، تحت قوله تعالى: ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ﴾ (سورہ نساء، آیت: ۵۹)

الجواب: تقلید کی سند اس آیت شریفہ میں ہے: ﴿فَسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ (۱) اور فاتحہ خلف امام کی ممانعت آیت: ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا﴾ (سورہ اعراف، آیت: ۲۰۴) اور حدیث شریف: و إذا قرأ فأنصتوا (۲) اور حدیث شریف: فقراءة الإمام له قراءة (۳) سے ثابت ہے زید کا قول غلط ہے۔ فقط واللہ اعلم

تقلید سے متعلق مفصل فتویٰ

سوال: (۶۰۴)..... (الف) تقلید فرض یا واجب یا مباح یا سنت کیا ہے؟

(ب) تقلید کب سے اور کیوں ہوئی؟

(ج) ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم پر تقلید کا سلسلہ کیوں ختم ہوا؟ اور اس بارے میں کونسی آیت

قرآنی و حدیث نبوی ان کے نام بہ نام وارد ہے؟ (۱۳۲/۱۳۳ھ)

الجواب: (الف) مطلق تقلید فرض ہے، بہ نص قرآن: ﴿فَسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ (۱) یعنی اگر تم نہیں جانتے تو جاننے والوں سے دریافت کر لو اور ان کا اتباع کرو، اسی کا نام تقلید ہے، اور دیکھئے ارشاد ہوتا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ (سورہ نساء، آیت: ۵۹) اولی الامر کی تفسیر حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت ابن عباس اور عطاء و مجاہد اور ضحاک اور ابو العالیہ اور حسن بصری وغیرہم صحابہ و تابعین و تبع تابعین نے خلفاء و علماء و فقہاء سے کی ہے، اور خود مولوی صدیق حسن خان صاحب مرحوم رئیس اہل حدیث اس

(۱) سورہ نحل، آیت: ۴۳۔ سورہ انبیاء، آیت: ۷۔

(۲) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما جعل الإمام ليؤتم به، فإذا كبر فكبروا، وإذا قرأ فأنصتوا الحديث. (المجتبى المعروف بسنن النسائي: ۱/ ۱۰۷، كتاب الافتتاح، باب تأويل قوله عز وجل: ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ﴾)

(۳) عن جابر رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من كان له إمام فقراءة الإمام له قراءة. (سنن ابن ماجه، ص: ۶۱، أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها، باب إذا قرأ الإمام فأنصتوا)

معنی کو اپنی تفسیر میں قبول کرتے ہیں، اور حدیث میں ہے: إِنَّمَا شَفَاءُ الْعِيِّ السَّوَالُ (۱) عاجز کی شفا یہ ہے کہ دریافت کرے، اور اس کے سوا اور بھی نصوص کثیرہ قرآن و حدیث سے اسی مضمون کو بیان کرتی ہیں۔

البتہ تقلید شخصی یعنی کسی امام معین کی تقلید ہر حکم و ہر مسئلہ میں کرنا یہ واجب ہے، کیونکہ مطلق تقلید کے دو فرد ہیں: شخصی اور غیر شخصی اس لیے دراصل جائز تھا کہ اس فرض کو اس کے جس فرد کے ضمن میں چاہیں ادا کر دیں، تقلید شخصی کر کے بھی اس فریضہ سے بری ہو سکتے تھے اور غیر شخصی کر کے بھی، چنانچہ زمانہ صحابہ و تابعین میں تقلید کے دونوں فرد پر عمل رہا کوئی تقلید شخصی کرتا تھا اور کوئی غیر شخصی، تقلید شخصی کرنے والے غیر شخصی کرنے والوں پر کوئی گرفت نہ کرتے اور غیر شخصی کرنے والے ان کو برانہ سمجھتے تھے جس کو ان شاء اللہ سوال نمبر (ب) کے جواب میں کسی قدر تفصیل سے عرض کیا جائے گا۔

الغرض دونوں قسم کی تقلید زمانہ صحابہ و تابعین میں ہوتی رہی، لیکن جب دوسری صدی ہجری میں دیکھا گیا کہ مذاہب مجتہدین کے بہ کثرت پیدا ہو گئے بہت کم احکام ایسے باقی رہے جن کی حرمت و جواز میں یا کراہت و استحباب وغیرہ میں خلاف نہ ہو، اور ادھر ابناؤ زمان میں ہواء و ہوس کا غلبہ دیکھا گیا، اور رخصتوں کو تلاش کرنے لگے جس امام مجتہد کا جو مسئلہ اپنی خواہش کے موافق ملا اس کو اختیار کر لیا اور باقی کو پس پشت ڈالا، یہاں تک کہ اندیشہ ہو گیا کہ دین ایک خواہشات کا مجموعہ بن جائے بجائے اس کے کہ مسلمان دین کا اتباع کریں، اب یہ دین کو اپنی خواہش کے تابع بنا لیں گے، اس لیے اس زمانہ کے زیرک اور دور بین علماء نے اس ضرورت کو محسوس کیا کہ اب تقلید غیر شخصی میں اتنے بڑے بڑے مفاسد پیدا ہو گئے اور آئندہ ان سے زیادہ سخت حوادث کا اندیشہ ہے اس لیے اس وقت مصلحت شرعی کا تقاضا یہ ہے کہ تقلید غیر شخصی سے لوگوں کو روکا جائے اور سب کو صرف تقلید شخصی پر جمع کر دیا جائے، آخر اس پر اجماع منعقد ہو گیا، چنانچہ محدث الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ جن کی جلالت قدر اور علم حدیث کا اعتراف محققین اہل حدیث مثلاً نواب صدیق حسن خاں صاحب مرحوم وغیرہ کو بھی ہے، اپنے رسالہ انصاف صفحہ: ۵۹ میں فرماتے ہیں: وبعد الماتین ظہر فیہم التّمدّھب للمجتہدین بأعیانہم و قلّ من کان لا یعتمد علی مذهب مجتہد بعینہ و کان

(۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال: (۱۸۱) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

هذا هو الواجب في ذلك الزمان (۱) الغرض ۲۰۰ھ کے بعد چونکہ مطلق تقلید کے دو فردوں میں تقلید غیر شخصی مضرت ثابت ہوئی اس لیے اب فرض تقلید کا ادا کرنا صرف تقلید شخصی میں منحصر ہو گیا اور وہ بہ وجہ ذریعہ ادائے فرض ہونے کے بناء بر دلیل ظنی واجب ہو گئی۔

(ب) تقلید زمانہ حضرت رسول اللہ ﷺ سے اور آپ کے حکم سے ہوئی، دیکھو تیسیر کلکتہ صفحہ: ۳۷۹، کتاب الفرائض حضرت اسود بن یزید سے روایت کرتے ہیں: عن الأسود بن یزید قال أتانا معاذ بن جبل باليمن معلماً أو أميراً (۲) یعنی معاذ رضی اللہ عنہ ہمارے ملک یمن میں معلم اور امیر ہو کر آئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ نے اس لیے بھیجا تھا کہ وہ لوگوں کو احکام بتلائیں اور لوگ ان کی تقلید کریں، اور دیکھئے مشکاة انصاری صفحہ: ۵۵۲، باب مناقب أبي بكر وعمر عن حذيفة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إني لا أدري ما بقائي فيكم، فاقنؤوا بالذین من بعدي أبي بكر وعمر، رواه الترمذي (۳) یعنی فرمایا آپ ﷺ نے کہ مجھے معلوم نہیں کہ تمہارے اندر میری زندگی کب تک ہے؟ تو تم میرے بعد ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی تقلید کرنا، اسی لیے صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہ حالت تھی کہ کوئی کسی کی تقلید کرتا تھا اور کوئی کسی کی، بخاری میں حضرت ہزیر بن شرحبیل سے ایک طویل حدیث میں مروی ہے کہ ایک مرتبہ ایک مسئلہ اول حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا، اور پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے تو حضرت ابن مسعود نے حضرت ابو موسیٰ کے فتویٰ کے خلاف حکم دیا، پھر جب حضرت ابو موسیٰ کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے فتویٰ کی اطلاع ہوئی تو لوگوں سے کہہ دیا:

(۱) ترجمہ: اور بعد دو صدیوں کے لوگوں میں معین مجتہدوں کا مذہب اختیار کرنا ظاہر ہوا، اور ایسے کم آدمی تھے کہ مجتہد معین کے مذہب پر اعتماد نہ رکھتے ہوں اور اس وقت میں پابندی مذہب معین کی واجب ہو گئی۔ (الإنصاف في بيان سبب الاختلاف مع ترجمہ اردو و صاف، ص: ۵۹، باب حكاية حال الناس قبل المائة الرابعة إلخ، المطبوعة: مطبع عمدة المطابع)

(۲) تیسیر ہمیں نہیں ملی، البتہ یہ حدیث بخاری شریف میں موجود ہے۔ صحیح البخاری: ۲/۹۹۷، کتاب الفرائض، باب ميراث البنات .

(۳) مشکاة المصابيح، ص: ۵۶۰، باب مناقب أبي بكر وعمر رضي الله عنهما، الفصل الثاني .

لا تسألوني ما دام هذا الحبر فيكم (۱) یعنی جب تک یہ بزرگ ابن مسعود رضی اللہ عنہ تم میں موجود ہیں اس وقت تک مجھ سے مسئلہ نہ پوچھا کرو بلکہ انہیں کی تقلید کرو۔

الحاصل صحابہ تقلید شخصی بھی کرتے رہے اور غیر شخصی بھی، چنانچہ ان متعدد وقائع حدیث سے معلوم ہوا، حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں: ثم إنهم تفرقوا في البلاد، وصار كل واحد مقتدى ناحية من النواحي (۲) پھر صحابہ شہروں میں متفرق ہو گئے اور ہر شخص اپنے اپنے شہر و ملک کا مقتدی بن گیا، لوگ اس کی تقلید کرنے لگے اس کی تفصیل خود شاہ صاحب نے نہایت وضاحت سے کی ہے: وکان ابن عباس رضي الله عنهما اجتهد بعد عصر الأولين، فناقضهم في كثير من الأحكام، واتبع في ذلك أصحابه من أهل مكة (۳) یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جب مکہ میں اقامت فرمائی تو بہت سے مسائل میں دوسرے صحابہ سے خلاف ہوا اور بہت سے اہل مکہ نے حضرت ابن عباسؓ کے قول کو ترجیح دے کر انہیں کے فتاویٰ پر عمل کیا، محل خلاف میں ابن عباس کے قول کو ترجیح دینا اور ان کے فتاویٰ پر عمل کرنا یہی تقلید شخصی ہے، اور دیکھئے حجۃ اللہ ہی میں فرماتے ہیں: وکان إبراهيم وأصحابه يرون أن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه وأصحابه أثبت الناس في الفقه (۴) یعنی حضرت ابراہیم نخعی اور ان کے تلامذہ:

(۱) عن هزيل بن شرحبيل قال: سئل أبو موسى عن ابنة و بنت ابن و أخت، فقال: للبت النصف وللأخت النصف وأنت ابن مسعود، فسيتابعني، فسئل ابن مسعود وأخبر بقول أبي موسى، فقال: لقد ضللت إذا وما أنا من المهتدين، أقضي فيما بما قضى النبي صلى الله عليه وسلم: للبت النصف ولابنة الإبن السدس تكملة للثلثين، وما بقي فللأخت، فأتينا أبا موسى، فأخبرناه بقول ابن مسعود، فقال: لا تسألوني ما دام هذا الحبر فيكم رواه البخاري.

(مشكاة المصابيح، ص: ۲۶۴، باب الفرائض، الفصل الثاني)

(۲) حجۃ اللہ البالغہ: ۱/۴۷۲، تتمۃ: باب (۱) أسباب اختلاف الصحابة والتابعين في الفروع، المطبوعة: مكتبه حجاز، دیوبند.

(۳) حجۃ اللہ البالغہ: ۱/۴۳۷، المبحث السابع: مبحث استنباط الشرائع من حديث النبي صلى الله عليه وسلم، باب (۳) كيفية تلقي الأمة الشرع من النبي صلى الله عليه وسلم.

(۴) حجۃ اللہ البالغہ: ۱/۴۷۷، تتمۃ: باب (۱) أسباب اختلاف الصحابة والتابعين في الفروع.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کے تلامذہ کوفہ میں اثبت الناس سمجھتے اور محل خلاف میں انہیں کے قول کو ترجیح دیتے تھے، اور تقلید شخصی (کا) کوئی اس سے زائد مفہوم نہیں۔

اور دیکھو! ابوداؤد مجتہبی، صفحہ: ۶۱، عن عمرو بن میمون الأودی قال: قدم علينا معاذ بن جبل الیمن رسول رسول الله صلى الله عليه وسلم — إلى قوله — فالقيت محبتي عليه، فما فارقتہ حتى دفنته بالشام ميتاً، ثم نظرت إلى أفضه الناس بعده، فأثيت ابن مسعود رضي الله عنه، فلزمته حتى مات (۱) الغرض اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ تقلید شخصی کو پسند کرتے تھے، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی زندگی تک ان کی تقلید کی اور جب ان کی وفات ہوئی تو چونکہ اب کوئی ذریعہ ان کی تقلید کا باقی نہ رہا کیونکہ ان کا مذہب مدون نہیں تھا؛ اس لیے اب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تقلید اختیار کی۔

الحاصل تقلید زمانہ آنحضرت ﷺ میں آپ کے حکم سے ہوئی اور پھر صحابہ میں ہمیشہ رہی۔

واللہ اعلم

باقی رہا آپ کا یہ سوال کہ تقلید کیوں ہوئی؟ تو اوّل تو جب یہ ثابت ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ نے اس کا امر فرمایا اور جمہور صحابہ نے اس پر عمل کیا تو پھر ایک مسلمان کے لیے اس سوال کی گنجائش نہیں رہتی کہ یہ کیوں ہوئی، علاوہ بریں اس کی حکمت تو کچھ مخفی بھی نہیں کیونکہ تقلید کا حال علوم دینیہ میں بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ علوم دنیویہ میں طب و ریاضی و ہیئت کا اور دستکار یوں مثل نجاری و معماری وغیرہ کا کہ ناواقف کو بدون تقلید واقف کے چارہ نہیں۔

(ج) ائمہ اربعہ پر سلسلہ تقلید کا ختم ہونا کوئی امر عقلی نہیں بلکہ محض اتفاقی ہے کہ مشیت خداوندی سے ان چار مذاہب کے سوا اور جتنے مذاہب تھے مندرس ہو گئے اور مٹ کر کان لم یکن ہو گئے، دو چار دس بیس یا پچاس سوا قوال و احکام اگر آج ان کے منقول و موجود بھی ہوں تو وہ کوئی مستقل مذہب نہیں بن سکتا کہ لوگ اس کی تقلید کیا کریں، کیونکہ اگر ان سو پچاس احکام میں ان کی تقلید کر بھی لی تو باقی ہزاروں مسائل میں کیا کریں گے؟! اب جب کہ دیکھا گیا کہ ان چار مذاہب کے سوا اور سب مذاہب مندرس ہو گئے تو ناچار سلسلہ تقلید انہیں چار پر ختم ہو گیا۔

چنانچہ ابن خلدون اپنے مقدمہ تاریخ میں ظاہر یہ کہ مذہب پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وقف التقليد في الأمصار عند هؤلاء الأربعة ودرس المقلدون لمن سواهم وسد الناس باب الخلاف وطرقه ولما كثر تشعب الاصطلاحات في العلوم ولما عاق عن الوصول رتبة الاجتهاد ولما خشى من إسناد ذلك إلى غير أهله ومن لا يوثق برأيه ولا يدينه فصرّحوا بالعجز والإعواز وردّوا الناس إلى تقليد هؤلاء كلّ بمن اختصّ به من المقلّدين وحظروا أن يتداول تقليدهم لما فيه من التلاعب ولم يبق إلا نقل مذاهبهم وعمل كلّ مقلّد بمذهب من قلّده منهم بعد تصحيح الأصول واتّصال سندها بالرواية ، لا محصول اليوم للفقہ غیر هذا ومدعی الاجتهاد لهذا العدّ مردود علی عقبہ مہجور تقلیدہ وقد صار أهل الإسلام اليوم على تقليد هؤلاء الأئمة الأربعة انتهى كلامه (۱) اسی لیے اس پر اجماع مرکب منعقد ہو گیا کہ اب ان چار مذاہب کے سوا کسی مذہب کی تقلید نہ کی جائے، چنانچہ شیخ ابن ہمام فتح القدر میں فرماتے ہیں: انعقد الإجماع على عدم العمل بالمذاهب المخالفة للأئمة الأربعة (۲) اور حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ عقد الجید، صفحہ: ۳۱ میں فرماتے ہیں: ولما اندرست المذاهب الحقّة إلا هذه الأربعة كان اتباعها اتباعاً للسواد الأعظم والخروج عنها خروجاً عن السواد الأعظم (۳) اور حافظ ابن حجر مکی فتح المبین لشرح الأربعین میں فرماتے ہیں: أمّا في زماننا فقال أئمتنا: لا يجوز تقليد غير الأئمة الأربعة: الشافعيّ ومالك وأبي حنيفة وأحمد بن حنبل (۴) اور طحاوی حاشیہ در مختار میں فرماتے ہیں: ومن كان خارجاً عن (۱) مقدّمة العلامة ابن خلدون، ص: ۲۴۴، علم الفقہ وما يتبعه من الفرائض، المطبوعة: المطبعة الخيرية بمصر، القاهرة .

(۲) تلاش بسیار کے باوجود فتح القدر میں یہ عبارت ہمیں نہیں ملی۔

(۳) عقد الجید مع ترجمہ اردو سلك مروارید، ص: ۳۳، باب: تأكيد الأخذ بهذه المذاهب الأربعة والتشديد في تركها والخروج عنها، المطبوعة: المطبع المجتبائي، دہلی .

(۴) فتح المبین لشرح الأربعین للإمام أحمد بن حنبل، ص: ۱۹۶، الحديث الثامن والعشرون، تحت قوله: وسنة الخلفاء الراشدين المهديين، المطبوعة: المطبعة الميمنية بمصر .

هذه الأربعة في هذا الزمان فهو من أهل البدعة والنار (۱) اب کسی کا اس پر یہ دلیل طلب کرنا کہ تقلید ان چار ائمہ میں کیوں منحصر ہوگئی محض بے محل اور بالکل ایسا ہے کہ ایک شخص کے اولاد کثیر ہو لیکن وہ مرتے رہیں یہاں تک جب باپ کا انتقال ہو تو چار بیٹوں کے سوا اور کوئی باقی نہ رہے، اب ظاہر ہے کہ تقسیم میراث انہیں چاروں میں منحصر ہوگی حالانکہ اولاد ان کے سوا اور بھی تھی لیکن آپ نے کسی کو یہ کہتے ہوئے نہ سنا ہوگا کہ میراث انہیں چار میں کیوں منحصر ہوگئی؟! اور جو کوئی کہے تو اس کا جواب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ بھائی! مشیت ایزدی یہی تھی، ملا جیون صاحب تفسیرات احمدیہ میں فرماتے ہیں: والإنصاف أن انحصار المذاهب في الأربعة وأتباعهم فضل إلهي، وقبوليته من عند الله تعالى لا مجال فيه للتوضيحات والأدلة (۲) انتہی .

باقی رہا آپ کا یہ فرمانا کہ کنسی آیت قرآنی و حدیث نبوی ان کے نام بہ نام وارد ہوئی ہے، سو یہ ایک عجیب سوال ہے، مگر می! احکام شرع نام بہ نام وارد نہیں ہوا کرتے ورنہ پھر یہ بتلائیے کہ کنسی آیت قرآنی و حدیث آپ کے نام وارد ہوئی ہے کہ آپ کو روٹی کھانا اور کپڑا پہننا جائز ہے؟! اور کنسی آیت میں آپ کا یا کسی کا نام لے کر یہ بتلایا ہے کہ ان کو سونا یا اٹھنا بیٹھنا یا اور کوئی کام خواہ دینی ہو یا دنیوی جائز ہے؟! اگر ثبوت احکام کے لیے نام بہ نام آیت یا حدیث کی ضرورت ہوا کرے تو ان شاء اللہ دنیا میں آج نہ کسی پر کوئی چیز فرض و واجب رہے اور نہ حرام و مکروہ، کنسی آیت یا حدیث آپ دکھلائیں گے جس میں آپ کا نام لے کر آپ پر نماز واجب کی گئی ہو؟! اسی طرح مثال مذکور میں کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ چار بیٹوں کو جو میراث دی گئی ہے کنسی آیت یا حدیث ان کے نام بہ نام وارد ہوئی ہے؟! ہرگز نہیں، البتہ حکم عام سب کے لیے موجود ہے، سو وہ دربارہ تقلید ائمہ بھی موجود ہے جیسا کہ اوپر گذرا، مثل قول جلّ وعلی: ﴿فَسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ کیونکہ ائمہ اربعہ بلا شک اہل ذکر میں سے ہیں۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ

(۱) حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار: ۱۵۳/۴، کتاب الذبائح، المطبوعة: دار المعرفة،

بیروت .

(۲) التفسیرات الأحمدیة، ص: ۳۴۶، تفسیر سورة الأنبياء، رقم الآية: ۷۸-۷۹۔

ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید ضروری ہے

سوال: (۶۰۵) ایک شخص اپنے مذہب کی تلاش نہ کر کے جس طرح چاہے مقلد غیر مقلد متعصب ہر ایک کی تقلید کر لیتا ہے، یہ طریقہ کیسا ہے؟ (۱۶۱۷/۱۳۴۳ھ)

الجواب: ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید ضروری ہے اور اسی کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے، پس یہ طریقہ جو شخص مذکور کا ہے ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عامی شخص کے لیے امام مجتہد کی تقلید لازم و واجب ہے

سوال: (۶۰۶) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ عوام کے لیے تقلید امام مجتہد مثل امام ابوحنیفہؒ و امام شافعیؒ و امام مالکؒ و امام احمد بن حنبلؒ کے واجب و لازم ہے یا نہیں؟ اور ہر ایک شخص بدون بہ لحاظ قابلیت و عدم قابلیت اور بلا قید علم و جہل کے حدیث پر عمل کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور عامل بالحدیث ہونے کا مدعی ہو سکتا ہے یا نہیں؟ زید مع ایں گروہ قلیل کے کہ تعداد ان کی پندرہ بیس آدمی کی ہے تقلید ائمہ مجتہدین کو ناجائز بتلاتا ہے، اور مدعی عامل بالحدیث ہونے کا ہے، آمین بالجہر اور رفع یدین کرتا ہے، اور حالت قیام نماز میں درمیان قد میں کے فاصلہ قریب ایک ہاتھ کے رکھتا ہے، اور تقلیل جماعت اور تفریق درمیان مسلمانوں کے کرتا ہے، اور عمر اور اس کی جماعت کثیرہ کی تعداد بیس پچیس ہزار آدمی ہیں مقلد ہیں اور تقلید کو لازم سمجھتے ہیں، اور روایات معتبرہ فقہ حنفیہ پر عمل کرتے ہیں، اور جماعت زید میں شریک نہیں ہوتے، اور نماز جمعہ وغیرہ دوسری مساجد میں ادا کرتے ہیں، اور نماز عیدین صحراء میں ادا کرتے ہیں، اور اب عید گاہ جدید بنوائی ہے، زید مع ایں گروہ کے اس عید گاہ جدید میں بھی آنا چاہتا ہے، اور فساد کرانا چاہتا ہے اور مسلمانوں میں تفریق کرنے پر آمادہ ہے، پس بہ صورت مسئلہ زید حق پر ہے یا عمر؟ اور تفریق جماعت و ویرانی مساجد کا الزام زید پر ہے یا نہیں؟ (۵۶۳/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: أقول وبالله التوفيق: عامی کے لیے تقلید امام مجتہد کی لازم و واجب ہے، بلکہ فرض قطعی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿فَسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ (۱) اور فرمایا اللہ تعالیٰ

نے: ﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ﴾ (سورہ توبہ، آیت: ۱۲۲) آیت اولیٰ سے نہ جاننے والوں کو جاننے والوں اور مجتہدوں سے مسائل کے دریافت کرنے کا حکم معلوم ہوا، اور آیت ثانیہ سے ثابت ہوا کہ ایک جماعت اہل اسلام میں سے علم اور تفقہ فی الدین حاصل کرے، تاکہ دوسرے لوگ ان کی اتباع کریں۔ انتہی بخلاصتہما۔

الغرض عام لوگوں کو تقلید عالم فقیہ و مجتہد کی ضروری ہے، آیات مذکورہ سے اس کی فرضیت اور ضروری ہونا محقق ہوا، حدیث شریف میں بلا علم فتویٰ دینے والوں اور مسائل بتلانے والوں پر سخت وعید وارد ہوئی ہے، اور آنحضرت ﷺ نے ان کو ضال و مضل یعنی خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا فرمایا ہے۔ جیسا کہ مشکاۃ شریف میں بخاری و مسلم سے منقول ہے: عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إن الله لا يقبض العلم انتزاعاً ينتزعه من العباد ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى إذا لم يبق عالم اتخذ الناس رؤساً جهالاً، فسئلوا فأفتوا بغير علم، فضلّوا و أضلّوا، متفق عليه (۱) غیر مقلدین زمانہ حال اکثر مصداق اس حدیث صحیح کے ہیں، اور مورد اس وعید شدید کے ہیں، شامی اور ہدایہ میں ابو یوسف رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ عامی کو اقتداء فقہاء کی لازم ہے کیوں کہ ان کو معرفت حدیث کی نہیں ہو سکتی، یعنی وہ نہیں سمجھ سکتے کہ کونسی حدیث واجب العمل ہے اور کونسی نہیں، اور کونسی حدیث منسوخ ہے اور کونسی نہیں، کونسی رائج ہے اور کونسی مرجوح، کونسی متروک العمل ہے کونسی معمول بہ ہے۔ كما في الشامي (ص: ۱۴۹) وعن أبي يوسف خلافه لأنّ على العامي الاقتداء بالفقهاء بعدم الاهتداء في حقّه إلى معرفة الأحاديث (۲) انتہی (شامی، جلد ثانی، کتاب الصوم) ومثله في الهداية (۳)

(۱) صحيح البخاري: ۲۰/۱، كتاب العلم، باب كيف يقبض العلم وكتب عمر بن عبد العزيز الخ؟

(۲) رد المحتار على الدر المختار: ۳۴۶/۳، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، قبل مطلب في الكفارة .

(۳) الهداية: ۲۲۶-۲۲۷/۱، كتاب الصوم، باب ما يوجب القضاء والكفارة .

پس ثابت و محقق ہوا کہ ہر ایک شخص عامل بالحدیث ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا، اور مطلقاً عمل حدیث پر نہیں کر سکتا بلکہ لازم ہے کہ روایات فقہ پر عمل کرے جو احادیث سے مجتہدین نے نکالی ہیں، ورنہ ممکن ہے کہ بجائے ثواب کے معصیت کا مرتکب ہو، کیوں کہ شاید وہ حدیث جس پر اس نے عمل کیا ہے منسوخ ہو یا متروک الظاہر ہو یا مؤول یا نص قطعی کے مخالف ہونے کی وجہ سے اس پر عمل کرنا درست نہ ہو، پس معلوم ہوا کہ زید اور اس کا گروہ خلاف حق ہے کیوں کہ تقلید کا انکار کرنا ہے جو کہ عین حق ہے، اور اکابر اولیاء اللہ و علماء و صلحاء مقلد گذرے ہیں، فرقہ غیر مقلدین محض تقلید سے منکر ہی نہیں ہیں بلکہ تقلید کو شرک و کفر بتلاتے ہیں، جیسا کہ بہت سے غیر مقلدین کی تصانیف میں موجود ہے، پس اکثر اولیاء و علماء و صلحاء کو مرتکب شرک و کفر کا سمجھنا بھی اسی جماعت شاذہ کا حصہ ہے، یہ لوگ سوائے اپنے کسی کو موحد نہیں سمجھتے، بلکہ بتلائے شرک و معصیت گمان کرتے ہیں، اور بہ حکم ﴿إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾ (سورہ حجرات، آیت: ۱۲) خود عاصی و آثم ہوتے ہیں اور مصداق: مَنْ قَالَ لِأَخِيهِ كَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهِ أَحَدَهُمَا (۱) کے ہوتے ہیں، حق تعالیٰ ایسی جہالت سے محفوظ رکھے، زید اور اس کی جماعت بے شک مسلمانوں میں تفریق ڈالنے والے اور فساد کرنے والے ہیں۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾ (سورہ بقرہ، آیت: ۱۹۱) عمر اور اس کی جماعت اس بارے میں حق پر ہیں اور ان پر الزام تفریق بین المسلمین کا عائد نہیں ہوتا، کیونکہ وہ متبع سواد اعظم ہیں۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ فَإِنَّهُ مِنْ شَدِّ شَدِّ فِي النَّارِ، رواه ابن ماجة من حديث أنس رضي الله تعالى عنه (۲) (مشكاة المصابيح، باب الاعتصام بالكتاب والسنة)

وعن معاذ بن جبل رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إِنَّ الشَّيْطَانَ ذَنْبُ الْإِنْسَانِ كَذَنْبِ الْغَنَمِ يَأْخُذُ الشَّاذَّةَ وَالْقَاصِيَةَ وَالنَّاحِيَةَ وَيَأْكُمُ وَالشَّعَابَ وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ، رواه أحمد .

وعن أبي ذر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من فارق

(۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال: (۴۵۵) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) مشكاة المصابيح، ص: ۳۰، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثاني .

الجماعة شبراً فقد خلع رِبْقَةَ الإسلام من عُنقه، رواه أحمد وأبو داود .

وعن ابن مسعود رضي الله عنه قال : من كان مُسْتَنّاً فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ قد مات، فإنَّ الحَيَّ لا تَوْمُنُ عليه الفِتْنَةُ ، أولئك أصحابُ محمدَ صَلَّى الله عليه وسلَّم كانوا أفضلَ هذه الأمة أبرَّها قلوباً ، و أعمقها علماً ، و أقلَّها تكلِّفاً، اختارهم الله لصحبة نبيِّه ، ولإقامة دينه، فاعرفوا لهم فضلهم، واتبعوهم على إثرهم ، وتمسَّكوا بما استطعتم من أخلاقهم و سيرةٍهم فإنَّهم كانوا على الهدى المستقيم ، رواه رزين (۱)

الحاصل ان تمام احادیث و روایات سے ثابت ہے کہ سواد اعظم کی پیروی چاہیے، جو شخص سواد اعظم سے علیحدہ ہوا وہ ناری ہے، اور ہلاک ہوا، اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پہلوں کی تقلید اور اتباع کا حکم فرمایا، اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی پیروی کا امر فرمایا جو عین امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک و مذہب ہے کہ آثار صحابہ کو معمول بہا قرار دیتے ہیں، پس تقلید امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ: عین تقلید صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہے، اور تقلید صحابہ رضوان اللہ علیہم: عین تقلید و اتباع رسول اللہ ﷺ ہے، پس مقام غور ہے کہ منکرین تقلید ائمہ مجتہدین کی نوبت انجام کار کہاں تک پہنچتی ہے؟! اور اس کو شرک خیال کرنا ایمان و اسلام کے اوپر کیا اثر رکھتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مجتہد کو تقلید کی ضرورت نہیں

سوال: (۶۰۷) ایک شخص کہتا ہے کہ اگر تقلید ابوحنیفہ کی ضروری ہوتی تو دیگر ائمہ ان کے خلاف کوئی مسئلہ نہ بیان فرماتے، اس کا کیا حکم ہے؟ (۳۲/۱۱۳-۱۳۳۳ھ)

الجواب: تقلید امام مجتہد کی ان لوگوں کے لیے ضروری ہے جو مجتہد نہیں ہیں، اور امام شافعی و صاحبین اور امام زفر و امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ خود مجتہد ہیں، ان کو دوسروں کی تقلید کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حنفی کو بلا ضرورت شدیدہ دوسرے امام کے مذہب پر عمل کرنا جائز نہیں

سوال: (۶۰۸) اگر کوئی حنفی کسی مسئلہ میں امام صاحبؒ کا مذہب اور قول چھوڑ کر دوسرے امام کے قول پر عمل کر لے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۹ھ/۱۵۴۹ھ)

الجواب: حنفی کو بلا ضرورت شدیدہ دوسرے امام کے مذہب پر عمل کرنا جائز نہیں ہے، اور وہ بھی اسی صورت میں کہ فقہاء نے اس میں تصریح فرمادی ہو مذہب غیر پر عمل کرنے کی جیسا کہ زوجہ مفقود وغیرہ میں (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایک امام کے مذہب کو چھوڑ کر دوسرے امام کے مذہب کو اختیار کرنا

سوال: (۶۰۹)..... (الف) زید شافعی المذہب نے کسی وجہ سے حنفی مذہب کی طرف رجوع کیا تو کیا شرعاً اس کو یہ انتقال مذہب جائز ہے یا نہ؟
(ب) جب کہ زید نے مذہب حنفی پر عمل درآمد شروع کر دیا تو کیا زید پر شرعاً یہ لازم ہے کہ وہ مذہب شافعی کی طرف رجوع کرے یا اس کو مذہب حنفی پر قائم رہنا ضروری ہے؟
(ج) شیخ یا استاذ کے حکم سے زید کو ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف رجوع جائز ہے یا نہ؟ (۱۳۴۰ھ/۱۱۸۷ھ)

الجواب: (الف-ج) انتقال عن المذہب کسی دنیاوی غرض اور طمع کی وجہ سے جائز نہیں ہے کہ یہ تلعب بالدين ہے جو کہ حرام ہے، البتہ دینی وجہ سے یعنی اس وجہ سے کہ اس کو حنفی مذہب کے دلائل قوی اور احوط معلوم ہوئے انتقال بہ طرف مذہب حنفیہ درست ہے، اور پھر یہ جائز نہیں ہے کہ حنفی مذہب کو چھوڑ کر شافعی بنے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) ولہذا قال الزّاهديّ : وقد كان بعض أصحابنا يفتون بقول مالك في هذه المسئلة للضرورة اه و سیأتي نظیر هذه المسئلة في زوجة المفقود حيث قيل : إنه يفتی بقول مالك أنها تعتدّ عدّة الوفاة بعد مضيّ أربع سنين . (رد المحتار على الدرّ: ۱۴۹/۵، کتاب الطلاق، باب العدّة، مطلب في الإفتاء بالضعيف)

غیر مقلدین اہل سنت والجماعت میں داخل نہیں

سوال: (۶۱۰) جو لوگ کہ آئین بالجہر اور رفع یدین اور سینے پر ہاتھ باندھتے ہیں اور کسی امام کی تقلید نہیں کرتے کیسے ہیں؟ (۸۴-۸۳/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: عامی کو تقلید کسی امام مجتہد کی ضروری ہے، ورنہ خود رائی اور اتباع ہوا کی وجہ سے اکثر گمراہ ہوتے ہیں، جیسا کہ غیر مقلدین زمانہ حال سے مشاہدہ ہے، بڑے بڑے علمائے دین؛ مجتہدین کی تقلید سے مستغنی نہیں ہوئے، ائمہ حدیث اور ائمہ فقہ کو دیکھئے کہ سب کے سب مقلدین گزرے ہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ غیر مقلدین زبان سے تو دعویٰ عمل بالحدیث اور قرآن کا کرتے ہیں مگر ایسے قبیح ہوا ہیں کہ مخالفت اجماع کی بھی پرواہ نہیں کرتے، محرمات شرعیہ کو خود رائی سے حلال کر لیتے ہیں، عقائد میں خلاف سلف باتیں نکالتے ہیں، بعض متعہ کو جائز کہتے ہیں، بعض مافوق اربع نساء (چار سے زائد عورتوں) سے ایک وقت میں نکاح جائز بتلاتے ہیں، بعض مطلقہ ثلاثہ بکلمہ واحدة میں بلا حلالہ نکاح و رجعت جائز بتلاتے ہیں، سب سلف صالحین ان کا شعار ہے، ایسے لوگ اہل سنت والجماعت میں داخل نہیں اور نماز ان کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے، البتہ جن غیر مقلدین کا اختلاف صرف فروعی مسائل میں ہے وہ اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں، اور نماز ان کے پیچھے بہ شرط مراعات فی مواضع الاختلاف درست و صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غیر مقلدین کا اختلاف صرف فروعی نہیں بلکہ اصولی ہے

سوال: (۶۱۱) غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ہم عقائد میں حنفیہ کے موافق ہیں، البتہ فروع میں خلاف ہیں، مثل آئین بالجہر رفع یدین وغیرہ میں فروع مذکورہ کو ایسی طرح کرنا جس سے فتنہ فساد ہوتا ہے کیا حکم رکھتا ہے؟ عوام الناس میں جب آئین بالجہر کہی جاتی ہے یا رفع یدین کیا جاتا ہے تو فتنہ پھیل جاتا ہے، ایسے امور کرنے والوں کو امور جدید سے روکا جاوے گا یا عوام الناس کو؟

(۱۶۸۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: عموماً یہ بات نہیں ہے کہ غیر مقلدین عقائد میں حنفیہ کے مطابق ہیں یا حنفیوں کو وہ

حق پر سمجھتے ہیں، بلکہ اکثر غیر مقلدین تقلید کو شرک کہتے ہیں، جس سے مقلدین کا مشرک ہونا ان جہال کے عقیدہ میں لازم آتا ہے، اور فساد اس کا اظہر من الشمس ہے، پس ایسے لوگوں سے موافقت کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟! اور چونکہ طریقہ احناف کا موافق سنت کے ہے اس لیے نئے گروہ کا اس میں خلاف کرنا؛ بنائے فساد انہیں جدید مذہب والوں کی طرف سے ہے، لہذا ان کو روکنا چاہیے کہ ایسے امور نہ کریں جس سے خلاف اور فساد لازم آوے، اور جب کہ ان کے نزدیک بھی یہ اختلاف فروعی ہے اور استحباب و عدم استحباب کا فرق ہے تو امر مستحب کی وجہ سے کیوں خلاف ڈالتے ہیں اور سبیل مؤمنین کے خلاف کرتے ہیں؟! سبیل مؤمنین کے خلاف پر قرآن شریف میں وعید شدید مذکور ہے: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾ (سورہ نساء، آیت: ۱۱۴) اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے: اتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ فَإِنَّهُ مِنْ شَذِّ شَذِّ فِي النَّارِ، رواہ ابن ماجہ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غیر مقلدین کے بعض عقائد اہل سنت

والجماعت کے عقائد کے خلاف ہیں

سوال: (۶۱۲)..... (الف) آیا غیر مقلدین اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں اور ان کے اور اہل سنت کے عقائد میں کچھ فرق ہے یا متحد ہیں؟ (۱۱۲/۱۳۳۹ھ)

(ب) ایسے غیر مقلدین کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں جو متعصب اور بزرگوں کی شان میں بے ادب نہ ہوں اور ائمہ اربعہ کو حق جانتے ہوں اور ان شرائط کا بھی خیال رکھتے ہوں جن سے امام صاحبؒ کے نزدیک نماز فاسد ہوتی ہے۔

(ج) جو اشخاص ایسے غیر مقلدین کو اسلام سے خارج کرتے ہوں ان کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ إلخ. (مشكاة المصابيح، ص: ۳۰، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثاني)

الجواب: (الف) غیر مقلدین کے عقائد کی تفصیل بعض کتابوں میں کی گئی ہے ان میں بعض عقائد ایسے ضرور ہیں جو کہ خلاف اہل سنت و جماعت ہیں اس لیے ان کے اقتداء وغیرہ سے احتراز لازم ہے۔
(ب) ایسے غیر مقلدین کے پیچھے نماز صحیح ہے بشرطیکہ ان کے عقائد موافق اہل سنت و جماعت کے ہوں۔

(ج) یہ غلطی ہے اور خطا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غیر مقلد جو ائمہ اربعہ کو گالیاں دیتے ہیں عاصی ہیں

سوال: (۶۱۳) غیر مقلد جو کلمہ پڑھتا ہے اور نماز روزہ وغیرہ جملہ احکام و ارکان اسلام ادا کرتا ہے، مگر ائمہ اربعہ کو گالیاں دیتا ہے اور کہتا ہے کہ حنفی مذہب کی کتابیں قابل جلالنے کی ہیں تو یہ کافر ہے یا نہیں؟ (۴۶/۲۰۰-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جو غیر مقلد شاتم ائمہ دین ہیں اہل سنت و الجماعت میں ان کا شمار نہیں، اور اس لحاظ سے بے شبہ وہ عاصی ہیں لیکن اس وجہ سے ان کو کافر نہیں کہا جاسکتا، جو شخص کتب حنفیہ اور ائمہ دین کی تعلیم پر ایسے ناپاک حملے کرتا ہے، وہ اپنی عاقبت خراب کرتا ہے، تاہم تعلیم اسلامی کے لحاظ سے اس کو کافر نہ کہا جائے گا، اور مقلد کو مشرک کہنا انتہائی کم فہمی کو رباطی اور تعصب کی علامت ہے، مقلد کا قصور اس کے سوا اور کیا ہے کہ وہ ان علماء ہدیٰ کے بتائے ہوئے احکام پر عمل کرتا ہے جن کی اطاعت خدا اور رسول کی اطاعت ہے۔ عن ابن المبارک عن أبي حنيفة ما جاء عن النبي صلى الله عليه وسلم فعلى الرأس والعين، و ما جاء من الصحابة نختار منهم إلخ (۱) یہ قلیل جماعت اور بد زبان فرقہ جو سواد اعظم کے خلاف کر کے من شد شد في النار (۲) کا مصداق اور عمائدین کی توہین کر کے ابدی لعنت کا مستحق ہے، حنفی اس سے کوئی علاقہ نہ رکھیں لیکن جو علائق پہلے سے وابستہ ہیں وہ شرعی

(۱) العرف الشذی مع جامع الترمذی: ۴۶/۱، أبواب الصلاة، باب ما جاء في الصلاة

الوسطی أنها العصر .

(۲) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اتبعوا السواد الأعظم فإنه من شد شد في النار. (مشكاة المصابيح، ص: ۳۰، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثاني)

حیثیت سے بہ دستور قائم ہیں، غیر مقلد کی حنفی بیوی بغیر طلاق کے دوسری شادی نہیں کر سکتی، علیٰ ہذا۔

قومی اور ملی امور میں غیر مقلدین کو شریک کرنا اور ان سے مشورہ لینا

سوال: (۶۱۴)..... (الف) فرقہ اہل حدیث کو قومی و مذہبی کاموں میں شریک کر کے مشورہ

لینا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) کیا یہ لوگ اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں؟

(ج) کیا کسی حنفی کا ان سے ملنا اور قومی و مذہبی کاموں میں شریک کرنا اور مشورہ لینا جائز ہے یا

نہیں؟

(د) اگر کوئی شخص یہ کہے کہ غیر مقلدوں سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہیے اور نہ کسی مشورہ میں

شریک کرنا چاہیے یہ کہنا کیسا ہے؟ اور اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ (۱۱۰۰/۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف) جائز ہے۔

(ب) داخل ہیں بہ شرطیکہ وہ غالی نہ ہوں، اور تقلید کو شرک نہ کہتے ہوں، اور مقلدین کو مشرک نہ

کہتے ہوں، اور کسی عقیدہ میں اہل سنت کے خلاف نہ ہوں۔

(ج) جائز ہے۔

(د) اصل یہ ہے کہ بعض مسائل شرعیہ فرعیہ میں حنفیہ کو ان سے اختلاف ہے ان مسائل میں ان

کے ساتھ موافقت نہ کی جاوے اور اس میں بھی شک نہیں کہ بعض غیر مقلدین ایسے ہیں کہ بعض عقائد

ان کے صحیح نہیں ہیں مثلاً تقلید کو شرک کہنا اور مقلدین کو مشرک کہنا اور بعض دیگر اعتقادات میں بھی

ان سے اختلاف ہے، لیکن بائیں ہمہ مسلمان ہیں، قومی کاموں میں اور سیاسی امور میں ان سے مشورہ

لینا اور ان کو شریک کرنا ممنوع نہیں ہے، اگرچہ تعصب ان کا قابلِ نفرت ہے، لیکن قومی امور میں ان

سے ملنا اور مشورہ نیک لینا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غیر مقلدین کی صحبت نہایت مضر اور دین کو تباہ کرنے والی ہے

سوال: (۶۱۵) گروہ غیر مقلدین اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں یا نہیں؟ اور ان سے

صحبت وغیرہ اور مسجدوں میں آنے دینا درست ہے یا نہیں؟ اور نماز پڑھنا ان کے ساتھ درست ہے یا نہیں؟ (۱۶۴۱/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: یہ تو عموماً نہیں کہا جاتا کہ سب غیر مقلد اہل سنت سے خارج ہیں، ممکن کیا بلکہ واقع ہے کہ بعض ان میں ایسے بھی ہیں، لیکن اس میں شک نہیں کہ صحبت اس فرقہ کی نہایت مضر اور دین کو تباہ کرنے والی ہے، دین سے بے قید بنانے والا یہی فرقہ ہے۔ فالحذر کل الحذر من قربہم ومجالستہم وموادتہم، واللہ ولی التوفیق والسلام علی من اتبع الهدی، والتزم جماعة الثقی، و سلك طریق الأدب مع أئمة الدین و نواب المصطفی صلی اللہ علیہ وعلی أصحابہ البررة الاتقیاء الاصفیاء. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غیر مقلدین کے پیچھے نماز پڑھنا، ان کے ساتھ

کھانا پینا اور شادی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۶۱۶)..... (الف) غیر مقلد کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) غیر مقلد کے ساتھ شادی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(ج) غیر مقلد کے ساتھ کھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۶۵۶/۱۳۳۳ھ)

الجواب: (الف-ج) غیر مقلد کے پیچھے نماز حنفی کی ہو جاتی ہے، لیکن احتیاط کرنا بہتر ہے اور یہی حکم باہم مناکحت ومواکلت ومشاربت کا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بدعتی اور غیر مقلد کے پیچھے نماز پڑھنا اور ان کی نوکری کرنا

سوال: (۶۱۷) بدعتی اور غیر مقلد دونوں فریق میں سے کون فریق بہتر اور حق پر ہے؟ مقلدین

احناف کو ہر دو گروہ مذکور کے پیچھے نماز پڑھنی اور ان کی نوکری کرنی اور مناکحت درست ہے یا نہیں؟

(۲۲۲۳/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اہل سنت و جماعت کے خلاف جتنے فرق باطلہ ہیں سب اہل اہواء اور اہل بدعت

کہلائے جاتے ہیں، پس غیر مقلدین میں سے وہ فرقہ جو تقلید کو شرک اور مقلدین کو مشرک کہتے ہیں اور ائمہ سلف پر خصوصاً امام الائمہ خیر التالبعین امام ابوحنیفہؒ پر طعن کرتے ہیں اور بعض عقائد میں بھی سلف کے خلاف کرتے ہیں وہ روافض سے کم نہیں ہیں، ان کی نسبت کیا یہ دریافت کرنے کا موقع ہے کہ وہ اچھے ہیں یا بدعتی؟ بلکہ یہ حکم ﴿فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ﴾ (سورہ یونس، آیت: ۳۲) اہل سنت و جماعت کے سوا سب فرقے گمراہی اور باطل پر ہیں، اس قاعدہ سے جملہ فرقوں کا حکم اور احوال معلوم ہو گیا، ان سب کے پیچھے نماز پڑھنے اور نکاح و شادی کرنے میں احتیاط کرنی چاہیے، اور ملازمت کا قصہ دوسرا ہے ملازمت کفار کی بھی بہ ضرورت درست ہوتی ہے بہ شرطیکہ اس میں کوئی معصیت نہ ہو، پس یہی حکم ان فرق باطلہ کی ملازمت کا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غیر مقلد شوہر اپنی بیوی کو عدم تقلید پر مجبور کرے

تو عورت پر شوہر کی اطاعت لازم نہیں

سوال: (۶۱۸) مرد غیر مقلد اپنی زوجہ مقلد کو مجبور کر کے غیر مقلدہ بنا سکتا ہے یا نہیں؟ اور عکس

اس کا؟ (۳۹/۷۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: تقلید اپنے امام کی چھوڑنا درست نہیں ہے، پس مقلد کو غیر مقلدہ نہ ہونا چاہیے، اور اس بارے میں عورت پر اطاعت اپنے شوہر کی لازم نہیں ہے۔ لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

داؤد ظاہری کس مذہب کے پابند تھے؟

سوال: (۶۱۹) امام داؤد ظاہری کس مذہب کے پابند تھے؟ (۳۲/۹۶-۱۳۳۳ھ)

الجواب: امام داؤد ظاہری ظاہر احادیث پر عمل کرتے ہیں، کسی کے مقلد نہیں۔ فقط

(۱) عن النّوّاس بن سَمْعَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ الْحَدِيثُ. (مشكاة المصابيح، ص: ۳۲۱، كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الثاني)

محمد بن عبد الوہاب نجدی کے متعلق علامہ شامی نے کیا لکھا ہے؟

سوال: (۶۲۰)..... (الف) محمد بن عبد الوہاب نجدی کے متعلق صاحب درمختار نے کچھ لکھا ہے یا نہ؟ اور صاحب ردالمحتار نے بھی کچھ لکھا ہے یا نہ؟ یا دونوں صاحب نے لکھا ہے اگر لکھا ہے تو وہ عبارت نقل کی جائے؟

(ب) درمختار محمد بن عبد الوہاب نجدی سے پہلے کی ہے یا بعد کی؟ (۴۳/۴۹۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف-ب) صاحب درمختار کا زمانہ مقدم ہے محمد بن عبد الوہاب نجدی سے، انہوں نے اس بارے میں کچھ نہیں لکھا، البتہ صاحب ردالمحتار شامی نے اتباع ابن عبد الوہاب نجدی کا تذکرہ باب البغاة میں کیا ہے، عبارت اس کی یہ ہے: کما وقع في زماننا في اتباع عبد الوهاب الذين خرجوا من نجد وتغلبوا على الحرمين وكانوا ينتحلون مذهب الحنابلة، لكنهم اعتقدوا أنهم هم المسلمون وأن من خالف اعتقادهم مشركون، واستباحوا بذلك قتل أهل السنة وقتل علمائهم، حتى كسر الله تعالى شوكتهم إلخ (۱)

مولوی احمد رضا بریلوی کا عقیدہ

سوال: (۶۲۱) احمد رضا بریلوی کا عقیدہ اور اس پر عمل کرنا کیسا ہے؟ (۳۲/۱۹۰۱-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جہاں تک معلوم ہوا ہے وہ یہ کہ وہ رأس المبتدعین ہیں اور بدعات کو جائز کرتے ہیں، واللہ أعلم بحقیقة الحال. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا مولوی احمد رضا خاں بریلوی کافر ہیں؟

سوال: (۶۲۲) مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی از روئے شرع کافر ہیں یا نہ؟

(۴۳/۴۹۴-۱۳۴۵ھ)

(۱) الشّامي على الدّر: ۶/۳۱۷، کتاب الجہاد، باب البغاة، مطلب في اتباع عبد الوهاب الخوارج في زماننا.

الجواب: ان کی تکفیر نہیں کی جاتی بہ وجہ امکان تاویل کے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امکان کذب اور امکان نظیر کا مطلب

سوال: (۶۲۳)..... (الف) کذب باری تعالیٰ ممکن ہے یا ممتنع؟ اگر ممکن ہے تو اُس کے سہل معنی کیا ہیں؟

(ب) رسول مقبول ﷺ کا نظیر (مثل) ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر آپ ﷺ معدوم النظرینہ ہوں تو لا نبی بعدی کے کیا معنی ہیں؟ (۵۲۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: (الف) اُس کی مثال ایسے سمجھو کہ حق تعالیٰ مشرکین کی مغفرت نہ فرماوے گا، جیسا کہ وعدہ ہو چکا ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ﴾ (سورہ نساء، آیت: ۴۸، اور ۱۱۶) لیکن اللہ تعالیٰ کو قدرت ہے کہ کافر کی مغفرت فرما دیوے، مگر وہ ایسا نہ کرے گا، پس یہ معنی ہیں ”امکان کذب“ کے کہ خلاف وعدہ تحت القدرت داخل ہے (۱) مگر ایسا نہ ہوگا۔ فقط

(ب) اسی طرح امکان نظیر کے معنی سمجھو کہ حق تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ آپ کے مثل کوئی نہیں اور نہ کوئی ہوگا، لیکن حق تعالیٰ کو قدرت ہے آپ کے مثل پیدا کرنے پر حق تعالیٰ عاجز نہیں ہے، اور علم کلام کا مسئلہ ہے: مِمَّا لَا يُمْكِنُ مِمَّا يُمْكِنُ اسی طرح آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں، لیکن حق تعالیٰ قادر ہے آپ کے بعد نبی پیدا کرنے پر، مگر بہ سبب وعدہ صادقہ پیدا نہ

(۱) اس مسئلہ کو ”امکان کذب“ سے تعبیر کرنا سوء ادبی ہے، اس کی صحیح تعبیر: عموم قدرت باری تعالیٰ ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کوئی چیز خارج نہیں، تمام چیزیں اللہ کی قدرت کے تحت داخل ہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (سورہ بقرہ، آیت: ۲۰) اور شرح عقائد میں ہے: ولا يخرج عن علمه وقدرته شيء لأن الجہل بالبعض والعجز عن البعض نقص. (شرح عقائد نسفی، ص: ۳۵، مطبوعہ: رشیدیہ: دہلی)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے علم اور اس کی قدرت سے کوئی چیز خارج نہیں، اس لیے کہ بعض چیزوں سے ناواقف ہونا اور بعض چیزوں سے عاجز ہونا نقص ہے (اور اللہ تعالیٰ نقص سے پاک ہیں) ۱۲ محمد امین پالن پوری

فرماوے گا، الغرض امکان ذاتی ہے اور امتناع بالغیر ہے (۱) فلا إشکال۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اللہ تعالیٰ کو متصف بہ کذب جاننا کفر ہے

سوال: (۶۲۴) ایک شخص کہتا ہے کہ دیوبندی خدا تعالیٰ کو متصف بہ کذب جانتے ہیں نعوذ باللہ منہ، میں نے اس سے کہا کہ جو یہ اعتقاد رکھے وہ کافر ہے تم مطلب نہیں سمجھتے، اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ (۱۳۹۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: یہ صحیح ہے کہ حق تعالیٰ کو متصف بہ کذب جاننا کفر ہے، وہ جھگڑا خلف وعدہ و وعید کا ہے، اور امکان کذب اس معنی کے اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ حق تعالیٰ کو قدرت ہے مگر واقع نہ ہوگا۔

(۱) یہ بحث تقویۃ الایمان کی ایک عبارت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے، وہ عبارت یہ ہے: اُس شاہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کُن سے اگر چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن و فرشتہ جبرئیل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے (تقویۃ الایمان، ص: ۲۷، مطبوعہ: دارالکتب، دیوبند) اس پر پیر پرستوں نے کہا کہ اللہ جل شانہ ہرگز آپ ﷺ کے مثل پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے، آپ کی نظیر محال بالذات ہے کیونکہ قرآن کریم میں آپ کو خاتم النبیین فرمایا ہے، اگر آپ کی نظیر ممکن ہو تو امکان کذب باری تعالیٰ لازم آتا ہے، نیز قرآن کریم کی تکذیب لازم آئے گی اور یہ محال ہے، لہذا آپ ﷺ کی نظیر بھی محال ہے کہ مستلزم محال کا محال ہوتا ہے، پس امکان نظیر کا عقیدہ کفر ہے۔

اہل حق نے یہ جواب دیا کہ خدا تعالیٰ حضور ﷺ کی نظیر پیدا کرنے پر قادر ہیں، عاجز نہیں ہیں کیونکہ آپ ﷺ کی نظیر ممکن بالذات ہے اور خدا تعالیٰ کی قدرت کے تحت داخل ہے۔

ہاں! اپنے وعدے کے مطابق آپ ﷺ کی نظیر اور مثل ہرگز ہرگز پیدا نہ کرے گا ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ﴾، ﴿وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا﴾، لہذا آپ ﷺ کی نظیر اور مثل محال بالغیر ہے محال بالذات نہیں جو قدرت کے تحت داخل نہ ہو، کیونکہ جب آنحضرت ﷺ کی ذات مبارکہ ممکن ہے، واجب اور ممتنع نہیں تو آپ ﷺ کی نظیر بھی ممکن ہے کیونکہ ممکن کی نظیر ممکن ہی ہو سکتی ہے، واجب بالذات یا ممتنع بالذات؛ ممکن بالذات کی نظیر نہیں ہو سکتی۔

یہ ہے امکان نظیر اور امکان کذب کی مختصر وضاحت، تفصیل دیکھنا چاہیں تو شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی رحمہ اللہ کی کتاب جہد المقل کا مطالعہ کریں۔ ۱۲ محمد امین پالن پوری

لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ﴾ (۱) یعنی اللہ تعالیٰ خلاف وعدہ نہ کرے گا، لیکن اس کو قدرت ہے کہ سکتا ہے، وہ ذات قادر علی الاطلاق مجبور نہیں ہے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) سورہ آل عمران، آیت: ۹۔ سورہ رعد، آیت: ۳۱۔

(۲) فتاویٰ رشیدیہ میں ہے:

نقل خط حضرت سیدنا حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مکہ مکرمہ زاد اللہ شرفہا

در مسئلہ امکان کذب بر رفع شبہات مولوی نذیر احمد خان صاحب رام پوری

شبہ: براہین قاطعہ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کذب ممکن ہے، اس مسئلہ کی وجہ سے کتب الہیہ میں احتمال جھوٹ کا پیدا ہو سکتا ہے، یعنی مخالفین کہہ سکتے ہیں کہ شاید یہ قرآن ہی جھوٹا ہے، اور اس کے احکام ہی غلط ہیں اور براہین قاطعہ کی اس تحریر کی وجہ سے بہت لوگ گمراہ ہو گئے۔

جواب از فقیر امداد اللہ چشتی فاروقی عفی اللہ عنہ: بہ خدمت مولوی نذیر احمد خان صاحب

بعد سلام تحیہ اسلام آنکہ آپ کا خط آیا مضمون سے مطلع ہوا، ہر چند کہ بعض وجوہ سے عزم تحریر جواب نہ تھا، مگر بہ غرض اصلاح اور توضیح مطلب براہین قاطعہ بالا اختصار کچھ لکھا جاتا ہے، شاید اللہ تعالیٰ نفع پہنچا دے۔ اِنْ اُرِيدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي اِلَّا بِاللّٰهِ .

واضح ہو کہ امکان کذب کے جو معنی آپ نے سمجھے ہیں وہ تو بالاتفاق مردود ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف وقوع کذب کا قائل ہونا باطل ہے، اور خلاف ہے نص صریح ﴿وَمَنْ اٰصَدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيثًا﴾ ﴿وَإِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ﴾ وغیرہا آیات کے، وہ ذات پاک مقدس ہے شائبہ نقص کذب وغیرہ سے، رہا خلاف علماء کا جو در بارہ وقوع وعدم وقوع خلاف وعید ہے جس کو صاحب براہین قاطعہ نے تحریر کیا ہے۔ وہ دراصل کذب نہیں صورت کذب ہے، اس کی تحقیق میں طول ہے، الحاصل امکان کذب سے مراد دخول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ وعید فرمایا ہے اس کے خلاف پر قادر ہے، اگرچہ وقوع اس کا نہ ہو، امکان کو وقوع لازم نہیں، بلکہ ہو سکتا ہے کہ کوئی شے ممکن بالذات ہو اور کسی وجہ خارجی سے اس کو استحالہ لاحق ہوا ہو، چنانچہ اہل عقل پر مخفی نہیں، پس مذہب جمیع محققین اہل اسلام و صوفیائے کرام و علماء عظام کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ ہے، پس جو شبہات آپ نے وقوع کذب پر متفرع کیے تھے وہ مندرج ہو گئے، کیونکہ وقوع کا کوئی قائل نہیں، یہ مسئلہ دقیق ہے عوام کے سامنے بیان کرنے کا نہیں، اس کی حقیقت کے ادراک سے اکثر ابنائے زماں قاصر ہیں، آیات و احادیث کثیرہ سے یہ مسئلہ ثابت ہے، ایک ایک مثال قرآن و حدیث کی لکھی جاتی ہے:

کیا خدا تعالیٰ برے اور گندے کام کر سکتا ہے؟

سوال: (۶۲۵) زید اپنی زبان سے یوں کہے کہ خداوند کریم زنا کر سکتا ہے، اور بول و براز کر سکتا ہے نعوذ باللہ منہ، غرض جمیع امور قبیحہ کر سکتا ہے، لیکن بوجہ خدا ہونے کے ان امور کا ارتکاب نہ کرے گا، اور امور قبیحہ کے قادر ہونے پر ﴿إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (سورہ بقرہ، آیت: ۲۰) کو حجت لاتا ہے، کیا اس آیت سے امور بالا پر حجت ہو سکتی ہے؟ یا کہ امور مذکورہ بالا مستغنی ہیں؟ ایسے عقیدہ رکھنے والے کا شرعاً کیا حکم ہے؟ اور اس کی امامت کیسی ہے؟ (۱۳۳۹ھ/۱۱/۱۷)

الجواب: غالباً مراد زید کی اس کلمہ قبیحہ سے یہ ہے کہ یہ امور تحت القدرت داخل ہیں، اگرچہ ظہور اور وقوع ان کا نہ ہوگا، لیکن یہ زید کی غلطی ہے کیونکہ امور مذکورہ پر قدرت ہونے کا یہ مطلب ہے کہ حق تعالیٰ اپنی ذات کو متصف بصفات المحدثین کر سکتا ہے، گویا خالق مخلوق بن سکتا ہے، سوا ظہر ہے کہ یہ محال عقلی ہے کہ قدیم حادث ہو جائے یا متصف بصفات المحدثین ہو سکے، پس جیسا کہ شریک باری اس کلیہ سے مستثنیٰ ہے، ایسا ہی حق تعالیٰ کا متصف بصفات المحدثین ہونا اس سے مستثنیٰ ہے، پس ایسا عقیدہ رکھنے والے کو توبہ کرنا لازم ہے، اور جب تک توبہ نہ کرے امام بنانا

== ایک جگہ ارشاد جناب باری ہے: ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا آتِيًا﴾ (سورہ انعام، آیت: ۶۵)۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ﴾ (سورہ انفال، آیت: ۳۳) آیت ثانیہ میں نفی عذاب کا وعدہ فرمایا، اور ظاہر ہے کہ اگر اس کا خلاف ہو تو کذب لازم آئے، مگر آیت اولیٰ سے اس کا تحت قدرت باری تعالیٰ داخل ہونا معلوم ہوا، پس ثابت ہوا کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ جل و علیٰ ہے کیوں نہ ہو ﴿وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (سورہ مائدہ، آیت: ۱۲۰) احادیث کو دیکھئے کہ عشرہ مبشرہ مثلاً بالیقین جنتی بہ ارشاد نبوی جو ھیتہ وحی الہی جل و علیٰ ہے ہو چکے، پر چونکہ صحابہ کرام جانتے تھے کہ خدائے پاک مجبور نہیں، اس لیے نظریہ قدرت و جلال کبریائی ڈرتے ہی رہے، بلکہ خود سرور کائنات علیہ علیٰ الصلوٰات والتسلیمات جن کی شان میں (وارد ہے) ﴿لَا يَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾ (سورہ فتح، آیت: ۲) فرماتے رہے: واللہ! ما أدري و أنا رسول الله ما يفعل بي ولا بكم (بخاری) اور کما قال الله تعالى: ﴿وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ﴾ (سورہ احزاب، آیت: ۴)۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص: ۹۶-۹۷، کتاب العقائد، عنوان: اللہ کی طرف بالفعل جھوٹ کی نسبت)

اس کو درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

منافق کے ساتھ میل جول رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۶۲۶)..... (الف) منافق کس کو کہتے ہیں اور اس کی تعریف کیا ہے؟

(ب) منافق کے ساتھ تعلقات رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۷۸۹/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: (الف) منافق کی دو قسمیں ہیں: منافق فی العقیدہ اور منافق فی العمل، آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں جو منافق تھے وہ منافق فی العقیدہ تھے اور وہ لوگ مسلمان نہیں تھے، اور آج کل جو منافق ہیں وہ منافق فی العمل ہیں اور فاسق ہیں، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: أربع من کن فیہ کان منافقاً خالصاً، ومن كانت فیہ خصلۃ منہنّ كانت فیہ خصلۃ من النفاق حتی یدعها: إذا أوثمن خان وإذا حدث کذب وإذا عاهد غدر وإذا خاصم فجر (الحديث) (۱)

(ب) اور اگر منافق خصال نفاق کو چھوڑ دے اور توبہ کر لے تو اس سے میل جول رکھنا جائز ہے، حدیث شریف میں ہے: التائب من الذنب کمن لا ذنب له (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مذہب روافض کب سے پیدا ہوا؟ اور اس کے باطل ہونے کی دلیل

سوال: (۶۲۷) مذہب روافض کب سے قائم ہوا؟ اور اس کے ناجائز ہونے کی کیا دلیل

ہے؟ (۱۱۹۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد زمانہ صحابہ میں ہی اس قسم کے مذاہب باطلہ روافض و خوارج خذ لہم اللہ تعالیٰ ظاہر ہونے لگے تھے، پھر زیادہ شیوع ہوتا رہا، اور ان کے بطلان کی دلیل حدیث مشہور ہے کہ آپ ﷺ نے فرقہ ناجیہ کی تفسیر ما أنا علیہ

(۱) صحیح البخاری: ۱۰/۱، کتاب الإیمان، باب علامة المنافق.

(۲) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الإیمان کے سوال: (۲۴۳) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

و أصحابی (۱) فرمایا، اور ان کا نام بھی فرمایا کہ فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شیعہ کافر ہیں یا مسلم؟

سوال: (۶۲۸) شیعہ کافر ہیں یا نہ؟ (۱۳۷۱/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: فقہاء نے یہ فرمایا ہے کہ وہ شیعہ جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اکف کے قاتل ہیں یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحبت کے منکر ہیں یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خدا کہتے ہیں وہ بہ اتفاق کافر ہیں (۲) اور سب شیخین کرنے والوں کو بعض فقہاء نے کافر کہا ہے (۳) فقط واللہ اعلم

سوال: (۶۲۹) فرقہ اثنا عشریہ کافر ہے یا مسلم؟ سنیہ عورت کا ان کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۴-۳۳/۷۴۳ھ)

الجواب: روافض کے فرقے مختلف ہیں: بعض غالی ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولوہیت

(۱) عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیأتین علی امتی ما أتى علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتیٰ إن کان منهم من أتى أمہ علانیة لکان فی امتی من یصنع ذلک ، و إن بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملّة وتفرق امتی علی ثلاث وسبعین ملّة ، کلّهم فی النار إلا ملّة واحدة ، قالوا من ہی یا رسول اللہ ؟! قال: ما أنا علیہ و أصحابی . (جامع الترمذی: ۹۳/۲، أبواب الإیمان عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب افتراق هذه الأمة)

(۲) لاشک فی تکفیر من قذف السیّدۃ عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، أو أنکر صحبۃ الصّدیق أو اعتقد الألوهیۃ فی علیّ ، أو أن جبریل غلط فی الوحي أو نحو ذلك من الکفر الصّریح المخالف للقرآن (الشّامی: ۲۸۸/۶، کتاب الجہاد، مطلب مهم فی حکم سبّ الشّیخین)

(۳) أقول : نعم نقل فی البرزازیة عن الخلاصة: أنّ الرافضی إذا کان یسبّ الشّیخین و یلعنهما فهو کافر، و إن کان یفضل علیّ علیهما فهو مبتدع أھـ. وهذا لا یستلزم عدم قبول التّوبة ، علی أنّ الحکم علیہ بالکفر مشکل لما فی الاختیار: اتّفق الأئمّة علی تضلیل أهل البدع أجمع وتخطیئتهم، وسبّ أحد من الصّحابة و بغضه لا یكون کفرًا، لكن یضلل الخ (ردالمحتار: ۲۸۷/۶، کتاب الجہاد، باب المرتدّ ، مطلب مهم فی حکم سبّ الشّیخین)

کے قاتل ہیں، اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر اقلک کے قاتل ہیں، وہ بہ اتفاق قطعاً کافر ہیں، اور بعض سب شخصین کرتے ہیں، بعض فقہاء نے ان کو بھی کافر کہا ہے، ایسے روافض کے ساتھ عورت مسلمہ سنیہ کا نکاح نہیں ہوتا، اور بعض محض تفضیلہ ہیں وہ کافر نہیں اگرچہ مبتدع ہیں، ان کے ساتھ نکاح سنیہ کا ہو جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۶۳۰)..... (الف) ایک مولوی نے بہ روز جمعہ یہ فتویٰ بیان فرمایا ہے کہ شرعاً جملہ افراد اہل شیعہ و احمدی کافر ہیں، اور جو شخص ان کے ساتھ خورد و نوش کرے گا یا ان کے ساتھ کسی تقریب میں شامل ہوگا کافر متصور ہوگا، اور پھر اس کے ساتھ برتاؤ کرنے والا بھی کافر ہوگا، علیٰ ہذا القیاس سلسلہ کفر جاری رہے گا، اور جملہ عورات کا نکاح ناجائز اور فسخ شدہ ہے، جو لڑکیاں اہل سنت و جماعت کی کسی شیعہ یا احمدی کے ساتھ بیاہی ہوئی ہیں ان کی اولاد ولد الحرام ہے اور وہ زنا کر رہی ہیں۔

(ب) کیا جملہ افراد اہل شیعہ کافر ہیں؟ (۱۳۴۳/۵۹۷ھ)

الجواب: (الف) مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے تبعین سب بہ اتفاق علمائے اہل حق کافر و مرتد ہیں، ان سے کسی قسم کا اتحاد و ارتباط رکھنا اور بیاہ شادی کرنا سب حرام ہے، اور روافض میں یہ تفصیل ہے کہ جو فرقہ روافض کا قطعیات کا منکر ہے اور سب شخصین کرتا ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتا ہے یعنی اقلک کا معتقد ہے اور صحابہ کی تکفیر کرتا ہے وہ بھی کافر و مرتد ہے، ان سے مناکحت و مجالست حرام ہے، اور واضح ہو کہ روافض عموماً تبراً گوئی ہوتے ہیں اگرچہ بہ وجہ تقیہ کے جو ان کے نزدیک دینی فعل ہے اپنے آپ کو چھپاتے ہیں اور اپنے عقائد باطلہ مخفی رکھتے ہیں، لہذا ان کے قول و فعل کا اعتبار نہ کیا جائے، بلکہ ان کے اصول مذہب کو دیکھا جائے، پس بعد اس تمہید کے آپ خود اپنے سوالات کا جواب سمجھ سکتے ہیں۔

(ب) اکثر افراد شیعہ ایسے ہی ہیں کہ ان کے کفر پر فتویٰ ہے، اور اصول مذہب کے اعتبار سے

ان کے کفر میں کچھ تردد نہیں، لہذا ان کے ذبیحہ میں اور ان سے رشتہ مناکحت قائم کرنے میں احتیاط کی جائے، اور احتراز کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جو شخص کلمہ طیبہ کے آخر میں علیّ ولی اللہ وصیّ رسول اللہ

کا اضافہ کرتا ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

سوال: (۶۳۱) میں اہل سنت و جماعت ہوں اور میں کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، عَلِيٌّ وَلِيُّ اللَّهِ وَصِيٌّ رَسُولِ اللَّهِ کہتا ہوں، تو اس کلمہ میں علیّ ولی اللہ وصیّ رسول اللہ کے کہنے میں خدا و رسول کا کیا حکم ہے؟ (۱۲۸۴/۱۳۳۸ھ)

الجواب: یہ شعار روافض کا ہے اس کو ترک کرنا لازم ہے، اور وصیّ رسول اللہ جس اعتبار سے روافض کہتے ہیں وہ صحیح بھی نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جس شخص کے عقائد اور خیالات شیعوں جیسے ہیں وہ مسلمان ہے یا نہیں؟

سوال: (۶۳۲) ایک شخص کہتا ہے کہ میں سید ہوں اور علامات اس کی شیعہ کی ہیں، اور وہ یہ ہیں:

(الف) کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام شیعہ تھے۔

(ب) نماز تراویح آنحضرت ﷺ نے نہیں پڑھی اہل سنت گمراہی پر ہیں کہ تقلید عمر کرتے ہیں۔

(ج) بلند آواز سے ماتم کرنا اور ڈھول بجا کر شہدائے کربلا کا ذکر کرنا اور اس پر رونا ثواب ہے۔

(د) اپنی دختر کا نکاح شیعہ معلن سے جو سب شیخین کو موجب ثواب سمجھتا ہے کر دیا ہے۔

(ه) شیعوں کو خفیہ نصیحت کرتا ہے کہ یہی مذہب حق ہے۔

(و) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو نہایت برے الفاظ سے علانیہ یاد کرتا ہے، ایسے شخص کو

جماعت اور نماز جنازہ سے روکنا چاہیے یا نہیں؟ (۱۲۱/۱۳۳۳ھ)

الجواب: (الف-و) شخص مذکور جس کے عقائد اور خیالات وہ ہیں جو سوال میں مذکور ہیں

ہرگز سنی نہیں ہے، بلکہ رافضی ہے، لہذا تا وقتیکہ وہ شخص عقائد باطلہ مذکورہ سے توبہ نہ کرے اس وقت

تک اس سے متارکت کرنی چاہیے اور اس سے قطع تعلقات کر دینا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۶۳۳) ایک عالم کہتا ہے کہ جو شخص حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت و خلافت کا منکر ہو اور مستحق لعنت و تبرا ہو وہ اسلام سے خارج ہے، کسی قسم کا برتاؤ اس کے ساتھ نہ کرنا چاہیے، دوسرا شخص کہتا ہے کہ ایسے شیعہ کے ساتھ برتاؤ درست ہے، وہ کلمہ پڑھتے ہیں، لہذا خارج اسلام نہیں ہو سکتا، اس بارے میں کس کا قول صحیح ہے؟ (۱۳۳۳ھ/۲۱۶۰)

الجواب: اس میں عالم کا قول صحیح ہے اور دوسرا شخص جو کچھ کہتا ہے وہ اصول اسلام سے ناواقفیت پر مبنی ہے اس کو چاہیے کہ اس سے توبہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شیعہ اثنا عشری کی تجہیز و تکفین میں مدد کرنا اور مسلمانوں

کے قبرستان میں ان کو دفن کرنا درست نہیں

سوال: (۶۳۴) اگر شیعہ اثنا عشری فرقہ کی میت لاوارث ہو تو ہم اس کو انجمن کے روپیہ سے جو اسی کام کے لیے ہے تجہیز و تکفین کر سکتے ہیں؟ اور اپنے قبرستان میں اس کو دفن کر سکتے ہیں؟ شیعہ اثنا عشری سے انجمن میں چندہ لے سکتے ہیں؟ اور اس کو ممبر رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۳۳۳ھ/۱۹۷۸)

الجواب: روافض کا وہ فرقہ جو بہ سبب سبب شیخین و تکفیر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کافر ہے، ان کی تجہیز و تکفین میں امداد کرنا اور ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا درست نہیں ہے، اور ان سے بالکل متارکت اور مقاطعت کی جائے تاکہ ان کو تنبیہ ہو اور وہ سنی ہو جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جس شخص کا یہ اعتقاد ہے کہ چاروں خلفائے

راشدین کا مرتبہ یکساں ہے: وہ سنی نہیں

سوال: (۶۳۵) ایک شخص کا یہ اعتقاد ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مرتبہ چہار یاروں میں بزرگ اور بلند ہے، اور دوسرے شخص کا اعتقاد یہ ہے کہ چہار یاروں کا مرتبہ یکساں ہے کچھ فرق نہیں،

صحیح کون سی بات ہے؟ (۱۲۸۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اہل سنت والجماعت کا اعتقاد یہ ہے کہ چہار یاروں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مرتبہ سب سے زیادہ ہے، ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا، ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا، ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا، اور یہ چاروں باقی تمام صحابہ سے افضل ہیں (۱) اس کے خلاف جو شخص عقیدہ رکھے وہ سنی نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

چاروں خلفائے راشدین میں سب سے زیادہ رتبہ کس کا ہے؟

سوال: (۶۳۶) چاروں اصحابوں میں سب سے زیادہ رتبہ کس کا ہے؟ (۱۳۰۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: ترتیب فضیلت خلفاء اربعہ موافق ترتیب خلافت کے ہے، بہ اجماع اہل سنت والجماعت یعنی اوّل مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے، ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہے، پھر حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کا ہے، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت علی کو تمام صحابہ سے افضل کہنا کیسا ہے؟

سوال: (۶۳۷) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو تمام صحابہ پر افضل کہنے والا اہل سنت میں سے ہے

یا نہیں؟ (۲۶۴۷/۱۳۴۲ھ)

الجواب: اہل سنت وجماعت کا اعتقاد فضیلتِ خلفاء اربعہ کے بارے میں یہ ہے کہ افضلیت ان میں بہ اعتبار ترتیبِ خلافت کے ہے (۳) اگر اس کے خلاف کسی کا عقیدہ ہے تو وہ اہل

(۱) الحاصل أنّ أفضل الناس بعد الأنبياء عليهم السلام أبو بكر الصديق ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان ثم علي بن أبي طالب رضوان الله عليهم أجمعين. (شرح الفقه الأكبر، ص: ۷۴-۷۶، دليل أفضلية الصديق رضي الله عنه)

(۲) الحاصل: أنّ أفضل الناس بعد الأنبياء عليهم السلام أبو بكر الصديق ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان ثم علي بن أبي طالب رضوان الله عليهم أجمعين. (شرح الفقه الأكبر، ص: ۷۴-۷۶، دليل أفضلية الصديق رضي الله عنه)

(۳) قال شارح عقيدة الطحاوية: إنّ ترتيب الخلفاء الراشدين في الفضيلة كترتيبهم في الخلافة الخ. (شرح الفقه الأكبر، ص: ۸۳، تعداد سنة خلافة)

سنت و جماعت کے عقیدہ کے خلاف ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا انبیاء کے بعد سب سے افضل حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں؟

سوال: (۶۳۸) خواجہ حسن نظامی نے یزید نامہ میں لکھا ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضل ترین امت بعد رسول اللہ ﷺ کے سمجھتا ہوں، اور دعویٰ کیا ہے کہ یہی عقیدہ حقہ تمام اہل سنت کا ہے، جن کی چشم بصیرت بینا نہیں ان سے قطع نظر تمام صوفیائے کرام و اولیائے عظام و بزرگان دین کا یہی عقیدہ و مسلک ہے، بہ حوالہ فتوحات مکیہ ابن عربی کا بھی یہی عقیدہ ظاہر کیا ہے، حضرت امیر معاویہ کے حالات میں بہت کچھ لکھا ہے، آخری فیصلہ یہ لکھا ہے کہ ہم کو ان کے کفر و بے دینی کے ثبوت تلاش کرنے میں وقت ضائع نہ کرنا چاہیے، لہذا اس معاملہ کو ہم خدا کے حوالہ کرتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ قدس سرہ إزالة الخفاء میں اس عقیدہ والے کو فرقہ تفضیلی و بدعتی و مستحق تعزیر قرار دیتے ہیں، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول متعدد طرق سے نقل فرماتے ہیں کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے: کوئی شخص مجھے حضرت ابوبکر صدیق پر و حضرت عمر پر فضیلت نہ دے (۱) اس میں کس کا مسلک صحیح ہے؟

(۱۷۴۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: صحیح وہی ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے إزالة الخفاء میں لکھا ہے (۲) اور تمام کتب عقائد میں یہی ہے، اور خواجہ حسن نظامی نے جو کچھ لکھا ہے وہ سراپا غلط اور افتراء و بہتان ہے، اور عقائد اہل سنت و جماعت کے خلاف ہے کیونکہ اہل سنت کے نزدیک ترتیب خلفائے راشدین کی افضلیت کے موافق ترتیب ان کی خلافت کی ہے۔ کما ہو مبین

(۱) اما بیان آنکہ ہر کہ مرتضیٰ را تفضیل دہد بر شیخین مبتدع است و مستحق تعزیر، فقد اخرج ابو عمر في الاستيعاب عن الحكم بن حنبل قال: قال علي: لا يُفضلني أحد علي أبي بكر و عمر إلخ . (إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء، فارسی، ص ۶۷-۶۸، مسند علي بن أبي طالب رضي الله عنه) (۲) و افضلیت خلفائے اربعہ ثابت است بترتیب خلافت بادلہ بسیار الخ. (إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء، فارسی، ص ۱۶، فصل دوم در لوازم خلافت خاصہ، مسالک سہ گانہ دال بر افضلیت خلفاء بترتیب خلافت، مطبوعہ: المطبع الصّديقي، بریلی)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر اعتراض اور اس کا جواب

سوال: (۶۳۹) امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر لوگ معترض ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی امداد کیوں نہیں فرمائی؟ حالانکہ قرآن مجید میں یہ فرمایا ہے کہ میں مومنوں کے ساتھ ہوں۔ (۱۳۳۷/۲۴۳) الجواب: شہادت کا درجہ دینا یہ بھی اللہ تعالیٰ کا انعام ہے، آنحضرت ﷺ کے ساتھ کفار کے مقابلہ میں بہت سے صحابہ شہید ہوئے، آپ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، حدیث شریف میں ہے: سید الشهداء حمزة (۲) یعنی سردار شہیدوں کے حضرت حمزہ ہیں۔ فقط واللہ اعلم

یزید پر لعنت بھیجنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۶۴۰) یزید پر لعنت بھیجنا جائز ہے یا نہیں؟ لعنت بھیجنے والے کی نسبت کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۴-۳۳/۳۷۶)

الجواب: یزید پر لعنت بھیجنے اور نہ بھیجنے کے جواز میں اختلاف ہے، صحیح یہ ہے کہ لعنت کرنا یزید کو درست نہیں ہے، اور یزید کا کافر ہونا ثابت نہیں ہوا، البتہ فاسق تھا، پس احوط عدم لعن ہے (۳) فقط

(۱) والحاصل أنَّ أفضل الناس بعد الأنبياء عليهم السلام أبو بكر الصديق ثمَّ عمر بن الخطاب ثمَّ عثمان بن عفان ثمَّ علي بن أبي طالب رضوان الله عليهم أجمعين. (شرح الفقه الأكبر، ص: ۷۴-۷۶، دليل أفضلية الصديق رضي الله عنه)

(۲) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال: (۸۰۲) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) و إنما اختلفوا في يزيد بن معاوية حتى ذكر في الخلاصة وغيره أنه لا ينبغي اللعن عليه أي ولا على يزيد ولا على الحجاج ، لأن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن لعن المصلين ومن كان أهل القبلة قال حجة الإسلام في الإحياء : فإن قيل : هل يجوز لعن يزيد لكونه قاتل الحسين أو أمراً به ؟ قلنا : هذا مما لم يثبت أصلاً ، فلا يجوز أن يقال أنه قتله أو أمر به ، فضلاً عن لعنه الخ (شرح الفقه الأكبر، ص: ۸۷، اختلفوا في اللعن على يزيد ، المطبوعة: المطبع المجتباتي الواقع في الدهلوي)

یزید کے بارے میں کیا گمان رکھنا چاہیے؟

سوال: (۶۴۱) مسلمانوں کو یزید بن معاویہ کے ساتھ کیا گمان رکھنا چاہیے؟

(۱۳۳۸ھ/۳۶-۱۳۳۷ھ)

الجواب: شرح فقہ اکبر میں ہے: و إنما اختلفوا في يزيد بن معاوية حتى ذكر في الخلاصة وغيره: أنه لا ينبغي اللعن عليه أي ولا على يزيد الخ (۱) اس سے معلوم ہوا کہ یزید پر لعنت کرنے میں فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ کا اختلاف ہے، اسی طریقہ سے یزید کی تکفیر میں بھی فقہاء کا اختلاف ہے، اور عبارات فقہاء سے راجح عدم تکفیر معلوم ہوتی ہے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دوزخی اور

ظالم کہنے والے کی نسبت کیا حکم ہے؟

سوال: (۶۴۲) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں ایک سنی المذہب کہتا ہے کہ اس کا دوزخ سے بچنا دشوار ہے، بلکہ یہ دوزخی اور ظالم ہے، یہ قول صحیح ہے یا غلط؟ اور اس کی نسبت کیا حکم ہے؟

(۱۳۳۴ھ/۳۳-۱۳۳۵ھ)

الجواب: یہ غلط ہے اور خلاف اعتقاد اہل سنت و جماعت ہے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

(۱) شرح الفقہ اکبر، ص: ۸۷، اختلفوا في اللعن على يزيد، المطبوعة: المطبع المجتہباني الواقع في الدہلي .

(۲) فتاویٰ رشیدیہ میں ہے:

سوال: یزید کہ جس نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ہے، وہ یزید آپ کی رائے شریف میں کافر ہے یا فاسق؟

جواب: کسی مسلمان کو کافر کہنا مناسب نہیں، یزید مؤمن تھا، بہ سبب قتل کے فاسق ہوا، کفر کا حال دریافت نہیں، کافر کہنا جائز نہیں کہ وہ عقیدہ قلب پر موقوف ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص: ۵۰، کتاب ایمان و کفر کے مسائل، عنوان: یزید کو کافر کہنا)

صحابی ہیں، اور آنحضرت ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی ہے (۱) یہ قول اس شخص بدعقیدہ والے کا کہ اس کا دوزخ سے بچنا الخ نہایت سوئے ادبی اور فسق و معصیت ہے، حضرت کے صحابی، کاتب وحی، امیر المومنین کی نسبت ایسا کلمہ کہنا نہایت قبیح اور موجب فسق ہے، اگر وہ شخص اس عقیدہ سے توبہ نہ کرے تو فاسق و خارج از اہل سنت و جماعت ہے اور گمراہ فرقوں میں داخل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت امیر معاویہ کی شان میں توہین آمیز الفاظ لکھنا

سوال: (۶۴۳) جس کتاب میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عظمت و عزت کا لحاظ نہ کیا گیا ہو بلکہ ایک قسم کی توہین ٹپکتی ہو، اس کتاب کا پڑھنا اور جس کا عقیدہ اس کے موافق ہو اس کو امام بنانا کیسا ہے؟ (۱۳۴۱/۹۹۹ھ)

الجواب: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو کہ صحابی کاتب وحی تھے اور آنحضرت ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی ہے جیسا کہ کتب احادیث سے ظاہر ہے (۱) ان کی شان میں ایسے الفاظ لکھنا نہایت سوئے ادبی اور لکھنے والے کے فساد عقیدہ کی دلیل ہے، پس ایسی کتاب کا دیکھنا اور اس پر عقیدہ رکھنا درست نہیں ہے، اور جس کا عقیدہ ایسا ہو وہ لائق امام بنانے کے نہیں ہے اور اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اور اس کو معزول کر دیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جنگ صفین کی وجہ سے حضرت معاویہ کو برا نہ کہا جائے

سوال: (۶۴۴) بعد رسول اللہ ﷺ کے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں جو

(۱) عن عبد الرحمن بن أبي عميرة رضي الله عنه وكان من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال لمعاوية رضي الله عنه : اللهم اجعله هاديا مهديا واهدا به .

وعن أبي إدريس الخولاني قال : لما عزل عمر بن الخطاب عمير بن سعد عن حمص ولّى معاوية ، فقال الناس : عزل عميرا و لّى معاوية ، فقال عمير : لا تذكروا معاوية إلا بخير فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : اللهم اهد به . (جامع الترمذي: ۲/۲۲۴، أبواب المناقب ، مناقب معاوية بن أبي سفيان رضي الله عنه)

جنگ ہوئی تو حضرت امیر معاویہ کے حق میں کیا کہنا چاہیے؟ (۲۳۳/۱۳۳۷ھ)

الجواب: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، ان سے خطا و اجتہادی ہوئی، ان کو برانہ کہا جائے۔ حدیث شریف میں ہے: **اللّٰهُ اللّٰهُ فِي أَصْحَابِي، الْحَدِيثُ (۱) فَقَطْ**

حضرت معاویہ کی شان میں گستاخی کرنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟

سوال: (۶۴۵) ایک شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں الفاظ دغا باز، خائن، جھوٹا، غلطی، آل رسول کا دشمن، نبیوں سے لڑنے والا کہتا ہے، ایسے شخص کے لیے کیا حکم ہے؟

(۳۸۹/۳۶-۱۳۳۷ھ)

الجواب: ایسا شخص گنہگار اور فاسق و مبتدع ہے (۲) اور اہل سنت والجماعت سے خارج ہے، اس کو فوراً توبہ کرنی چاہیے، کسی صحابی کی شان میں ایسی گستاخی کرنا کسی مسلمان کا کام نہیں، بہت سے بہت یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اجتہادی غلطی ہوئی جس سے ان کی شان صحابیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ قال علیہ السلام: **أَصْحَابِي كَالنَّجْمِ فَبِأَيِّهِمْ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ (۳) فَقَطْ**

(۱) عن عبد الله بن مغفل رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: **اللّٰهُ اللّٰهُ فِي أَصْحَابِي، لَا تَتَّخِذُوهُمْ غُرَضًا بَعْدِي، فَمَنْ أَحْبَبَهُمْ فَبِحَبِّي أَحْبَبَهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ، فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللّٰهُ، وَمَنْ آذَى اللّٰهُ يُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ.** (جامع الترمذي: ۲/۲۲۵، أبواب المناقب، باب ما جاء في فضل من بايع تحت الشجرة)

(۲) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: **إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَسُبُّونَ أَصْحَابِي فَقُولُوا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى شَرِّكُمْ.** (جامع الترمذي: ۲/۲۲۵، أبواب المناقب، باب في من سب أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم)

(۳) عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: سمعتُ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم يقول: **سَأَلْتُ رَبِّي عَنْ اخْتِلَافِ أَصْحَابِي مِنْ بَعْدِي، فَأَوْخَى إِلَيَّ يَا مُحَمَّدُ! إِنْ أَصْحَابُكَ عِنْدِي بِمَنْزِلَةِ النُّجُومِ فِي السَّمَاءِ، بَعْضُهَا أَقْوَى مِنْ بَعْضٍ، وَلِكُلِّ نَوْءٍ، فَمَنْ أَخَذَ بِشَيْءٍ مِمَّا هُمْ عَلَيْهِ مِنْ اخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِي عَلَى هَدًى، قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَصْحَابِي كَالنَّجْمِ الْحَدِيثُ. (مشكاة المصابيح، ص: ۵۵۴، باب مناقب الصحابة رضوان الله تعالى عليهم أجمعين، الفصل الثالث)**

سوال: (۶۴۶) ایک شخص اہل سنت والجماعت ہو کر یہ کہتا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو جو زہر دیا تھا، اس میں سازش حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بھی تھی، دیگر یہ کہ جس وقت امیر معاویہ کے مقام مخصوص پر بچھونے نیش زنی کی تو اس وقت آپ نے عبید اللہ کی والدہ سے بدفعلی کی تھی؛ جس سے عبید اللہ کا تولد ہوا، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۶۸۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی خاص ہیں، اور آنحضرت ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی ہے، اور بشارت دی ہے اور کاتب وحی تھے، ان کی شان میں ایسا گستاخانہ خیال رکھنا اور تہمت لگانا سخت گناہ اور معصیت ہے، وہ شخص فاسق بدکار ہے جو ایسا عقیدہ رکھتا ہے اس کا نماز روزہ کچھ مقبول نہیں ہے وہ درحقیقت رافضی ہے اس کو ایسے خیال سے توبہ کرنی چاہیے۔

چکڑ الوی مذہب کے پیرو دائرۃ اسلام سے خارج ہیں

سوال: (۶۴۷) مذہب چکڑ الوی لاہوری کے اقتدار کے ساتھ اہل سنت والجماعت کو تعلقات پیدا کرنا کیسا ہے؟ (۱۳۳۳/۱۳۳۵ھ)

الجواب: چکڑ الوی مذہب کے پیرو اہل سنت والجماعت کے نزدیک اہل اہوائے بدعت سے ہیں، یہ لوگ حدیث نبی کریم ﷺ کو حجت شرعی نہیں سمجھتے، جس کا اثر اصولاً تمام اسلامی معتقدات پر پڑتا ہے، حقیقت تو یہ ہے کہ یہ جماعت دائرۃ اسلام میں داخل ہونے کے قابل بھی نہیں ہے، شریعت اسلامی پر اس سے بڑھ کر اور کیا ظلم ہوگا کہ اس کے بانی کا کلام — جو درحقیقت وحی الہی ہے — بھی اس قابل نہ ہو کہ حجت شرعی بنایا جاسکے؟! پس مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس جماعت سے تمام تعلقات منقطع کر دیں۔ قَالَ تَعَالَى: ﴿فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ (سورۃ أنعام، آیت: ۶۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احمدی جماعت کے تمام افراد کافر ہیں

سوال: (۶۴۸) کیا جملہ افراد احمدی جماعت کے کافر ہیں؟ ہم حنفی ہیں، اور جس فرقہ احمد کا ہم سے تعلق ہے وہ کسی مسلمان کو کافر نہیں کہتے۔ (۵۹۷/۱۳۳۳ھ)

الجواب: قطعاً کافر و مرتد ہیں، اور یہ غلط ہے کہ وہ کسی مسلمان کو کافر نہیں کہتے، ان کی کتب مذہب کو دیکھو کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جو کوئی مرزا کو نبی نہ مانے وہ کافر ہے، اور جو اس کو کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار ہیں

سوال: (۶۳۹) مرزا قادیانی اور اس کے متبع کافر ہیں یا نہ؟ (۳۲/۱۳۷۶-۱۳۳۳ھ)

الجواب: قادیانی اور اس کے متبعین کافر ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۶۵۰) مرزا غلام احمد قادیانی کی جماعت کا جو مذہب ہے اور وہ اپنے آپ کو مسیح و مہدی قرار دیتے ہیں کیا یہ واقعی مسیح ہے؟ اور اس کی کیا اصلیت ہے؟ (۳۲/۱۳۲۳-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مرزا قادیانی ایک شخص ضال و مضل یعنی خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا دجال اور کذاب تھا، وہ ہرگز مسیح موعود یا پیغمبر نہ تھا، اس نے جھوٹا دعویٰ پیغمبری اور مسیحیت کا کیا تھا، وہ اور اس کے پیرو سب گمراہ اور صراط مستقیم اور دین اسلام سے خارج و علیحدہ ہیں، علمائے اہل حق نے اس کی اور اس کی جماعت کی تکفیر کی ہے، ایک رسالہ ”مرزا غلام احمد اور اس کے پیروکار ہیں“ (۱) آپ کے پاس بھی بھیجا جاتا ہے جس میں مرزا مذکور کے بہت سے اقوال اس کی تصنیف کردہ کتابوں سے منتخب کر کے جمع کیے گئے ہیں، جن سے مرزا کا دجال کذاب ہونا اور کافر ہونا ثابت ہوتا ہے، اور اس پر بہت سے علماء کے دستخط ہیں۔ واللہ ولی التوفیق و آخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمین۔

نزول عیسیٰ علیہ السلام والی روایت کے الفاظ کیا ہیں؟

سوال: (۶۵۱) ایک شخص قادیانی جو مرزا غلام احمد کو نبی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا میں وفات پانا ثابت کرتا ہے، ہم نے یہ حدیث پیش کی: کیف أنتم إذا نزل ابن مريم من السماء فيكم تو وہ قادیانی حدیث مذکور کو غلط بتلاتا ہے، اور کہتا ہے کہ یہ حدیث اس طرح صحیح ہے: کیف أنتم إذا نزل عيسى ابن مريم فيكم منكم إمامكم اس صورت میں یہ حدیث قادیانی کی صحیح ہے

(۱) تلاش بسیار کے باوجود معلوم نہ ہو سکا کہ یہ رسالہ کس کا ہے۔ ۱۲

یا ہماری، اور یہ حدیث کس کتاب میں ہے: عیسیٰ ابن مریم لم یمت و یرجع إلیکم قبل یوم القیامة إلخ. (۱۳۴۱/۲۵۵)

الجواب: مشکاة شریف میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے یہ حدیث اس طرح نقل کی ہے: کیف أنتم إذا نزل ابنُ مریم فیکم و إمامکم منکم (۱) یعنی کیا حال ہوگا تمہارا اس وقت جب کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام تم میں نازل ہوں گے، یعنی آسمان سے اتریں گے، اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا؛ یعنی امام مہدی رضی اللہ عنہ اس وقت امام ہوں گے، اور پہلی حدیث بھی اسی کے ہم معنی ہے، اتنا فرق ہے کہ اس میں لفظ و إمامکم منکم نہیں ہے، اور من السماء کا لفظ زیادہ ہے، پس مطلب میں کچھ فرق نہیں ہے، اور روایت: عیسیٰ ابن مریم لم یمت إلخ معلوم نہیں کہ کس کتاب میں ہے۔

کیا آنحضرت ﷺ نے مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی کہا ہے؟

سوال: (۶۵۲) احمدی جماعت یہ کہتی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مرزا غلام احمد قادیانی کو لفظ نبی کہا ہے یہ صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۱۶۱۱)

الجواب: یہ قول احمدی جماعت کا بالکل غلط اور افتراء ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے: من کذب علیّ متعمداً فلیتبوا مقعده من النار (۲) اور مرزا کی نسبت نبوت کا دعویٰ کرنا کفر ہے، کیونکہ اس میں آیت: ﴿وَحَاسِمَ النَّبِیْنَ﴾ (سورہ احزاب، آیت: ۴۰) کا انکار ہے جیسا کہ اس کی تفصیل بہت کچھ اہل حق کی طرف سے ہو چکی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قادیانی کو سلام کرنا حرام ہے مگر کفر نہیں

سوال: (۶۵۳) یہاں کے عالم یہ فرماتے ہیں کہ قادیانی سے سلام کرنے والا اور خاص قادیانی بھی دونوں کافر ہیں، یہ مسئلہ درست ہے یا کہ خلاف ہے؟ (۱۳۴۰-۲۹/۲۶۴)

الجواب: قادیانی کے عقائد بے شک حد کفر کو پہنچے ہوئے ہیں، اور قادیانی کو علمائے حقانی نے

(۱) مشکاة المصابیح، ص: ۴۸۰، کتاب الفتن، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام، الفصل الأول.

(۲) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال: (۲۲۵) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۲

کافر کہا ہے، پس میل جول رکھنا ان سے اور سلام کرنا بے شک حرام اور گناہ ہے، مگر کفر نہیں، کیوں کہ کافر کو بھی سلام کرنا کفر نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غلام احمد قادیانی کی تعریف اور ضیافت کرنے والا کیسا ہے؟

سوال: (۶۵۴) خواجہ کمال الدین لاہوری مرزا غلام احمد قادیانی کی فصاحت بلاغت کی تعریف کرتے ہیں، یا ان کا استقبال کرنا یا ان کو اپنے یہاں مہمان کرنا کیسا ہے؟ ایسا شخص مرتد ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۳ھ/۵۴۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: مرتد تو نہیں فاسق و عاصی ضرور ہے کہ بے دین کی تعظیم کرتا ہے، باقی جو معتقد عقائد قادیانی کا ہے اس کے ارتداد پر فتویٰ علماء کا ہو چکا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قادیانی ہو جانے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے

سوال: (۶۵۵) اگر کوئی اہل سنت والجماعت قادیانی ہو جاوے؛ تو اس کی بیوی جو اہل سنت والجماعت ہے اس کے نکاح میں رہ سکتی ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۵ھ/۱۰۰۱ھ)

الجواب: جو شخص قادیانی ہو گیا وہ مرتد و کافر ہو گیا، اس کی زوجہ فوراً اس کے نکاح سے خارج ہو گئی۔ قال في الدر المختار: وارتداد أحدهما..... فسخ..... عاجل إلخ (۱) فقط

جو لوگ مرزا قادیانی کو مجدد اور فیض نبوت

سے مستفید جانتے ہیں وہ کافر و مرتد ہیں

سوال: (۶۵۶) ہم ان تمام احکامات پر جو حضرت محمد ﷺ کی شریعت کے ہیں ایمان رکھتے ہیں، اور اس کی پیروی کی کوشش کرتے ہیں، اور حضرت مرزا صاحب کو مجدد اور حضرت ﷺ رکھتے ہیں،

(۱) الدر المختار مع رد المحتار: ۲/۴۷۲، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، مطلب: الصبی والمجنون لیساً بأهل لإيقاع طلاق بل للوقوع.

کی طرف سے فیض نبوت سے مستفید جانتے ہیں، از روئے شریعت محمدیہ ایسے شخص کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۱۸۸/۱۳۳۵ھ)

الجواب: واضح ہو کہ اگر کسی شخص میں باوجود تمام عقائد اسلامیہ کے ماننے کے ایک عقیدہ بھی کفریہ ہو، اور کسی ایک امر کا ضروریات دین سے بھی انکار کرے تو وہ بھی کافر ہو جاتا ہے، پس جو شخص باوجود دعویٰ اسلام و عقائد اسلام کے ایک ایسے مرتد و ملحد کو جس کی کتابوں سے اس کی کفریات ثابت ہیں مسلمان سمجھے، بلکہ اس کو مجدد اور فیض نبوت سے مستفید سمجھے وہ بھی قطعاً کافر ہے، کیوں کہ اس نے کافر کو مسلمان اور کفر کو اسلام سمجھا، پس جب کہ محقق ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی بہ وجہ دعویٰ نبوت و توہین انبیائے کرام علی نبینا وعلیہم الصلاۃ والسلام وغیرہما کے قطعاً کافر ہے تو جو شخص ایسے کافر و ملعون کو مجدد و مستفید از فیض نبوت سمجھے اس کے کفر میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مرزا قادیانی کو مجتہد و امام اور مجدد ماننے والے بھی کافر ہیں

سوال: (۶۵۷) غلام احمد قادیانی جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا وہ کافر تھا یا نہیں؟ اور جو اس کو نبی یا مجتہد و امام و مجدد مانیں وہ کیسے ہیں؟ (۷۶۸/۱۳۳۵ھ)

الجواب: غلام احمد قادیانی کے عقائد کفریہ معروف و مشہور ہیں اور اس کی کتابوں میں عقائد کفریہ بھرے ہوئے ہیں، لہذا اس کے اور اس کے اتباع کے کفر میں کچھ شبہ نہیں ہے، اور مدعی نبوت اور انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنے والے شخص کو جو کافر نہ سمجھے اور اس کو مجدد و امام و صالح سمجھے وہ بھی کافر ہے، کما هو ظاہر۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رشتہ داری کی وجہ سے قادیانیوں سے میل جول رکھنا

سوال: (۶۵۸) جو لوگ خلاف حکم علمائے کرام قادیانیوں سے مراسم و تعلقات بہ باعث رشتہ داری یا راہ و رسم سابقہ کے رکھتے ہیں، مگر عقائد میں وہ ان کے پیرو نہیں ہیں، تو کیا ان سے بھی تعلقات و مراسم قطع کر لینا لازم ہے یا نہیں؟ (۲۰۷/۱۳۳۳ھ)

الجواب: اگر وہ لوگ مرزائیوں کے عقائد پر نہیں ہیں مگر کسی مجبوری کی وجہ سے میل جول کرتے ہیں اور دل میں ان سے اور ان کے عقائد باطلہ سے نفرت اور بیزاری ہے، تو وہ کسی درجہ میں بعض صورتوں میں معذور ہو سکتے ہیں، لہذا ان سے مقاطعت کا حکم کلیہً نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

مرزائیوں کے گھر کا کھانا پینا جائز نہیں

سوال: (۶۵۹) مرزائیوں کے گھر کا کھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ کافر ہیں یا مرتد؟

(۱۳۳۳/۸۱۴ھ)

الجواب: مرزائی جماعت کافر و مرتد ہے، ان کے کفر پر تمام علمائے حقانی کا فتویٰ ہو چکا ہے، ان کے ساتھ ریل میل کھانا پینا سب ناجائز ہے، ان سے بالکل احتراز اور اجتناب کرنا چاہیے۔ فقط

مرزائی کو اسلامی انجمن کا رکن بنانا جائز نہیں

سوال: (۶۶۰) ایک اسلامیہ انجمن کے اراکین میں ایک رکن مرزائی بھی ہے، اس انجمن کے زیر انتظام ایک جامع مسجد، ایک پرائمری اسکول، اور ایک بڑی جائیداد بھی ہے، اس مسجد کے امام صاحب خطیب کو کیا کرنا چاہیے اس فتنہ کے استیصال کے لیے؟ (۱۳۳۵/۱۶۶۹ھ)

الجواب: مرزائیوں کا کفر و ارتداد بہ اتفاق علمائے اہل حق ثابت ہے، لہذا اہل اسلام کو اپنی کسی جماعت اور انجمن میں ان کو رکن بنانا اور شامل کرنا جائز نہیں، یہ مرتد جماعت اسلام اور اہل اسلام کی دشمن اور مخرب دین ہے، اس جماعت منافقین اور مرتدین کا ضرر مسلمانوں کے لیے کافرو فاجر اہل کتاب و مشرکین سے بہت زیادہ ہے، لہذا مقتدائے قوم امام و خطیب کا فرض ہے کہ اس جماعت کے کسی فرد کو ارکان میں داخل نہ ہونے دے، اور اس جماعت سے کسی قسم کا تعلق و ارتباط نہ رکھے، اور یگانگت کا معاملہ نہ کرے، اور ان کو اہل اسلام کے فرقوں میں شمار نہ کرے جیسا کہ تفصیل اس کی کتب و رسائل میں مذکور ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم



رسوم و بدعات کا بیان

بدعت کی تعریف

سوال: (۶۶۱) بدعت کی کیا تعریف ہے؟ (۱۳۳۷/۲۷۲۵ھ)

الجواب: حدیث شریف میں ہے: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد (۱) اس سے معلوم ہوا کہ دین میں ایسی چیز پیدا کرنا جس کی اصل دین میں نہ ہو یہ بدعت ہے، اور تفصیل اس کی کتابوں میں مبسوط ہے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۶۶۲)..... (الف) بدعت و سنت کی پہچان کیا ہے؟

(ب) سنت کبھی بدعت بھی ہو جاتی ہے؟

(ج) بدعت کے ایک معنی ہیں یا دو؟

(۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال (۴۹۱) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) البدعة ما أُحدث و ليس له أصل في الشرع . (فتح الباري: ۲۵۳/۱۳، کتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب: الاقتداء بسنن رسول الله صلى الله عليه وسلم، المطبوعة: مكتبة الرياض الحديثة، البطحاء، الرياض)

المراد بالبدعة ما أُحدث ممّا لا أصل له في الشريعة يدلّ عليه، و أمّا ما كان له أصل من الشرع يدلّ عليه فليس ببدعة شرعاً و إن كان بدعةً لغّةً . (جامع العلوم والحكم في شرح خمسين حديثاً من جوامع الكلم لابن رجب الحنبلي، ص: ۱۹۱، الحديث الثامن والعشرون، تحت قوله: و إياكم و محدثات الأمور إلخ، المطبوعة: المطبع القرآن والسنة الواقع في بلدة أمرتسر)

(د) بدعت سیئہ و حسنہ کی تفصیل؟

(ھ) جو بدعت موافق سنت کے ہو وہ کیا ہوگی؟ (۱۳۴۵/۴۶۶ھ)

الجواب: (الف) جس کی کچھ اصل قرون مشہود لہا بالخیر میں نہ ہو وہ بدعت ہے، اور سنت قول و فعل یا تقریر آنحضرت ﷺ کو کہتے ہیں، و تفصیلہ فی کتب الفقہ (۱)

(ب) سنت کے ساتھ اگر بدعات ملحق ہوگئی ہوں تو ان کا ترک ضروری ہے، اور سنت و مستحب کو ان کے درجہ سے بڑھانا اور فرض و واجب کے درجہ میں پہنچا دینا یہ بھی ناجائز ہے۔

(ج) بدعت لغوی بھی ہوتی ہے اور شرعی بھی، لغوی بدعت کی مثال جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمانا جماعت تراویح کو نعم البدعة هذه (۲) و التفصیل فی الکتاب .

(د) بدعت کے بارے میں رسالہ ایضاح الحق الصریح مؤلفہ مولانا اسماعیل شہیدؒ کو دیکھیں، اس سے جملہ امور معلوم ہو جاویں گے۔

(ھ) بدعت موافق سنت کے نہیں ہو سکتی، اگر وہ موافق سنت کے ہے تو وہ بدعت نہیں ہے۔ فقط

شُرک و بدعت کی تعریف

سوال: (۶۶۳) شرک و بدعت کی کیا تعریف ہے؟ اور اس کی مثال جو رائج ہو؟

(۱۳۳۳/۱۳۳۷ھ)

الجواب: شرک یہ ہے کہ اللہ کی ذات و صفات میں کسی کو شریک بنایا جائے مثلاً کسی کو مخلوق

(۱) بدعت اور سنت کی تعریف نیز بدعت کی قباحت اور سنت کی اہمیت سے متعلق تفصیلی بحث کے لیے ملاحظہ فرمائیں فتاویٰ رحیمیہ: ۴۲۲/۱-۴۲۹، مطبوعہ: مکتبہ الاحسان دیوبند۔

(۲) عن عبد الرحمن بن عبد بن القاری أنه قال: خرجت مع عمر بن الخطاب رضي الله عنه ليلة في رمضان إلى المسجد، فإذا الناس أوزاع متفرقون يصلون الرجل لنفسه، ويصلي الرجل فيصلي بصلاته الرجل، فقال عمر: إني أرى لو جمعت هؤلاء على قاريء واحد لكان أمثل، ثم عزم، فجمعهم على أبي بن كعب ثم خرجت معه ليلة أخرى، والناس يصلون بصلاة قارئهم، قال عمر: نعم البدعة هذه الحديث. (صحيح البخاري: ۲۶۹/۱، كتاب الصوم،

باب فضل من قام رمضان)

میں سے سجدہ کیا جائے یا اس کو عالم الغیب سمجھا جائے وغیرہ اور بدعت وہ ہے کہ دین میں کوئی نیا طریقہ جاری کیا جائے جس کی اصل سلف صالحین کے زمانہ میں نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بدعت اور سنت میں بتائیں کی نسبت ہے

سوال: (۶۶۴) بدعت کی تعریف جو کہ عامۃ العلماء کے مابین مسلم ہو کیا ہے؟ اور آیا اس میں اور سنت میں نسبت اربعہ میں سے کون سی نسبت ہے؟ (۴۴/۱۳۳۵-۱۳۳۵ھ)

الجواب: بدعت وہ امر محدث فی الدین ہے جس کی اصل شریعت میں کچھ نہ ہو اور اصل اس بارے میں حدیث متفق علیہ ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من أحدث فی أمرنا هذا ما لیس منه فہو ردۃ (۱) ہے۔ وتفصیلہ ما فی المطولات (۲) اور بدعت اور سنت میں بتائیں کی نسبت ہے: اور بدعت اور سنت آپس میں نقیض ہیں، کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ما أحدث قوم بدعة إلا رفع مثلها من السنة فتمسک بسنة خیر من إحداث بدعة. رواه أحمد (۳) فقط واللہ اعلم

بدعتی کے لیے کیا حکم ہے؟

سوال: (۶۶۵) بدعتی کس امر کا مستحق ہے؟ بدعت کس کو کہتے ہیں؟ (۴۳۹/۳۳۷ھ)

الجواب: بدعت دین میں نئی بات نکالنے کو کہتے ہیں، اور بدعتی مخالف اور تارک سنت ہے، اور بدعتی عاصی و فاسق ہے، مستحق عذاب ہے، مگر کافر نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال (۴۹۱) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔
(۲) بدعت کی تعریف اور اس کی قباحت کی تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں فتاویٰ رحیمیہ: ۴۲۲/۱-۴۲۷، مطبوعہ: مکتبہ الاحسان دیوبند۔

(۳) عن غصیف بن الحارث الثمالي قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ما أحدث قوم بدعة إلا رفع الحديث. (مشكاة المصابيح، ص: ۳۱، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الثالث)

ایک شخص کے سوا تمام خاندان والے بدعات

میں مبتلا ہوں تو کیا کرنا چاہیے؟

سوال: (۶۶۶) زید نے ایک مقام پر ایک فرضی قبر پختہ محیط بہ چہار دیواری اور ایک کوٹھا دو منزلہ موسوم بہ نقارہ خانقاہ اور ایک چبوترہ مسجد تعمیر کیا اور ہر جمعرات کو نقارہ بجایا جاتا ہے اور جہاں اہل دیہہ چڑھاوا چڑھاتے ہیں، اور ہر سال ایک میلہ منعقد ہوتا ہے، اور دکانات لگائی جاتی ہیں اور بہ کثرت قبر پر چڑھاوا آتا ہے، زید نے وہ اراضی بہ شمول دیگر املاک کے عمر و اپنے حقیقی بیٹے کو دے دی، اب عمر و بھی بہ اتباع و خوشنودی زید رسوم مذکورہ بالا کا پابند ہے، اور برادران عمر و اور دیگر اہل خاندان اس کے شریک حال ہیں، اور موقع میلہ پر شرکت سے رونق افزائی کرتے ہیں، اور چبوترہ مسجد پر باجماعت نماز ادا کرتے ہیں، صرف خالد ایک خاندانی شخص ان تمام رسوم سے بیزار ہے، زید و عمر و اہل خاندان خالد کے مخالف ہیں، اور مشارالیه سے موافق ہیں، بہ صورت معروضہ بالا زید اور عمر و اہل خاندان کسی معصیت کے مرتکب ہیں یا نہیں؟ اور خالد کو کیا کرنا چاہیے؟ زید گاہ بہ گاہ اپنے مکان پر نماز پڑھتا ہے مگر بہ استثناء نماز عیدین کے حاضری مسجد اور شرکت جماعت اور نماز جمعہ سے قطعاً محروم ہے، عمر و برادران عمر و پابند صوم اور صلاۃ بھی ہیں، اور مرتکب اخذ رہا بھی، اب خالد کو زید و عمر و و شرکاء حال مشارالیه سے کیا رسم رکھنا چاہیے؟ (۱۱۵۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: زید کا یہ فعل سخت معصیت اور گناہ کبیرہ ہے جس کا وہ مرتکب ہوا، اور اس نے ایک طریق بد اور ایسی بدعت سید نکالی جس کا گناہ اس کو ہمیشہ جب تک اس مصنوعی قبر پر یہ رسوم شریک و افعال قبیحہ ہوں گے ہوتا رہے گا، حدیث شریف میں ہے: عن أبي هريرة رضي الله عنه أنَّ رسول الله صَلَّى الله عليه وسلم قال: من دعا إلى هدى كان له من الأجر مثل أجور من تبعه لا ينقص ذلك من أجورهم شيئاً، و من دعا إلى ضلالة كان عليه من الإثم مثل آثام من تبعه، لا ينقص ذلك من آثامهم شيئاً (۱) (رواه مسلم)

(۱) الصَّحِيح لمسلم: ۳۲۱/۲، کتاب العلم، باب من سَنَّ سَنَّةً حَسَنَةً أَوْ سَيِّئَةً وَمَنْ دَعَا إِلَى هُدًى أَوْ ضَلَالَةٍ.

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جس نے کسی ہدایت کی طرف لوگوں کو بلایا اس کو سب اتباع کرنے والوں کے مثل ثواب ملے گا، اور ان کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی، اور جس نے گمراہی اور ضلالت کی طرف بلایا اس کو سب کا گناہ پہنچتا رہے گا، اور ان کرنے والوں کے گناہ میں سے کچھ کمی نہ ہوگی، پس جیسا کہ زید اس ایجاد بدعت اور ضلالت سے سخت عاصی و مبتلائے فسق و گمراہی ہوا اسی طرح عمرو اور جو اس کے شریک اس رسم بدو فعل قبیح میں ہوں گے وہ سب گنہگار اور فاسق و گمراہ ہیں، خالد کو ایسا کرنا چاہیے کہ اس رسم بد میں شریک نہ ہو اور زید و عمرو وغیرہ کی مخالفت کی پرواہ نہ کرے، اور ان جہلاء مبتدعین سے علیحدہ رہے کہ یہ امر خالد کے لیے موجب اجر عظیم و فوز و فلاح ہے، اور شرکت ان جہلاء کی سبب خسران و وبال ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

میلا دمروجہ کا حکم

سوال: (۶۶۷) میلا دشریف کی مجلس منعقد کرنا اور اس میں قیام کرنا کیسا ہے؟

(۱۳۳۵ھ - ۴۲/۱۹۸)

الجواب: مجلس میلا دشریف موافق رواج زمانہ ہذا کے منعقد کرنا اور اس میں بہ وقت ذکر ولادت شریفہ قیام کا التزام کرنا جائز نہیں ہے، علماء نے اس کو بدعت اور ناجائز کہا ہے۔ قال علیہ الصلاۃ والسلام: من أحدث فی أمرنا هذا ما لیس منه فہو ردّ الحدیث (۱) فقط واللہ اعلم

سوال: (۶۶۸) ایک حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ میلا دشریف کرنا گناہ ہے، یہ صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۷ھ / ۱۲۹۸)

الجواب: میلا دشریف کی مجلس جس طرح اس زمانہ میں مروج ہے کہ اس میں ضعیف اور موضوع روایات پڑھی جاتی ہیں اور بہت سی باتیں خلاف شریعت اس میں ہوتی ہیں اور بے نمازی اور جہلاء کا مجمع ہوتا ہے اور اسراف روشنی میں ہوتا ہے اور قیام بوقت ذکر ولادت کو بالتخصیص ضروری سمجھتے ہیں وغیرہ اس کو علماء منع فرماتے ہیں، ورنہ نفس ذکر سرورِ عالم ﷺ صحیح روایات کے ساتھ موجب ثواب و خیر و برکت ہے اس کو کوئی منع نہیں کر سکتا، منع کرنا ان بدعتوں سے ہے جو اس کے اندر

(۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال (۴۹۱) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

داخل کر دی گئی ہیں اور تفصیل ان امور کی حضرت مولانا گنگوہیؒ قدس سرہ کے فتویٰ میں ہے (۱) فقط سوال: (۶۶۹) آج کل جس ہیئت سے مولود شریف ہوتا ہے اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟

(۱۳۴۰/۳۴۶ھ)

الجواب: اکثر چونکہ مولود شریف مروجہ میں امور خلاف شرع ہوتے ہیں اور حدود اللہ سے تجاوز ہوتا ہے اور منکرات اس میں شامل ہوتی ہیں مثل اسراف روشنی وغیرہ اور روایات موضوع وغیرہ کا پڑھنا، اس لیے علمائے حقانی مجلس موصوف کو بہ ہیئت کذا سیہ بدعت اور ناجائز فرماتے ہیں۔ و هو الحق كما فصل في الرسائل والفتاوى. قال عليه الصلاة والسلام: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد الحديث (۲) وقال عليه الصلاة والسلام: لا تطروني كما أطرت النصارى عيسى بن مريم الحديث (۳) أو كما قال صلى الله عليه وسلم- فقط سوال: (۶۷۰)..... (الف) مجالس میلاد شریف میں زیادہ تر کم علم ذاکر ذکر ولادت شریف حضرت اقدس پڑھتے ہیں، معمولی کتب اردو جن کو اکثر کم علم اشخاص نے تصنیف کر دیا ہے، اور ان میں اکثر من گھڑت روایات درج ہیں پڑھی جاتی ہیں، ایسی روایات جن کا ثبوت قرآن پاک یا دیگر کتب معتبرہ سے نہ ہو پڑھنا یا سننا جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو ذکر و سامع کسی گناہ کے مرتکب ہوئے یا نہیں؟

(ب) مجالس میلاد شریف کے موقع کو اکثر زیادہ آراستہ کرتے ہیں، اقسام اقسام کے جھاڑ فانوس و گلہ سستہ وغیرہ لگاتے ہیں، مقصد یہ ہوتا ہے کہ مجلس کی شان بھی معلوم ہو اور ہمارا نام بھی ہو، تا کہ دیکھنے والے کہیں کہ خوب سجایا ہے، محنت بھی کرتے ہیں، روپیہ بھی صرف کرتے ہیں، یہ آراستگی (۱) فتویٰ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

فتاویٰ میلاد شریف و عرس و میلاد مولانا احمد علی سہارن پوری و حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، مطبع بلالی، ساڈھورہ، سنہ طباعت: ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۹۰۳ء۔

(۲) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال (۴۹۱) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) عن عمر رضي الله تعالى عنه يقول على المنبر سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: لا تطروني كما أطرت النصارى الحديث (صحيح البخاري: ۴۹۰/۱، كتاب الأنبياء، باب قول الله عز وجل: ﴿وَإِذْ كُفِرَ فِي الْكِتَابِ مَرِيَمَ الْآيَةِ﴾)

جائز ہے یا ناجائز؟

(ج) میلاد شریف کے موقعہ پر بریلی میں ڈاکٹر صاحب کے لیے ایک تخت بچھا کر اس کو آراستہ کیا جاتا ہے، اور اس پر گلدستہ وغیرہ لگائے جاتے ہیں، اس پر ڈاکٹر صاحب مع اپنے ہمراہیان کے بیٹھتے ہیں، ان ذاکرین میں اکثر نوجوان لڑکے خوش گلو ہوتے ہیں، اشعار نعت شریف خوش گلوئی اور دھن کے ساتھ گائے جاتے ہیں، اس موقعہ پر اکثر صاحبان کو کچھ وجد و رقت بھی ہو جاتی ہے، یہ آرائشی تخت اور یہ طریقہ میلاد شریف پڑھنے کا جو مثل گانے کے ہوتا ہے اور ان اشخاص سے پڑھوانا جو کم علم یا بے ڈاڑھی و مونچھ کے ہیں جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو بانی مجلس و سامع کسی گناہ کے مرتکب ہیں یا نہیں؟ (۱۳۳۲/۹۲۰ھ)

الجواب: (الف) درحقیقت مجالس میلاد شریف مروجہ میں روایات موضوعہ وضعیفہ پڑھی جاتی ہیں، جن کی کچھ اصل شریعت میں نہیں ہے، اور روایات موضوعہ کا سننا بھی درست نہیں ہے، حدیث شریف میں وارد ہے: من کذب علی متعمداً فلیتوباً مقعده من النار (۱) یعنی جس نے اوپر میرے جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے۔

(ب) ایسے تکلفات اور اسراف کی بھی شریعت میں ممانعت ہے، اور یہی ایک وجہ ممانعت مجلس میلاد شریف مروجہ ہے، جیسا کہ فتاویٰ مطبوعہ مبسوطہ میں ثابت کیا گیا ہے (۲)

(ج) یہ طریقہ بھی ناجائز ہے، اور امارد اور فساق اور فجار کے مجمع میں شریک ہونا اور اشعار سننا بھی جائز نہیں ہے، فقط اس کی تفصیل بھی فتاویٰ مطبوعہ میں موجود ہے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

میلاد کا جائز طریقہ

سوال: (۶۷۱) میلاد کا پڑھنا کس طرح جائز ہے؟ (۲۳/۸۶۱-۱۳۳۵ھ)

الجواب: روایات صحیحہ کے ساتھ بدون قیود زائدہ کے ذکر ولایت شریف مستحب اور ثواب

(۱) عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: بلغوا عني ولو آية وحدثوا عن بني إسرائيل ولا حرج و من كذب علي متعمداً الحديث. (مشكاة المصابيح، ص: ۳۲، کتاب العلم، الفصل الأول)

(۲) تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: ”فتاویٰ میلاد شریف و عرس و میلاد“ ص: ۸۔

ہے، اور موضوعہ روایات اور قیود وغیرہ سے بدعت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

میلا د مروجہ میں کیا کیا بدعات و منکرات ہیں؟

سوال: (۶۷۲) مولود شریف میں ہندوستان میں جو بدعات اور مکروہات شامل ہو گئی ہیں جس کی وجہ سے ممنوع قرار دیا گیا ہے، بہ راہ عنایت اس کی تفصیل تحریر فرمادیں تاکہ اسے پڑھ کر کیا جائے۔ (۱۳۳۳-۳۳/۳۲۷ھ)

الجواب: تفصیل ان بدعات و مکروہات کی جو میلا د شریف مروجہ میں داخل ہو گئی ہیں طویل ہے، اس بارے میں جو فتویٰ چھپ کر شائع ہوا ہے بہ نام فتویٰ میلا د شریف وہ منگالیں، مختصر یہ ہے کہ روایات موضوعہ ضعیفہ بیان نہ کی جائیں، فاسق فجار تارک صلاۃ و صوم و مرتکب منہیات شرعیہ شریک نہ ہوں، اور روشنی حاجت سے زیادہ نہ کی جائے قیام نہ کیا جائے، بلکہ صحیح روایات مثل وعظ کے کوئی عالم بیان کر دے، اور غزلیات و اشعار بھی اس میں نہ ہوں، ان کے سوا دیگر امور بھی ہیں جن کی تفصیل ان کتابوں اور فتوؤں کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتی ہے جو اس بارے میں مطبوع ہیں، حضرت مولانا رشید احمد قدس سرہ گنگوہی کا فتویٰ اور حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری کا فتویٰ مبسوط طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے، غالباً مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور سے مولوی یحییٰ صاحب تاجر کتب سے ملے گا، ان سے منگالیں، بہ ذریعہ وی پی بھیج دیں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مجلس میلا د میں شریک ہونا اور شیرینی لینا جائز نہیں

سوال: (۶۷۳) میلا د شریف میں شیرینی تقسیم کرنا اور اس شیرینی کا لینا اور وقت سلام قیام کرنا اور شیعہ لوگ جو امام حسین علیہ السلام کے نام کی مجلس کرتے ہیں اس میں شریک ہونا اور شیرینی لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۳-۳۳/۷۰۲ھ)

الجواب: ایسی مجالس میں شریک ہونا نہ چاہیے، یہ بدعتیں ہیں، جو لوگوں میں جاری ہیں، ان کو قطعاً چھوڑ دینا چاہیے، اور جب شریک مجالس مذکورہ نہ ہوگا تو شیرینی بھی نہ لے گا، پس ایسا ہی چاہیے کہ نہ شریک ہونہ شیرینی لے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مولود شریف کے بارے میں نازیبا بات کہنا

سوال: (۶۷۴) ایک شخص کہتا ہے کہ مولود کا پڑھنا اور سننا کسی طرح جائز نہیں ہے، صحابہ کرام و ائمہ مجتہدین سے ثابت نہیں، محفل میلاد قائم کرنا اور مولود پڑھنا بدعت ہے، ایک دوسرا شخص مسمیٰ محمد حسن بول اٹھا کہ مولود کے اوپر پیشاب کر دینا چاہیے — نعوذ باللہ منہ — اس کے حق میں کیا ارشاد ہے؟ (۱۱۲۸/۳۳-۱۳۳۳ھ)

الجواب: یہ صحیح ہے کہ بہ ہیئتِ کذا سیئہ مولود شریف کی مجلس قائم کرنا شریعت غراء سے ثابت نہیں ہے، لہذا محققین اس کو بدعت فرماتے ہیں، لیکن ایسا حکم جو محمد حسن نامی نے کہا نہ کہنا چاہیے، کیونکہ اصل مولود شریف کی ذکر خیر رسول اللہ ﷺ کا ہے اگر یہ عوارض جو اس میں بڑھا دیے گئے ہیں نہ ہوتے تو ذکر ولادت شریفہ مثل سائر اذکار رسول اللہ ﷺ امر مستحب و موجب خیر و برکت ہے، پس ایسے الفاظ بے تامل کہہ دینا علامتِ جہل کی اور سوائے ادبی ہے۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ۔ فقط

میلاد سے متعلق حضرت گنگوہیؒ کی ایک عبارت کی وضاحت

سوال: (۶۷۵) میلاد شریف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص میلاد کو کنہیا (۱) جی کا جنم بتلائے وہ کس حکم میں ہے؟ (۱۱۴۷/۱۳۳۵ھ)

الجواب: مولود شریف کو کسی نے ایسا نہیں کہا جیسا کہ سائل لکھتا ہے، بلکہ جو لوگ جہلاء مولود شریف میں بہ وقتِ ذکر ولادت قیام اس نیت سے کرتے ہیں کہ گویا آپ کی ولادت اس وقت ہوئی جیسا کہ بعض جہلاء کا خیال ہے، اس کو علمائے ربانی نے رد فرمایا ہے کہ تم لوگ اس عقیدہ اور خیال میں ہنود کے ساتھ تشبہ کرتے ہو جیسا کہ ہنود کنہیا کی پیدائش کا سانگ (ادا کاری) ہر سال کرتے ہیں، تم بھی ہنود کا سا فعل کرتے ہو یا جیسا روافض نقل شبیہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ہر سال کرتے ہیں تم بھی ویسا ہی کرتے ہو الخ تو واضح ہوا کہ کنہیا کے ساتھ مشابہت کرنے والے اس بارے میں وہ مولود کرنے والے ہیں جو بہ نیت مذکورہ ذکر ولادت شریفہ کے وقت قیام کرتے ہیں، ان کو اس سے

(۱) کنہیا: سری کرشن جی۔ (فیروز اللغات)

روکا گیا ہے کہ ایسی مشابہت اختیار نہ کرو کہ یہ فسق ہے، حاصل یہ ہے کہ منع فرمانے والے علماء اہل مولود کو ان کی اس حرکت ناشائستہ اور عقیدہ فاسدہ اور مشابہت بالکفار سے روکتے ہیں، نہ یہ کہ علمائے مانعین مشابہت مذکورہ دیتے ہیں، اس کو خوب سمجھ لو، اصل عبارت فتویٰ مطبوعہ کی دیکھو (۱) جس کو حضرت قطب الاقطاب محدث و فقیہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ نے مفصلاً اپنے فتویٰ میں تحریر فرمایا ہے اس کو خوب سمجھ لو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نصیحت کی غرض سے مجلس میلاد قائم کرنا

سوال: (۶۷۶) میلاد شریف بغیر قیام اس غرض سے کہ مسلمان راہ حق پر آجاویں، اور شرک اور بدعت سے توبہ کریں، اور اس میں بالکل نصیحت ہی نصیحت ہو، جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۱۳۳۵ھ)
الجواب: بجائے میلاد شریف کے وعظ کی مجلس قائم کر کے اس میں نصیحت وغیرہ کرنی چاہیے، میلاد شریف کے نام سے مجلس منعقد نہ کرنی چاہیے کہ مجلس میلاد قطع نظر قیام کے بھی درست نہیں

(۱) الحاصل قیام وقت ذکر ولادت کی یا یہ وجہ ہے کہ یہ لوگ کسی روایت موضوعہ کو سند جواز کرتے ہیں یا کسی قول یا فعل کسی بزرگ سے متمسک ہوتے ہیں، سو معلوم ہو چکا کہ موضوعات اور اقوال و افعال بزرگان سے ندب و جواز ثابت نہیں ہوتا، جب تک کوئی دلیل شرعی نہ ہو تو ایسی صورت میں ہرگز ندب وغیرہ کا ثبوت نہیں، اور جو بہ زعم خود وہ ثابت جان رہے ہیں تو تاہم در صورت واجب و مؤکد جاننے کے بدعت ہو جاوے گا، یا یہ وجہ ہے کہ روح پاک علیہ السلام کی جو عالم ارواح سے عالم شہادت میں تشریف لائی اس کی تعظیم کو قیام ہے تو یہ بھی محض حماقت ہے، کیوں کہ اس وجہ میں قیام کرنا وقت وقوع ولادت شریفہ کے ہونا چاہیے اب ہر روز کوئی ولادت مکرر ہوتی ہے؟ پس یہ ہر روزہ اعادہ ولادت تو مثل ہنود کے ہے کہ ساگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے ہے کہ نقل شہادت اہل بیت ہر سال بناتے ہیں، معاذ اللہ ساگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور یہ خود حرکت قبیحہ قابل لوم و حرام و فسق ہے، بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوئے وہ تو تاریخ معین پر کرتے ہیں اُن کے یہاں کوئی قید نہیں جب چاہیں یہ خرافات فرضی بناتے ہیں اور اس امر کی شرع میں کہیں نظیر نہیں کہ کوئی امر فرضی ٹھہرا کر حقیقت کا معاملہ اُس کے ساتھ کیا جاوے، بلکہ یہ شرع میں حرام ہے، لہذا اس وجہ سے یہ قیام حرام ہوا اور موجب تشابہ کفار و فاسق کا ٹھہرا۔

(فتاویٰ میلاد شریف و عرس و میلاد ص: ۱۳-۱۴، مطبوعہ: مطبع مجتہائی دہلی)

ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قیام میلادی کا حکم

سوال: (۶۷۷) میلاد شریف میں قیام کرنا کیسا ہے؟ بعض حضرات قوموا الی سیدکم والی حدیث سے استدلال کرتے ہیں، جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔ (۱۳۳۳ھ-۳۲/۲۵۵۶)

الجواب: ممانعت و کراہت قیام میں یہ حدیث وارد ہے:

عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: لم يكن شخص أحب إليهم من رسول الله صلى الله عليه وسلم، وكانوا إذا رأوه لم يقوموا لما يعلمون من كراهيته لذلك، رواه الترمذي وقال: هذا حديث حسن صحيح غريب (۱) (ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے نزدیک آنحضرت ﷺ سے زیادہ کوئی شخص محبوب نہ تھا اس کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین آپ ﷺ کو دیکھ کر کھڑے نہیں ہوتے تھے، اس لیے کہ وہ جانتے تھے کہ آپ ﷺ کو کھڑے ہونے سے ناگواری ہوتی ہے)

دوسری حدیث یہ ہے: عن معاوية رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من سره أن يتمثل له الرجال قياماً فليتبوأ مقعده من النار، رواه الترمذي و أبو داود (۲) (ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو خوشی ہو اس بات سے کہ لوگ اس کے لیے کھڑے ہوں تو اس کو اپنا ٹھکانہ جہنم میں تلاش کرنا چاہیے) تیسری حدیث یہ ہے: عن أبي أمامة رضي الله عنه قال: خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم متوكلًا على عصا، فقمنا إليه، فقال: لا تقوموا كما يقوم الأعاجم يعظم بعضها بعضاً (۳) (رواہ ابو داؤد) (ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول

(۱) جامع الترمذي: ۱۰۴/۲، أبواب الاستيذان والأدب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في كراهية قيام الرجل للرجل.

(۲) ترمذي شريف کا حوالہ سابقہ نیز سنن أبي داؤد: ۱۰/۲، کتاب الأدب، باب: الرجل يقوم للرجل يعظمه بذلك.

(۳) سنن أبي داؤد: ۱۰/۲، کتاب الأدب، باب الرجل يقوم للرجل يعظمه بذلك.

اللہ ﷺ لاٹھی پر ٹیک لگا کر ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم آپ ﷺ کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بعض بعض کی تعظیم کی غرض سے کھڑے نہ ہوں جس طرح عجمی لوگ ایک دوسرے کی تعظیم کی غرض سے کھڑے ہوتے ہیں)

اور جس حدیث کا آپ نے جواب طلب کیا ہے، اس حدیث میں قوموا لیسیدکم نہیں ہے؛ بلکہ قوموا الی سیدکم ہے (۱) اس قیام کی عمدہ وجہ یہ ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جس وقت ہمارے پر سوار ہو کر تشریف لائے، وہ زخمی تھے، ان کے اتارنے کے لیے آپ نے انصار کو حکم فرمایا کہ اٹھو اور ان کو اتارو؛ چنانچہ مرقات میں یہ عبارت ہے: وقیل: معناه قوموا لإعانتہ فی النزول عن الحمار إذ كان به مرض وأثر جرح أصاب أكحله يوم الأحزاب، ولو أراد تعظیمہ لقال: قوموا لیسیدکم، ومما يؤیدہ تخصیص الأنصار والتخصیص علی السیادة المضافة وإن الصحابة رضي الله عنهم ما كانوا يقومون له صلى الله عليه وسلم تعظیمًا له مع أنه سید الخلق؛ لما يعلمون من كراهية لذلك علی ما سیأتی إلخ (۲) اس عبارت سے ترجیح اس تاویل کی بھی واضح ہوگئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۶۷۸) بروقت منعقد ہونے محفل مولود شریف ذکر خیر آنحضرت ﷺ و پڑھنے حال پیدائش تعظیم کھڑا ہونا چاہیے یا نہیں؟ (۱۵۶۷/۱۳۳۷ھ)

الجواب: ترمذی شریف میں بہ سند صحیح حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے؛ لم یکن شخص أحب إليهم من رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانوا إذا رأوه لم يقوموا لما يعلمون من كراهيته لذلك، رواه الترمذي وقال: هذا حديث حسن صحيح غريب (۳)

(۱) عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه أن أهل قريظة لما نزلوا على حكم سعد، أرسل إليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فجاء على حمار أقمر، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: قوموا إلى سيدكم أو إلى خيركم، فجاء حتى قعد إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم. (سنن أبي داود: ۷/۵۸، كتاب الأدب، باب في القيام)

(۲) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المفاتيح ۸/۵۰۸، كتاب الآداب، باب القيام، الفصل الأول، رقم الحديث: ۴۶۹۵۔

(۳) جامع الترمذي: ۲/۱۰۴، أبواب الاستيذان والآداب، باب ما جاء في كراهية قيام الرجل للرجل.

حاصل اس حدیث شریف کا یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو آنحضرت ﷺ سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا، روحی فداہ اور باوجود اس کے جب آنحضرت ﷺ تشریف لاتے تو صحابہ آپ کو دیکھ کر کھڑے نہ ہوتے تھے، اس لیے کہ آنحضرت ﷺ اس کو مکروہ جانتے تھے، اور پسند نہ فرماتے تھے، اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مجلس مولود شریف میں التزام قیام امر پسندیدہ اور مرغوب شرعاً نہیں ہے۔

سوال: (۶۷۹) اس زمانہ میں جس طرح سے لوگ مولود شریف پڑھتے ہیں اور حضرت رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کے بیان میں قیام کرتے ہیں اس کی نسبت کیا حکم ہے؟ ائمہ اور تابعین سے ثابت ہے یا نہیں؟ مولانا عبدالحی صاحب کے فتاویٰ میں جو طبعی کی عبارت منقول ہے: **من أصرَّ على أمر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالترخصة فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال، فكيف من أصر على بدعة أو منكر؟! (۱) یہ صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۱۱۴۰ھ)**

الجواب: مولود مروجہ باہیت اور کیفیت موجودہ مرسومہ و قیام مفروضہ درست نہیں ہے، خیر القرون اور ائمہ دین سے ثابت نہیں ہے، اور اس کی تفصیل فتویٰ مطبوعہ حضرت مولانا احمد علی محدث سہارن پوری اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ العزیز میں موجود ہے، اس کو دیکھ لیا جاوے (۲) طبعی کی عبارت سے بھی اس میں استدلال مذکور ہے، اور مفصل جواب مسئلہ کا لکھا گیا ہے، اسی نام سے وہ فتویٰ شائع ہوا ہے، مولوی سید اصغر حسین صاحب دیوبندی مدرس مدرسہ لہذا سے وی پی سے طلب کریں، اس میں جملہ امور متعلقہ مولود شریف کی تحقیق و تفصیل موجود ہے۔ فقط

میلا دمروجہ اور قیام کو درست قرار دینے

والوں کے دلائل اور ان کا جواب

سوال: (۶۸۰) ایک شخص اپنی کتاب شمس الہدیٰ میں معہ حوالہ آیات کے مولود کے قیام اور

(۱) مرقاة المفاتیح: ۲۶/۳، کتاب الصلوة، باب الدعاء فی التشہد، الفصل الأول، رقم الحدیث: ۹۴۶۔

(۲) تفصیلی بحث کے لیے ملاحظہ فرمائیں: فتاویٰ میلا دشریف و عرس و میلا از مولانا احمد علی صاحب محدث سہارن پوری و حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی مد فیوضہما مطبع بلالی، ساڈھورہ، سنہ طبع ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۹۰۳ء۔

تقسیم شیرینی کو اور آرائش کرنا محفل کا درست فرماتے ہیں، آیات یہ ہیں: ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ﴾ (سورۃ اعراف، آیت: ۳۲)، ﴿مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَةَ﴾ (سورۃ مائدہ، آیت: ۸۷) وغیرہ، تفسیر کبیر میں ہے: الرَّابِع: أَنَّ الْمَلَائِكَةَ أَمَرُوا بِالسَّجُودِ لِآدَمَ لِأَجْلِ أَنَّ نُورَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي جِهَةِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ (۱) یہ امور کہاں تک صحیح ہیں؟ اور مزامیر کا کیا حکم ہے؟

(۱۰۱۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جو کچھ کتاب شمس الہدیٰ میں متعلق محفل میلاد مروجہ کے لکھا ہے صحیح نہیں ہے، اور استدلال آیات مذکورہ سے درست نہیں ہے، اسراف کی حرمت قرآن شریف سے ثابت ہے (۲) اور ان مجالس میں اسراف ہوتا ہے روشنی وغیرہ میں اور التزام مالا یلزم بدعت ہے، اور بدعت کی مذمت احادیث میں وارد ہے، قطع نظر اس کے اگر یہ مسئلہ آیات اور احادیث سے ثابت تھا تو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کبھی کیوں نہ کیا، یہ بڑی دلیل ہے اس کی ممانعت کی، اور تفسیر کبیر سے اگر استدلال کیا جاوے تو سجدہ ہی کو جائز کہنا چاہیے، حالانکہ یہ بہ اتفاق باطل ہے، الغرض جو کچھ شمس الہدیٰ کے مصنف نے لکھا ہے صحیح نہیں ہے، اور مزامیر بہ اتفاق ائمہ حرام ہے۔ فقط واللہ اعلم

سوال: (۶۸۱) ایک صاحب آیت: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ﴾ تا ﴿بِمَا تَعْمَلُونَ خَيْرٌ﴾ (سورۃ مجادلہ، آیت: ۱۱) سے قیام مولود ثابت کرتے ہیں، اس آیت سے قیام ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۹/۱۲۲۰ھ)

الجواب: تفسیر جلالین میں بہ تفسیر آیت: ﴿وَإِذَا قِيلَ انشُزُوا﴾ مذکور ہے: ﴿وَإِذَا قِيلَ انشُزُوا﴾ قوموا إلى الصلاة وغيرها من الخيرات ﴿فَانشُزُوا﴾ (۳) اور معالم التنزيل میں ہے کہ شان نزول اس آیت کا یہ ہے کہ اہل بدر آپ کی مجلس میں آئے اور مجلس میں جگہ نہ تھی تو آنحضرت ﷺ نے بہ رعایت اہل بدر اور لوگوں کو مجلس سے اٹھایا، اور اہل بدر کو ان کی جگہ بٹھا دیا، تو جن کو اٹھایا گیا ان پر یہ شاق ہوا، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ جس وقت تم کو رسول اللہ

(۱) مفاتیح الغیب المشتهر بالتفسير الكبير: ۳۰۲/۲، تحت تفسير الآية: ﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضِ الْآيَةِ﴾ المطبوعة: الحسينية المصرية .

(۲) ﴿وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ﴾ (سورۃ انعام، آیت: ۱۴۱، سورۃ اعراف، آیت: ۱۵۴)

(۳) تفسیر جلالین، ص: ۴۵۳، تفسیر سورۃ المجادلۃ۔

ﷺ فرمادیں کہ اٹھ جاؤ اور جگہ خالی کر دو تو تم بلا عذر اٹھ جاؤ (۱) پس قیام مجلس مولود کو اس سے کیا تعلق ہے؟! اس میں نہ کوئی حکم آنحضرت ﷺ کا ہے کہ اٹھو، علاوہ بریں اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب تم کو کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو اور نماز و جہاد وغیرہ میں چلو، تو تم لوگ فوراً تعمیل کرو کذا فی المعالم (۲)

الحاصل استدلال اس متدل کا غلط ہے اور تفسیر بالرائے میں داخل ہے، جس پر وعید شدید حدیث شریف میں وارد ہے (۳) أعاذنا الله تعالى منه . فقط والله تعالى اعلم

محفل میلاد میں نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کا خیال کر کے کھڑا ہونا کیسا ہے؟

سوال: (۶۸۲) اگر کوئی شخص اپنے دل میں یہ خیال کر کے میلاد شریف میں قیام کرے کہ

(۱) قال مقاتل بن حیان : كان النبي صلى الله عليه وسلم يكرم أهل بدر من المهاجرين والأنصار، فجاء ناس منهم يوماً وقد سبقوا إلى المجلس ، فقاموا حيال النبي صلى الله عليه وسلم وسلموا عليه فردّ عليهم، ثم سلموا على القوم فردّوا عليهم ، فقاموا على أرجلهم ينتظرون أن يوسع لهم ، فشق ذلك على النبي صلى الله عليه وسلم ، فقال لمن حوله : قم يا فلان! وائت يا فلان! فأقام من المجلس بقدر النفر الذين قاموا بين يديه من أهل بدر ، فشق ذلك على من أقيم من مجلسه وعرف النبي صلى الله عليه وسلم الكراهية في وجوههم ، فأنزل الله هذه الآية. (معالم التنزيل، ص: ۸۸۷، تفسير سورة المجادلة ، المطبوعة: المطبع الواقع في المعمورة المنبئي)

(۲) قال مجاهد و أكثر المفسرين : معناه إذا قيل لكم انهضوا إلى الصلوات وإلى الجهاد وإلى مجالس كل خير فقوموا لها ولا تقصروا. (معالم التنزيل، ص: ۸۸۸، تفسير سورة المجادلة)

(۳) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من قال في القرآن بغير علم فليتبوأ مقعده من النار .

وعن جندب بن عبد الله رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من قال في القرآن برأيه فأصاب فقد أخطأ. (جامع الترمذي: ۱۲۳/۲، أبواب تفسير القرآن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في الذي يفسر القرآن برأيه)

حضور ﷺ خود تشریف لاتے ہیں تو جائز ہے یا نہیں؟ اور قیام کرنے والے کافر ہیں یا نہیں؟ اور میت کے لیے اجرت دے کر ختم پڑھوانا کیسا ہے؟ (۱۳۳۷/۲۷۳۲ھ)

الجواب: اس عقیدہ کے ساتھ قیام بدعت اور ناجائز ہے، لیکن حکم کفر خلاف احتیاط ہے، یعنی اگرچہ ایسے عقیدہ میں جو کہ خلاف نصوص ہو خوف کفر ضرور ہے لیکن مفتی کو احتیاط کرنا لازم ہے، حکم کفر نہ کرنا چاہیے، اور ختم وغیرہ پر اجرت لینا ناجائز نہیں ہے، اور اس سے میت کو ثواب نہیں پہنچتا۔ فاذا لم یکن للقاري ثواب لعدم النية الصحيحة فأین یصل الثواب إلى المستأجر، ولو لا الأجرة ما قرأ أحد لأحد. كما حققه في الشامي بما لا مزيد عليه (۱) والمعروف كالمشروط (۲) كما هو مُسَلَّم و معروف. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محفل میلاد میں آنحضرت ﷺ کی روح مبارک آتی ہے یا نہیں؟

سوال: (۶۸۳)..... (الف) مولود شریف پڑھوانا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) بہ وقت ذکر ولادت کھڑے ہو کر سلام پڑھنا اور ہاتھ باندھنا جائز ہے یا نہیں؟

(ج) مولود میں حضرت ﷺ کی روح مبارک آتی ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۲/۸۸۳ھ)

الجواب: (الف-ج) مجلس مولود شریف مروجہ کو جو بدعات و منکرات کو مشتمل ہوتی ہے علماء نے بدعت لکھا ہے، اسی طرح تعیین قیام بہ ذکر ولادت شریفہ ثابت نہیں ہے، اور یہ عقیدہ رکھنا کہ ایسی مجلس میں روح آنحضرت ﷺ تشریف لاتی ہے ثابت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۶۸۴) بہ وقت ذکر ولادت آنحضرت ﷺ قیام کرنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آنحضرت ﷺ تشریف لاتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۷-۴۶/۱۲۷۶ھ)

الجواب: یہ عمل اس کیفیت اور عقیدہ کے ساتھ جائز نہیں ہے اور سلف سے ثابت نہیں ہے۔

وکفی بهم حجة و قدوة. وقال عليه الصلاة والسلام: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس

(۱) الشامي على الدر: ۶۶/۹، كتاب الإجارة، مطلب: تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة إلخ.

(۲) المعروف بالعرف كالمشروط شرطاً. (قواعد الفقه، ص: ۱۲۵، رقم القاعدة: ۳۳۴،

المطبوعة: اثر في بك ڈیو، دیوبند)

محفل میلاد میں آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری

کا عقیدہ نہ ہو تو کھڑا ہونا کیسا ہے؟

سوال: (۶۸۵) قیام مولود جائز ہے یا نہیں؟ اگر آنحضرت ﷺ کی روح مبارک کے حاضر ہونے کا خیال نہ کیا جائے تو قیام کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۳/۱۹۰۴ھ)
الجواب: یہ قیام ثابت نہیں ہے اور عقیدہ مذکورہ کے ساتھ بھی جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

میلاد مروجہ کی مجلس میں شرکت کرنا اور اس میں چندہ دینا کیسا ہے؟

سوال: (۶۸۶) مجلس میلاد میں لڑکے جمع ہوتے ہیں اور اشعار پڑھتے ہیں اور قیام بھی ہوتا ہے اور ایک ہندو شاعر بھی آکر اشعار نعتیہ پڑھتا ہے، یہ مجلس جائز ہے یا نہیں؟ اور اس میں چندہ دینا کیسا ہے؟ (۱۳۳۲-۳۳/۸۹ھ)

الجواب: عن عبد اللہ بن مسعود رضي الله عنه قال: لا يجعل أحدكم للشيطان شيئاً من صلاته يرى أنّ حقاً عليه أن لا ينصرف إلا عن يمينه ، لقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم كثيراً ينصرف عن يساره ، متفق عليه (۲) (مشكاة) قال الطيبي: وفيه: أن من أصرّ على أمر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالترخصة فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال ، فكيف من أصرّ على بدعة أو منكر؟! (۳) (مرقاة شرح مشكاة)

اس روایت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور عبارت طیبی سے معلوم ہوا کہ امر مندوب پر بھی اصرار کرنا اور اس کا التزام مثل واجبات کے کرنا اتباع شیطان ہے، پس مجلس میلاد مروجہ میں جو کچھ التزام قیام و روشنی زاید از حاجت و اجتماع فساق و امارد و اشعار و غزل خوانی و روایات غیر صحیحہ کے پڑھنے

(۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال (۴۹۱) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) مشكاة المصابيح، ص: ۸۷، کتاب الصلاة، باب الدعاء في التشهد، الفصل الأول .

(۳) مرقاة المفاتيح: ۲۶/۳، کتاب الصلاة، باب الدعاء في التشهد، رقم الحديث: ۹۴۶

وغیرہ کا ہے، یہ سب شرعاً قبیح و منکر ہے، اور مرتکب امور مذکورہ کے حسب تصریح بالاتّبع شیطان لعین کے ہیں، پس شرکت ایسی مجلس میں اور چندہ دینا اس میں درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مولود شریف اگر بدعات و منکرات سے خالی ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۶۸۷) مولود شریف پڑھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ میں نے اکثر خانہ کعبہ میں اور مدینہ منورہ میں پڑھتے دیکھا ہے۔ (۱۳۳۴-۳۳/۳۱۹ھ)

الجواب: ہندوستان میں مولود شریف میں چونکہ بہت سی بدعات اور مکروہات شامل ہو گئی ہیں، اس وجہ سے ممنوع ہے، اگر بدعات و منکرات سے خالی ہو تو محض ذکر آنحضرت ﷺ و ذکر ولادت آنحضرت ﷺ مستحب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
سوال: (۶۸۸) نفس میلاد شریف کا کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۱/۲۸۴۸ھ)

الجواب: میلاد شریف کے متعلق جو کچھ تحقیقات علماء کی ہیں وہ مشہور و معروف ہیں، حاصل یہ ہے کہ علمائے محققین اس کو بہ وجہ اشتغال بدعات و منکرات منع فرماتے ہیں، اور نفس ذکر میلاد شریف اگر خالی از منکرات ہو تو مستحب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کار خیر کے لیے جمع کی ہوئی رقم نیاز و میلاد شریف میں صرف کرنا

سوال: (۶۸۹) جو رقم آمدنی کار خیر کے واسطے نکالی جائے اس میں سے نیاز بزرگان دین کی و محفل میلاد شریف میں خرچ کرنا اور کسی مدرسہ میں دینا جائز ہوگا یا نہیں؟ (۱۳۳۹/۸۱ھ)
الجواب: نیاز و میلاد شریف میں صرف نہ کیا جائے، بلکہ محتاجوں اور مسکینوں کو یا کسی مدرسہ کے غریب طالب علموں کو دیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

صرف میلاد شریف پڑھنا یا سننا نجات کے لیے کافی نہیں

سوال: (۶۹۰) جو گروہ مسلمانوں کا نماز روزہ ادا نہ کرتا ہو، بلکہ میلاد شریف پڑھتے سنتے ہوں تو صرف میلاد شریف سے ان کی بخشش ہو سکتی ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۹/۳۳۶ھ)

الجواب: جو شخص تارکِ صلاۃ ہو تو ظاہر ہے کہ میلاد شریف پڑھنے سے اس کو کیا نفع ہو سکتا ہے؟! بلکہ آخرت میں وہ مستحقِ عذابِ سخت کا ہے، لیکن اگر وہ با ایمان مرا ہے تو بہ قدر گناہ عذاب ہو کر انجام کار داخل جنت ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ہندو کے مکان میں محفلِ میلاد منعقد کرنا کیسا ہے؟

سوال: (۶۹۱) ہندو کے مکان پر مولود پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۷۷۴)۔
الجواب: مجلسِ میلاد شریف منعقد کرنا حسبِ رسومِ مروجہ زمانہ کہیں بھی جائز نہیں ہے، چہ جائیکہ کفار کے مکان پر۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مجلسِ مولود میں شریک ہونا اور حمد و نعت پر واہ واہ کہنا

سوال: (۶۹۲) اگر کہیں وعظ یا مولود ہو اور خداوند کریم کی حمد و نعت ہو، ایسی جگہ امام صاحب بجائے سبحان اللہ کے واہ واہ کا نعرہ لگاتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۵/۶۲)۔
الجواب: مولود کی مجلس میں اس زمانہ میں شریک ہونا نہ چاہیے، کیوں کہ مجلسِ موصوف میں بہت سی بدعات ہوتی ہیں، اور مجلسِ وعظ کی نسبت ایسے کلمات کہنا نہ چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

میت کے پاس مولود کرنا کیسا ہے؟

سوال: (۶۹۳) میت کے پاس مولود کرنا کیسا ہے؟ (۱۳۴۷-۴۶/۳۱۳۸)۔
الجواب: میت کے پاس مولود کرنا بدعت اور ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

طوائف کے مکان پر میلاد پڑھنا کیسا ہے؟

سوال: (۶۹۴) طوائف کے مکان پر میلاد پڑھنا یا اس کی مٹھائی پر فاتحہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۷-۴۶/۳۲۰۹)۔

الجواب: جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کسی مزار کے دروازے سے گزرنا باعثِ نجات نہیں

سوال: (۶۹۵) ایک مکان کے اندر ایک فقیر کی قبر ہے، اس مکان کا ایک دروازہ بند رہا کرتا تھا اور باقی دروازے کھلے رہتے تھے، ایک شخص نے آکر اس دروازہ کو کھول دیا، اس پر بعض لوگوں نے یہ یقین کیا کہ یہ دروازہ خود بہ خود کھل گیا ہے اور جو شخص اس دروازہ سے گزرے گا اس پر آگ دوزخ کی حرام ہو جائے گی اور وہ بہشتی ہو جائے گا؛ چنانچہ زید، عمر، بکر اسی وجہ سے اس دروازہ سے گزرے؛ تو ان کو کافر کہا جائے گا یا نہیں؟ اور دروازہ مذکورہ کو بند کرنا کیسا ہے؟ (۳۶/۲۰۹-۱۳۳۷ھ)

الجواب: دروازہ مذکورہ کو بند کر دینا ضروری ہے جو قنوں کا دروازہ ہے، اور عقیدہ مذکورہ کے ساتھ اس دروازہ سے گزرنا جائز نہیں ہے، لیکن زید، عمر، بکر کو کافر نہ کہا جائے کیونکہ تکفیر مسلم میں نہایت احتیاط کرنا لازم ہے۔ شرح فقہ اکبر میں ہے: وقد ذکرنا أنّ المسئلة المتعلقة بالكفر، إذا كان لها تسع وتسعون احتمالاً للكفر واحتمال واحد في نفيه، فالأولى للمفتي والقاضي أن يعمل بالاحتمال النافي إلخ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایصالِ ثواب کا صحیح طریقہ

سوال: (۶۹۶) ہمارے گرد و نواح میں اس امر کی باز پرس ہو رہی ہے کہ بزرگانِ دین کی ارواح کو کسی چیز کا ختم نہیں دینا چاہیے، اور نہ ہی ایصالِ ثواب کے لیے وقت یا دن مقرر کرنا چاہیے، مثلاً جمعرات یا گیارہویں، یہ بات صحیح ہے یا نہیں؟ (۷۷۲/۱۳۴۰ھ)

الجواب: یہ بات صحیح ہے کہ اموات کی ارواح کو جو کچھ ثواب پہنچایا جاوے، اس میں کوئی دن اور تاریخ مقرر نہ کی جاوے، جب توفیق ہو بدون تعینِ سوم و دہم و چہلم و یازدہم وغیرہ کے محتاجوں کو کھانا کھلا دیا جاوے یا کپڑا دے دیا جاوے یا نقد دے دیا جاوے یہ بہتر ہے، اور نقد دینا سب سے بہتر ہے، اور مخفی طریقہ سے دینا اچھا ہے، اور ریاء سے بعد ہے، اور کلمہ طیبہ و قرآن شریف پڑھوا کر

(۱) شرح الفقہ الاکبر، ص: ۱۹۹، المسئلة المتعلقة بالكفر إلخ، المطبوعة: مطبع مجتہبی،

اور پڑھ کر بھی ثواب پہنچایا جاوے، مگر ایسے لوگ پڑھیں جو لوجہ اللہ پڑھیں، اور کچھ اجرت نہ لیں، ورنہ ثواب نہیں ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۶۹۷) مردہ کے لیے کون سے کام زیادہ ثواب پہنچانے والے ہوتے ہیں؟ دہم، چہلم وغیرہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۱/۱۵۳۳ھ)

الجواب: ایصال ثواب میت کے لیے بہتر ہے، صدقہ مالی ہو یا قرآن شریف اور کلمہ طیبہ کا ثواب پہنچایا جاوے، سب میت کو پہنچتا ہے، اور میت کو اس سے نفع ہوتا ہے، جو کچھ توفیق ہو میت کے لیے صدقہ خیرات بلا ریا و سمعہ کے اور کلمہ طیبہ ایک لاکھ مرتبہ اور قرآن شریف یا جو سورتیں یاد ہوں پڑھ کر ثواب پہنچایا جاوے، اور رسوم سویم، ودہلم و چہلم وغیرہ نہ کی جاویں کہ یہ محض رسمیں ہیں، اس میں ثواب میت کو نہیں پہنچتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اخلاص مقبول ہوتا ہے، جو کام اخلاص کے ساتھ ہو اس کا نفع میت کو پہنچتا ہے، اور دکھلانے اور سنانے کو جو رسمیں مثل دہم و چہلم وغیرہ کیا جاتا ہے، اس کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بلا تعین کسی دن ایصال ثواب کرنے کا مطلب

سوال: (۶۹۸) آپ لوگ جو بلا تعین تحریر فرماتے ہیں لہذا بلا تعین تو کوئی کام ہو ہی نہیں سکتا۔

(۱۳۳۵/۴۶۶ھ)

الجواب: اس کا مطلب یہ ہے کہ پابندی تیسرے دن یا دسویں دن یا چالیسویں دن وغیرہ کی نہ کی جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

زندگی میں سوم، دہم اور چہلم کرنا

سوال: (۶۹۹) سوم، دہم، چہلم زندگی میں کرنا ثواب ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۹/۱۱۳۱ھ)

الجواب: سویم و دہم و چہلم رسوم محدثہ ہیں، یہ رسوم نہ زندگی میں کرنا چاہیے، نہ بعد مرنے کے ہونی چاہیے اور ایصال ثواب کا عمدہ طریق یہ ہے کہ بدون تعین یوم و وقت کے لوجہ اللہ نقد یا کپڑے

یا کھانا فقراء کو صدقہ کر دے اور نقد دینا خفیہ سب سے بہتر ہے کہ اس میں ریاء نہ ہوگی، اور محتاج اس سے اپنی جملہ حاجات رفع کر سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سویم کی رسموں اور کھانے کا حکم

- سوال: (۷۰۰)..... (الف) سویم کے دن قرآن شریف پڑھوانا کیسا ہے؟
 (ب) سویم کے دن شام کو کھانا پکا کر غرباء کو تقسیم کیا جاتا ہے اس کا کھانا طلبہ کے لیے کیسا ہے؟
 (ج) سویم کے دن جو رسوم ہوتی ہیں ان کی پابندی کا کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۳-۳۲/۷۵۶ھ)
 الجواب: درست نہیں ہے۔
 (ب) طلبہ کے حق میں وہ کھانا درست ہے۔
 (ج) یہ برا ہے، اور بدعت کی پابندی امر مذموم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اہل میت کا پہلے، تیسرے اور ساتویں دن کھانا تیار کرنا کیسا ہے؟

سوال: (۷۰۱) زید کا قول ہے کہ اہل میت کو پہلے اور تیسرے دن یا ہفتہ کے بعد کھانا تیار کرنا اور قبر پر کھانا و شیرینی لے جانا اور قاریوں کو کلام اللہ پڑھوانے کو جمع کرنا مکروہ ہے، اور اہل میت سے ضیافت لینا بھی مکروہ ہے، اور دہم و چہلم وغیرہ کا کھانا فقہاء و صلحاء کو مکروہ ہے، بکر کہتا ہے کہ زید کا قول غلط ہے، ہر صورت اہل میت کا کھانا درست ہے، ہر دو میں کس کا قول صحیح اور کس کا قول غلط ہے؟

(۱۳۳۳-۳۲/۱۳۴۹ھ)

الجواب: زید کا قول صحیح ہے، بکر خلاف حکم شریعت کہتا ہے، رد المحتار میں فتح القدیر سے منقول ہے: ویکره اتخاذ الضیافة من الطعام من أهل المیت لأنه شرع فی السرور لا فی السرور، وہی بدعة مستقبحة. وروی الإمام أحمد و ابن ماجہ بإسناد صحیح عن جریر بن عبد اللہ قال: کنا نعد الاجتماع إلى أهل المیت وصنعهم الطعام من النیاحة أہ. وفي البزازیة: ویکره اتخاذ الطعام فی الیوم الأول والثالث وبعد الأسبوع، ونقل الطعام إلى القبر فی المواسم، واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقراء

للختم أو لقراءة سورة الأنعام أو الإخلاص إلخ (۱) الغرض زید کا قول اس بارے میں صحیح ہے، سوم، دہم، چہلم سب ممنوع و بدعت ہے، اور کھانا کھانا میت کا موافق تفصیل فقہاء مکروہ ہے، بکر کا قول بلا دلیل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

انتقال کے تیسرے دن قُل خوانی کرنا

سوال: (۷۰۲) ہمارے ملک میں میت کے واسطے تیسرے دن ایک مجلس قائم ہوتی ہے، اس کا نام قل خوانی ہے، مجلس میں غلہ گندم تقسیم کرتے ہیں، ان دانوں پر لوگ قل ہو اللہ پڑھتے ہیں، پھر دانہ جمع کر کے قل خوان کو دیتے ہیں، وہ ان پر سورہ ملک اور سورہ اخلاص اور فاتحہ پڑھتا ہے، اور بعد اس کے مجلس میں خیرات نقد و طعام اور گوشت وغیرہ تقسیم کرتے ہیں، اگر یہ رسوم تیسرے دن نہ کی جائیں تو مطعون ہوں، یہ رسوم بہ حیثیت مذکورہ جائز اور ضروری ہیں یا نہیں؟ (۱۳۳۷/۲۲۵ھ)

الجواب: قل خوانی اور سویم کرنا بہ طریق مذکور مکروہ اور بدعت ہے۔ لا أصل له في الدين، قال عليه الصلاة والسلام: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد (۲) اور ظاہر ہے کہ یہ اجتماع بہ روز سویم اور قل خوانی سلف صالحین میں اور زمانہ صحابہ و تابعین میں نہ تھا، رضوان اللہ علیہم اجمعین، پس لامحالہ بدعت ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بہ طور رسم تین دن تک خیرات کرنا کیسا ہے؟

سوال: (۷۰۳) تین دن تک اگر اہل میت کچھ خیرات کریں بہ طور رسم کے تو کیسا ہے؟

(۱۳۳۳-۳۳/۵۷۱ھ)

الجواب: بہ طور رسم کے کھانا کرنے میں کچھ ثواب اور نفع میت کو نہیں ہے، اور بہ طریق رسم و ریاء ایسا کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) الشامي على الدر: ۳/۱۳۸-۱۳۹، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت.

(۲) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال (۴۹۱) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

تیسرے دن کھانا پکانا اور مرحوم کے لڑکے کی دستار بندی کرنا

سوال: (۷۰۴) میت کے مرنے سے تین روز بعد طعام پکایا جاتا ہے، اور اس کے لڑکے کو دستار بندی کرائی جاتی ہے، یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۱۳۰/۱۳۳۸ھ)

الجواب: یہ رسم جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

گیارہویں کرنا اور اس کی شیرینی کھانا

سوال: (۷۰۵) گیارہویں کرنا اور اس کی شیرینی کھانا کیسا ہے؟ (۱۳۴۰/۴۷۳ھ)

الجواب: گیارہویں کا کچھ ثبوت نہیں ہے، اور اس کی شیرینی کھانا اگرچہ جائز ہے مگر اغنیاء کو اچھا نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رسم گیارہویں میں شرکت کرنا

سوال: (۷۰۶) رسم گیارہویں جو اس نواح میں بڑی شد و مد کے ساتھ ہوتی ہے اس میں امور ذیل ہوتے ہیں، مثل مولود کا اہتمام و آرائش و ازدحام بہ تداعی کیا جاتا ہے ایک شخص فضائل غوث پاک بیان کرتا ہے اکثر بے بنیاد روایتیں بیان کرتے ہیں، ایسی مجالس میں شرکت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۷/۶۴۲ھ)

الجواب: ایسی مجالس میں شرکت کو ہمارے فقہاء پسند نہیں فرماتے، اور چونکہ آج کل کی ایسی مجالس میں بہت سے منکرات شامل ہوتے ہیں، اس لیے اس نام کی مجالس میں شریک ہونا مناسب نہیں ہے، اگرچہ اصل میں صحیح روایات کے ساتھ فضائل رسول مقبول ﷺ و فضائل اولیاء کبار مثل حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ بیان کرنا موجب ثواب و برکات ہے، لیکن چونکہ جمع منکرات مجلس کو بدلنا اختیار سے باہر ہے اس لیے شریک ہونا ہی مناسب نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

میت کو کفن کرنے کے بعد دعائے مغفرت کرنا بدعت ہے

سوال: (۷۰۷) میت کو غسل اور کفن کرنے کے بعد دعائے مغفرت پڑھنی اور پھر جنازہ اٹھانا

صحیح ہے یا بدعت؟ (۱۳۳۳-۳۲/۲۱۳۹ھ)

الجواب: اس طور سے دعا کرنا ثابت نہیں ہے، لہذا بدعت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
سوال: (۷۰۸) یہاں مدت سے بعض لوگوں میں یہ رواج ہے کہ کفنہ کے بعد میت کو اہتمام کے ساتھ بہ ہیئت اجتماعیہ دعا کرتے ہیں، ایک امام صاحب کو جب دعا مذکورہ کے لیے بلایا تو انہوں نے اس کو ناجائز فرمایا، اس پر امام صاحب پر بہت کچھ لعن طعن کیا، آیا شرعاً اس دعا کا کچھ ثبوت ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۲/۲۸۶۴ھ)

الجواب: نماز جنازہ خود دعا للمیت ہے، سوائے نماز جنازہ کے بہ طریق مذکور بہ ہیئت اجتماعیہ دعا کا کچھ ثبوت نہیں ہے، اور یہ مکروہ و بدعت ہے، فقہاء نے بعد نماز جنازہ کے دعا کو ممنوع فرمایا ہے، پس ایسا ہی فعل مذکور یعنی دعا بہ ہیئت اجتماعیہ قبل نماز جنازہ بھی ممنوع ہے، اور امام مذکور پر لعن طعن کرنے والے گنہگار ہیں توبہ کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

میت کو دفن کرنے کے بعد قبرستان میں شیرینی

تقسیم کرنا اور روپیہ پیسہ خیرات کرنا کیسا ہے؟

سوال: (۷۰۹) میت کے ہمراہ قبرستان میں شیرینی لے جا کر تقسیم کرنا اور اس کا کھانا کیسا ہے؟ (۱۳۳۳-۳۳/۵۷۱ھ)

الجواب: درست نہیں ہے بلکہ بدعت ہے اور برا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
سوال: (۷۱۰) کسی کے گھر میت ہو جائے جنازہ لے جاتے وقت مکان پر چاول، نمک، روپیہ پیسہ خیرات کرنا پھر قبرستان میں بعد دفن روپیہ پیسہ خیرات کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۳/۱۶۱۷ھ)
الجواب: میت کی طرف سے صدقہ کرنا بہر صورت اچھا ہے لیکن کسی خاص وقت اور خاص شے کو ضروری سمجھنا بدعت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تدفین کے بعد لوگوں کا اہل میت کے پاس بیٹھنا کیسا ہے؟

سوال: (۷۱۱) بعد دفن میت کے اس کے وارثوں کے مکان پر جا کر جمع ہو کر بیٹھنا، اور اہل

میت اپنا کاروبار ترک کر کے تعزیت والوں کے پاس بیٹھتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۸۲۸) **الجواب:** درمختار میں ہے: ولا بأس..... بالجلوس لها في غير مسجد ثلاثة أيام (۱) اور شامی میں ہے: واستعمال ”لابأس“ هنا على حقيقته، لأنه خلاف الأولى إلخ (۱) پھر آگے جا کر لکھا ہے: ويكره له الجلوس في بيته حتى يأتي إليه من يعزى بل إذا فرغ ورجع الناس من الدفن فليتنفروا إلخ (۱) ان عبارات سے معلوم ہوا کہ یہ بیٹھنا مختلف فیہ ہے اور بہتر یہ ہے کہ اس کو ترک کیا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

وفات کے دن مخصوص کیفیت کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھنا

سوال: (۷۱۲) جس روز کوئی میت ہو اس روز شام کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا، پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور دوسری میں بھی یہی قراءت پڑھنا تخفیف عذاب کا سبب ہے، اور رسول مقبول ﷺ نے ادا کی ہیں، یہ نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۴-۳۳/۴۵۱) **الجواب:** نماز مذکورہ بہ کیفیت مذکورہ احادیث میں نہیں دیکھی گئی، اور بہ ظاہر اصل اس کی کچھ نہیں ہے، یہ کہنا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو ادا کیا ہے بہت دلیری اور ناواقفیت ہے، بدون تحقیق حدیث شریف ایسا کہہ دینا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حیلہ اسقاط کی مختلف صورتیں اور ان کا حکم

سوال: (۷۱۳) جب کوئی شخص مرتا ہے تو قرآن مجید کو اس کے جنازہ پر سر کے نزدیک لایا جاتا ہے، اور چند الفاظ اس کے ورثاء کی زبان سے ایسے کہلائے جاتے ہیں کہ میں یہ قرآن شریف اس میت کے گناہوں کا وسیلہ لاتا ہوں وغیرہ وغیرہ، اور ملا کو اس تعلیم کے عوض میں دو تین روپیہ دیتے ہیں، اسی کو ہمارے عرف میں اسقاط کہتے ہیں یہ امر جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۴-۳۳/۵۲۰) **الجواب:** یہ رسم خلاف شریعت ہے، اس کو چھوڑنا لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) الدر المختار و رد المحتار: ۳/۱۳۷-۱۴۰، کتاب الصلوة، باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت.

سوال: (۷۱۴) اسقاط یعنی حیلہ جو میت کے جنازہ کی نماز کے قبل یا بعد دیا جاتا ہے، وارثان میت پر واجب ہے کہ نہیں؟ وہ حیلہ یہ ہے: گیہوں ایک من ساڑھے بارہ سیر اور زر نقد کم از کم سوا روپیہ و قرآن مجید، اور غرض حیلہ دینے والوں کی یہ ہے کہ مردہ کی تمام قضا شدہ روزہ و نماز و حج وغیرہ کا یہ کفارہ ہو جاتا ہے، اور یہ کل جنازہ کی نماز پڑھانے والے کو دیتے ہیں، اور حیلہ لینے والے بیٹھ جاتے ہیں، اور ہاتھ میں قرآن شریف لے لیتے ہیں، اور ایک دعا بڑی سی پڑھتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ہم نے قبول کیا۔ (۱۳۳۵/۲۶۹ھ)

الجواب: حیلہ اسقاط مذکورہ وارثان میت پر واجب نہیں، اور ایسی وصیت کو بھی فقہاء نے جائز نہیں رکھا۔ قال في الدر المختار: ونص عليه في تبیین المحارم فقال: لا يجب على الولي فعل الدور وإن أوصى به الميت لأنها وصية بالتبرع، والواجب على الميت أن يوصي بما يفي بما عليه إن لم يضق الثلث عنه، فإن أوصى بأقل وأمر بالدور وترك بقية الثلث للورثة أو تبرع به لغيرهم فقد أثم بترك ما وجب عليه اهـ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۷۱۵)..... (الف) بعض جگہ پر حیلہ اسقاط مروج ہے کہ اسقاط کی صورت یہ کی جاتی ہے، کہ میت کے دفن کرنے کے بعد میت کے لیے ایک قرآن شریف اور اس کے ساتھ بلا حساب قدرے گیہوں کسی شخص امام مسجد وغیرہ کو اس نیت سے دیا جاتا ہے کہ اس کے ذمہ جس قدر نماز روزہ یا اور کوئی حق اللہ ہے وہ ساقط ہو جاتا ہے خواہ عمر بھر کی نماز ہو، اگر اس کی کوئی اصل ہے تو معہ حوالہ کتب تحریر فرمائیں، اور وہ لینے والا کہتا ہے کہ میت کے معاصی وغیرہ سب میں نے اپنے ذمہ لے لیے اسی کو اسقاط کہا جاتا ہے۔

(ب) شرع میں علاوہ کفارہ کے اسقاط کوئی شے ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس کی صورت کیا ہے؟ (۱۳۳۷/۱۰۰ھ)

الجواب: (الف) اس طریق سے اسقاط کرانا شریعت میں درست نہیں ہے اور بے اصل ہے، اور بہ حکم ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى﴾ (۲) کوئی کسی کے گناہ اپنے اوپر نہیں لے سکتا، یہ اس کی جہالت (۱) الشامي على الدر: ۴۶۶/۲، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب في إسقاط الصلاة عن الميت.

(۲) سورة أنعام، آیت: ۱۶۴، سورة بني اسرائيل، آیت: ۱۵، سورة فاطر، آیت: ۱۸، سورة زمر ==

ہے کہ ایسا کلمہ زبان سے نکالتا ہے، شامی میں ہے: ونصّ عليه في تبين المحارم فقال: لا يجب على الولي فعل الدور، وإن أوصى به الميت — إلى أن قال: — فإن أوصى بأقل وأمر بالدور، وترك بقية الثلث للورثة أو تبرّع به لغيرهم فقد أثم بترك ما وجب عليه إلخ (۱) (۴۹۲/۱)

(ب) شریعت میں حکم یہ ہے کہ اگر کسی کے ذمہ نمازیں یا روزے ہوں، اور وہ مال چھوڑے اور وصیت کرے کہ میری نمازوں اور روزوں کا فدیہ اور کفارہ ادا کرنا، تو ورثہ کے ذمہ لازم ہے کہ تہائی مال تک فدیہ ادا کریں، تہائی مال سے زیادہ میں ورثہ کا تبرع ہے اگر وہ ادا کر دیوے، ورنہ ان پر لازم نہیں ہے، اور فعل إسقاط بہ ہیئت مروجہ شریعت سے ثابت نہیں ہے اور درست نہیں ہے۔ قال في الدر المختار: ولو مات وعليه صلوات فائتة وأوصى بالكفارة يعطى لكل صلاة نصف صاع من بر كالفطرة وكذا حكم الوتر والصوم وإنما يعطى من ثلث ماله إلخ (۲) فقط

سوال: (۷۱۶) ایک ملک میں جب کوئی مرجاتا ہے تو بعد نماز جنازہ کی میت کی چار پائی کے پاس بیس یا چالیس یا اس سے زائد آدمی دائرہ باندھ کر بیٹھتے ہیں، اور قرآن شریف کو بمع فلوس یا دراہم رومال میں باندھ کر دائرہ مذکورہ میں تین مرتبہ پھیرتے ہیں، اور ہر ایک شخص واہب اور موہوب لہ بنتا ہے، یہ فعل جائز ہے یا حرام؟ (۱۳۳۰/۳۳۷ھ)

الجواب: فعل مذکور شریعت میں ثابت نہیں ہے، اور اس کی کچھ اصل نہیں ہے، لہذا بدعت و مکروہ ہے۔ قال عليه الصلاة والسلام: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو ردّ الحديث (۳)

== آیت: ۷، سورہ نجم، آیت: ۳۸۔

(۱) الشامي على الدور: ۴/۳۶۶، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب في إسقاط الصلاة عن الميت.

(۲) الدر المختار مع رد المحتار: ۲/۳۶۵-۳۶۶، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب في إسقاط الصلاة عن الميت.

(۳) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال (۴۹۱) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

تدفین کے بعد چالیس یا ستر قدم واپس آ کر فاتحہ پڑھنا

سوال: (۷۷) بعد دفن میت کے چالیس قدم یا ستر قدم واپس آ کر فاتحہ پڑھنا اس کی کوئی دلیل ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو مرتکب اس کا عاصی ہے یا نہیں؟ اور اس وقت پاؤں جوتی سے نکال لیتے ہیں، اور بعض جوتی کے اوپر رکھ لیتے ہیں اس کا کچھ ثبوت ہے یا نہیں؟ اور مرتکب اس کا کیسا ہے؟ ایک طرف تو ارشاد ہے: کَلْ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (۱) (الحديث) اور دوسرا ارشاد ہے: مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا (۲) (الحديث) اگر مطابق پہلی حدیث شریف کے سب نئی چیزیں گمراہی فرض کر لی جائیں، تو پھر من سنّ کے لحاظ سے جو بھی نیا طریقہ اسلام میں ہوگا وہ گمراہی ہوگا، اس صورت میں شرعی حکم کیا ہے؟ (۱۳۳۷/۹۵۹ھ)

الجواب: اس کا کچھ ثبوت نہیں ہے، اور مرتکب اس کا بدعتی اور عاصی ہے۔ لقولہ علیہ الصّلاة والسلام: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ (۳) اور حدیث من سنّ سنّة حسنّة فی الإسلام (۲) سے مراد وہ طریقہ ہے جو حکم شریعت کے موافق اور نصوص سے اس کا حسن ثابت ہے، جیسا کہ لفظ سنّة حسنّة سے واضح ہے، یا کوئی سنت چھوٹ گئی تھی اس کو اس شخص نے پھر زندہ کیا تو اس کو کہا جائے گا کہ اس نے طریقہ حسنہ اور طریقہ مشروعہ جو گم ہو گیا تھا جاری کیا اور پھیلایا، اور بدعة ضلالة خود گمراہی ہے، اس کا جاری کرنے والا اور پھیلانے والا گمراہی کو پھیلاتا

(۱) عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول في خطبته: يحمد الله ويثنى عليه بما هو أهله ثم يقول: من يهده الله فلا مضلّ له و من يضلله فلا هادي له وشرّ الأمور محدثاتها و كلّ محدثة بدعة و كلّ بدعة ضلالة الحديث.

(سنن النسائي: ۱/۱۷۹، كتاب صلاة العيدين، كيف الخطبة؟)

(۲) عن المنذر بن جرير عن أبيه رضي الله عنهما قال: كنّا عند رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم في صدر النهار فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: من سنّ في الإسلام سنّة حسنّة، الحديث. (الصحيح لمسلم: ۱/۳۲۷، كتاب الزكاة، باب الحث على الصدقة ولو بشقّ تمر أو كلمة طيبة و أنّها حجاب من النار)

(۳) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال (۴۹۱) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

ہے، اور احداث فی الدین کرتا ہے، گو درحقیقت شارع بنتا ہے، اور شریعت جدیدہ ایجاد کرتا ہے، اور دین مکمل کو ناقص سمجھتا ہے، اور ﴿الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾ (سورہ مائدہ، آیت: ۳) کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ بدعت سے محفوظ رکھے کہ یہ بہت سخت گمراہی ہے، فاسق تو گناہ کو برا بھی جانتا ہے مگر بدعتی بدعت کو اچھا سمجھ کر کرتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مردہ کو لحد میں رکھتے وقت کچھ آیتیں پڑھ کر شیرینی تقسیم کرنا

سوال: (۷۱۸) جو لوگ مردے کے ساتھ شیرینی وغیرہ لے جاتے ہیں جس وقت مردے کو لحد میں رکھتے ہیں تو امام بہ آواز بلند چند آیات قرآن شریف کی پڑھتا ہے بعد اس کے شیرینی تقسیم کرتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۷/۹۷۵ھ)

الجواب: یہ رسم ناجائز ہے اور بدعت ہے، اس کو چھوڑنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

میت کے گھر میں چند روز تک آگ جلانا

کھانا نہ پکانا اور مچھلی نہ کھانا کیسا ہے؟

سوال: (۷۱۹) جس مکان میں کوئی مرجائے اس میں چند روز آگ جلانا اور کھانا نہ پکانا اور مچھلی نہ کھانا کیسا ہے؟ (۱۳۳۷/۱۵۶۳ھ)

الجواب: شرعاً ان باتوں کی کچھ اصل نہیں ہے، نہ آگ جلانے کا حکم ہے نہ مچھلی کھانا منع ہے، یہ رسوم مقرر کرنا بدعت اور حرام ہیں، اور کھانا پکا کر بلا قید مساکین کو کھلانا درست ہے، لیکن قیود زائدہ مثل سوم و دہم و چہلم کی اپنی طرف سے لگانا بدعت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تعزیت کے وقت ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا کیسا ہے؟

سوال: (۷۲۰) کوئی مسلمان مرجائے تو رسم ہے کہ سب لوگ اعزہ وغیرہ اس کے گھر جاتے ہیں اور جا کر یکے بعد دیگرے کہتے ہیں کہ دعا کرو فاتحہ پڑھو، چنانچہ سب ہاتھ اٹھا کر مردہ کے لیے دعا

کرتے ہیں اور اس طرح ایک گھنٹہ میں بیس تیس پچاس دفعہ بلکہ زیادہ دعا کا سلسلہ چلا جاتا ہے اور لوگ دعا کر کے رخصت ہوتے ہیں کیا یہ طرز شرعاً درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۷/۲۵۴۹) **الجواب:** یہ رسم ثابت نہیں ہے، مشروع صرف اس قدر ہے کہ مضمون تعزیت و تسلی کا ادا کرے اور مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کرے، ہاتھ اٹھا کر فاتحہ مرسومہ کے پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

ایصال ثواب کے لیے اجرت دے کر قرآن پڑھوانا

سوال: (۷۲۱) یہاں پر دستور ہے کہ میت ہونے کے دو چار روز بعد یا ویسے ہی مولویوں، حافظوں غریبوں کو بلوا کر قرآن شریف پڑھواتے ہیں، بعد ختم ہونے کے فوراً کھانا کھلاتے ہیں اور دو چار پیسے دیتے ہیں، اس طور سے قرآن شریف پڑھ کر پیسہ وغیرہ لینا درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۷/۲۷۳۱)

الجواب: اس طرح قرآن شریف پڑھنا اور پیسہ وغیرہ لینا درست نہیں ہے، اس میں ثواب نہیں ہوتا (شامی) (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۷۲۲) زید کلام مجید پڑھ کر میت کو ثواب پہنچا کر اس کے عوض نقد کپڑا وغیرہ لیتا ہے، یہ جائز ہے یا نہیں؟ میت کو ثواب ہوتا ہے یا نہ؟ (۱۳۴۰/۱۰۰۳)

الجواب: یہ بھی جائز نہیں ہے، اور اس میں میت کو کچھ ثواب نہیں پہنچتا، کیونکہ جب پڑھنے والے کو کچھ ثواب نہ ملا تو میت کو کہاں سے ثواب پہنچ سکتا ہے؟! فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کفن یا پیشانی پر بسم اللہ یا کلمہ شریف لکھنا

سوال: (۷۲۳) کفن یا پیشانی پر کلمہ شریف یا بسم اللہ روشنائی سے لکھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۹/۱۹۵۳)

(۱) فالْحَاصِلُ: أَنَّ مَا شَاعَ فِي زَمَانِنَا مِنْ قِرَاءَةِ الْأَجْزَاءِ بِالْأَجْرَةِ لَا يَجُوزُ، لِأَنَّ فِيهِ الْأَمْرَ بِالْقِرَاءَةِ وَإِعْطَاءَ الثَّوَابِ لِلْأَمْرِ وَالْقِرَاءَةِ لِأَجْلِ الْمَالِ: فَإِذَا لَمْ يَكُنْ لِلْقَارِئِ ثَوَابٌ لِعَدَمِ النِّيَّةِ الصَّحِيحَةِ فَأَيْنَ يَصِلُ الثَّوَابُ إِلَى الْمُسْتَأْجِرِ؟! إِنَّ الْقَارِئَ إِذَا قَرَأَ لِأَجْلِ الْمَالِ فَلَا ثَوَابَ لَهُ، فَأَيُّ شَيْءٍ يَهْدِيهِ إِلَى الْمَيِّتِ؟! (الشَّامِي: ۶۶/۹-۶۷، كِتَابُ الْإِجَارَةِ، بَابُ الْإِجَارَةِ الْفَاسِدَةِ، مَطْلَبُ: تَحْرِيرُ مَهْمٌ فِي عَدَمِ جَوَازِ اسْتِئْجَارِ عَلَى التَّلَاوَةِ إلخ)

الجواب: شامی میں منقول ہے کہ میت کے کفن یا پیشانی یا سینہ پر اگر بسم اللہ وغیرہ انگشت کے اشارہ سے بلا سیاہی کے لکھے تو درست ہے (۱) اور سیاہی وغیرہ سے لکھنا ممنوع ہے۔ فقط واللہ اعلم

جنازہ کو بہ آواز بلند میلا دپڑھتے ہوئے قبرستان

لے جانا اور میلا دپڑھتے ہوئے واپس آنا

سوال: (۷۲۴) زید اپنے باپ کے جنازہ کو بہ معیت چند اشخاص دیگر بہ آواز بلند میلا دپڑھتا ہوا قبرستان میں لے گیا، اور بعد دفن بہ ہیئت مرقومہ میلا دخوانی کرتا ہوا گھر آیا، عمر نے اعتراض کیا کہ یہ رسم جدید خلاف سنت اور علمائے امت ہے، لہذا زید کے اس فعل پر شرعاً کیا حکم ہے؟ اور عمر کی جرح مقبول ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۲۱۶ھ)

الجواب: عمر کا قول حق ہے، زید کا یہ فعل بدعت ہے، اور خلاف سنت ہے۔ و فی الحدیث: من أحدث فی أمرنا هذا ما لیس منه فہو ردّ الحدیث (۲) و فی حدیث آخر: و کلّ بدعة ضلالة و کلّ ضلالة فی النار الحدیث (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) تکرہ کتابہ القرآن و أسماء اللہ تعالیٰ علی الدّراہم و المحارب و الجدران و ما یفرش و ما ذاک إلّا لاحترامہ و خشية وطنہ و نحوه ممّا فیہ إهانة ، فالمنع هنا بالأولی ما لم یثبت عن المجتہد أو ینقل فیہ حدیث ثابت ، فتأمل ؛ نعم نقل بعض المحشّین عن فوائد الشّرجی أنّ ممّا یکتب علی جبهة المیت بغير مداد بالإصبع المسبّحة : بسم اللّٰہ الرّحمن الرّحیم و علی الصّدر : لا إله إلّا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ و ذلك بعد الغسل قبل التّکفین اهـ . واللّٰہ أعلم . (الشّامی: ۱۳۶/۳-۱۳۷، کتاب الصّلاة ، باب صلاة الجنّازة ، مطلب فیما یکتب علی کفن المیت)

(۲) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال (۴۹۱) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔
(۳) عن جابر بن عبد اللّٰہ رضی اللّٰہ عنہ قال : کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم یقول فی خطبته : یحمد اللّٰہ ویثنی علیہ بما هو أهلہ ثمّ یقول : من یهدہ اللّٰہ فلا مضلّ لہ و من یضلّہ فلا هادي لہ و شرّ الأمور محدثاتها و کلّ محدثة بدعة و کلّ بدعة ضلالة الحدیث . (سنن النسائي: ۱/۱۷۹، کتاب صلاة العیدین ، کیف الخطبة؟)

وفات کے دن جنازہ اور تعزیت میں شرکت کرنے والوں

کو ایصالِ ثواب کی غرض سے کھانا کھلانا اور خیرات کرنا

سوال: (۷۲۵) ہمارے اطراف میں جب تو نگر آدمی کی وفات ہوتی ہے اسی دن جو جو مساکین اور غریب علماء و طلباء جنازہ میں حاضر ہوتے ہیں، اور جنازہ کے بعد بھی جو جو اس مجلس میں حاضر ہوتے ہیں، وارثانِ میت حتی الوسع میت کے ثواب رسانی کی غرض سے خیرات کرتے ہیں، یہ خیرات جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۵۳۲)

الجواب: یہ رسم و رواج جائز نہیں ہے اور بدعت ہے، اس کو ترک کیا جاوے، اور ثواب رسانی کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ بلا تخصیص کسی دن اور تاریخ کے بیوہ عورتوں اور مساکین و یتامی کو خفیۃً ان کے گھر کچھ خیرات پہنچا دیوے تاکہ اقرب إلى القبول و أبعد عن الریاء و السّمة (قبولیت کے قریب اور ریاء و شہرت سے دور) ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مردہ کے ساتھ قبرستان میں شیرینی وغیرہ لے جانا

اور تدفین کے بعد اس پر فاتحہ پڑھ کر تقسیم کرنا

سوال: (۷۲۶) مردہ کے ساتھ قبرستان میں شکر یا گڑ یا لاجئی دانہ لے جاتے ہیں، بعد دفن کے اس پر الحمد پڑھ کر تقسیم کرتے ہیں، یہ عمل شرعاً درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۱۱۶۳)

الجواب: یہ فعل درست نہیں ہے، بلکہ بدعت ہے اور مکروہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

صدقہ کے مال پر پہلے فاتحہ پڑھنا پھر صدقہ کرنا

سوال: (۷۲۷) صدقہ خیرات کے وقت اس مال کو جس کا صدقہ کرنا منظور ہے سامنے رکھ کر فاتحہ اور سورۃ اخلاص وغیرہ پڑھ کر جو میت کو ثواب بخشتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۵۵۴)

الجواب: یہ جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں داخل کرنا ہے شریعت میں اس امر کو کہ جو داخل نہیں

ہے اور یہی اصل بدعت کی ہے، اور اس کے سوا دیگر مفاسد بھی اس التزام میں ظاہر ہیں، اور عوام اس کو ضروری سمجھنے لگتے ہیں، اور ان میں سے ہر ایک وجہ عدم جواز کی کافی ہے۔ قال علیہ الصّلاۃ والسلام: من أحدث فی أمرنا هذا ما لیس منه فهو ردّ الحدیث (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عاقبتی جوڑا دینے کی رسم بدعت ہے

سوال: (۷۲۸) زید نے انتقال کیا، اس کا انگہ (انگرکھا) جس کو اس نے صرف ایک دفعہ بقر عید میں پہنا تھا رکھا ہے، وہ انگہ اس کے عاقبتی جوڑے میں دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ یہاں کا دستور عاقبتی جوڑے میں انگہ و کرتا و پاجامہ و صافہ و جوتا و جائے نماز و تسبیح و کنکی و پانچ برتن: لوٹا، کٹورا، گلاس، دیگی، رکابی دینے کا ہے، یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۱۲۵۳ھ)

الجواب: شرعاً رسم مذکور کی پابندی ناجائز ہے، عاقبتی جوڑے دینے کی رسم بدعت ہے، اس کا التزام ترک کیا جاوے، بالغ ورثہ کو اختیار ہے کہ وہ اپنے حصہ میں سے جو چیز چاہیں بغرض ایصال ثواب میت صدقہ کر دیں، اور نابالغوں کے حصہ کو کوئی نہیں دے سکتا، اس کا دینا درست نہیں ہے۔

انتقال کے دن ورثاء کا روٹی بنانا بدعت ہے

سوال: (۷۲۹) جس دن کوئی شخص مرجائے اس کے وارث روٹی بناتے ہیں، خواہ گھر سے یا قرضہ لے کر یہ جائز ہے یا نہ؟ (۱۳۴۲/۳۷۱ھ)

الجواب: یہ رسم بدعت ہے اور گناہ ہے، اس کو چھوڑنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

چہلم نہ کرنے پر پچاس روپیہ جرمانہ لے کر مسجد میں دینا

سوال: (۷۳۰) ہماری برادری میں اگر کوئی شخص میت کا چہلم نہ کرے تو اہل برادری جبراً کراتے ہیں، اور بجائے غرباء کے خود کھاتے ہیں، اگر کھانا نہ پکاوے تو پچاس روپیہ معاوضہ لیتے ہیں اور مسجد کی مرمت میں صرف کرتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۲۶۸ھ)

(۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال (۴۹۱) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

الجواب: چہلم کی رسم مذکور بہ ہیئت مذکورہ بدعت اور ناجائز ہے، پس برادری کا یہ فعل حرام ہے، اور اس سے کھانا لینا اور روپیہ لینا ناجائز اور حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تدفین کے بعد حلقہ بنا کر سورہ مزمل پڑھنا اور اذان کہنا

سوال: (۷۳۱) مردہ کو دفن کرنے کے بعد حلقہ بنا کر سورہ مزمل پڑھنا اور چالیس قدم دور چلے جائیں، قبر کے پاس صرف ایک آدمی کھڑا رہے اور بہ آواز بلند اذان پڑھے، اور یہ کل آدمی چالیس قدم پر ٹھہر جائیں، اذان پوری ہونے پر چلیں، یہ درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۱۷/۱۳۲۳ھ)

الجواب: یہ طریق سورہ مزمل پڑھنے اور اذان کہنے کا قبر کے پاس بدعت ہے، شریعت میں ثابت نہیں ہے، اور حدیث شریف میں ہے: من أحدث فی أمرنا هذا ما ليس منه فهو ردّ (۱) شامی باب الجنائز میں ہے: لا یسنّ الأذان عند إدخال المیت فی قبره کما هو المعتاد الآن وقد صرح ابن حجر فی فتاویہ بأئنه بدعة إلخ (۲) (شامی: ۶۰۰/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ثواب کی نیت سے جنازہ پر پھول ڈالنا

سوال: (۷۳۲) ایک شخص بہ نیت ثواب جنازہ پر پھول ڈالتا ہے، آیا یہ فعل جائز ہے یا ناجائز؟ اور ایسے جنازہ کی نماز پڑھی جاوے یا نہیں؟ (۱۳۲۲/۴۴-۱۳۳۵ھ)

الجواب: جنازہ پر پھول ڈالنا بدعت ہے، ایسا نہ کیا جاوے، اور نماز اس جنازہ کی پڑھی جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قبر پر اناج لے جا کر تقسیم کرنا

سوال: (۷۳۳) قبر پر اناج لے جا کر تقسیم کرنا کیسا ہے؟ (۱۰۶۲/۱۳۳۵ھ)

الجواب: ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال (۴۹۱) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) الشامی: ۱۳۲/۳، کتاب الصلّٰۃ، باب صلاة الجنّٰزة، مطلب فی دفن المیت.

قبروں پر پھول ڈالنا اور چادریں چڑھانا

سوال: (۷۳۴) قبروں پر پھول یا درخت کے سبز پتے یا ٹہنیاں چڑھانا جائز ہے یا نہیں؟

(۱۳۳۳/۱۰۵۸ھ)

الجواب: قبروں پر پھولوں کا چڑھانا مطلقاً بے اصل و ناجائز ہے، اور ایسا عقیدہ رکھنا بھی صحیح نہیں، جواز کی اگر کچھ گنجائش ہے تو وہ صرف کسی درخت یا سبز شاخ کے لگا دینے میں ہے: قال في البحر: وفي الظهيرية: و لو وضع عليه شيء من الأشجار أو كتب عليه شيء فلا بأس به عند البعض (۱) (البحر الرائق) وفي الخانية: وعلى هذا قالوا لا يُستحب قلعُ الحشيش الرطب من غير حاجة إلخ (۲) جس کی وجہ فقہاء نے یہ بیان کی ہے کہ جب تک یہ سبز و شاداب رہتی ہیں تو تسبیح کرتی ہیں: لما في الأخضر من نوع الحياة؛ جو میت کے لیے باعث انس وازالہ وحشت ہے۔ وما ورد في الحديث فهو مخصوص به عليه الصلاة والسلام (۳) فقط

(۱) البحر الرائق شرح كنز الدقائق: ۳۴۰/۲، كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته، تحت قوله: (ولا يجصص)

(۲) الفتاوى الخانية على الفتاوى الهندية: ۱/۱۹۵، كتاب الصلاة، أواخر باب في غسل الميت وما يتعلق به من الصلاة على الجنازة والتكفين وغير ذلك.

(۳) یعنی حدیث میں آنحضرت ﷺ کا جوار شاد و وارد ہوا ہے کہ ”جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہیں ہوں گی امید ہے کہ ان قبر والوں کے عذاب میں تخفیف رہے گی“ وہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ خاص ہے، شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ مشکاة شریف کی عربی شرح ”لمعات التنقيح“ میں مشہور حنفی فقیہ و محدث امام فضل اللہ تورپشتی رحمہ اللہ کے حوالہ سے ارقام فرماتے ہیں:

وقال التورپشتي: وجه هذا التحديد أن يقال إنه سأل التخفيف عنهما مدة بقاء الندوة فيهما — وقول من قال: وجد ذلك أن الغصن الرطب يسبح لله ما دام فيه الندوة فيكون مجبراً عن عذاب القبر قولاً لا طائل تحته ولا عبرة به عند أهل العلم. (لمعات التنقيح: ۲/۳۴، كتاب الطهارة، باب آداب الخلاء، الفصل الأول، رقم الحديث: ۳۳۸، المطبوعة: مكتبة المعارف العلمية، لاہور)

ترجمہ: امام تورپشتی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس تحدید کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے

==

سوال: (۷۳۵) قبروں پر اور جنازہ پر پھولوں کی چادر ڈالنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور اس سے اور پھول کی تسبیح سے میت کو ثواب پہنچتا ہے یا نہیں؟ ثواب کا عقیدہ رکھنا صحیح ہے یا نہیں؟

(۱۳۴۵/۲۵۶ھ)

الجواب: وضع جرید کی حدیث (۱) سے بعض علماء نے قبروں پر اور جنازہ پر پھول اور ریحان وغیرہ ڈالنے کو مستحب سمجھا ہے، لیکن محققین کی تصریح و تحقیق سے یہ معلوم ہوتا ہے وضع جرید سے تخفیف عذاب آنحضرت ﷺ کے ید مبارک سے لگانے اور رکھنے اور آپ کی دعا کی برکت سے ہے، اور یہ خصوصیت آنحضرت ﷺ کی ہے، یہی وجہ ہے کہ قرن صحابہ رضی اللہ عنہم میں اس کا رواج نہ ہوا، اور عام طور سے صحابہ نے اس کو معمول بہ نہ بنایا، بلکہ اس فعل کو اور اس کی وجہ سے تخفیف عذاب کو مخصوص آنحضرت ﷺ کے ساتھ سمجھا اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی وصیت دربارہ وضع جرید کے متعلق کا جواب قسطلانی شارح بخاریؒ نے یہ دیا ہے کہ انہوں نے حدیث وضع جرید کو عام سمجھا، حالانکہ یہ خصوصیت تھی آنحضرت ﷺ کی (۲)

== ان شاخوں کے تر رہنے تک ان قبر والوں سے تخفیف عذاب کی شفاعت کی تھی — رہا بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ شاخ جب تک تر ہوتی ہے اللہ کی پاکی بیان کرتی ہے، پس وہ عذاب قبر سے بچانے والی ہوگی؛ بالکل بے مقصد اور بے فائدہ بات ہے، اور اہل علم کے نزدیک اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

اس کی مزید تفصیل اگلے سوال کے جواب میں آرہی ہے ۱۲۔ محمد امین پالن پوری

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: مرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ يَعْذَّبَانِ، فَقَالَ: إِنَّهُمَا لِيَعْذَّبَانِ، وَ مَا يَعْذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَ أَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ، ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةَ رُطْبَةٍ، فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لِمَ صَنَعْتَ هَذَا؟ فَقَالَ: لَعَلَّهُ أَنْ يَخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَبْسَأْ. (صحيح البخاري):

۱۸۲/۱، كتاب الجنائز، باب الجرید علی القبر إلخ)

(۲) و أَوْصَى بِرِيدَةِ الْأَسْلَمِيِّ أَنْ يُجْعَلَ فِي قَبْرِهِ جَرِيدَانِ وَ رَأَى ابْنُ عَمْرٍو سَطَاً عَلَى قَبْرِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، فَقَالَ: انْزِعْهُ يَا غَلَامُ! فَإِنَّمَا يُظْلَمُ عَمَلُهُ الْإِنْح (ترجمة الباب للبخاري) وفي هامش البخاري: و أَمَّا مَا وَرَدَ عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَضْعِ الْجَرِيدِ فَهُوَ خَاصٌّ بِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ أَمَّا مَا مَرَّ مِنْ إِيصَاءِ بِرِيدَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَأَجَابَ مِنْهُ الْقَسْطَلَانِيُّ كَانَ بِرِيدَةِ حَمَلِ الْحَدِيثِ عَلَى عَمُومِهِ وَلَمْ يَرَهُ خَاصًّا وَلَكِنَّ الظَّاهِرَ مِنْ تَصَرُّفِ الْمُؤَلِّفِ أَنَّ ==

اقول وباللہ التوفیق کہ اگر فی الواقع یہ حکم عام ہوتا تو آپ کے زمانہ میں اور آپ کے بعد صحابہ عام طور سے اس پر عمل فرماتے، حالانکہ ایسا نہیں ہوا، ورنہ بالضرور منقول ہوتا، لہذا استدلال کرنا حدیث مذکور سے عام طور پر وضع جرید کے جواز و استحباب پر صحیح نہیں ہے، اور پھر اس پر قیاس کر کے گلِ ریحان ڈالنے کی رسم مقرر کرنا کسی طرح حد جواز میں نہیں آسکتا، چہ جائیکہ سنت و مستحب ہونا اس کا ثابت ہو، علاوہ بریں اس کو لازم سمجھنا یا عمل مثل واجب کے کرنا بالاتفاق ناجائز ہے، کیوں کہ امر مباح و مستحب بھی اصرار سے مکروہ و ممنوع ہو جاتا ہے۔ کما روی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: لا يجعل أحدكم للشيطان شيئاً من صلاته يرى أن حقاً عليه أن لا ينصرف إلا عن يمينه، لقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم كثيراً ينصرف عن يساره، متفق عليه (۱) قال صاحب المجمع في ص: ۲۴۱: واستنبط منه أن المندوب ربما انقلب مكروهاً إذا خيف أن يرفع عن رتبته (۲) قال الطيبي شارح مشكاة فيه: أن من أصر على أمر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال (۳) اور در مختار و شامی وغیرہ میں ہے: وكلّ مباح يؤدى إليه فمكروه (۴)

قال العيني وغيره في حديث وضع الجريد: و أما ما ورد عنه صلى الله عليه وسلم == ذلك خاص بالمنفعة بما فعله صلى الله عليه وسلم ببركته الخاصة به، و أن الذي يرفع أصحاب القبور إنما هو الأعمال الصالحة، فلذلك عقبه بقوله و رأى ابن عمر رضي الله عنهما فسطاطاً انتهى وكذا في العيني (ترجمة باب البخاري: ۱/۱۸۱، كتاب الجنائز، باب الجريد على القبر و أوصى بريدة رضي الله عنه إلخ و هامشه على قوله: أشدنا وقبة، رقم الهامش: ۱)

(۱) مشكاة المصابيح، ص: ۸۷، كتاب الصلاة، باب الدعاء في التشهد، الفصل الأول.
وصحيح البخاري: ۱/۱۱۸، كتاب الأذان، باب: الانفتال والانصرام عن اليمين والشمال.
وصحيح لمسلم: ۱/۲۴۷، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب جواز الانصراف من الصلاة عن اليمين والشمال.

(۲) مجمع بحار الأنوار: ۲/۲۴۴، باب الصاد مع الرءاء، المطبوعة: مطبع نول كشور لکناؤ.
(۳) مرعاة المفاتيح: ۳/۲۶، كتاب الصلاة، باب الدعاء في التشهد، رقم الحديث: ۹۴۶۔
(۴) الشامي: ۲/۵۲۲، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، مطلب في سجدة الشكر.

من وضع الجريد فهو خاص به صلى الله عليه وسلم واما ما مر من إيصال بريدة فأجاب منه القسطلاني: كان بريدة حمل الحديث على عموميه ولم يره خاصا ولكن الظاهر من تصرف المؤلف أن ذلك خاص بالمنفعة بما فعله صلى الله عليه وسلم ببركته الخاصة به وأن الذي ينفع أصحاب القبور إنما هو الأعمال الصالحة فلذلك عقبه بقوله ورأى ابن عمر رضي الله عنهما فسطاطا (۱)

وفي موضع آخر: وليس في الجريدة معنى يخصه وإنما ذاك ببركة يده ولذا أنكر الخطابي وضع الناس الجريد ونحوه على القبر مجمع البحار (۲)

وذكر مسلم في آخر الكتاب في الحديث الطويل حديث جابر رضي الله عنه في صاحب القبرين: فأحببت بشفاعتي أن يرقه ذاك عنهما ما دام الغصنان رطبين الحديث (۳) فهذا هو المحتمل القريب في حديث ابن عباس رضي الله عنهما أيضا.

وبالجملة إنما ثبت بالحديث وضع الجريد على قبور المعذبين أما وضع الرياحين والبقول ونحوها على قبور أولياء الله الصالحين دون العصاة المعذبين أي الذين كان ظاهر حالهم الفسوق والعصيان كما يفعله كثير من المبتدعة في عصرنا فليس من اتباع هذا الحديث في شيء فمن شاء أن لا يفتتر بتمويه بعض الجهلة فلا يفتتر، والله الموفق.

شبير احمد عثمانی عفا اللہ عنہ

قبر کو دھوکہ پانی تبرکاً جمع کرنا اور قبر پر چادر چڑھانا

سوال: (۷۳۶) زید ہر سال ایک بزرگ کے مقبرہ پر عرس کیا کرتا ہے، جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ زید اپنے مریدوں کو ساتھ لے کر ایک تاریخ معینہ پر مقبرہ مذکورہ پر جاتا ہے، اور ایک کنواں جو مزار سے متصل ہے اس سے چند گھڑے پانی کھینچ کر اس کنویں کی جگہ دھوتا ہے، اور

(۱) هامش البخاري: ۱۸۲/۱، علی قوله: أشدنا وثبة، رقم الهامش: ۱، كتاب الجنائز، باب الجريد على القبر إلخ.

(۲) مجمع بحار الأنوار: ۴۹۸/۳، حرف الياء، باب: يب ك.

(۳) الصحيح لمسلم: ۴۱۸/۲، كتاب الزهد، باب حديث جابر الطويل وقصة أبي اليسر.

حاضرین سے کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص بغیر وضو کیے ہوئے اس کنویں پر آئے گا اور میرے کام میں نقص آئے گا تو قیامت کے دن میں اس کا دامن پکڑوں گا، اور قبر کو دھو کر مستعمل پانی کو تبرکاً جمع کر لیتا ہے، اور قبر پر چادر چڑھاتا ہے، اور مع مریدوں کے مزار کا طواف کرتا ہے، یہ افعال زید کے شرعاً جائز ہیں یا نہیں؟ (۱۳۳۳-۳۲/۲۶۱۹ھ)

الجواب: زید کے یہ افعال شرعاً درست نہیں ہیں، یہ بدعت اور حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حصول مقصد کے لیے قبروں پر پھول چڑھانا

سوال: (۷۳۷) قبور پر پھول چڑھانا واسطے اولاد یا اور کسی مطلب کے درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۱۵۳۲ھ)

الجواب: قبور پر پھول چڑھانا بہ غرض استمداد و طلب حاجات جائز نہیں ہے، بدعت اور حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قبروں پر جھنڈا نصب کرنا

سوال: (۷۳۸) قبر پر جھنڈا چڑھانا کیسا ہے؟ (۱۳۳۴-۳۳/۷۶۲ھ)

الجواب: قبور پر جھنڈا نصب کرنا زمانہ رسول اللہ ﷺ و صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں ثابت نہیں ہے، اور یہ احداث فی الدین ہے، جس کی نسبت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: من أحدث فی أمرنا هذا ما لیس منه فهو ردّ (۱) پس یہ امر بدعت اور حرام ہے، اور مرتکبین اس بدعت کے فاسق و متبذع ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قبر پر چادر چڑھانا

سوال: (۷۳۹) قبر پر چادر چڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۱۷۶۳ھ)

الجواب: شامی میں منقول ہے: تکرہ الستور علی القبور (۲) اس عبارت سے قبر پر

(۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال (۴۹۱) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) الشامی: ۱۳۵/۳، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنابة، مطلب فی دفن المیت.

چادر وغیرہ کا ڈالنا مکروہ معلوم ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قبر پر اذان کہنا بدعت ہے

سوال: (۷۴۰) قبر پر اذان کہنا درست ہے یا نہیں؟ (۳۲/۲۰۷۵-۱۳۳۳ھ)

الجواب: قال في الشامي: تنبيه: في الاقتصاد على ما ذكر من الوارد إشارة إلى أنه لا يسنّ الأذان عند إدخال الميت في قبره كما هو المعتاد الآن، وقد صرح ابن حجر في فتاويه بأنه بدعة إلخ (۱) (شامی) اس عبارت سے واضح ہے کہ میت کو دفن کرتے وقت اذان کہنا بدعت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سجدہ عبادت و تعظیم اور سجدہ تحیہ کا حکم

سوال: (۷۴۱) زید غیر اللہ کے لیے سجدہ تعظیم و عبادۃ دونوں کو حرام کہنے کے باوجود اول قسم کے سجدہ کو شرک نہیں جانتا، لیکن عمر دونوں قسم کے سجدوں کو حرام اور شرک کہتا ہے، کس کا قول صحیح ہے؟ (۸۴۲/۱۳۳۳ھ)

الجواب: غیر اللہ کے لیے سجدہ تعظیم و عبادۃ کرنا حرام اور کفر ہے، کیونکہ تعظیم سجدہ کرنا یہی عبادۃ سجدہ کرنا ہے، اس لیے درمختار میں سجدہ تعظیم و عبادۃ دونوں کو کفر لکھا ہے، اور اس میں اختلاف نہیں ہے یہ متفق علیہ کفر ہے، البتہ خلاف اس سجدہ میں ہے جو بہ طور سلام اور تحیہ کے ہو یعنی سلام کی جگہ سجدہ کیا جائے، درمختار میں ہے: وكذا..... تقبيل الأرض بين يدي العلماء والعظماء فحرام، والفاعل والراضي به آثمان لأنه يشبه عبادة الوثن، وهل يكفر؟ إن على وجه العبادة والتعظيم كفر، وإن على وجه التحية لا، وصار آثماً مرتكباً للكبيرة انتهى ملخصاً وفي الشامي: وذكر صدر الشهيد أنه لا يكفر بهذه السجود، لأنه يريد به التحية وقال شمس الأئمة السرخسي: إن كان لغير الله تعالى على وجه التعظيم كفر، قال القهستاني:

(۱) الشامي على الدر المختار: ۱۳۲/۳، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنابة، مطلب في دفن الميت.

وفي الظهيريّة: يكفر بالسجدة مطلقاً إلخ (۱) (۲۴۶/۵) پس معلوم ہوا کہ اختلاف جو کچھ ہے وہ سجدہ تحیہ میں ہے، اور سجدہ عبادت و تعظیم بہ اتفاق کفر ہے، پس در حقیقت یہ دو قسم نہیں ہیں، کیونکہ سجدہ عبادت اور تعظیم کو فقہاء ایک ہی قسم شمار فرماتے ہیں، اور اس کو کفر فرماتے ہیں، لہذا اس میں قولی عمر صحیح ہے، البتہ سجدہ تحیہ میں اختلاف ہے کہ وہ کفر ہے یا نہیں، اور حرام کبیرہ ہونے میں اس کے کچھ خلاف نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۷۴۲)..... (الف) زید کا یہ عقیدہ ہے کہ سجدہ سوائے اللہ تعالیٰ کے خواہ قبور ہوں یا اور کچھ حرام ہے، شرک نہیں، اگر معبود سمجھ کر کرے گا تو شرک ہوگا، اور اگر شرک ہوتا تو حضرت آدم و حضرت یوسف علیہما السلام کو سجدہ نہ کرایا جاتا، آیا اس بارے میں شرک ہوا یا نہیں؟
(ب) جس شخص کا یہ عقیدہ ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۸۴۴ھ)

الجواب: (الف) در مختار اور شامی میں منقول ہے کہ غیر اللہ کو تعظیماً اور عبادۃً سجدہ کرنا حرام ہے، اور کفر ہے، پس معلوم ہوا کہ تعظیماً سجدہ کرنا بھی عبادت میں داخل ہے، اور سجدہ تعظیسی عین سجدہ عبادت ہے جو کہ بہ اتفاق کفر ہے، البتہ سجدہ تحیہ میں جو کہ سلام کی جگہ ہوتا ہے اختلاف ہے کہ کفر ہے یا نہیں، مگر حرمت میں اور گناہ کبیرہ ہونے میں اس کے بھی اختلاف نہیں ہے، اور سجدہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کا اس شریعت میں منسوخ ہو گیا ہے (۲)

(۱) الدر المختار مع رد المحتار: ۹/۳۶۷-۳۶۸، کتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغیرہ۔

(۲) حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ سجدہ تعظیسی کے منسوخ ہونے کی دلیل میں بیس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایتیں نقل فرمائی ہیں، چنانچہ بیان القرآن میں ہے:

سجدة التّحیّة کان مشروعاً فی شرع من قبلنا ونسخ فی شرعنا، والنّاسخ ما رواه التّرمذی عن أبی ہریرة عن النّبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: لو كنت امر أحداً أن یسجد لأحد، لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها وفي العزیز: قال الشّیخ: حدیث صحیح اھ وقال التّرمذی: وفي الباب عن معاذ بن جبل و سراقہ بن مالک وصہیب وعقبة بن مالک بن جعشم وعائشة وابن عبّاس وعبد اللّٰہ بن أبی أوفی و طلق بن علی و أمّ سلمة وأنس وابن عمر اھ..... فہذہ أسانید عديدة بعضها صحیح و بعضها حسن و بعضها ضعیف یقوي بآخر و منتهی ہذہ الأسانید إلى عشرين صحابياً لو اقتصرنا على الطّریق المارة، والحديث إذا روي ==

(ب) پس زید مذکور کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہے۔ درمختار میں ہے: وهل يكفر؟ إن على وجه العبادۃ والتعظيم كفر، وإن على وجه التَّحِيَّة لا، وصار آثماً مرتكباً للكبيرة، انتهی ملخصاً. وفي الشامي: وذكر الصدر الشهيد أنه لا يكفر بهذا السجود، لأنه يريد به التَّحِيَّة. وقال شمس الأئمة السرخسي: إن كان لغير الله تعالى على وجه التعظيم كفر اه قال القهستاني: وفي الظهيرية: يكفر بالسجدة مطلقاً (۱) (شامي، جلد: ۵) پھر اس کے بعد علامہ شامی نے یہ تحقیق فرمائی ہے کہ حضرت آدم ﷺ کو جو سجدہ ملائکہ نے کیا تھا وہ منسوخ ہو گیا اس حدیث سے لو امرت أحداً أن يسجد لأحد لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها إلخ، پھر لکھا ہے: وكان جائزاً فيما مضى كما في قصة يوسف عليه السلام. قال أبو منصور == من عشرة فهو متواتر على القول المختار كما في تدريب الراوي، فهذا الحديث متواتر بالأولى وإن اختلف أحد في تواتره للاختلاف في العدد الذي يحصل به التواتر فلا يمكنه أن ينكر من كونه مشهوراً، وكفى المشهور لنسخ المتواتر على ما تقرر في الأصول، وأطلنا الكلام فيه للضرورة الداعية في هذا الزمان وإلا يكفينا إجماع الأمة.

(بیان القرآن: ۲۲/۱، تفسیر آیت: وإذ قلنا للملائكة اسجدوا لآدم الآية)

نیز حضرت مفتی شفیع صاحب علیہ الرحمۃ آیت: ﴿لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ﴾ کی تفسیر میں ارقام فرماتے ہیں:

اس آیت سے ثابت ہوا کہ سجدہ صرف خالق کائنات کا حق ہے، اس کے سوا کسی ستارے یا انسان وغیرہ کو سجدہ کرنا حرام ہے، خواہ وہ عبادت کی نیت سے ہو یا محض تعظیم و تکریم کی نیت سے، دونوں صورتیں بہ اجماع امت حرام ہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ جو عبادت کی نیت سے کسی کو سجدہ کرے گا وہ کافر ہو جاوے گا اور جس نے محض تعظیم و تکریم کے لیے سجدہ کیا اس کو کافر نہ کہیں گے، مگر ارتکاب حرام کا مجرم اور فاسق کہا جائے گا۔

سجدہ عبادت تو اللہ کے سوا کسی کو کسی امت و شریعت میں حلال نہیں رہا، کیوں کہ وہ شرک میں داخل ہے اور شرک تمام شرائع انبیاء میں حرام رہا ہے، البتہ کسی کو تعظیم سجدہ کرنا، یہ پچھلی شریعتوں میں جائز تھا، دنیا میں آنے سے پہلے حضرت آدم ﷺ کے لیے سب فرشتوں کو سجدہ کا حکم ہوا، یوسف ﷺ کو ان کے والد اور بھائیوں نے سجدہ کیا جس کا ذکر قرآن میں موجود ہے مگر بہ اتفاق فقہائے امت یہ حکم ان شریعتوں میں تھا، اسلام میں منسوخ قرار دیا گیا، اور غیر اللہ کو سجدہ مطلقاً حرام قرار دیا گیا۔ (تفسیر معارف القرآن: ۷/۶۵۵، تفسیر آیت: لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ إلخ)

(۱) الدرّ والردّ: ۳۶۸/۹، کتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغیرہ۔

الماتریدی: و فیہ دلیل علی نسخ الكتاب بالسنة (۱) (شامی) پس اس عبارت سے سب شبہات رفع ہو گئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۷۴۳) ایک رسالہ زبان اردو میں دہلی سے شائع ہوا ہے، اس کے اندر ص: ۱۱، اور ص: ۱۲ میں لکھا ہے کہ سجدہ تعظیمی کا انکار موجب لعنت و پھٹکار؛ قرآن شریف میں تعظیمی سجدہ کا حکم فرشتوں کو دیا گیا، انہوں نے تعمیل کی تو فرشتے رہے، ابلیس نے انکار کیا تو لعنتی ہو گیا، اور اس پر پھٹکار کی گئی، قرآن شریف میں ابلیس کے متعلق لفظ ابی (انکار کیا) و استکبر (اپنے کو بڑا جانا) آئے ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے سجدہ تعظیمی سے انکار کرنے والے بھی اپنے کو بڑا جان کر ایسا کرتے ہیں، ان کا یہ فعل ابلیس کی طرح موجب لعنت و پھٹکار ہے، اتنی، ایسا عقیدہ رکھنے والا اور ایسا لکھنے والا شرعاً کیسا ہے؟ (۱۳۳۲/۱۲۸۸ھ)

الجواب: وہ سجدہ جو حضرت آدم علیہ السلام کو ہوا بہ اتفاق اہل اسلام منسوخ ہو گیا، شریعت محمدیہ صلوات اللہ وسلامہ علی صاحبہا میں سجدہ غیر اللہ کے لیے قطعاً جائز نہیں رہا، پس یہ تقریر جو صاحب رسالہ نے لکھی ہے سراسر غلط اور افتراء اور تحریف اور ابطال شریعت ہے، شامی میں ہے: تَمَّة: اختلفوا في سجود الملائكة: قيل: كان لله تعالى، والتوجه إلى آدم للتشريف، كاستقبال الكعبة وقيل: بل لآدم على وجه التحية والإكرام، ثم نسخ بقوله عليه الصلاة والسلام لو أمرت أحدا أن يسجد لأحد لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها (تاترخانية) قال في تبين المحارم: والصحيح الثاني ولم يكن عبادة له بل تحية وإكراماً ولذا امتنع عنه إبليس، وكان جائزاً فيما مضى كما في قصة يوسف عليه السلام. قال أبو منصور الماتریدی: وفيه دليل على نسخ الكتاب بالسنة إلخ (۲) (شامی: ۵/۲۴۶) دیکھئے اس

(۱) تَمَّة: اختلفوا في سجود الملائكة: قيل: كان لله تعالى، والتوجه إلى آدم للتشريف، كاستقبال الكعبة، وقيل: بل لآدم على وجه التحية والإكرام، ثم نسخ بقوله عليه الصلاة والسلام لو أمرت أحدا تاترخانية. قال في تبين المحارم: والصحيح الثاني ولم يكن عبادة له بل تحية وإكراماً، ولذا امتنع عنه إبليس، و كان جائزاً إلخ.

(رد المحتار علی الدر: ۹/۴۶۸، کتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره)

(۲) الشامی: ۹/۴۶۸، کتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره.

عبارت سے صاف ظاہر ہو گیا کہ سجدہ حضرت آدم علیہ السلام کو جو ملائکہ نے کیا، یا حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے کیا وہ پہلی شریعت میں جائز تھا، ہماری شریعت میں منسوخ ہو گیا، پس اس سے استدلال کرنا باطل ہے، اور ایسا عقیدہ رکھنے والا اور لکھنے والا مفتری کذاب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۷۴۴) اگر ایک شخص خود غیر اللہ کو تعظیماً سجدہ نہیں کرتا بلکہ تعظیماً سجدہ کرنے کو حرام جانتے ہوئے کہتا ہے کہ چونکہ بہ جز خبر واحد لو کنت امرُ أحدًا أن یسجد لأحد لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها (۱) کے اور دلیل سے سجدہ تعظیسی جو شرائع سابقہ میں کیا گیا تھا اس کا منسوخ ہونا معلوم نہیں ہوتا، اور اس حدیث سے بھی بہ حیثیت خبر واحد ہونے کے نسخ کتاب ہونے میں شبہ باقی رہتا ہے، لہذا بہت سے بہت اس حدیث سے نیز آیت قرآنی: ﴿لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ الْآیَةِ﴾ (سورہ حم السجدہ، آیت: ۳۷) سے در صورت وحدت حکم اگر ثابت ہو سکتا ہے تو صرف یہ کہ سجدہ غیر اللہ کو کرنا حرام ہے، کفر ثابت نہیں ہوتا، اور اگر تسلیم کیا جائے کہ سجدہ تعظیماً کرنا کفر ہے تو اس کفر کا انکار جو نص قطعی سے ثابت ہے کفر ہو گا یا نہیں؟ اور اس قسم کے منکر کفر کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۱۳۴۳ھ/۹۴۴)

الجواب: کسی حکم قرآنی کے منسوخ ہونے کے معنی جس وقت ذہن نشین ہو جائیں گے اس وقت خود بہ خود یہ سمجھ آ جائے گا کہ حدیث سے حکم قرآن منسوخ ہو سکتا ہے، سو واضح ہو کہ منسوخ کے معنی یہ ہیں کہ وہ حکم فلاں وقت تک یا فلاں زمانہ میں تھا اور چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے معنی بیان فرمانے والے ہیں اور آپ کا بیان کسی حکم کے متعلق واجب العمل ہے جیسا کہ خود قرآن شریف میں ارشاد ہے: ﴿لَتَبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ (سورہ نحل، آیت: ۴۴) ترجمہ: تاکہ آپ بیان فرماویں لوگوں کے لیے معنی قرآن منزل کے، پس جب آپ کسی حکم قرآن کے متعلق یہ بیان فرماویں کہ حکم مذکور فلاں زمانہ میں تھا اور پہلی امتوں کے لیے تھا اب وہ حکم نہیں ہے، تو یہ امر نص قرآنی سے ثابت ہے کہ آپ کا یہ بیان واجب العمل ہے، لہذا حدیث نسخ قرآن ہو سکتی ہے خود قرآن شریف سے ہی ثابت ہے، اور خبر واحد ہونا اس کو مضر نہیں ہے جب کہ وہ صحیح حدیث ہو، کیونکہ خبر واحد ہونا

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لو كنتُ امرُ أحدًا الحديث. (جامع الترمذی: ۱/۲۱۹، أبواب الرضاع، باب ما جاء في حق الزوج على المرأة)

ہمارے اعتبار سے ہے ورنہ جن لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے کوئی حکم سنا وہ مثل قرآن کے حکم کے واجب العمل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں

سوال: (۷۴۵) قوله تعالى: ﴿اسْجُدُوا لِلَّهِ﴾ (۱) ﴿وَاَخِرُوا لَهُ سُجْدًا﴾ (سورة يوسف، آیت: ۱۰۰) ان آیات سے سجدہ ثابت ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۱/۹۷۷ھ)
الجواب: یہ قصہ عالم تکلیف کا نہیں ہے لہذا اس سے استدلال صحیح نہیں ہے، شریعت میں سجدہ کسی کو سوائے خدا تعالیٰ کے جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اپنے مرشد کو سجدہ تحیہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۴۶) انسان کا انسان کو سجدہ تحیہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ایک جماعت بنگال کے علماء کی جائز کہتی ہے، اسی بناء پر بہت لوگ اپنے مرشد کو سجدہ کر رہے ہیں، دلیل جواز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو مسجود ملائکہ کیا، اور یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا وغیرہ وغیرہ، اور احادیث میں جو نبی وارد ہے وہ اخبار احاد میں سے ہے، سو خبر واحد نسخ قرآن نہیں ہو سکتی، اگر کوئی کہے کہ شرائع متقدمہ منسوخ ہو گئی ہیں تو جواب دیتے ہیں کہ جس کے خلاف میں ہماری شریعت میں نص وارد ہوئی منسوخ ہے، اور جس کے خلاف نہیں نص وارد ہوئی، وہ منسوخ نہیں ہوئی، عدم جواز کے دلائل مفصل تحریر فرمادیں۔ (۱۳۳۶-۳۵/۵۰۹ھ)

الجواب: سجدہ کرنا کسی کو اللہ کے سوا جائز نہیں ہے، بلکہ حرام و ناجائز ہے، خواہ تحیہ ہو یا تعظیم، البتہ خلاف اس میں ہے کہ سجدہ تحیہ سے کافر ہوتا ہے یا نہیں؟ قال في الدر المختار: وكذا ما يفعلونه من تقبيل الأرض بين يدي العلماء والعظماء فحرام، والفاعل والراضي به آثمان، لأنه يشبه عبادة الوثنيين وهل يكفر؟ إن على وجه العبادة والتعظيم كفر، وإن على (۱) سورة بقرہ، آیت: ۳۳، سورة أعراف، آیت: ۱۱، سورة بنی اسرائیل، آیت: ۶۱، سورة کہف، آیت: ۵۰، اور سورة طہ، آیت: ۱۱۶۔

وجہ التَّحِيَّةِ لَا، و صار آثماً مرتكباً للكبيرة، وفي الْمُلتَقَطِ التَّواضع لغير الله حراماً إلخ (۱) وفي الشامي: قوله: (إنَّ على وجه العبادة والتَّعظيم كَفَر) تَلْفِيْقٌ لقولين، قال الزَّيْلَعِيُّ: وذكر الصَّدر الشَّهيد أَنَّهُ لَا يكفر بهذا السَّجود، لأنَّهُ يريد به التَّحِيَّةَ، وقال شمس الأئمة السَّرخسي: إنَّ كَانَ لغير الله تعالى على وجه التَّعظيم كَفَرُ أَهـ قال القهستاني: وفي الظَّهيرية: يكفر بالسَّجدة مطلقاً إلخ.

تَمَّة : اختلفوا في سجود الملائكة، قيل: كَانَ لله تعالى: والتَّوَجُّه إلى آدم للتَّشريف، كاستقبال الكعبة، وقيل: بل لآدم على وجه التَّحِيَّة والإكرام، ثُمَّ نُسِخَ بقوله عليه الصَّلَاة والسَّلَام: ”لَوَأْمَرْتُ أَحَدًا أَنْ يسجد لأحدٍ لَأْمَرْتُ المرأةَ أَنْ تسجد لزوجها“ تاترخانية. قال في تبيين المحارم: والصَّحيح الثَّاني: ولم يكن عبادةً له بل تحيةً و إكراماً ولذا امتنع عنه إبليسُ وَكَانَ جَانِزًا فيما مضى كما في قِصَّة يوسف عليه السَّلَام، قال أبو منصور الماتريدي: وفيه دليلٌ على نَسْخِ الْكِتَابِ بِالسَّنَةِ (۱) پس معلوم ہوا کہ سجدہ غیر اللہ کو مطلقاً حرام ہے اور اختلاف سجدہ تحیہ کے کفر ہونے میں ہے حرمت میں خلاف نہیں ہے، اور شرائع انبیاء سابقین سے استدلال اس وقت صحیح ہوتا ہے کہ ہماری شریعت میں اس کا انکار نہ ہو، اور جب انکار ثابت ہوا تو استدلال اس سے باطل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

پیر کی قبر کو سجدہ تعظیسی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۴۷) ایک شخص کے پیر صاحب کا انتقال ہو گیا تھا، جب سال کے ختم پر ان کے پیر صاحب کی تاریخ وفات پر یا مرید نے اپنی طرف سے کوئی دن یا تاریخ مقرر کر کے لوگوں کو دعوت دی کہ قبر پر جا کر ختم قرآن کرنا ہے، چنانچہ لوگ وہاں گئے اور ختم کے بعد قوالی وغیرہ بھی ہوئی، منع کرنے پر یہ جواب دیا کہ فقیر کا دربار ہے، سب ہی لوگ اپنا اپنا حصہ لیتے ہیں، اور شخص مذکور کی حالت یہ ہے کہ قبر پیر کو سجدہ کرتا ہے اور منع کرنے پر کہتا ہے کہ سجدہ تعظیسی ہے، اور ہم خدا کے نور کو سجدہ کرتے ہیں، کیا سجدہ تحیہ اور سجدہ تعظیسی میں کچھ فرق ہے؟ قبرستان میں کھانا پینا اور اس قسم کے رسومات کرنا

(۱) الذَّرْالمختار و ردالمحتار: ۹/۴۶۷-۴۶۸، کتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغیرہ

جائز ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ اس قسم کی مجالس میں شریک ہوں وہ کیسے ہیں؟ (۱۳۳۷/۱۲۶۷ھ)

الجواب: سجدہ تحیہ اور سجدہ تعظیمی و سجدہ عبادت میں بے شک بعض فقہاء نے فرق کیا ہے کہ سجدہ تحیہ کو کفر نہیں کہتے اور سجدہ تعظیمی و سجدہ عبادت کو کفر کہتے ہیں، لیکن حرام ہونے میں دونوں برابر ہیں، یعنی سجدہ تحیہ بھی حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور مرتکب اس کا فاسق مرد و الشہادت ہے، درمختار میں ہے: و کذا ما يفعلونه من تقبيل الأرض بين يدي العلماء والعظماء فحرام، والفاعل والراضي به آثمان، لأنه يشبه عبادة الوثن، وهل يكفر؟ إن على وجه العبادة والتعظيم كفر، وإن على وجه التحية لا، وصار آثماً مرتكباً للكبيرة، وفي المُلْتَقَط: التواضع لغير الله حرام إلخ (۱) رد المحتار میں ہے: قوله: (إن على وجه العبادة والتعظيم كفر) تلفيق لقولين، قال الزيلعي: وذكر الصدر الشهيد أنه لا يكفر بهذا السجود، لأنه يريد به التحية، وقال شمس الأئمة السرخسي: إن كان لغير الله تعالى على وجه التعظيم كفر أه قال القهستاني: وفي الظهيرية: يكفر بالسجدة مطلقاً إلخ. وفي الزاهدي: الإيما في السلام إلى قريب الركوع كالسجود إلخ (۱) الحاصل سجدہ تحیہ کی حرمت میں کچھ کلام نہیں ہے، لہذا سجدہ غیر اللہ کو کسی طرح بھی درست نہیں ہے، اور عرس بزرگان جو کہ مشتمل بدعات و رسوم محدثہ و امور محرّمہ کو ہو اس کے ناجائز ہونے میں کیا تردد ہے؟ اور روایات موضوعہ کو شائع کرنا اور سنانا اور عمل کرنا کرنا نامناسب حرام اور ناجائز ہے، اور ایسی مجالس میں شریک ہونا حرام اور ناجائز ہے۔

غیر اللہ کو سجدہ تعظیمی کرنا حرام ہے

سوال: (۷۴۸) سجدہ تعظیمی لغير الله بزرگان دین کو جائز ہے یا نہیں؟ سجدہ کرنے اور کرانے والا کس گناہ کے مرتکب ہیں؟ (۱۵۹۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: سجدہ تعظیمی بزرگان دین وغیرہم کو حرام ہے، سجدہ کرنے والا فاسق اور گمراہ ہے، خوف کفر ہے، درمختار میں ہے: و کذا ما يفعلونه من تقبيل الأرض بين يدي العلماء والعظماء فحرام، والفاعل والراضي به آثمان، لأنه يشبه عبادة الوثن، وهل يكفر؟ إن على وجه العبادة والتعظيم كفر، وإن على وجه التحية لا، وصار آثماً مرتكباً للكبيرة، (۱) الدر المختار و رد المحتار: ۹/۴۶۷-۴۶۸، کتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره

وفي الشامي: قال القهستاني: وفي الظهيرية: يكفر بالسجدة مطلقاً إلخ (۱) فقط واللہ اعلم
سوال: (۷۴۹) ایک حاجی صاحب نے مولوی صاحب سے سوال کیا ہے کہ ایک آدمی
دوسرے آدمی کو سجدہ کر سکتا ہے یا نہیں؟ مولوی صاحب نے کہا نہیں، بلکہ جو شخص سجدہ کرے گا وہ
شیطان ہے، جب حاجی صاحب نے یہ جواب سنا تو بہت خفا ہوئے اور مولوی صاحب کو برا بھلا کہا،
یہاں تک کہ مارنے پر تیار ہو گئے، اس صورت میں مولوی صاحب کا قول صحیح ہے یا نہیں؟ اور حاجی
صاحب کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۰۸۵/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جو جواب مولوی صاحب موصوف نے دیا وہ صحیح ہے، موافق کتاب و سنت و
تصریحات فقہاء کے ہے، اور مولوی صاحب پر جس نے اس کی وجہ سے زبان درازی کی اور توہین و
تذلیل کی وہ فاسق مرتکب کبیرہ کا ہوا، قال في الدر المختار: وكذا ما يفعلونه من تقبيل
الأرض بين يدي العلماء والعظماء فحرام، والفاعل والراضي به آثمان، لأنه يشبه عبادة
الوثن، وهل يكفر؟ إن على وجه العبادة والتعظيم كفر، وإن على وجه التحية لا، وصار
آثماً مرتكباً للكبيرة، وفي الملتقط: التواضع لغير الله حرام إلخ وفي الشامي: قوله: (إن
على وجه العبادة إلخ)..... قال الزيلعي: وذكر صدر الشهيد أنه لا يكفر بهذا السجود،
لأنه يريد به التحية. وقال شمس الأئمة السرخسي: إن كان لغير الله تعالى على وجه
التعظيم كفر أه. قال القهستاني: وفي الظهيرية: يكفر بالسجدة مطلقاً، وفي الزاهدي:
الإيماء في السلام إلى قريب الركوع كالسجود إلخ (۱) اس عبارت سے واضح ہے کہ غیر اللہ
کے لیے سجدہ عند البعض کفر ہے، اور عند البعض فسق و معصیت و کبیرہ گناہ ہے، مباح کسی حال نہیں
ہے، لہذا قول مولوی صاحب کا صحیح ہے اور رد کرنے والا ان کے قول کو خاطی و فاسق ہے۔ فقط

حضرت یوسف اور ان کے بھائیوں کے قصہ سے

سجدہ تعظیمی کا جواز ثابت کرنا درست نہیں

سوال: (۷۵۰) یوسف علیہ السلام کے قصہ میں آیا ہے: ﴿وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ

(۱) الدر المختار و رد المحتار: ۹/۴۶۷-۴۶۸، کتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره

سُجَّدًا ﴿سورة یوسف، آیت: ۱۰۰﴾ جلالین میں ہے: ﴿وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا﴾ سجود انحناء لا وضع جبهة وكان تحيتهم في ذلك الزمان كالسلام والمصافحة والقيام في زماننا، وعن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما معناه خروا لأجله سجدًا لله شكرًا (۱) صاحب جلالین وحشی سجدہ کے معنی انحناء کے لیتے ہیں، حالانکہ قرآن مجید میں سجدہ کا لفظ صریح ہے، پھر اس کی تاویل کی ضرورت نہیں تھی، اور چونکہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول اس کے معارض ہے اس لیے بھی وہ قابل تسلیم نہ ہونا چاہیے، بناءً علیہ ابن عباس کا قول جو قرآن مجید کے موافق ہے اس لیے اسی کا رائج ہونا متحقق ہوتا ہے، لیکن ابن عباس کا قول شکرًا لله قرآن مجید کے اس مضمون سے معارض معلوم ہوتا ہے، جو اللہ تعالیٰ یوسف علیہ السلام کی زبانی فرماتا ہے: ﴿يَا بَتِ هَذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ﴾ (سورة یوسف، آیت: ۱۰۰) اور رُؤْيَايَ کے بیان میں یہ الفاظ ہیں: ﴿رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ﴾ (سورة یوسف، آیت: ۴) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سجدہ اللہ تعالیٰ کے شکر یہ کا نہیں تھا بلکہ یوسف علیہ السلام کو کیا گیا ہے، اگر یہ صحیح ہے تو تعظیمی سجدہ کا بین ثبوت ہے اگر کہا جاوے کہ اگلے زمانہ میں تعظیمی سجدہ جائز تھا اور شریعت اسلام میں ناجائز ہوا تو اس کے ثبوت میں قرآنی دلیل چاہیے، قرآن مجید میں جہاں تک عبادت غیر اللہ کی نہیں میں آیات وارد ہیں ان سے تعظیم کی نہی مصرح نہیں ہو سکتی۔

(۱۳۳۸/۱۳۲۶ھ)

الجواب: اس میں کچھ بحث کی ضرورت نہیں ہے کہ مراد سجدہ سے سجدہ انحناء ہے یا وضع جبهة کیونکہ اب شریعت اسلام میں دونوں ممنوع ہیں، اور پہلی شریعت کے احکام وہ ثابت رہتے ہیں جن کا شریعت اسلام میں انکار نہ کیا گیا ہو، اور جب شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ میں اس کا انکار وارد ہے (۲) جیسا کہ ظاہر ہے تو پہلے انبیاء علیہم السلام کا حکم باقی نہیں رہے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) تفسیر جلالین و هامشہ، ص: ۱۹۸، تفسیر سورة یوسف، رقم الحاشیة: ۱۷۔

(۲) عن قیس بن سعد رضي الله عنه قال: أتيت الحيرة فرأيتهم يسجدون لِمَرْزُبَانَ لَهُمْ، فقلت: لِمَ سَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَقُّ أَنْ يَسْجُدَ لَهُ فقال: لا تفعل، لو كنتُ أَمْرُ أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ النِّسَاءَ أَنْ يَسْجُدْنَ لِأَزْوَاجِهِنَّ رواه أبو داود . (مشكاة المصابيح، ص: ۲۸۲، باب عشرة النساء إلخ، كتاب النكاح، الفصل الثالث)

انتقال کے بعد برادری کے لوگوں کو کھانا کھلانا اور

ہنود کے لیے آٹا، چاول، دال وغیرہ کا انتظام کرنا

سوال: (۷۵۱)..... (الف) یہاں رواج ہے کہ متوفی کے مرنے کے بعد برادری کے لوگوں

کو کھانا کھلایا جاتا ہے یہ درست ہے یا نہیں؟ اور اس کا ثواب متوفی کو ہوتا ہے یا نہیں؟

(ب) اہل ہنود کے لیے آٹا، چاول، دال، گھی وغیرہ کا انتظام کیا جاتا ہے یہ درست ہے؟ اور

اس کا ثواب میت کو ہوتا ہے یا نہیں؟ (۱۱۱۱/۳۶-۱۳۳۷ھ)

الجواب: (الف) یہ رسم و رواج کا کھانا برادری کا درست نہیں ہے اور اس میں ثواب نہیں

ہوتا۔

(ب) یہ بھی درست نہیں ہے اور اس کا ثواب متوفی کو نہیں پہنچتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوم، چہلم، نیاز اور ہندو کی تیرہویں کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۵۲) سوم چہلم اور نیاز کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور مسلمان کو ہندو کی تیرہویں کا

کھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۸۲۹/۳۶-۱۳۳۷ھ)

الجواب: ایصال ثواب اموات کے لیے جو کھانا پکایا جائے خواہ وہ سویم چہلم کے نام سے پکایا

جائے اس کھانے کے مستحق فقراء و مساکین ہیں، اغنیاء کو وہ کھانا جائز نہیں ہے، لہذا وہ کھانا فقراء

و مساکین کو کھلانا چاہیے، اور رسوم چہلم و نیاز وغیرہ کی تخصیص بدعت ہے، اس کو ترک کرنا چاہیے، بہتر

طریقہ ایصال ثواب کا یہ ہے کہ بلا تعین دن و تاریخ کے جس وقت جو کچھ میسر ہو نقد کپڑا کھانا؛ وہ خفیہ

طور سے فقراء کو دے کر اس کا ثواب اموات کو پہنچایا جائے، اور اگر ہندو کسی مسلمان کے لیے ہدیہ

کچھ کھانا مٹھائی بھیجے تو مسلمان کو اس کا لینا اور کھانا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قبرستان سے ستر قدم کے فاصلہ پر فاتحہ پڑھنے کا رواج بدعت ہے

سوال: (۷۵۳) قبرستان سے واپس ہوتے ہوئے ستر قدم کے فاصلہ پر آ کر فاتحہ وغیرہ

پڑھنا کیسا ہے؟ (۱۰۶۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: بدعت ہے اور غیر ثابت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
سوال: (۷۵۴) میت کو دفن کر کے بعض لوگ ستر قدم ہٹ کر فاتحہ پڑھتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟ (۲۳۱۶/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

میت کے مکان پر جمع ہو کر تین روز تک فاتحہ پڑھنا

سوال: (۷۵۵) میت کے مکان پر جمع ہو کر تین روز تک فاتحہ پڑھنا ہاتھ اٹھا کر کیسا ہے؟
(۱۳۳۹/۱۳۳۳ھ)

الجواب: یہ بدعت ہے ایسا نہ کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

انتقال کی خبر آنے پر فاتحہ خوانی کے لیے لوگوں کو جمع کرنا

سوال: (۷۵۶) مدت دراز سے یہاں ایک رسم کی پابندی کی جاتی ہے وہ یہ کہ دوسری جگہ سے کسی کے انتقال کی خبر بہ ذریعہ تاریخ یا خط آتی ہے؛ تو مرحوم کے خویش و اقارب جو یہاں موجود ہیں ان کی طرف سے لوگوں کو خبر کی جاتی ہے کہ فلاں جگہ فلاں کے انتقال کی خبر آئی ہے، اس لیے فلاں مکان میں وقت معین پر مثلاً تین بجے دن کے فاتحہ خوانی ہوگی، چنانچہ سب لوگ عزیز و اقارب دوست و احباب وہاں جمع ہو جاتے ہیں اور لو بان سلگایا جاتا ہے اور امام صاحب سورۃ فاتحہ، قل ھو اللہ، آیت الکرسی وغیرہ آیتیں پڑھ کر مع حاضرین مجلس ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں میت کے واسطے، اس کے بعد جتنی مرتبہ اور جس قدر لوگ آتے ہیں ہر بار امام صاحب ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں، ایسے رسوم کا کیا حکم ہے؟ اور ایسے رسوم میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۸۸/۱۳۴۱ھ)

الجواب: یہ رسم اور رواج جو مذکورہ ہے شریعت میں اس کی کچھ اصل نہیں ہے اور ثابت نہیں ہے، شریعت میں صرف تعزیت مشروع ہے کہ اگر کسی کے گھر میت ہو جاوے یا کہیں سے خبر آئے تو اس کے پاس جا کر کلمات تعزیت کہیں، اور اس کی تسلی کریں اور صبر کی تلقین کریں، باقی جملہ رسوم سورۃ

فاتحہ وغیرہ پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر بار بار دعا کرنا یہ ثابت نہیں ہے اور بدعت ہے، پس امام مذکور کو اول سے ہی اس رسم کو ادا نہ کرنا چاہیے، اور ایسے رسوم میں شرکت درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فاتحہ یازدہم اور رجب کی نیاز وغیرہ رسموں میں شریک ہونا

سوال: (۷۵۷) اکثر اہل اسلام فاتحہ یازدہم و ماہ رجب کی نیاز امام جعفر صادقؑ اور میت کا دہم چہلم وغیرہ مقررہ ایام میں کرتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟ بعض اصحاب نئی مٹی کے ظروف استعمال کر کے چاول پر رکھتے ہیں اور اغذیہ کو مغرب سے پہلے ختم کر دینا ضروری سمجھتے ہیں اور گھر کے باہر نہیں لاتے وغیرہ، ایسی دعوت قبول کر کے شریک ہونا جائز ہے؟ نیز اغذیہ کے پاس ایستادہ ہو کر عود کی دھونی دیتے ہوئے، فاتحہ خوانی کی جاتی ہے، کیا یہ طریقہ جائز ہے؟ (۱۳۳۷ھ/۶۹۳-۴۶/۱۳۳۷ھ)

الجواب: شریعت میں ان رسوم کی بہ ہیئت کذا یہ کچھ اصل نہیں ہے، اور التزام مالا یلزم ہے، اور حدیث شریف میں ہے: من أحدث فی أمرنا هذا ما لیس منہ فهو ردّ (۱) لہذا اہل اسلام کو ان بدعات و مخترعات سے احتراز کرنا لازم ہے، اور ایسی دعوت میں شریک ہونا جائز نہیں ہے۔ فقط

تدفین کے وقت تھوڑی سی مٹی پر قل پڑھ کر میت کے سر ہانے رکھنا

سوال: (۷۵۸) مردہ کو قبر میں رکھتے وقت ساتھ کے لوگ تھوڑی سی مٹی ہاتھ میں لے کر قل پڑھ کر وہ مٹی مردہ کے سر ہانے رکھتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۳ھ/۱۳۳۱ھ)

الجواب: یہ جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اس خیال سے کہ جمعرات کے روز ارواح اپنے گھروں

میں آتی ہیں کھانا پکانا اور اس پر ختم کرنا کیسا ہے؟

سوال: (۷۵۹) جمعرات کے روز خاص طور سے کھانا پکانا اور اس پر ختم کرنا اور یہ خیال کرنا

(۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال (۴۹۱) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

کہ اس روز ارواح اپنے گھر آتی ہیں کیسا ہے؟ (۱۳۲۵-۲۲/۹۹۵ھ)

الجواب: اس کا کچھ پورا ثبوت شریعت میں نہیں ہے، اور ایسا عقیدہ رکھنا اور اس دن خصوصیت سمجھ کر کھانا وغیرہ دینا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عرس کی ابتدا کیسے ہوئی؟

سوال: (۷۶۰) عرس کیا چیز ہے؟ اور شرعاً اس کی کوئی اصل ہے یا نہیں؟ کہا جاتا ہے کہ رقص و وجد ہمراہ مستورات کے اہل عرس کرتے ہیں و نیز مستورات سے سجدہ بھی لیتے ہیں؟ (۱۳۲۲/۱۶۳ھ)

الجواب: عرس کی اصل صرف اس قدر تھی کہ کسی بزرگ کے مزار پر ان کے خدام و مریدین جمع ہو کر ختم قرآن شریف وغیرہ و ایصال ثواب کرتے تھے، پھر رفتہ رفتہ اس میں انضمام بدعات و رسوم کا ہو گیا، اس لیے وہ لائق ترک ہو گیا، اور سرود و رقص کی مجالس میں شریک ہونا درست نہیں ہے، اور سجدہ کرنا اور کرنا قبور کو حرام ہے، اس سے اجتناب لازم ہے، اور ایسی مجالس میں شرکت بھی جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت مجدد صاحبؒ کے عرس میں بھی منکرات و بدعات مشاہد ہیں

سوال: (۷۶۱) عرس کے بارے میں کیا تحقیق ہے؟ (۱۳۲۳/۲۴۰ھ)

الجواب: محقق امر یہی ہے کہ تاریخ معین پر جو عرس ہوتے ہیں یہ بدعت سے خالی نہیں ہیں، اول تو کوئی عرس بدعت و منکرات سے خالی نہیں ہوتا، دوسرے التزام تاریخ معین جب کہ عوام کو اس سے وجوب و لزوم کا اعتقاد ہو؛ جائز نہیں ہے، خود حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کا عرس باوجودیکہ اس میں مزامیر وغیرہ نہیں اور ختم قرآن شریف وغیرہ بہ کثرت ہوتا ہے، لیکن وہاں کے اجتماع میں بھی منکرات و بدعات مشاہد ہیں، مستورات قرب و جوار کا جمع ہونا، عوام تارکین صلاۃ وغیرہم کا اجتماع، پھر روضہ پر امور خلاف شرع سجدہ وغیرہ کا ہونا خود مشاہدہ کیا ہے، اس لیے امر محقق یہی ہے کہ ایسے وقت پر نہ جانا احتوط ہے، گو دراصل یہ جائز تھا کہ صلحاء جمع ہو کر ایصال ثواب ختم وغیرہ کریں، اور اسی بناء پر بعض اکابر کا ایسے موقع پر جانا منقول ہے، مگر اب اس میں بہت سے امور داخل ہو گئے ہیں جن

کو وہ لوگ جانتے ہیں جو اس موقع پر وہاں موجود ہوئے ہوں، چنانچہ بندہ بھی اب اپنے تجربہ سے احوط عدم شرکت ہی کو سمجھتا ہے، اگرچہ اس میں نفع بھی ہو مگر مضار اس کے اس نفع سے زیادہ ہیں، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسے امور جو اصل میں جائز ہوں اگر اتفاقیہ نیک نیتی سے یا کسی خاص غرض دینی سے ان میں شرکت ہو تو اس شخص خاص کے لیے یہ امر موجب طعن نہیں ہے، لیکن تمام جوانب کو لحاظ کر کے اور عوام کی درستی کے لیے ضرور ہے کہ خواص بھی اس سے احتراز کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ثواب سمجھ کر عرس میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۶۲) بزرگوں کے مزارات پر جو عرس ہوتے ہیں ان میں بہ نظر ثواب شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۱/۱۲۹۵ھ)

الجواب: ایام معینہ جو کہ مبتدعین کے یہاں مروج ہیں بالکل بے اصل ہیں، برابر ہے کہ روزِ سال (برسی) یا پہلا دن یا تیسرا دن (تیجا) ہو، کما فی الشامی نقلاً عن البزازیة: ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الأول والثالث و بعد الأسبوع ونقل الطعام إلى القبر فی المواسم، واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن و جمع الصلحاء والقراء للختم أو لقراءة سورة الأنعام أو الإخلاص ملخصاً (۱) (۹۴۰/۱) ان عبارات سے واضح ہوا کہ اعراس وغیرہ ارتکاب مکروہ ہے، پس جو مجلس ارتکاب مکروہات ومنہیات کے لیے منعقد کی گئی ہو اس میں شریک ہونا ناجائز ہے۔ قال تعالیٰ: ﴿فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِی مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِینَ﴾ (سورۃ أنعام، آیت: ۶۸) فقط

عرس کرنا اور قوالی وغیرہ گانا اور سننا کیسا ہے؟

سوال: (۷۶۳) مزاروں پر جانا اور ایک تاریخ مقرر کر کے عرس کرنا اور قوالی وغیرہ گانا سننا کیسا ہے؟ (۱۳۳۳-۳۲/۱۱۸۹ھ)

الجواب: حرام ہے، درمختار میں ہے: و فی السراج: و دلت المسئلة أن الملاهی کلها

(۱) الشامی: ۱۳۹/۳، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنابة، مطلب فی کراهة الضیافة من أهل المیت .

حرام ، ویدخل علیہم بلا إذنہم لإنکار المنکر ، قال ابن مسعود رضي الله عنه: صوت اللّٰهُو والغناء يثبت النّفاق في القلب كما يثبت الماء الثّبات إلخ (۱) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم
سوال: (۷۶۴) عرس کے موقع پر احاطہ درگاہ اور مقبرہ و مسجد کے اندر اور احاطہ میں جو قوالی و غناء ہارمونیم طبلہ سارنگی وغیرہ کیا جاتا ہے اس کے لیے حکم شرعی کیا ہے؟ (۱۳۳۵ھ/۲۰۱۲ء)

الجواب: قوالی اور غناء اور ہارمونیم باجا طبلہ اور سارنگی اور تمام مزامیر شرعاً حرام ہیں، اور ان چیزوں کو ذکر الہی سمجھنا سخت کبیرہ (گناہ) ہے، اور خوف کفر ہے، درمختار میں ہے: ودلت المسألة أنّ الملاهي كلّها حرام ، ویدخل علیہم بلا إذنہم لإنکار المنکر ، قال ابن مسعود: صوت اللّٰهُو والغناء يثبت النّفاق في القلب كما يثبت الماء الثّبات. قلت: وفي البرازية: استماع صوت الملاهي كضرب قصب و نحوه حرام لقوله عليه الصّلاة والسّلام: استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر أي بالنّعمة ، فصرف الجوارح إلى غير ما خلق لأجله كفر بالنّعمة لا شكر ، فالواجب كلّ الواجب أن يجتنب كي لا يسمع لما روى أنّه عليه الصّلاة والسّلام أدخل إصبعه في أذنه عند سماعه ، و أشعار العرب لو فيها ذكر الفسق تكره انتهى ، وفي الشّامي: قوله: (قال ابن مسعود إلخ) رواه في السنن مرفوعاً إلى النّبيّ صلّى اللّٰہ علیہ وسلّم بلفظ: إنّ الغناء يثبت النّفاق في القلب كما في غاية البيان و قيل: إن تغنى ليستفيد نظم القوافي و يصير فصيح اللّسان لا بأس به ، و قيل: إن تغنى وحده لنفسه لدفع الوحشة لا بأس به ، و به أخذ السرخسي: وذكر شيخ الإسلام أن كلّ ذلك مكروه عند علمائنا، واحتجّ بقوله تعالى: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ الْآيَةَ﴾ (لقمان: ۶) جاء في التفسير: أنّ المراد الغناء وحمل ما وقع من بعض الصّحابة على إنشاد الشعر المباح الذي فيه الحكم والمواعظ ، فإنّ لفظ الغناء كما يطلق على المعروف يطلق على غيره كما في الحديث: من لم يتغنّ بالقرآن فليس منا ، و تمامه في النّهاية و غيرها (۲) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

(۱) الدرّ المختار مع ردّ المحتار: ۴۲۴/۹، کتاب الحظر والإباحة .

(۲) الدرّ المختار و ردّ المحتار: ۴۲۴-۴۲۶/۹، کتاب الحظر والإباحة .

دُف والی روایت سے قوالی اور رقص پر استدلال کرنا

سوال: (۷۶۵)..... (الف) قوالی اور حال جو آج کل مروج ہیں، شرعاً ان کا حکم کیا ہے؟ ایسی محفلوں میں شریک ہونا اور ان کو جائز سمجھنا کیسا ہے؟

(ب) سماع و رقص زمان نبوی اور صحابہ کرام و اولیاء عظام میں بہ ہیئت کذائیہ مروجہ زمانہ ہذا مروج تھا یا نہیں؟

(ج) جن دلائل سے سماع و رقص پر استدلال کیا جاتا ہے مثلاً اعلان نکاح میں دف بجانا اور حضور نبوی میں جاریات کا گانا و نیز اسی قسم کی روایتوں سے قوالی اور رقص پر استدلال کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۸۶۸/۱۳۳۸ھ)

الجواب: (الف) اس کے بدعت اور ممنوع ہونے میں کچھ اشتباہ نہیں ہے، ایسی محافل میں شریک ہونا جائز نہیں ہے، اور جائز سمجھنے والا خاطی و عاصی ہے۔

(ب) سماع و رقص جو مروج ہے جناب رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے، اور سلف کے زمانہ میں یہ نہ تھا، اس سے احتراز لازم ہے، واللہ تعالیٰ ولی التوفیق۔

(ج) ان روایات سے ہرگز رقصی و مزامیر مروجہ پر استدلال نہیں ہو سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مزار پر مزامیر و ناچ وغیرہ کرنا

سوال: (۷۶۶) بزرگان دین کے مزار پر اہل اسلام کو مزامیر و ناچ وغیرہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ خصوصاً ایسی حالت میں جب کہ مزار اندرا حاطہ جامع مسجد کے ہو؟ (۱۹۰۵/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: یہ ناجائز اور حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

میلہ کلیر میں جانا اور بڑے پیر صاحب کی گیارہویں کرنا

سوال: (۷۶۷) میلہ پیران کلیر میں جانا اور بڑے پیر صاحب کی گیارہویں کرنا جائز ہے

یا نہیں؟ (۷۱۶/۳۳-۱۳۳۳ھ)

الجواب: میلہ پیران کلیر وغیرہ میں جانا اور گیارہویں کرنا اور اس کو ضروری سمجھنا اور معین تاریخ پر اس کا التزام کرنا یہ سب جاہلوں کی رسمیں ہیں اور بدعت و ناجائز ہیں ان کو چھوڑنا چاہیے، نہ میلہ میں جائے نہ گیارہویں کرے، یہ امور اہل سنت و جماعت کے مسلک کے خلاف ہیں۔ فقط

سوال: (۷۶۸) اکثر اہل اسلام چاند کی ۱۱/ تاریخ کو پیران پیر کے اسم گرامی پر نیاز بعضے دودھ اور بعض غلہ اور بعض حلوا پکا کر فی سبیل اللہ تقسیم کرتے ہیں، اور اس نیاز کا نام گیارہویں ہے، یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۲۸۱۳/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اس طریقہ مروجہ کی کوئی اصل کتب معتبرہ میں نہیں ہے، ایصال ثواب کے جو طریقہ عامہ مسلمین سے لے کر رسول اللہ ﷺ تک ہیں وہی ہر ایک کے لیے ہیں، کسی کی کوئی تخصیص نہیں، بناءً علیہ اس قسم کے طریقے صحیح اور نہ ان سے ثواب کی امید۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اولیاء کی قبروں پر اس خیال سے جانا کہ وہ ہم

کو نفع پہنچائیں گے؛ کیسا ہے؟

سوال: (۷۶۹) پیروں کی اور اولیاء اللہ کی قبور پر اس خیال سے جانا کہ یہ ہم کو کچھ فائدہ پہنچائیں؛ کیا وہ فائدہ پہنچا سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۸۲۲/۱۳۳۸ھ)

الجواب: نفع اور ضرر کا مالک خدا تعالیٰ ہے کوئی بندہ اپنے نفس کو اور کسی کو بدون حکم الہی و ارادہ الہی کے نقصان اور نفع نہیں پہنچا سکتا، جیسا کہ قرآن شریف میں بہت سی آیتوں میں یہ مضامین موجود ہیں۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ، وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَأَسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ، وَمَا مَسْنِيَ السُّوءُ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾ (سورہ اعراف، آیت: ۱۸۸)۔

ترجمہ: اے محمد! فرما دیجئے کہ میں اپنے نفس کے نفع و نقصان کا مالک اور مختار نہیں ہوں مگر جو کچھ اللہ چاہے وہ ہوتا ہے اور اگر میں غیب کو جانتا تو بہت سی بھلائی جمع کر لیتا، اور مجھ کو کوئی برائی نہ پہنچتی میں صرف ڈرانے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں ایمان والوں کو۔

بزرگان دین کے مزار پر جانے اور فاتحہ پڑھنے

سے فرائض و سنن کی مکافات نہیں ہوتی

سوال: (۷۷۰) ایک گروہ اہل اسلام کا فرض اور واجب و سنن ادا نہ کرے، اور مسجد کی غیر آبادی پر کچھ خیال نہ کرے، نہ اولاد کو تعلیم دے، اور فاتحہ بزرگان دین کا ایسا انتظام کرے کہ اگر گھر میں کچھ نہیں ہے تو سودی روپیہ قرض لے کر بڑے دھوم دھام سے فاتحہ کرائے، اور مثل شادی کے فاتحہ کی دعوت میں ایک دوسرے کے یہاں بلائے جاتے ہیں، اور یہ عقیدہ ہے کہ بزرگان کے مزار پر جانے سے اور فاتحہ پڑھنے سے بدلہ فرائض ہو جاتا ہے کہ یہ افعال معاوضہ فرائض ہو جائیں گے، اولاد کو تعلیم نہ دینا اور ایسے کاموں میں روپیہ صرف کرنے سے حق اولاد پورا ہو جائے گا؟ (۱۰۳۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: یہ سب جہل کی باتیں ہیں، ایسے رسوم کے ادا کرنے سے اور ان میں روپیہ صرف کرنے سے الٹا عاصی ہوتا ہے، فرائض و سنن کی مکافات تو اس سے کہاں ہو سکتی ہے؟! اور اولاد کا حق بھی اس سے ساقط نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جائے انتقال اور قبر پر چالیس روز تک چراغ جلانا

سوال: (۷۷۱) جائے انتقال و قبر پر چالیس روز تک چراغ جلانا شرعاً کہاں تک درست ہے؟ (۱۵۱۸/۱۳۳۸ھ)

الجواب: ناجائز اور حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شامی کی عبارت سے قبروں پر چراغ جلانے کا جواز ثابت نہیں ہوتا

سوال: (۷۷۲) ایک شخص کہتا ہے کہ شامی: جلد ثانی، ص: ۱۳۹ سے معلوم ہوتا ہے کہ تقرب الی اللہ کے قصد کرنے کی حالت میں شمع و زیت وغیرہ اولیاء کے مزار پر جائز ہے، یہ صحیح ہے یا نہیں؟ (۳۲۲/۱۳۳۷ھ)

الجواب: عبارت در مختار اس بارے میں یہ ہے: و اعلم ان النذر الذي يقع للأموات

من أكثر العوام و ما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت و نحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقريباً إليهم فهو بالإجماع باطل و حرام ما لم يقصدوا صرفها لفقراء الأنام إلخ ، اور شامی میں ہے: اللّٰهُمَّ إِلَّا أَنْ قَالَ: يَا اللَّهُ! إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ إِنْ شَفِيتَ مَرِيضِي أَوْ رَدَدْتَ غَائِبِي أَوْ قَضَيْتَ حَاجَتِي أَنْ أَطْعِمَ الْفُقَرَاءَ الَّذِينَ بَابَ السَّيِّدَةِ نَفِيسَةَ إِيْلَخِ أَوْ أَشْتَرِيَ حَصْرًا لِمَسَاجِدِهِمْ أَوْ زَيْتًا لَوْ قَوْدَهَا أَوْ دِرَاهِمَ لِمَنْ يَقُومُ بِشَعَائِرِهَا إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ مِمَّا يَكُونُ فِيهِ نَفْعٌ لِلْفُقَرَاءِ إِيْلَخِ (۱) پس ان روایات سے قبور پر چراغ جلانے کا جواز ثابت نہیں ہوتا، بلکہ ان روایات کا حاصل تو یہ ہے کہ بزرگوں کے مزارات اور خانقاہوں میں جو فقراء ہیں ان کے استعمال اور نفع کے لیے اللہ واسطے اگر یہ اشیاء بوریہ و تیل و روپیہ پیسہ وغیرہ دیا جائے تو درست ہے، قبور و مزارات پر چراغ جلانا ان روایات سے کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا، اور یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے جب کہ آنحضرت ﷺ نے قبر پر چراغ جلانے والوں کو لعنت فرمائی ہے؟! عن ابن عباس رضي الله عنهما: قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم زائرات القبور والمتخذين عليها المساجد والسرج (۲) (رواہ أبو داؤد و الترمذی و النسائی) پس تحقیق یہی ہے کہ قبور و مزار پر چراغ جلانا حرام اور تضييع مال ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عورتوں کا اپنے عزیزوں اور بزرگوں کی قبروں پر جانا

سوال: (۷۷۳) عورتیں اپنے عزیزوں اور بزرگوں کی قبروں پر جاسکتی ہیں یا نہیں؟

(۱۳۳۷ھ/۶۷۶)

الجواب: اس میں اختلاف ہے، اور احوط یہ ہے کہ عورتوں کو قبور کی زیارت کو جانا نہ چاہیے۔

(۱) الدر المختار و رد المحتار: ۳/۳۷۹-۳۸۰، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم و مالا

یفسده مطلب فی النذر الذي یقع للأموات من أكثر العوام من شمع أو زيت أو نحوہ .

(۲) سنن أبي داؤد: ۲/۴۶۱، کتاب الجنائز، باب فی زیارة النساء القبور .

و سنن الترمذی: ۱/۷۳، أبواب الصلاة، باب ما جاء فی کراهیة أن یتخذ علی القبر

مسجدًا .

و سنن النسائی: ۱/۲۲۲، کتاب الجنائز، التغلیظ فی اتخاذ السرج علی القبور .

کما فی شرح المنیة : و يستحب زیارة القبور للرجال وتكره للنساء (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
سوال: (۷۷۴) زیارت قبور للنساء کے بارے میں علمائے حنفیہ کیا فرماتے ہیں؟ بلا کراہت
جائز ہے، یا مع الکراہت؟ (۱۹۱۷/۱۳۳۷ھ)

الجواب: رائج عند المحققین کراہت ہے، شامی میں ہے: و جزم فی شرح المنیة
بالکراہة لما مرّ فی اتباعهنّ الجنابة إلخ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
سوال: (۷۷۵) اس زمانہ میں فتن و فجور میں مسلمان عورتوں کا اعراس کے مواقع پر مزاراتِ
اولیاء اللہ پر جانا از روئے فقہ حنفی جائز ہے یا نہیں؟ (۲۵۹/۱۳۴۳ھ)

الجواب: فقہائے حنفیہ نے عورتوں کو مساجد میں جماعت میں شریک ہونے کے لیے بھی
جانے کی اجازت نہیں دی، اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر آنحضرت ﷺ
دنیا میں تشریف رکھتے تو عورتوں کو مسجدوں میں جانے سے منع فرما دیتے (۳) اور درمختار میں
ہے: و یکره حضورهنّ الجماعة إلخ (۴) پس جب کہ مسجدوں میں جماعت کی شرکت کے لیے
بھی عورتوں کا جانا منع فرمایا گیا ہے، تو اس سے ظاہر ہے کہ اعراس اولیاء اللہ میں جانا بہ درجہ اولیٰ
ناجائز ہے، لہذا مسلمانوں کو اس بارے میں نہایت احتیاط کرنی چاہیے، اپنی عورتوں کو ہرگز عرسوں اور
میلوں میں شرکت کے لیے جانے کی اجازت نہ دیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مصنوعی قبر بنانا اور عورتوں کا قبروں پر جا کر نذر و نیاز کرنا

سوال: (۷۷۶) کسی پیر کی مصنوعی قبر بنانا اور اس کی زیارت کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور

(۱) شرح منیة المصلی المعروف بالکبیری، ص: ۵۲۴، فصل فی الجنائز، مسائل متفرقة من
الجنائز .

(۲) الشامی: ۱۴۱/۳، کتاب الصلّاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی زیارة القبور .

(۳) عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: لو أدرك رسول الله صلى الله عليه وسلم ما
أحدث النساء لمنعهنّ المسجد كما منعت نساء بني إسرائيل الحديث (صحيح البخاري:

۱۲۰/۱، کتاب الأذان، باب خروج النساء إلى المساجد بالليل والغلس)

(۴) الدر المختار مع رد المحتار: ۲/۲۶۳، کتاب الصلّاة، باب الإمامة، مطلب: إذا صلی

الشافعي قبل الحنفي هل الأفضل إلخ .

عورتوں کا جانا نذر و نیاز کرنا کیسا ہے؟ (۱۶۷۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: مصنوعی قبر بنانا اور عورتوں کا قبور پر جا کر نذر و نیاز کرنا اور امور خلاف شرع کرنا یہ سب محدث و بدعت و حرام ہے۔ قال عليه الصلاة والسلام: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو ردّ (۱) وقال صلى الله عليه وسلم: كلّ بدعة ضلالة الحديث (۲) وفي الدر المختار: و اعلم أنّ النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام و ما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقرّباً إليهم فهو بالإجماع باطل و حرام إلخ (۳) و تحقيقه في الشامي (۴) (۱۲۸/۲) فقط والله تعالى اعلم

مصنوعی مزار کو اکھاڑ دینا ضروری ہے

سوال: (۷۷۷) ایک مسجد کے سامنے مزار مصنوعی بنایا ہوا ہے اس کو کھدوانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۵۱۳۳/۵۱۳۳ھ)

الجواب: اس مصنوعی مزار کو اکھاڑ دینا درست ہے، بلکہ ضروری ہے۔ فقط والله تعالى اعلم

قبروں کو گارے سے لپینا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۷۸) کیا اولیاء اللہ کے مزاروں اور مساجد کو لپینا بارش کے واسطے جائز ہے یا نہیں؟ (۲۵۹۰/۱۳۳۷ھ)

- (۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال (۴۹۱) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔
- (۲) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال (۷۷۷) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔
- (۳) الدر المختار مع رد المحتار: ۳/۳۷۹، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم و ما لا یفسده، مطلب في النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام من شمع أو زيت أو نحوه .
- (۴) قوله: (باطل و حرام) لوجوه: منها أنّه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا يجوز، لأنّه عبادة والعبادة لا تكون لمخلوق، ومنها: أنّ المنذور له ميت، والميت لا يملك، ومنها: أنّه إن ظنّ أنّ الميت يتصرّف في الأمور دون الله تعالى واعتقاده ذلك كفر إلخ. (الشامي: ۳/۳۷۹، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم و ما لا یفسده، مطلب في النذر الذي يقع للأموات إلخ)

الجواب: فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ تجھیں قبور کو منع فرمایا ہے تطہین قبور کو بھی مکروہ لکھا ہے، اور تطہین کے معنی گارے سے لینے کے ہیں، اور یہ ظاہر ہے کہ اس حکم میں جملہ اہل قبور داخل ہیں، اور اگرچہ تطہین قبور کو بعض فقہاء نے جائز فرمایا ہے لیکن بہتر ترک تطہین ہے کہ امر مختلف فیہ کو اختیار کرنا احتیاط کے خلاف ہے، خصوصاً جب کہ اختلاف کراہت و عدم کراہت میں ہو کہ ایسے موقع میں کراہت کو ترجیح دی جاتی ہے۔ درمختار میں ہے: و لا یجصّص و لا یطین، و لا یرفع علیہ بناء و قیل: لا بأس بہ إلخ (۱) و التفصیل فی الشّامی (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قبور پر دانے روٹی ڈالنا، جانور چھوڑنا اور ذبح کرنا

سوال: (۷۷۹) کیا اولیاء اللہ کے قبور پر دانے یا روٹی یا کسی جانور کا چھوڑنا یا ذبح کرنا جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے جائز ہے یا نہیں؟ اور ان کو مستحسن جاننے والوں کا کیا حکم ہے؟ (۲۵۹۰/۱۳۳۷ھ)

الجواب: قبور کے ساتھ یہ امور مذکورہ کرنا درست نہیں ہیں، بلکہ حرام اور بدعت ہیں، درمختار میں ہے: واعلم أنّ النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام و ما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقرّباً إليهم فهو بالإجماع باطل و حرام إلخ (۳) وفي الحديث: ملعون من ذبح لغير الله تعالى أو كما قال صلى الله عليه

(۱) الدر المختار مع الشّامی: ۱۳۴/۳، کتاب الصّلاة، باب صلاة الجنّازة، مطلب فی دفن المیت .

(۲) قوله: (وقیل لا بأس بہ إلخ) المناسب ذکرہ عقب قوله: (ولا یطین) لأنّ عبارة السّراجیة كما نقله الرّحمتی ذکر فی تجرید أبی الفضل أنّ تطہین القبور مکروہ، والمختار أنّه لا یکرہہ اھ۔ و أمّا البناء علیہ فلم أر من اختار جوازه. وفي شرح المنیة عن منیة المفتی: المختار أنّه لا یکرہہ التّطہین، وعن أبی حنیفة یکرہہ أن یبنی علیہ بناء من بیت أو قبة أو نحو ذلك إلخ. (الشّامی: ۱۳۴/۳-۱۳۵، کتاب الصّلاة، باب صلاة الجنّازة، مطلب فی دفن المیت)

(۳) الدر المختار مع الشّامی: ۳۷۹/۳، کتاب الصّوم، باب ما یفسد الصّوم، مطلب فی النّذر الذي یقع للأموات إلخ .

وسلم (۱) وفي حديث مسلم: لعن الله من ذبح لغير الله تعالى الحديث (۲) پس مرتکب ان امور محدثہ کا اور جائز کہنے والا ان کا فاسق و مبتدع ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قبر کے پاس قاریوں کو تلاوت کے لیے بٹھانا

اور بزرگوں کی نذر و نیاز درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۸۰)..... (الف) لا يكره الدفن ليلاً ولا إجلاس القارئین عند القبر وهو المختار، فتح القدیر: ۳۰۱/۷، فتاویٰ قاضی خان، ص: ۷۸، فتاویٰ عالمگیری: ۱۳۳/۶، مجمع الأنهر، ص: ۱۸۸، دُرَرُ الْحُكَّام، ص: ۱۶۸، خلاصة القاري، ص: ۳۴۴، فتاویٰ غیاثیہ، ص: ۴۵، فوائد سمیہ، ص: ۱۴۴، کبیری، ص: ۵۶۴، صغیری، روح البیان، فتاویٰ مصری، الدر المختار: ۱۴۵/۳ وغیرہ کتب فقہ میں بہ علامت فتویٰ مرقوم ہے، کیا یہ مسئلہ صحیح ہے یا غلط؟

(ب) مظاہر حق جلد دوم باب النذر میں فاتحہ بزرگان دین اور نذر و نیاز ان کی درست اور جائز لکھی ہے اور کھانا اس کا روا ہے (۳) کیا یہ مسئلہ صحیح ہے یا غلط؟ (۱۳۳۷/۲۶۷۱ھ)

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: ملعون من سب أباه ملعون من سب أمه، ملعون من ذبح لغير الله الحديث. (مسند الإمام أحمد بن حنبل: ۸۳/۵، تكملة مسند عبد الله بن عباس رضي الله عنهما، رقم الحديث: ۲۹۱۴، المطبوعة: مؤسسة الرسالة، بيروت)

(۲) عن أبي الطفيل قال: قلنا لعلي رضي الله عنه: أخبرنا بشيء أسره إليك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: ما أسر إلي شيئاً كتمه الناس ولكني سمعته يقول: لعن الله من ذبح لغير الله الحديث. (الصحيح لمسلم: ۱۶۱/۲، كتاب الذبائح، باب تحريم الذبح لغير الله تعالى و لعن فاعله)

(۳) مظاہر حق کی عبارت یہ ہے:

اگر کوئی کسی بزرگ زندہ کو کچھ بہ طریق نیاز یعنی بروصلہ اور تحفہ کے دے دے تو وہ نیاز جائز اور اس بزرگ کو کھانا اس چیز کا جائز ہے، اسی طرح اگر نیاز کسی بزرگ مردہ کی کرے کہ بہ معنی فاتحہ اور پہنچانے ثواب اس چیز کے اس کو ہے یہ نیاز جائز اور بیچ کھانے اس چیز کے تفصیل ہے، اور وہ یہ ہے کہ اگر دینے والے ==

الجواب: (الف) لوجه اللہ میت کو قرآن شریف پڑھ کر ثواب پہنچانا عمدہ ہے اور اس میں کسی کا خلاف نہیں ہے، لیکن استیجار علی التلاوت جیسا کہ مروج ہے یہ درست نہیں ہے جیسا کہ شامی میں ہے: وفي الولوالجية ما نصّه: ولو زار قبر صديق أو قريب له وقرأ عنده شيئاً من القرآن فهو حسن، أما الوصية بذلك فلا معنى لها، ولا معنى أيضاً لصلوة القاري، لأن ذلك يشبه استيجاره على قراءة القرآن و ذلك باطل، و لم يفعل ذلك أحد من الخلفاء إلخ (۱) والتفصيل في باب الإجارة الفاسدة (۲) پس یہ وجوہ ہیں جن کی وجہ سے اس زمانہ میں اجلاس القاری کو منع کیا جاتا ہے۔

(ب) ایصالِ ثواب برائے اموات کے: استحباب میں کچھ تاثر نہیں ہے، بلا قیود و رسوم مختصرہ کے ایصالِ ثواب الی الاموات جائز ہے، یہی مطلب عبارت مظاہر حق کا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مزارات پر طوائفوں کے ساتھ ناچنا اور ان کا منہ چومنا

سوال: (۷۸۱) مزارات پر خاص کر طوائفوں کا ہجوم اور دہقانی اور ناشائستہ مستورات کا اثر دہام کیسا ہے؟ مولوی شرف الحق کو یہاں ڈھولک پر ناچتے اور لونڈیوں کا منہ چومتے دیکھا ہے یہ == نیاز کے نے بزرگوں مردہ کو پہنچانا ثواب صدقہ ماکولی کا ان کو ارادہ کیا ہے تو کھانا اس چیز کا اغنیاء کو جائز نہیں، اور اگر پہنچانا ثواب اباحت ماکولی کا واسطے عام مؤمنوں کے ارادہ کیا ہے تو کھانا اس کا ہر بھوکے کو جائز ہے غنی ہو یا فقیر۔

(مظاہر حق قدیم: ۳/۲۳۰، کتاب العتق، أول باب الايمان والنذور، مطبوعہ: مطبع آسی، لکھنؤ)

(۱) الشامي: ۶۷/۹، کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب: تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة إلخ .

(۲) فالحاصل: أن ما شاع في زماننا من قراءة الأجزاء بالأجرة لا يجوز، لأن فيه الأمر بالقراءة وإعطاء الثواب للأمر والقراءة لأجل المال؛ فإذا لم يكن للقاري ثواب لعدم النية الصحيحة فأين يصل الثواب إلى المستأجر؟! ولو لا الأجرة ما قرأ أحد لأحد في هذا الزمان، بل جعلوا القرآن العظيم مكسباً و وسيلة إلى جمع الدنيا، إنا لله وإنا إليه راجعون اهـ . (الشامي: ۶۶/۹، کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب: تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة إلخ)

افعال کیسے ہیں؟ (۲۶۷۳/۱۳۳۷ھ)

الجواب: مزارات مقدسہ پر مستورات فاحشہ وغیرہ کا اجتماع خصوصاً مردوں کے ساتھ جیسا کہ اعراس مشائخ میں ہوتا ہے بالکل حرام ہے، اور ڈھولک وغیرہ مزامیر کا سننا اور ناچنا کودنا اور امارد کی تقبیل وغیرہ کرنا یہ جملہ امور حرام ہیں، اور مرتکب ایسے امور کا فاسق و بدکار ہے، اگر ایسا شخص مولوی بھی کہلائے تو اس کے کرنے سے یہ امور جائز نہیں ہو سکتے، بلکہ مولوی ہو کر جو ایسے کام کرے گا وہ اور بھی زیادہ مستحق طرد و لعن کا ہوگا۔ حدیث شریف میں: **إِنَّ شَرَّ الشَّرِّ شَرَّارَ الْعُلَمَاءِ (۱)** یعنی بدترین تمام بدتوں سے برے علماء ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فاحشہ عورتوں کا مزاروں پر ناچنا موجب لعنت ہے

سوال: (۷۸۲) مغنیات فاحشات کو گورستان اور مزار بزرگان پر ناچنا رخصت ہے یا نہیں؟

(۱۳۳۱/۱۲۱۸ھ)

الجواب: عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم زائرات القبور والمتخذين عليها المساجد والسرج أخرجہ النسائي (۲) أيضًا وروی الترمذی حدیث أبي هريرة رضي الله عنه: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن زَوَارَاتِ القبور. ثم قال: وقد رأى بعض أهل العلم أن هذا كان قبل أن يرخّص النبي صلى الله عليه وسلم في زيارة القبور، فلما رخص دخل في الرخصة الرجال والنساء، و قال بعضهم: إنما كره زيارة القبور في النساء لقلة صبرهن وكثرة جزعهن (۳) وقال ابن عبد البر: ولقد كره أكثر العلماء خروجهن إلى الصلوات فكيف إلى مقابر؟! وبسط الحافظ بدر الدين العيني الكلام في هذا، وقال في آخره: وحاصل الكلام من هذا كله:

(۱) عن الأحوص بن الحكيم عن أبيه رضي الله عنه قال: سأل رجل النبي صلى الله عليه وسلم عن الشرّ، فقال: لا تسألوني عن الشرّ و سلوني عن الخير يقولها ثلاثاً، ثم قال: إن شرّ الشرّ الحديث. (مشكاة المصابيح، ص: ۳۷، كتاب العلم، الفصل الثالث)

(۲) سنن النسائي: ۲۲۲/۱، كتاب الجنائز، التعليل في اتخاذ السرج على القبور.

(۳) جامع الترمذی: ۲۰۳/۱، أبواب الجنائز، باب ما جاء في كراهية زيارة القبور للنساء.

أَنَّ زِيَارَةَ الْقُبُورِ مَكْرُوهَةٌ لِلنِّسَاءِ ، بَلْ حَرَامٌ فِي هَذَا الزَّمَانِ ، وَلَا سَيِّمًا نِسَاءً مِصْرَ (۱)۔
 ان نصوص سے ثابت ہوا کہ عورتوں کا قبروں پر امور منہیہ کے ارتکاب کے لیے آنا موجب لعنت ہے، اور جو شخص باعث و ممد منہیات ہوتا ہے وہ بھی عاصی ہے، نفس زیارت کی اجازت صرف عجز کو ہے، کما فی الشّامی تحت قولہ: (ولو للنساء) و قال الخیر الرّمليّ إن كان ذلك لتجديد الحزن والبكاء والنّذب علی ما جرت به عادتهنّ فلا تجوز، و علیہ حمل حدیث: لعن اللّٰه زائرات القبور، و إن كان للاعتبار والترحم من غیر بکاء والتبرک بزیارة قبور الصّالحین فلا بأس إذا کن عجائز. و یکره إذا کن شوابّ إلخ ملخصاً (۲)
 (۱/۹۴۲) خلاصہ یہ ہے کہ اگر صحیح غرض ہو تو صرف عجز کو اجازت ہے، اور جوان عورتوں کو کسی حال میں بھی زیارت قبور کی اجازت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

زیارت قبور کا ایک غیر مشروع طریقہ

سوال: (۷۸۳) جب کبھی قبر کی زیارت کی جائے تو ایک آدمی قبلہ رخ ہو کر قبر کے سرہانے سے پائنتی تک تین یا پانچ مرتبہ پانی چھڑ کے اور ایک دعا ہے اس کو پڑھتا رہے تو میت کی مغفرت ہوگی یہ درست ہے یا نہیں؟ (۱۴۰۵/۱۳۳۸ھ)

الجواب: یہ طریقہ زیارت قبور کا مشروع نہیں ہے اور جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

پیروں کے نام کا بکرا پالنا

سوال: (۷۸۴) قبروں پر چادر چڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور پیروں کے نام کا بکرا پالنا جائز ہے یا نہیں؟ جو شخص اس کو جائز سمجھتا ہے وہ کیسا ہے؟ اور جو ناجائز سمجھتا ہے وہ کیسا ہے؟ (۱۳۴۱/۲۲۹ھ)
 الجواب: قبور پر چادر چڑھانا درست نہیں ہے، بلکہ بدعت اور ناجائز ہے، اور پیروں کے نام کا بکرا پالنا بھی جائز نہیں ہے، جو شخص ان امور سے منع کرے اور ناجائز بتلائے وہ حق پر ہے اور صحیح

(۱) عمدة القاري: ۶/۹۵-۹۶، کتاب الجنائز، باب زیارة القبور، الحدیث: ۱۲۸۳۔

(۲) الشّامی: ۳/۱۴۱، کتاب الصّلاة، باب صلاة الجنّازة، مطلب فی زیارة القبور۔

کہتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قبروں پر جا کر بزرگوں کے توسط سے دعا کرنا

سوال: (۷۸۵)..... (الف) مجدد الف ثانی حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ کے مزار پر بہ زمانہ عرس جا کر دعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ میری مشکلات کو حل کر دے جائز ہے یا نہیں؟

(ب) اپنی مشکلات و معروضات و پریشانی کس طرح عرض کرے؟ (۱۳۳۱/۳۸۷)

الجواب: (الف) عرس کے موقع کے سوا دوسرے وقت میں جانا زیارت کے لیے مضائقہ نہیں ہے، اس موقع عرس پر جانا نہ چاہیے، کیوں کہ یہ موقع خاصی منکرات سے خالی نہیں ہوتا، اور وہاں کی برکات حاصل کرنے اور وہاں جا کر دعا کرنے کے لیے خاص عرس کے موقع پر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

(ب) اللہ سے اس طرح دعا کرے یا اللہ بہ برکت صاحب اس قبر شریف کے میری حاجت پوری فرما۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۷۸۶) اگر کوئی شخص کسی مزار پر جا کر یوں دعا کرے کہ اے قبر والے! اللہ اور رسول کے واسطے میرا فلاں کام ہو جاوے، اس طرح پکارنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۲۰۷۳)

الجواب: اس طرح بزرگوں کو پکارنا اور دعا کرنا جائز نہیں ہے، البتہ اگر یہ کہے کہ یا اللہ بہ برکت اس بزرگ کے یا بہ طفیل اس ولی اللہ کے میری حاجت اور مقصد پورا فرما تو یہ جائز ہے: قال اللہ تعالیٰ: ﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً﴾ (سورۃ اعراف، آیت: ۵۵) وقال اللہ تعالیٰ: ﴿قُلْ إِنَّمَا أَدْعُوا رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا﴾ (سورۃ جن، آیت: ۲۰) وفي الحديث: وإذا استعنت فاستعن بالله . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قبر کو خام رکھنا اور گردا گرد پختہ کرنا

سوال: (۷۸۷)..... (الف) لحد کو خام رکھنا اور باقی گردا گرد قبر کو پختہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) متقدمین و بزرگان دین کے جو مقابر بلاد عرب و ہند وغیرہ میں موجود ہیں، علماء نے ان

کی پختگی کیسے جائز فرمائی؟ (۱۳۳۲-۳۳/۱۲۷ھ)

الجواب: (الف) عن جابر رضي الله عنه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن تجصص القبور و أن يكتب عليها و أن يُبنى عليها و أن توطأ (۱) (رواه الترمذي) وفي الدر المختار: لا الآجر المطبوخ إلخ (۲) اس حدیث اور روایت کتب فقہ سے معلوم ہوا کہ کسی میت کی قبر کو پختہ کرنا درست نہیں ہے، اور تعویذ قبر کو خام چھوڑنا اور گردا گرد پختہ کرنا بھی درست نہیں ہے۔

(ب) حکم شرعی حدیث مذکور و روایت فقہیہ مذکورہ سے واضح ہو گیا، اور علامہ شامی نے بدائع سے نقل فرمایا ہے: قوله: (المطبوخ) صفة كاشفة قال في البدائع: لأنه يستعمل للزينة ولا حاجة للميت إليها و لأنه مما مسته النار، فيكره أن يجعل على الميت تفاولاً (۲) اس روایت بدائع سے یہ امر بہ خوبی واضح ہو گیا کہ پختہ اینٹ قبر پر لگانا دو وجہ سے مکروہ ہے: ایک یہ کہ میت کو اس زینت اور آرائشی کی ضرورت نہیں۔

دوسری وہ آگ میں پکی ہے، تفاولاً میت کے قریب ایسی چیز نہ رکھی جائے، جس کو آگ میں پکایا ہو، اور بزرگان دین نے اس کو پسند نہیں فرمایا، کسی دوسرے شخص نے اگر کسی بزرگ کی قبر کو پختہ کر دیا تو اس میں اس بزرگ کے ذمہ کچھ مواخذہ نہیں، یہ دوسروں کا فعل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بزرگوں کے مزار پر قبہ بنانا اور میت کو مکان میں دفن کرنا

سوال: (۷۸۸) مزارات سلاطین و اولیائے کرام پر جو قبے تعمیر ہیں موافق کتاب کے ہیں یا ان میں کچھ کلام ہے؟ اگر بہ اتباع قبہ مزار پڑا نو آحضرت ﷺ کے بزرگوں کے مزار پر قبے قائم کریں تو جائز ہوگا یا ناجائز؟ اور میت کو یا کسی بزرگ کو اندرون مکان مسقف دفن کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۱۲۱۳ھ)

(۱) جامع الترمذي: ۲۰۳/۱، أبواب الجنائز، باب ما جاء في كراهية تجصيص القبور و الكتابة عليها.

(۲) الدر المختار والشامي: ۱۳۲/۳، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنابة، مطلب في دفن الميت.

الجواب: قبہ بنانا یا مکان میں دفن کرنا سوائے انبیائے کرام کے اور کسی کو جائز نہیں ہے۔ (شامی: ۱/۶۶۰) ولا ينبغي أن يدفن الميت في الدار ولو كان صغيراً لا اختصاص هذه السنة بالأنبياء ويهال التراب عليه ، و تكره الزيادة عليه من التراب ، لأنه بمنزلة البناء (الدّر) وفي الشّامي: لما في صحيح مسلم عن جابر رضي الله عنه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يجصص القبر وأن يبنى عليه (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایک قبر کو پختہ کرنے کے لیے باقی قبروں کو پامال کرنا

سوال: (۷۸۹) خلاصہ سوال یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنے والد کی قبر کو پختہ بنالیا، اس پر چراغ جلاتا ہے، اور بہت سی قبور کو پامال کر دیا، اور اکھاڑ دیا، اور اس کے علاوہ افعال شرک و بدعت کے کرتا ہے، اس کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟ (۳۴۷/۳۶-۱۳۳۷ھ)

الجواب: قبور کو پختہ بنانا جائز نہیں ہے، حدیث شریف میں اس کی ممانعت ہے (۲) اسی طرح قبروں کو پامال کرنا اور ان کو اکھاڑنا جائز نہیں ہے، جو شخص امور مذکورہ کا مرتکب ہے اور جو اس کا معاون ہے وہ فاسق اور گنہگار ہے اور بدعتی ہے، اس کو توبہ کرنی چاہیے، اور افعال مذکورہ ترک کرنے چاہئیں، جب تک وہ رسوم شرکیہ کو ترک نہ کرے اس وقت تک اس کے ساتھ مسلمانوں کو کسی قسم کا تعلق رکھنا روا نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مزارات پر شام کے وقت بوتلوں میں پانی رکھنا

اور صبح کو لا کر شفاء کے لیے استعمال کرنا

سوال: (۷۹۰) کاٹھیاوار کے مسلمان بزرگوں کے مزارات پر شام کے وقت بوتلوں میں پانی

(۱) الدّر المختار و ردّ المختار: ۳/۱۳۱-۱۳۳، کتاب الصّلاة، باب صلاة الجنّازة، مطلب في دفن الميت .

(۲) عن جابر رضي الله عنه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يجصص القبر وأن يُقعد عليه وأن يُبنى عليه (الصّحيح لمسلم: ۳۱۲/۱، کتاب الجنّاز، فصل في النهي عن تجصيص القبور والقعود والبناء عليها)

بھر کر رکھ آتے ہیں، اور صبح کو لا کر خود پیتے ہیں اور بیماروں کو پلاتے ہیں، اور اس کو تبرک سمجھتے ہیں، شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۲/۶۳۳) **الجواب:** اس کا بھی کچھ ثبوت شریعت میں نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قبر کو غسل دینا اور اس کے پانی کو تبرک سمجھ کر پینا

سوال: (۷۹۱) قبر پر چادر چڑھانا، اور اس پر چراغ جلانا، اور غسل دینا، اور غسل کو پینا، اور اس پر جو شیرینی چڑھائی جاتی ہے اس کو تبرک سمجھنا اور کھانا جائز ہے یا نہ؟ (۱۳۳۲/۲۸۹۰) **الجواب:** یہ سب امور جائز نہیں ہیں، اور ان کے جواز کی کوئی دلیل کتاب و سنت سے ثابت نہیں ہے، بلکہ بدعت ہونا ان امور کا ثابت ہے۔ کما ورد فی الصحیح: من أحدث فی أمرنا هذا ما لیس منه فهو رد (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مزاراتِ اولیاء پر خوشبو جلانا اور غلاف چڑھانا

سوال: (۷۹۲) مزاراتِ اولیاء اللہ پر خوشبو جلانا اور غلاف وغیرہ چڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵-۳۳/۹۲۱)

الجواب: یہ امور ناجائز اور بدعت ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قبر کی طرف نماز پڑھنا کیسا ہے؟

سوال: (۷۹۳) قبر پر چراغ جلانا اور اس کی طرف نماز پڑھنا کیسا ہے؟ (۱۳۳۵/۱۲۲۰) **الجواب:** قبر پر چراغ جلانے سے حدیث میں ممانعت ہے، بلکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے کہ قبروں پر چراغ جلاوے (۲) اور قبر کی طرف سجدہ کرنا بھی حرام

(۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال (۳۹۱) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زائرات القبور والمتخذین علیہا المساجد والسرر. (سنن أبی داؤد: ۲/۴۶۱، کتاب ==

ہے، البتہ اگر دیوار درمیان میں حائل ہو تو اس طرف کو نماز پڑھنا اور سجدہ کرنا درست ہے، اور بہتر ہے کہ دیوار قد آدم سے کم نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو حاضر و ناظر جان کر یا شیخ

عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ پڑھنا کیسا ہے؟

سوال: (۷۹۴) وظیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ ان کو حاضر و ناظر جان کر پڑھنا کیسا ہے؟ (۱۳۳۲/۱۶۴۰ھ)

الجواب: بہ اعتقاد مذکور وظیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ پڑھنا شریعت میں جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

یا رسول اللہ! یا غوث اعظم! کہنا اور مزاروں کی تصویریں رکھنا

سوال: (۷۹۵)..... (الف) یا رسول اللہ، یا غوث اعظم کہنا، بزرگان دین کے مزاروں کی تصویریں رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) میلاد شریف کی محفل کرنا سنت ہے یا بدعت؟ اور اس میں قیام کرنا اور یہ خیال کرنا کہ آنحضرت ﷺ کی روح مبارک تشریف لاتی ہے کیسا ہے؟ (۱۳۴۰/۲۵۵۸ھ)

الجواب: (الف-ب) اس قسم کے بدعات اور رسوم اور خلاف شرع امور کرنا اور زبان سے نکالنا درست نہیں ہے، نہ غیر اللہ اور محفل میلاد مروجہ سے احتراز مناسب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

گن مدد بہر خدا یا غوث اعظم الخ پڑھنا کیسا ہے؟

سوال: (۷۹۶) ”گن مدد بہر خدا یا غوث اعظم دنگیر نور چشم مصطفیٰ ابن علی روشن ضمیر“ یہ پڑھنا

== الجنائز، باب في زيارة النساء القبور، و سنن الترمذي: ۷۳/۱، أبواب الصلاة، باب ما جاء في كراهية أن يتخذ على القبر مسجداً، و سنن النسائي: ۲۲۲/۱، كتاب الجنائز، التغليظ في اتخاذ السرج على القبور)

موجب ثواب ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۲۵۵۸ھ)

الجواب: گن مداح کہنا روا نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محرم کے پہلے عشرہ میں حضرت حسین کا غم کرنا

اور کتاب ”عناصر الشہادتین“ پڑھنا

سوال: (۷۹۷) عشرہ اولیٰ محرم میں امام حسین علیہ السلام کا غم کرنا کیسا ہے؟ اور بالخصوص ان دنوں میں ”عناصر الشہادتین“ یعنی شہادت نامہ پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ اور کتاب ”عناصر الشہادتین“ معتبر ہے یا غیر معتبر؟ اور جو لوگ اس کو جائز کہتے ہیں کیسے ہیں؟ (۱۳۳۰-۲۹/۵۹۴ھ)

الجواب الاول: امام حسین علیہ السلام کا غم محرم الحرام میں کرنا کسی طرح درست نہیں، صواعق محرقة میں ہے: و إياه ثم إياه أن يشغله ببدع الرافضة و نحوه من الندب والنياحة والحزن، إذ ليس ذلك من أخلاق المؤمنين و إلا لكان يوم وفاته صلى الله عليه وسلم أولى بذلك و أحرى انتهى ملخصاً (۱) اور ان دنوں میں شہادت کا بیان پڑھنا نہیں چاہیے، نیز اسی میں ہے: قال الغزالي وغيره: و يحرم على الواعظ وغيره رواية مقتل الحسن والحسين وحكاياتہ و ما جرى بين الصحابة من التشاجر والتخاصم، فإنه يهيج على بغض الصحابة والظعن فيهم انتهى ملخصاً (۲) اور کتاب ”عناصر الشہادتین“ رطب و یا بس سے پر ہے، اس لیے غیر معتبر ہے، اور اس کا مجوز ضال و مضل ہے، و من ادعى خلافه فعليه البيان بواضح البرهان. واللہ أعلم بالصواب .

کتبہ: ابوالقاسم محمد عبدالسلام، مدرس مدرسہ انجمن ہدایت الاسلام، مالنگاؤں

الجواب الثانی: کسی شخص کے لیے اس کے مرنے کے بعد غم کرنا خواہ انبیاء ہوں یا شہداء، یا

(۱) الصواعق المحرقة، ص: ۱۰۹، خاتمة فيما أخبر به صلى الله عليه وسلم مما حصل لآله و مما أصابهم من الانتقام الشديد إلخ .

(۲) الصواعق المحرقة للعلامة الفقيه المحدث شهاب الدين أحمد بن حجر الهيتمي، ص: ۱۳۳، الخاتمة في بيان اعتقاد أهل السنة والجماعة في الصحابة رضوان الله عليهم إلخ.

صدیقین ہوں یا صلحاء، عوام مؤمنین ہوں یا علماء، تین روز تک جائز ہے، اس سے زیادہ ممنوع ہے، پس کسی کے لیے بعد تین روز کے غم کرنا خواہ محرم ہو یا غیر محرم حرام و ممنوع ہے، تمام کتب احکام و احادیث اس سے مملوء ہیں، باقی کتاب ”عنصر الشہادتین“ نہایت لغو و بیہودہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: ابوالامجد محمد عبدالعلیم عفی عنہ

الجواب الثالث: جواب نقل صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ: اشرف علی عفی عنہ تھانوی
الجواب الرابع: أقول و بہ نستعین: جواب صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: عزیز الرحمن عفی عنہ

عاشورا کے دن صبح آٹھ، نو بجے جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا

سوال: (۷۹۸) محرم کی دسویں تاریخ قریب آٹھ نو بجے دن کے نماز عاشورا نہایت اہتمام سے باجماعت مساجد میں ادا کی جاتی ہے، یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۰/۱۳۳۷ھ)
الجواب: یہ جماعت بہ اہتمام و تداعی شریعت میں مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے، درمختار میں ہے:
ولا التطوع بجماعة خارج رمضان أي بكرة ذلك لو على سبيل التداعي إلخ. وفي الشامي: ثم إن كان ذلك أحياناً كما فعل عمر رضي الله عنه كان مباحاً غير مكروه وإن كان على سبيل المواظبة كان بدعةً مكروهةً، لأنه خلاف المتوارث إلخ (۱) فقط

عاشورا کے دن قبروں پر پانی، دال، کھجور کی شاخ اور سبزی وغیرہ ڈالنا

سوال: (۷۹۹) ہمارے علاقہ میں رواج ہے کہ دسویں تاریخ محرم الحرام کو عام لوگ زیارت قبور سے مشرف ہو کر اپنے اپنے بزرگان کے مزارات پر پانی اور دال اور شاخ کھجور و سبزی وغیرہ ڈالتے ہیں، آیا مردگان کو ان اشیاء سے عذاب قبر کی تخفیف ہوتی ہے یا نہیں؟ اور یہ فعل آنحضرت ﷺ سے ثابت اور مشروع ہے یا نہ؟ اور کس طرح سے کرنا چاہیے؟ (۲۱۷۰-۳۲/۱۳۳۳ھ)

(۱) الدر المختار و رد المحتار: ۲/۴۳۶-۴۳۷، کتاب الصلاة، باب: الوتر والنوافل، مبحث: صلاة التراويح، مطلب في كراهة الاقتداء في النفل على سبيل التداعي وفي صلاة الرغائب.

الجواب: یہ جملہ امور بدعت ہیں، خیر القرون اور سلف صالحین سے ان امور کا کچھ ثبوت نہیں ہے، اور شاخ درخت جو آنحضرت ﷺ نے قبور پر گاڑی تھی اور اس کے بعد تخفیف عذاب ہوئی وہ آنحضرت ﷺ کی خصوصیت تھی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عاشورا کے دن قبر پر مٹی ڈالنا

سوال: (۸۰۰) یوم عاشورا میں قبر پر مٹی ڈالنا درست ہے یا نہ؟ (۱۳۰۱/۳۳-۱۳۳۲ھ)
الجواب: تخصیص یوم عاشورا بدعت ہے اور بے اصل ہے، اگر نشان قائم رکھنے کے لیے بہ وقت ضرورت قبر پر مٹی ڈلوادی جائے تاکہ نشان قبر مندرس نہ ہو جائے تو یہ درست ہے، لیکن تخصیص یوم و تاریخ کی معین کرنا یا اس کو ضروری سمجھنا یا التزام مثل ضروری کے کرنا یہ سب امور سبب ممانعت ہو جائیں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ماہ محرم میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام کا کھچڑا پکا کر عوام کو کھلانا

سوال: (۸۰۱) ماہ محرم میں بعض جگہ نذر امام حسین رضی اللہ عنہ کے نام سے کھچڑا پکایا جاتا ہے، اور وہ عوام کو کھلایا جاتا ہے۔ آیا اس کا کھانا پکانا درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۱۱)
الجواب: نذر غیر اللہ کی حرام ہے، اور اگر محض ایصال ثواب کی غرض سے بلا قید تاریخ و دن کے کھانا پکا کر کھلایا جاوے تو وہ اغنیاء کو نہ کھانا چاہیے، فقراء کھا سکتے ہیں، لیکن رسم کھچڑے کی بدعت ہے، اس کو چھوڑنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شیعوں کی چند رسمیں اور ان کا حکم

سوال: (۸۰۲)..... (الف) محرم کی مجلس میں شیعوں کے گھر جانا درست ہے کہ نہیں؟
(ب) عشرہ محرم میں سبز کپڑے پہننا اور عورتوں کو غم حسین رضی اللہ عنہ میں چوڑیاں توڑنا درست ہے کہ نہیں؟
(ج) شربت وغیرہ تقسیم کرنا اور اس سے امید ثواب کی رکھنا اور کھچڑے کی رسم کو اہتمام سے کرنا

درست ہے یا نہیں؟

(د) ساتویں محرم کو مہندی وغیرہ اٹھانا جائز ہے یا نہیں؟

(ھ) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو سید الشہداء کہنا کتاب اللہ و سنت رسول سے ثابت ہے کہ نہیں؟ (۱۳۳۵/۲۲۸ھ)

الجواب: (الف) شیعوں کی مجلس میں شریک ہونا درست نہیں اور شیرینی کھانا درست نہیں ہے، جو مسلمان ایسے امر کا مرتکب ہوگا گنہگار ہوگا اور ان کے ساتھ دوستی کرنا حرام ہے، خواہ تہرائی ہو خواہ غیر تہرائی۔

(ب) سبز کپڑے یا سیاہ کپڑا پہننا وغیرہ سب امور ناجائز ہیں۔

(ج) شربت و شیرینی بہ وجہ رسوم مروجہ کے سب ناجائز ہیں۔

(د) ساتویں محرم کو یہ افعال کرنے حرام ہیں۔

(ھ) حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے بارے میں سید اہل الجنة (۱) آیا ہے اور سید الشہداء حمزہ (۲) آیا ہے، اس کے خلاف مروی نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عاشورا کے دن عید کی طرح زینت جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۸۰۳) عاشورا کے روز منسل اور عید کے زینت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۶-۳۵/۲۷۱ھ)

الجواب: عاشورا کا دن اس امت کے لیے عید نہیں ہے، البتہ روزہ اس دن کا معنوی یا گیارہویں کے مستحب ہے، اور اس میں توسیع طعام علی العیال بھی مستحب ہے۔ فی الشامی:

الاكتحال يوم عاشوراء لم يرد عن النبي صلى الله عليه وسلم فيه أثر، وهو بدعة؛ نعم

(۱) عن أبي سعيد رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الحسن والحسين سیدا شباب أهل الجنة (جامع الترمذی: ۲/۲۱۷، أبواب المناقب، مناقب أبي محمد الحسن بن علي بن أبي طالب والحسين بن علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنهما)

(۲) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: سید الشہداء يوم القيامة: حمزة بن عبد المطلب الحديث. (المعجم الأوسط للطبرانی: ۳/۱۲۸، باب العين، من اسمه علي، رقم الحديث: ۴۰۷۹)

حدیث التَّوَسُّعَةِ (۱) ثابت صحیح (۲) (شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی نیاز کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۸۰۴) ایام عاشورا میں جو شربت و طعام اہل شیعہ پکوا کر عوام الناس میں تقسیم کرتے ہیں جس کو نیاز امام حسین کہا جاتا ہے، وہ ہم موحد اہل سنت کو کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اسی طرح دیگر بزرگوں کے نام کے جانور ذبح کیے جاتے ہیں، کھانے حلال ہیں یا نہیں؟ اور شیخ عبدالقادر جیلانی کی گیارہویں کی قند جوسی لوگ تقسیم کرتے ہیں کھائے جائیں یا نہیں؟ (۱۳۳۷/۷۲)

الجواب: غیر اللہ کے نام کا جانور حلال نہیں ہے، اسی طرح طعام و شراب جو بہ نیت تقرب لغیر اللہ ہو رہا نہیں ہے، اور ایصالِ ثواب کا کھانا اور شربت فقراء کو درست ہے اور اغنیاء کو احتراز اس سے اولیٰ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اہل تشیع کی شرکیہ رسوم میں شرکت کرنا

سوال: (۸۰۵) اہل تشیع محرم کے ایام میں اہل مفسی الی الکفر کے مرتکب ہوتے ہیں، مثلاً دُلدل کا نکالنا، اس موقع پر بہت سے افعال شرکیہ کرتے ہیں اس کے علاوہ تعزیہ وغیرہ رسومات کرتے ہیں، اگر کوئی اہل سنت والجماعت ایسے مجالس میں شریک ہو اور ان کی مجلس کو رونق دے اور ان کے ساتھ ہمدردی کرے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۸/۲۲۳۹)

الجواب: ظاہر ہے کہ یہ رسوم شرکیہ جو روافض اور بعض دیگر جہال کرتے ہیں شرعاً حرام اور باطل ہے، اور شرکت ایسی مجالس میں قطعاً حرام اور ناجائز ہے، اور اعانت اہل معصیت کی خود

(۱) عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مَنْ وَسَّعَ عَلَى عِيَالِهِ فِي النَّفَقَةِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَسَّعَ اللَّهُ عَلَيْهِ سَائِرَ سَنَتِهِ، قَالَ سَفِيَانُ: إِنَّا قَدْ جَرَّبْنَاهُ فوجدناه كذلك، رواه رزين.

(مشكاة المصابيح، ص: ۷۰، كتاب الزكاة، باب فضل الصدقة، الفصل الثالث)

(۲) الشَّامِي: ۳/۳۵۶، كتاب الصَّوم، باب ما يفسد الصَّوم وما لا يفسده، مطلب في حديث التَّوَسُّعَةِ عَلَى الْعِيَالِ وَالْاِكْتِحَالِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ.

معصیت ہے۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ الْآيَةِ﴾ (سورہ مائدہ، آیت: ۲) وَقَالَ تَعَالَى: ﴿فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ (سورہ أنعام، آیت: ۶۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ماہِ محرم میں کیا عمل کرنا چاہیے؟

سوال: (۸۰۶) اہل سنت کو عشرہ محرم میں کیا افعال کرنے چاہئیں؟ (۱۳۳۹ھ/۲۱۰)

الجواب: اہل سنت و جماعت کو اس عشرہ میں بلکہ تمام ماہِ محرم میں روزہ رکھنا خصوصاً نو دس تاریخِ محرم کو روزہ رکھنا ثواب کا کام ہے (۱) اور یہ ماہِ محرم عند اللہ ماہِ مکرم و معظم ہے، اس میں جملہ طاعات و قربات کا ثواب زیادہ ہے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محرم میں تعزیہ بنانا اور اس کا جلوس نکالنا

سوال: (۸۰۷) ہندوستان کے مقامات پر عموماً ایامِ محرم میں لوگ تعزیہ بناتے اور ان کا جلوس

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : أفضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم و أفضل الصلاة بعد الفريضة صلاة الليل .

(الصحيح لمسلم: ۱/۳۶۸، كتاب الصيام ، باب فضل صوم المحرم)

وعن الحكم بن الأعرج قال: انتهيت إلى ابن عباس رضي الله عنهما وهو متوسد رداءه في زمزم ، فقلت له : أخبرني عن صوم عاشوراء ، فقال : إذا رأيت هلال المحرم فاعدد و أصبح يوم التاسع صائماً ، قلت : هكذا كان محمد صلى الله عليه وسلم يصومه ؟ قال : نعم .

(الصحيح لمسلم: ۱/۳۵۹، كتاب الصيام ، باب صوم يوم عاشوراء)

(۲) ماہِ محرم عند اللہ مکرم و معظم ہے، اس سلسلہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک ضعیف حدیث دیلمی نے روایت کی ہے، شاید اسی روایت کی بنا پر مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ اس میں جملہ طاعات و قربات کا ثواب زیادہ ہے، روایت یہ ہے:

عن علي رضي الله تعالى عنه : سيد الناس آدم ، وسيد العربي محمد ، وسيد الروم صهيب وسيد الفرس سلمان ، وسيد الحبشة بلال ، وسيد الجبال طور سيناء ، وسيد الشجر السدرة ، وسيد الأشهر محرم ، وسيد الأيام الجمعة الحديث رواه الديلمي في مسند الفردوس وهو ضعيف . (ما ثبت بالسنة، ص: ۸، المطبوعة: المطبع العالي نول كشور لکناؤ)

نکالتے ہیں، اور اسے عین مذہبی حکم سمجھتے ہیں کیا یہ شرعاً جائز ہے؟ (۱۳۳۱/۸۱)

الجواب: تعزیہ بنانا اور تعزیہ کے متعلق جملہ رسوم حرام اور ناجائز ہیں، اور یہ مذہبی حکم نہیں ہے، بلکہ خلاف مذہب اور خلاف حکم دین ہے، شریعت غراء نے ایسے رسوم بد اور بدعات قبیحہ کو مٹانے کا حکم فرمایا ہے، پس اس میں کسی قسم کی شرکت اور اعانت ہرگز نہ کرنی چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
سوال: (۸۰۸) شدوں (۱) کے آگے ایک شخص ہاتھ میں نشان پکڑے ہوئے ہوتا ہے، جس کے اطراف شہر کے نوجوان بہ ایک آواز قدم قدم پر ہائے دوست یا حسن حسین پکارتے ہوئے کودتے پھاندتے چلتے ہیں، اور تاکہ مکان معلوم نہ ہو نمٹشی اشیاء کا استعمال بھی کیا جاتا ہے، شرعاً کیا حکم ہے؟
(۱۳۳۰/۲۲۳)

الجواب: یہ سب فساق و فجار کا مجمع ہے جو جمع شیطین ہے، اہل اسلام کو ان امور میں شرکت اور کسی قسم کی امداد جانی و مالی دینا حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایام محرم میں پان کھانے سرمہ لگانے اور سرخ کپڑے پہننے کو ناجائز سمجھنا

سوال: (۸۰۹) بعض آدمی ممنوع سمجھ کر ایام محرم میں پان کھانا، سرمہ لگانا، سرخ کپڑے پہننا ناجائز سمجھتے ہیں، ان کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۱/۱۲۷)
الجواب: یہ خیال غلط ہے، پان کھانا، سرمہ لگانا، سرخ کپڑے پہننا عورتوں کو جیسے اور دنوں میں درست ہیں ایام محرم میں بھی درست ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محرم میں سبز کپڑے پہننا

سوال: (۸۱۰) محرم میں سبز کپڑا پہننا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۱/۲۹۱۶)

الجواب: محرم میں خصوصیت کے ساتھ سبز یا سیاہ کپڑوں کا پہننا غالباً اظہار سوگ وغیرہ کے لیے روافض خذلہم اللہ کا ایجاد ہوگا، اس لیے روافض کے ساتھ مشابہت نہ کرنی چاہیے، اور علاوہ روافض کی مشابہت کے ان ایام میں اظہار سوگ بھی شرعاً ممنوع ہے، لہذا اس سے احتراز کرنا
(۱) شدہ: وہ جھنڈا یا نشان جو محرم میں شہدائے کربلا کی یاد میں تعزیوں کے ساتھ نکالا جاتا ہے (فیروز اللغات)

چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محرم میں اپنا منہ اور سینہ پیٹنا اور ماتم کرنا

سوال: (۸۱۱) ہمارے وطن میں محرم کے ایام میں لڑکیاں اپنا منہ اور سینہ حسین رضی اللہ عنہما کے مظالم کو یاد کر کے پیٹتی ہیں، اور منع کرنے پر پیٹنا ثواب بتایا جاتا ہے، اس بارے میں حکم شرعی کیا ہے؟ (۱۳۳۳/۲۱۶۳ھ)

الجواب: یہ حرام ہے، کیونکہ اول تو نوحہ و بکاء کے متعلق احادیث میں سخت سے سخت وعیدیں ہیں، پھر چونکہ اس خاص طریقہ میں روافض کے ساتھ پوری مشابہت اور بہت سے محرمات شریعہ کا ارتکاب ہوتا ہے، اس وجہ سے اور بھی زیادہ قابل ملامت ہے، اور حدیث: من شق الجيوب (۱) میں علی وجہ الاتم داخل ہے، اہل سنت والجماعت ہو کر ایسے افعال قبیحہ کا ارتکاب کرنا اور پھر ان کو ثواب سمجھنا حیرت انگیز ہے، ایسے خیالات سے توبہ کرنی چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عاشورا کے دن اپنے اہل و عیال پر وسعت کی غرض سے جو کھانا

پکایا ہے اس کا ثواب حضرت حسین کی روح کو پہنچانا کیسا ہے؟

سوال: (۸۱۲) زید نے عشرہ محرم کے دن اس وجہ سے کہ آنحضرت ﷺ نے وسعت رزق کا حکم اپنے اہل و عیال پر فرمایا ہے پلاؤ و فیرونی و شربت وغیرہ پکایا، اور یہ خیال کر کے کہ اس دن امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی ہے، لاؤ اس کا ثواب امام حسین کی روح مبارک کو پہنچادیں، محلہ میں سے ایک شخص نے انکار کیا، اور کہا کہ اس روز کا شربت وغیرہ بدعت ہے، اس پر علامہ کا فتویٰ ہو چکا، اب مفصل تحریر فرمادیں کہ کس کا قول صحیح ہے؟ (۱۳۳۵-۲۲/۱۲۴۰ھ)

الجواب: اس شخص کا قول صحیح ہے، شربت کا تقسیم کرنا اس دن جائز نہیں ہے، اور یہ بدعت

(۱) عن عبد الله رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ليس منا من شق الجيوب وضرب الحدود و دعا بدعوة الجاهلية. (جامع الترمذي: ۱/۱۹۵، أبواب الجنائز، باب ما جاء في النهي عن ضرب الحدود و شق الجيوب عند المصيبة)

ہے، اور حدیث شریف میں ہے: **مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ** (۱) اور عاشورہ محرم کے دن محض وسعت رزق اہل و عیال کی نیت سے کھانے میں وسعت کرنی چاہیے، جیسا کہ حدیث شریف میں حکم ہے، اس میں اور کچھ نیت نہ ہونی چاہیے، حضرات شہداء کربلا کی ارواح کے لیے ایصالِ ثواب اور کسی دن کیا جاوے، کیوں کہ اس میں تخصیص یوم وفات و شہادت کی کرنا بدعت ہے، بلکہ اس میں کھانے اور شربت کی تخصیص بھی نہ ہونی چاہیے، نقد اور کپڑا وغیرہ خفیہ محتاج کو ایصالِ ثواب کی نیت سے دے دیا جاوے، اس میں ثواب زیادہ ہے، عوام کا خیال کچھ اور ہے، اس فرق کو خوب سمجھ لینا چاہیے، یہ دین کا کام ہے اس میں اپنی رائے اور قیاس کو دخل نہ دینا چاہیے، عاشورہ کے دن کی جس قدر بدعات ہیں ان کا بالکل استیصال کرنا چاہیے، تعزیر داری اور مرثیہ خوانی اور کتاب خوانی اور شربت وغیرہ سب ترک کرنا چاہیے، اس دن کھانے میں وسعت محض اس نیت سے کرنی چاہیے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ عاشورہ کے دن وسعت رزق اہل و عیال پر کرنے سے تمام سال وسعت رزق ہوتی ہے (۲) اور یہ بھی ایک امر استنباطی سمجھ کر کرنا چاہیے، اس کو ضروری نہ سمجھنا چاہیے، کیوں کہ امر مستحب کو وجوب کے درجہ میں پہنچا دینا بھی بدعت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عاشورہ کے دن رشتہ داروں اور مسکینوں کو شربت پلانا

اور اس کا ثواب شہدائے کربلا کو پہنچانا بدعت ہے

سوال: (۸۱۳) زید عشرہ محرم کے دن فی سبیل اللہ شربت تیار کر کے اور سورہ فاتحہ و قل ہو اللہ پڑھ کر اس کا ثواب شہدائے کربلا کی ارواح کو پہنچا کر ذوی القربیٰ اور مساکین کو پلا دیتا ہے، اور یہ

(۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال (۴۹۱) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) قال العلامة الشامي عليه الرحمة بعد تخريج هذا الحديث : و أما حديث التوسعة فرواه الثقات ؛ وقد أفرده ابن القرافي في "جزء" خرجه فيه وقال الجراحي في "كشف الخفاء و مزيل الإلباس" : قال الحاكم أيضًا : الاكتحال يوم عاشوراء لم يرد عن النبي صلى الله عليه وسلم فيه أثر ، و هو بدعة ؛ نعم حديث التوسعة ثابت صحيح كما قال الحافظ السيوطي في الدرر . (الشامي: ۳/ ۳۵۵-۳۵۶ ، كتاب الصوم ، باب ما يفسد الصوم و ما لا يفسده ، مطلب في حديث التوسعة على العيال و الاكتحال يوم عاشوراء)

خیال ہے کہ عشرہ کے دن ثواب کی زیادہ امید ہے، یہ فعل جائز ہے یا نہ؟ (۱۳۴۵/۳۳)

الجواب: عاشورا کے دن وسعت طعام علی العیال کے بارے میں حدیث شریف میں وارد ہوا ہے، وہ حدیث یہ ہے: من وسع علی عیالہ یوم عاشوراء وسع اللہ علیہ السنۃ کلہا، قال جابر: جربتہ أربعین عامًا فلم یتخلف (۱) پس معلوم ہوا کہ عاشورا کے دن اپنے اہل و عیال اور اقرباء و احباب کے لیے کھانے کی وسعت وارد ہوئی ہے، اس میں صدقہ کی خصوصیت وارد نہیں ہوئی، اور نہ یہ کہ صدقہ کا ثواب اس دن زیادہ ہے، پس یہ طریق ختم وغیرہ جو زید کرتا ہے مشروع نہیں ہے، بلکہ بدعت ہے اور واجب الترتک ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امام صاحب کی سواری کا جلوس نکالنا اور منتیں ماننا

سوال: (۸۱۴) ایک لکڑی پر چاندی یا دھات وغیرہ کی نعل بہت سے پھول و مالا کے ساتھ رسی سے باندھ کر تیار کرتے ہیں، اور محرم کی ۷، ۹، ۱۰، تاریخ کو ایک آدمی مدہوشی سے لے کر چلتا ہے، اس کو امام صاحب کی سواری اور امام صاحب کا گھوڑا کہتے ہیں، منتیں مانتے ہیں، شرعاً یہ کیسا ہے؟ (۱۳۴۵/۱۴۷)

الجواب: یہ ناجائز اور حرام ہے، اور شرکت اس مجمع میں معصیت ہے، اس سے بچنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مولیٰ علی کی سواری اور شریکۂ اعمال

سوال: (۸۱۵)..... (الف) ایک شخص عشرہ یوم محرم میں ایک لکڑی کے سرے پر ایک چاندی کا پنچہ لگاتا ہے، اور ایک مکان سجا کر جسے وہ عاشورہ خانہ کہتے ہیں؛ اس میں نصب کرتا ہے، اور اس کو مولیٰ علی کی سواری مشہور کرتا ہے۔

(ب) عشرہ محرم میں مردوزن آکر سواری کو سجدہ کرتے ہیں، نذریں چڑھاتے ہیں، منتیں

(۱) رد المحتار علی الدر: ۳/۳۵۵، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم و ما لا یفسدہ، مطلب فی حدیث التوسعۃ علی العیال والاکتحال یوم عاشوراء.

مانتے ہیں، اور لونڈوں کا ناچ ہوتا ہے۔

(ج) سواری کے سامنے نقارے ڈھول بجائے جاتے ہیں۔

(د) سواری سے بیس قدم کے فاصلہ پر آتش کدہ سلگایا جاتا ہے، مسلمان عورتیں اس کی پوجا کرتی ہیں۔

(ه) جو شخص پردہ نشین عورتوں کو ایسے اجتماع میں جانے کی اجازت دیتے ہیں ان کے لیے کیا حکم ہے؟

(و) یہ شخص سواری بٹھانے والا اپنے آپ کو مولاعلیٰ کا شیر مشہور کرتا ہے، اور انعام مانگتا پھرتا ہے، اور دیگر افعال شرکیہ کا ارتکاب کرتا ہے، نماز کبھی نہیں پڑھتا ایسے شخص کا کیا حشر ہوگا؟

(ز) بہت سے لوگ مذکورہ بالا امور میں سینکڑوں روپیہ برباد کرتے ہیں، تو وہ لوگ ﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ﴾ (سورہ بنی اسرائیل، آیت: ۲۷) کے مصداق ہیں یا نہیں؟

(۱۳۳۵ھ/۲۰۱۰ء)

الجواب: (الف-ه) یہ تمام اعمال و خصائل شرکیہ ہیں، جو لوگ پردہ نشین عورتوں کو وہاں بھیج کر ان کا ناموس برباد کرتے ہیں وہ گنہگار ہیں، ان کو آئندہ کے لیے توبہ کرنی چاہیے، اگر پھر بھی باز نہ آئیں تو مسلمان ایسے لوگوں سے کوئی واسطہ نہ رکھیں۔

(و) جو مسلمان ایسے افعال شنیعہ اور اعمال شرکیہ کا ارتکاب اور اس پر اصرار کرتا ہے مسلمانوں کی جماعت میں شمار کرنے کے لائق نہیں جس کے دل میں توحید کی کچھ بھی روشنی ہے وہ کبھی بھی ایسا نہیں کر سکتا، تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ بہ حق ناموس توحید اس سے تمام علائق منقطع کر دیں، اور اس کو بتادیں کہ وہ ان حالات میں صف مسلمین کے اندر جگہ نہیں پاسکتا، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ الْآيَةَ﴾ (سورہ انعام، آیت: ۶۸)

(ز) ایسے لوگ بے شبہ آیت کریمہ کے ہی مصداق ہیں، اور ان کی یہ امداد تعاون علی المعصیت ہے۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ الْآيَةَ﴾ (سورہ مائدہ، آیت: ۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد میں تعزیہ رکھنا اور مرثیہ پڑھنا

سوال: (۸۱۶) بعض لوگ مسجد میں تعزیہ رکھتے ہیں اور مجلس کرتے ہیں، جس میں مرثیہ پڑھے جاتے ہیں، ان امور کا مسجد میں کرنا کیسا ہے؟ اور ان کا اصرار کفر ہے یا نہیں؟ (۱۳/۹۱۳-۱۳۳۳ھ)

الجواب: تعزیہ داری اور مجالس مرثیہ خوانی وغیرہ ہر جگہ اور ہر وقت حرام اور گناہ کبیرہ ہے، بالخصوص مساجد میں یہ کام کرنا سخت ظلم اور معصیت اور موجب عقاب الہی ہے، مسلمانوں کو ایسی حرکات سے توبہ کرنی چاہیے، یہ امور حرام اور گناہ کبیرہ ہیں، کفر نہیں ہیں، اصرار کرنے والا ان امور پر فاسق ہے اور تعزیہ کا مستحق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تعزیہ کے سامنے کوئی ہندو سجدہ کرے تو تعزیہ بنانے والا گنہ گار ہوگا یا نہیں؟

سوال: (۸۱۷) تعزیہ کے سامنے کوئی ہندو اگر سجدہ کرے، اور تعزیہ بنانے والا ساجد کونہ روکے تو گنہ گار ہوگا یا نہ؟ (۱۳/۱۰۰۵-۱۳۳۳ھ)

الجواب: تعزیہ بنانے والا اور سجدہ کرنے والا اور منت ماننے والا سب ہی گنہ گار و فاسق ہیں، اور تعزیہ بنانے والا اگر ہندو کو سجدہ کرنے سے منع کرے تب بھی تعزیہ کے گناہ سے نہیں بچ سکتا، اور نہ منع کرنے میں اور بھی زیادہ شریک معصیت ہے اور معاون فعل حرام کا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تعزیہ بنانا اور رسوم شرکیہ کرنا

سوال: (۸۱۸) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شہادت سید الشہداء حضرت امام حسین ؑ کے غم میں تعزیہ بنانا اور اس میں قبر کی علامت بنانا اور تعزیہ پر شیرینی و روٹی وغیرہ چڑھانا اور منت ماننا اور سجدہ کرنا اور تعزیہ کا بازار اور سڑکوں پر گشت کرنا اور مسلمانوں کو اپنی گلی میں ڈھول و تاشہ ڈال کر تمسخرانہ انداز سے پیترا بدل کر بجاتے ہوئے ساتھ ساتھ رہنا، تعزیہ کے ساتھ ساتھ عورتوں کا گیت یا مرثیہ گاتے ہوئے بے پردہ پھرنا ان تمام اعمال کی شرع شریف میں کیا اصلیت ہے؟ اور ایسے کام کرنے والے کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟ تعزیہ بنانے والا اور اس کے

اہتمام میں شریک ہونے والا اور تعزیہ کی تعظیم اور اس کی بزرگی کا اعتقاد رکھنے والے کو مشرک بدعتی کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ تعزیہ کے گشت کرانے کے اہتمام میں نماز قضا کرنے والے کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟ تعزیہ کے ساتھ گشت کرنے والی عورتوں کے لیے اور ان کے لیے جو خود بھی ساتھ ساتھ رہتے ہیں شرعاً کیا حکم ہے؟ کیا مستفتی کا یہ قول کہ تعزیہ داری شیوہ روافض ہے۔۔۔ جن پر فتویٰ تکفیر جاری ہو چکا ہے۔۔۔ صحیح ہے یا غلط؟ تعزیہ مسجد میں رکھنے سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے یا نہیں؟ فقط (۳۳/۳۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: تعزیہ بنانا اور اس کے ساتھ رسوم محدثہ شرکیہ کا کرنا سب حرام اور گناہ کبیرہ ہے، تعزیہ کا بنانے والا اور اس کی اعانت کرنے والا اور تعظیم کرنے والا بدعتی اور فاسق ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے، اور جو شخص افعال شرکیہ تعزیہ کے ساتھ کرتا ہو جیسا سجدہ وغیرہ اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، اور تعزیہ کے اہتمام میں رہنا خود موجب فسق ہے، اور نماز ترک کرنا دوسرا سبب فسق ہے، تعزیہ کے ساتھ گشت کرنے والی عورتیں اور مرد سب فاسق اور فاجر ہیں، یہ کہنا کہ تعزیہ داری شیوہ روافض خذلہم اللہ کا ہے صحیح ہے، اور روافض کے بعض فرقوں غلاۃ پر فتویٰ کفر کا ہونا بھی صحیح ہے۔ کما فی الشّامی: نعم، لا شک فی تکفیر من قذف السّیّدۃ عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا أو أنکر صحبۃ الصّدیق رضی اللہ عنہ أو اعتقد الألویۃ فی علیّ رضی اللہ عنہ أو أن جبرئیل غلط فی الوحي أو نحو ذلك من الکفر الصّریح إلخ (۱) (۲۹۴/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تعزیہ بنانا اور اس کے سامنے مٹھائی و روٹی وغیرہ رکھ کر فاتحہ دینا

سوال: (۸۱۹) تعزیہ بنانا و براق و گھوڑا بنا کر اس کے سامنے مٹھائی و روٹی وغیرہ رکھ کر فاتحہ دینا کیسا ہے؟ (۳۳/۱۰۳۸-۱۳۳۴ھ)

الجواب: یہ امور حرام اور بدعت ہیں، مرتکب ان امور کا فاسق و مبتدع ہے، کچھ ثواب ان امور کے کرنے میں نہیں ہے، بلکہ یہ جملہ امور و رسوم معصیت ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) الشّامی: ۲۸۸/۶، کتاب الجہاد، باب المرتد، مطلب مهمّ فی حکم سائب الشّیخین.

یہ عقیدہ رکھنا باطل ہے کہ تعزیہ داری ترک کر دیں گے تو ضرور نقصان ہوگا

سوال: (۸۲۰) اگر کوئی ایسا عقیدہ رکھے کہ اگر تعزیہ داری ترک کر دیں گے تو ضرور نقصان ہوگا یہ عقیدہ کیسا ہے؟ (۱۳۳۵/۹۸۳)

الجواب: ایسا عقیدہ رکھنے والے فاسق و مبتدع ہیں، اور یہ عقیدہ اور عمل ان کا باطل ہے اور معصیت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تعزیہ داری کی مخالفت کرنے والوں کو برادری سے خارج کرنا درست نہیں

سوال: (۸۲۱) محی الدین نگر میں تعزیہ داری قدیم سے چلی آتی ہے، اس سال ایک لڑکا قوم نور باف کا کلام اللہ حفظ کر کے آیا، اس نے اپنی قوم میں چند آدمیوں کو اپنے خیال کے مطابق بتایا کہ تعزیہ داری اچھا نہیں ہے، اس میں شرک بدعت افعال فبیح سرزد ہوتے ہیں، اس واسطے تعزیہ داری اٹھ جانا بہتر ہے، ہم لوگوں کو اس میں شرکت حرام ہے، ۸/محرم تک یہ چند آدمی تعزیہ داری سے علیحدہ رہے، ۸/محرم کو تعزیہ داراں نے ان لوگوں پر زور ڈالا کہ تعزیہ وغیرہ کے بنانے میں تم لوگوں کو بھی شرکت کرنا پڑے گا ورنہ ہم لوگ تعزیہ دار تم کو ذات سے باہر ڈال دیں گے، اس پر حافظ صاحب نے کہا کہ تعزیہ کے نیچے فاتحہ کرنا اور تعزیہ میں جو روٹی اور سبزی وغیرہ باندھی جاتی ہے وہ حرام ہے، اگر اس کی جگہ سور کا گوشت باندھا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں، اس جملہ کے کہنے پر جملہ نور بافان اس حافظ کے خلاف ہو گئے، حافظ نے معافی تقصیر چاہی، اس صورت میں کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۷/۱۰۱)

الجواب: ان حافظ صاحب کا یہ بیان صحیح ہے کہ تعزیہ داری حرام ہے اور اس کے ساتھ شرک و بدعت کا معاملہ ہوتا ہے، جملہ رسوم تعزیہ داری اور اس میں شرکت اور اعانت اور نذر و نیاز کے حرام ہونے میں اصلاً شبہ نہیں ہے، تعجب اس کا ہے کہ وہ حافظ صاحب دین پر پختہ نہ نکلے کہ جہلاء جو لاہگان کی دھمکی میں آکر اپنے قول سے رجوع کیا ان کو اور ان کے معاونین کو چاہیے کہ خلاف تعزیہ داری و مخالفت رسوم تعزیہ پر پختگی سے قائم رہیں، اور بہ حکم ﴿لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ﴾ (سورہ مائدہ، آیت: ۵۴) کسی سفیہ قوم کے دھمکی میں نہ آئیں ایسی برادری اور ایسے قوم سے علیحدگی ہی اچھی

ہے جو ایسے جاہل ہوں کہ رسوم شرک و بدعت کے مرتکب ہوں اور جو کوئی اہل حق میں سے ان رسوم کا خلاف کرے تو اس کو برادری سے خارج کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔

الحاصل شرعاً حافظ صاحب موصوف اور ان کے معاونین کو برادری سے خارج کرنا درست نہیں ہے، بلکہ یہ ضروری ہے کہ جملہ مسلمانان اس مقصد میں ان کے ساتھ ہوں اور انسداد شرک و بدعت میں پوری سعی کریں اور واضح ہو کہ قرآن شریف میں خنزیر اور مردار کی حرمت (۱) کے ساتھ ہی ﴿مَا أَهْلَ لَغَيْرِ اللَّهِ بِهِ﴾ (سورہ مائدہ، آیت: ۳) کی حرمت کو بیان فرمایا ہے، اور بتوں کو اور بت پرستی کو رجس اور رجز یعنی پلید اور نجس فرمایا ہے، بلکہ اگر سچ پوچھو تو تعزیہ اور تعزیہ داری کی نجاست اس سے زیادہ ہے کہ وہاں ظاہری پلیدی ہے اور یہاں باطنی پلیدی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جو امام تعزیہ داری میں شریک ہوتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ

تعزیہ داری ثابت ہے اس کے پیچھے نماز کا حکم

سوال: (۸۲۲)..... (الف) محرم میں تعزیہ سنیوں کو بنانا اور اس میں شریک ہونا کیسا ہے؟ اور سنیوں کا حاملین تعزیہ وغیرہ تماشائی لوگوں کو شربت و چائے پلانا کیسا ہے؟ اور سنیوں کو تعزیہ داروں کی تقریب میں شریک ہونا یا دعوت کھانا کیسا ہے؟

(ب) اور جو امام مذکورہ باتوں سے لوگوں کو نہ روکتا ہو اور یہ کہتا ہو کہ تعزیہ داری ثابت ہے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور چونکہ ایسا امام جامع مسجد کا امام ہے تو کسی دوسری مسجد میں جمعہ ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۹/۲۱۰ھ)

الجواب: (الف - ب) تعزیہ بنانا اور اس میں کسی قسم کی جانی و مالی مدد کرنا اور شریک ہونا اور حاملین تعزیہ کو شربت و چائے وغیرہ پلانا یہ جملہ امور حرام اور محصیت کبیرہ ہیں، اور مرتکب ان امور کے فساق و فجار و مبتدع ہیں، ایسے لوگوں سے اہل سنت و جماعت کو متارکت اور علیحدگی لازم ہے، اور ان کی کسی تقریب میں شریک ہونا جائز نہیں ہے، اور ان کی دعوت قبول کرنا روا نہیں ہے، اور ایصال ثواب کا دعویٰ رسوم مذکورہ کے ادا کرنے میں محض باطل ہے، اس سے کچھ ثواب شہدائے کربلا

(۱) ﴿حُورِمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالْدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أَهْلَ لَغَيْرِ اللَّهِ بِهِ﴾ (سورہ مائدہ، آیت: ۳)

رضی اللہ عنہم کی ارواح کو نہیں پہنچتا، بلکہ مرتکب ان بدعات و رسوم کے عاصی و آثم ہیں، اور ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور امام بنانا اس کو ناجائز ہے، اس کو معزول کرنا چاہیے، اگر وہ توبہ نہ کرے اور ایسے مبتدع امام کی اقتداء کو چھوڑ کر کسی دوسری مسجد میں جمعہ ادا کرنا اور عالم صالح کو امام بنانا مستحسن ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اپنے گھر میں اور مسجد میں تعزیہ رکھنا

سوال: (۸۲۳) تعزیہ بنانا اور اپنے مکان میں رکھنا اور اس پر چڑھاوا چڑھانا اور منت ماننا کیسا ہے؟ اور جس مسجد میں تعزیہ رکھا جاتا ہے اس میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ باوجود علم کے اس کے معاون اور مددگار ہوں ان سے شرعاً کس قسم کا برتاؤ کیا جاوے؟ (۱۳۴۱/۲۵۷)

الجواب: تعزیہ بنانا اور اس میں کسی قسم کی شرکت اور اعانت کرنا شرعاً حرام اور ناجائز ہے، اور اپنے مکان میں رکھنا اور اس پر نذریں چڑھانا اور منت مانگنا یہ سب امور حرام اور بنیاد شرک کی ہے۔ قال علیہ الصلاۃ والسلام من أحدث فی أمرنا هذا ما لیس منہ فهو ردّ (۱) اور جس مسجد میں تعزیہ رکھا جاوے اس مسجد کو اس سے پاک اور صاف کرنا اور تعزیہ کو وہاں سے اٹھانا ضروری ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے خانہ کعبہ سے بتوں کو نکالا تھا اور توڑ کر پھینکوا دیا تھا (۲) اسی طرح مسجد میں سے جو کہ بیت اللہ یعنی اللہ کا گھر ہے بہ موجب احادیث صحیحہ کے تعزیہ کو جو کہ مشابہ بت کے ہے اور تعزیہ پرست مشابہ بت پرست کے ہیں نکال دینا ضروری ہے، کیوں کہ مساجد کی تطہیر کا یعنی پاک رکھنے کا حکم ہے، نجاسات ظاہریہ اور نجاسات باطنیہ سے (۳) اور ظاہر ہے کہ تعزیہ نجاسات باطنیہ

(۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال (۴۹۱) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) عن عبد اللہ مسعود رضی اللہ عنہما قال: دخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکة وحول الکعبة ثلاث مائة وستون نضبا فجعل يطعنہا بعد فی یدہ وجعل یقول: جاء الحق وزهق الباطل الآية. (صحیح البخاری: ۳۳۶/۲، کتاب المظالم باب هل تُکسر الذنان التي فیها

الخمر و تخرق الزقاق فإن کسر صنما أو صلیبا أو طنبورا أو ما لا ینتفع بخشبہ إلخ)

(۳) و عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت: أمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ببناء

میں سے ہے، کیوں کہ اس کے ساتھ معاصی کیے جاتے ہیں، اور تلوٹ بالمعاصی اس کی وجہ سے ہوتا ہے، پس پاک کرنا مساجد کا تعزیہ سے ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تعزیہ کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونے میں خوفِ کفر ہے

سوال: (۸۲۴) جس وقت تعزیہ سامنے آئے اس کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا ضروری ہے

یا نہیں؟ (۱۳۳۲/۸۳۷)

الجواب: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ﴾ (سورہ حم سجدہ، آیت: ۳۷) پس عبادت اور تعظیم غیر اللہ کی اس درجہ کی کرنی کہ اس کو رکوع و سجدہ کیا جائے حرام ہے، اور چونکہ تعزیہ ایک بت ہے اور اس کی تعظیم کرنے والے بت پرستوں کی مشابہت رکھتے ہیں، اور اکثر عوام اس کو سجدہ بھی مثل بتوں کے کرتے ہیں، اور اس کو حاجت روا جانتے ہیں، اس لیے ایسے شعار پر کفر و فسق کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا صریح فسق و معصیت ہے کہ اس میں خوفِ کفر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تعزیہ داری سے متعلق چند سوالات

سوال: (۸۲۵)..... (الف) عمر جو محض جاہل اور امور شرعیہ سے ناواقف تھا اس نے اپنے لڑکے یا بھتیجے کے نام سے زید کے تعزیہ پر علم چڑھایا، بعدہ عمر فوت ہو گیا، تو عمر پر عذاب ہو گا یا نہیں؟
(ب) کیا ورثائے عمر کو اس علم مذکور کو زید سے لے کر اس کے نشان کو مٹانا ضروری ہے یا نہ؟
(ج) اگر ورثائے عمر ایسا نہ کریں تو ان پر کچھ گناہ ہو گا یا نہیں؟
(د) بہ حالت خوفِ فتنہ کیا حکم ہے؟ اور بہ حالت غیر مجبوری ورثائے عمر کے لیے کیا حکم ہے؟
(هـ) تحفۃ الزوہدین میں روایت ہے حدیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں قبول کرتا اللہ بدعتی کا روزہ اور نہ نماز وغیرہ نہ فرض نہ نفل، نکل جاتا ہے وہ اسلام سے جیسا کہ نکلتا ہے

== سنن أبي داود: ۶۶/۱، کتاب الصلاة، باب اتخاذ المساجد في الدور .

و جامع الترمذي: ۱۳۰/۱، أبواب الصلاة، باب ما ذكر في تطيب المساجد .

و سنن ابن ماجه، ص: ۵۵، أبواب المساجد والجماعات، المساجد في الدور .

بال گندھے ہوئے آٹے سے الخ، کیا تعزیہ بنانے والے اور بنوانے والے اور تعزیہ بیچنے والے اور خریدنے والے اور زیارت کرنے والے وغیرہ مثل انہیں بدعتیوں کے ہیں جن کا روزہ نماز وغیرہ کچھ مقبول نہیں ہے؟

(و) کیا تعزیہ اور بت کا حکم ایک ہے؟

(ز) کیا تعزیہ اور علم کا ایک حکم ہے؟

(ح) جو لوگ محض تفریح کا کھیل، تماشا سمجھ کر تعزیہ، علم دیکھنے جاتے ہیں ان کے لیے کیا حکم ہے؟

(ط) جو لوگ کھیل سمجھ کر تعزیہ اور علم اٹھاتے ہیں اور لے کر چلتے ہیں ان کے لیے کیا حکم ہے؟

(ی) جو لوگ گھر گھر چندہ کر کے بڑے اہتمام سے تعزیہ رکھتے ہیں اور روشنی کراتے ہیں ان کے لیے کیا حکم ہے؟

(ک) ڈھول، تاشہ، جھانجھ (۱) علم وغیرہ خود بنوانا یا چندہ کر کے بہ اہتمام خود بنوانا کیسا ہے؟

(ل) کیا یہ شعر اور عبارت ذیل واجب العمل ہے؟ شعر:

تعزیہ پر جا کے مت سر کو جھکا ❀ اور اس کے پاؤں پڑنا ہے برا

فاتحہ تو واں نہ کر اے باخبر ❀ پانچخانہ میں تلاوت تو نہ کر

تحفۃ الزوجین میں مرقوم ہے کہ ایسی جگہ جہاں تعزیہ وغیرہ ہو فاتحہ درود پڑھنا بھی درست نہیں۔

(م) کیا تعزیہ نجاست باطنی میں پانچخانہ کی نجاست ظاہری کے برابر ہے؟

(ن) تعزیہ کے آگے حلوا ملیدہ مٹھائی وغیرہ جو لوگ رکھتے ہیں اور فاتحہ کرتے ہیں، تو ان کا کھانا

شرعاً کیسا ہے؟ اگر فاتحہ نہ کریں تو اس حلوا کا کھانا کیسا ہے؟

(س) جو لوگ تعزیہ داری سے باز رہنے کی ہدایت کرتے ہیں ان کا یہ فعل کیسا ہے؟

(ع) تعزیہ داری کفر و شرک ہے یا فسق و فجور؟ (۱۰۵۶/۱۳۴۲ھ)

(ف) کیا شعر ذیل صحیح ہے؟

کاٹھ و کاغذ بانس و ابرک میں نہیں حبّ امام ❀ اس کے سارے زائر و بانی کا ہے دوزخ مقام

(۱) جھانجھ: وہ طشتریاں یا تھالیاں جن کے نیچے ڈورا باندھا جاتا ہے اور ڈھول کے ساتھ ساتھ بجائی جاتی

ہے۔ ۱۲ (فیروز اللغات)

الجواب: (الف) اگر عمر نے اپنے اس فعل سے توبہ نہ کی ہو اور نادم نہ ہو تو ممکن ہے کہ اس کو برابر عذاب ہو، اور بہ حکم ﴿يَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ (سورہ نساء، آیت: ۲۸ و ۱۱۶) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بلا عذاب بخش دے اور عذاب نہ ہو۔

(ب) اگر ایسا ہو سکے تو بہت اچھا ہے اور محو بدعت کا ثواب ان کو حاصل ہوگا۔

(ج) ان پر کچھ گناہ نہ ہوگا جب کہ وہ اس سے راضی نہیں ہیں۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى﴾ (۱)

(د) ورثہ عمر اگر اس کا ازالہ کر سکتے ہیں تو بہتر ہے کہ اس کا ازالہ کریں اور اگر مجبور ہیں اور اس میں فتنہ ہے تو ان پر کچھ گناہ نہیں ہے۔ کما مرّ۔

(ه) بدعتی کے اسلام سے نکلنے کے یہ معنی ہیں کہ کمال اسلام سے نکل جاتا ہے اور اس کے سوا دوسری تاویلیں بھی ہو سکتی ہیں اور کی گئی ہیں، اور نماز و روزہ وغیرہ عبادات کا قبول نہ ہونا جو بدعتیوں کے بارے میں وارد ہے (۲) اس وعید میں یہ بدعتی تعزیر والے بھی داخل ہیں۔

(و) مشرکین بت پرست میں اور ان میں فرق ہے، تعزیر والے مسلمان ہیں مگر فاسق و عاصی ہیں، اور بت پرست کافر و مشرک ہیں۔

(ز) حرمت میں برابر ہیں۔

(ح) وہ بھی فاسق اور گنہگار ہیں، کافر نہیں ہیں۔

(ط) وہ بھی فاسق ہیں۔

(ی) فاسق ہیں۔

(۱) سورہ أنعام، آیت: ۱۶۴، سورہ بنی اسرائیل، آیت: ۱۵، سورہ فاطر، آیت: ۱۸، سورہ زمر، آیت: ۷۔

(۲) عن حذيفة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يقبل الله لصاحب بدعة صوماً ولا صلاة ولا صدقة ولا حجاً ولا عمرة ولا جهاداً ولا صرفاً ولا عدلاً يخرج من الإسلام كما تخرج الشعرة من العجين.

و عن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أبى الله أن يقبل عمل صاحب بدعة حتى يدع بدعته. (سنن ابن ماجه، ص: ۶، المقدمة، باب اجتناب البدع والجدل)

- (ک) حرام ہے اور معصیت ہے، اور مرتکب ان افعال کے فاسق ہیں۔
 (ل) شعر مذکور اور مسئلہ جو تحفۃ الزوجین میں لکھا ہے صحیح ہے۔
 (م) بے شک ایسا ہی ہے۔
 (ن) دونوں شقوں میں فعل مذکور حرام ہے۔
 (س) ثواب ہے اور اجر عظیم کے وہ لوگ مستحق ہیں، اور أمر بالمعروف ونہی عن المنکر پر عامل ہیں، اور بچے مسلمان اور سنی ہیں۔
 (ع) فسق و فجور ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
 (ف) یہ بھی صحیح ہے، کیوں کہ ہر ایک معصیت اور کبیرہ گناہ مستحق دوزخ بناتے ہیں؛ اگرچہ مخلد اور دائماً نہ ہو۔

تعزیه کی خاطر مندر بند کروانے میں مدد کرنا

سوال: (۸۲۶) ایک مندر ۱۲ برس سے لب سڑک ہے جس طرف سے تعزیه اور علم نکلتے ہیں، اس کے جھگڑے میں مسلمان چاہتے ہیں کہ مندر بند ہو جائے، تو کیا اس میں چندہ دے کر مقدمہ چلانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۵۹۱)
 الجواب: تعزیه وغیرہ امور شرکیہ ہیں، اس میں کسی قسم کی امداد چندہ وغیرہ سے دینا اہل اسلام کو درست نہیں ہے، بلکہ جہاں تک ہو سکے اس کے انسداد میں سعی و کوشش کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تعزیه میں چندہ نہ دینے کی وجہ سے برادری سے خارج کرنا

سوال: (۸۲۷) اس شہر میں تعزیه ہر قوم میں بنایا جاتا ہے، اور اس قوم کے بچ اپنی برادری سے تعزیه کے لیے چندہ وصول کرتے ہیں، بعض لوگ گناہ سمجھ کر اس میں چندہ نہیں دیتے، اس وجہ سے بچ ان کو برادری سے خارج کر دیتے ہیں، اس میں چندہ دینا کیسا ہے؟ اگر درست نہیں ہے تو برادری سے خارج کرنا بچوں کا خلاف شرع ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۹۱۰)

الجواب: تعزیه میں اور اس کے لوازمات میں چندہ دینا سخت گناہ ہے اور اعانت علی المعصیت

ہے، اس میں کسی کی اطاعت اور فرماں برداری کرنا اور کسی کے کہنے سے اور مجبور کرنے سے چندہ دینا جائز نہیں ہے، اور اس وجہ سے جو بیچ چندہ نہ دینے والوں کو برادری سے خارج کریں وہ سخت فاسق و فاجر ہیں کہ خوف کفر ہے، ایسے امور سے ایمان سلب ہو جاتا ہے، اور قرآن شریف اور احادیث صحیحہ میں ایسے لوگوں کے لیے سخت وعید وارد ہیں (۱) قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ الْآيَةِ﴾ (سورہ مائدہ، آیت: ۲) وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَ ثَمَّ مَصِيرًا﴾ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا تعزیہ بنانے سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی محبت ثابت ہوتی ہے؟

سوال: (۸۲۸) تعزیہ بنانا کیسا ہے؟ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ تعزیہ بنانا اس لیے جائز ہے کہ اس سے محبت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ہوتی ہے یہ کہنا اس کا صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۰۸۲/۲۴-۱۳۳۵ھ)

الجواب: تعزیہ بنانا کسی طرح جائز نہیں ہے، اور یہ قول اس شخص کا غلط ہے، اس سے محبت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ثابت نہیں ہوتی، بلکہ یہ امر ان کی ناخوشی کا باعث ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تعزیہ کے خلاف گواہی دینا کیسا ہے؟

سوال: (۸۲۹) تعزیہ کے راستہ کے متعلق مقدمہ ہوا، تین آدمیوں مسلمانوں نے خلاف گواہی دی، عدالت نے فیصلہ خلاف کیا، یعنی جو راستہ تعزیہ کا تھا اس کے خلاف دوسرا راستہ رکھا، جن لوگوں نے تعزیہ کے خلاف گواہی دی ان کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟ (۵۷/۱۳۳۵ھ)

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ومن دعا إلى ضلالة كان عليه من الإثم مثل آثام من تبعه لا ينقص ذلك من آثامهم شيئاً، رواه مسلم. (مشكاة المصابيح، ص: ۲۹، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول)

وعن أوس بن شريح رضي الله عنه أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من مشى مع ظالم ليُقَوِّيه و هو يعلم أنه ظالم فقد خرج من الإسلام، رواه البيهقي في شعب الإيمان. (مشكاة المصابيح، ص: ۲۳۶، كتاب الآداب، باب الظلم، الفصل الثالث)

الجواب: تعزیہ سازی اور تعزیہ کا نکالنا اور تعزیہ کی تعظیم کرنا اور اس کو ماننا یہ تمام امور شریعت میں حرام اور گناہ کبیرہ ہے، اور تعزیہ کے ساتھ جو کچھ عوام جہال شرک کے کام کرتے ہیں اور نذر و نیاز چڑھاتے ہیں ان سب کاموں کا وبال تعزیہ بنانے والوں پر ہے، کیونکہ نہ وہ تعزیہ بناتے اور نہ یہ شرک و بدعات اس کے ساتھ ہوتے، افسوس صد افسوس کہ مسلمان شرک و بدعت کے کام کو دین کا سمجھ کر اس قسم کے سوالات کرتے ہیں، مسلمانوں کو تو متفقہ کوشش سے تعزیہ کے بند کرنے میں اور اس رسم بد کے مٹانے میں ہمت کرنی چاہیے تاکہ شرک و بدعت کے مٹانے کا ثواب حاصل ہو، تعزیہ کی کسی قسم کی تائید کرنا ہمارے نزدیک سخت معصیت اور گناہ ہے، یہ کوئی دین کا کام نہیں ہے جو اس کی تائید میں مقدمہ اور جنگ و جدال یا قتل و قتل کیا جائے، اس کو خوب سمجھ لیا جائے۔ فقط

ربیع الاول کی پہلی تاریخ سے بارہ تاریخ تک روزانہ احباب کو جمع کر کے

درود شریف پڑھنا اور بارہ تاریخ کو احباب و غرباء کی دعوت کرنا

سوال: (۸۳۰) ایک شخص نے بہ غرض تکثیر ثواب بلکہ بغرض تسہیل کا یہ معمول کیا ہے کہ ربیع الاول کی پہلی تاریخ سے بارہ یوم تک روزانہ چند احباب کو جمع کر کے درود شریف پڑھتا ہے، بعد ختم حاضرین کو کچھ کھلاتا ہے، اور بارہ یوم تاریخ کو اپنے احباب و غرباء و طلباء کی دعوت کرتا ہے، اس پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ بدعت سیدہ ہے، کیوں کہ ایسا طریقہ سلف صالحین میں رائج نہ تھا، وہ جواباً کہتا ہے کہ ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں، لیکن سلف صالحین ہمیشہ اکثر اوقات درود شریف وغیرہ پڑھا کرتے تھے، ان کو خصوصیت ایام کی ضرورت نہ تھی، فی زمانہ ہم لوگ بالکل غافل اور دن رات خرافات میں مبتلا رہتے ہیں، اگر دن معین نہ کریں تو درود شریف سے محروم رہیں گے، اور بارہ تاریخ کی دعوت سے غرض ایصال ثواب ہے، اگر ایسا جلسہ بجائے ربیع الاول کے کسی دوسرے مہینہ میں کیا جائے تو کیا حکم ہوگا؟ (۱۳۳۳/۲۲۳۹ھ)

الجواب: فقہاء اس قسم کی تخصیصات کو اسی وجہ سے بدعت لکھتے ہیں کہ یہ التزام مالا یلزم ہے، اور آخر میں یہ تخصیص تعین واجب کے درجہ میں پہنچ جاتی ہے، اور جہلاء کے لیے حجت ہوتی ہے، اگر

خود اعتقاد و جوہ کا نہ ہوتے بھی دوسروں کے لیے سبب اعتقاد کا بن جاتا ہے، کما هو مشاہد فی مثل هذه الأمور، اور یہ امر بھی موجب ممانعت فقہاء نے لکھا ہے، اور یہی وہ احداث فی الدین ہے، جس کے بارے میں ارشاد ہے: من أحدث فی أمرنا هذا ما لیس منه فهو ردّ (۱) اور قیاس کرنا ہمارا کام نہیں ہے، پس ضروری ہے کہ آپ حضرات اکابر کے مسلک کو نہ چھوڑیں، اور اس قسم کے التزامات و تخصیصات کے پابند نہ ہوں، اور علاوہ ماہ ربیع الاول کے جس ماہ میں بھی اس قسم کی تخصیص کی جائے گی اور التزام کیا جائے گا اس کا بھی یہی حکم ہوگا (۲) اس وقت بہ وجہ عدم الفرصتی و کثرت کام کے زیادہ تفصیل نہیں کر سکتا، اور روایات جو کتب فقہ میں موجود ہیں نقل نہیں کر سکتا کبھی موقع ہوا تو زبانی تفصیل بیان کی جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ہر گھر سے چاول جمع کر کے ۱۲/ ربیع الاول کو کھیر پکا کر کھانا

سوال: (۸۳۱) بنگال میں اب یہ رسم جاری ہوئی ہے کہ ہر ایک باشندہ کے گھر سے ایک سیر یا آدھ سیر چاول طوعاً و کرہاً جمع کر کے ۱۲/ ربیع الاول کو کھیر پکا کر سب آدمی کھاتے ہیں، اس کی کچھ اصل ہے یا نہیں؟ (۸۳۱/۷-۳۶-۱۳۳۷ھ)

الجواب: اس کی کچھ اصل شریعت میں نہیں ہے، بدعت ہے، اس رسم کو چھوڑنا چاہیے۔ فقط

ماہ رجب میں تبارک کی روٹیاں پکانا اور حضرت جعفرؑ کے کوٹھڑے بھرنا

سوال: (۸۳۲)..... (الف) ماہ رجب میں اکثر جگہ تبارک کی روٹیاں پکتی ہیں، اور ان پر

(۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال (۴۹۱) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) و أما إذا سجد بغیر سبب فلیس بقربة و لا مکروه و ما یفعل عقیب الصلوات مکروه ، لأن الجهال یعتقدونها سنة أو واجبة ، و کلّ مباح یؤدی إلیہ فمکروه (الفتاویٰ العالمگیریّة: ۱/۱۳۶، کتاب الصلوة، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة ، و ممّا یتصل بذلك مسائل سجدة الشکر)

وقال الطیبي: من أصرّ علی أمر مندوب و جعله عزماً و لم یعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشیطان من الإضلال. (مرقاۃ المفاتیح: ۳/۲۶، کتاب الصلوة، باب الدعاء فی التشہد، الفصل الأول، رقم الحدیث: ۹۴۶)

سورہ ملک پڑھی جاتی ہے، یہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟

(ب) اسی مہینہ میں امام جعفرؑ کے نام کے کونڈے بھرے جاتے ہیں، یعنی پوریاں ہوتی ہیں، اس میں قید یہ ہے کہ وہ پوری صرف نمازی ہی کھاویں، اور اسی جگہ پر بیٹھ کر کھائی جاویں، کہیں باہر نہ بھیجی جاویں، ان پوریوں کا کھانے والا مستحق ثواب کا ہے یا نہیں؟

(ج) بہت سے مقامات میں سوم دسواں بیسواں، چہلم، وغیرہ ہوتے ہیں اور سوم کے روز چنے پڑھے جاتے ہیں، یہ بھی جائز ہے یا نہیں؟ بلکہ بعض جگہ چوکیوں پر کھانا رکھ کر فاتحہ دی جاتی ہے یہ فاتحہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۵۱۰/۱۳۳۸ھ)

الجواب: (الف-ج) تبارک کی روٹیاں اور امام جعفرؑ کا کونڈا اور پوریاں اور سوم و دسواں و بیسواں و چہلم اور سوم کے چنے اور فاتحہ دینا کھانا سامنے رکھ کر، یہ جملہ رسوم ناجائز اور بدعت اور خلاف شریعت ہیں ان کو چھوڑنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ماہِ رجب کے کونڈوں، مدار صاحب کا مرغا اور

میران صاحب کی کڑھائی کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۸۳۳) بریلی میں بہ ماہ رجب کونڈوں کی رسم یعنی نیاز ہوتی ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ رجب کے ہر پنج شنبہ یا جمعہ کو کونڈے گئے جدید (نئی مٹی کے کونڈوں) میں شیرینی یا فیرینی یا کسی اور قسم کا نفیس کھانا رکھ کر ایک جگہ پاک اور صاف پر جمع کر کے فاتحہ حضرت سید جلال بخاریؒ کی دلاتے ہیں، اور اپنے اہل برادری اور احباب کو بلا کر اسی مقام پر کھلاتے ہیں، یہ کھانا یا شیرینی اس جگہ سے دوسری جگہ پر منتقل کرنے کی ممانعت ہے، اور اسی طرح ۲۲ رجب کو کونڈا پوریوں کا ہوتا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ گھی شکر دودھ میدہ کی پوریاں پکا کر کورے کونڈوں میں پاک صاف جگہ پر رکھ کر فاتحہ حضرت جعفر صادقؑ کی دی جاتی ہے، اور ان پوریوں کو بھی اسی مقام پر جہاں فاتحہ دی گئی ہے کھلاتے ہیں اس کھانے کو بھی منتقل کرنے کی اجازت نہیں ہے، یہ دونوں فاتحہ جائز ہیں یا ناجائز؟ اور جس طرح اس کے کھلانے کا قاعدہ مقرر کر لیا گیا ہے جائز ہے یا ناجائز؟ اسی طرح مدار صاحب

کا مرغا اور میران صاحب کی کڑھائی جائز ہے یا ناجائز؟ اور اس کے کرنے والوں کی نسبت کیا احکام ہیں؟ (۱۳۴۲/۹۴۰ھ)

الجواب: یہ ہر دو فاتحہ بہ بیت مردوجہ و تخصیصات مذکورہ جائز نہیں ہیں، و تفصیلہ فی المطولات اور اسی طرح مدار صاحب کا مرغا اور میران صاحب کا بکرا کڑھائی وغیرہ بھی ناجائز اور بدعت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۲/ رجب کو حضرت جعفر صادقؑ کی فاتحہ دینا

سوال: (۸۳۴) ۲۲/ رجب کو فاتحہ امام جعفرؑ کی اہل سنت والجماعت کرتے ہیں، اور اس فاتحہ میں پوریاں بے نمک کی پکا کر کونڈوں میں پنڈول سے زمین لپ کر کونڈے رکھے جاتے ہیں اور فاتحہ ہوتی ہے، یہ کیسا ہے؟ (۱۳۳۵/۹۸۳ھ)

الجواب: یہ محض بدعت اور ناجائز ہے، اس کو چھوڑنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شب براءت میں حلوہ روٹی پکا کر تقسیم کرنا

سوال: (۸۳۵) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر لوگ خاص شب براءت میں حلوہ روٹی پکا کر آپس میں ایک گھر والے دوسرے گھر والے کو اور نیز محتاجوں کو تقسیم کرتے ہیں، اور اس امر کو باعث ضرورت و ثواب سمجھتے ہیں۔ (۱۳۳۰-۲۹/۵۰۰ھ)

الجواب: اس کو ضروری اور ثواب سمجھنا یا التزام ایسا کرنا جیسا کہ واجبات و ضروریات کا ہوتا ہے، بدعت ہے اور ممنوع ہے، ان رسوم خلاف شریعت کو ترک کرنا لازم ہے، آنحضرت ﷺ نے اس کا کبھی امر نہیں فرمایا، نہ یہ فعل خود کیا نہ آپ کے زمانہ خیر میں اور کسی صحابی نے اس کو کیا، نہ خیر القرون میں یہ فعل کسی نے کیا، الغرض یہ فعل بدعت ہے۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا اتَّكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (سورہ حشر، آیت: ۷) وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ (۱) وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: كُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال (۴۹۱) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

شب براءت میں آتش بازی کرنا

سوال: (۸۳۶) شب براءت میں آتش بازی اور تلعب بالنار کا کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۳/۲۲۳۹ھ)

الجواب: فی الواقع شب براءت عبادت کی شب ہے، آتش بازی اور لہو لعب میں اس رات میں مشغول ہونا حرام اور اسراف ہے، جو کہ کاراخوان الشیاطین ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ: ﴿إِنَّ الْمُبْدِرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيْطَانِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا﴾ (سورہ بنی اسرائیل، آیت: ۲۷) اور کار شیطان اور لہو لعب کو شعائر اسلام سے کہنا سخت گناہ اور فسق و فجور ہے، اس سے توبہ کرنی چاہیے، تلعب بالنار کسی طرح موجب قرب الہی نہیں ہو سکتا، اور وہ امر جو دراصل مباح ہو اور مآلاً مفضیٰ إلى الشرك والحرمۃ ہو وہ بھی حرام ہو جاتا ہے، چہ جائیکہ وہ امر اصل سے ہی حرام اور ناجائز ہو (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا شعبان کی ۱۳/۱۴/۱۵ تاریخوں میں گوشت

کھانا حرام اور حلوہ کھانا ضروری ہے؟

سوال: (۸۳۷) شب براءت کی ۱۳/۱۴/۱۵ ان تاریخوں میں گوشت کھانا کیسا ہے؟ کیا حلوہ کھانا ضروری ہے؟ قاضی شہر فرماتے ہیں ان تاریخوں میں گوشت کھانا ایسا ہے جیسا کہ اپنے والد کا گوشت کھانا؟ (۱۳۵۰/۴۴-۱۳۳۵ھ)

الجواب: قاضی صاحب کا یہ قول لغو اور غلط ہے، شریعت میں اس کی کہیں بھی اصل نہیں ہے، ایسے ہی ان تاریخوں میں حلوہ کو ضروری سمجھنا بھی بدعت اور بے اصل ہے، اس سے اجتناب کرنا

(۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال (۷۱۷) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) قال الطَّبَّيُّ: مَنْ أَصْرَ عَلَى أَمْرٍ مَنُذُوبٍ وَجَعَلَهُ عَزْمًا وَلَمْ يَعْمَلْ بِالرَّخْصَةِ فَقَدْ أَصَابَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْإِضْلَالِ، فَكَيْفَ مَنْ أَصْرَ عَلَى بَدْعَةٍ أَوْ مَنكَرٍ (مِرْقَاةُ الْمَفَاتِيحِ: ۲۶/۳، کتاب الصَّلَاةِ، باب: الدَّعَاءُ فِي التَّشْهَدِ، الفصل الأوَّل، رقم الحديث: ۹۴۶)

چاہیے، امور بدعت پر اصرار حرمت کے مراد ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عید کی نماز کے بعد دنیا کی رسم خیال کر کے مصافحہ اور معانقہ کرنا کیسا ہے؟

سوال: (۸۳۸) عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو دنیا کی رسم خیال کر کے مصافحہ و معانقہ کرنا کیسا ہے؟

بینواتو جروا (۲۹/۱۹۱-۱۳۳۰ھ)

الجواب: نماز عید الاضحیٰ و عید الفطر کے بعد چوں کہ عوام مصافحہ یا معانقہ کو ضروری خیال کرنے لگے ہیں، یہ تخصیص خلاف حکم شریعت ہے، اس لیے علماء منع فرماتے ہیں، اور کتابوں میں بھی ایسی تخصیص کو منع لکھا ہے، پس رسم دنیاوی بھی سمجھ کر اس کو نہ کرنا چاہیے۔ فقط والسلام مع الاکرام

نماز سے فارغ ہونے کے بعد امام صاحب سے مصافحہ کرنا

سوال: (۸۳۹) بعد فراغ نماز جب امام مسجد سے جانے کا قصد کرے اس سے مصافحہ کر لینا جائز ہے یا نہ؟ اور اگر اس میں بھی کوئی کر لیوے تو گنہ گار تو نہیں ہوگا؟ اور مسجد میں مصافحہ جائز ہے یا ناجائز؟ اور ملاقات جائز ہے یا نہ؟ (۲۹/۹۱۳-۱۳۳۰ھ)

الجواب: مصافحہ بعد جماعت کے اس کو فقہاء کرام نے بدعت اور ناجائز لکھا ہے، اور شامی میں نقل کیا ہے کہ یہ طریقہ روافض کا ہے، عبارت اس کی یہ ہے: و نقل فی تبیین المحارم عن الملتقط تکرہ الخ (۱) (ص: ۲۴۴) پس جب کہ یہ طریقہ روافض کا ہے اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ

(۱) شامی کی پوری عبارت یہ ہے:

و نقل فی تبیین المحارم عن الملتقط أنه تکره المصافحة بعد أداء الصلاة بكل حال ، لأن الصحابة رضي الله تعالى عنهم ما صافحوا بعد أداء الصلاة ، ولأنها من سنن الروافض اهـ . ثم نقل عن ابن حجر من الشافعية أنها بدعة مكروهة لا أصل لها في الشرع ، وإنه ينبه فاعلها أولاً و يعزّر ثانياً ، ثم قال : وقال ابن الحاج من المالكية في المدخل : إنها من البدع و موضع المصافحة في الشرع إنما هو عند لقاء المسلم لأخيه لا في أدبار الصلوات ، فحيث وضعها الشرع فينها عن ذلك و يزجر فاعله لما أتى به من خلاف السنة اهـ .

(الشامی: ۹/۲۶۵، کتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغیرہ)

علیہم اجمعین نے ایسا نہیں کیا تو خلاف سنت طریقہ کیوں اختیار کیا جاوے؟ پس شرک اس کو بھی نہ کہا جاوے مگر بدعت اور گناہ ضرور ہے، لہذا ترک اس کا لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فجر، جمعہ اور عید کی نماز کے بعد باہم مصافحہ کرنا

سوال: (۸۴۰) صحاح ستہ کی معتبر حدیثوں سے یہ ثابت ہے کہ جہاں کہیں دو مسلمان جمع ہوں آپس میں مصافحہ کرنے سے محبت زیادہ ہوتی ہے، اور جدا ہونے سے پہلے ان دونوں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں، معترضین کی جانب سے ممانعت کی جارہی ہے کہ اہل احناف جو بعد نماز فجر و جمعہ و عیدین مصافحہ کیا کرتے ہیں، صریحاً ناجائز ہے، بلکہ یہ فعل رافضیوں کا ہے، آیا اس صورت میں موافق مذہب اہل سنت والجماعت کیا حکم ہے؟ (۱۳۹۲/۱۳۳۷ھ)

الجواب: فقہائے حنفیہ نے اس مصافحہ کو بدعت اور مکروہ فرمایا ہے، اور تبیین المحارم میں ملقط سے نقل کیا ہے کہ یہ روافض کا طریقہ ہے، پس ترک کرنا اس کا اہل سنت والجماعت کو لازم ہے، رد المحتار معروف شامی میں ہے: و نقل في تبیین المحارم عن الملتقط أنه تكره المصافحة بعد أداء الصلاة بكل حال، لأن الصحابة ما صافحوا بعد أداء الصلاة، ولأنها من سنن الروافض (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جمعہ کی اذان ثانی کے بعد دعا اور مناجات کرنا

سوال: (۸۴۱) جمعہ کے روز بعد اذان ثانی مناجات کرنا کیسا ہے؟ (۱۳۳۳-۳۲/۹۴۵ھ)

الجواب: مکروہ ہے اور ممنوع ہے، درمختار میں ہے: و ينبغي أن لا يجيب بلسانه اتفاقاً في الأذان بين يدي الخطيب (۲) (باب الأذان)

وفي الشامي: و إجابة الأذان حينئذ مكروهة (۳) اور حدیث شریف میں ہے: إذا

(۱) الشامي: ۴۶۵/۹، كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره.

(۲) الدر المختار مع رد المحتار: ۶۴/۲، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد.

(۳) الشامي: ۳۴/۳، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في حكم المرقى بين يدي الخطيب.

خرج الإمام فلا صلاة ولا كلام إلخ (۱) پس معلوم ہوا کہ بعد اذان ثانی جمعہ دعا اور مناجات زبان سے نہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نفل نماز کے لیے ڈھول بجا کر لوگوں کو جمع کرنا

سوال: (۸۴۲) نفل نماز کے لیے لوگوں کو اگر ڈھول بجا کر جمع کیا جاوے تو جائز ہے یا نہیں؟

(۵۴۲/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: یہ جملہ امور جو سوال میں درج ہیں بدعت اور ناجائز ہیں، نوافل کے لیے تداعی اور اجتماع ممنوع ہے (۲) اور ڈھول بجا کر جمع کرنا اور بھی برا ہے، اور مذموم اور قبیح ہے۔ فقط واللہ اعلم

عرفہ کے دن دو گانہ حج باجماعت ادا کرنا

سوال: (۸۴۳) موضع ننگل علاقہ بہلور میں ہمارے جدا مجد نماز دو گانہ حج بہ روز عرفہ قبل نماز عصر ادا کیا کرتے تھے، اور اس نماز میں ثواب حج حاصل کرنے کی نیت سے دیگر دیہات قرب و جوار کے لوگ اکثر شامل ہوا کرتے تھے، اب بعض علماء منع کرتے ہیں، کیا حکم ہے؟ (۵۴۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: بہ روز عرفہ جمع ہونا لوگوں کا تشبیہ بالواقفین اور نفل بہ جماعت کثیرہ پڑھنا بہ خیال حصول ثواب حج لاریب بے اصل اور بدعت و مکروہ ہے۔ قال فی الدر المختار: والحاصل أنّ

(۱) قال الزيلعي بعد تخريج هذا الحديث: "قلت: غريب مرفوعاً، قال البيهقي: رفعه وهم فاحش، إنما هو من كلام الزهري، انتهى" ثم أطال الزيلعي في تخريج متابعتهم و شواهدهم، فمن شاء فليراجع. (نصب الرأية في تخريج أحاديث الهداية للزيلعي: ۲/۲۰۱، كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، الحديث الخامس)

(۲) ولا التطوّع بجماعة خارج رمضان أي يكره ذلك لو على سبيل التّداعي إلخ. وفي الشّامي: ثم إن كان ذلك أحياناً كما فعل عمر رضي الله عنه كان مباحاً غير مكروه وإن كان على سبيل المواظبة كان بدعةً مكروهةً، لأنّه خلاف المتوارث إلخ. (الدر المختار و رد المحتار: ۲/۴۳۶-۴۳۷، كتاب الصلاة، باب: الوتر والنوافل، مبحث: صلاة التراويح، مطلب في كراهة الاقتداء في النفل على سبيل التّداعي وفي صلاة الرغائب)

الصَّحِيحُ الْكَرَاهَةُ كَمَا فِي الدَّرَرِ، بَلْ فِي الْبَحْرِ أَنَّ ظَاهِرَ مَا فِي غَايَةِ الْبَيَانِ أَنَّهَا تَحْرِيْمِيَّةٌ
إِلْخ (۱) وَفِي شَرْحِ الْمَنِيَّةِ: وَ إِنَّمَا مَفَاتِيحُ هَذِهِ الْأَشْيَاءِ الْبَدْعُ الْإِلْخ وَ مَا لَمْ يَكُنْ مِنْ أَمْرِهِمْ
فَهُوَ بَدْعَةٌ، وَ الْبَدْعَةُ إِذَا لَمْ تَسْتَلْزِمْ سَنَةً فَهِيَ ضَلَالَةٌ انْتَهَى (۲) فَقَطَّ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ

حضور ﷺ کے نام مبارک پر انگوٹھا چومنا

اور نماز کے بعد تین بار تہلیل کی ضرب لگانا

سوال: (۸۴۴) ایک شخص نے یہاں آ کر سخت فساد کر دیا ہے، علمائے دیوبند و سہارنپور وغیرہ کو
اور ان کے ہم خیال کو وہابی وغیرہ الفاظ سے یاد کرتا ہے، اور یہ چند مسائل خصوصیت کے ساتھ
خود کرتا ہے اور دوسروں کو حکم کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ سب مسائل احادیث و فقہ سے ثابت ہیں:
(الف) حضور ﷺ کے نام مبارک پر انگوٹھا چوم کر آنکھوں سے لگاتا ہے، اور اس کا سخت
التزام ہے، سویم، چہلم، میلاد وغیرہ پر بہت زور دیتا ہے۔

(ب) بعد نماز تین دفعہ ضرب تہلیل زور سے لگاتا ہے اور دوسرے نماز پڑھنے والوں کا بھی
خیال نہیں کرتا، بلکہ اس کو ضروری امر خیال کرتا ہے۔ (۱۳۳۳-۳۳/۵۵۱ھ)
(ج) علمائے دیوبند و سہارنپور اور ان کے ہم خیال کو وہابی متشدد وغیرہ الفاظ سے بلکہ غیر مقلد
کہتا ہے۔

الجواب: (الف) صحیح بات یہ ہے کہ نام مبارک سن کر اس پر انگوٹھا چومنا سنت سے ثابت نہیں
ہے، پس امر خلاف سنت پر اس قدر اصرار درست نہیں ہے، سوم و چہلم و انعقاد مجلس میلاد مروج
بدعت ہے اور امور خلاف دین کو مشتمل ہے اس کو چھوڑنا چاہیے۔

(ب) یہ التزام بھی بدعت ہے اور شعار مبتدعین کا ہے اس کو اس فعل سے منع کیا جائے اور روکا

(۱) الشَّامِي: ۵۶/۳-۵۷، كِتَابُ الصَّلَاةِ، بَابُ الْعِيدَيْنِ، مَطْلَبٌ: لَا يَلْزَمُ مَنْ تَرَكَ الْمُسْتَحَبَّ
ثُبُوتُ الْكَرَاهَةِ إِذَا لَا بَدْلَ لَهَا مِنْ دَلِيلٍ خَاصٍّ.

(۲) غِنْيَةُ الْمُسْتَمْلِي فِي شَرْحِ مَنِيَّةِ الْمُصَلِّي الْمَعْرُوفِ بِالْحَلْبِيِّ الْكَبِيرِيِّ، ص: ۴۹۳-۴۹۴،
فَصْلٌ فِي صَلَاةِ الْعِيدِ، فُرُوعٌ: الْخُرُوجُ إِلَى الْمُصَلِّي.

جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(ج) علمائے مذکورین قبیح سنت اور خفی ہیں، بدعتی اور برے عقیدہ والے ان کو برا سمجھتے ہیں اور برا کہتے ہیں، اور یہ بہ سبب حسد اور عداوت سنت کے ہے، اور ظاہر ہے کہ یہ امر موجب فسق ہے، اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

انگوٹھا چومنے کے سلسلہ میں حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ بے بنیاد ہے

سوال: (۸۴۵) بعض لوگ رسول اللہ ﷺ کا جب نام مبارک سنتے ہیں تو غایتِ محبت سے انگوٹھے چومتے ہیں اور یہ قصہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی دعا جب حضرت رسول کریم ﷺ کے طفیل میں قبول ہوئی تو انہوں نے حضور ﷺ کی زیارت کی دعا اللہ تعالیٰ سے کی، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم اپنے داہنے انگوٹھے کے درمیان دیکھو؛ چنانچہ انگوٹھے میں بعینہ شبیہ حضرت ﷺ کی معلوم ہوئی اس وجہ سے چومنا چاہیے۔ (۱۳۷۹/۴۲-۱۳۴۵ھ)

الجواب: ایسا کرنا سنت سمجھ کر درست نہیں ہے، اور یہ قصہ حضرت آدم علیہ السلام کا صحیح نہیں ہے، بالکل بے اصل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۸۴۶) 'مولود طیش' میں یہ مضمون لکھا ہے کہ جب آدم علیہ السلام آسمان پر گزرتے تو ملائکہ مقررین بہ تعظیم آدم پیچھے پیچھے چلتے، آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے پروردگار عالم! کیا سبب ہے کہ ملائکہ میری تعظیم کرتے ہیں؟ حکم ہوا کہ تمہاری پیشانی میں نور محمدی ہے؛ یہ اس کی تعظیم ہے، آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ یا اللہ! وہ نور کسی ایسی جگہ آ جاوے کہ میں بھی اس سے مشرف ہوؤں اور دیکھوں بہ درخواست آدم وہ نور انگشتِ سبابہ میں آ گیا، فوراً آدم علیہ السلام نے چوم لیا، بس یہی وجہ ہے کہ جب مؤذن: أشهد أن محمدًا رسول الله کہتا ہے تو لوگ انگلی چوم لیتے ہیں؛ یہ سنت آدم علیہ السلام کی ہے۔

الجواب: یہ قصہ موضوع معلوم ہوتا ہے کسی حدیث و اثر صحیح سے اس کا ثبوت نہیں۔ فقط

کتبہ مفتی صاحب دیوبند، ۲۵/محرم الحرام ۱۳۳۵ھ

بعد دیکھنے جواب کے چند اعتراضات پیدا ہوئے جو ذیل میں درج ہیں:

(۱) جب کہ یہ عمل تعظیماً کیا جاتا ہے تو کیوں نہ کرنا چاہیے؟ آیا ایسا نہ کرنا بھی کسی کتاب سے ثابت ہے؟ اور کون سی کتاب سے؟

(۲) جب مؤذن اذان کہتا ہے تو لوگ انگشت کو چوم لیتے ہیں جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو اس کا بدعت ہونا کس کتاب سے ثابت ہے؟ (۱۳۰/۱۳۳۵) الرام: محمد زبیر خاں، اعظم گڑھ

الجواب: اقول و باللہ التوفیق: جب کہ یہ قصہ جو حضرت آدم علیہ السلام کی طرف منسوب ہے ثابت نہیں ہے بلکہ موضوع حدیث ہے، تو اس کے موافق عقیدہ کر کے یہ عمل کرنا جائز نہیں، اور اس کو تعظیم سمجھنا بھی صحیح نہیں کیونکہ تعظیم امر غیر مشروع میں نہیں ہوتی، اور شامی میں اس کے متعلق بحث کی ہے، اور اس عمل کو بعض سلف سے نقل کر کے لکھا ہے: و ذکر ذلك الجراحى و اطال، ثم قال: ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيء إلخ (۱)

پس بناءً علیہ ہمارے حضرات اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کا مسلک بھی یہی ہے کہ یہ عمل خلاف سنت ہے اور سنت سمجھ کر اس کو نہ کرنا چاہیے اور نیز اس وجہ سے کہ اس زمانے میں اہل بدعت کو اس میں غلو ہے اور تارک پر طعن کرتے ہیں؛ چھوڑنا اس عمل کا لازم ہے۔ کما صرح بہ الفقہاء (۲) فقط

(۱) الشامی: ۶۳/۲، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، مطلب فی کراهة تکرار الجماعة فی المسجد (۲) امداد الفتاویٰ میں ہے:

سوال: تقبیل الالباب یعنی بہ وقت کہنے مؤذن کے أشهد أن محمد رسول الله بہ نام محمد ﷺ ناخن دونوں انگلیوں کے چوم کر آنکھوں پر رکھنے بدعت ہیں یا سنت؟ اگر اس کی کوئی اصل ہو تو وہ حدیث یا اثر جس قدر تعداد میں ذہن مبارک میں ہوں بہ قید نام کتاب حدیث باب فصل و صفحہ مرقوم فرما کر ممنون و مشکور فرماؤں، ایک دفعہ کسی صاحب نے اس کے متعلق دو حدیثیں دو کتابوں سے پیش کی تھیں، اگرچہ ضعیف تھیں لیکن کتابیں یاد نہیں رہیں، اللہ جواب سے جلدی سرفرازی عطا فرماویں، والسلام علی من اتبع الهدی، نیز اگر وہ حدیثیں ضعیف ہوں تو ارشاد ہو کہ اُن پر عمل کرنے کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

جواب: مقاصد حسنہ سخاوی میں ان روایات کی تحقیق ہے، ان کا مضمون صرف یہ ہے کہ یہ عمل ہے رد یعنی آشوب چشم کا مگر اب لوگ اس کو دین سمجھ کر کرتے ہیں، تو بدعت ہونا ظاہر ہے اور صحیح نیت پر بھی تشبہ ہے اہل بدعت کے ساتھ، اس لیے ترک لازم ہے۔ (امداد الفتاویٰ: ۲۶۰/۵، کتاب البدعات، سوال: ۲۴۵)

تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: فتاویٰ رحیمیہ کامل: ۵۰۴/۱-۵۱۱، سنت و بدعت کا بیان۔ سوال: (۸۰-۸۱) مطبوعہ: مکتبۃ الاحسان دیوبند۔

آنحضرت ﷺ کے نام مبارک پر انگوٹھے

چومنے کی روایات صحیح ہیں یا نہیں؟

سوال: (۸۴۷) آنحضرت ﷺ کے نام مبارک سننے پر اذان میں ہو یا غیر اذان میں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھنا سنت ہے یا بدعت؟ اور جو روایات اس بارے میں آئی ہیں صحیح ہیں یا نہ؟ (۱۳۳۳ھ/۶۷۹)

الجواب: جو روایات اس بارے میں منقول ہیں، ان کے بارے میں علمائے محدثین کا یہ قول ہے کہ وہ صحیح نہیں ہیں، اس لیے فعل مذکور سنت نہ ہوگا اور اصرار و مداومت اس پر جائز نہ ہوگی کہ سنت ہونے کا شبہ نہ ہو جائے، شامی میں بعد نقل روایات مذکورہ جراحی سے نقل کیا ہے: و ذکر ذلك الجراحی و أطال . ثم قال: و لم يصح في المرفوع من كل هذا شيء إلخ (۱) فقط واللہ اعلم

آنحضرت ﷺ کا نام سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر رکھنا

سوال: (۸۴۸) تقبیل الالبہامین عند الشہادتین سنت ہے یا بدعت؟ اگر کسی حدیث سے ثابت ہے تحریر فرمائیں۔ (۱۳۳۷ھ/۷۸۰)

الجواب: اس عمل کی کچھ اصل صحیح ثابت نہیں ہے، اس لیے حضرات اکابر رحمہم اللہ نے اس کو پسند نہیں فرمایا، اور اذان کی اجابت اور دعا بعد الاذان کے بارے میں جو الفاظ و ادعیہ احادیث صحیحہ میں وارد ہوئی ہیں، اور صحابہ و تابعین و ائمہ دین و جمہور سلف و خلف رحمہم اللہ کا جس پر تعامل چلا آیا ہے اسی کو اختیار کیا ہے، رد المحتار معروف بہ شامی میں اس کو نقل کرنے کے بعد جراحی سے یہ نقل کیا ہے: و ذکر ذلك الجراحی و أطال ثم قال: و لم يصح في المرفوع من كل هذا شيء إلخ (۲) فقط

سوال: (۸۴۹) جس وقت نام آنحضرت ﷺ کا سنے انگوٹھا چوم کر آنکھوں پر رکھنا مباح

(۱) الشامی: ۲/۶۳، کتاب الصلوة، باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد
(۲) رد المحتار علی الدر المختار شرح تنویر الأبصار لابن عابدین الشامی: ۲/۶۳-۶۴، کتاب الصلوة، باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد .

ہے یا بدعت؟ (۱۳۳۹/۱۲۳۲ھ)

الجواب: محققین نے کہا ہے کہ یہ ثابت نہیں ہے۔ فالترك أحوط. فقط واللہ تعالیٰ اعلم
سوال: (۸۵۰) آنحضرت ﷺ کا اسم مبارک سن کر تقبیل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ایک
مولوی کہتا ہے: صریح منع ہے، دوسرا کہتا ہے: بوسہ نہ لینے والا کافر اور مشرک ہے۔ (۱۳۳۹/۲۰۶۳ھ)
الجواب: اسم مبارک آنحضرت ﷺ کا سن کر تقبیل کرنا کسی اثر اور روایت سے ثابت نہیں
ہے، اور صحابہ رضی اللہ عنہم بھی ایسا نہ کرتے تھے، اور ائمہ مجتہدین سے منقول نہیں ہے، لہذا اتباع
سنت کا یہی طریق ہے کہ اس کو ترک کیا جاوے، لیکن کرنے والے کو کافر و مشرک نہ کہا جاوے، اسی
طرح تارک اس فعل کا جو کہ تبع سنت ہے اس کو کافر و مشرک کہنا جہالت قائل کی ہے۔ فقط واللہ اعلم

انگوٹھے چومنے کی حدیث ثابت ہے یا نہیں؟

سوال: (۸۵۱) سنا ہے کہ انگوٹھے چومنے کی حدیث شامی میں ہے یہ حدیث کیسی ہے؟

(۱۵۱۲/۳۳-۱۳۳۳ھ)

الجواب: شامی میں کنز العباد سے اس مضمون کی یعنی تقبیل ابہامین کی حدیث نقل کی ہے، لیکن
آخر میں یہ کہا ہے نقلاً عن الجراحى: ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيء (۱) یعنی
مرفوع حدیث سے یہ ثابت نہیں ہے، حاصل یہ ہوا کہ اس کو سنت نہ سمجھنا چاہیے اور اصرار اس پر نہ کرنا
چاہیے اور اصرار غیر سنت پر اچھا نہیں ہے، مگر اس حالت اصرار میں ترک اس کا لازم ہے تاکہ عوام
وجوب اور سنیت کا اعتقاد نہ رکھیں، خصوصاً اس زمانے میں کہ بعض عوام کو اس میں زیادہ غلو ہے اور
تارک کو ملامت و طعن کرتے ہیں ایسی حالت میں فقہاء نے امر مستحب کے بھی ترک کو ضروری قرار
دیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اذان اور اقامت کے وقت جب آنحضرت ﷺ کا نام سنے تو انگوٹھے چومنا

سوال: (۸۵۲)..... (الف) روزانہ نماز صبح کے بعد خصوصاً اکثر مساجد میں مصافحہ کیا کرتے

(۱) الشامی: ۶۳-۶۲/۲، کتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة.

ہیں یہ حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟

(ب) کیا حدیث شریف میں یہ بھی ذکر ہے کہ اذان یا اقامت میں نام آنحضرت ﷺ پر بوسہ لیا کریں؟ (۱۸۳۶/۱۳۳۸ھ)

الجواب: (الف-ب) یہ دونوں باتیں یعنی تخصیص مصافحہ بعد صلاۃ الفجر اور تقبیل ابہامین فی الاقامة حدیث سے ثابت نہیں ہے، بلکہ شامی نے نقل کیا ہے کہ اذان میں بھی تقبیل ابہامین عند الشہادتین حدیث مرفوع سے ثابت نہیں ہے، بہر حال مصافحہ بعد صلاۃ الفجر بدعت ہے، اور اسی طرح تقبیل ابہامین فی الاقامة بہ اتفاق منیٰ ہے۔ قال فی الشامی ناقلاً عن تبیین المحارم عن الملتقط: أنه تکره المصافحة بعد أداء الصلاة بكل حال ، لأن الصحابة رضي الله تعالى عنهم ما صافحوا بعد أداء الصلاة ، ولأنها من سنن الروافض اهـ . ثم نقل عن ابن حجر من الشافعية: أنها بدعة مكروهة ، لا أصل لها في الشرع إلخ (۱) (جلد خامس) وفي باب الأذان منه: و ذكر ذلك الجراحي و أطال، ثم قال: ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيء — إلى أن قال — إن هذا مختص بالأذان و أما في الإقامة فلم يوجد بعد الاستقصاء التام والتبّع إلخ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اصحاب کہف کی نیاز دینا

سوال: (۸۵۳) نیاز اصحاب کہف قیود کے ساتھ مثلاً کھانے کی تخصیص، آدمیوں کی تعداد مقررہ، کھانے کی اشیاء کے اوزان مقررہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۵۹۲/۳۳-۱۳۳۳ھ)

الجواب: نیاز اصحاب کہف طریق مخصوص، اوزان مخصوص، اشخاص معدود وغیرہ کے ساتھ بدعت ہے، اس قید اور اس التزام کی شریعت میں کچھ اصل نہیں، اور یہی اصل بدعات کی ہے، طریق جائز و مباح یہ ہے کہ بلا قید کسی تاریخ اور کسی چیز اور کسی وزن اور کسی مقدار مردمان وغیرہ کے جب چاہیں جو چاہیں کھانا پکوا کر گوشت روٹی یا پلاؤ پکوا کر فقراء و یتامی و بیوگان کو کھلادیا جائے یا تقسیم

(۱) الشامی: ۴۶۵/۹، کتاب الحظر والإباحة ، باب الاستبراء وغیرہ .

(۲) رد المحتار: ۶۳/۲، کتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب فی کراهة الجماعة فی المسجد.

کر دیا جائے یا نقد یا کپڑا محتاجوں کو دے دیا جائے، اور ثواب ان اشیاء کا اصحاب کھف کو پہنچا دیا جائے، یہ طریق ہے جو ایصال ثواب اموات کے لیے صحیح و درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نوافل کے بعد اجتماعی دعا کرنا

سوال: (۸۵۴) جماعت سے ہر فرض نماز کے بعد نہایت اختصار کے ساتھ دعا مانگی جانے کے علاوہ سنتیں اور نقلیں پڑھ لینے کے بعد پھر اسی امام کی متابعت اور اقتداء کے ساتھ نہایت طول طویل بہ آواز جہر دعا مانگی جاتی ہے، یہ جائز ہے یا بدعت؟ جب کہ نمازیوں کو اس دعا سے پریشانی ہوتی ہے۔ بینواتو جروا۔ (۱۶۰۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اس طرح اس قسم کی دعا کا کچھ ثبوت نہیں ہے، بہ ہیئت کذا ایہ التزام اس کا بدعت ہے، اور جب کہ نمازیوں کی تشویش وغیرہ کا باعث ہے تو یہ وجہ بھی کراہت کی ہے، لہذا اس التزام کے ساتھ اس فعل دعائے مکرر کو چھوڑ دیا جائے، دعائے اول بعد فرائض پر اکتفاء کیا جائے کہ وہ مسنون و مستحب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قحط سالی اور وبا وغیرہ میں اذان کہنا

سوال: (۸۵۵) زمانہ قحط اور وبا میں اور دیگر حادثات میں اور فن میت کے بعد اذان کہنا کیسا ہے؟ (۱۳۳۵/۲۳۵ھ)

الجواب: ان حوادث میں اذان شارع ﷺ سے اور اقوال و افعال سلف صالحین سے ثابت نہیں ہے لہذا یہ بدعت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جس بستی میں طاعون ہے اس کے گرد سورہ یٰسّ پڑھنا

سوال: (۸۵۶) بہ وجہ مرض طاعون کے اگر کوئی شخص شہر کے گرد اگر سورہ یٰسّ پڑھتا ہوا طواف کرے اور جس جگہ مبین آوے وہاں کھڑا ہو جاوے اور ”یا ناک اللہ اکبر، اللہ اکبر“ سات بائگ دے کر پھر چل پڑے، اس سے طاعون دور ہو جاتا ہے، اس فعل کو سنت اور فرض کہنا کیسا ہے؟ ایک

شخص اس کو بدعت کہتا ہے۔ بینواتو جردا (۱۳۳۵ھ/۲۰۱۴ء)

الجواب: یہ فعل شریعت سے ثابت نہیں ہے، پس فرض و سنت کہنا اس کو غلط ہے، اور بدعت کہنا صحیح ہے، کیونکہ جو امر محدث ہے وہ بدعت ہے، اور جو بدعت ہے وہ ضلال ہے۔ قال علیہ الصّلاة والسلام: من أحدث فی أمرنا هذا ما لیس منه فهو ردّ (۱) وقال علیہ الصّلاة والسلام: کلّ بدعة ضلالة الحدیث (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نکاح کے بعد دلہن کا لوگوں کے پاؤں پر ہاتھ رکھنا

سوال: (۸۵۷) ہمارے پنجاب میں یہ رسم ہے کہ دلہن بعد نکاح کے لوگوں کے پاؤں پر ہاتھ رکھتی ہے، یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵ھ/۲۸۸)

الجواب: یہ رسم خلاف شرع ہے اس کو چھوڑنا چاہیے، پس یہ رسم بدعت اور ناجائز ہے۔ فقط

مسجد کی تعمیر مکمل ہونے پر چندہ کر کے لوگوں کی دعوت کرنا

سوال: (۸۵۸) بنگال میں ایک رسم اقامت مسجد کی جاری ہوگئی ہے، صورت اس کی یہ ہے کہ جب مسجد تیار ہو جاتی ہے تو اپنے گاؤں میں چندہ کرتے ہیں، اور تاریخ معین کر کے دس پندرہ بستی کے لوگوں کی دعوت کرتے ہیں، اور کھانا کھلاتے ہیں، اس کو ایک امر ضروری اور عبادت و کارِ خیر جانتے ہیں، آیا صورت مذکورہ قرونِ ثلاثہ وائمہ مجتہدین سے ثابت ہے یا نہیں؟ اور اس کو ضروری جان کر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵ھ/۶۳۵)

الجواب: یہ تو ظاہر ہے کہ اس طریق خاص سے یہ صورت ثابت نہیں ہے، اور ضروری جاننا اس کا التزام مالا یلزم میں داخل ہو کر بدعت ہو جاوے گا، باقی ایسے افعال کی نہ شرعاً ممانعت ہے نہ حکم ہے، اگر اتفاقاً بہ وجہ اظہار مسرت و اتحاد کے احباب کی دعوت کی جاوے اور ان کو کھانا کھلایا جاوے دراصل اس کی کچھ ممانعت نہیں ہے، اور اس میں کچھ حرج نہیں ہے، لیکن ضروری جاننا اس کا

(۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال (۴۹۱) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال (۷۱۷) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

بے اصل ہے، اور التزام مثل واجبات کے ممنوع ہے، اور ایسے امر غیر ضروری کے لیے لوگوں سے چندہ لینا اور ان پر جبر کرنا حرام ہے، اگر بانی مسجد خود صاحب ثروت ہو اور وہ اپنے مالِ حلال سے دعوتِ لوگوں کی اس خوشی میں کرے تو اس میں وہ حکم ہے جو پہلے لکھا گیا، یعنی بلا التزام درست ہے اور التزام اور ضروری جاننا اس کا بدعت ہے، باقی چندہ لینا لوگوں سے جس میں جبر وغیرہ ہوتا ہے وہ نہ چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نماز سے فارغ ہو کر کعبۃ اللہ کا نقشہ چومنا

سوال: (۸۵۹) ہمارے یہاں چند اشخاص ایسے ہیں کہ نماز سے فارغ ہو کر کعبۃ اللہ کے نقشے کو چومتے ہیں، مسجد میں کعبۃ اللہ کا نقشہ رکھا ہوا ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۷/۲۰۵ھ)

الجواب: نقشہ کا چومنا ثابت نہیں ہے، ایسا نہ کرنا چاہیے، چومنے والوں کو یہ مسئلہ بتلا دینا چاہیے کہ اس کی کچھ اصل شریعت سے نہیں ہے، لہذا ایسا فعل چھوڑ دینا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نمازوں کے بعد بار بار الفاتحہ کہہ کر دعا مانگنا

سوال: (۸۶۰) ہر نماز کی دعا کرنے کے بعد بلند آواز سے الفاتحہ کہنا اور پھر فاتحہ پڑھنا چاہیے یا نہیں؟ فاتحہ کے اوقات مقرر ہیں یا نہیں؟ (۱۳۳۷/۲۶۴۸ھ)

الجواب: نمازوں کے بعد امام و مقتدیان کو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مسنون و مستحب ہے، پھر بار بار الفاتحہ کہہ کر دعا مانگنا، اور نمازیوں کو مقید رکھنا اور جو ایسا نہ کرے اس پر طعن و تشنیع کرنا یہ مکروہ ہے اور برا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نماز کے بعد مخصوص یا معروف طریقہ پر سجدہ کر کے دعا کرنا مکروہ ہے

سوال: (۸۶۱)..... (الف) بعد نماز کوئی شخص دونوں ہاتھ کی ہتھیلی پر سجدہ کر کے دعا اپنی حاجت کی خداوند کریم سے کر سکتا ہے یا نہ؟

(ب) ہر ایک نماز کے بعد ہاتھ کی ہتھیلیاں آسمان کی طرف کرنا اور سجدہ کی حالت میں اللہ

پاک سے اپنی حاجت کے لیے دعا مانگنا یہ امر کتاب و سنت سے ثابت ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۷/۲۳۶۲ھ)

الجواب: (الف) یہ ثابت نہیں ہے، اور شامی میں نقل کیا ہے کہ یہ مکروہ ہے (۱)

(ب) ایسا کرنا آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں ہے، اور شامی میں ہے کہ یہ مکروہ ہے۔ وما يفعل عقب الصلاة فمكروه إلخ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نماز کے بعد شمال کی طرف چہرہ کرنا اور ہاتھ باندھ کر کھڑا رہنا

سوال: (۸۶۲) ایک شخص بعد نماز کے شمال رخ ہاتھ باندھ کر جیسا کہ نماز میں اور آنکھیں بند کر کے کھڑا رہتا ہے اور کہتا ہے کہ میں پیر صاحب کے حضور میں ادب سے کھڑا رہتا ہوں؛ یہ فعل کیسا ہے؟ (۱۳۳۹/۱۸۳۷ھ)

الجواب: یہ فعل خلاف شریعت ہے اور بدعت ہے، سلف سے ایسا ثابت نہیں ہے۔ فقط

مسجد میں عورتوں کا آنا، شور و شغب کرنا اور منبر پر مٹتیں چڑھانا

سوال: (۸۶۳) ایک شہر میں جامع مسجد ہے، اس میں عرصہ چالیس سال سے ایک رسم بدعت جاری ہے، وہ یہ ہے کہ رات کو عورتیں آتی ہیں، سو پچاس تو روزمرہ آتی رہتی ہیں، مگر ستائیسویں شب رمضان المبارک کو کئی ہزار عورتیں شیر خوار بچوں کو لے کر آتی ہیں، اور مسجد میں خوب چیخیں مارتی ہیں، اور خوب کودتی پھرتی ہیں، اور جماعت کے سامنے کو پھرتی ہیں، ایک دو بچہ روزمرہ پیشاب کر جاتا ہے، اور بے حد شور و غل ہوتا ہے، برہنہ پاؤں گھر سے آتی ہیں، اور تمام فرش مسجد کا ناپاک کر جاتی ہیں، مسجد کے دروازہ پر مٹھائی کی دکانیں لگ جاتی ہیں، خوب ریوڑی وغیرہ چڑھاتی ہیں، اور بد معاش لوگ ان کے ساتھ میں آتے ہیں، بعض دفعہ بیہودہ حرکت بھی سننے میں آئی، مسجد میں سنگ مرمر کا منبر ہے اس پر چڑھاوا چڑھاتی ہیں، اور چومتی چاٹتی ہیں، اور اس سے مٹتیں مانگتی ہیں، یہ کیسا کھلا شرک اور منبر پرستی ہے؟ آیا اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۷/۲۵۲۷ھ)

الجواب: یہ افعال جو مسجد میں ہوتے ہیں سخت فبیح اور مذموم ہیں، مساجد کو پاک و صاف رکھنے

(۱) الشامی: ۵۲۲/۲، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، مطلب فی سجدة الشکر.

کا حکم ہے، اور شور و شغب کرنا مساجد میں ممنوع و حرام ہے، بچوں کو مساجد میں لانے کی ممانعت حدیث میں وارد ہے، درمختار میں ہے: و یحرم إدخال صبيان و مجانين إلخ. شامی میں ہے: قوله: (و یحرم إلخ) لما أخرجه المنذري مرفوعاً جنبوا مساجدکم صبيانکم و مجانينکم و بیعکم و شراءکم، و رفع أصواتکم (الحديث) (۱)

و عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم ببناء المساجد في الدور، و أن تنظف و تطيب، رواه أبو داود و الترمذي و ابن ماجه (۲) ان احاديث اور روایات سے مسجدوں کے پاک و صاف رکھنے کا حکم اور لڑکوں اور دیوانوں کو مسجد سے علیحدہ رکھنے کا حکم اور مسجدوں میں شور و شغب کرنے کی ممانعت و حرمت ثابت ہوئی، پس جو صورت سوال میں درج ہے کہ عورتوں کا مسجد میں بہ طریق مذکور جمع ہونا اور شور و شغب کرنا اور مسجد کو ملوث کرنا وغیرہ یہ جملہ امور حرام اور منکر ہیں، متولیان و ممبران مسجد کو ضروری ہے کہ ان افعال کو روکیں اور بالکلہ اسناد اس فعل شنیع و منکر کا کریں، ورنہ اگر باوجود قدرت کے وہ اس میں کوتاہی کریں گے تو وہ بھی ماخوذ ہوں گے، کیوں کہ أمر بالمعروف اور نہی عن المنکر جملہ مسلمانوں پر حسب استطاعت فرض ہے، حدیث شریف میں ہے: من رأى منكم منكراً فليغيره بيده، فإن لم يستطع فليسلمه، فإن لم يستطع فليقلبه، و ذلك أضعف الإيمان (۳) رواه مسلم یعنی جو شخص تم میں سے کسی امر منکر غیر مشروع کو دیکھے تو چاہیے کہ وہ اپنے ہاتھ سے اس کو بدلے اور روکے،

(۱) الدر المختار و رد المحتار: ۳۷۱/۲، کتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلوة و ما يكره فيها، مطلب في أحكام المسجد.

(۲) سنن أبي داود: ۶۶/۱، کتاب الصلوة، باب اتخاذ المساجد في الدور.

و جامع الترمذي: ۱۳۰/۱، أبواب ما يتعلق بالصلوة، باب ما ذكر في تطيب المساجد.

وسنن ابن ماجه، ص: ۵۵، أبواب المساجد والجماعات، باب تطهير المساجد و

تطيبها.

(۳) عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من رأى منكم منكراً فليغيره بيده. (الصحيح لمسلم: ۵۱/۱، کتاب الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان)

پھر اگر یہ نہ ہو سکے تو زبان سے روکے، پھر اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو دل سے اس کو برا جانے، اور یہ ضعیف تر مرتبہ ایمان کا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

چند بدعات جو عورتوں میں زیادہ رائج ہیں

سوال: (۸۶۴) کیا جمعہ والے دن غریب چھوٹے بچوں کو پیسہ بانٹنے جائز ہیں؟ گیارہویں دن عصر کے بعد مغرب تک روزہ رکھنا، مولا مشکل کشا کا نیاز اور ہر ایک چاند کے پہلے جمعہ کو روزہ رکھنا، اور اسی طرح کی چیزیں جو عورتوں میں آج کل مروج ہیں جائز ہیں یا نہیں؟ منگل کے دن حجامت نہ کرانی اور بازو پر روپیہ باندھنا، عورتوں کے لیے جمعہ کے دن کپڑا نہ دھونا، اور بدھ کو سفر نہ کرنا، منگل کے دن سر نہ دھونا، قبروں پر چڑھاوا چڑھانا، اور مرے ہوئے پیروں کو مرشد بنانا، قبور پر جا کر دعائیں مانگنا کہ بچہ پیدا ہو یا اور کوئی مراد مانگنی جائز ہے یا نہیں؟ (۱۵۱۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: بچوں کی تخصیص کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے، محتاج اور غریبوں کو صدقہ کرنا بہتر ہے جو کچھ صدقہ خیرات کیا جاوے، یہ دیکھ لیا جاوے کہ زیادہ محتاج کون ہے اس کو دینا افضل ہے، اور بیوہ عورتوں اور یتیموں اور مسکینوں کو دیوے، اور گیارہویں دن عصر سے مغرب تک کا روزہ اور منگل کے دن حجامت نہ کرانا اور بازو پر روپیہ باندھنا اور جمعہ کے دن کپڑے نہ دھونا اور بدھ کے دن سفر نہ کرنا اور منگل کے دن سر نہ دھونا اور قبروں پر چڑھاوا چڑھانا اور اہل قبور سے اولاد مانگنا وغیرہ یہ جملہ رسوم اور اس قسم کی تمام رسوم جاہلوں کی رسمیں ہیں اور بے اصل اور خلاف شرع ہیں، ان کو ترک کرنا چاہیے، اور جمعہ کے دن روزہ رکھنا درست ہے، لیکن یہ تخصیص کہ ہر ایک چاند کے پہلے جمعہ کو خاص کرنا روزہ کے لیے اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے، غرض یہ کہ مسلمانوں کو حکم شریعت کے موافق کام کرنا چاہیے، اس قسم کی بدعات میں مشغول ہونا نہ چاہیے، ورنہ نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سات سال تک میٹھی روٹیوں پر تَبَارَكَ الَّذِي پڑھوانا

سوال: (۸۶۵) سات سال تک میٹھی روٹیوں پر تَبَارَكَ الَّذِي اس غرض سے پڑھوانا کہ میت

کی قبر میں قیامت تک روشنی رہے گی کہاں تک صحیح ہے؟ (۱۵۱۸/۱۳۳۸ھ)
الجواب: بالکل بے اصل اور بدعت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بارات کی روانگی سے ایک دن پہلے نیاز و میلاد کرنا اور بکرا کھانا

سوال: (۸۶۶) منگل کے روز بارات جاوے گی اس سے ایک روز پہلے نیاز کرنا اور میلاد کرنا اور بکرا کھانا کیسا ہے؟ (۱۵۳۰/۱۳۳۱ھ)

الجواب: یہ رسمیں خلاف شرع ہیں اور ناجائز ہیں ان کو چھوڑنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دولہا کے گلے میں گجراڈالنا

سوال: (۸۶۷) بہ وقت نکاح دولہا کے گلے میں پھولوں کا گجراڈالنے ہیں، یہ کیسا ہے؟
(۱۸۶۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: یہ بدعت ہے، اس کو ترک کیا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نکاح کے بعد دولہا کا اہل مجلس سے سلام و مصافحہ کرنا

سوال: (۸۶۸) نکاح کے بعد دولہا اہل مجلس سے سلام و مصافحہ کرتے ہیں، اور اس کو ضروری سمجھتے ہیں، یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۵۱/۱۳۳۹ھ)

الجواب: یہ فعل ضروری نہیں ہے، اور ضروری سمجھنا اس وقت خاص میں بدعت ہے۔ فقط

نکاح کے وقت کلمہ پڑھانا کیسا ہے؟

سوال: (۸۶۹) نکاح میں کلمہ کا پڑھانا کیسا ہے؟ ایک عالم اس کو بدعت فرماتے ہیں؟
(۶۵۶/۱۳۴۰ھ)

الجواب: نکاح کے وقت کلمہ کا پڑھانا جیسا کہ بعض جگہ مروج ہے ضروری نہیں ہے، اس لیے اس وقت میں ضروری سمجھ کر کرنا بے شک بدعت ہے، پس اس کو ترک کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۳ رمضان کی شب میں سورہ عنکبوت اور روم

پڑھنے اور سننے کی من گھڑت فضیلت

سوال: (۸۷۰) بعض ملکوں میں رمضان شریف کی ۲۳/شب کو بعد ترواح کے امام محلہ لوگوں کو سورہ عنکبوت اور سورہ روم سناتے ہیں، یہ طریقہ جائز ہے یا نہیں؟ اور ان سورتوں کے پڑھنے اور سننے والوں پر جنتی ہونے کا حکم لگانا جائز ہے یا نہ؟ (۱۳۳۰/۲۳۵۵ھ)

الجواب: اس طریقہ مخصوصہ اور ثواب مذکور مخصوص کا کچھ ثبوت احادیث صحیحہ سے نہیں ہے، عام فضیلت قرآن شریف کی تلاوت اور سماعت کی جو کچھ ہے وہ سب کو معلوم ہے، مگر یہ خاص فضیلت و بشارت وارد نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کنکریوں پر قرآن کی سورتیں پڑھ کر قبر میں رکھنا کیسا ہے؟

سوال: (۸۷۱) میت کو قبر میں رکھتے وقت سب لوگ قبر کی مٹی سے کنکری لے کر اس پر قرآن شریف کی سورتیں پڑھ کر کنکریوں کو جمع کر کے میت کے پاس رکھتے ہیں، ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۱/۳۷۵ھ)

الجواب: ایسا کرنا مکروہ اور ممنوع ہے، ثابت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

وعظ کے لیے جو مکان مقرر کیا گیا ہے اس کا نام ”نبی خانہ“ رکھنا

سوال: (۸۷۲) کسی قصبہ میں وہاں کے مسلمان کوئی مکان ایسا مقرر کریں جہاں عام مسلمانوں کی اصلاح حالت کی غرض سے خصوصاً ماہ ربیع الاول میں ۱۲/یوم تک بیان میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں اور ربیع الثانی میں ۱۱/یوم تک بیان حالات سید عبدالقادر جیلانیؒ کے سلسلہ میں اور ماہ رجب کی ۲۷/تاریخ جشن معراج النبی کے سلسلہ میں اور ماہ محرم میں ۱۰/یوم تک بیان واقعات شہادت امامین کے سلسلہ میں وعظ اور پند و نصائح اور متفرق ایام غیر مخصوصہ میں مجالس وعظ و نصیحت

وغیرہ اور تردید رسوم مروجہ کے لیے مقرر ہو، ایسے مکان کو نبی خانہ کے نام سے موسوم کرنا کیسا ہے؟

(۱۳۳۱/۲۹۳ھ)

الجواب: اس قسم کی تخصیصات شریعت میں نہیں ہیں، بہتر ان سب رسوم کا ترک کرنا ہے، اور ایسی جگہ کا نام جس میں رسوم محدثہ کی تردید اور احکام شریعت کی تبلیغ اور اتباع سنت کی تاکید اور وعظ اور پند ہو، ”دارالوعظ یا مکان الوعظ“ وغیرہ رکھ دیا جاوے تو مضائقہ نہیں ہے، اگرچہ اس کی ضرورت نہیں ہے، اور نبی خانہ نام رکھنا اچھا نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اٹھتے بیٹھتے ”یا محبوب سبحانی یا حسین“ کہنا کیسا ہے؟

سوال: (۸۷۳) اٹھتے بیٹھتے یا محبوب سبحانی! یا حسین! کہنا کیسا ہے؟ (۱۳۳۱/۵۶۶ھ)

الجواب: یہ سب حرام اور ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

وباء کی بیماری میں دال چاول پکا کر لوگوں کو کھلانا اور پکاتے وقت

بہ آواز بلند لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ پڑھنا

سوال: (۸۷۴) جب وبا کی بیماری ہوتی ہے تب کچھ لوگ جمع ہو کر چاول دال لوگوں کو کھلاتے ہیں اور کھانا پکانے اور تارنے کے وقت اس طرح ذکر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کا کرتے ہیں کہ دوسرے گاؤں کے لوگ سنتے ہیں، ایسا ذکر کرنا حرام ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۳/۱۰۹۷ھ)

الجواب: اس کا التزام اس خصوصیت کے ساتھ بدعت ہے، شریعت میں ثابت نہیں ہے، لہذا اس رسم کو ترک کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شام کو چراغ جلا کر قبلہ رخ ہو کر فاتحہ، درود، کلمہ یا کوئی اور

وظیفہ پڑھنا نیز میلاد کے برتنوں پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا

سوال: (۸۷۵) ہمیشہ شام کو چراغ جلا کر قبلہ رخ ہو کر فاتحہ یا درود یا کلمہ یا اور کچھ پڑھنا یا پلاؤ

وغیرہ کے برتنوں پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۵۶۶/۱۳۴۱ھ)

الجواب: یہ بدعت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کھانا سامنے رکھ کر قرآن شریف کی سورتیں پڑھنا کیسا ہے؟

سوال: (۸۷۶) اس زمانہ میں جس ہیئت اور ترکیب سے کھانا سامنے رکھ کر اور اس کے آگے ہاتھ دعا کے طور پر رکھ کر بخور (لوبان) جلا کر سورۃ فاتحہ و درود پڑھتے ہیں، بلکہ اس سے بھی زیادہ اس کا اہتمام کرتے ہیں اور تارک کو لعن طعن کرتے ہیں، اگر بہ فرض محال یہ فعل مباح بھی ہو تو آج کل اس کا ترک کرنا اولیٰ معلوم ہوتا ہے، موافق اس حدیث کے: عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال: لا يجعل أحدکم للشیطان شیئاً من صلاتہ یری أن حقاً علیہ أن لا ینصرف إلا عن یمینہ، لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم كثيراً ینصرف عن یسارہ، متفق علیہ (۱) بیہق تو جروا (۸۸۵/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اس میں شک نہیں ہے کہ فاتحہ مروجہ جس طریق اور کیفیت سے مروج ہے، ایصال ثواب الی الاموات کو اس پر موقوف سمجھ رکھا ہے یہ بدعت اور ناجائز ہے، احکام مطلقہ کی تنقید اپنی طرف سے کرنا یہ بھی بدعت ہے۔ قال علیہ الصلاۃ والسلام من أحدث فی أمرنا هذا ما لیس منہ فهو ردّ (۲) اور امر مباح کا ایسا التزام کرنا بھی کہ وہ بہ منزلہ واجب کے سمجھا جائے ممنوع ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے مفہوم ہے، پس امر محدث و بدعت کا التزام کیسے ممنوع و ناجائز نہ ہوگا؟!

سوال: (۸۷۷) کھانا آگے رکھ کر قرآن شریف کی سورتیں پڑھنا کیسا ہے؟ بدعت حسنہ

یا سید؟ (۳۳-۳۴/۱۳۳۴ھ)

(۱) مشکاة المصابیح، ص: ۸۷، کتاب الصلاۃ، باب الدعاء فی التشہد، الفصل الأول .
وصحیح البخاری: ۱/۱۱۸، کتاب الأذان، باب: الانفتال والانصرام عن الیمین والشمال .
والصّحیح لمسلم: ۱/۲۴۷، کتاب صلاۃ المسافرين وقصرها، باب جواز الانصراف من الصلاۃ عن الیمین والشمال .

(۲) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال (۴۹۱) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

الجواب: بدعت سیئہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا کھانے پر فاتحہ دینا حدیث سے ثابت ہے؟

سوال: (۸۷۸) زید کہتا ہے کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کے پاس حلو الا یا کہ اس پر میرے باپ کی فاتحہ دے دو، چنانچہ آں جناب نے فاتحہ دیدی یہ صحیح ہے یا غلط؟ (۱۲۹۵/۱۳۳۱ھ)

الجواب: کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مروجہ طریقہ سے حلو اور مٹھائی پر تلاوت آیات اور فاتحہ دیا ہو، کیوں کہ اگر ایسا ہوتا تو فقہاء حنفیہ ان اعمال کو مکروہ نہ کہتے، حالانکہ تصریح بالکراہت کر چکے ہیں، كما في الشامي: والحاصل أن اتخاذ الطعام عند قراءة القرآن لأجل الأكل يكره (۱) (۹۴۰/۱) پس زید کا قول موضوع ہے۔ ومن ادعى فعله البيان.

کھانے پر فاتحہ دینا بدعت ہے

سوال: (۸۷۹) فاتحہ دینا کھانے وغیرہ پر جائز ہے یا نہیں؟ (۲۰۷۵-۳۲/۱۳۳۳ھ)

الجواب: فاتحہ مروجہ زمانہ ہذا بدعت ہے، کیونکہ اس کی کوئی اصل آنحضرت ﷺ اور صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں نہیں تھی، اور یہ تنقید ہے اطلاق شارع ﷺ کی، لہذا یہ بدعت ہے۔ وقال عليه الصلاة والسلام: كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة في النار (۲)

دعا کی درخواست پر امام کا تین مرتبہ دعا کرنا

سوال: (۸۸۰) اس علاقہ میں اور بعض دیگر جگہوں میں امام مسجد بعد نماز دعائے مسنونہ کسی

(۱) الشامي: ۱۳۹/۳، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت.

(۲) عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في خطبته: يحمد الله ويشني عليه بما هو أهله ثم يقول: من يهدده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له، وشر الأمور محدثاتها وكل محدثة بدعة الحديث. (سنن النسائي: ۱/۱۷۹، كتاب صلاة العيدين، كيف الخطبة؟)

مقتدی کے استدعاء پر جسے کچھ حاجت یا مصیبت پیش ہوتی ہے دعائے خیر بہ شمولیت باقی مقتدیان دعا کرتا ہے، ازاں بعد بدون کسی ضرورت یا استدعاء کے محض تین عدد پورا کرنے کی خاطر تیسری دفعہ دعا کے واسطے ہاتھ اٹھانے کے وقت ثالث بالخیر کا لفظ بھی کہتا ہے، اور کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو وتر پسند ہے، اس لیے ایسا کرتا ہوں، یہ کہنا امام کا صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۱۰۸/۱۳۴۳ھ)

الجواب: یہ طریق تین بار دعا کا شریعت میں اس التزام خاص کے ساتھ ثابت نہیں ہے اور یہ التزام مالا یلزم ہے جو کہ بدعت ہے، اور اس میں جو خرابیاں ہیں وہ کتب مبسوط و رسائل مصنفہ میں مذکور ہیں (۱) لہذا اس طریق کو چھوڑ دینا چاہیے، اور موافق طریق سنت بعد صلوات خمسہ کے امام و مقتدیان مجتمعا ایک دفعہ جس قدر دیر تک چاہیں دعا مانگیں مگر اس بار بار کی دعا کے التزام میں اور اس کی پابندی تجاوز عن الحدود اور ارتکاب محظورات شرعیہ ہے جو کہ جائز نہیں ہے، اور وتر ایک میں بھی حاصل ہے، کما ورد: **إِنَّ اللَّهَ وَتَرْحِبُ الْوَتْرَ** (۲) لہذا اس سے تین دفعہ کی دعا پر استدلال صحیح نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رمضان کی چاند رات جمعرات اور ستائیسویں

شب میں سات مرتبہ اذان کہنا

سوال: (۸۸۱) ماہ رمضان میں چاند رات و جمعرات و ستائیسویں شب کو سات اذانیں ایک زمانہ سے دیتے آئے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۱۳۴۳ھ)

الجواب: یہ جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) قال الطَّبِيُّ: مَنْ أَصْرَ عَلَى أَمْرٍ مَنُذُوبٍ وَجَعَلَهُ عَزْمًا وَلَمْ يَعْمَلْ بِالرَّخْصَةِ فَقَدْ أَصَابَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْإِضْلَالِ، فَكَيْفَ مَنْ أَصْرَ عَلَى بَدْعَةٍ أَوْ مَنَكْرٍ؟! (مرقاۃ المفاتیح: ۲۶/۳، کتاب الصَّلَاةِ، باب: الدَّعَاءُ فِي التَّشَهُّدِ)

(۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهُ وَتَرٌ، يَحِبُّ الْوَتْرَ. (الصَّحِيحُ لِمُسْلِمٍ: ۳۴۲/۲، کتاب الذِّكْرِ وَالدَّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ، باب فِي أَسْمَاءِ اللَّهِ تَعَالَى وَفَضْلِ مَنْ أَحْصَاهَا)

تراویح میں ختم قرآن پر مساجد میں روشنی کرنا

سوال: (۸۸۲) ختم قرآن شریف تراویح میں بعض جگہ مساجد میں روشنی کی جاتی ہے، اور اس کا بہت ہی اہتمام کیا جاتا ہے، آیا یہ درست ہے یا نہیں؟ (۱۱/۱۳۳۵ھ)

الجواب: شرعاً اس کی اجازت نہیں ہے، یہ اسراف ہے، نص قطعی سے حرام ہے، قال تعالیٰ: ﴿وَلَا تُسْرِفُوا﴾ (سورۃ أنعام، آیت: ۱۴۱، سورۃ أعراف، آیت: ۱۵۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نماز کے بعد مصلیٰ کا ایک گوشہ موڑ دینا بے اصل ہے

سوال: (۸۸۳) اکثر صاحبان مصلے کا ایک گوشہ موڑ دیتے ہیں، اس کی کیا اصلیت ہے؟ (۱۳۵۰/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: یہ بے اصل اور لغو ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عشاء کی نماز سے پہلے تمام انبیاء پر سلام و درود بھیجنا

سوال: (۸۸۴) شہر اکولہ میں رواج ہے کہ عشاء کی نماز سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت ﷺ تک تمام پیغمبروں کے نام بلند آواز سے لیتے ہیں (اس طرح) الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا آدَمُ صَفِي اللَّهِ إلخ (۲۱۱۳/۱۳۴۵ھ)

الجواب: یہ ثابت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

پہلے بچہ کی پیدائش پر چالیس دن کے اندر

اناج وغیرہ بھیجنے کو ضروری قرار دینا

سوال: (۸۸۵) خلاصہ یہ ہے کہ ہماری برادری میں یہ دستور ہے کہ جب کسی کے پہلا بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے میکے میں خبر کی جاتی ہے، وہاں سے چالیس یوم کے اندر کچھ اناج اور گھی،

مٹھائی، میوہ، کپڑے، زیور بچہ کے لیے بھیجا جاتا ہے، اگر نہ بھیجیں تو تمام برادری اس کو طعن و تشنیع کرتی ہے، ان رسوم کا کیا حکم ہے؟ (۱۱۷۱/۳۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: شریعت میں سلوک کرنا اور اپنی لڑکی کو یا دیگر اقرباء کو ہدیہ بھیجنا اور کچھ ہبہ کرنا اشیائے خوردنی یا کپڑوں وغیرہ کا ممنوع نہیں ہے، لیکن ان رسوم اور پابندیوں کو اٹھادینا چاہیے کہ اگر کوئی نہ دے تو اس کو طعن و تشنیع نہ کیا جائے وغیرہ، اور التزام خاص اوقات کا بھی نہ کیا جائے۔ فقط واللہ اعلم

چند گمراہ کن اشعار

سوال: (۸۸۶) جو شخص مندرجہ ذیل اشعار کا قائل ہو اور اس کا معتقد ہو وہ حنفی المذہب اور مسلمان ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بہ طور نمونہ کچھ لکھے جاتے ہیں:

عقائد میں نہیں نقصان آتا ہے کبھی واللہ ﷻ اگر یا غوث الاعظم کا جو ہم تکرار کرتے ہیں
نہیں میلاد احمد کا مخالف بس سوا ان کے ﷻ رشیدی دیوبندی تھانوی انکار کرتے ہیں
شب جمعہ کو روحیں آتی ہیں اپنے مکانون میں ﷻ مگر انکار اس سے بھی یہی فجار کرتے ہیں
دیا معراج میں کندھا جناب غوث کی روح نے ﷻ کتابوں میں دکھائیں گے تجھے ہوشیار کرتے ہیں
(۱۴۱۳/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: قائل اور معتقد ان اشعار کے مضمون کا بدعتی ہے، حنفیہ کی تعلیم اور فقہ کے خلاف ہے، پس وہ شخص اگر چہ اپنے آپ کو حنفی کہے مگر صحیح طور سے حنفی نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم



معتبر اور غیر معتبر کتابوں کا بیان

تفسیر فتح العزیز اور فتاویٰ عزیزیہ معتبر اور مستند ہیں یا نہیں؟

سوال: (۸۸۷) شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کی تفسیر عزیزی اور فتاویٰ عزیزیہ کے متعلق زید کہتا ہے کہ ان میں بعض مسائل خلاف شریعت ہیں یہ صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۳ھ/۵۵۵)

الجواب: حضرت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ کے علم و فضل و تقویٰ میں کسی کو کلام کی گنجائش نہیں، لہذا جن چیزوں کا ثبوت ان تک پہنچ جائے وہ ویسے ہی قابل عمل ہیں جیسا کہ اور علمائے امت کے اقوال، باقی فتاویٰ عزیزیہ کے متعلق چونکہ اب تک یہی شبہ ہے کہ ان کا ہے بھی یا نہیں، اس لیے اس پر کلیۃً یہ حکم بھی نہیں لگایا جاسکتا ہے کہ وہ سب صحیح اور قابل عمل ہے، خلاصہ یہ کہ فتاویٰ مذکور مستند نہیں ہے، البتہ تفسیر فتح العزیز معتبر کتابوں میں سے ہے اور حضرت شاہ صاحبؒ کی تصنیف ہے اور صحیح ہے۔ فقط

فتاویٰ عزیزی اور ضیاء القلوب معتبر ہیں یا نہیں؟

سوال: (۸۸۸) مجموعہ فتاویٰ شاہ عبدالعزیز صاحب معتبر و قابل عمل ہیں یا نہیں؟ اور ضیاء القلوب مصنفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب معتبر و قابل عمل ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۳ھ/۳۳-۱۴۶۰)

الجواب: حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ دہلوی اور حضرت مولانا شاہ حاجی محمد امداد اللہ صاحب فاروقی چشتی علمائے کبار و اولیائے کرام میں سے ہیں، باقی ان حضرات کی کتابوں کا حال یہ ہے کہ مجموعہ فتاویٰ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کو بندہ نے نہیں دیکھا، پس جو مسائل اس میں موافق کتب فقہ حنفیہ کے ہوں ان کو معمول بہا بنانا چاہیے، اور اگر کوئی مسئلہ اس میں

خلاف کتب فقہ حنفیہ کے ہو تو اس پر عمل نہ کرنا چاہیے، کیونکہ ممکن ہے کہ کسی نے بعد شاہ صاحب کے کوئی مسئلہ اس میں الحاق کر دیا ہو، اسی طرح ضیاء القلوب حضرت حاجی صاحب کی جو کہ سلوک طریقت میں ہے، اس کو کسی شیخ کامل خلیفہ حضرت حاجی صاحب سے سمجھنا اور پڑھنا چاہیے، ممکن ہے کہ اس میں کوئی بات ایسی ہو جو کہ عوام کے سمجھنے اور عمل کرنے کی نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

’ضیاء القلوب‘ کی روایت صحیح نہیں

سوال: (۸۸۹) ’ضیاء القلوب‘ مصنفہ شیخ عبدالحق دہلوی میں لکھا ہے: جو کوئی اتوار کے دن کپڑا قطع کرے اس کو کوئی نہ کوئی غم ہو، اور جو پیر کے دن قطع کرے اس کو مبارک ہوا بخ؛ یہ صحیح ہے؟ اور اس پر عمل کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۱۷۱۸/۱۳۳۷ھ)

الجواب: سب دن اللہ کے ہیں، اور سب مبارک ہیں، اور سب میں برکت ہے، اس قسم کے توہمات ناجائز ہیں، ترک کرنا چاہیے، اور روایت مذکورہ صحیح نہیں ہے ایسا عقیدہ صحیح نہیں ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تمام تصانیف معتبر ہیں یا نہیں؟

سوال: (۸۹۰) شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی جملہ تصانیف معتبر ہیں یا نہیں؟ ان سے کہاں کہاں لغزش ہوئی؟ (۱۰۵۴/۱۳۳۵ھ)

الجواب: قال في الدر المختار: ويأبى الله العصمة لكتاب غير كتابه إلخ وفي رد المحتار عن الشافعي: إنه قال: إنني صنفْتُ هذه الكتب فلم آل فيها الصواب، ولا بد أن يوجد فيها ما يخالف كتاب الله تعالى وسنة رسوله صلى الله عليه وسلم. قال الله تعالى: ﴿وَلَوْ كَانُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا﴾ (النساء: ۸۲)..... قال المزي: قرأت كتاب ”الرسالة“ على الشافعي ثمانين مرة، فما من مرة إلا وكان يقف على خطأ فقال الشافعي: هيه، أباي الله أن يكون كتابًا صحيحًا غير كتابه انتهى (۱) پس اکابر سلف کی ان نقول سے آپ کے سوال کا جواب ظاہر ہو گیا، باقی یہ کہ شیخ عبدالحق کی یا اور کسی کی کتاب میں

(۱) ترجمہ: صاحب در مختار نے فرمایا: اور حق تعالیٰ ہر کتاب کی عصمت (یعنی خطاؤں سے محفوظ ہونے) کو کمر وہ رکھتا ہے سوائے اپنی کتاب کے الخ (غایۃ الاوطار) اور رد المحتار میں امام شافعی علیہ الرحمہ سے ==

لغزشوں اور خطاء کی تعیین نہیں کی جاسکتی، جو مسئلہ کسی کتاب کا پیش ہوگا اس کی تحقیق کرنے پر خطا و صواب کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔ و نعم ما قال في الدر المختار: والمصنف من اغتفر قليل خطأ المرء في كثير صوابه (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شاہ عبدالقادر، شاہ رفیع الدین اور مولانا اشرف

علی تھانوی کے ترجمے معتبر اور صحیح ہیں

سوال: (۸۹۱) مولانا شاہ عبدالقادر و مولانا شاہ رفیع الدین رحمہما اللہ محدثان دہلوی اور مولانا اشرف علی تھانوی نے جو قرآن مجید کا ترجمہ کیا ہے وہ غلط ہے یا صحیح؟ (۴۶/۴۳۰-۱۳۳۷ھ)
الجواب: یہ ہر سہ ترجمہ مذکورہ صحیح ہیں اور معتبر ہیں، یہ حضرات جن کے یہ ترجمے ہیں معتبر اور محقق عالم حنفی مذہب کے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تفسیر حسینی معتبر ہے یا غیر معتبر؟

سوال: (۸۹۲) تفسیر حسینی معتبر ہے یا غیر معتبر؟ (۲۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: نہ سب معتبر ہے اور نہ سب غیر معتبر، جو بات خاص دریافت کی جاوے اس کا حکم لکھا
== منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے ان کتابوں کی تصنیف کی لیکن ان میں درستگی پر قادر نہ رہا اور ضروری ہے کہ پائی جائیں گی ان میں ایسی باتیں جو اللہ کی کتاب اور رسول اللہ کی سنت کی مخالف ہوں، فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور اگر یہ ہوتا کسی اور کا سوائے اللہ کے تو ضرور پاتے وہ لوگ اس میں بہت تفاوت (نساء: ۸۲) مرنے نے کہا کہ میں نے امام شافعی علیہ الرحمہ کے سامنے کتاب الرسالہ کو اُتسی (۸۰) مرتبہ پڑھا، لیکن کوئی مرتبہ ایسا نہ گزرا کہ وہ کسی غلطی کے بارے میں واقف نہ ہوئے ہوں تو شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ اور پڑھو، اللہ تعالیٰ نے کسی کتاب کی صحت کو پسند نہیں فرمایا سوائے اپنی کتاب کے۔

(الدر المختار و رد المحتار: ۱/۱۰۳، تقديم المؤلف، مطلب: أفضل صيغ الصلاة)

(۱) اور صاحب درمختار نے کتنی اچھی بات کہی: اور مُصنّف وہ ہے جو آدمی کی تھوڑی خطا کو اس کی بہتری درست گوئی میں چھپا ڈالے۔ (غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار)

(الدر المختار: ۱/۱۰۳-۱۰۴، تقديم المؤلف، مطلب: أفضل صيغ الصلاة)

تفسیر موضح القرآن معتبر ہے

سوال: (۸۹۳) تفسیر موضح القرآن معتبر ہے؟ (۱۳۳۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: معتبر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۸۹۴) شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ کا حاشیہ قرآن مجید پر موضح القرآن صحیح ہے

یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۴۶-۱۳۴۲ھ)

الجواب: موضح القرآن معتبر اور صحیح ہے، بہت مفید حواشی اور فوائد اس میں لکھے ہیں۔ فقط

کیا کتب صحاح ستہ پر عمل کرنا بدعت ہے؟

سوال: (۸۹۵) کتب صحاح ستہ کب تصنیف ہوئی؟ صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت میں نہ ہوئی

ہوں تو اس پر عمل کرنا بدعت ہوگا یا نہیں؟ (۱۳۴۵/۳۸۷-۱۳۴۵ھ)

الجواب: وہ احادیث اسی وقت یعنی قرن صحابہ میں موجود تھیں، تدوین ان کی بعد میں ہوئی ہے اس کو بدعت سے کیا تعلق؟! مجمع البحار میں صحاح ستہ کے مؤلفین کے اسماء معہ تاریخ و سن ولادت و وفات درج ہے اس کو ملاحظہ کر لیں، اور مصنفین صحاح ستہ و غیر صحاح ستہ نے احادیث کو بہ سند بیان کر دیا ہے، ان احادیث سے ائمہ مجتہدین نے مسائل استنباط فرما کر بہ غرض عمل امت بہ صورت کتب فقہ مدون فرما دیا ہے، پس ہر ایک امام مجتہد کا مقلد اپنے امام متبوع کے احکام مستنبطہ پر عمل کرے اور دلائل ان مسائل کے احادیث سے سمجھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فقہ کی کتابوں میں کوئی مسئلہ کتاب و سنت کے خلاف ہے یا نہیں؟

سوال: (۸۹۶) فقہ کی کتابوں میں جتنے مسئلے ہوتے ہیں وہ سب کے سب صحیح اور موافق

قرآن و حدیث کے ہوتے ہیں یا کچھ مسئلے مخالف حدیث صحیح کے بھی ہوتے ہیں؟ اگر موافق ہی ہوتے ہیں تو ثابت کر کے بتلائیں، اگر کچھ مخالف بھی ہیں تو وہ کتنے مسئلے ہیں؟ اور عمل کس پر کریں؟

(۱۸۶۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جو کوئی دعویٰ کسی مسئلہ فقہیہ کے خلاف کتاب و سنت ہونے کا کرے اس سے پوچھا جاوے کہ وہ کون سا مسئلہ خلاف کتاب و سنت کے ہے تاکہ اس کا جواب دیا جاوے۔ فقط واللہ اعلم

فقہ کی چند معتبر کتابیں

سوال: (۸۹۷) فقہ کی اردو کتابوں میں کون کتاب معتبر ہے؟ (۱۲۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: ترجمہ درمختار، ترجمہ شرح وقایہ وغیرہ معتبر کتابیں ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۸۹۸)..... (الف) غایۃ الاوطار ترجمہ اردو درمختار عند الاحناف معتبر ہے یا نہیں؟

(ب) جو شخص حنفی ہونے کا مدعی ہو ترجمہ مذکورہ کو ذلیل حقیر اردو کی کتاب غیر معتبر قرار دے، تو

اس شخص کی نسبت کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا (۱۸۲۳/۳۳-۱۳۳۳ھ)

الجواب: (الف-ب) ترجمہ درمختار کا غایۃ الاوطار معتبر کتاب ہے، اور عند الاحناف معمول

یہ ہے، اس کو اردو کی کتاب کہہ کر متروک سمجھنا جہالت کی بات ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۸۹۹) بہ مذہب امام ابو حنیفہ فقہ میں بہ زبان اردو مستند اور صحیح کون سی کتاب ہے؟

(۱۳۳۳/۱۳۳۷ھ)

الجواب: کتب فقہ کا ترجمہ مثل غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار اور ترجمہ شرح وقایہ وغیرہ اور

مالا بدمنہ وغیرہ یہ کتابیں اور ان کے سوا فقہ کی بہت سی کتابیں ہیں جو فقہ حنفی میں مفصل موجود ہیں، ان

کو مطالعہ کیا جائے، اور کسی محقق عالم حنفی سے تصحیح مسائل ضروریہ کر لی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فقہ اکبر امام اعظم کی تصنیف ہے

سوال: (۹۰۰) فقہ اکبر کی تصنیف امام صاحب کی طرف منسوب کی جاتی ہے یہ صحیح ہے

یا نہیں؟ (۲۷۷/۱۳۳۷ھ)

الجواب: فقہ اکبر امام اعظم رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔ کما أقر به الأعلام (۱) فقط واللہ اعلم

(۱) چنانچہ ملا علی قاری رحمہ اللہ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں: قال الإمام الأعظم ==

بہشتی زیور پر اعتراض اور اس کا جواب

سوال: (۹۰۱) بہشتی زیور میں مولانا اشرف علی صاحب علیہ الرحمہ نے جو کچھ لکھا ہے ہم لوگوں نے اس کو صحیح سمجھ کر اپنا دستور العمل بنا رکھا تھا، اب بعض یہ کہتے ہیں کہ اکثر مسائل اس کے غلط روایتوں سے ماخوذ ہیں، خصوصاً بزرگوں کے واقعات اس میں بالکل ہی بے جا طور سے بیان کیے گئے ہیں، جیسے حضرت ہاجرہ کی شان میں یہ لکھا ہے کہ وہ باندی تھیں (۱) حالانکہ یہ محض غلط ہے، کیوں کہ باندی ہونا ان کا کسی حدیث صحیح سے ثابت نہیں ہے، اس لیے جو شخص بہشتی زیور کے مضامین اور مسائل کی صحت پر اعتقاد رکھتا ہے اس کے عقائد میں خرابی ہے، لہذا اس کی امامت درست نہیں ہے، آپ کی کیا رائے ہے؟ (۱۵۰۱/۳۲-۱۳۳۳ھ)

== والہام الأفخم، الأقدم، قدوة الأنام أبو حنيفة الكوفي رحمه الله في كتابه المسمى بـ "الفقه الأكبر". (شرح فقه أكبر، ص: ۹، مقدمة الشارح)

اور علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ولا ينافي أيضاً قاله الإمام في "الفقه الأكبر" (الشامي على الدر المختار: ۲۶۲/۴، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر، مطلب في الكلام على أبي النبي صلى الله عليه وسلم إلخ)

اور علامہ احمد بن محمد الحموي غزير البصائر میں فرماتے ہیں: إن أبا حنيفة رحمه الله لم يصنف شيئاً سوى "الفقه الأكبر" في علم الكلام. (شرح الحموي على الأشباه والنظائر المسمى بـ غمز عيون البصائر: ۴۴/۱، مقدمة الماتن)

نیز علامہ مصطفیٰ بن عبد اللہ القسطنطینی المعروف بحاجی خلیفہ کشف الظنون میں فرماتے ہیں: الفقه الأكبر: في الكلام للإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان بن ثابت الكوفي رحمه الله. (كشف الظنون: ۱۲۸۷/۲، دار الكتب العلمية، بيروت لبنان)

نیز موسوعة الفقه الإسلامي، المطبوعة وزارة الأوقاف المصرية میں ہے:

نقل عن الإمام أبي حنيفة رحمه الله من أن الفقه هو معرفة النفس ما لها وما عليها، وما هذه المعرفة إلا معرفة أحكام الله بنوعها، كما أنه سمي كتابه في العقائد "الفقه الأكبر".

(موسوعة الفقه الإسلامي مصر: ۱/۱، معنى الفقه، المكتبة الشاملة، الإصدار الثاني)

(۱) اختري بهشتی زیور عکسی، ۸/۶-۷، حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر، حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر، مطبوعہ: کتب خانہ اخترى متصل مدرسہ مظاہر علوم سہارن پوری۔

الجواب: یہ تو ظاہر ہے کہ ایسے قصص اور نقلیات میں اختلاف ہونا محل استبعاد نہیں ہے، مگر اس اختلاف کی وجہ سے کسی دوسرے کو طعن کرنا اور ناقابل امامت ہی ٹھہرا دینا انصاف اور دین سے بعید ہے، مولانا اشرف علی صاحب تھانوی علیہ الرحمہ نے جو بات حضرت ہاجرہ کے متعلق لکھی ہے، احادیث کی رو سے بھی راجح معلوم ہوتی ہے، جیسا کہ حدیث صحیحین میں حضرت سارہ کے قصہ میں لفظ فأخدمها ہاجرہ موجود ہے (۱) اس کا مطلب شرح نے یہ لکھا ہے: أي جعل الجبار هاجر خادمة لسارة (۲) پس ظاہر اس سے بھی ہے کہ حضرت ہاجرہ حضرت سارہ کی مملوکہ تھی، اور اسی وجہ سے حضرت سارہ نے حضرت ہاجرہ کو اپنے خاوند حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کی ملک کر دیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۹۰۲) ایک شخص کہتا ہے کہ مولانا اشرف علی نے مسائل ذیل بہشتی زیور میں درج فرمائے ہیں، یہ محض بے اصل اور بے دلیل ہے، آیا یہ صحیح ہے یا کیا؟ مسائل بہشتی زیور یہ ہیں:

مسئلہ: ہاتھ میں کوئی نجس چیز لگی تھی تو اس کو کسی نے تین مرتبہ زبان سے چاٹ لیا تو بھی پاک ہو جائے گی۔ (۲۰/۲)

مسئلہ: میاں پردیس میں ہے، مدت ہوگئی کہ گھر نہیں آیا، اور یہاں لڑکا پیدا ہو گیا، تب بھی وہ حرامی نہیں اسی شوہر کا ہے۔ (حصہ چہارم)

مسئلہ: اگر کوئی مرد اپنے خاص حصہ میں کپڑا لپیٹ کر جماع کرے تو غسل فرض نہ ہوگا؛ بہ شرطیکہ کپڑا اس قدر موٹا ہو کہ جسم کی حرارت اس کی وجہ سے محسوس نہ ہو۔ (۱۹/۱۱)

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لم يكذب إبراهيم إلا ثلاث كذبات ثنتين منهن في ذات الله قوله: ﴿إِنِّي سَقِيمٌ﴾ وقوله: ﴿بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا﴾ وقال بينما هو ذات يوم وسارة، إذ أتى على جبار من الجبابرة، فقيل له: إن ههنا رجلاً معه امرأة من أحسن الناس، فأرسل إليه، فسأله عنها من هذه؟ قال: أختي..... فأخدمها هاجر فأتته وهو قائم يصلي الحديث. (مشكاة المصابيح، ص: ۵۰۶، باب بدء الخلق و ذكر الأنبياء عليهم الصلوة والسلام، الفصل الأول)

(۲) مرقاة المفاتيح: ۳۷۴/۱۰، كتاب أحوال القيامة و بدء الخلق، باب بدء الخلق و ذكر الأنبياء، الفصل الأول، رقم الحديث: ۵۷۰۴۔

مسئلہ: اگر کوئی عورت شہوت کے غلبہ میں اپنے خاص حصہ میں کسی بے شہوت مرد یا جانور کے خاص حصہ کو یا لکڑی یا انگلی کو داخل کرے تب بھی اس پر غسل فرض ہو جائے گا منی گرے یا نہ گرے۔ (۲۰/۱۱)

مسئلہ: اگر کوئی مرد اپنا خاص حصہ کسی عورت یا مرد کی ناف میں داخل کرے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا۔ (۲۱/۱۱)۔ (۱۳۳۸/۱۰۹۳ھ)

الجواب: یہ مسائل جو آپ نے بہشتی زیور کے مختلف حصص کے نقل فرمائے ہیں مولانا تھانوی سلمہ نے یہ مسائل کتب فقہ در مختار و شامی وغیرہ سے نقل فرمائے ہیں، اور کتب فقہ میں یہ مسائل موجود ہیں، مولانا سلمہ نے اپنی طرف سے نہیں لکھے، لہذا مولانا پر کچھ اعتراض نہیں ہے، باقی یہ کہنا کہ کتب فقہ میں جو یہ مسائل لکھ دیے ہیں یہ غلط اور باطل ہیں، تو ایسی جرأت فقہاء کے بارے میں وہی شخص کر سکتا ہے جو جاہل اور مسائل اجتہاد یہ سے نابلد اور ناواقف ہے، فقہاء نے ان کی اصل کتاب و سنت سے سمجھی ہے جب ہی تو ان کو کتابوں میں لکھا ہے، اور جو عالم حقانی ہیں وہ جانتے ہیں کہ ان کی اصل کتاب و سنت میں موجود ہے، اور اگر بالفرض کسی مجتہد سے اجتہاد میں غلطی بھی ہو جاوے تو وہ قابل اعتراض نہیں ہوتی، کیونکہ مجتہد کو خطا میں بھی ثواب ملتا ہے اور ان کے مقلدین پر کچھ مواخذہ نہیں ہوتا۔

بہشتی زیور عورتوں کے لیے اچھی اور مفید کتاب ہے

سوال: (۹۰۳) بعض لوگ کہتے ہیں کہ بہشتی زیور لامذہبی اور بدعت کی کتاب ہے، یہ صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۹/۲۸۸ھ)

الجواب: کتاب بہشتی زیور عورتوں کے لیے اچھی اور مفید کتاب ہے اور اس کے اکثر مسائل صحیح ہیں اور موافق کتب فقہ حنفیہ کے ہیں اور اگر کسی مسئلہ میں شبہ یا اختلاف ہو تو کتب معتبرہ سے تحقیق کر لیا جائے، اور علمائے حنفیہ سے اس کی تحقیق کر لی جاوے اس کتاب میں کوئی بات لامذہبی اور بدعت کی نہیں ہے، باقی کوئی بات اگر غیر معتبر لکھی گئی ہو تو اس کی تصحیح کر لی جاوے۔ فقط واللہ اعلم

یہ کہنا کہ مولانا عبدالشکور صاحب لکھنویؒ کی

کتاب شیعوں کے لیے زہر ہے: کیسا ہے؟

سوال: (۹۰۴) مولانا عبدالشکور صاحب کی کتاب کو یہ کہنا کہ یہ شیعہ لوگوں کے لیے زہر ہے، اور ایسی ہے جیسا کہ حسینؑ کے لیے یزید تھا، ایسے شخص کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۳/۲۰۲۳ھ)

الجواب: ایسی تشبیہ دینا صورت مذکورہ میں غلط ہے، اور ایسی بات رافضی کہہ سکتا ہے، سنی ایسی بات نہیں کہہ سکتا، پس اگر وہ سنی ہے تو اس کو توبہ کرنی چاہیے اور آئندہ ایسا کلمہ نہ کہنا چاہیے۔ فقط

تقویۃ الایمان اور اس کے مصنف کے خلاف اہل بدعت کا پروپیگنڈہ

سوال: (۹۰۵) ہم تقویۃ الایمان کو ایک اچھی اور توحید کے بیان میں ایک مفید کتاب سمجھ کر پڑھتے پڑھاتے ہیں، اور اس کے مصنف حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ کا ایک فرماں بردار بندہ اور اس کی راہ میں شہید جانتے ہیں، مگر اب بعض مولوی صاحبوں کی زبانی سنا جاتا ہے کہ تقویۃ الایمان مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے بہکا دینے والی کتاب اور اس کے مصنف گمراہ اور ایمان سے خالی تھے، کیا یہ صحیح ہے؟ (۱۳۳۳/۲۰۹۶ھ)

الجواب: کتاب تقویۃ الایمان ایسی ہی کتاب ہے جیسا کہ آپ سمجھتے تھے، درحقیقت ایمان کو قوت دینے والی کتاب ہے، اور بیان توحید و اتباع سنت میں بے نظیر کتاب ہے، اور اصل ایمان توحید و رسالت کو درجہ بہ درجہ اور اپنے اپنے مرتبہ میں کما حقہ ثابت کرتی ہے، مخلات ایمان سے مسلمانوں کو بچایا گیا ہے، اور بدعات و مخترعات سے ڈرایا ہے، اور ﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ (سورہ نساء، آیت: ۵۹) کا طریقہ پوری طرح بتلادیا ہے، اور اس کے مصنف حضرت مولانا اسماعیل شہید علمائے ربانین اور نمونہ سلف صالحین میں سے تھے، اشاعت دین و تبلیغ توحید و اتباع سنت میں اپنی عمر صرف کی اور آخر میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے اپنی جان بھی قربان کر دی، عامل کامل تھے، اور درویش اہل باطن، مصداق آیت کریمہ: ﴿وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ

عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ﴿سورة نساء، آیت: ۶۹﴾ اور حدیث شریف: عَشْ حَمِيدًا وَ مَت شَهِيدًا (۱) کے تھے، نور اللہ مضجعہ۔
ایسی کتاب کو جو شخص گمراہ کرنے والی کتاب سمجھے اور ایسے اللہ کے مقبول بندہ کو ضال و مضل سمجھے وہ درحقیقت گمراہ اور جاہل ہے، مبتدعین کو چونکہ مولانا شہیدؒ سے خاص عداوت تھی کیونکہ مولانا نے بدعات کا استیصال کیا ہے اس لیے وہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ کتاب تقویۃ الایمان کو کوئی نہ دیکھے، اور اس کے مصنف کا کوئی معتقد نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۹۰۶) کتاب مستطاب (مبارک) تقویۃ الایمان مصنفہ مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید دہلویؒ کا پڑھنا پڑھانا، اس کو اپنے پاس رکھنا اور اس کی ہدایتوں پر عمل کرنا مسلمانوں کو ضروری اور جائز ہے یا نہیں؟ فرقہ فضل رسولیہ، رضایہ جماعت علی شاہ پنجابی اور اس کے تابعین کا گروہ اور کئی علمائے اسلام جو حنفی المذہب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، اور ان کے معتقدین کتاب مذکورہ اور اس کے مصنف سے سخت مخالفت اور تنفر رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کتاب مذکورہ کو ہاتھ میں بھی نہ لینا چاہیے کہ اس کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے سے مؤمن کا ایمان قائم نہیں رہتا، اور مولوی اسماعیل پر کفر کا اطلاق عائد کرتے ہیں، حال میں مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے ایک مرید معتقد نے لکھنؤ کے ایک اردو اخبار میں اپنے پیر مخدوم کی تعریف کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ ہمارے مولانا معظم نے بہ دلائل قاہرہ مولوی اسماعیل دہلوی اور اس کے اتباع پر ستر پچھتر وجہ سے لزوم کفر ثابت کر دیا ہے، عرصہ ہوتا ہے کہ مولوی فضل رسول کے بیٹے مولوی عبدالقادر بدایونی نے کتاب تقویۃ الایمان کے رد میں ایک کتاب موسومہ سوط الجبار تصنیف کر کے مطبوع اور شائع کرادی ہے، افسوس کی جگہ ہے کہ سوط الجبار کا جواب علمائے اہل سنت سے کسی نے بھی نہیں لکھا جس سے فضل رسولیوں، مجدد بریلوی کے تابعوں اور دوسرے مخالفوں کا زعم باطل اور بھی بڑھ گیا ہوگا۔ بینواتو جروا (۲۵۲۸/۱۳۳۷ھ)

الجواب: کتاب تقویۃ الایمان درحقیقت اسم با مسملی ہر مؤمن کے ایمان کے لیے باعث تقویت

(۱) فی شرح السنۃ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى عَلَى عَمْرِ قَمِيصًا أبيض ، فقال: أَجَدِيدَ قَمِيصِكَ هَذَا أَمْ غَسِلَ ؟ قال: بَلْ غَسِلَ ، فقال: البسْ جَدِيدًا وَ عَشْ حَمِيدًا وَ مَت شَهِيدًا .

(مرقاۃ المفاتیح: ۲۱۹/۸، کتاب اللباس، رقم الحدیث: ۴۳۴۳)

ہے اور غذائے روح ہے، اور اس کے مصنف حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب شہیدؒ ان علمائے ربانین میں سے ہیں کہ جن کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے، بلاشبہ اس کے موافق عمل کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے کیوں کہ اس کتاب میں اوّل سے آخر تک وہ عقائد اور اعمال مذکور ہیں جو اہل سنت کے عقائد و اعمال ہیں، اس میں کفر کی بیخ کنی ہے، شرک کی گردن پر توحید کا آرا چلایا گیا ہے، رسوم جاہلیت اور رسوم بدعات و شرک کی تردید ہے، ہندوستان میں بہ سبب بے علمی اور ہواء پرستی جو اعتقادات فاسدہ راسخ ہو گئے تھے اور جو بہت سی رسوم ہندوؤں کی مسلمانوں میں رائج ہو گئی تھیں اور جاہل صوفیوں اور شہوت پرست دنیا کے کتوں نے ان کو داخل ایمان سمجھ لیا تھا ان کی تردید ہے، پس ایسی کتاب پر عمل کرنے سے اور اس کو پاس رکھنے سے اور اس کو اچھا کہنے سے کسی مؤمن کا ایمان تو کیوں جائے گا؟! خدا نہ کرے ہاں! خواہش کے مطیع اور نفس پرست لوگوں کا جو مصداق حدیث: ضلّوا فاضلّوا (۱) کے ہیں اگر ایمان جاتا رہے تو اس کو نہ میں کچھ کر سکتا ہوں نہ مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ کچھ کر سکتے ہیں، قدیم سے عادت اللہ تعالیٰ کی جاری ہے کہ اہل ہواء اہل حق کی مخالفت کرتے چلے آئے ہیں، کفار و مشرکین انبیاء علیہم السلام کو بھی یونہی کہا کرتے تھے، یہ حصہ انبیاء علیہم السلام کا ہے جو مبتدعین ہواء پرست کی جانب سے مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ کو ملا ہے، اہل حق کی تکفیر اہل ہواء ہمیشہ کرتے آئے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔

ایک زمانہ تھا کہ حضرت امام غزالیؒ پر اہل ہواء و ناقصین کی جانب سے کس قدر سب و شتم کا مینہ برساتا تھا، اور کتاب احیاء العلوم کی کیا گت کی گئی تھی؟! وہی آج کل کے معاندین تقویۃ الایمان کی کرتے ہیں، مگر بالآخر حق واضح ہو کر رہا اور آج دنیائے اسلام میں جو مرتبہ حضرت امام غزالیؒ کا ہے وہ کسی پر خفی نہیں ہے، اور جو خوبی احیاء العلوم کو نصیب ہے سب پر روشن ہے۔

مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ کے ملکہ کا یہ جملہ کہ لزوم کفر ستر کچھتر وجہوں سے ثابت کیا ہے، مگر علانیہ کافر کہنے سے احتراز کرنا چاہیے کیا کسی عاقل دین دار کی زبان سے نکل سکتا ہے، اللہ کے لیے بغض اور حب تو من جملہ ایمان ہے تو ان لوگوں کا چھپا ہوا رخص ہے کہ گھر میں بیٹھ کر کافر کہیں اور علانیہ کفر سے احتراز کریں، روافض بھی تو یہی کرتے ہیں کہ گھر میں چھپ کر سب شیخیں اور تبرا کرتے ہیں اور

(۱) صحیح البخاری: ۲۰/۱، کتاب العلم، باب کیف یقبض العلم و کتب عمر بن عبدالعزیز إلخ؟

ظاہر میں سکوت کرتے ہیں، بس یہ نفاق کی شان ان لوگوں کی آپ کے ایمان و اخلاص کی حقیقت کو آشکارا کرتی ہے، ہم کو کچھ کہنے کی حاجت نہیں، ہمارا تو یہ شعار ہے کہ حتی الامکان ان کو ایمان کے دائرہ میں رکھنے کی کوشش کرتے ہیں، مگر یہ خود دائرہ ایمان سے خارج ہوتے ہیں تو کوئی کیوں کر روک سکتا ہے؟!

مبتدعین کی وہ ہفوات (بکواس) جو حضرت مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ کی شان میں بہ صورت رسالہ شائع ہوئی ہیں ان کا جواب متعدد مرتبہ اہل حق کی طرف سے شائع ہو چکا ہے جیسا کہ ہمیشہ سے اہل ہواء کی یہ علامت رہی ہے کہ گوان کی ہفوات کا دندان شکن جواب مل جائے مگر کچھ دنوں بعد پھر انہیں ہفوات کو شائع کرتے ہیں کہ جو لوگ پہلے جوابات سے لاعلم ہوں گے وہ دھوکا کھا جائیں گے، یہی شیطانی جال دنیائے باطل پرست میں معیار طاعت ہے، آریہ، قادیانی وغیرہ فرقوں کے صنع سے یہ امر خوب واضح ہے محتاج دلیل نہیں ہے، اس زمانہ کے رئیس المعاندین مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی ہیں جن کے نزدیک غالباً تکفیر اہل حق ہی وہ عمل ہے کہ جس سے درجہ شہادت حاصل ہوتا ہے، جیسے روافض کے نزدیک تیرا اور سب شیخین رضی اللہ عنہما موجب نجات اور ذریعہ حصول ثواب شہادت ہے، ایسے ہی خاں صاحب بریلوی کے طرز عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ سوائے تکفیر کے لقمہ نہیں توڑتے ہیں، ان کی ہفوات اور رسائل جن میں حضرت مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علمائے ربانی کی تکفیر کی گئی ہے، ان کے رد میں مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی تصانیف عالم میں شائع ہیں، یہ غلط ہے کہ اہل ہواء کے رسائل کا جواب اہل حق نے نہیں دیا، اصل جواب دیا اور بہ کثرت دیا متعدد مرتبہ دیا، ہاں! یہ بالکل صحیح ہے کہ جس طرح حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے ”تحفہ اثناء عشریہ“ کا جواب روافض سے نہ ہوسکا، ایسے ہی مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب ابن شیر خدا کے بعض رسائل کا جواب مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی اور ان کے اعوان و انصار و معتقدین سے نہ ہوسکا، نہ کسی لکھنؤ کے اخبار کو یہ ہمت ہوئی کہ اس طرف توجہ کرے، بارہا شہر بریلی میں اہل حق کے وعظ ہوئے اور ہوتے ہیں اور بدعات کی تردید برسر مجمع ہوتی ہے، مگر کبھی مولوی احمد رضا خاں صاحب سے (۱) جبری مکفر اہل حق کو یہ ہمت نہ ہوئی کہ مقابلہ میں آئے، مولانا سید مرتضیٰ

(۱) ’سے‘ یعنی جیسے مُکَفِّر اہل حق کو الخ۔ سعید احمد پالن پوری

حسن صاحب کو ایک مرتبہ نہیں دس مرتبہ بیس مرتبہ خاص شہر بریلی میں مولوی احمد رضا خاں صاحب کے کتب کی تردید کرنے کا اتفاق برسرِ مجمع ہوا ہے، اور مولوی احمد رضا خاں صاحب کو کبھی یہ ہمت نہ ہوئی کہ اس کا جواب دیں، ان کے مریدین اور معتقدین آئے، فساد کی کوشش تو کسی نے کی مگر یہ کسی نے نہ کیا کہ جواب دیتا۔

الحاصل مولانا شہیدؒ اور دیگر علماء ربانی کا احوال یہ ہے کہ توحید پر جان دیتے ہیں، خدا تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی کو سہیم و شریک نہیں مانتے، رسول اللہ ﷺ کو رسول خاتم النبیین شفیع المذنبین مانتے ہیں خدا نہیں جانتے اور اس کو شرک سمجھتے ہیں، اور نہ آپ کو ایک دنیاوی معشوق کی طرح سراہتے ہیں کہ اس کو بھی اعلیٰ درجہ کی بے ادبی سمجھتے ہیں، جو اعتقادات قرآن شریف اور حدیث شریف اور افعال و اعمال صحابہ کرام و ائمہ مجتہدین عظام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت ہوتے ہیں ان کے بیان کرنے میں دنیائے دون کا خیال ان کو مانع نہیں ہوتا، اس پر کیا محل اعتراض ہے اگر ہے تو اب کرے، اور جواب ترکی بہ ترکی لے، حق تعالیٰ کے فضل و کرم سے اہل حق ہمیشہ سے دنیا میں موجود ہیں اور رہیں گے، پر ہر شخص کے ہفوات کا جواب دینا نہ شرعاً ضروری ہے نہ عقلاً، زمانہ گذشتہ میں جو اہل حق نے جوابات دیے ہیں اس سے قطع نظر کر کے میں بہ آواز دہل کہتا ہوں کہ ہم پر کسی معاند و مخالف کے جواب اب باقی نہیں ہیں، مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب نے ہر ہر بات کے جوابات دیے، مولوی احمد رضا خاں صاحب کی تحریرات میں افتراء اور بہتان دکھائے، ان کے اقوال سے ان پر الزام دیے، اور مولوی احمد رضا خاں صاحب اور ان کے مریدین اور معتقدین نے جوابات نہیں دیے، پس یہ بڑی دلیل اہل حق کے غلبہ اور مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید اور مولانا محمد قاسم صاحب و مولانا رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہم اور مولانا خلیل احمد صاحب و مولانا اشرف علی صاحب و مولانا محمود حسن صاحب سلمہم و عم فیضہم و جمیع علمائے دیوبند کے غلبہ اور حق پر ہونے کی ہے کہ اہل عناد جواب سے عاجز ہیں، اس کے سوا کسی اور دلیل اور حجت کی ضرورت نہیں ہے۔ و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین، والصلاة والسلام علی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین، اللہم آمین۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم کی عبارتوں کا مطلب

سوال: (۹۰۷) ہر مخلوق بڑا ہوا چھوٹا وہ اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے چہرے سے بھی ذلیل ہے، انبیاء اور اولیاء کچھ قدرت نہیں رکھتے نہ وہ سنتے ہیں، آنحضرت ﷺ کا نماز میں خیال آنا بیل اور گدھے سے بھی بدتر ہے، تقویۃ الایمان، صراط مستقیم لمولانا اسماعیل دہلویؒ ان الفاظ اور مضامین کے کیا معنی ہیں؟ (۴۶/۲۰۰-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اس میں بعض الفاظ اگرچہ سخت ہیں؛ لیکن مضمون صحیح ہے، خدا تعالیٰ قادر مطلق ہے، اس کی قدرت اور اقتدار اور اختیار کے سامنے سب مجبور ہیں، اور اس میں انبیاء اور اولیاء سب داخل ہیں، اس کا کوئی سہیم و شریک نہیں؛ لہذا جو عبادت خالص اس کے لیے ہے اس میں کسی کا تصور نہ آنا چاہیے، علی الخصوص نبی کریم ﷺ کی تعظیم مسلمان کے رگ و پے میں سمائی ہوئی ہے شرک کے مشابہ ہے، اسی لیے مولانا نے یہاں ایسے سخت اور صاف الفاظ لکھے ہیں، ان کا مقصد ہرگز تو ہیں نبی ﷺ نہیں، بلکہ شرک کو مٹانا اور خالص اللہ تعالیٰ کی توحید کو پختہ کرنا ہے، وہو عین الایمان والإحسان وإلیہ المستعان . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

وضاحت:

حضرت مفتی صاحب قدس سرہ نے ”تقویۃ الایمان“ کی عبارت کا جو مطلب تحریر فرمایا ہے وہ واضح ہے، مزید وضاحت کی ضرورت نہیں، البتہ سائل نے ”صراط مستقیم“ کے حوالہ سے جو بات نقل کی ہے اس کی وضاحت ضروری ہے، لیکن پہلے تمہید کے طور پر چند باتیں ذکر کی جاتی ہیں، بعد میں ”صراط مستقیم“ کی عبارت کا مطلب بیان کیا جائے گا۔

پہلی بات یہ کہ اصل ”صراط مستقیم“ فارسی زبان میں ہے اور حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ کی تالیف و تصنیف نہیں ہے، بلکہ ان کے شیخ حضرت سید احمد شہید صاحب رائے بریلوی کے ملفوظات کا مجموعہ ہے، جس کو شاہ اسماعیل شہیدؒ نے مرتب فرمایا ہے، اس لیے شاہ صاحب اس کے مصنف نہیں، بلکہ جامع اور مرتب ہیں، کتاب کے سرورق پر اس کی تصریح موجود ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ تصوف کے بعض سلسلوں میں سالک کی تربیت کا ایک طریقہ رائج ہے،

جس کو ”صرف ہمت“ کہا جاتا ہے، یہ صوفیہ کی خاص اصطلاح ہے، اس کی حقیقت یہ ہے کہ سالک کی توجہ کو یکسو کرنے کے لیے یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ وہ مراقبہ میں پوری عظمت و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے شیخ کا تصور کرے، یعنی تمام خیالات سے اپنے دل کو خالی کر کے دل میں شیخ کی صورت کو جمائے اور اسی کا دھیان باندھے؛ گویا وہ حاضر ہے۔ اور کبھی یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ اسی طرح مراقبہ میں سالک رسول اللہ ﷺ کا تصور کرے، اور اپنے دل کو ہر قسم کے خیالات و خطرات سے خالی کر کے دل میں رسول اللہ کا دھیان باندھے حتیٰ کہ اس وقت دل میں اللہ کا بھی دھیان نہ ہو؛ تاکہ پوری یکسوئی اور دلجمعی حاصل ہو۔ اس کو صوفیہ کی اصطلاح میں ”شغل برزخ“ بھی کہا جاتا ہے، اور خود ”صراط مستقیم“ میں اس کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے۔

فائدہ: اشغال مبتدعہ میں سے ”شغل برزخ“ بھی ہے، جو کہ اکثر متاخرین میں مشہور ہو گیا ہے۔ اور شغل مذکور کی صورت یہ ہے کہ وسوسوں کو دور کرنے اور ارادے جمع ہونے کے لیے پوری تعین اور تشخیص کے ساتھ شیخ کی صورت کو خیال میں حاضر کرتے ہیں، اور خود بہ نہایت ادب اور تعظیم اپنی پوری ہمت سے اس صورت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، گویا بڑے ادب اور تعظیم کے ساتھ شیخ کے سامنے بیٹھے ہیں، اور دل کو اسی کی طرف متوجہ کر لیتے ہیں۔

(صراط مستقیم مترجم، ص: ۱۳۴-۱۳۵، صراط مستقیم فارسی، ص: ۱۱۸)

تیسری بات یہ ہے کہ فارسی محاورہ میں متاع دنیا کو ”گاؤخر“ سے تعبیر کرتے ہیں، فارسی کا مشہور شعر ہے:

برزباں تسبیح و دردل گاؤخر ❀ ایں چنین تسبیح گئے دارد اثر

(زباں پر تسبیح اور دل میں گاؤخر۔ ایسی تسبیح سے کیا فائدہ!؟)

ظاہر ہے کہ اس شعر میں گاؤخر سے صرف گدھا اور بیل مراد نہیں، بلکہ تمام وہ چیزیں مراد ہیں جو انسان کو خدا سے غافل کرنے والی ہیں، گاؤخر کے یہ معنی خود ”صراط مستقیم“ میں بیان کیے گئے ہیں، گاؤخر تمثیل است ہر چہ سوائے حضور حق است، گاؤ باشد یاخر، فیل باشد یاشر۔ (صراط مستقیم، ص: ۸۵) ان تمہیدی باتوں کے بعد جاننا چاہیے کہ ”صراط مستقیم“ میں ہرگز یہ نہیں ہے کہ ”آنحضرت ﷺ کا نماز میں خیال آنا بیل اور گدھے سے بھی بدتر ہے“۔ صراط مستقیم کی عبارت اور اس کا ترجمہ

ذیل میں درج کیا جاتا ہے اس کو غور سے پڑھیں:

آرے بہ مقتضائے ﴿ظَلُمْتُ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ﴾ از وسوسہ زنا خیالِ مجامعتِ زوجہ خود بہتر است — و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثالِ آں از معظّمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدر از استغراق در صورت گاؤ و خر خود است کہ خیالِ آں با تعظیم و اجلال بسویدائے دلِ انسان می چسد، بخلاف خیالِ گاؤ و خر کہ نہ آں قدر چسپیدگی می بود و نہ تعظیم، بلکہ مہان و محترمی بود، و ایں تعظیم و اجلال غیر کہ در نماز ملحوظ و مقصودی شود بشرک می کشد (صراطِ مستقیم، ص: ۸۶)

ترجمہ: ہاں بہ مقتضائے ﴿ظَلُمْتُ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ﴾ (اوپر تلے بہت سے اندھیرے ہیں) زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے — اور شیخ یا اسی جیسے بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ﷺ ہوں صرف ہمت کرنا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے بدرجہا بدتر ہے، کیوں کہ شیخ کا خیال تو تعظیم و تکریم کے ساتھ انسان کے دل کی گہرائی میں پیوست ہو جاتا ہے، اور بیل اور گدھے کے خیال کو نہ اس قدر چسپیدگی (تعلق اور لگاؤ) ہوتی ہے اور نہ تعظیم، بلکہ وہ خیال حقیر اور ذلیل ہوتا ہے اور غیر اللہ کی یہ تعظیم و تکریم جو نماز میں ملحوظ و مقصود ہوتی ہے شرک کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے۔

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں اللہ جل شانہ کی طرف سے دھیان کو ہٹا کر کسی اور چیز کی طرف لے جانا برا ہے، کیوں کہ ہیناتِ نماز میں جو خشوع و خضوع اور توجہ الی اللہ مطلوب ہے اس کے منافی ہے، لیکن تمام وساوس اور خیالات کا حکم یکساں نہیں ہے، بلکہ بعض وساوس بعض سے زیادہ برے ہیں، مثلاً اپنی بیوی کے ساتھ جماع کا خیال اتنا برا نہیں جتنا زنا کا خیال برا ہے — اسی طرح نماز میں اپنے شیخ یا کسی بزرگ یا رسول اللہ ﷺ کی طرف صرف ہمت کرنا یعنی اپنے دل کو تمام خیالات حتیٰ کہ توجہ الی اللہ سے بھی قصدِ خالی کر کے شیخ یا رسول اللہ ﷺ کی طرف ہمہ تن متوجہ کرنا اور اسی کو مرکزِ توجہ بنانا، یہ زیادہ برا ہے دنیوی وساوس میں مستغرق ہونے سے، کیوں کہ دنیوی وساوس قصد و اختیار سے نہیں لائے جاتے، بلکہ خود بہ خود آ جاتے ہیں اور نمازی کو اُن سے ایسی دلچسپی نہیں ہوتی جو مفضی الی التعظیم ہو، بلکہ ان کی حقارت پیش نظر رہتی ہے، اسی لیے جب نمازی کو اس کا خیال آتا ہے تو تمام وساوس کو دل سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور خشوع و خضوع

پیدا کر لیتا ہے، برخلاف ”صرف ہمت“ کے کہ اس میں بالقصد اپنی توجہ کا مرکز شیخ یا رسول خدا کو بنایا جاتا ہے اور ان کے تصور کے سوا ہر خیال کو حتیٰ کہ اللہ جل شانہ کے خیال کو بھی دل سے نکال کر شیخ یا رسالت مآب ﷺ کی خیالی صورت کو تعظیم و تکریم کے ساتھ مخلوط و مقصود بنایا جاتا ہے، اس لیے نمازی توجہ الی اللہ سے محروم ہو جاتا ہے، اور اس کی تعظیم و تکریم یعنی قیام رکوع اور سجدہ وغیرہ سب غیر اللہ کے لیے ہو جاتا ہے، اور ایسی تعظیم و تکریم انسان کو شرک کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے، اسی لیے ”صرف ہمت“ کو دنیوی وساوس سے بدرجہا بدتر کہا گیا ہے، فَافْهَمْ وَ تَذَبَّرْ!!

لیکن صرف ہمت اور شغلِ برزخ کے بغیر نماز میں رسول اللہ ﷺ کا خیال آجائے یا التّحیات اور درود شریف پڑھتے وقت آنحضرت ﷺ کی طرف خیال چلا جائے، اس طرح پر کہ توجہ الی اللہ میں کوئی خلل واقع نہ ہو تو اس کی نماز نہ صرف کامل بلکہ اکمل ہوگی، خود ”صراطِ مستقیم“ میں اس مقام پر تصریح ہے کہ اگر حالتِ نماز میں ملائکہ اور انبیاء و اولیاء کی ارواح کا انکشاف ہو جائے تو وہ قبیح اور مذموم نہیں ہے، بلکہ خدا تعالیٰ کا جلیل القدر انعام ہے، جو اللہ کے مخصوص بندوں کو عطا کیا جاتا ہے، صراطِ مستقیم میں ہے:

نباید دانست کہ سنوح مسائل غریبہ و کشف ارواح و ملائکہ در نماز قبیح است، بلکہ توجیہ ہمت و قصد ایں کار در رکوعیت و امتزاج ایں مدّعا در نیت، مخالفِ خلوص مخلصاں است، و اما سنوح و کشف مذکورین پس از قبیل خلعتہائے فاخرہ است کہ مخلصان مستغرق حضور حق را بسبب وفور عنایتہا بآں می نوازند، پس در حق ایشان کمالے است کہ در موطن مثال مجسم گردیدہ، و نماز ایشان عبادتے ست کہ ثمرہ اش بمنظر رسیدہ۔ (صراطِ مستقیم، ص: ۸۵)

ترجمہ: یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ غریب مسائل کا سمجھ میں آجانا اور ارواح و فرشتوں کا کشف نماز میں برا ہے، بلکہ اپنی ہمت کو اس کی طرف متوجہ کرنا، اور دل میں اس کام کا ارادہ کرنا، اور نیت میں اس مقصد کو ملا دینا مخلص لوگوں کے اخلاص کے مخالف ہے اور خود بہ خود مسائل کا دل میں آجانا اور ارواح اور فرشتوں کا کشف ان فاخرہ نعمتوں میں سے ہے جو حضور حق میں مستغرق حضرات کو نہایت مہربانیوں کی وجہ سے نوازا جاتا ہے، پس یہ ان کے حق میں ایسا کمال ہے جو کہ عالم مثال میں مجسم ہو گیا ہے اور ان کی نماز ایسی عبادت ہے کہ اس کا ثمرہ ان کی آنکھوں کے سامنے آ گیا ہے۔ ۱۲ محمد امین پالن پوری

تعلیم الاسلام نہایت مفید کتاب ہے

سوال: (۹۰۸) یہاں ایک مدرسہ اسلامیہ چند سال سے چل رہا ہے، جس میں بچوں کی دینی تعلیم کے متعلق خاص انتظام کیا گیا ہے، سلسلہ نصاب میں تعلیم الاسلام ہر چہار حصہ مصنفہ مولانا کفایت اللہ دہلوی داخل ہے، بعض لوگ حصہ چہارم میں قابل اعتراض باتیں بتلاتے ہیں، لہذا مذکورہ رسائل اہل سنت والجماعت حنفی بچوں کو پڑھا سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۹۲۵ھ)

الجواب: کتاب تعلیم الاسلام مؤلفہ مولانا کفایت اللہ صاحب نہایت مفید کتاب ہے، اور عقائد و مسائل جو اس میں درج ہیں صحیح ہیں، اور موافق مذہب اہل سنت و جماعت کے ہیں، بچوں کو کتاب مذکور کے جملہ حصص کی تعلیم دینا جائز اور مفید ہے، اور حصہ چہارم کے مندرجہ عقائد و مسائل بھی موافق اہل سنت و جماعت کے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ابن حجر کی بلوغ المرام حنفی طلباء پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: (۹۰۹) تعلیم الاسلام اور بلوغ المرام عربی مصنفہ ابن حجر عسقلانیؒ طلباء حنفی پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۹۲۶ھ)

الجواب: کتاب تعلیم الاسلام کے متعلق دوسرے کاغذ پر جواب ہے کہ یہ کتاب بچوں کی تعلیم کے لیے مفید ہے اور موافق کتب فقہ و عقائد حنفیہ کے ہے، بلوغ المرام کا پڑھانے والا اگر عالم محقق حنفی ہو جو کہ حنفیہ کی طرف سے احادیث کی تحقیق کر سکے، اور فقہ حنفیہ کے مسائل کو احادیث صحیحہ سے ثابت کر سکے، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، الغرض ضرورت اس کی ہے کہ نصاب تعلیم میں ایسی کتاب حدیث کی داخل کی جاوے جو کہ حنفیوں کے لیے ترک تقلید کا سبب نہ ہو، بلکہ مؤید مسائل فقہ حنفیہ کا ہو یا فقہ کی کتاب داخل کی جاوے جو کہ مسائل حنفیہ کو مفصل طور سے ثابت کرے اور عمل کے لیے شمع ہدایت ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

علامہ شبلی نعمانی کی کتاب سیرۃ النبیؐ کا مطالعہ کرنا کیسا ہے؟

سوال: (۹۱۰) سیرۃ النبی مصنفہ شبلی نعمانیؒ مطالعہ کرنی کیسی ہیں؟ کچھ عقائد میں تو فرق نہیں

آتا؟ جلد اول میں تین قسم کی حدیث کو غیر معتبر لکھا ہے، ایک روایت ہے کہ دھوپ سے گرم شدہ پانی سے وضو و غسل جائز نہیں کہ اس سے برص ہونے کا اندیشہ ہے، سیرت میں لکھا ہے کہ یہ حدیث غیر معتبر ہے، دوم یہ کہ اگر ذرا سی نیکی پر زیادہ ثواب کا وعدہ اور ذرا سی بدی پر زیادہ عذاب کی دھمکی دی گئی ہو وہ حدیث بھی غیر معتبر ہے، سوم یہ جو مشہور ہے کہ جو شخص ایک دفعہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہتا ہے تو اس کے کہتے ہی ایک جانور پیدا ہوتا ہے جس کے ستر ہزار پر ہوتے ہیں یا ستر ہزار مُنہ، ہر مُنہ میں ستر ہزار زبان، ہر زبان میں نعت النخ وغیرہ وغیرہ سو یہ بھی غیر معتبر ہے، یہ لکھنا سیرۃ النبی کے مصنف کا صحیح ہے یا نہیں؟ اور معراج کو روحانی کہنا کیسا ہے؟ (۱۳۶۱/۱۳۳۵ھ)

الجواب: ایسی کتاب کا مطالعہ کرنا بدون تبحر علمی کے مناسب نہیں ہے، اور اگر مطالعہ کرے تو عالم محقق سے اس کی تحقیق کر لیا کرے، اس پر اعتماد نہ کرے، اور دھوپ میں گرم شدہ پانی سے وضوء کرنا درمختار میں جائز بلا کراہت لکھا ہے، اور شافعیہ کے نزدیک مکروہ لکھا ہے (۱) مگر اس کراہت کو کراہت طیبہ پر محمول کیا ہے، یعنی یہ مضر ہے، شامی نے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کا اثر اس بارے میں صحیح ہے۔ حیث قال: قال ابن حجر: و استعماله يخشى منه البرص كما صحَّ عن عمر رضي الله عنه (۲) پھر آگے حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نقل فرمائی ہے، اور بعد میں فرمایا: وعن عمر مثله (۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث صحیح ہے، دوسرے اور تیسرے قاعدہ کو محدثین

(۱) وَ بِمَاءٍ قَصْدَ تَشْمِيسُهُ بِلا كَرَاهَةٍ وَ كَرَاهَتُهُ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ طَبِئَةً .

(الدَّرَالْمَخْتَار مع رد المحتار: ۱/۲۹۰، کتاب الطَّهَارَةِ ، باب المِیَاه)

(۲) رد المحتار: ۱/۲۹۰، کتاب الطَّهَارَةِ ، باب المِیَاه .

(۳) وَ تَكْرَهُ الطَّهَارَةَ بِالشَّمْسِ ، لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حِينَ سَخَنَتِ الْمَاءَ بِالشَّمْسِ : ” لَا تَفْعَلِي يَا حُمَيْرَاءُ ، فَإِنَّهُ يُورِثُ الْبَرَصَ “ وَعَنْ عُمَرَ مِثْلَهُ (الشَّامِي: ۱/۲۹۰، کتاب الطَّهَارَةِ ، باب المِیَاه)

عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: دخل علي رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد سخنت ماء في الشمس ، فقال: لا تفعلي يا حميرا ، فإنه يُورث البرص . (سنن الدار قطني: ۳۳/۱ ، کتاب الطَّهَارَةِ ، باب الماء المسخن ، رقم الحديث : ۸۳ ، المطبوعة : دار الكتب العلمية ، بيروت ، لبنان)

نے بھی تسلیم فرمایا ہے، اور تیسری حدیث جس میں کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے متعلق فضیلت مذکورہ نقل کی ہے بہ ظاہر وہ غیر معتبر ہے، معراج کو روحانی کہنا جسمانی نہ کہنا اہل سنت و جماعت کے عقیدہ کے خلاف ہے، باقی اور جو کوئی مسئلہ خلاف عقیدہ اہل سنت و جماعت ہو اس پر اعتماد نہ کیا جاوے۔ فقط

کتاب دلائل الخیرات واجب التعظیم ہے

سوال: (۹۱۱) زید دلائل الخیرات کو قابل تعظیم و توقیر نہیں مانتا؟ (۱۳۳۳/۱۲۵۵ھ)

الجواب: دلائل الخیرات میں درود شریف ہیں، جو کہ صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا کا مصداق اور اللہ تعالیٰ کے امر کا امتثال ہے، لہذا اس کے واجب التعظیم ہونے میں کوئی شبہ نہیں، ہاں اگر اس کی بعض روایتوں کو ضعیف مانتا ہو تو من حیث السند ایسا کہنا موجب فسق نہ ہوگا، اور اگر درود شریف و آیات کریمہ کے اعتبار سے کہتا ہے تو اس میں بھی خوف کفر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا الحزب الاعظم کے تمام اوراد معتبر ہیں؟

سوال: (۹۱۲) الحزب الاعظم کے تمام اوراد معتبر اور ماثورہ ہیں یا نہیں؟ (۱۳۳۳-۳۲/۲۶۶۲ھ)

الجواب: الحزب الاعظم میں اکثر ادعیہ ماثورہ ہیں اس کا پڑھنا اور ورد کرنا اچھا ہے۔ فقط

مثنوی مولانا روم پر عمل کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۱۳) مثنوی مولانا روم پر عمل کرنا اور اس کے احکام ماننا ضروری ہے یا نہیں؟

(۱۳۳۵-۲۳/۹۸۶ھ)

الجواب: عمل کرنے کی کتابیں فقہ کی ہیں، تصوف اور حقائق کی کتابوں کے بارے میں یہ سوال نہ کرنا چاہیے کہ وہ قابل عمل کے ہیں یا نہیں؛ ان میں بہت سی باتیں عام فہم سے بالاتر ہوتی ہیں اور شریعت میں ان کی تکلیف نہیں دی گئی، غرض تصوف و حقائق کا فن جداگانہ ہے مثنوی مولانا روم بھی اسی قبیل سے ہے وہ فقہ کی کتاب نہیں اور مسائل فقہ کی بھی کتاب نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتاب ”زین الجالس“ میں خرافات اور کفریہ باتیں ہیں

سوال: (۹۱۴) کتاب زین الجالس میں مضامین مندرجہ ذیل درج ہیں، یہ صحیح ہیں یا نہیں؟

(الف) پیران پیر رحمہ اللہ کا نام بے وضو لینے والے کا سرتن سے جدا ہو جانا۔

(ب) ایک روح سے نکیرین نے سوال کیا، تو اس نے اللہ اور رسول کا نام نہ بتلایا بلکہ عبد القادر رحمہ اللہ کا نام کہہ دیا، اس پر حکم خدا ہوا کہ عذاب کیا جائے، فرشتوں سے حکم خداوندی کی تعمیل کے وقت پیر صاحب کی روح نے گرز چھین لی، اور فرمایا کہ چاہوں تو سب جنت و جہنم کو آتش عشق سے نیست و نابود کر دوں۔

(ج) ملک الموت سے آسمان چہارم پر روحیں چھین لی اور فرشتہ کو طمانچہ بھی رسید کیا۔

(د) کسی مرید کو حاجت ہو تو روضہ النبی اور بارگاہ خداوندی سے مراد جلد حاصل نہ ہوگی، کیونکہ وہاں رحمت عام ہے، مگر پیران پیر سے حاجت طلب کرتے ہی آپ خود کام فرمادیتے ہیں، اگرچہ مرید مشرق و مغرب میں کیوں نہ ہو۔

(ه) جس نے آپ کے قدم کو نہ مانا مردود ہوا، ایک ولی اللہ سے قبر سے اٹھا کر قدم کا اقرار لیا گیا، کیا یہ باتیں صحیح ہیں؟ اور ایسی کتاب کو مسجدوں میں متواتر گیارہ یوم تک پڑھنا اور سنانا، ترغیب دینا، منع کرنے والوں کو وہابی وغیرہ کہنا کیسا ہے؟ اور جو عالم کتاب مذکورہ کے پڑھنے کی اجازت دے اس کے لیے کیا حکم ہے؟ اور ایسے عالم کے وعظ و نصیحت میں شامل ہونا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ (۳۳۹/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: (الف) یہ غلط ہے۔

(ب) یہ قصہ بھی محض غلط اور افتراء ہے اور معتقد اور قائل اس کا بدعتی اور فاسق و فاجر ہے، بلکہ خوف کفر ہے، کیونکہ اس میں اختیارات پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کو قدرت باری تعالیٰ سے بڑھا دیا ہے جو موجب کفر ہے۔

(ج) یہ بھی جھوٹ ہے اور کفر ہے۔

(د) اولیاء اللہ سے بعد مرنے کے بھی فیض ہوتا ہے اہل سنت کو اس کا انکار نہیں ہے، لیکن جو کچھ

فیض ان سے ہوتا ہے وہ بھی بہ حکم خداوندی ہوتا ہے، اور ان کے تصرف کو حکم خداوندی سے بڑھا دینا کفر ہے اور شرک ہے، باری تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا ذُوْنِ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ (سورہ نساء، آیت: ۴۸، اور ۱۱۶) اور قبور سے اور غیر اللہ سے مرادیں مانگنا بھی شرک ہے۔ (ھ) غلط ہے، اور جس کتاب میں اس قسم کی خرافات لکھی ہوں اس کو پڑھنا اور یقین کرنا اور رواج دینا اور اشاعت کرنا حرام اور ناجائز ہے، عالم حقانی قبیح شریعت ہرگز ان باتوں کو روا نہیں رکھ سکتا، اور اشاعت نہیں کر سکتا، اور ترغیب اور اجازت نہیں دے سکتا، پس جو شخص ان امور کو منع کرے وہ عالم ربانی اور قبیح شریعت ہے، اور جو ان امور کی ترغیب دے اور مساجد میں اس قسم کی بدعات اور کفریات کو کرائے وہی وہابی اور بدعتی ہے، اہل محلہ اور اہل مسجد کو لازم ہے کہ وہ اپنی مساجد کو ایسی لغویات سے محفوظ رکھیں، کیونکہ مساجد ان بدعات اور کفریات کے لیے نہیں ہیں بلکہ مساجد صرف نماز کے لیے ہیں، اور جو شخص کتاب مذکور کے پڑھنے کی اجازت دے اس کے وعظ میں شریک ہونا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، ایسے شخص سے قطع تعلق کرنا چاہیے جب تک وہ ان امور سے تائب نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

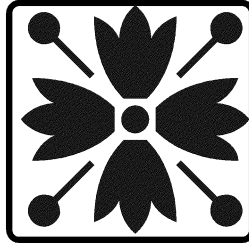
کتاب ”گیارہ مجالس“ میں بہت سی باتیں کفر و شرک کی ہیں

سوال: (۹۱۵) کتاب گیارہ مجالس جس میں حالات و کرامات حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے منقول ہیں، اکثر ان میں ایسے حالات ہیں جن کے سننے سے سخت شکوک و اوہام پیدا ہوتے ہیں، مثلاً یہ کہ اللہ تعالیٰ کے پاس حاجت دیر میں ہوتی ہے اور کبھی نہیں بھی ہوتی، مگر آپ کے پاس فوراً حاجت روائی ہو جاتی ہے وغیرہ وغیرہ، ایسی کتاب کا پڑھنا اور سننا اور ترغیب دینا، ثواب جاننا، محبت اولیاء قرار دینا کیسا ہے؟ ایسی کتاب کو نہ ماننے والے پر کیا حکم ہے؟ متولیان مسجد جب امام مسجد کو حکم پڑھنے کا کریں تو اس کو کیا کرنا چاہیے؟ (۷۷۷/۱۳۳۵ھ)

الجواب: ایسی کتاب پر اعتقاد کرنا اور سننا اور ترغیب دینا وغیرہ سب حرام اور ناجائز ہے، بہت سے امور اس میں کفر و شرک ہیں، اور پیش امام کو متولیان کا حکم اس بارے میں نہ ماننا چاہیے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کسی کی اطاعت نہیں ہے، لا طاعة لمخلوق في معصية

کتاب قصص الانبیاء مستند نہیں

سوال: (۹۱۶) کتاب 'قصص الانبیاء' مستند ہے یا نہ؟ (۴۴/۵۵۸-۱۳۴۵ھ)
الجواب: مستند نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم



مسائل شتیٰ

کفر و اسلام کا سلسلہ کب سے شروع ہوا؟

سوال: (۹۱۷) مسلم اور ہندو حضرت آدم علیہ السلام سے ہیں یا دو قومیں بچ سے ہوئی؟

(۱۱۷۵/۱۳۳۵ھ)

الجواب: ہندو اور مسلمان سب حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، اور کفر و اسلام کا سلسلہ ان کی اولاد سے شروع ہو گیا، پھر نوح علیہ السلام کی اولاد سے شائع ہوا ہے، ان کی اولاد میں بعض کافر تھے، یہ موجودہ ہنود بہ ظاہر انہیں کے سلسلہ سے ہوں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت آدم علیہ السلام جنت سے کیوں نکالے گئے تھے؟

سوال: (۹۱۸)..... (الف) آدم علیہ السلام کس درخت کا پھل کھانے کی وجہ سے جنت سے

نکالے گئے؟

(ب) یہ کہنا کس حد تک درست ہے کہ آدم علیہ السلام کو عورت کے پاس جانے سے منع کیا گیا، انہوں نے اس حکم کے خلاف کیا اس بناء پر دنیا میں بھیجے گئے؟

(ج) مفسرین کے اس خیال سے کہ آدم علیہ السلام نے گندم کھایا اور اس بناء پر دنیا میں بھیجے گئے، یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ آدم علیہ السلام عورت کے پاس گئے کیوں کہ گیہوں کی شکل عورت کی فرج سے مشابہت رکھتی ہے، کہاں تک درست ہے؟

(د) اگر آدم علیہ السلام کو عورت کے پاس جانے سے منع نہیں کیا گیا بلکہ کسی درخت سے منع کیا تو

کیا وجہ ہے کہ حواء کی پیدائش کے بعد منع کیا اس سے پہلے منع نہیں کیا، اور اس کا کیا ثبوت ہے؟

(۱۳۳۵/۱۱۴۹ھ)

الجواب: (الف) صریح آیات و نصوص قرآن سے یہ ثابت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام درخت کے کھانے کی وجہ سے جنت سے اتارے گئے، اس میں اختلاف ہے کہ وہ درخت گندم کا تھا یا انگور کا یا انجیر کا (معالم التنزیل) (۱)
(ب) یہ غلط ہے اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔

(ج) نتیجہ مذکورہ اس سے اخذ کرنا محض لغو اور بے اصل ہے اور یہ وساوس شیطانی سے ہے۔
(د) حضرت حواء کو پیدا ہی اس لیے کیا گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام ان کے ساتھ انس پکڑیں اور ان کے لیے وہ سکون کا سبب ہوں، جیسا کہ آیات قرآن شریف: ﴿وَجَعَلْنَا مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا﴾ (سورہ اعراف، آیت: ۱۸۹) سے ظاہر ہے، پس یہ خیال کرنا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو عورت کے پاس جانے سے منع کیا گیا الخ صریح معارض نص قرآنی کے ہے، ایسا خیال باندھنا محض غلط اور بے اصل ہے، باقی رہا درخت کے کھانے سے منع کرنے میں کچھ حکمتیں ہیں؟ ان کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے اللہ تعالیٰ نے جس وقت منع کرنا مناسب سمجھا منع کیا، اس میں ایسے اعتراضات واہیہ کرنا کہ پہلے سے کیوں نہ منع فرمایا، حضرت حواء کے پیدا کرنے کے بعد کیوں منع فرمایا شرارتِ نفس اور اغوائے شیطان لعین سے ہے، اور قرآن شریف سے تو یہ واضح ہے کہ حضرت آدم اور حضرت حواء دونوں کو درخت کے پاس جانے سے اور کھانے سے منع کیا: ﴿وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ﴾ (سورہ بقرہ، آیت: ۳۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) قال بعض العلماء: وقع النهي على جنس من الشجرة وقال آخرون: على شجرة مخصوصة، واختلفوا في تلك الشجرة، قال ابن عباس و محمد بن كعب و مقاتل: هي السنبلة، وقال ابن مسعود: هي شجرة العنب وقال ابن جريج: شجرة التين وقال قتادة: شجرة العلم وفيها من كل شيء وقال علي: شجرة الكافور. (معالم التنزيل، ص: ۲۲، سورة البقرة تفسير الآية: وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ)

کیا حضور ﷺ کے والدین مسلمان تھے؟

سوال: (۹۱۹) والدین رسول اللہ ﷺ کے کس نبی پر ایمان رکھتے تھے؟ اور شاہ عبد القادر صاحب نے جو سورہ توبہ میں آیت: ﴿وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ﴾ (سورہ توبہ، آیت: ۱۱۳) اور سورہ احقاف میں آیت: ﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ﴾ (۱) کے حواشی پر موضح القرآن میں تحریر فرمایا ہے کہ والدین کے لیے حضرت ﷺ نے دعا نہیں کی، کیا یہ صحیح ہے؛ غرض اس بارے میں عقیدہ اہل سنت والجماعت کا کیا ہے؟ (۱۳۳۱/۲۱۹۷)

الجواب: قال في شرح الفقه الأكبر: و والدًا رسول الله صلى الله عليه وسلم ماتا على الكفر، هذا رد على من قال: إنهما ماتا على الإيمان أو ماتا على الكفر ثم أحياهما الله تعالى، فماتا في مقام الإيقان إلخ (۲) (ص: ۱۳۱، شرح فقه أكبر) وفي الشامي بعد ذكر إحياء أبوي النبي صلى الله عليه وسلم بعد الموت: ولا ينافي أيضًا ما قاله الإمام في الفقه الأكبر من أن والدَيْه صلى الله عليه وسلم ماتا على الكفر، ولا ما في صحيح مسلم: "استأذنتُ ربي أن أستغفر لأمي فلم يأذن لي" وما فيه أيضًا: أن رجلاً قال يا رسول الله! أين أبي؟ قال: في النار، فلما قفا دعاه فقال: إن أبي وأباك في النار لإمكان أن يكون الإحياء بعد ذلك إلخ (وبعد أسطر) وبالجملة كما قال بعض المحققين: إنه لا ينبغي ذكر هذه المسألة إلا مع مزيد الأدب وليست من المسائل التي يضر جهلها أو يسأل عنها في القبر أو في الموقف فحفظ اللسان عن التكلم فيها إلا بخير أولى وأسلم إلخ (۳) (شامی: ۳/۳۸۶)

حاصل یہ ہے کہ احادیث جو آپ ﷺ کے والدین کی موت علی الکفر اور ناری ہونے پر دال ہیں مسلم شریف کی حدیثیں ہیں اور صحیح ہیں، لیکن بہ وجہ امکان احیائے بعد الموت و ورود بعض احادیث

(۱) سورہ عنکبوت، آیت: ۸، سورہ لقمان، آیت: ۱۴، سورہ احقاف، آیت: ۱۵۔

(۲) شرح الفقه الأكبر، ص: ۱۳۰-۱۳۱، قبیل للسلف في الشهادة بالجنة ثلاثة أقوال، مطبع مجتہائی، دہلی۔

(۳) رد المحتار علی الدر: ۲۶۲/۴-۲۶۳، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، مطلب في الكلام على أبوي النبي صلى الله عليه وسلم وأهل الفترة۔

اس بارے میں بعض علمائے محققین نے اس میں کف لسانی اور توقف کو الیق سمجھا ہے، اور تطبیق اس طرح دی ہے کہ ممکن ہے کہ بعد میں زندہ ہو کر ایمان لائے ہوں اور آپ کا یہ فرمانا، إِنَّ أَبِي وَ أَبَاكَ فِي النَّارِ قَبْلَ عِلْمِ بِنَجَاتِهِمَا تَهَاءُ، اور احياء اور قبولِ ایمان بعد اس ارشاد کے ہو، شامی میں ہے: أَلَا تَرَى أَنَّ نَبِيَّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَكْرَمَهُ اللَّهُ تَعَالَى بِحَيَاةِ أَبِيهِ لَهُ حَتَّى آمَنَّا بِهِ كَمَا فِي حَدِيثِ صَحَّحَهُ الْقُرْطُبِيُّ وَابْنُ نَاصِرٍ الدِّينِ حَافِظُ الشَّامِ وَغَيْرُهُمَا فَانْتَفَعَا بِالْإِيمَانِ بَعْدَ الْمَوْتِ عَلَى خِلَافِ الْقَاعِدَةِ إِكْرَامًا لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إلخ (۱)

پس سکوت اس بارے میں اقرب و اصوب معلوم ہوتا ہے (۲) واللہ ولی التوفیق و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خواجہ ابوطالب مؤمن تھے یا نہیں؟

سوال: (۹۲۰) ابوطالب عم نبی ﷺ مؤمن تھے یا کافر؟ بہر حال ان کی محبت میں نبی ﷺ کے ساتھ کچھ شبہ نہیں تو ان کو تصدیق رسالت پر تھی یا نہیں؟ اگر تھی تو اس تصدیق کی وجہ سے بلا تلفظ کلمہ ایمان یا صرف محبت و معاونت کے باعث سے زمرہ مؤمنین میں داخل ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

(۱۳۳۸/۵۱۵ھ)

الجواب: ابوطالب کا قصہ حدیث صحیح میں مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ ان کی اخیر حالت میں اور نزع کے وقت ان کے پاس تشریف لائے اور یہ فرمایا کہ اے چچا! لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہہ لو، تاکہ میں تمہاری طرف سے اللہ تعالیٰ سے عرض معروض کروں، مگر انہوں نے کلمہ توحید نہیں پڑھا اور آخر (۱) الشَّامِي عَلَى الدَّرِّ الْمَخْتَارِ: ۶/۲۸۰، کتاب الجہاد، باب المرتد، مطلب فِي إِحْيَاءِ أَبِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَوْتِهِ .

(۲) فتاویٰ رشیدیہ میں ہے:

سوال: ہمارے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے والدین مسلمان تھے یا نہیں؟

الجواب: حضرت ﷺ کے والدین کے ایمان میں اختلاف ہے، حضرت امام صاحب کا مذہب یہ ہے کہ ان کا انتقال حالت کفر میں ہوا ہے۔ فقط (فتاویٰ رشیدیہ، ص: ۱۰۴، کتاب العقائد، عنوان: حضور ﷺ کے والدین کا اسلام)

کلمہ جو کہا وہ یہ تھا کہ میں عبدالمطلب کے دین پر ہوں (۱) اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کی محبت و اعانت کی وجہ سے ان کو عذاب میں تخفیف ہوگی (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خواجہ عبدالمطلب کے بارے میں کیا حکم ہے؟

سوال: (۹۲۱) آنحضرت ﷺ کے دادا عبدالمطلب کے حق میں کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۰/۱۲۳۰ھ)
الجواب: بہ ظاہر وہی حکم ہے جو جملہ کفار کا ہے، اور عذاب میں خفت تو ہو سکتی ہے۔ فقط

شہادت سے حقوق العباد معاف ہوتے ہیں یا نہیں؟

سوال: (۹۲۲) جو شخص دین کے بارے میں یعنی جہاد میں شہید ہو جاوے اس سے علاوہ دیگر گناہوں کے حقوق العباد بھی معاف ہو جاتے ہیں یا نہیں؟ (۱۳۳۰/۱۸ھ)

الجواب: حقوق العباد معاف نہیں ہوتے (۳) البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ

(۱) عن سعيد بن المسيّب عن أبيه رضي الله عنهما أنّه أخبره أنّه لما حضرت أبا طالب الوفاة جاءه رسول الله صلى الله عليه وسلم فوجد عنده أبا جهل بن هشام وعبد الله بن أبي أمية ابن المغيرة ، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لأبي طالب: أي عمّ! قل: لا إله إلا الله كلمة أشهد لك بها عند الله ، فقال أبو جهل وعبد الله بن أبي أمية: يا أبا طالب! أترغب عن ملة عبد المطلب؟ فلم يزل رسول الله صلى الله عليه وسلم يعرضها عليه، ويعودان بتلك المقالة، حتى قال أبو طالب: آخر ما كلمهم به هو على ملة عبد المطلب، وأبى أن يقول: لا إله إلا الله ، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أما والله! لأستغفرن لك ما لم أنّه عنه ، فأنزل الله فيه: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ الْآيَةِ . (صحيح البخاري: ۱/۱۸۱، كتاب الجنائز، باب: إذا قال المشرك عند الموت: لا إله إلا الله، وفيه أيضًا: ۱/۵۲۸، كتاب المناقب، باب قصة أبي طالب)

(۲) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال (۲۵۸) میں ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۲

(۳) عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنه ، أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: يُغْفَرُ لِلشَّهِيدِ كُلُّ ذَنْبٍ إِلَّا الدِّينَ . (الصحيح لمسلم: ۲/۱۳۵، كتاب الإمارة ، باب من قتل

==

في سبيل الله كفرت خطاياهم إلا الدين)

صاحب حق کو راضی فرما دیوے اور اپنے پاس سے اس کو ثواب اس کے بدلہ میں عطا فرماوے (۱) فقط

کافروں کا مال غصب اور چوری کرنا کیسا ہے؟

سوال: (۹۲۳) ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَزَنًا﴾ (سورہ کہف، آیت: ۱۰۵) اس پر سوال یہ ہے کہ اگر مسلمان کافر کا مال غصب کر لے یا چرائے تو اس کا مواخذہ ہوگا یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۲۹۲)

الجواب: اس آیت سے کفار کے اعمال کا ضبط ہونا اور غیر مفید ہونا ثابت ہوتا ہے، پس اگر کسی مسلمان نے کافر کا مال غصب کیا تو وہ فعل مسلمان کا ہے اس پر مواخذہ کیوں نہ ہوگا، اور اصل یہ ہے کہ ظلم عموماً حرام ہے اور غصب اور سرقت ہر ایک کافر اور مسلم کے مال کا حرام ہے، حدیث شریف میں ہے: **أَلَا لَا تَظْلَمُوا (۲) اور الظلم ظلمات يوم القيامة (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

== وفي المرقاة: قوله: (إِلَّا الَّذِينَ) أراد حقوق الآدميين من الأموال والدماء والأعراض، فإنها لا تعفى بالشهادة. (مرقاۃ المفاتیح: ۶/۱۱۱، کتاب البيوع، باب الإفلاس والإنظار، الفصل الأول، رقم الحديث: ۲۹۱۲)

(۱) الذنب ما يذم به الآتي به شرعاً، وهو أربعة أقسام: وقسم يحتاج إلى التراد وهو حق الآدمي، والتراد إما في الدنيا بالاستحلال أو رد العين أو بدله، وإما في الآخرة برد ثواب الظالم للمظلوم أو إيقاع سيئة المظلوم على الظالم، وأنه تعالى يرضيه بفضله وكرمه. (مرقاۃ المفاتیح: ۲۰۴/۱، کتاب الإيمان، باب الكبائر وعلامات النفاق، الفصل الأول، رقم الحديث: ۴۹)

(۲) عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: **أَلَا لَا تَظْلَمُوا، أَلَا لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ إِلَّا بِطَيْبِ نَفْسٍ مِنْهُ، رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ. (مشكاة المصابيح، ص: ۲۵۵، کتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني)**

(۳) عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: **الظلم ظلمات يوم القيامة. (صحيح البخاري: ۳۳۱/۱، أبواب المظالم والقصاص، باب الظلم ظلمات يوم القيامة و الصحيح لمسلم: ۳۲۰/۲، كتاب البر والصلة والأدب، باب تحريم الظلم)**

سورج گرہن کس تاریخ کو ہوتا ہے؟

سوال: (۹۲۳) اہل ہیئت سے منقول ہے کہ سورج گرہن ۲۸ تاریخ کو ہوتا ہے، اور کسی تاریخ کو نہیں ہوتا ہے، یہی کا مذہب ہے کہ سورج گرہن اور عید الاضحیٰ جمع ہو سکتے ہیں، یعنی گرہن دس تاریخ کو بھی ہوتا ہے، شرعاً کون سا امر محقق ہے؟ (۱۳۳۳-۳۲/۸۳۹ھ)

الجواب: موافق عادت اور تجربہ اور قواعد ہیئت کے یہی ہے کہ سورج گرہن ۲۸ کو ہوتا ہے، دس ذی الحجہ کو نہیں ہو سکتا، خلاف عادت و خرق عادت کا قصہ جدا ہے، پس یہی مطلب ہو کہ خلاف عادت ایسا ممکن ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غلط فہمی سے کسی نے مسئلہ غلط بتا دیا تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۹۲۵) زید نے کتب فقہ کو دیکھ کر کسی حلال چیز کو حرام کہہ دیا، اور تحقیق یہ ہے کہ زید کو غلط فہمی ہوئی، واقع میں وہ چیز حلال ہی تھی اور یقین ہے کہ اگر زید کو سمجھایا جائے تو وہ اس کو حرام کہنے سے باز آجائے گا، ایسی صورت میں زید دائرۃ اسلام سے خارج ہو گیا یا نہیں؟ اور جو اس کو خارج از دائرۃ اسلام سمجھے اس کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۵/۱۵۲۶ھ)

الجواب: غلط فہمی سے کوئی مسئلہ غلط سمجھنے اور غلط بتلانے سے گناہ اور کفر کچھ نہیں ہوتا، وہ معذور ہے، البتہ بعد علم اس امر کے کہ وہ مسئلہ غلط سمجھا گیا اور غلط بتلایا گیا رجوع کرنا اس سے لازم ہے، سلف سے لے کر اس زمانہ تک علماء سے غلطی ہو جاتی ہے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، البتہ بعد علم کے اپنی غلطی سے رجوع کرنا ضروری ہے، بہر حال تکفیر اور تفسیق اس شخص کی جس سے مسئلہ بتلانے میں غلطی ہو گئی جائز نہیں ہے، اس کو کافریا فاسق کہنے والا غلطی پر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مردے کے زندہ ہونے کی دعا کرنا درست نہیں

سوال: (۹۲۶) زید فوت ہو گیا، زید کے بھائی کا یہ عقیدہ ہے کہ دعا میں بہت بڑی طاقت اور بڑا اثر ہے، اور حق تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ حق تعالیٰ زید کو دوبارہ زندہ فرمادے، اور وہ اپنے عزیز و

اقارب سے آملے، یہ خیال زید کے بھائی کا صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۲۱۷۰ھ)

الجواب: زید کے بھائی کا یہ خیال صحیح نہیں ہے، اور اس کو ایسی دعا کرنی نہ چاہیے جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ شہداء اللہ تعالیٰ سے اس کی تمنا کریں گے کہ پھر دنیا میں زندہ ہو کر جائیں، اور پھر اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مارے جائیں، تو اللہ تعالیٰ فرمادے گا کہ یہ نہیں ہو سکتا، جو مر گیا وہ پھر دنیا میں نہیں لوٹا یا جاتا الخ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا اصحاب کہف کا کتا جنت میں جائے گا؟

سوال: (۹۲۷) کلب اصحاب کہف جنت میں جاوے گا یا نہیں؟ (۱۳۳۳-۳۲/۱۴۰ھ)

الجواب: معالم التنزیل میں ایسا ہی منقول ہے کہ اصحاب کہف کا کتا جنت میں جاوے گا۔ قال خالد بن معدان: ليس في الجنة شيء من الدواب سوى كلب أصحاب الكهف و حمار بلعام (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جادو کی حقیقت

سوال: (۹۲۸)..... (الف) زید کا عقیدہ ہے کہ ڈائن (۳) نے ہمارے لڑکے یا بی بی کو مار ڈالا

(۱) عن عبد الله بن مرة عن مسروق قال: سألنا عبد الله عن هذه الآية: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾ (آل عمران: ۱۶۹) قال: أما أنا قد سألنا عن ذلك، فقال: أرواحهم في جوف طير خضر لها قناديل معلقة بالعرش، تسرح من الجنة حيث شاءت، ثم تأوي إلى تلك القناديل، فأطلع إليهم ربهم أطلاعة، فقال: هل تشتهون شيئاً؟ قالوا: أي شيء نشتهي ونحن نسرح من الجنة حيث شئنا؟ ففعل ذلك بهم ثلاث مرات، فلما رأوا أنهم لن يتركوا من أن يسألوا، قالوا: يا رب! نريد أن ترد أرواحنا في أجسادنا حتى نقتل في سبيلك مرة أخرى، فلما رأى أن ليس لهم حاجة تركوا. (الصحيح لمسلم: ۱۳۵/۲-۱۳۶، كتاب الإمارة، باب في بيان أرواح الشهداء في الجنة وأنهم أحياء عند ربهم يرزقون)

(۲) معالم التنزیل، ص: ۵۴۷، تفسیر سورة الكهف، المطبوعة: المطبع الواقع في المعمورة الممئي.

(۳) ڈائن: جادوگرنی جو خیال ہے کہ بچوں کا کلیجہ کھا جاتی ہے۔ (فیروز اللغات)

یا بیمار کر دیا؟

(ب) یہ جو مشہور ہے کہ جادو برحق، کرنے والا کافر، اس کا کیا مطلب ہے؟ اس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ جادوگر میں یہ طاقت ہے کہ وہ آدمی کو مار سکتا ہے بیمار کر سکتا ہے؟ (۲۷۹/۳۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: (الف) یہ عقیدہ جہالت کا عقیدہ ہے، جہلاء ایسا خیال کر لیتے ہیں، اور عقیدہ رکھتے ہیں درحقیقت یہ غلط ہے، فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ ہے، بدون اس کے حکم کے کوئی کچھ نہیں کر سکتا، البتہ یہ چیزیں اسباب امراض و ہلاکت کبھی ہو جاتی ہیں، جو کوئی جو کچھ کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور حکم سے ہوتا ہے ﴿وَمَا تَشَاءُ وَاِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ﴾ (سورہ دہر، آیت: ۳۰) پس زید نے بھی جو کچھ عقیدہ کر لیا ہے اور خیال کر لیا ہے بہ سبب جہل کے اسلام سے خارج نہیں ہوا، اس کو کافر نہ کہا جائے البتہ سمجھایا جائے کہ ایسا عقیدہ نہ رکھے۔

(ب) جادو کے حق ہونے کا یہ مطلب ہے کہ تاثیر جادو کی ہوتی ہے، خود آنحضرت ﷺ پر جادو نے اثر کیا مگر بہ حکم حق تعالیٰ سورہ فلق اور سورہ ناس کے ذریعہ سے وہ زائل ہو گیا (۱) اور یہ اثر جادو میں اللہ تعالیٰ نے ہی رکھا ہے، لہذا جادو کو مؤثر حقیقی نہ کہا جاوے گا، یہ ایسا ہے جیسا کہ شیطان کو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کرنے کی قوت دی ہے اور اس کو مہلت دی ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستہ سے گمراہ کرے مگر یہ قوت اور طاقت اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی ہے؛ اس لیے اس کو مؤثر حقیقی نہیں کہا جاتا البتہ وہ سبب گمراہی کا ہوتا ہے اس سے زیادہ اور کچھ مطلب جادو کے حق ہونے کا نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سحر (جادو) کا اثر ہوتا ہے

سوال: (۹۲۹) زید کہتا ہے کہ میں سحر کا قائل نہیں، آیا زید کا کہنا غلط ہے یا صحیح؟ بہر صورت

(۱) اِنْ يَّهْدِيَا سَحَرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اِحْدَى عَشْرَةِ عَقْدَةٍ فِي وَتَرْدَسْهُ فِي بَنِي، فَمَرْضُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَنَزَلَتْ الْمَعْوَذَتَانِ، وَ اَخْبَرَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِمَوْضِعِ السَّحْرِ، فَارْسَلْ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَجَاءَ بِهِ فَقَرَأَهُمَا عَلَيْهِ، فَكَانَ كَلَّمَا قَرَأَ آيَةَ انْحَلَّتْ عَقْدَةٌ وَ وَجَدَ بَعْضُ الْخَفَةِ. (مرقاۃ المفاتیح: ۳۲/۱۱، کتاب الفضائل والشمائل، باب فی المعجزات، رقم الحدیث: ۵۸۹۳)

زید کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۹/۳۴۱ھ)

الجواب: مذہب اہل سنت و جماعت کا یہ ہے کہ سحر حق ہے یعنی اس کا اثر ہوتا ہے۔ جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر بعض یہود نے سحر کیا، اور آپ پر اس کا اثر ہوا، اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو دفع فرمایا، تفسیر خازن میں ہے: ومذہب أهل السنة أن له وجودًا أو حقيقة والعمل به كفر إلخ (۱) پس زید جو ایسا کہتا ہے وہ مذہب اہل سنت و جماعت سے جا مل ہے، اس کو مذہب اہل سنت و جماعت کی تحقیق کرنی چاہیے، اور علمائے اہل سنت سے دریافت کرنا چاہیے، خود بدون علم کے کوئی رائے قائم کر لینا ٹھیک نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے: إنما شفاء العي السوال (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خطوط وغیرہ کے شروع میں ۸۶ لکھنا

سوال: (۹۳۰) بعض لوگ خطوط یا رسالہ وغیرہ میں محض اعداد بسملہ ہی تحریر کر دیتے ہیں اور بسملہ نہیں لکھتے، آیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اس کا کوئی ثبوت ہے؟ آیا علمائے امت کا معمول بہ ہے؟ عمر اس کی بابت یہ کہتا ہے کہ یہ از قسم بدعات ہیں شرعاً کتب معتبرہ سے اس کا کوئی ثبوت نہیں، یہ صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۸/۱۰۹۶ھ)

الجواب: خطوط یا رسائل وغیرہ کے سروں پر جو لوگ اعداد بسملہ لکھتے ہیں شرعاً اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے، علمائے امت کا معمول بہ ہے، پس عمر کا اس کو قسم بدعات سبب سے شمار کرنا صحیح نہیں ہے (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) لباب التأویل فی معانی التنزیل المعروف بتفسیر الخازن: ۹۸/۱، تفسیر سورة البقرة، رقم الآية: ۱۰۲، المطبوعة: مكتبة حضرة السيد محمد عبد الواحد بك الطوبی وأخيه .
(۲) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الایمان کے سوال: (۱۸۱) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔
(۳) ”آپ کے مسائل اور ان کا حل“ میں ہے:

سوال: ہمارا ایک مسئلہ پر بحث و مباحثہ چلتا رہا، جس میں ہر ایک شخص اپنے اپنے خیالات پیش کرتا رہا، مگر تسلی ان باتوں سے نہ ہوئی، بحث کا مرکز ۸۶ تھا جو کہ عام خط و کتابت میں پہلے تحریر کیا جاتا ہے، جس کا مقصد ہم بسم اللہ الرحمن الرحیم جانتے ہیں، آیا خط کے اوپر ۸۶ لکھنا جائز ہے؟ اگر جائز ہے تو ۸۶ لکھا ہے، اور کس طرح بسم اللہ مکمل بنتا ہے؟

بنی آدم ہونے کے اعتبار سے سب انسان بھائی بھائی ہیں

سوال: (۹۳۱) ایک شخص کہتا ہے کہ بہ حیثیت انسان ہونے کے سب اپنے بھائی ہیں خواہ ہندو ہوں یا مسلمان، بزرگ ہوں یا اولیاء، اور آنحضرت ﷺ کی رسالت کا قائل ہے، اس شخص کا قول صحیح ہے یا نہ؟ (۱۳۴۳ھ/۷۳۰)

الجواب: یہ قول صحیح ہے، انسان سب بنی آدم ہیں اور سب اس اعتبار سے بھائی بھائی ہیں، اور مسلمان سب آپس میں دینی بھائی ہیں، جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ (سورہ حجرات، آیت: ۱۰) اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے: اعبدوا ربکم واکرموا أخاکم (۱) یعنی اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کی تعظیم اور اکرام کرو، اس حدیث شریف میں آپ نے أخاکم سے اپنی ذات مبارک کو مراد لیا ہے، پس معلوم ہوا کہ عام مسلمان اور انبیاء و اولیاء سب آپس میں بھائی بھائی ہیں، اگرچہ باہم فرق مراتب بہت ہے، کما لا یخفی اور آنحضرت ﷺ == اور ہاں کئی آدمیوں کی رائے ہے کہ یہ ہندوؤں کے کسی آدمی نے بات نکالی ہے تاکہ مسلمانوں کو اس کے لکھنے کے ثواب سے محروم کیا جائے، یعنی مکمل وضاحت فرمائیں تاکہ کوئی ایسی غلطی یا بات نہ ہو کہ ہم گناہ کے مرتکب ہوں۔

جواب: ۷۸۶۔ بسم اللہ شریف کے عدد ہیں بزرگوں سے اس کے لکھنے کا معمول چلا آتا ہے، غالباً اس کو رواج اس لیے ہوا کہ خطوط عام طور پر پھاڑ کر پھینک دیے جاتے ہیں، جس سے بسم اللہ شریف کی بے ادبی ہوتی ہے، اس بے ادبی سے بچانے کے لیے غالباً بزرگوں نے بسم اللہ شریف کے اعداد لکھنے شروع کیے، اس کو ہندوؤں کی طرف منسوب کرنا تو غلط ہے، البتہ اگر بے ادبی کا اندیشہ نہ ہو تو بسم اللہ شریف ہی کا لکھنا بہتر ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳۴۸/۸، عنوان: بسم اللہ کے بجائے ۷۸۶ لکھنا، مطبوعہ: کتب خانہ نعیمیہ دیوبند)

(۱) عن عائشة رضي الله عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان في نفر من المهاجرين والأنصار، فجاء بعير فسجد له، فقال أصحابه: يا رسول الله! تسجد لك البهائم والشجر؟ فنحن أحق أن نسجد لك، فقال: اعبدوا ربكم واکرموا أخاکم الحديث. (مشكاة المصابيح، ص: ۲۸۲-۲۸۳، کتاب النکاح، باب عشرة النساء وما لكل واحد من الحقوق)

کی شانِ مبارک تو وہ ہے جو کسی بزرگ نے فرمایا ہے: بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر (۱) ولنعلم ما قیل فی مدحہ صلی اللہ علیہ وسلم :

بلغ العُلیٰ بکمالہ ﴿ کشف الدجی بجمالہ ﴾
حسنت جمیع خصالہ ﴿ صلّوا علیہ وآلہ ﴾

نیک فال کا مطلب

سوال: (۹۳۲) اسلام میں نیک فال جائز اور بد فال کو شرک مانا گیا ہے، حالانکہ کسی نیک و بد فال سے اگر علم غیب کا اظہار سمجھنا مساوی ہے تو نیک فال کیسے جائز ہے؟ (۱۰۳۵/۴۶-۱۳۴۷ھ)
الجواب: نیک فال میں محض یہ ہوتا ہے کہ اس نے کسی موقع پر کسی کو یہ کہتے سنا کہ وہ ایک شخص کو پکار رہا ہے کہ اس کا نام حسن ہے یا محمود ہے یا مسعود وغیرہ ہے، اور یہ کہتا ہے کہ یا حسن یا مسعود یا محمود تو اس کو ایک مسرت اس نام کے سننے سے ہوئی، اور اس نے دل میں خیال کیا کہ نیک آواز کان میں آئی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ میرا کام اچھا ہوگا، اور محمود و مسعود ہوگا، سو اس کو شارع ﷺ نے جائز رکھا ہے (۲) اور پسند فرمایا ہے وکفی بہ قدوۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شیعوں کا سنیوں سے مقدمہ بازی کے لیے زبردستی چندہ وصول کرنا

سوال: (۹۳۳) یہاں شیعہ و سنی عشرہ محرم میں شریک رہتے تھے، یعنی سنی شیعوں کے ساتھ شریک ماتم رہتے تھے، اور جو سنی شریک ماتم نہ ہوتے تھے ان کو زد و کوب کیا جاتا ہے، سال گزشتہ ۱۴۳۱ھ

(۱) ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے بعد آپ ہی بزرگ و برتر ہیں، مختصر بات یہی ہے۔

(۲) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: سمعتُ رسولَ الله صَلَّى الله عليه وسلم يقول: لا طيرة وخيرها الفال قالوا: وما الفال؟ قال: الكلمة الصالحة يسمعونها أحدكم. متفق عليه.

(مشكاة المصابيح، ص: ۳۹۱، كتاب الطب والرقى، باب الفال والطيرة، الفصل الأول)
وعن أنس بن مالك رضي الله عنه أن النبي صَلَّى الله عليه وسلم كان يُعجبه إذا خرج لحاجته أن يسمع يا راشد يا نجیح. (جامع الترمذی: ۱/۲۹۰-۲۹۱، أبواب السیر - باب ما جاء في الطيرة)

میں ایک شخص بیٹھا ہوا نظر آیا، اس کو شیعہ نے زد و کوب کیا، چند سنی مجروح کے شریک ہو گئے، فریقین کے لوگ زخمی ہوئے، اب مقدمہ بازی ہو رہی ہے، اور سب لوگوں سے چندہ بہ جبر وصول کیا جاتا ہے، کیا یہ مذہبی لڑائی ہے؟ اور جو لوگ چندہ نہ دیں گے کیا وہ گنہگار ہوں گے؟ (۱۸۳/۱۳۳۲ھ)

الجواب: یہ مذہبی لڑائی نہیں ہے، محض جدال باطل ہے، اور چندہ دینا تعزیر وغیرہ میں اور اس کی اعانت میں حرام اور ناجائز ہے، نہ دینے والے چندہ کے گنہگار نہیں ہیں، بلکہ مثاب و ماجور ہیں، البتہ جو سنی مظلوم مارے پیٹے گئے، ان کی اعانت کرنا ضروری ہے، اور ان کی کامیابی کے لیے بہ مقابلہ روافض کوشش کرنا اور چندہ دینا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جس عورت نے چند نکاح کیے آخرت میں وہ کون سے شوہر کو ملے گی؟

سوال: (۹۳۴) ایک عورت نے چار نکاح کیے، قیامت میں وہ کون سے شوہر کو ملے گی؟ ان سب کو یا اخیر کو؟ اس مسئلہ کو قرآن و حدیث سے ثابت فرما کر ارقام فرمائیں اور چہارم شوہر سے اس کی اولاد بھی ہوئی اور اس کے ہی گھر میں انتقال ہوا (۲۹/۳۲۵-۱۳۳۰ھ)

الجواب: شامی میں نقل کیا ہے کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ عورت اپنے آخری شوہر کو ملے گی اور عبارت اس کی یہ ہے: لَأَنَّهُ صَحَّ الْخَبْرُ أَنَّ الْمَرْأَةَ لِأَخْرَازِ أَزْوَاجِهَا: أَيِ إِذَا مَاتَ وَهِيَ فِي عَصْمَتِهِ الْخ (۱) (شامی) یعنی جس کے نکاح میں عورت آخر تک رہی اسی کو آخرت میں ملے گی، مثلاً جس کے نکاح کی حالت میں شوہر کا انتقال ہوا وہ عورت اسی کو ملے گی۔ فقط واللہ اعلم

مرنے کے بعد میاں بیوی ایک جگہ رہیں گے یا نہیں؟

سوال: (۹۳۵) مرنے کے بعد خاوند اور زوجہ ایک جگہ رہیں گے یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۳۵۲ھ)

الجواب: اگر عورت اور خاوند دونوں جنتی ہیں تو جنت میں اس کی زوجہ اس کو ہی ملے گی، اور

(۱) رد المحتار علی الدر المختار: ۱۰۴/۳، کتاب الصلوة، باب صلاة الجنابة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي؟

نیز اس حدیث شریف کی تخریج سوال: (۹۳۶) کے حاشیہ: (۲) میں ملاحظہ فرمائیں۔

علاوہ اس کے اور حوریں بھی ملیں گی اور صحبت بھی ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جس کے نکاح میں چار بیویاں ہیں آخرت

میں وہ سب اُس کو ملیں گی یا نہیں؟

سوال: (۹۳۶) زید نے چار نکاح کیے، بعد سزا جزا کیا حشر ہوگا؟ آیا زید کو چاروں منکوحہ ملیں گی یا نہیں؟ اور اگر ان چار میں ایک لونڈی ہو تو؟ علیٰ ہذا القیاس ایک عورت نے چار نکاح کیے تو اس کا کیا انجام ہوگا؟ (۱۳۳۳-۳۲/۱۲۷۹ھ)

الجواب: اگر وہ سب زوجات اور زوج جنتی ہیں تو سب ازواج اسی زوج کو ملیں گی (۱) اور لونڈی بھی مل جائے تو تعجب نہیں، اس کی کچھ تصریح کہیں دیکھی نہیں گئی، بعض روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اول شوہر کو ملے گی اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ جوان میں احسن اخلاقا ہے اس کو ملے گی (۲)

(۱) ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی درج ذیل روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کی متعدد بیویاں ہیں اور وہ سب بیویاں اور شوہر جنتی ہیں تو سب بیویاں اسی شوہر کو ملیں گی۔

وہبت (سودة) يومها لعائشة حين اراد رسول الله صلى الله عليه وسلم طلاقها، فقالت له: أمسكني، قد وهبت يومى لعائشة، لعلی أكون من نساءك في الجنة. (مشكاة المصابيح، ص: ۲۸۰، كتاب النكاح، باب القسم، الفصل الثالث)

(۲) جس عورت نے یکے بعد دیگرے متعدد نکاح کیے ہوں وہ جنت میں کس کے ساتھ رہے گی، اس سلسلہ میں تین طرح کی روایتیں ہیں:

(۱) بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری شوہر کو ملے گی۔ عن میمون بن مهران قال: خطب معاوية أم الدرداء، فأبت أن تتزوج، قالت: سمعت أبا الدرداء يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: المرأة لآخر أزواجها، ولست أريد بأبي الدرداء بدلا. (المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية: ۶۷-۶۸، كتاب الوليمة، باب: المرأة لآخر أزواجها في الآخرة المطبوعة: دار المعرفة، بيروت، لبنان، وإتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة للإمام البوصيري: ۳۹/۵، كتاب النكاح، باب: الزجر عن الانتساب إلى غير الآباء وما جاء في أن المرأة لآخر أزواجها، رقم الحديث: ۴۳۹۸، المطبوعة: مكتبة الرشد، الرياض) ==

جو عورت دوزخ میں داخل ہونے کے بعد جنت میں گئی

وہ جنتی شوہر کی زوجہ ہوگی یا نہیں؟

سوال: (۹۳۷) ایک شخص بلا دخول جہنم جنتی ہوا، اس کی بیوی بہ وجہ معصیت داخل فی النار ہوئی، پھر وہ جنت میں داخل ہو کر اس کی زوجہ ہوگی یا نہ؟ (۱۶۳۱/۱۳۴۰ھ)
الجواب: ہو سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نابالغ بچوں کی عبادات کا ثواب کس کو ملتا ہے؟

سوال: (۹۳۸) نابالغ بچے جو عبادات کرتے ہیں اس کا ثواب کس کو پہنچتا ہے؟
(۱۳۳۳-۳۲/۱۳۷۱ھ)

الجواب: نابالغ اطفال کی عبادات کا ثواب نابالغوں کو ہی پہنچتا ہے۔ کذا فی الدر المختار وغیرہ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

== (۲) اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے زیادہ عمدہ اخلاق والے کو ملے گی۔ عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: قالت أم حبيبة: يا رسول الله! المرأة منا يكون لها زوجان، ثم تموت، فتدخل الجنة هي وزوجها، لأيهما تكون؟ للأول أو للآخر؟ قال: تخير أحسنهما خلقا كان معها في الدنيا يكون زوجها في الجنة يا أم حبيبة، ذهب حسن الخلق بخير الدنيا والآخرة. (المعجم الكبير للطبراني: ۲۳/۲۲۲، ما أسندت أم حبيبة زوج النبي صلى الله عليه وسلم إلخ، رقم الحديث: ۴۱۱، المطبوعة: مكتبة ابن تيمية، القاهرة)

(۳) اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو اختیار دیا جائے گا کہ جس کو چاہے اس کو اختیار کرے، جیسا کہ فتاویٰ عبدالحی میں ہے: فی الغرائب: اختلف الناس في المرأة التي يكون لها زوجان في الدنيا، لأيهما تكون في الآخرة؟ قيل: تكون لآخرهما، وقيل: تُخير فتختار أيهما شاء. (فتاویٰ عبدالحی: ۱۵/۳)

لیکن ایسی کوئی روایت ہمیں نہیں ملی کہ اول شوہر کو ملے گی۔ ۱۲

(۱) ثواب الطفل للطفل يُحصَر (الدر) وفي الشامي: لقوله تعالى: ﴿وَأَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى﴾ (النجم: ۳۹) وهذا قول عامة مشائخنا (الدر والرد: ۵۳۰/۹، كتاب الحظرو الإباحة، فصل في البيع)

سوال: (۹۳۹) یہ جو مشہور ہے کہ نابالغ بچہ کے اعمال کا ثواب والدین کو ملتا ہے صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۲۸۳۵ھ)

الجواب: درمختار میں اس قول کو اختیار کیا ہے کہ لڑکے کے اعمال کا ثواب لڑکے کو ہی ہوتا ہے۔
وقالوا: ثواب الطفل للطفل يحصر إلخ (۱) (درمختار) اور والدین کو تعلیم کا ثواب ہے (۲) فقط

حفظ کے طلباء کا سبق سننے سے استاذ کو ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۴۰)..... (الف) جو شخص طلباء کو قرآن شریف اجرت پر حفظ کراتا ہے، آپس میں جو طلبہ ایک دوسرے کو قرآن شریف سناویں مقصود یاد کرنا ہو تلاوت مقصود نہ ہو، تو استاد کے کان میں جو آواز قرآن شریف سنانے کی آتی ہے اس کا ثواب استاد کو ملے گا یا نہ؟ اور یہ وقت استاد کا عبادت میں صرف ہوتا ہے یا نہیں؟

(ب) طلباء کو یاد کرانے کی غرض سے جو استاد قرآن شریف سنتا ہے اس کا ثواب استاد کو ہوتا ہے یا نہ؟ (۱۳۳۳-۳۳/۶۴۸ھ)

الجواب: (الف) إنما الأعمال بالنیات (۳) حدیث شریف میں وارد ہے، پس اگر نیت عبادت کی ہے ثواب حاصل ہوگا۔

(ب) نیت اچھی ہے تو ثواب ملے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شرابی کو تلاوت قرآن و دیگر عبادات کا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۴۱) شراب پینے والا اگر تلاوت قرآن کرے تو اس کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

(۱۳۳۳-۳۲/۱۳۸۹ھ)

(۱) حوالہ سابقہ۔

(۲) عن أبي مسعود الأنصاري قال: فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ رواه مسلم . (مشكاة المصابيح، ص: ۳۳، كتاب العلم، الفصل الأول، والصحيح لمسلم: ۱۳۷/۲، كتاب الإمارة، باب فضل إعانة الغازي في سبيل الله)
(۳) صحيح البخاري: ۲/۱، باب كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم إلخ

الجواب: جب کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ شراب پینے والا اگر توبہ نہ کرے تو چالیس روز تک کی نماز اس کی قبول نہیں ہوتی (۱) یعنی ثواب نہیں ملتا، تو تلاوت قرآن شریف و دیگر عبادات کا ثواب بہ درجہ اولیٰ اس کو حاصل نہ ہوگا، کیونکہ نماز اصل جملہ عبادات کی ہے، اور تلاوت قرآن شریف وغیرہ عبادات کو مضمّن ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

انبیاء اور نابالغ بچوں پر مصائب کیوں آتے ہیں؟

سوال: (۹۴۲) آیت: ﴿مَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ﴾ سے ثابت ہے کہ مصیبت گناہ کے باعث ہی لاحق ہوتی ہے، اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ انبیاء اور چھوٹے بچے باوجود عدم ارتکاب معاصی کیوں ماخوذ ہوتے ہیں؟ (۱۴۱۰/۳۳-۱۳۳۳ھ)

الجواب: ان حضرات کے لیے رفع درجات کے لیے تکالیف پیش آتی ہیں، اور ﴿فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ﴾ (سورہ شوریٰ، آیت: ۳۰) عام ہے معاصی سے، مقررین پر غیر اولیٰ پر بھی مواخذہ ہو جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نیک لوگوں کو دُنیا میں تکلیف کیوں ہوتی ہے؟

اور بدکار خوش کیوں رہتے ہیں؟

سوال: (۹۴۳) نیک لوگوں کو دُنیا میں تکلیف کیوں ہوتی ہے؟ اور بدکار کیوں خوش رہتے ہیں؟ (۱۴۱۸/۷۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: دُنیا میں تکلیف اس واسطے ہوتی ہے کہ آخرت میں راحت پہنچے۔ ﴿إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ

(۱) عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من شرب الخمر لم تُقبل له صلاة أربعين صباحًا، فإن تاب تاب اللہ علیہ، فإن عاد لم يقبل اللہ له صلاة أربعين صباحًا الحديث.

(جامع الترمذی: ۸/۲، أبواب الأشربة، باب ما جاء في شارب الخمر)

يُسْرًا ﴿سورۃ الم نشرح، آیت: ۶﴾ تکلیف کے بعد آرام ضرور ملتا ہے، اور بدکار یہاں خوش رہتے ہیں وہاں مشقت سے گزاریں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

معصوم بچوں کو جو تکلیف ہوتی ہے اس سے

اُن کے درجات بلند ہوتے ہیں

سوال: (۹۴۳) ایک لڑکا جس کی عمر آٹھ سال کی تھی، بخار ہوا، اور سخت تکلیف روزمرہ رہتی تھی، دن بہ دن تکلیف بڑھتی گئی، بیس روز کے بعد انتقال ہو گیا، کیا وجہ ہے بچے تو معصوم ہوتے ہیں بچوں کو اس صورت میں اس قدر تکلیف کیوں ہوتی ہے؟ شرع شریف میں اس حالت میں کیا حکم ہے؟ (۱۳۱۴/۳۶-۱۳۱۵/۱۷)

الجواب: اس صورت میں اس بچے کو جو تکلیف ہوئی یہ ترقی درجات کے لیے ہوئی، یعنی اگر وہ بچہ زندہ رہتا اور بڑا ہو کر خدا تعالیٰ کی عبادت کرتا اور نیک کام کرتا اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند فرماتا، اب چونکہ وہ تھوڑی عمر میں فوت ہوا تو جو تکالیف بیماری کی اس کو ہوئیں وہ اس کے لیے موجب ترقی درجات ہوں گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بچوں کو معصوم کہنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۴۵) جب کہ لفظ معصوم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں نازل ہوا ہے تو بچوں کو معصوم کہنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۴۷)

الجواب: معصوم صرف انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں اور بچوں کو بہ وجہ غیر مکلف ہونے کے کہہ دیتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جنت میں جماع کرنے سے منی نہیں نکلے گی

لیکن لذت میں کوئی کمی نہیں ہوگی

سوال: (۹۴۶) جنت میں جماع کرنے سے اگر منی نہ گرے گی تو لذت ویسی ہی حاصل ہوگی

جیسا کہ منیٰ کرنے سے حاصل ہوتی ہے یا نہیں؟ (۳۶/۳۹-۱۳۴۷ھ)

الجواب: وہاں پر منیٰ نہ گرے گی صرف لذت اسی طرح کی حاصل ہوگی جیسا کہ حدیث میں وارد ہے: لَا يَسُولُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ وَلَا يَتَفَلُّونَ وَلَا يَمْتَخِطُونَ (الحديث) (۱) پس اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ منیٰ بھی نہ گرے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عنین جنت میں جماع پر قادر ہوگا یا نہیں؟

سوال: (۹۴۷) بہشت میں عنین بھی جماع پر قادر ہوگا یا نہ؟ (۱۶۲۹/۱۳۴۰ھ)

الجواب: ظاہر ہے کہ جنت میں وہ عنین نہ رہے گا کہ یہ عوارض و امراض دنیاویہ وہاں نہ ہوں گے، بہشت آنجا کہ آزارے نباشد (بہشت وہ جگہ ہے جہاں کوئی بیماری نہیں ہے) فقط واللہ اعلم

منکر و نکیر کا سوال اور اہل جنت و دوزخ کی گفتگو کس زبان میں ہوگی؟

سوال: (۹۴۸) فرشتے آپس میں کس زبان میں گفتگو کرتے ہیں؟ نکیرین اور موتیٰ کا سوال و جواب کون سی زبان میں ہوگا؟ اہل جنت کس زبان میں گفتگو کریں گے؟ اہل نار کی گفتگو جہنم میں کس زبان میں ہوگی؟ (۱۸۳۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أحبوا العرب لثلاث: لأني عربيّ والقرآن عربيّ وكلام أهل الجنة عربيّ، رواه البيهقيّ في شعب الإيمان (۲) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل جنت کی زبان عربی ہوگی اور بعض روایات میں فارسی دری (۳) کی زیادتی بھی آئی ہے، کما فی الشّامی بحديث لسان أهل الجنة

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنّ أول زمرة يدخلون الجنة على صورة القمر ليلة البدر و الذين يلونهم على أشد كوكب دري في السماء إضاءة لا يبولون الحديث .

(الصحيح لمسلم: ۳۷۹/۲، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها)

(۲) مشکاة المصابيح، ص: ۵۵۳، كتاب الفتن، باب مناقب قریش و ذکر القبائل، الفصل الثالث.

(۳) دری: ایک قسم فارسی زبان کی، منسوب طرف درہ کوہ کے۔ (لغات کشوری)

العربیّة والفارسیّة الذریۃ الخ (۱) باقی ملائکہ کے کلام کے متعلق کوئی تصریح نہیں دیکھی گئی، ظاہر یہ ہے کہ وہ بھی عربی زبان میں تکلم کریں گے، اور سوال نکیرین بھی عربی میں ہوگا، اور اہل دوزخ کے کلام بھی اگر عربی میں ہو تو کچھ اشکال نہیں، اور ظاہر آیات قرآنیہ یہی ہے: ﴿وَنَادَىٰ أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنِ افْضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ﴾ (سورہ اعراف، آیت: ۵۰) ﴿وَنَادُوا يَمْلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾ (سورہ زخرف، آیت: ۷۷) وغیرہا من الآیات والأحادیث اور اگر کسی دوسری زبان میں ہو تب بھی ممکن ہے، الغرض ایسے سوالات سے کچھ حاصل نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

گرونانک سے متعلق ایک من گھڑت قصہ

سوال: (۹۳۹) ایک شخص بیان کرتا ہے کہ بابانانک صاحب مکہ شریف تشریف لے گئے تھے، وہاں بیت الحرام کی طرف پاؤں کر کے سو گئے، ایک آدمی نے آکر ان کے پاؤں دوسری طرف کو کر دیئے اور بیت الحرام بھی اسی طرف ہو گیا، جس سے یہ ثابت کیا کہ مسلمان جھوٹے ہیں اور سکھوں کا مذہب سچا ہے، یہ بات صحیح ہے یا نہیں ہے؟ اور وہ شخص کیسا ہے؟ (۱۵۵۴/۱۳۳۸ھ)

الجواب: یہ قصہ محض افتراء اور بہتان ہے، اور وہ شخص جو ایسا کہتا ہے مفتری کذاب ہے، اس کا قول بالکل قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ہمزاد کیا چیز ہے؟

سوال: (۹۵۰) یہ جو کہتے ہیں کہ ہر آدمی کے ساتھ ہمزاد ہے تو کیا کسی حدیث سے ثابت ہے؟ اور ہمزاد کیا چیز ہے جن سے یا کچھ اور ہے؟ (۱۳۳۵/۴۲ھ)

الجواب: حدیث شریف میں یہ وارد ہے: ما منکم من أحد إلا وقد وُکِّلَ به قرینہ من الجنّ وقرینہ من الملائکۃ الحدیث (۲) یعنی ہر ایک شخص کے ساتھ دو قرین ہوتے ہیں: ایک (۱) الذرّ المختار مع الشّامی: ۱۶۱/۲، کتاب الصّلاۃ، باب صفة الصّلاۃ، آداب الصّلاۃ، قبیل مطلب: الفارسیۃ خمس لغات .

(۲) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ما منکم من أحد الحدیث. (مشکاۃ المصابیح، ص: ۱۸، کتاب الإیمان، باب فی الوسوسۃ، الفصل الأول)

فرشتہ، اور ایک جن، فرشتہ خیر کا حکم کرتا ہے اور جن برائی کا حکم کرتا ہے، فرشتہ کا نام ملہم ہے، اور جن کا نام وسواس ہے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حاملہ عورت قیامت کے دن قبر سے حمل کے ساتھ اٹھے گی یا بغیر حمل کے؟

سوال: (۹۵۱) حاملہ عورت روز قیامت قبر سے مع حمل اٹھے گی یا وضع حمل؟ (۱۳۳۵/۱۹۶)ھ
الجواب: اس بارے میں کوئی تصریح نہیں دیکھی، ظاہر یہ ہے کہ مع حمل محسوس ہوگی۔ کما ورد
فی الحدیث: کما تموتون تحشرون، الحدیث (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

پل صراط کس چیز کا ہے؟

سوال: (۹۵۲) پل صراط کس چیز کا ہے؟ (۱۳۳۷/۲۵۹۷)ھ
الجواب: حدیث شریف میں یہ آیا ہے کہ صراط ایک پل ہے۔ بچھایا ہوا جہنم پر، باریک تر ہے
بال سے، اور تیز ہے تلوار سے (۳) حقیقت اس کی کسی کو معلوم نہیں ہے کہ کا ہے کا ہے۔ فقط واللہ اعلم

نوٹ: حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانی قدس سرہ کے فتاویٰ اس جلد پر مکمل
ہو گئے۔ والحمد للہ۔



(۱) قوله: (وقرینه من الجنّ) أي صاحبه منهم ليأمره بالشرّ، واسمه "الوسواس" وهو ولد يولد
لإبليس حين يولد لبني آدم ولد، وقوله: (وقرینه من الملائكة) أي ليأمره بالخير واسمه "الملهم"
(مرقاۃ المفاتیح: ۱/۲۲۸، کتاب الإیمان، باب الوسوسة، الفصل الأوّل، رقم الحدیث: ۶۷)
(۲) مرقاۃ المفاتیح: ۷/۳۷۵، کتاب الجہاد، الفصل الثانی، وفيه أيضًا: ۱/۳۳۲، کتاب الإیمان،
باب إثبات عذاب القبر، الفصل الثالث.

(۳) مسلم شریف میں ہے: قال أبو سعيد الخدري رضي الله عنه: بلغني أنّ الجسر أدق من
الشّعرة وأحد من السيف. (الصحيح لمسلم: ۱/۱۰۳، کتاب الإیمان، باب إثبات رؤية
المؤمنين في الآخرة ربهم سبحانه وتعالى)